بفضل خدای سبحان آفرین و خالق آسمان و زمین

درین زمان میمنت اقتران نسخهٔ متبرکه و عجالهٔ شریفه مملو از حالات اصحاب صفا مسمی به

خزینة الاصفیا جلد ۱

مؤلفهٔ جامع کمالات صوری و معنوی جناب مفتی مولوی غلام سرور صاحب مرحوم لاهوری

در مطبع منشی نولکشور واقع کانپور بحسن و خوبی طبع شد

فہرست کتب

اطلاع — اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب تاریخ زبان اردو کی کچھ کتابین ذیل مین درج کرتے ہین تاکہ قدردانون کو معلوم ہو جاوے کہ جس فن کی یہ کتاب نایاب ہے اور بھی ذخیرہ کتب اس فن کا مطبع ہذا مین موجود ہے

کتب تاریخ زبان اردو

تاریخ نادر راجستان با نقشہ جات و تصویرات — یہ نادر مجموعہ تاریخ راجپوتان کے یادگار ہے جسکے صحیح تاریخی حالات سے شوکت و سطوت قوم راجپوت کی آشکار ہے قابل دید ہے کاغذ نفیس چھاپہ پاکیزہ بڑے اہتمام سے چھپی —

صولت افغانی — اردو اس مین واقعات فرمانروایان ہندوستان و تحقیق انساب افغانان ہے از محمد زر داد خان

فتوحات ہند — خلاصہ تاریخ واقعات ہند از عنایت حسین صاحب —

اقوام الہند — بیان اقوام مختلفات کا نہایت عمدہ —

تاریخ چین — جیمس کارن صاحب مرحوم کی تصنیف سے حالات ملک چین ابتداء طوفان تا نہایت ۱۸۶۷ع مشرح حالات اور عجائبات ملک چین کے مندرج ہین —

تذکرۃ الکاملین — مشاہیر حکما و علما کا تذکرہ مع تصاویر

عجائبات روزگار — تصنیف جناب مسٹر راجندر صاحب بہادر بیان اشیا و مقامات مع تصاویر ہے —

طلسم ہند — جس مین احوال تمامی راجگان ہنود از راجا راجہ جدہشٹر اور بعد اختتام سلطنت جملہ راجاؤن کے احوال سلطنت بادشاہان اسلام کا ہے تا عہد واجد علی شاہ —

تاریخ عہدنامجات و اقرارنامجات و عطا سند متعلقہ ریاستہا ہندوستان و حدود ہندوستان کل سات جلد —

جلد اول جس مین عہدنامجات و اقرارنامجات و عطا سند متعلقہ لفٹنٹ گورنری بنگالہ یعنی برہما و کوچ بہار و منی پور و کوچ بہار و آشکم و سرحدات جنوبی و مغربی و شمالی و ممالک کٹک و برہما و ملایا [illegible] ہین —

جلد دوم جس مین عہدنامجات و اقرارنامجات و عطا سند متعلقہ اضلاع شمالی و مغربی ہندوستان دہلی و رامپور اور فرخ آباد و بنارس و اودھ و نیپال و پنجاب و ممالک سرحدی پنجاب وغیرہ ہین —

جلد سوم جس مین عہدنامجات و عطا سند متعلقہ خاندان پیشوا و ناگپور و بندیلکھنڈ —

جلد چہارم جس مین عہدنامجات و عطا سند متعلقہ خاندانہای ملک راجپوتانہ و وسط ہند و مالوہ —

جلد پنجم جس مین عہدنامجات و اقرارنامجات و عطایای سند متعلقہ ریاستہای حیدرآباد و میسور و کورگ و احاطہ مدراس اور جزیرہ سیلون یعنی سنگلدیپ —

جلد ششم جس مین عہدنامجات و اقرارنامجات و عطا سند متعلقہ بمبئی پریزیڈنسی یعنی ستارا و کلہاپور و ساونت واڑی و جاگیر [illegible] و کلاپور [illegible] ورت و کچھ و باسدا و جوار سندہ اور [illegible] و گائیکوار و کاٹھیاوار و کچھ و پالن پور و ماہی کانٹھا —

جلد ہفتم جس مین [illegible] و اقرارنامجات و سندہای متعلقہ سندہ و بلوچستان و [illegible]

فہرست مضامین جلد اول کتاب خزینۃ الاصفیا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	حمد خدا و جل شانہ	۶۴	حال امام احمد حنبل رض	۱۰۱	حال شیخ احمد بن مبارک
۴	مخزن اول حال پیغمبر و خلفائے اعظم	۶۶	حال امام علی نقی رض	〃	حال شیخ احمد رفاعی
۷	حال حضرت صدیق اکبر رض	۷۰	حال امام حسن عسکری رض	۱۰۳	حال سید شرف الدین عیسی
۹	حال حضرت عمر رض	۷۳	حال محمد مہدی رض	〃	حال شیخ صدقہ بغدادی
۱۳	حال حضرت عثمان رض	۷۶	مخزن دوم در ذکر مشائخ قادریہ	۱۰۴	حال ابو عمر صریفینی
۱۵	حال حضرت علی رض	〃	حال شیخ معروف کرخی رض	۱۰۵	حال شیخ محمد الاوانی
۲۶	حال امام حسن رض	۷۸	حال حضرت شیخ سری سقطی رض	〃	حال شیخ ابو السعود بن الشبل
۲۸	حال امام حسین رض	۸۱	حال جنید بغدادی رض	۱۰۶	حال شیخ حیات حرانی
۳۰	حال امام زین العابدین رض	۸۶	حال ابو بکر شبلی رض	۱۰۷	حال شیخ ابو عبد الرحمان
۳۵	حال امام محمد باقر رض	۸۹	حال عبد الواحد تمیمی رض	۱۰۸	حال سید شمس الدین عبد العزیز
۳۹	حال امام جعفر صادق رض	۹۰	حال ابو الفرح طرطوسی رض	〃	حال ابو مدین مغربی
۴۳	حال امام ابو حنیفہ کوفی رض	〃	حال ابو الحسن ہنکاری رض	۱۰۹	حال شیخ تاج الدین عبد الرزاق
۴۶	حال امام مالک رض	〃	حال ابو سعید مخزومی رض	۱۱۰	حال سید ابو الفضل محمد
〃	حال امام یوسف رض	۹۱	حال حماد دباس رض	〃	حال سید ابو زکریا یحیی
۴۷	حال امام شیبانی رض	۹۲	حال شیخ بقا رض	〃	حال سید عبد الوہاب
〃	حال امام موسی کاظم	۹۴	حال شیخ علی بن ہیتی رض	۱۱۱	حال شیخ ابو نصر موسی
۵۰	حال امام شافعی رض	[illegible]	حال غوث الاعظم محی الدین گیلانی رض	〃	حال شیخ موفق الدین
۵۲	حال امام علی رضا رض	۱۰۰	حال ابو عمر قریشی رض	〃	حال شیخ ابو اسحاق ابراہیم
۶۱	حال محمد بن علی نقی رض	〃	حال شیخ قضیب البان	۱۱۲	حال صدر الدین قونوی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۲	حال شیخ محی الدین عزلی	״	حال شاہ معروف چشتی	۱۵۴	حال میاں میر لاہوری
۱۱۳	حال شیخ محمد حیات بن احمد	۱۳۴	حال سید محمد نور گیلانی	۱۶۰	حال سید غلام غوث شاہ حاکم
۱۱۴	حال امام عبداللہ یافعی	۱۳۵	حال شاہ قمیص گیلانی	۱۶۱	حال سید شاہ بلاول
״	حال شاہ نعمت اللہ ولی	״	حال سید اسماعیل ابدال	۱۶۳	حال سید عبدالقادر لکڑآبادی
۱۱۵	حال بہاء الدین جنیدی	۱۳۶	حال سید الٰہ بخش گیلانی	۱۶۴	حال شیخ عبدالحق دہلوی
״	حال سید محمد غوث اوچی	״	حال شیخ خضر سیوستانی	״	حال مسکین شاہ لاہوری
۱۱۷	حال سید شاہ فیروز	۱۳۷	حال شاہ نور حضوری	۱۶۵	حال سید محمد مقیم
״	حال سید عبدالقادر ثانی	۱۳۷	حال سید موسیٰ پاک شہید	۱۶۶	حال شیخ مادھو لاہوری
۱۲۱	حال سید محمود لاہوری	۱۳۸	حال شیخ عبدالوہاب متقی	۱۶۸	حال خواجہ بہاری لاہوری
۱۲۲	حال سید عبدالقادر گیلانی	۱۴۰	حال سید صدقی گیلانی	۱۶۹	حال شاہ سلیمان قادری
״	حال سید عبدالرزاق گیلانی	۱۴۱	حال سید کامل شاہ لاہوری	۱۷۱	حال سید جان محمد حضوری
۱۲۳	حال سید مبارک حقانی	״	حال شیخ حسین لاہوری	״	حال محمد صالح اکبرآبادی
۱۲۴	حال سید محمد غوث بالاپیر	۱۴۶	حال شیخ حسین قادری	۱۷۳	حال شاہ چراغ لاہوری
״	حال سید بہاء الدین المشہور بہاول شیر قلندر	۱۴۷	حال شیخ نعمت اللہ سرہندی	۱۷۳	حال شیخ ملا شاہ لاہوری
۱۲۶	حال مخدوم جی قادری	״	حال شاہ بدر گیلانی	۱۷۴	حال محمد دارا شکوہ
״	حال سید عبداللہ ربانی	۱۴۸	حال شاہ شمس الدین لاہوری	۱۷۵	حال شاہ صفی اللہ
۱۲۷	حال سید اسماعیل گیلانی	״	حال سید عبدالقادر ثالث گیلانی	۱۷۶	حال حاجی جمیل لاہوری
״	حال سید حامد گیلانی	۱۴۹	حال شاہ ابوالمعالی لاہوری	۱۷۷	حال حاجی محمد ہاشم
				״	حال سید میر محمد دین
۱۲۸	حال شیخ داود کرمانی	۱۵۱	حال میاں نتھا لاہوری	۱۷۸	حال سید محمد امیر گیلانی
۱۳۱	حال شیخ بہلول دریائی	۱۵۲	حال حاجی مصطفیٰ	۱۷۹	حال شیخ حاجی محمد قادری
۱۳۲	حال شیخ ابواسحاق قادری	۱۵۳	حال شیخ عبد[illegible]	۱۸۰	حال شیخ حسن تیلی
۱۳۳	حال سید میران	״	حال [illegible]	۱۸۲	حال سید جعفر گیلانی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۳	حال عبد الحلیم گیلانی	۱۹۷	حال امیر بیگ نوشاہی	۲۱۱	حال مصاحب خان قادری
۱۸۵	حال سید محمد فاضل گیلانی	۱۹۸	حال شاہ عنایت قادری	״	حال شاہ صدر الدین حجرہ والہ
۱۸۶	حال خواجہ محمد فضیل نوشاہی	۱۹۹	حال عبد اللہ گیلانی	״	حال شیخ سعد الدین حجرہ والہ
۱۸۷	حال شیخ رحیم داد قادری	״	حال جمال نور نوشاہی	۲۱۲	حال جان محمد قادرے
۱۸۸	حال سید عمر گیلانے	״	حال حافظ معصوم نوشاہی	״	حال عبد اللہ شاہ بلوچ لاہورے
״	حال سید حسین پشاوری	۲۰۰	حال شاہ محمد نوشاہ لاہورے	۲۱۵	حال شیخ محمود قادرے
״	حال شاہ رضا لاہوری	۲۰۱	حال پیر محمد سچیار نوشاہی	״	حال سید عادل شاہ گیلانی
۱۸۹	حال محمد صالح نوشاہی	۲۰۲	حال رکن الدین نوشاہی	۲۱۶	حال سید شادی شاہ قادری
״	حال صدر الدین نوشاہی	״	حال شیخ عبد الرحمان نوشاہی	״	حال شاہ سردار قادرے
۱۹۰	حال شاہ درگاہی لاہورے	۲۰۳	حال عبد القادر گیلانی	۲۱۷	حال سید علی شاہ قادری لاہورے
״	حال تاج محمود قادری	۲۰۵	حال شاہ حمید نوشاہی	۲۱۸	حال سردار علی شہید
۱۹۲	حال عبد الحمید نوشاہے	״	حال شیخ محمد نوشاہے	۲۲۰	حال شاہ غلام سنے
״	حال سید نور محمد گیلانی	۲۰۶	حال شیخ عنایت اللہ	۲۲۱	حال قطب الدین امام
״	حال خوش محمد نوشاہی	״	حال محمد سلطان لاہورے	۲۲۲	حال شیخ مسلم خان قادری
۱۹۳	حال حافظ برخوردار نوشاہی	۲۰۷	حال شاہ حسین حجرہ والہ	״	مخزن سوم در ذکر اولیائے چشتی ۲۲۳
״	حال عبد الوہاب حضوری	״	حال رحمت اللہ نوشاہی	״	حال حسن بصرے
״	حال محمد تقی نوشاہے	۲۰۸	حال نصرت اللہ نوشاہی	۲۲۵	حال عبد الواحد بن زید
۱۹۴	حال ہاشم دریا ولی	״	حال میر بھلی شاہ قصورے	۲۲۸	حال خواجہ فضیل عیاض
۱۹۵	حال سید احمد شیخ اللہ گیلانی	۲۰۹	حال سعد اللہ نوشاہی	۲۳۱	حال سلطان ابراہیم ادہم
״	حال سید بدر الدین گیلانی	״	حال محمد عظیم قادرے	۲۳۴	حال حذیفہ المرعشی
۱۹۶	حال شاہ شرف لاہوری	۲۱۰	حال شاہ سردار قادری	۲۳۷	حال خواجہ ہبیرۃ البصری
״	حال عصمت اللہ نوشاہی	״	حال سید محمد رزاق گیلانی	۲۳۸	حال خواجہ علو دینوری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۹	حال ابو اسحاق شامی	۳۰۸	حال شیخ حمید الدین صوفی	۳۴۳	حال حسام الدین ملتانی
۲۴۱	حال ابو احمد چشتی	۳۰۹	حال قاضی حمید الدین ناگوری	〃	حال خواجہ فخر الدین مروزی
۲۴۳	حال ابو محمد چشتی	۳۱۳	حال محمد صابر چشتی	۳۴۴	حال میر حسن علاء سنجری
۲۴۶	حال ابو یوسف چشتی	〃	حال شیخ داؤد پالیے	〃	حال مولانا ضیاء الدین برنی
۲۴۸	حال مودود چشتی	〃	حال عبد العزیز ناگورے	۳۴۶	حال شیخ برہان الدین غریب
۲۵۱	حال خواجہ احمد چشتی	۳۱۴	حال سید امام علی ناحق	۳۴۸	حال شیخ حسام الدین سوختہ
۲۵۲	حال شاہ محمود سبحان	〃	حال شیخ برہان الدین محمود	〃	حال عزیز الدین صوفی
〃	حال حاجی شریف	۳۱۵	حال خواجہ علاء الدین علی صابر	۳۴۹	حال شیخ شمس الدین یحییٰ
۲۵۴	حال خواجہ عثمان ہارونی	۳۱۹	حال بدر الدین بن علی چشتی	〃	حال ملک زادہ احمد
۲۵۶	حال خواجہ معین الدین حسن سنجری	۳۲۰	حال خواجہ منتخب الدین چشتی	۳۵۰	حال شیخ دانیال چشتی
۲۵۷	حال قطب الدین بختیار	〃	حال سید محمد کرمانے	۳۵۱	حال مولانا فخر الدین زرادی
۲۷۶	حال شاہ شمس الدین التمش	۳۲۱	حال شیخ نظام الدین کرنی	〃	حال ضیاء الدین نخشبی
۲۷۸	حال شیخ جلال الدین تبریزی	〃	حال شیخ شمس الدین ترک پانی پتی	۳۵۲	حال فرید الدین ناگوری
۲۸۳	حال محمد ترک نارنولے	۳۲۵	حال قاضی محی الدین کاشانی	۳۵۳	حال شیخ کمال الدین علامہ
۲۸۴	حال فخر الدین چشتی	〃	حال خواجہ علاء الدین چشتی	〃	حال شیخ نصیر الدین چراغ دہلی
〃	حال خواجہ محمود موینہ دوز	۳۲۶	حال خواجہ شمس الدین چشتی	۳۵۷	حال اخی سراج الدین براونی
۲۸۵	حال شیخ بدر الدین غزنوی	〃	حال شیخ شرف الدین بو علی قلندر	۳۵۸	حال شیخ صدر الدین حکیم
〃	حال شیخ جمال ہانسوے	۳۲۸	حال خواجہ نظام الدین براونی	۳۵۹	حال قطب الدین منور
۲۸۶	حال شیخ احمد نہر واسنے	۳۳۹	حال خواجہ امیر خسرو	۳۶۰	حال خواجہ معین الدین خورد
۲۸۷	حال شیخ فرید الدین گنج شکر	۳۴۲	حال مولانا معید الدین	۳۶۱	حال علاء الدین نیلے
۳۰۵	حال شیخ نجیب الدین متوکل	〃	حال وجیہ الدین یوسف	〃	حال سراج الدین چشتی
۳۰۷	حال شیخ نظام الدین ابو المؤید	〃	حال خواجہ امام چشتی	〃	حال شیخ جلال الدین پانی پتی

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۳۶۵	حال شیخ حمید قلندر	۳۹۰	حال قاضی شہاب الدین	۴۰۹	حال راجی حامد شاہ
۳۶۶	حال سید محمد بن مبارک	۳۹۱	حال میر سید یداللہ چشتی	[illegible]	حال شیخ حسن طاہر
〃	حال یوسف چشتی	۳۹۲	حال شیخ نور الدین قطب عالم	۴۱۰	حال شیخ بختیار چشتی
〃	حال تاج الدین شیر سوار	۳۹۳	حال شیخ شبلی پانی پتی	۴۱۱	حال شیخ محمد [illegible]
۳۶۷	حال شیخ عبد المقتدر	〃	حال علاء الدین قریشی	〃	حال شیخ عزیز اللہ متوکل
۳۶۸	حال شیخ علاء الدین بنگالی	۳۹۴	حال بہرام چشتی	۴۱۲	حال الہداد جونپوری
۳۷۰	حال حسام الدین فتحپوری	〃	حال کبیر چشتی	〃	حال شیخ احمد مجد شیبانی
۳۷۱	حال قاضی سادن	۳۹۵	حال ابوالفتح جونپوری	۴۱۵	حال شاہ [illegible]
〃	حال سعد اللہ کیسہ دار	۳۹۶	حال شیخ عارف چشتی	〃	حال شیخ محمد حسن چشتی
〃	حال سید اشرف جہانگیر سمنانی	۳۹۷	حال ابوالفتح قریشی	۴۱۶	حال شیخ عبد القدوس گنگوہی
۳۷۸	حال اختیار الدین عمر ایرجی	〃	حال شیخ پیارا	۴۱۸	حال عبد الکبیر بالا پیر پانی پتی
〃	حال مولانا خواجگی چشتی	۳۹۸	حال شیخ مینا چشتی	〃	حال بہاء الدین جونپورے
۳۷۹	حال شیخ احمد تھانیسری	۳۹۹	حال شمس الدین طاہر	۴۱۹	حال خانو گوالیارے
۳۸۰	حال شیخ فتح اللہ اودھی	〃	حال جلال الدین گجراتی	〃	حال شیخ علاء الدین اجودھنی
〃	حال عین الدین قتال	۴۰۰	حال شاہ کاکو لاہورے	۴۲۰	حال جلال الدین قریشی
۳۸۱	حال سید محمد گیسو دراز	〃	حال حسام الدین مانکپوری	۴۲۲	حال سید سلطان بہرائچی
۳۸۲	حال محمد متوکل کنتوری	۴۰۱	حال سعد الدین خیرآبادی	〃	حال سید علی قوام
۳۸۳	حال شیخ یوسف بدہ ایرجی	〃	حال شاہ میا بھجے	۴۲۳	حال عبد الرزاق جھنجانہ
۳۸۴	حال شیخ احمد عبد الحق ردولی	۴۰۲	[illegible] سید محمد بن جعفر مکی	〃	حال شیخ یوسف چشتی
۳۸۷	حال شیخ شیر خان یک چشتی	۴۰۵	حال سید محمد ملاوہ	۴۲۴	حال شیخ امان پانی پتی
۳۸۸	حال شیخ قوام الدین چشتی	۴۰۶	[illegible] سید حصارے	۴۲۵	حال شیخ حمزہ دہرسہ
۳۸۹	حال شیخ سارنگ چشتی	〃	حال [illegible]ین ناگوری	۴۲۶	حال حسام الدین متقی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۷	حال میر سید عبد الاول چشتی	״	حال عبد اللہ انصارے	۴۶۹	حال عبد الجلیل لکھنوی
۴۲۸	حال قاضی خان ظفر آبادی	۴۴۹	حال افتخار الدین محمد	۴۷۰	حال حاجی عبد الکریم لاہوری
״	حال شیخ عبد العزیز چشتی لاہوری	״	حال جلال الدین تھانیسری	۴۷۱	حال درویش پشاوری
۴۲۹	حال شیخ علی متقی	۴۵۰	حال سید مزمل چشتی	۴۷۲	حال شیخ ابو سعید
۴۳۱	حال شیخ ادہن جونپوری	۴۵۱	حال شیخ سید محمد	״	حال شیخ الہداد لودہی
۴۳۲	حال شیخ سلیم چشتی	۴۵۲	حال شاہ نعمان چشتی	۴۷۳	حال ملک محمد جائسی
۴۳۴	حال شیخ حسن محمد	״	حال حاجی اویس قادری	״	حال عبد الرشید
۴۳۶	حال شیخ تقی عالم	۴۵۴	حال اخوند سعید شوریانی	۴۷۴	حال محمد پشاوری
״	حال شیخ طاہر گجراتی	۴۵۵	حال نظام الدین پانی پتی	۴۷۵	حال شیخ محمد صادق گنگوہی
۴۳۷	حال شیخ نظام الدین بلخی	۴۵۶	حال رحمت شوریانی	۴۷۶	حال شیخ عبد الرزاق لاہوری
۴۳۹	حال شیخ پیارا چشتی	״	حال شیخ محمد بن فضل اللہ	״	حال شیخ عارف چشتی
۴۳۹	حال شیخ جلال الدین تھانیسری	۴۵۷	حال شیخ احمد شوریانی	۴۷۷	حال اسماعیل اکبر آبادی
۴۴۰	حال شیخ رزق اللہ	۴۵۸	حال محمد سلیم لاہوری	״	حال سعید خان ملتانی
۴۴۱	حال شیخ اسحاق چشتی	״	حال میر سید محمد کالپوی	۴۷۸	حال شیخ بہوگی قتال
۴۴۲	حال عثمان زندہ پیر	۴۵۹	حال شاہ اعلی پانی پتی	״	حال شیخ محمد عارف
۴۴۲	حال شیخ دانیال چشتی	۴۶۱	حال بایزید تبک زئی	۴۷۹	حال عبد الکریم پشاوری
״	حال شیخ اللہ سنبھلی	۴۶۳	حال خواجہ نظام الدین بلخی	״	حال شیخ پنجو پشاوری
۴۴۵	حال شیخ نظام نارنولی	۴۶۶	حال شیخ جان اللہ	۴۸۰	حال پیر محمد سلون
״	حال شیخ طاہا چشتی	״	حال سید	״	حال شیخ یحیی گجراتی
۴۴۶	حال شیخ منجھ کاکروے	۴۶۷	حال سید محمد	۴۸۱	حال شیخ جنید موہانی
״	حال شیخ کبیر جولاہہ	״	حال شیخ اعظم	״	حال شیخ حبیب جنیدی
۴۴۷	حال شیخ ولی چشتی	۴۶۸	حال حافظ	۴۸۲	حال پیر محمد لکھنوی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۸۳	حال شیخ محمد صدیق چشتی	[illegible]	حال شاہ نیاز احمد چشتی	//	حال خواجہ اولیا کبیر
//	حال شیخ محمد داود چشتی	۵۱۳	حال خواجہ محمد سلیمان چشتی	۵۳۶	حال خواجہ زنگی آتا
۴۸۵	حال حضرت شاہ ابو المعالی	//	حال [illegible]	۵۳۹	حال خواجہ احمد صدیق
۴۸۶	حال شیخ عبد الرشید جالندھری	۵۱۵	حال مولوی [illegible] علی چشتی	//	حال خواجہ سلیمان
۴۸۷	حال شیخ سوندھا چشتی	//	حال شیخ حاجی محمد نور لاہوری	۵۴۰	حال خواجہ حسن آتا
۴۸۹	حال سید میران بھیکہ چشتی	۵۱۶	حال شیخ فیض بخش لاہوری	//	حال خواجہ عزیز آتا
۴۹۳	حال شیخ [illegible] چشتی	//	[illegible]	۵۴۱	حال خواجہ [illegible]
//	حال شیخ یحییٰ مدنی	۵۱۷	حال حضرت [illegible]	//	حال خواجہ [illegible]
//	حال کلیم اللہ جہان آبادی	۵۱۸	حال امام [illegible]	۵۴۲	حال میر حسن [illegible]
۴۹۵	حال نظام الدین اورنگ آبادی	۵۱۹	حال شیخ بایزید بسطامی	۵۴۳	حال خواجہ علی رامتینی
۴۹۷	حال شیخ محمد سلیم چشتی لاہوری	۵۲۲	حال شیخ ابو الحسن خرقانی	۵۴۵	حال سید محمد بابا سماسی
۴۹۸	حال شاہ بہلول برکی چشتی	۵۲۶	حال شیخ ابو علی فارمدی	۵۴۶	حال خواجہ میر سید کلال
//	حال شاہ لطف اللہ چشتی	۵۲۸	حال خواجہ یوسف ہمدانی	۵۴۸	حال خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند
		۵۲۹	حال نجیب الدین شیرازی		
//	حال مولانا فخر الدین دہلوی	۵۳۰	حال خواجہ حسن اندا[illegible]	۵۵۱	حال یادگار [illegible]
۵۰۵	حال سید علیم اللہ چشتی	۵۳۱	حال شیخ عبد اللہ [illegible]	//	حال خواجہ علاء الدین عطار
۵۰۶	حال شیخ نور محمد چشتی	//	حال خواجہ احمد یسوی	۵۵۳	حال خواجہ علاء الدین بخاری
۵۰۸	حال سید علی شاہ چشتی	۵۳۲	حال خواجہ عبد الخالق غجدوانی	۵۵۴	حال خواجہ میر عمر
//	حال شیخ [illegible]	[illegible]	حال خواجہ حکیم آتا	//	حال خواجہ شاہ امیر
۵۱۱	حال شیخ محمد سعید چشتی	//	حال خواجہ عبد الملک	//	حال خواجہ عارف [illegible]
//	حال غیرت شاہ چشتی	۵۳۵	حال خواجہ منصور	۵۵۵	حال میر برہان الدین
//	حال سید اعظم چشتی	//	حال خواجہ تاج آتا	۵۵۶	حال خواجہ شیخ محمد
۵۱۲	حال حافظ موسیٰ چشتی	//	حال خواجہ سعید آتا	//	حال بہاء الدین قشلاقی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵۷	حال خواجہ میر حمزہ	۵۷۳	حال سعد الدین کاشغری	//	حال خواجہ ہندو ترکستانی
//	حال جمال الدین مستانی	۵۷۶	حال خواجہ نظام خاموش	۶۰۰	حال مولانا محمد تراری
//	حال خواجہ امیر کلان واشی	//	حال خواجہ ابو نصر پارسا	۶۰۱	حال ناصر الدین تراری
۵۵۸	حال شیخ مبارک بخاری	۵۷۷	حال مولانا شہاب الدین احمد	۶۰۲	حال محمد زاہد وخشی
//	حال خواجہ حسام الدین شاشی	//	حال خواجہ قاسم	۶۰۳	حال مولانا درویش محمد
۵۵۹	حال خواجہ محمد پارسا	۵۷۸	حال علاء الدین ابہری	۶۰۴	حال عبد الشہید نقشبندی
۵۶۲	حال خواجہ شریف غرجانی	۵۸۰	حال برہان الدین ختلانی	//	حال مولانا خواجگی
//	حال خواجہ عبید اللہ امانی	۵۸۱	حال مولانا جعفر	۶۰۵	حال خواجہ محمد باقی
//	حال خواجہ حسن عطار	//	حال خواجہ محمد اکبر	۶۰۷	حال شیخ احمد مجدد الف ثانی
۵۶۳	حال سیف الدین نقشبندی	۵۸۲	حال خواجہ عبید اللہ احرار	۶۱۹	حال شیخ محمد طاہر لاہوری
۵۶۵	حال مولانا ابو سعید	۵۸۶	حال مولانا عبد الرحمٰن جامی	۶۲۱	حال خواجہ میر نگ
//	حال مولانا کمال الدین	۵۹۰	حال سید میر عبد الاول	//	حال خواجہ ہاشم وصلح
//	حال خواجہ مسافر خوارزمی	//	حال مولانا شمس الدین روجی	۶۲۲	حال ملا حسین کشمیری
۵۶۶	حال مولانا محمد سغاندی	۵۹۳	حال خواجہ محمد سیکی	۶۲۳	حال خواجہ خاوند الیشان
//	حال خواجہ یعقوب چرخی	۵۹۵	حال مولانا اسماعیل فیر کینی	۶۲۹	حال خواجہ حاجی خضر
۵۶۷	حال خواجہ علاء الدین غجدوانی	۵۹۶	حال خواجہ سید حسن	۶۳۰	حال سید آدم بنوری
//	حال خواجہ حسام الدین پارسا	//	حال خواجہ احمد	۶۳۵	حال شیخ حامد لاہوری
۵۶۸	حال خواجہ درویش احمد سمرقندی	۵۹۷	حال خواجہ یان جکا	۶۳۶	حال نور محمد پٹاوری
۵۶۹	حال مولانا عمر ماتریدی	//	حال مولانا محمد قاضی	//	حال میر نعمان مجددی
//	حال خواجہ احمد مسکہ	۵۹۸	حال عبد الغفور لاری	//	حال میر ابو العلا مجددی
۵۷۰	حال خواجہ سراج الدین پیر صدیق	۵۹۹	حال مولانا محمد اشکندی	۶۳۷	حال شیخ ابو الفتح
//	حال خواجہ نظام الدین خاموش	//	حال نور الدین اشکندی	//	حال شیخ عبد الحی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۳۸	حال شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ	״	حضرت محمد زبیر سرہندی قدس سرہٗ
۶۳۹	حال شیخ محمد سلطان پوری قدس سرہٗ	۶۶۳	حال شیخ محمد فرخ مجددی
״	حال شیخ محمد معصوم قدس سرہٗ	۶۶۴	حال حاجی محمد افضل قدس سرہٗ
۶۴۲	حال میر سید علیم اللہ رحمۃ اللہ	״	حال حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی
۶۴۳	حال شیخ محمد اتبالی قدس سرہٗ	۶۶۵	حال نواب مکرم خان مجددی نقشبندی
״	حال شیخ محمد شریف شاہ آبادی قدس سرہٗ	۶۶۶	حال شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی
״	حال خواجہ معین الدین خلف خواجہ خاوند محمود نقشبندی	۶۶۸	حال حافظ خواجہ سعد اللہ مجددی
۶۴۵	حال شیخ عبد الخالق حضوری مجددی قدس سرہٗ	۶۶۹	حال شیخ محمد زبیر قدس سرہ
״	حال خواجہ داؤد مشکوتی کشمیری قدس سرہ	۶۷۱	حال خواجہ شاہ گلشن مجددی نقشبندی
۶۴۶	حال شیخ محمد امین قوال نقشبندی کشمیری قدس سرہ	۶۷۲	حال شیخ عبد الرشید نقشبندی مجددی
״	حال شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد	״	حال خواجہ نور الدین محمد آفتاب کشمیری نقشبندی
۶۴۷	حال شیخ سعدی بلخاری مجددی لاہوری	۶۷۳	حال حافظ محمد عابد قدس سرہٗ
۶۵۳	حال مولانا حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی	۶۷۴	حال شیخ حاجی محمد سعید لاہوری
۶۵۴	حال مخدوم حافظ عبد الغفور پشاوری بن شیخ محمد صالح کشمیری	۶۷۷	حال خواجہ عبد السلام کشمیری مجددی
۶۵۷	حال خواجہ حافظ احمد یسوی نقشبندی	۶۸۰	حال شاہ محمد صادق قلندر نقشبندی کشمیری
۶۵۸	حال شیخ محمد مراد کشمیری مجددی	۶۸۱	حال شیخ محمد رضا الہامی نقشبندی قدس سرہٗ
۶۵۹	حال سید نور محمد بدایونی	۶۸۲	حال خواجہ محمد اعظم دومری کشمیری مجددی
۶۶۰	حال خواجہ محمد صدیق مجددی	״	حال خواجہ کمال الدین بن خواجہ نور الدین آفتاب
۶۶۱	حال خواجہ عبد الغنی بلخی نقشبندی مجددی کشمیری	״	نقشبندی کشمیری قدس سرہٗ
״	حال خواجہ عبد اللہ بخاری فاروقی کشمیری	[illegible]	حال حضرت شاہ شمس الدین حبیب اللہ مرزا
۶۶۲	حال شیخ عبد الاحد بن زین الرحمٰن		جانان شہید قدس سرہٗ

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۶۸۷	حال مولوی احمد اللہ مجددی نقشبندی	″	حال شاہ عبدالرحمٰن مجددی جالندہری
″	حال شیخ محمد احسان قدس سرہٗ	۷۰۵	حال مولوی کرم اللہ محدث قدس سرہٗ
۶۸۸	حال مولوی علیم اللہ گنگوہی قدس سرہٗ	″	حال ملا عبدالغفور جرجوئی قدس سرہٗ
۶۸۹	حال مولوی شاہ اللہ مجددی نقشبندی	۷۰۶	حال مرزا رحیم اللہ بیگ المشہور درویش محمد عظیم آبادی قدس سرہٗ
۶۹۰	حال شاہ درگاہی مجددی قدس سرہٗ	″	
۶۹۲	حال مولانا صفی الدین المشہور بصفی القدر قدس سرہٗ	۷۰۷	حال سید منور شاہ لاہوری قدس سرہٗ
۶۹۳	حال شاہ عبداللہ المشہور بغلام علی دہلوی	″	حال مولوی خطیب احمد مجددی قدس سرہٗ
۷۰۰	حال مولانا خالد مجددی قدس سرہٗ	۷۰۸	حال مولانا محمد جان شیخ الحرم قدس سرہٗ
۷۰۱	حال شاہ ابوسعید مجددی قدس سرہٗ	۷۰۹	حال شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ
۷۰۳	حال شاہ رؤف رحمۃ اللہ	۷۱۰	حال امام علی شاہ الحسنی الحسینی الشامری النقشبندی المجددی قدس اللہ سرہٗ العزیز
۷۰۴	حال شیخ محمد اصغر قدس سرہٗ	″	
		۷۱۳	خاتمۃ الطبع

تمت

بعون صناع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

درین زمان میمنت اقتران نسخهٔ معتبر که مجلد اوّلش مشتمل بر ملفوظ و حالات خاصان خدا المسمی به

خزینة الاصفیا جلد اول

من تصنیف لطیف و تألیف شریف فاضل المعی جناب مولوی مفتی غلام سرور صاحب لاهوری

در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع رسیده مقبول جهانیان شد

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بی حد واحدی را که یگانگی صفت اوست و سپاس بی عد فردی را که ظهور انواع تعینات از دست
... مالک الملک لا شریک له وحده لا اله الا هو کبیری که کبریای عالم
کمترین چین سایات بارگاه او بید متکبری که متکبران فی بجاه وحشم بندگان درگاه او صانعی که بیک
امر کن از عرش تا فرش از کتم عدم بوجود آورده قادری که عقول عقلا در سراپرده قدرتش [illegible]
بر ده صدیقان از ادای توصیف جمالش بعجز معترف قلوب عارفان از ادراک کنه ذاتش کاهم
لمعرفت لا اله الا هو منفرد بذاته وصفاته لیس کمثله شیء وهو السمیع العلیم
و نعت متکاثر تاجداری را که تاج لولاک سزاوار اوست شفیعی که ذنوب مذنبین هر چند که
مثل کوه باشند در مقابل شفاعتش بحکم ولسوف یعطیک ربک فترضی بپر کاهی نیرزند
رحمة للعالمینی که ببرکات وجود ذی وجود او کافه انام [illegible] چه اهل اسلام با وجود فسق و فجور
بحکم لا یعذبهم الله وانت فیهم از نزول قهر مامون و مصئون صلی الله علیه و علی
آله واصحابه تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد میگوید بنده احقر الفقرا سراپا عیب خالی از هنر غلام سرور
خلف مفتی الشرع الامجد غلام محمد بن مفتی رحیم الله [illegible] اسدی الهاشمی اللاهوری
غفر الله له ذنوبه و ستر عیوبه فی الدنیا والاخرة که چون این خاکسار سراسر انکسار بنابر تصنیف دیگر از

وتالیف کتاب گلدستهٔ کرامات اعنی مناقب حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید سلطان ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی قدس سرهٔ العزیز فراغت یافت بعضی دوستان صداقت آئین و محبان محبت گزین متکفل حال نیازمآل شدند که مجموعه دیگر در احوال مشایخ دین و اولیای اهل یقین جمع آورده بتسوید حالات و ترقیم خوارق و کرامات آنحضرات جداجدا سلسله وار پردازد تا سالکان طریقت و طالبان هدایت را بوقوف حالات مشایخ عظام فیض عام و فائده تام حاصل گردد و شوق بر شوق و ذوق بر ذوق بیفزاید و محبت بر محبت ترقی پذیرد و برای مولف یادگاری بر صفحهٔ روزگار بماند و چون رخت زندگانی ازین سرای فانی بربندد بفاتحهٔ خیر یاد شود و بقول سعدی شیرازی علیه الرحمة

ع بماند بسالها این نظم ترتیب	ز ما هر ذره خاک افتد بجائے	غرض نقشی است کز ما یاد ماند
که هستی را نمی بینم بقاے	لهذا این کم همت بگفتهٔ مخلصان اخلاص مند و محبان محبت پیوند	
وعلی الخصوص بامید اینکه ع	شنیدم که در روز امید و بیم	بدان را به نیکان ببخشد کریم

توسل نجات بوسیلهٔ جمیلهٔ حضرات القصور نموده بهزار محنت و رنج باجتماع این گنج مشغول شد و تفقد احوال هر یک بزرگ از کتب و الارتب متقدمین و متاخرین جمع آورده بنیاد این گنج گوهر سنج نهاد و به **خزینة الاصفیا** که نام تاریخی است موسوم ساخته بهفت مخزن منقسم نمود **مخزن اول** در ذکر خاتم المرسلین شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و خلفای راشدین و ائمهٔ دین رضوان الله تعالی عنهم اجمعین **دوم** در ذکر مشایخ خاندان قادریه اعظمیه **مخزن سوم** در ذکر حضرات خانوادهٔ چشت اهل بهشت **مخزن چهارم** در ذکر پیران سلسلهٔ عالیه نقشبندیه و مجددیه **مخزن پنجم** در ذکر بزرگان سهروردیه عالیه **مخزن ششم** در ذکر حضرات خانواده های متفرقات **مخزن هفتم** مشتمل بر چهار حصه **حصهٔ اول** در ذکر ازواج مطهرات حضرت سرور کائنات علیه السلام و الصلوة **حصهٔ دویم** در ذکر بنات و الادرجات حضرت شاه رسالت علیه الصلوة و التحیة **حصهٔ سوم** در ذکر عورات صالحات و عارفات که از اهل ولایت و کرامت بوده اند **حصهٔ چهارم** در ذکر مجانین و مجاذیب

زمانهٔ سلف و حال و خاتمهٔ کتاب و چون این هیچمدان سراپا نسیان در فن تعلیم نظم یا تحریر نثر مهارتی و لیاقتی ندارد و بنا برآن از شعرای نامدار و منشیان با وقار امیدوار است که در عبارت نثر یا قطعات منظومه مندرجه این کتاب که در حالات احوال هر یک بزرگ در مادهٔ ولادت یا وفات ایشان نوشته شده است بر سهوی یا خطائی دست یابند بدست عطا پوشیده دست از انگشت نمائی باز دارند بلکه اگر بتوانند اصلاح فرمایند از مؤلف —

من درین دنیا خطاوار آمدم
در جنابت دارم این عجز و دعا
گر نویسی بی‌عیب از راه کرم
ضایع نکند اجر پاک محسنین
در جهان مثل ماه پر انوار
معدن فیض و منبع فضل است
پر گهر مثل ابر گوهربار

ایضاً از مؤلف

هر که دیدش همچو زر شد سرخ‌رو
سر بسر گنجی است گنج بی‌بها
در هزار و دو صد و هشتاد گشت
جلوه‌گر این گنج معنی جا بجا

بندهٔ خاکی گنهگار آمدم
گر خطای رفته باشد در کتاب
از سر اصلاح ران بر من قلم

ایضاً از مؤلف

در نظرهای خلق شد منظور
کان معنی است مخزن اسرار
سال او خازن خرد فرمود
گشت چون آغاز از فضل اله
هر که خواندش گشت خندان چون [illegible]
معدن نوریست ز انوار حق
جمع این گنج معانی با صفا
خازن دل گفت سرور سال او

چون سراپا عیبم و یکسر خطا
پرده پوشی کن تو از راه ثواب
لطف و احسان کن رب العالمین
جلوه‌گر شد چو این خزانهٔ فیض
گشت مقبول هر صغار و کبار
دامن طالبان حق زو شد
گو مقدس خزینهٔ ابرار ۱۲۸۰
مخزن عالی بذکر اصفیا
چشمهٔ فیضی است بهر خاص و عام
مخزن سریست ز اسرار خدا
باد تا باشد زمین و آسمان
مخزن اسرار گنج اولیا ۱۲۸۰

مخزن اول در ذکر خاتم المرسلین شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم و خلفاء راشدین و ائمه دین رضوان الله تعالی عنهم اجمعین —

و مخفی مباد که حضرت شاه رسالت خاتم النبوت علیه السلام و الصلوة و التحیت بهتر از ما سوا الله اند و وجود همه موجودات از نور وجود او موجود است بحکم اول ما خلق الله نوری و کلام حق القیام لولاک لما خلقت الافلاک یعنی بیا نیست حقیقی و [illegible] قاطع حضرت

صلی الله علیه وسلم از قبیلهٔ اشرف قریش مکه است صحیح الطرفین از جانب پدر عالیقدر محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد المناف و از جانب والدهٔ ماجده بی بی آمنه وهب بن عبد المناف
و اسامی گرامی حضرت سرور کائنات علیه السلام والصلوٰة بسیار اند و از انجمله نود و نه نام در خاص
و عام اشتهار دارند و بزرگ ترین اسامی محمد و احمد و حامد و محمود و مصطفی و مرتضی و خاتم النبیین
و شفیع المذنبین و رحمة للعالمین و وحید و طاهر و یٰسین و رسول و نبی و بشیر و نذیر و مزمل و مدثر و نور
و سراج و متوکل و کفیل و شفیق و روح القدس و صاحب التاج و صاحب المعراج و صاحب الشفاعت
و یتیم و مسکین درج کتب الارتب اند و آن حضرت از همه اسامی گرامی اسم مسکین را نسبت بخود
دوست تر داشتی و فرمودی که اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا فی زمرة المساکین چون ذات با برکات خود
مسکین بود مسکینان و یتیمان را دوست تر داشتی و در رعایت حال ایشان بجان کوشیدی و از علو جناب خود
نیز در باب خبرگیری یتیمان و مسکینان تاکید بلیغ فرمودی حق سبحانه تعالی نام آنحضرت را بهر کتب سماوی ذکر فرمود
چنانچه در توریت حامد و [illegible] و در انجیل احمد و فارقلیطا و در زبور محمد و احمد مذکور است
لاآبالی حضرت شاه ابو المعالی قادری کرمانی لاهوری در تعریف حلیهٔ مبارک آن حضرت
می فرماید که بود اسمر ابیض اللون واسع الجبهة ازج الحاجبین و افلج الاسنان و اسود
العینین ملیح الملح و اقنا الانف وازج الحواجب و طویل الیدین و تام القد و مجمع اللحیة
و رقیق الانامل و ضیق الفؤاد و لیس فی بدنه شعر الا خط الصدر الی السرة و صورته احسن
الصور و حسنه احسن القمر و نوره نور الشمس و کلامه کلام روح القدس و قاله قال الشریعة
و حاله حال الحقیقة و علمه علم الیقین و لسانه لسان الذاکر و قلبه عین المعرفة و ذاته ذات
انوار الحق و دینه اکرم الادیان و ملته اشرف الملل و خلقه احسن الاخلاق و عمله امر الله و فعله
عبادة الله و جسمه خیر الاجسام و اسمه اکثر الانام صلی الله علیه و علی آله و اصحابه اجمعین و
ولادت با سعادت حضرت شاه [illegible] باتفاق جمهور علمای دین بعد از طلوع صبح صادق بروز
دوشنبه بماه ربیع الاول در سال واقعهٔ فیل بوقوع آمد بعد ازین واقعه پنجاه و پنج یا چهل روز
و بعضی بر آنند که هر دو واقعه در یک [illegible] بوقوع آمده بودند و آن حضرت در عهد سلطنت نوشیروان
عادل متولد شد بعد از آنکه چهل و دو سال از حکومت او گذشته بودند و بعد وفات اسکندر رومی

تاریخ وفات حضرت رسول مقبول علیه الصلوة والسلام

شش صد و هشتاد و دو سال و بروایت حضرت ابن عباس رضی الله عنه از زمان عیسی علیه السلام تا ولادت حضرت شاه رسالت شش صد سال گذشته بودند و بعمر چهل سال وحی الهی بر آن حضرت نازل شد در ماه رمضان و بقول بعضے اهل حدیث آغاز نزول وحی ربانی بروز دوشنبه سوم ماه ربیع الاول بسال چهل و یکم از عمر شریف آن حضرت ست و معجزاتی که ازان سرور عالم صلی الله علیه سلم بظهور آمدند از هیچ پیغمبر مرسل بوقوع نیامده بودند و تفصیل مفصل آن در کتب متقدمین مثل مدارج النبوت و مدارج النبوت و اعجاز نبوی و صحاح سته وغیره مانند نزول قرآن و فصاحت آن و شق القمر وغیره مندرج ست که زیاده از یکهزار معجزه بیان کرده اند و عروج معراج آن صاحب السیف والتاج بقول اکثر علما بست و هفتم در ماه ربیع الاول بسال دوازدهم از بعثت نبوت و بعضی در ماه شوال بسال یازدهم و اکثر شب بست و هفتم ماه رجب میفرمایند و این قول آخرین اشهر ترین و اقوی شمار کرده اند و درین باب دیگر روایات هم بوقوع آمده اند و هجرت آن حضرت با ابوبکر صدیق اکبر رضی الله عنه در شب بست و هفتم ماه صفر یا غره ماه ربیع الاول بسال سیزدهم از بعثت واقع شده و بیرون رفتن آن حضرت از مکه معظمه در روز شنبه یا پنجشنبه بود و باقوال بعضی خروج آنحضرت با صدیق اکبر پنجشنبه و خروج از غار و توجه بسمت مدینه منوره بروز دوشنبه یا بالعکس آن بوده باشد و روز داخل مدینه دوشنبه سیزدهم ماه ربیع الاول یا دوازدهم ماه مذکور ست و وفات آن جامع الکمالات علیه السلام والصلوة باتفاق اهل سیر هنگام چاشت روز دوشنبه دوازدهم یا یازدهم ربیع الاول سال یازدهم از هجرت مدینه منوره بحجره بی بی عایشه صدیقه و بقول دیگر دوم ربیع الاول شب چهارشنبه بوقت سحر و بقول بعضی روز سه شنبه بوقوع آمده و اصح آنست که روز دوشنبه وفات یافت و بروز چهارشنبه در حجره صدیقه مدفون شد و سنین عمر شریف باتفاق اهل سیر شصت و سه سال بودند و بعضی شصت و پنج و بعضی شصت و بعضی شصت و دو نیم سال بروایات مختلف سنین عمر آن حضرت شمار کرده اند و بعضی علما در جمع این اقوال فرموده اند که قول شصت و سه بنا بر آنست که سال ولادت و وفات شمرده اند و قول شصت و پنج بنا بر اعتبار سال ولادت و وفات ست و آنکه شصت گفته اند ما فوق عشرات را نشمرده اند از مولف

رفت چون از جهان جناب نبی • همچو خورگشت در زمین مستور • مه نور بود وصل شد با ذات

پردۂ میم شد ز احمد دور * گفت جبرئیل سال ترحیلش * ای بگو مهر شد سراپا نور * ایضاً ازمؤلف

رسول امین سید دو جہان * جناب محمد علیه السلام * سفر کرد چون از جہان فنا * بخلد برین

یافت جا بے مقام * چو فارفت ز آفاق از رفتنش * دگر ماند آل نبی بے امام * از مؤلف

چون محمد از زمانہ رخت بست * مثل خورشید جلوہ گر اندر جہان * محو ہو بودہ است ذات پاک او

گشت ازہو سال ترحیلش عیان * چون ولش پر بود از حب خدا * سال توصیلش احب اکبر ان

شد ز وصلش حب مولی از زمین * زار ستالش رفت مطلوب از زمان * میر از دوران سفر کرد

اے دریغ * از وفات او مد و رفت از جہان * گشت پیدا سال وصل آنجناب * شد حبیب

حق چو از عالم روان * کعبہ بے مولی ست از وصل نبی * آہ اے سرور فارفت از زمان

یار غار پیغمبر صدیق اکبر جانشین ختم المرسلین ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ

از اکابر اصحاب و عظمای احباب جناب رسالت مآب علیه صلوٰۃ الملک الوہاب ست

و بعد از پیغمبر افضل البشر و از خلفای راشدین خلیفۂ اولین کنیت وی افضل البشر بعد از انبیا

ابوبکر و لقب صدیق اکبر و عتیق و نام نامی وی عبد اللہ بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن

عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ و نام والدۂ ماجدۂ آنجناب ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر بن عمرو

بن کعب بن تیم بن مرہ و نسب صدیق اکبر از جانب پدر و مادر کہ پسر عم و دختر عم یکدیگر بودند

در مرہ کہ جد ہفتم حضرت پیغمبر و جد ششم صدیق اکبر ست بنسبت آبائی سید عالم صلی اللہ علیه

وسلم می پیوندد ولادت با سعادت حضرت صدیق بروایات تحقیق بعد از واقعۂ فیل بدو سال

و چہار ماہ بود و اول کسیکہ از پیران بے طلب معجزہ بحضرت پیغمبر ایمان آورد و تصدیق نمود صدیق

بود و بعد از وفات سرور کائنات علیه السلام والصلوٰۃ باجتماع صحابۂ کرام بمسند خلافت

نشست تا دو سال و سہ ماہ و کسری احیای دین متین از صدق و یقین جہد بلیغ نمود و خیل عرب را

کہ بعد وفات رسول صلی اللہ علیه وسلم مرتد شدہ بودند باز بزور شمشیر براہ راست آورد و مسیلمۂ

کذاب را کہ دعوی دروغ نبوت کردہ باجتماع کثیر بمقابلۂ اہل اسلام پرداختہ بود بتیغ صمصام

خون آشام آوردہ و از مسعود الضیا می گفتہ کہ صدیق اکبر بیغمبر دید کہ پیش از بعثت حضرت

رسالت پناہ صلی اللہ ... خواب دید کہ ... عظیم از آسمان فرود آمدہ ... افتادہ و منتشر شد

و در کلی هیچ ظلمت نماند که از ان نور پرتوی بآن نرسید باز آن نور یک نور شده بخانهٔ من در آمد چون
صبح شد حال این واقعه یکی از احبار یهود گفتم او گفت که این خواب از اضغاث احلام ست
و هیچ اعتباری ندارد و بعد از چند سال بسفر تجارت رفتم چون به دیر بحیرا که مسکن بحیرا راهب ست
رسیدم بوی ملاقی شده تعبیر این خواب از وی پرسیدم گفت تو کیستی گفتم مردے از قریش مکه ام
گفت خداوی تعالی از شما پیغمبرے خواهد برانگیخت که تو وزیر وی باشی و بعد از وفات وے
خلیفهٔ وی چون رسول صلی الله علیه وسلم مبعوث شد و مرا باسلام خواند دلیلی خواستم فرمود
دلیل رسالت من خوابی ست که تعبیر آن بحیرا راهب بتو گفت گفتم این حال از که شنیدی فرمود
که از جبریل گفتم لا اله الا الله انت رسول الله ۱۲ و صاحب شواهد النبوة میفرماید که صدیق
اکبر فرمود که روزے در سایهٔ درختی نشسته بودم ناگاه دیدم که شاخی از ان درخت میل
بجانب من کرد چنانچه بر سر من رسید و از وی آوازے شنیدم که در فلان وقت پیغمبر
آخر الزمان ظهور خواهد کرد باید که اول تصدیق آن صدیق شوی گفتم روشن تر بگو که آن پیغمبر کیست
و نامش چیست گفت محمد بن عبد الله قریشی مکی هاشمی گفتم وی حبیب انیس من ست پس
از ان درخت عهد گرفتم که هرگاه که وی مبعوث شود مرا بشارت دهی چون محمد صلی الله علیه
وسلم مبعوث شد باز از ان درخت آواز آمد که هوشیار باش ای پسر ابو قحافه که وحی بر محمد نازل
شد پس سبقت کن که از سابقان و تصدیق کن که از صدیقان باشی فی الحال بخدمت آنحضرت
حاضر شدم و وی همان وقت مرا باسلام خواند گفتم اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انک رسول الله
و نقل ست که شبی چند مهمانان در خانهٔ صدیق اکبر رسیدند و وی بخدمت حضرت شاه
رسالت حاضر بود چون بعد از نماز عشا بخانه رسید پرسید که مهمانان نان شام خورده اند یا نه
اهل خانه گفتند طعام حاضر کردیم نخوردند و خواستند که با تو با هم خورند صدیق در غضب شد
و سوگند خورد که وی از ان طعام که تا حال مهمانان نشسته هم بودند نخواهد خورد باز فرمود که این
سوگند از شیطان بود و طعام خوردن آغاز نهاد چون طعام اندک بود راوی گوید که هر لقمه که
می برداشتیم از زیر هر لقمه طعام بیشتر از آن که می برداشتیم پیدا میشد تا همه حاضرین سیر خوردند
و آنچه باقی ماند سه برابر اول بود و بعد از ان هم مردم بسیار از ان طعام بخوردند نقل ست

که صدیق اکبر در مرض موت خود فرزندان خود را بعایشه صدیقه تفویض نمود و از مقدار ان
مال متروکه سه دختر بیان فرمود حضرت صدیقه عرض کرد که مرا سوای اسما خواهری دیگر نیست دختر سوم کدام
که حصه از مال متروکه شناست فرمود خاتون من حامله است ظن غالب است که دختر خواهد آورد پس چنان
بوجود آمد که خاتون وی دختر زائید و نقل ست که حضرت صدیق قبل از وفات وصیت کرد که چون از جهان
فانی رحلت نمایم جنازهٔ مرا بر در روضهٔ فیض اندازهٔ نبوی ببرید و بگوئید السلام علیک یا رسول الله ابوبکر
بآستانهٔ تو آمده پس اگر دروازه از خود کشاده گردد مرا در جوار محمدی دفن کنید ورنه در بقیع ببرید پس
چون حسب وصیت صدیق اکبر تابوت را بر دروازه روضهٔ نبوی بردند هنوز آن کلمات تمام نشده
بودند که دروازه از خود وا گردید و ندا رسید که حبیب را بسوی حبیب آرند و نعش صدیق اکبر بجوار
حضرت پیغمبر دفن کردند و وفات آن نیک ذات بسال سیزدهم از هجرت بود در شنبه و بروایت
صحیح شب سه شنبه و بقولی روز جمعه بست و دوم یا بست و سوم ماه جمادی الآخر است و مدت
عمر شصت و سه سال ست تاریخ وفات حضرت صدیق اکبر از سرور
حضرت صدیق اکبر یار غار ❊ حاکم دین والی کون و مکان ❊ صادق و صدیق و غمخواری
ورد دلش عشق محمد همچو جان ❊ یار دلدار جناب مصطفی ❊ مونس پیغمبر آخر زمان ❊ بود مقبول
احد آن ذات پاک ❊ از احد شد سال ترحیلش عیان ❊ باز سال انتقالش گفت دل
آه ای سرور ولی رفت از جهان ❊ امیر المومنین فاروق الاعظم عمر ابن الخطاب
رضی الله عنه کنیت وی ابو حفص ست و لقب فاروق الاعظم و اسم شریفش عمر ابن الخطاب
بن نفیل بن عبد العزی ابن ریاح بن عبد الله بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب و نام
مادرش حنتمه بنت هاشم بن مغیره و قیل بنت هاشم بن المغیره بن عبد الله بن عمر بن مخزوم و بقول
اول دختر عم ابوجهل و بقول ثانی دختر ابوجهل بود و نسب حضرت عمر از جانب پدر به نسب
حضرت پیغمبر در کعب که جد هشتم پیغمبر و جد نهم عمر است میرسد ولادت وی بعد از واقعه فیل بسیزدهم
سال ست و در سال ششم از بعثت آن حضرت شاه رسالت ایمان آورده و پیش از وی چهل کس از
جماعهٔ اصحاب بشرف اسلام مشرف شده بودند همان وقت که عمر اسلام آورد این آیه کریمه نازل گردید
یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک من المومنین ... بیست و سوم جمادی الآخر

بسال سیزدهم از هجرت بر مسند خلافت شاه رسالت نشست و مدت خلافت وی ده سال
و شش ماه بود و صاحب شواهد النبوة میفرماید که فرمود رسول خدا علیه صلوة الملک
الاعلی که در امم سابقه محدثین بودند و خدای تعالی با ایشان سخن میگفت و درین امت عمر بن
خطاب ست که حق بر زبان وی سخن میفرماید و مؤید این معنی ست که در هر امری که اصحاب سخن
میگفتند حکم الهی موافق سخن عمر نازل شدی ابو هریره رضی الله عنه میفرماید که فرمود رسول
صلی الله علیه وسلم که در خواب دیدم که دلوی در چاه انداختم و بدان آب کشیدم چندانکه
خدا خواسته بود و بعد ازان ابوبکر گرفت و یک دو دلو کشید و در کشیدن وی ضعفی بود خدای تعالی
بر وی رحمت کناد بعد ازان عمر بگرفت و دلوها کشید و من هرگز چون وی در کشیدن آب
مردی قوی تر ندیدم که همه حوضهای را پر آب ساخت و خلق را سیراب کرد و این اشارت
بعهد خلافت عمر بود که بعهد خلافت وی هزار و در هزار شهر از اقلیم فارس و روم وغیره مفتوح شده
خلقی بیشمار مشرف باسلام شد و نقل ست که روزی بروز جمعه حضرت عمر بر منبر برآمده خطبه
میخواند درین اثنا ترک خطبه کرد و سه بار گفت یا ساریة الجبل و باز بخطبه مشغول گشت
و تمام ساخت حاضرین با تمکین از ظهور این معنی متعجب بودند تا آنکه عبدالرحمان بن عوف
رضی الله عنه بخدمت حاضر شده سبب ظهور این کلمات از زبان حق ترجمان وی پرسید
گفت دران حال دیدم که ساریه قوم وی نزدیک کوهی با کفار محاربه میکنند و قریب ست که
مغلوب شوند چون چنین دیدم بیقرار شدم و با یشان آواز دادم که تا پشت بکوه داده از کفار
خلاص یابند و یقین ست که حق سبحانه تعالی صدای من بگوش ایشان رسانیده باشد چون یکچندی
برآمد ساریه بعد فتح از سفر بمدینه مراجعت کرد گفت که بروز جمعه با کفار محاربه میکردیم و از وقت
صبح تا وقت نماز محاربه در پیش بود و کفار از پیش و پس لشکر ما در گرفتند ناگاه شنیدم که
منادی ندا میکند که یا ساریة الجبل پس پشت بکوه داده چندان محاربه کردیم که ظفر یافتیم
گویند که از مدینه تا لشکرگاه ساریه یک ماهه راه بود و نقل ست که دران وقتیکه مصر فتح
شد و عمرو بن عاص بحکم خلیفه ثانی حاکم مصر گردید دران سال اهل مصر بخدمتش حاضر
آمده عرض پرداز شدند که رود نیل را عادتی ست که هر سال درین ماه دختری ماه پیکر

باکره پیدا کنیم و مادر و پدر دختر را چندان مال و زر بدهیم که راضی شوند و باز دختر را بخوب
ترین جامه و زیور آراسته در دریا اندازیم بدین عمل آب رود نیل تا یکسال بخوبی جاری
میماند ورنه خشک میگردد و نقصان عظیم بخلق عائد میشود درین سال هم اگر این امر انصرام نخواهد
یافت دریا بی آب و رعایا خراب خواهد گشت عمرو بن عاص اطلاع این حال بحضور خلیفه برحق
نوشت بجواب آن فرمان خلافت نافذ شد که اسلام قاطع این چنین قاعده های بد است
و این امریست که هرگز مثل آن در اسلام نیست و نخواهد بود زنهار زنهار بارتکاب این امر شنیع نپردازی
پس عمرو بن عاص مصریان را از فرمان خلیفه برحق مطلع فرمود و آنها را در ارتکاب این
حرکت باز داشت چون ازان روز سه ماه منقضی شدند آب نیل تمام خشک شد و از بی آبی دریا
همه رعایا برباد شده جلاوطن شدند آخر عمرو بن عاص بار دیگر عرضداشتی بحضور حضرت خلیفه
ثانی باطلاع این حال تحریر کرده نوشت که از بی آبی دریا اهل مصر غرق دریای فنا گشته اند
اگر درین باب امداد شود رعایا آباد شود ورنه تا وقتیکه دریا بی آب است رعایا ابتر و خراب
باستماع این خبر حضرت عمر مکتوبی از طرف خود بنام دریای نیل نوشت که من عبد الله الامیر
المومنین عمر الی نیل مصر اما بعد فانک ان کنت تجری من قبلک فلا تجر وان کان الله الواحد القهار
ان یجریک فقط و نیز بحاکم مصر تحریر فرمود که این رقیمه را در دریا بیندازد بفضل او سبحانه تعالی
آب دریا جاری خواهد شد پس عمرو بن عاص رقیمه حضرت خلیفه را در دریا انداخت و روز دیگر
بامداد آن شانزده درعه بالا از سابق آب دریا روان و رعایا آبادان شده و ازان روز باز آن
عادت بد از دریا برخاست و در راحت القلوب حضرت سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی
تحریر میفرماید که روزی حضرت خلیفه ثانی در خطیره خویش پشت بسایه آفتاب داده نشسته بود
و خرقه خود بخیه میکرد چون ساعتی برین حال بگذشت از گرمی آفتاب پشت مبارک گرم شد
و بنظر گرم بجانب آفتاب نظر کرد فی الفور آفتاب سیاه شد و تمام عالم تاریک گشت بوقوع این
حال پر ملال حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم ازبس متفکر بودند که روح الامین نازل
گشته پیام رسانید که امروز آفتاب بر پشت مبارک عمر رضی الله عنه چندان تابافت که پشت آنحضرت
گرم شد و بغضب بر آفتاب نگریست ازین سبب نور از آفتاب گرفته شد الحال اگر عمر گناه آفتاب

عفو بفرماید نور گم گشتهٔ وی باز آید ورنه تا قیام قیامت همچنین بلا مبتلا خواهد ماند پس حضرت
شاه رسالت عمر رضی الله عنه را نزد خود طلب فرمود و شفاعت آفتاب کرد چون امیر المؤمنین
بعفو گستاخی آفتاب پرداخت فی الحال باز از سر نو نور آفتاب عالمتاب گردید و نیز
در راحت القلوب مذکورست که چون خلیفهٔ ثانی از قیصر روم خراج طلبید قیصر در ارسال آن
تامل کرد و خفیه چند جاسوس در مدینه فرستاد که قیصر را از جاه و حشم وغیره احوال عمر خبر دهند
چون جاسوسان در مدینه رسیدند حضرت خلیفه را در حظیرهٔ اش یافتند در حالیکه خرقهٔ مبارک را
پیوند میکرد چون دیدند در دل خود انکار آوردند و با خود گفتند که چنین کس بی رعب که خرقهٔ خود را
خود میدوزد چه طور از قیصر روم طلب خراج میکند امیر المؤمنین بنور باطن ایشان را شناخت
و فرمود که مال از قیصر آورید از ظهور این حال لرزه بر اندام ایشان افتاد و کل حال راست
بی کم و کاست عرض کردند امیر المؤمنین دُرّه برداشت و بجانب روم بر آورد و گفت بینداختم
سر قیصر روم را جاسوسان چون چنین دیدند راه خود پیش گرفتند هنوز در راه بودند که خبر رسید
که قیصر روم روزی بر تخت نشسته بود و ارکین دربار حاضر بودند که یکایک دیوار پشت تخت
بشگافت و دستی با دُرّه از دیوار بر آمد و دُرّه بر سر قیصر زد که سرش از تن جدا گردید و
نقل ست که پیش از اسلام امیر المؤمنین عمر اهل اسلام بانگ نماز اندرون غار میگفتند
چون عمر مشرف باسلام شد همان روز تیغ برهنه کرد و بدست گرفته بایستاد و بلال رضی الله عنه
فرمود که بالای کوه بر آمده بانگ بآواز بلند بگو پس بلال بالای کوه بر آمد و اذان گفت
لرزه در کفار افتاد که امروز چه آفت ست که مسلمانان بانگ نماز آشکارا گفتند درین میان
خبر رسید که عمر ابن الخطاب اسلام آورد چون کفار این شنیدند پشت ایشان بشکست و گفتند
که امروز دین اصنام دو پاره و اسلام آشکارا شد نقل ست که وقتی امیر المؤمنین رضی الله
عنه در راه میرفت و دُرّهٔ مبارک در دست داشت جغرات فروشی در راه میگریست سبب
زاری پرسید عرض کرد که جغرات من بر زمین ریخت و بر زمین جغرات مرا فرو برد امیر المؤمنین
همانجا بایستاد و دُرّه برداشته بانگ بر زمین زد و فرمود که ای زمین اگر جغرات این عاجزه
بدهی بهتر ورنه باین دُرّه شرع محمدی ترا عدل کنم فوراً زمین بشگافت و تمام جغرات و

که در ریگ فرو رفته بود بر روی زمین آمد حجرات فردوس بوجه خود پرکرد و بدرجهٔ شهادت
آن حضرت شاه خلافت بسال بیست و سوم از هجرت آن حضرت نبوی است
که روز یکشنبه و غرهٔ ماه محرم و بروایتی روز چهارشنبه بیست و ششم ذی الحجه سنه بیست و سه
زخم رسیده و روز پنجشنبه بیست و هشتم ماه مذکور قضیهٔ وفات وی رو نمود این روایت
اصح ترین روایات است و آنانکه غرهٔ محرم میگویند سال بیست و چهار از هجرت شمار میکنند که
آغاز سال از ماه محرم است و مدت عمر شریف وی نزد جمهور شصت و سه سال و بقولی پنجاه و
سال و مزار پر انوار وی نزد یک مزار حضرت صدیق اکبر است و گویند که مدفن عیسیٰ علیه السلام
متصل قبر حضرت فاروق اعظم خواهد بود و این دو یار بزرگوار در میان دو پیغمبر ما در مبعوث
خواهند شد *قطعهٔ تاریخ وفات از مؤلف* چون عمر چون گنج زیر خاک رفت *
روح پاکش بر سر افلاک رفت * پاک شد سال وصال او عیان * سیخی پاک آمد
بر بنا پاک رفت * *ایضاً از مؤلف* جانشین مصطفی حضرت عمر * بود بر فرش زمین
عرش آسمان * حاکم عادل خبرگیر خلق * بنده پرور سایه گستر مهربان * آخر ش
چون زمین جهان پر ملال * کرد رحلت رفت در باغ جنان * سال تاریخ وصال آن جناب
گو در عالم رفت نیکی جهان * باز سال ارتحالش طرفه تر * گفت هاتف برفت سید ازبان
ایضاً از مؤلف عمر آن ماه سپهر آگهی * که آمد در دو عالم ذات او طاق * رفت رو
ماند عالم خالی از حسن * دگر رفته محب حق ز آفاق *امیر المؤمنین عثمان*
ابن عفان رضی الله تعالی عنه کنیت وی ابو عمر است و ابو لیلی و ابو عبد الله
و لقب وی ذی النورین بجهت آنکه دو دختر حضرت پیغمبر علیه الصلوة الملک الاکبر در نکاح وی
در آمدند و گفته اند که هیچکس را از آدم تا این دولت دست نداده است که دو دختر پیغمبری
در نکاح وی در آمده باشند مگر وی که باین دولت مشرف گشت و حضرت شاه رسالت پناه
فرموده که اگر چهل دختر میداشتمی یکی را بعد دیگری بنکاح عثمان میدادم و امیر المؤمنین عثمان
بن عفان بن ابی العاص بن امیه بن عبد الشمس بن عبد المناف و نام مادر وی بیضاء عمهٔ
حضرت سید عالم صلی الله علیه و سلم است که با عبد الله والد آنحضرت توامان بوده و نسب وی

از جانب پدر و مادر به نسب حضرت پیغمبر در عبد المناف که جد چهارم آن حضرت و جد پنجم عثمان است
میرسد ولادت وی بعد از گذشتن شش سال از واقعهٔ فیل واقع شده در سال اول از بعثت
نبوت نبوی بدلالت حضرت صدیق اکبر ایمان آورده و بغرهٔ محرم سال بیست و چهارم از هجرت
بر مسند خلافت نشست و مدت خلافت وی دوازده سال و دوازده روز است نقل است
که روزی یکی از اصحاب بخانهٔ آن حضرت میرفت و در راه بزنی نامحرم نگاه کرد چون بخانهٔ وی
آمد فرمود که چه بوده است شما را که یکی از شما بخانهٔ من در آمده است و در چشم وی از زنا اثری
می یابم آن شخص پیش آمد و گفت یا خلیفهٔ برحق بعد از رسول الله چه هم وحی نازل میشود فرمود
این وحی نیست بلکه نور فراست است که حق تعالی به بندگان خود عطا می فرماید نقل است
که در ان شبی که بامداد آن شهادت یافت حضرت شاه رسالت را بخواب دید که میفرماید ای
عثمان امروز پیش ما افطار خواهی کرد لاجرم روز دیگر کسان خود را نگذاشت که با مخالفان
مقاتله کنند و سعادت شهادت یافت و صاحب شواهد النبوت میفرماید که یکی از ثقات
گفته است که در طواف کعبه بودم نابینائے را دیدم که طواف کعبه میکرد و میگفت خداوندا مرا
بیامرز و گمان ندارم که مرا بیامرزی گفتم سبحان الله در چنین جائی چنین سخن نا امیدانه
میگوئی گفت از من گناهی عظیم صادر شده است که امید عفو آن ندارم گفتم آن کدام است گفت
آن روز که امیر المؤمنین عثمان را محاصره کردند من با یکی از مخالفان وی سوگند خوردم که اگر
عثمان کشته شود بر روی برهنهٔ وی طپانچه زنم چون وی شهادت یافت بخانهٔ وی در آمدم
دیدم که سر وی در کنار خاتون وی ست بخاتون وی گفتم که روی عثمان را برهنه کن گفت
مقصود تو چیست گفتم سوگند خورده ام که طپانچه بر روی برهنهٔ وی زنم خاتون بگریست و گفت
هیچ نگاه نمیداری حق صحبت وی با رسول خدا صلی الله علیه وسلم و حق اینکه دو دختر حضرت پیغمبر
علیه صلوٰة الملک الاکبر در نکاح وی در آمدند و چند فضائل [illegible] وهم بیان کرد از استماع آن همه مردم
مانیکه با من بودند شرم خورده از انجا برگشتند و من بآن التفات نکرده روی خلیفهٔ برحق
برهنه نموده طپانچه بر روی وی زدم خاتون وی آهی برکشید و گفت ای ظالم بی رحم خدا بر تو
رحم نکند و گناهان ترا نیامرزد و دست ترا خشک کناد و چشمت را کور گرداند والله که هنوز از آستانه وی بیرون

پای بیرون نهاده بودم که دست من خشک شد و چشم من کور گشت هیچ گمان نمی برم که خدا تعالی گناهان مرا بیامرزد و نقلست که جحجاه بن سعید غفاری در وقت شهادت حضرت عثمان عصای وی از خانهٔ وی غارت کرده که بوی از جناب رسالت مآب عطا شده بود بر زانو نهاد تا بشکند مردم بانگ بروی زدند که این عصا را نگاه دار که از حضرت رسول صلی الله علیه وسلم است همی نشنید و بشکست هماندم علتی در زانوی وی پدید آمد و بهمان علت بمرد و نقلست که چون خلیفهٔ ثالث را شهید ساختند تا سه روز جنیان بر بام مسجد نبوی نوحه میکردند و در مرثیهٔ وی ابیات میخواندند و نقلست که بعد شهادت تا سه روز حضرت عثمان را دفن نکردند ناگاه هاتفی آواز داد که ادفنوه ولا تصلوا فان الله عز وجل قد صلی علیه شهادت امیر المؤمنین عثمان در سال سی و پنجم و بقول بعضی بسال سی و ششم از هجرت حضرت شاه رسالت است این واقعه بروز جمعه سیزدهم یا هیژدهم ذی حج در مدینه منوره بوقوع آمد و عمر آن حضرت هشتاد و هشت سال بروایت صحیح است و بقول بعضی نود و دو سال و هفتاد و پنج سال و هشتاد و دو و هشتاد و شش نیز گفته اند و مزار پر انوار وی در مدینه در گورستان جنت البقیع است تاریخ وفات از مؤلف نور پر نور شاه ذی النورین ٭ بود برحق خلیفهٔ احمد ٭ بهر تاریخ رحلت آن شاه ٭ پاک بود آمد و حبیب آخر ٭ هم رقم کن ز بهر تاریخش ٭ زاهد زبده و وحید آید ایضاً از مؤلف امیر خلق عثمان ابن عفان ٭ که بر عشقش محمد بود مشتاق ٭ خرد از بهر سال انتقالش ٭ بگفتا شد امام دین آفاق ٭ ایضاً از مؤلف شاه عثمان خلیفهٔ برحق ٭ از جهان شد بجنت اعظم ٭ سال تاریخ آن سراپا عدل ٭ ای بگو رفت عادل از عالم ٭ علی المرتضی شیر خدا کرم الله وجهه کنیت وی ابو الحسن و ابو ترابست و لقب وی مرتضی و اسد الله و حیدر و صفدر و کرار و نام نامی وی علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد المناف و نام مادر وی فاطمه بنت اسد بن هاشم بن عبد المناف ست ولادت وی در مکه معظمه بخانهٔ وی و بقول بعضی در خانهٔ کعبه بروز جمعه سیزدهم رجب بعد از واقعهٔ فیل بسی سال و در سال بعثت حضرت شاه نبوت یازده ساله بود و اول کسیکه از اطفال نابالغ بنبوت حضرت شاه رسالت ایمان آورده بود و در سال

سی و پنجم یا سی و ششم از هجرت بر مسند خلافت اجلاس کرد و مدت خلافتش پنج سال و سه
ماه بود و بقولی دیگر چهار سال و نه ماه و وی امام اول ست از ائمهٔ اثنا عشر و امام احمد حنبل
رضی الله تعالی عنه میفرمود که از هیچ یکی از اصحاب کرام نبوی صلی الله علیه وسلم آن قدر فضائل
نه بن رسیده اند که از امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه رسیده اند و صاحب سیر الاقطاب
تحریر میفرماید که روزی هر چهار اصحاب کبار حاضر خدمت حضرت شاه رسالت بودند که اول
حضرت پیغمبر متوجه بصدیق اکبر شده فرمود که در شب معراج از جناب باری خرقهٔ فقر با عطا شده است
حالا اگر بشما عطا کنیم حق آن چه ادا خواهند کرد عرض کرد که صدق ورزم و صداقت کنم بعد
بفاروق اعظم مخاطب شده همان تقریر از زبان گوهر افشان فرمود وی عرض کرد که عدل
کنم و داد مظلوم از ظالم بستانم پس از ان بعثمان بن عفان مخاطب شده فرمود که اگر خرقهٔ
فقر بتو عطا کرده شود شکریهٔ آن چیست او بعرض پرداخت که حیا ورزم و تحمل پیش گیرم غرض چون
نوبت جواب با صواب بحضرت ابو تراب رسید گفت که اگر خرقهٔ عالیهٔ فقر باین حقیر عطا فرمایند
در شکریهٔ آن پرده پوشی کنم و حتی الامکان در ستر عیوب بندگان حق سعی موفوره بکار برم
و عفو تقاصیر خلق پیشهٔ خود سازم حضرت شاه رسالت ازین تقریر دلپذیر بغایت خورسند شده
فرمود که این جواب حسب مدعای ضمیر منیر و رضای الهی گفتی بگیر این خرقهٔ فقر الهی از حق گشته
و بپوش که شاهنشاه ولایت و پیشوای اولیای امت شدی و بروایات صحیحه ثابت است
که چون آن حضرت پای مبارک بر رکاب می نهاد افتتاح تلاوت قرآن میکرد و چون پای دیگر
بر رکاب دیگر میرسید ختم قرآن می نمود و نقل ست که روزی جناب ابو تراب بعد ادای نماز بامداد
در مسجد کوفه نشسته بود شخصی را فرمود که بفلان محله برو در آنجا مسجدی ست و متصل مسجد
خانهٔ است و در ان خانه زن و مرد باهم جنگ و نزاع میکنند آن هر دو را پیش من حاضر کن
آن شخص برفت و هر دو را حاضر آورد حضرت امیر با ایشان مخاطب شده فرمود که امشب
چرا باهم نزاع و فساد میداشتید مرد گفت که امشب نکاح من با این زن بسته اند چون پیش
وی در آمدم نفرتی در طبیعت من پیدا شد خود را از وی باز داشتم و خواستم که طلاق دهم ازین سبب
زن با من نزاع و جنگ میکند پس حضرت امیر زن را در خلوت برده بحالت تنهائی از وی پرسید

بر سخنی چو میگوییم باید که جواب با صواب بگویی و دروغ و کذب را دران راه ندهی و آن
اینست که تو در آغاز جوانی با پسر عم خود محبت داشتی و او نیز شیفتهٔ حسن و جمال تو بود و پدر تو نخواست
که ترا بزنی بوی دهد آخر شبی با هم جمع شده مجامعت کردید و تو آبستن شدی و آن راز را با مادر
خود گفتی و از پدر خود پنهان داشتی چون وقت وضع حمل آمد شب بود مادر ترا از خانه بیرون برد و تو
پسری زائیدی و در خرقه پیچیده بیرون دیوار خانه بینداختی سگی آمد و وی را بوی کرد سنگی
بسوی سگ انداختی آن سنگ بر سر کودک خورد و سرش بشکست و خون روان گردید پس
مادر تو پارهٔ از ازار خود بدرید و سر کودک بدان ببست و همانجا پسر را گذاشته بخانهٔ خود رفتی
باز دیگر ندانستید که حال وی چه شد زن گفت که همچنین ست یا امیر المؤمنین آنچه گفتی راست گوهر
راستی سفتی و میخواهم که حالا بفرمایی که آن پسرم را که تو زنده ماند یا مرد فرمود که والله این کس را
که شوهر خود کرده همان پسر ست که سوداگری او را از آنجا برداشت و با خود برده و پرورش نمود
تا بزرگ شده در کوفه آمده ترا بخواست حق تعالی او را ازین گناه نگاه داشت که با مادر خود مجامعت کند
زن گفت اگرچه فرموده آن حضرت سراپا راست و عین صدق ست لیکن مرا برین معنی
برهانی و دلیلی می باید تا بصدق و یقین قرین گردد امیر المؤمنین با آن مرد خطاب کرد تا سر خود را
برهنه سازد چون برهنه کرد بزن خطاب کرد که ببین که نشان ضرب سنگ تا حال بر سرش
باقی است زن چون نشان ضرب سنگ بر سرش موجود یافت سر در پای آن حضرت در دوباره
پسر گرفته راه خود پیش گرفت نقل ست که وقتی اهل کوفه بخدمت آن حضرت آمده استغاثه
کردند که آب فرات بطغیانی است ازین سبب زراعت های ما در آن غرق دریا و فنا شده
و قریب است که آب جانب شهر هم رجوع کند و بطغیانی آب شهر هم برباد گردد از خدا بخواهید
که آب دریا باندازهٔ خویش که بود عود کند باستماع این التجا علی المرتضی جبهٔ مصطفی بر دوش
و پیراهن نبوی در آغوش و عصای نبوی در دست و عمامهٔ احمدی بر سر کرده همراه اهل شهر
بکنارهٔ فرات رسیده دو رکعت نماز گزارد و پس برخاست و بر لب دریا ایستاده و آن عصا
بطرف دریا اشارت کرد بمجرد اشارت یک ذرع آب کمتر شد همچنین بسه اشارت سه ذرع آب
از دریا کمتر شد چون نوبت اشارت چهارم رسید اهل شهر فریاد بر آوردند که یا امیر المؤمنین

پس زیاده ازین نمی خواهیم که آب کمتر شود که این آب موافق اندازه اول است نقل ست
از بی بی اسما بنت عمیس رضی الله تعالی عنها که فرمود حضرت خیر النسا خاتون جنت و اسے
قیامت فاطمة الزهرا که در شبی که علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه با من زفاف کرد از وی تسبیح
زیرا که شنیدم که زمین با وی سخن میگفت بامدادان اظهار این حقیقت بخدمت حضرت شاه رسالت
کردم آن حضرت چون شنید بسجده درآمد بعد ازان سر بر داشت و گفت ای فاطمه بشارت باد
ترا بپاکیزگی نسل بدرستی که خدای تعالی فضیلت نهاد شوهر ترا بر سائر خلائق و زمین را فرمود
که اخبار خود با وی بگوید آنچه بروی میگذرد و خواهد گذشت از مشرق تا مغرب نقل ست
که حجاج بن یوسف که ظالم اظلم بود همه اصحاب و شیعه های حضرت شاه را شهید ساخت آخر
قنبر را که غلام وفادار و خادم خدمتگذار حیدر کرار بود پیش خود طلب داشت و گفت که قنبر توئی
گفت آری گفت مولای علی ابن ابی طالب هستی گفت مولای من حق تعالی ست و علی ولی نعمت
من ست گفت از دین او بیزار شو گفت دینی فاضلتر از دین وی مرا بنما گفت ترا خواهم کشت
بگو که بکدام عذاب ترا بکشم گفت اختیار بدست تست هر عذاب که خواهی بکش لیکن هر عذابیکه
مرا خواهی کشت فردا بهمان عذاب کشته خواهی شد و خبر کرده است مرا علی المرتضی که ترا شخصے خواهد کشت
که بدترین ظالمان روی زمین باشد حضرت قنبر از دست آن ظالم اکبر شهادت یافت
ونقل ست که وقتی علی مرتضی در بعضے سفرها برداشت کربلا رسید و براست و چپ نگریست
و گریان گریان ازان دشت چهار بار بگذشت و گفت والله همین ست جای خوابانیدن شتران
ایشان و محل کشته شدن ایشان اصحاب عرض کردند که یا امیر المؤمنین این چه جای ست
فرمود که دشت کربلا ست و اینجا قومی کشته شوند که بی حساب در بهشت روند و قاتلان ایشان
رانده درگاه الهی باشند نقل ست که بروقت توجه بجنگ صفین اصحاب شاه ابوتراب
محتاج آب شدند بجای اشارت کرد که آنرا بکاوند بعد از مقداری کاویدند سنگی نمودار شد
که هیچ آلتی بران کارگر نمی گردید فرمود که این سنگ بالای آب ست جد کنید و بردارید
لشکریان هرچند زور کردند نتوانستند برداشت آخر الامر حضرت امیر از بغله خود فرود آمد
و آستین دست حق پرست خود در نوردید و انگشتان زیر سنگ درآورده بزور حیدرے

سنگ را بر داشته دور تر انداخت از زیر سنگ چشمهٔ آب شیرین و خوشگوار ظاهر شد تا همه
خوردند و بر داشتند چون همه اهل لشکر سیراب شدند باز آن سنگ بالای چشمه نهاد و بجای اینا نشست
و متصل آن چشمه دیری بود که راهبی در انجا سکونت داشت چون این حال بدید بخدمت حاضر شده
پرسید که تو پیغمبر مرسلی گفت که خیر گفت که تو فرشتهٔ مقربی گفت که خیر گفت پس چه کسی گفت که
من علی اخی و وصی پیغمبر آخر الزمان ام و دین ما اسلام ست گفت دست بیار و بدست من
ده که مسلمان شوم حضرت امیر دست بدست داد و راهب مسلمان شد پس حضرت امیر از راهب
پرسید که چه چیز ترا برین آورد که نزد ما آمدی و مسلمان شدی عرض کرد که بنای این دیر از چند
سال ست و از بانی این دیر در ینجا کتابی ست که درین موضع چشمه ایست و بر بالای آن که
سنگے ست که کسی آنرا انداخت و بر داشتن نتواند مگر پیغمبرے یا جانشین پیغمبرے پس منتظر بودم که
آن شخص کی می آید امروز ترا دیدم که سنگ بر کندے و چشمهٔ آب ظاهر ساختی وقت را که
غنیمت دانستم و آنچه می جستم یافتم حضرت امیر چون آنرا بشنید بگریست چندانکه محاسن مبارکش
تر شد و فرمود الحمد لله الذی لم اکن عنده منسیا و کنت فی کتبه مسطورا پس آن راهب ملازم
حضرت امیر شده پیش آن حضرت با اهل شام مقاتله کرد چندانکه شهادت یافت نقل ست
که چون حضرت شاه رسالت از مدینه بمکه متوجه شد بصحرای رسید که آب نداشت مسلمانان
تشنه شدند رسول صلی الله علیه وسلم از شتر فرود آمد و فرمود که درین نزدیکی چاهی ست
پس کیست از جماعهٔ مسلمانان که بر آن چاه برود و مشکها پر آب کرده بیارد که رسول صلی الله
علیه وسلم ضامن بهشت او را به بهشت مردی برخاست و گفت یا رسول الله من میروم پس
حضرت رسول صلی الله او را با جمعے از سقایان روانه بسوی آن چاه فرمود مسلمه ابن الاکوع که
میگوید که من با آن جماعه بودم چون بنزدیک آن چاه رسیدیم آنجا چند درختان میوه دار بود
از انجا آواز های مهیب شنیدیم [illegible] بسیار دیدیم نتوانستیم که از انجا بگذریم ناچار باز گشتیم
و بخدمت حضرت شاه رسالت عرض حال کردیم فرمود که آن جماعت شیاطین بود که شما را ترسانیدند
اگر شما میرفتید هیچ گزندے بشما نمیرسید پس شخصی دیگر برخاست و عرض کرد که من میروم یا رسول الله
وی نیز بجماعهٔ سقایان برفت و از همانجا باز گشت درین اثنا شب در رسید و تشنگی بر اصحاب

و احباب آن حضرت غلبه کرد آخر حضرت شاه ولایت علی المرتضی با پای رسول خدا با سقایان
رو بسمت چاه گردید سلمه بن الاکوع گوید که تا بیرون از لشکر آمدیم مشکها بر دوش و شمشیرها
در دست و علی پیش پیش ما میرفت چون نزدیک درختان رسیدیم آوازهای هولناک حرکات
عظیم بظهور آمد حضرت امیر هیچ خیال نفرمود و با ما فرمود که سر رسید و دل قایم دارید که هیچ
گزندی بشما نخواهد رسید چون بمیان درختان در آمدیم آتش های عظیم افروختن گرفت
بی آنکه هیزم سوخته شوند و بسیار سرهای بی جسم پیدا آمدند و با آواز هولناک آواز میکردند هوش
از ما برفت و حضرت امیر پای عدو فرسای خود بر آنها می نهاد و میگذشت تا بر لب آن چاه رسیدیم
یک دلو داشتیم براء بن مالک یک دلو آب کشید آخر ریسمان بشکست و دلو در چاه افتاد و از
چاه آواز خنده و قهقهه بر آمد حضرت امیر فرمود که کیست که در لشکر باید و دلو و رسن دیگر بیارد
اصحاب گفتند که کسی را طاقت آن نیست که از آن درختان بگذرد آخر حضرت امیر کمر بست
و در چاه در آمد آواز خنده و قهقهه در چاه زیاده تر شد چون در چاه رسید پای آن حضرت بلغزید
و غلغله عظیم از چاه بر آمد و آوازی چنانچه کسی را اختناق کرده باشند ظاهر میگشت ناگاه امیر المؤمنین
با آواز بلند گفت الله اکبر الله اکبر انا عبد الله و اخو رسول الله و با آواز او که مشکها فرو گذارید
چون فرو گذاشتیم همه را آب پر کرده بیرون آورد بعد از آن آنحضرت دو مشک بر داشت و ما
یک یک مشک برداشتیم چون نزدیک درختان رسیدیم از آنچه دیده و شنیده بودیم هیچ نبود چون
از درختان گذشتیم آوازی شنیدیم که [illegible] دل [illegible] حضرت امیر
میخواند تا آنکه بخدمت حضرت شاه رسالت رسیدیم و علی المرتضی از سر تا پا احوال ماجرای
بحضور آن سرور انبیا عرض کرد تبسم شده فرمود که هم این کار از تو آید و مردان چنین کنند
والحمد لله که فتح یافتیم و از جنگ جنیان [illegible] بروایت صحیح ثابت شده که
خدا ایتعالی بپاس خاطر حضرت شاه ولایت دو بار رد شمس فرمود و آفتاب را از مغرب باز
گردانید یکی بعهد جناب رسالت مآب که حضرت نبوی بحالت نزول وحی تکیه بر زانوی شاه
ولایت داشت چون حالت نزول وحی دیر کشید آفتاب بمغرب رسید و نماز عصر حضرت امیر قضا
گردید چون آن حالت رفع گشت حضرت رسول بعلی مخاطب شده پرسید که نماز عصر گزارده [illegible]

کرباحقارت گذارده ام و ترک ادب دانستم که سر مبارک آنجناب را از زانوی خود بردارم
باستماع این حال سید عالم صلی الله علیه وسلم دست مناجات بدرگاه قاضی الحاجات برآورد
وعرض کرد که الٰهی علی نماز عصر نگذارده است آفتاب را حکم شود که باز ظاهر گردد هنوز از
دعا فراغت حاصل نشده بود که آفتاب ظاهر گشت و پرتو آفتاب بر کوه و دشت تافت
وعلی المرتضی حسب المدعا بادای نماز پرداخت و آن روز بوقت غروب آفتاب آوازی
همچون آواز اره شنیده میشد دوم بعد وفات سرور کائنات بوقت توجه حضرت امیر سوی
بابل چون خواست که از آب فرات بگذرد وقت نماز عصر بود با طائفهٔ اصحاب نماز عصر ادا کرد
و دیگر یاران که بگذرانیدن چارپایان وغیره اسباب از دریا مشغول بودند وقت نماز قضا
کردند و آفتاب بمغرب رفت ازین هم حیران و پریشان بخدمت آن حضرت آمدند حضرت امیر
دست بدعا برداشت در جناب حضرت الٰهی بدعای رد آفتاب کرد فی الحال آفتاب برگشت
و همه اصحاب نماز عصر بوقت ادا کردند چون از نماز فراغت یافتند آفتاب غروب شد و در آنوقت
آوازی هولناک از آفتاب گوش زد میگشت همه بتسبیح و تهلیل پرداختند نقل است
که حضرت امیر کرم الله وجهه شخصی را از لشکر خود بان متهم میداشت که اخبار لشکر وی بمعاویه
بن ابی سفیان میرساند روزی از وے پرسید او انکار کرد فرمود که اگر راست میگوئی
سوگند یاد کن آن شخص سوگند خورد فرمود که قسم دروغ بر زبان آورده حق تعالی ترا کور گرداند
پس یک هفته نگذشت که نابینا شد نقل است که روزی امیر المومنین علی حاضرین مجلس
خود سوگند داد و گفت که هر که زبانی حضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والسلام والتحیت شنیده
است که من کنت مولاه فعلی مولاه گواهی دهید و بپاس خاطر من دروغ نگوئید پس دوازده
تن از حاضرین محفل گواهی دادند چون شخصی دیگر هم از واقفان این حال در آنجا حاضر بودے
خاموش ماند و زبان را بتکلم آشنا نکرد حضرت امیر ازوی تحقیق طلب شد و فرمود اے شخص
باوجود وقوف این حال زبان بشهادت نکشادی و گواهی راستی ندادی گفت پیر شده ام
و بسبب ضعیفی حواس قوت حافظهٔ من گم گشته است و آنچه از یاد من رفته حضرت امیر چون این
سخن آن کذاب شنید گفت الٰهی این شخص دیده و دانسته حق را در پردهٔ کذب پوشیده است بسزایش برسان

فی الحال کور شد و از مجلس برخاست مگر نابینا و سوای وی دیگر چند کسان هم که دیده و دانسته
گواهی نداده بودند کور گشتند و از انجمله زید بن ارقم بود میگوید که من هم در آن مجلس حاضر بودم
و شهادت آن پنهان داشتم حق تعالی روشنی چشم مرا ببرد الحال بر فوت آن شهادت پشیمانم
و استغفار میکنم نقل است که روزی حضرت امیر بالای منبر معلی میفرمود که انا عبد الله و اخو
رسول الله و وارث نبی الرحمة و ناکح سیدة النساء اهل الجنة زوجها و ولی العالمین پس هر که
بعد از من دعوی کند خدا تعالی او را ببلای گرفتار کند شخصی از آن مجلس برخاست و گفت
که کیست که از وی خوش نیاید که گوید انا عبد الله و اخو رسول الله الی آخره بمجرد این تقریر
او را جنونی و فسادی در دماغ پیدا شد و چنانچه پای او را گرفتند و از مسجد بیرون کشیدند
تا زیست مجنون و دیوانه بود نقل است که چون حضرت امیر کرم الله وجهه اهل کوفه را برای نصرت
محمد بن ابی بکر رضی الله عنهما تحریص کرد اجابت نکردند گفت الهی شخصی را بر اهل این شهر مسلط
گردان که هرگز بر ایشان ترحم نکند پس همان شب حجاج بن یوسف ظالم متولد شد و از دست
او بر سر اهل کوفه رسید آنچه رسید نقل است که روزی معاویه بن ابی سفیان حاکم شام
با خود گفت که تدبیری باید اندیشید که عاقبت کار خود بدانم حاضران مجلس گفتند که دین با
شما از همه دانا تر آید گفت من آن را از علی المرتضی معلوم می توانم کرد که هر چه بر زبان وی
بگذرد حق خواهد بود پس سه کس را از معتمدان خود طلبید و گفت که باتفاق یکدیگر سوی کوفه بروید چون از
مسافت یک مرحله باقی بماند از آنجا علیحده شده هر یک بعد از دیگری بکوفه در آید و خبر مرگ مرا مشهور سازد و هر
کس با یکدیگر متفق اللفظ و یک زبان باشد در ذکر بیماری و روز مرگ و ساعت و موضع قبر و گذارنده نماز و غیره بیان
آن هر سه تن بگفته معاویه روانه کوفه شدند چون قریب رسیدند شخصی از آن سه تن اول در شهر در آمد و باهل شهر
خبر مرگ معاویه رسانید مردمان او را بخدمت حضرت شاه ولا جاه بردند و خبر فوت معاویه با وی بعرض رسانید
آنحضرت بر آن خبر هیچ التفات نفرمود روز دیگر شخص دوم داخل کوفه شده تصدیق خبر وفات معاویه نمود
روز سوم شخص ثالث بکوفه در آمد و حلفا بیان هر دو اشخاص را تصدیق کرد اصحاب و احباب آنجناب بحضور حضرت امیر
رفته عرض کردند که در سه روز سه کس متواتر از شام رسیدند و بحلف ظاهر کرده اند که معاویه وفات یافت حالا هیچ شکی
و شبهه در فوت معاویه نمانده باستماع این معنی حضرت امیر بقسم فرمودند که کلا او نمیرد تا وقتیکه محاسن این کس

بچون شهادت خضاب کرده نشود واشارت این کس بجانب خود کرد و چون این خبر
بمعاویه رسید خوشحال شد ودانست که شهادت علی مرتضی قبل از وفات وی ست
و در راحت القلوب تحریرست که روزی چند جهود در بازار مدینه نشسته بودند
و باهم ایشان گفتگوی احوال علی المرتضی در میان بود درین اثنا مسلمانی سائل
گرسنه روبروی جهودان آمده سوال طعام کرد جهودان تمسخر کردند که تو مسلمانی و در دین
محمد درآمدی نزد شاه مردان علی برو که هرچه خواهی بیابی هنوز سائل بجواب نپرداخته بود
که شاه مردان از دور پیدا شد جهودان گفتند که اینک شاه مردان می آید پیش او برو و سوال
کن سائل ازانجا برگشت و بخدمت حضرت شاه حاضر شد قصه پرغصه خود بیان کرد چون حضرت شاه
چیزی باخود همراه نداشت باخود اندیشید که این جهودان با سائل تمسخر کرده او را نزد من فرستاده
حالا حیف ست که سائل محروم رود پس دست او بگرفت و پنج بار صلوة خمسه خوانده در دست وی
دم کرد و بند نموده فرمود که برو سائل ازانجا پیش جهودان آمد پرسیدند که از شاه مردان چه
یافتی گفت آن مرد خدا پنج بار درود و صلوة خمسه خوانده بر دست من دم کرده همچنین بند
کرده رخصت ساخت و مشت من تا حال بندست گفتند باز کن چون باز کرد دیدند که پنج
دینار در دست سائل ست حیران بماندند و فی الحال بخدمت آن حضرت آمده هدایت یافتند
عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی در شواهد النبوت میفرماید که یکی از صالحان گفته که
شبی در خواب دیدم که قیامت قائم ست و همه خلائق را در میدان حشر حاضر آورده اند و
دیدم که حضرت رسول خدا صلی الله علیه وسلم بر حوض کوثر تشریف میدارند و سید الکونین
حضرت حسنین بچپ و راست سرور کائنات ایستاده خلق را کوزه های آب عطا میفرمایند
من هم بخدمت ایشان رفتم و آب طلبیدم فرمودند که بلا اجازت جناب رسالت مآب آب دستیاب
نمی شود پس بخدمت حضرت رسالت پناه رفته از آن جناب آب خواستم فرمود که ترا آب
حوض را نصیب نیست [illegible] تو شخصی ست که علی المرتضی را بد میگوید و تو منع نمیکنی عرض
کردم که یا رسول الله صلی الله علیه وسلم اگر او را منع کنم او قصد هلاک من کند از استماع این حضرت [illegible]
کاردی مصقول از بغل برآورده بمن داد فرمود که برو باین کارد آن دشمن علی را بکش [illegible]

با این کار که پیش وی آمدم و او را بکشتم و بازگشته حال کشتن وی بخدمت حضرت رسول مقبول عرض
کردم فرمود که یا حسین این محب علی را آب کوثر بدهید که حق محبت ادا کرده است من کوزهٔ آب بامام حسین
گرفتم مگر یاد ندارم که نوشیدم یا نی که از خواب بیدار شدم و تمام شب از هول این خواب بیدار بودم
تا آنکه صبح دمید ناگاه آواز از مردم برآمد که فلان شخص امشب اندر جامه خواب کشته شده وقت فجر گماشتگان
حاکم آمده و همسایگان را بیگناه گرفتار کردند گفتم سبحان الله این خوابیست که من دیدم و حق سبحانه تعالی آنرا
راست کرده است حالا همسایگان بیگناه گرفتار شده اند ایشان را درین بلا گرفتار گذاشتن شرط دینداری نیست
پس برخاستم و پیش حاکم رفته گفتم که این مقتول را من کشته ام و دیگر مردان بی گناه که گرفتار پنجهٔ بلا اند
ایشان را خلاص باید کرد و همه احوال شنیده روبروی حاکم ظاهر ساختم چون بشنید گفت که تو هم در مقید
بی جرم هستی و مقتول خود بسزای کردار خود رسیده است امام مستغفری در کتاب
خود ذکر کرده که شخصی بی خبیر در حق حضرت امیر مدام تقریر بد میکرد و سعد بن مالک رضی الله عنه در
حق وی دعای بد کرد تا آنکه روزی آن شخص بر شتر سوار شده در مسجد آمد و شتر خود بدروازه مسجد
گذاشته خود در حلقهٔ مردم بنشست درین اثنا شترش از جای خود بجست و اندرون مسجد
آمده بهر دو دست خود آن شخص را بگرفت و زیر سینهٔ خود نهاد و بنشست استخوانش پاره پاره
شدند و بجهنم رفت و حضرت سید کونین امام حسین رضی الله عنه میفرمود که چون ابراهیم
بن هشام از طرف حاکم شام حاکم مدینهٔ عالیه مقرر شد بروز جمعه همه اکابران مدینه را در مسجد نبوی
جمع میکرد و مرا نیز پیش منبر می نشاند و بعد خطبه در حق والد ماجد من علی ناسزا می گفت و سخنان
لاطائلش بگوش خود می شنیدم و صبر میکردم روزی به پهلوی منبر تکیه کرده بودم در همان
حال در خواب رفتم دیدم که در روضهٔ عالیهٔ نبوی صلی الله علیه وسلم حاضرم و قبر آن حضرت
بشگافت و مردی سفید پوش برآمد و گفت یا ابو عبد الله کلام ابن هشام نافرجام ترا غمگین
نمی سازد گفتم آری بحالت ناچاری می شنوم و خون جگر میخورم گفت چشمان خود بکشا و ببین
که خدا تعالی با او چه کرد چون چشمها کشادم دیدم که ابن هشام بد انجام به بدترین وجه ذکر
علی المرتضی بهم زبان بد ترجمان خود دارد چون تمام کرد برخاست و خواست که از منبر فرود آید
پایش از منبر بلغزید و بزیر افتاد و گردنش بشکست و واصل اسفل السافلین گردید نقلست

تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت مجمع البحرین

کہ چند سال بعد از وفات جناب ابوتراب کافری سیاہ دل کہ آبا و اجداد او بہ پنجہ شیر گیر
اسد اللہ بقتل رسیدہ بود حمزہ بن قیس نام بمقام نجف اشرف رسید و وقت شب اندرون
روضہ عالیہ رسیدہ خواست کہ مرقد مقدس آن حضرت را کندہ نعش مبارک برآورد ہنوز
انسیمی بمزار پر انوار نرسیدہ بود کہ دو انگشت دست حق پرست از قبر برآمدند و
بیک ضرب حیدرے کار آن ناکارہ بانجام رسانیدند علی الصباح چون مجاوران مزار
گوہر بار نعش پرادبار او را اندرون روضہ منورہ یافتند آنچہ در احتیاط کوشیدند گوشہ
تاحال سوراخے کہ از انجا انگشتہای مبارک برآمدہ بودند موجود است و او شاہ
بران دو گوہر گران بہا کہ یاقوت حسینی موسوم اند بران سوراخ بطور نگینہ نصب
کردہ است و مخفی مباد کہ حضرت مرتضویہ شش خلیفہ عالیہ داشتند یکی امیر المومنین حسن
دوم امیر المومنین حسین سوم کمیل بن زیاد چہارم خواجہ اویس قرنی پنجم قاضی ابو المقدام سریج
بن ہانی بن زید الحارثی ششم خواجہ حسن بصری رضوان اللہ علیہم اجمعین و سلسلہ ہا
عالیہ فقرای عظام و مشائخ ذوی الاکرام روئے زمین ہمین خلفاء مرتضویہ منتہی میشوند
و وفات آن جامع الکمالات بقول صحیح بتاریخ ہفدہم ماہ رمضان المبارک سنہ چہلم
از ہجرت شاہ نبوت بوقوع آمدہ و بیست و یکم ماہ رمضان نیز گفتہ اند و آن حضرت از دست
عبد الرحمن بن ملجم شربت شہادت چشید و عمر آن حضرت باتفاق اکثر اہل سیر شصت و
سہ سال ست تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت از مؤلف

مرتضے شاہ علی مظہر انوار جلی ✤ خانۂ دین نبی یافت از و آبادی ✤ زاہد پاک پے تاریخ
وصالش جستم ✤ از خرد باز ندا گشت کہ ہادی ہادی ✤ ایضاً از مؤلف

مرتضے شیر خدا شاہ جہان ✤ عاشق اللہ و محبوب نبی ✤ حامی دین جانشین مصطفے ✤
شاہ غازے پہلوان متقی ✤ گشت چون از فرش بر عرشش عروج ✤ شد ندا از دل
شعلے شد علی ✤ نیز گفتم رفت محبوب از زمان ✤ تاشود تاریخ وصلش منجلی ✤ بندۂ حق
رفت چون بیرون ز دہر ✤ یافت آخر صورت مولی ولی ✤ از زمین چون رفت پیر اولیا ✤
یافتم از سال فوتش آگہی ✤ بود خواست او دل ہر اہل ل ✤ از دو فاتش ماند بیدل کیدلی ✤

از دل وجان زر وکن سرور مدینه یا علی مولی علی مولا علی امیر المومنین حسن بن
علی المرتضی رضی الله تعالی عنه کنیت وی ابو محمد و لقب وے نقی و سید است
ولادت باسعادت وی در مدینه منوره بسال سیوم از هجرت نبوی بوجود آمده در نیمه رمضان
المبارک و جبرئیل علیه السلام نام نامی وی بخط طلا بر قطعه حریر بهشتی نوشته بطور هدیه بخدمت
حضرت شاه رسالت آورد و گفت که نام این فرزند دلبند حسن کنید و باقوال صحیحه ثابت
شده که امام حسن رضی الله عنه از سینه تا فرق بعینه شبیه آن حضرت صلی الله علیه وسلم
بود که روزے امیر المومنین صدیق اکبر حسن را بر دوش خود گرفته بود و سوگند میخورد که
والله این شبیه رسول مقبول است نه شبیه علی و علی رضی الله عنه آنجا ایستاده بود و تبسم مینمود
و نقلست که حضرت حسن بیست و پنج حج پیاده گزارده بود و نقلست که روزے
حضرت رسالت مآب بر منبر برآمد درحالیکه حسن بن علی با وی بود و میفرمود که این پسر من
سید است و زود باشد که خدا تعالی اصلاح کند بواسطه وی درمیان دو گروه از مسلمانان
و این اشارت بر حق بود که بعد از شهادت حضرت شاه ولایت درمیان دو فریق یعنی
شیعان علی و فرقه معاویه صلح درمیان آمد و حضرت حسن دست از خلافت برداشته باتفاق
تفویض نمود و عهدنامه بچند شرائط تحریر گشت و صاحب شواهد النبوت بروایت
ابوهریره رضی الله عنه میفرماید که یک شب حسن بن علی پیش جناب رسالت مآب بود چون
یکپاس شب بگذشت بحسن فرمود که پیش مادر خود برو من عرض کردم که اگر حکم شود
من بارکاب صاحبزاده والاجناب بروم که شب تاریک است فرمود که لا ناگاه برقے
از آسمان روشن شد و امیر المومنین حسن در روشنی آن بخانه خود رسید نقلست
که روزی حضرت حسن با یکے از اولاد زبیر رضی الله عنه در سفر بود شب زیر نخلی که خشک بود
فرود آمدند ابن زبیر گفت کاش برین نخل خرما می بود تا بخوردمی فرمود که میخواهی
که خرمای تر بخوری گفت آری پس دست بدعا برداشت هنوز از دعا فارغ نشده بود
که نخل خرما سبز شده بار آورد گردید شتربانی همراه بود گفت واه واه چه عجب سحر است فرمود که
والله این سحر نیست دعای مستجاب است که حق تعالی از فرزندان پیغمبر قبول میفرماید پس

بالای نخل رفتند و خرمای تر آوردند چنانکه بهمراهیان کفایت کرد و آورده اند که بعد
ازانکه خلافت بمعاویه رسید و معاویه را اراده مستحکم شد که یزید پلید پسر بدگوهر خود را
ولی عهد خود سازد لیکن حسب شرط عهدنامه ظهور این امر در حیات امیر المؤمنین حسن صورت
نمی بست بنابران در صدد قتل آنحضرت گشت و جعده منکوحه آنجناب آمیزش کرده زهر
در شربت آنحضرت کرد و بعد مه زهر هلاهل آن بادشاه مسند امامت بشهادت رسید و بعد شهادت
حسن معاویه بخاطر جمع یزید پلید را ولیعهد خود ساخت و تمام اهل شام اول به بیعت یزید
راضی شدند و بعد ازان اهل مکه و مدینه هم باکراه و جبر دست به بیعت یزید دادند و بعضی
برانند که در زهر خورانیدن حسن رضی الله عنه معاویه شریک نبود اینکار بصرف باجازت یزید
بظهور آمد لیکن از کتاب شواهد النبوت وغیره ثابت میگردد که مقدمه زهر خورانیدن
حضرت حسن محض باجازت معاویه بوقوع آمده والله اعلم بحقیقة الحال وحضرت حسن رضی الله
عنه بسال پنجاهم هجری در اوائل ماه ربیع الاول روز پنجشنبه [illegible] بدوستان
پیوست و نقل است که بوقت وفات حضرت حسن امیر المؤمنین حسین بر بالین وی بود
و میگریست و میگفت که ای جان حسین با من بگو که ترا که زهر داده تا من انتقام از وی
بستانم و او را بقتل رسانم فرمود که اگر قاتل من شخصی است که گمان من است او دست انتقام
منتقم حقیقی او را بس است و اگر او نباشد نمیخواهم که بی گناهی بجای من کشته شود و قسم
بخدای که جان حسن بر دست قبضه قدرت اوست اگر بروز قیامت مرا مجال گرفتن انتقام
خون خود میسر گردد انشاء الله در بهشت پا ننهم تا وقتیکه مالک خود را باخود در بهشت نبرم و نقل است
که حضرت حسن را [illegible]
لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون رسید کارگر گردید تاریخ وفات حضرت
امام حسن از مؤلف تیغ حق حسن حضرت حسن ۞ احسن دین محسن دور زمان ۞
نور چشم حضرت خیر النسا ۞ قرة العین نبی دو جهان ۞ رفت چون از دار دنیا گفت دل
عدل بیجان ماند و شد او از جهان ۞ نیز سال ارتحال آنجناب ۞ کامل از عالم بجنت [illegible]
رحمت حق بر روان پاک او ۞ باد تا باشد زمین و آسمان ۞ ایضا از مؤلف

محسن دین حسن امام جهان ۞ نور چشم علی ولی زمان ۞ چون محب جناب نبوی بود ۞
پس محب دست سال رحلت آن ۞ نیز گو سال رحلت آن شاه ۞ ماند بی یار سر کبیر دوران ۞

امیر المؤمنین سید الثقلین حسین بن علی رضی الله عنه کنیت وی ابی عبد الله
و ابو الائمه و لقب وی شهید و سید و سید الشهداء است و وی امام سوم است از ائمه اثنا عشر
ولادت وی در مدینه روز سه شنبه چهارم ماه شعبان سنه سوم یا چهارم از هجرت نبوی است
و مدت حمل وی شش ماه بود و در عالم هیچ فرزندی شش ماه بوجود نیامده مگر وی و حضرت
یحیی علیه السلام و میان ولادت امیر المؤمنین حسن و علوق فاطمه رضی الله عنها با میر المؤمنین
حسین پنجاه روز بوده است و باشارت حق حضرت شاه رسالت او را حسین نام کرده و وی را
جمالی بود که چون در تاریکی نشستی از بیاض جبین و بریق رخسارهٔ وی بوی راه بردندی
و وی را از سینه تا پا مشابهت بود با رسول خدا صلی الله علیه وسلم و حضرت شاه نبوت میفرمود
که حسین از من است و من از حسین خدا تعالی دوست دارد آنرا که حسین را دوست دارد
و خوار کند آنرا که دشمن حسین باشد نقل است که روزی سید الثقلین حسن و حسین رضی الله عنهما
در صحن خانهٔ نبوی پیش حضرت ختم الرسالت کشتی میگرفتند رسول صلی الله علیه وسلم
مر حسن را میفرمود که بگیر حسین را بی بی فاطمه رضی الله عنها گفت که یا رسول الله بزرگی را
میفرمائی که خورد را بگیرد رسول مقبول فرمود که اینک جبرئیل حسین را میگوید که بگیر حسن را
نقل است از ام الحارث رضی الله عنها که گفت یا رسول الله من خوابی دیده ام که
از ان سخت ترسیده ام فرمود چه دیدی گفت دیدم که پارهٔ از جسم مبارک تو بریده شده
در کنار من نهادند فرمود که نیک دیدهٔ فاطمه پسرے خواهد آورد که در کنار تو پرورش
خواهد یافت و بعد از تولد در کنار تو خواهند نهاد نقل است که رسول صلی الله علیه وسلم
حسین علیه السلام را بر ران راست خود می نشاند و ابراهیم پسر خود را بر ران چپ پس
بهمین حالت روزی جبرئیل علیه السلام در رسید و پیغام حق رسانید که ما این هر دو را پیش
تو جمع نخواهیم داشت یکی را ازین هر دو خواهیم گرفت اکنون ازین هر دو یکی را اختیار کن
حضرت شاه رسالت در دل اندیشید که اگر حسین وفات کند در فراق وی جان من و جان علی

وفاطمه بسوزد و اگر ابراهیم برود و فراق صرف بجان من باشد من درد و الم خویش اختیار کردم مگر طاقت ندارم که علی و فاطمه را غمگین ببینم پس بعد از سه روز ابراهیم وفات یافت نقل ست از ام سلمه رضی الله عنها که شبی رسول الله صلی الله علیه وسلم از خانه بیرون رفت و بعد از زمانه دراز باز آمد ژولیده موی و غبار آلود و چیزی در دست گرفته گفتم یا رسول الله این چه حال است که بر تو مشاهده میکنم فرمود که امشب مرا بموضعی بردند از عراق که آنرا کربلا گویند و جای قتل حسین و دیگر فرزندانم بمن نمودند و من خونهای ایشان برچیدم که در دستم موجود است و دست بکشود و گفت این را بستان و نگهدار چون من اورا از دست رسول الله گرفتم خاکی بود سرخ آنرا در شیشه انداختم و سر آنرا محکم بستم غرض چون حسین ابن علی بسفر عراق تشریف برد آن شیشه را هر روز بیرون آوردم و نگاه میکردم و میگریستم چون روز دهم محرم رسید اول روز آنرا دیدم که بحال خود بود چون آخر روز نگاه کردم آن خاک در آن شیشه خون تازه شده بود دانستم که حسین شهید شد و از ابن عباس رضی الله عنه روایت است که برسول صلی الله علیه وسلم وحی آمد که بعوض قتل یحیی پیغمبر علیه السلام هفتاد هزار کس را بقتل رسانیدیم و بعوض خون فرزند تو حسین دو بار هفتاد هفتاد هزار کس را خواهیم کشت چنانچه همچنان بوقوع آمد و بروایات صحیحه ثابت شده که هیچکس از قاتلان حسین و از اصحاب ایشان نماند که پیش از مرگ فضیحت نشد و ببلا مبتلا نگشت و به بدترین وجه هلاک نگشت که تفصیل مفصل هر یک موذی که [illegible] کتب اخبار مثل روضة الصفا و حبیب السیر وغیره تحریر است نقل ست که چون سر [illegible] عبیدالله بن زیاد و اصحاب وی که قاتلان امیرالمومنین حسین بودند در مسجد کوفه آوردند [illegible] در آنجا [illegible] بودند ناگاه [illegible] آواز [illegible] آمد چنانچه ماری سیاه نمودار گشت اول [illegible] سرها [illegible] گشت [illegible] آن [illegible] سوراخ بینی عبیدالله بن زیاد برفت و ساعتی درنگ کرد و بیرون آمد و برفت و غائب شد بعد ساعتی باز آمد و همان کاری که اول کرده بود کرد و برفت همچنین چند بار آمد و رفت نمود نقل ست که شمر ذی الجوشن [illegible] حسین مقداری زر [illegible] از غارت مال حسین یافته بود و قدری از آن [illegible]

سپرد تا از برای وی زیوری بسازد زرگر چون آن زر در آتش انداخت تا چیز شد و هیچ
معلوم نگردید که مس است یا روئین یا چه چیز چون شمر برین حال اطلاع یافت زرگر را
نزد خود طلبید و باقی زر را نیز بوی داد و گفت که بحضور من در آتش بنداز زرگر آن زر را
نیز در آتش بنهاد فی الحال بکار رشد و آن بی بهره ازان مال هیچ بهره نیافت و منقولست
که قاتلان امیر المومنین حسین شتران چند که از غارت اموال اهل بیت نبوی یافته بودند بکشتند
و بپختند گوشت آنها چنان تلخ بود که هیچکس ازان یک لقمه هم خوردن نتوانست و مخفی مباد
که تاریخ شهادت شاه ولایت سید کونین حسین دهم ماه محرم الحرام سن شصت از هجرت آنحضرت
شاه رسالت بقول صحیح ثابت است که بروز جمعه بوقت ظهر در دشت کربلا بوقوع آمده
و بعضے بران اند که سید الشهدا در سال شصت و یک در کربلا از لشکریان یزید پلید ابن معاویه
بن ابی سفیان شهادت یافت و هفتاد و دو تن دیگر نیز از برادران و برادرزادگان و
فرزندان و غلامان و معتقدان آنحضرت با وی بحالت تشنگی و گرسنگی بدرجه شهادت
رسیدند ٭ بیت ٭ تا نه ستمگار پرو روزگار ٭ باد برو لعنت پروردگار ٭ تاریخ وفات
سید الشهدا از مصنف ٭ شه مقام سید الکونین ٭ پادشاه زمانه شاه حسین ٭
رفت چون زین جهان بخلد [illegible] ٭ یافت با ذات حق لال وصال ٭ سال ترحیل وی
[illegible] ٭ گر بتوانی بجو بر خواستش ٭ [illegible] ٭ حق حبیبا ازل ٭ سال وصلش
[illegible] ازل ٭ سال ترحیل [illegible] ٭ [illegible] آخرین [illegible] ٭ سال
ترحیل سید عالی ٭ گفت دل [illegible] ولی ٭ سال وصلش [illegible] اعیان ٭
زیب آفاق رفت از دوران ٭ کن رقم هم باختلاف رقم ٭ زبدهٔ دین برفت از عالم ٭
گو جوان رحلتش مو [illegible] خواه ٭ نیز مو [illegible] ٭ دل آگاه ٭ سال تاریخ سرور دوران ٭
از سر سرور آمده است عیان ٭ حضرت علی بن حسین بن علی المرتضی
رضی الله تعالی عنهم وی امام چهارم است و کنیت وی ابو محمد و ابو الحسن و ابو بکر
و لقب وے سجاد و زین العابدین است و ولادت وی در مدینه بسال سی و هشت و بقول بعضے
سی و شش بوقوع آمد مادر وے بی بی شهر بانو دختر یزدجرد پادشاه ایران است

از مجمع الواصلین
سر حقیقی شد زکونین
بیکان آمد امام حسین
[illegible]
سال [illegible]
[illegible]

و صاحب شواهد النبوت میفرماید که امام علی بن الحسین وقتی بوقت شب در نماز تهجد بود
ابلیس لعین بصورت اژدها متمثل شده بیامد تا ویرا از نماز بازدارد وی بوی التفات نکرد
پس پای وی را بگرفت و نیش زد لیکن حضرت امام با وجود درد شدید و آماس پای دست از نماز
برنداشت پس حق تعالی هانوقت براو منکشف گردانید که این شیطان لعین است طمانچه
بر روی وی زد و لاحول خواند صورت اژدها متمثل برو گشت و در هوا ناپدید گشت و آواز
از غیب شنید که یا زین العابدین از آن روز ملقب بلقب زین العابدین شد نقل ست
که وقتیکه حضرت علی اراده وضو کردی و مستعد ادای نماز گشتی رنگ رخساره اش زرد گشتی
و لرزه بر اندام افتادی چون اصحاب باعث اینچنین ترس و هراس پرسیدند فرمود که
چون رفتن پیش حاکمان مجازی خالی از خوف و وحشت نیست پس شخصیکه در نماز پیش
حاکم بی نیاز ایستاده گردد چگونه خالی از ترس و هیبت باشد نقل ست که وقتی حضرت
زین العابدین در خانهٔ خود نماز میگذارد و از اتفاقات آتش در خانه اش افتاد هرچند که
حاضرین مجلس فریاد فریاد کردند و گفتند که یا ابن رسول الله النار النار آن حضرت
سر از سجده برنداشت و بطاعت مشغول ماند چون آتش نشست و وی هم از نماز
فراغت یافت اصحاب و احباب عرض پرداز شدند که چه چیز ترا از اطفای این آتش
بازداشت فرمود که ترس آتش دوزخ نقل ست از زهری رضی الله عنه که چون عبدالملک
بن مروان حضرت زین العابدین را محبوس ساخت و بندهای گران بر دست و پایش نهاد
و نگهبانان شدید بحفاظت آن حضرت مامور کرد من از راه فرط محبت که مرا بخدمت
آن حضرت بود بدروازه محبس رفتم و بهزار منت اجازت ملاقات آنحضرت از پاسبانان
محبس حاصل کرده بخدمت آن بادشاه ولایت رسیدم و آنجناب را بدان حال دیده بیتاب
شدم و از فرط گریه سراپا آب چشم و عرض کردم که کاشکی من بجای شاه دین بجا بودی و حضرت امام باستماع این
کلام بخندید و فرمود که بند بیگانه و قتل و سم و غیره بلا با دولت موروثی ماست و درین بلا درجات
ولایت ما عروج می یابد و ازین زنجیر که در پا و ازین طوق که در گردن و ازین دستگی که در دست
ست هیچ اذیتی و رنجی نداریم اگر خواهیم همین وقت از خود دور کنیم پس زنجیر از پا و غل از دست

و طوق از گردن بسلطرین وجوه برآورده بینداخت و فارغ بنشست و گفت که این بند
که بر من است هیچ غم ندارم تو خوش و خورم برو پس سر در قدم آورده رخصت گشتم چون چهار
روز برین حال بگذشت شنیدم که حضرت امام از بندی خانه تشریف برده و زنجیر و طوق وغیره
همانجا بگذاشت نگهبانان هرچند جستند نیافتند بعد ازان روزی پیش عبدالملک مروان
رفتم ازمن حال علی بن حسین استفسار کرد گفتم که او سید است از پسران شاه رسالت صلی الله
علیه وسلم و مقبول ایزدی عبدالملک گفت که او در بند با بود از بندی خانه غائب شده همان روز
در محفل سرا زنانه که دیگر کسی را در انجا دخل نبود پیش من آمد و گفت تو چرا آمدی از اهل بیت سید
... این بگفت و غائب شد من دران وقت هرچند خواستم که سخنی بگویم لیکن از فرط دهشت
رخصت زبان من حرکت نکرد نقل است که روزی علی بن حسین رضی الله عنه با بعضی
از اولاد و اصحاب خود برای تفریح طبع بصحرا تشریف برد چون درانجا سفره نهادند
و دست بطعام بردند آهویی از پیش آنها گذر کرد آن حضرت روی بسوی آهو کرده گفت
... علی بن حسین بن علی ام و مادر من فاطمة الزهرا است بیا و با من طعامی بخور فی الحال
آهو بخدمت حاضر شد و قدری طعام تناول نمود من بعد برخاست و روان شد بعضی
از غلامان آن حضرت باز عرض پرداز شدند که میخواهیم که بار دیگر آهو را بخوانی فرمود
اگر شما او را پناه دهند و دست تعرض بوی نرسانند البته باز میخوانم غلامان قبول
کردند پس فرمود که ای آهو من علی بن حسین بن علی بن ابی طالبم و مادر من فاطمة الزهرا
دختر رسول صلی الله علیه وسلم است باز بیا و چند لقمه طعام با ما بخور آهو باز آمد و طعام
خوردن آغاز نهاد غلامی از غلامان آن حضرت دست بر پشت وی رسانیده آهو رم
کرده روان شد رو بصحرا نهاد آن حضرت از وقوع این حال برآشفت و گفت تو
پناه مرا برانداختی بار دیگر تو سخن نخواهم کرد چنانچه باز گاهی با آن غلام همکلام نشد نقل است
که حضرت امام روزی با اصحاب خود بصحرا نشسته بود ناگاه آهوی ماده بیامد و روی خود
بر زمین نهاد و فریاد کرد حاضرین عرض کردند که یا ابن رسول الله این آهو چه میگوید
فرمود که میگوید که فلان قریشی دیروز بچه مرا اسیر کرده برده است و او از دیروز شیر نخورده

اگر بچه مرا طلبی و من با و شیر دهم از لطف و عنایت تو بعید نیست پس یک کس را فرستاد
و آن قریشی را با آهو بچه طلب فرمود چون حاضر شد و آهو ماده به بچه خود شیر داد علی ابن
الحسین بآن شخص مخاطب شد و فرمود که اگر میخواهی که تو و فرزندان تو مدام از دست
ظلم ظالم و بلای قید محفوظ باشند این آهو بچه را خلاص کن که نزد مادر خود باشد او قبول کرد و
آهو با بچه خود دوان رو بصحرا نهاد و بآواز بلند چیزی میگفت که بعضی کسان که آنجا حاضر بودند
بآنحضرت عرض کردند که یا ابن رسول الله این آهوی ماده چه میگوید فرمود که میگوید جزاک الله
فی الدارین خیرا نقل است که چون علی بن حسین وفات کرد ناقه سواری وی بر سر قبر وی
آمده سر بر زمین نهاده ناله میکرد امام محمد باقر رضی الله عنه تشریف آورده گفت ای ناقه
برخیز خدا ترا خیر دهد ناقه سر بر نداشت و همچنان میگریست آخر فرمود بگذارید این ناقه را
که [illegible] خود میمیرد چنانچه بعد دو روز ناقه همانجا وفات یافت نقل است که بعد از
شهادت امیر المؤمنین حسین محمد بن الحنفیه پیش علی ابن الحسین آمد و گفت من از تو
بزرگترم منصب امامت حق من است تبرکات سلاح وغیره که از حضرت رسول الله صلی الله
علیه وسلم و علی المرتضی نزد تست بمن بسپار فرمود که اگرچه بزرگتری لیکن منصب
امامت حق خاندان رسالت است از خدا بترس و دعویدار دعوی که حق تو نیست مشو
محمد بن حنفیه نشنیده درین باب مبالغه کرد آخر علی ابن الحسین فرمود که بیائید ما و شما
پیش حاکمی که میان فریقین بانصاف حکم کند برویم و داد خود از وی بخواهیم گفت
که آن حاکم کیست که منصب ما و شما باشد فرمود که حجر الاسود کعبه پس هر دو فریق پیش
حجر الاسود بخانه کعبه آمدند حضرت امام فرمود که شما بزرگ هستید اول شما اظهار دعوی
خود پیش حجر الاسود کنید محمد بن حنفیه دعوی خود پیش حجر الاسود ظاهر کرد هیچ جواب نیافت
بعد از آن حضرت امام دست بدعا برداشت و بعد دعا رو بسوی حجر الاسود کرد
و گفت ای حجر الاسود بحق آنکه مواثیق بندگان خود در تو امانت نهاده است سخن درآ
و بگو که امانت ولایت بعد از حسین ابن علی حق کیست و از ما هر دو که حاضریم کدام کس
مستحق و سزاوار امانت است چون کلام حضرت امام تمام کرد حجر الاسود اول بر خود

بجنبید چنانچه نزدیک بود که از جای خود بجنبد بعد از آن بزبان فصیح گفت که حق تعالی
امامت و ولایت باطنی بعد از حسین ابن علی بعلی ابن حسین بن علی عطا فرمود و دیگری را
درین حقی نیست محمد بن حنیفه چون این شنید دست از خصومت باز داشت نقل است
که وقتی در طواف کعبه دستهای زنی و مردی بر حجر الاسود چسپیدند هر چند جهد کردند
علیحده نمی شدند آخر کار قرار یافت که دستهای ایشان می باید برید درین اثنا حضرت علی
بن حسین بن علی در انجا تشریف آورده دید که زن و مرد هر دو مبتلای جریمه حجر الاسود اند
بسم الله الرحمن الرحیم بخواند و دست مبارک بر دستهای ایشان بالید فی الحال خلاص یافتند
و از منهال ابن عمر روایت است که بحج رفته بودم و در مکه بخدمت علی بن حسین بن علی
حاضر شدم از من پرسید که حال حرمله بن کاهل الاسدی که یکی از قاتلان حسینی است
چیست عرض کردم که او را در کوفه زنده گذاشته ام پس دست بدعا بر آورد و گفت
اللهم اذقه نار الحدید چون بکوفه بازگشتم دران ایام مختار بن عبید خروج کرده بود چون
با وی سابقه معرفتی داشتم برای دیدن وی رفتم ناگاه در راه با من ملاقات کرد و با
یکدیگر سیر میکردیم تا بموضعی رسید و انتظار کسی می برد چنانچه همانجا حرمله را حاضر آوردند گفت ای
قاتل حسین الحمد لله که دست بر تو یافتم این بگفت و بجلاد فرمود تا دست و پای این
قاتل خاندان نبوت از تنش جدا سازند چون جدا کردند فرمود که آتش بیفروزید و حرمله را
بسوزید که سزای قاتلان حسینی نار است پس آتش افروختند و حرمله را بسوختند چون
این حال بچشم ظاهر مشاهده کردم گفتم سبحان الله و بحمده مختار از من باعث گفتن
سبحان الله پرسید من حال ملاقات علی بن حسین و بد دعا کردن وی در حق حرمله بیان
کردم باستماع این حال مختار فی الحال از اسپ فرود آمده دوگانه شکرانه ادا کرد پس از آنجا
روانه شده بخانه من رسید طعام حاضر آوردم نخورد و گفت که ای دوست امروز مرا
خبر دادی که خدای تعالی دعای علی ابن حسین در حق حرمله مستجاب کرد و سزای آن
از دست من باو رسید پس امروز روز آنست که روزه دارم بشکرانه آنکه انتقام قتل حسین
از قاتلان حسین گرفتم و صحیح است که حضرت علی بن حسین بن علی رضی الله عنه تاریخ

رسیده هم بماه محرم سنه نود و چهار و بقول دیگر نود و پنج از این سرای پر ملال بقرب ایزد متعال
رسید و گویند که معاندان خاندان اهل بیت نبوت زهر در طعام آن حضرت کردند از ان جام سم
شربت شهادت چشیده بجنت خرامید از مؤلف سید دین شاه زین العابدین ✤ بود
محبوب جناب ذو الجلال ✤ زاهد طیب بگو ابدال خوان ✤ سرور او تولیدان اهل کمال ✤
کن رقم تاریخ نقل او عزیز ✤ عابد زاهد هم ای نیکو خصال ✤ سید هادی رقم شد از خرد ✤
سید طیب هم از بهر وصال ✤ ایضاً آن شه ابن الحسین حضرت علی ✤ مقتدای اولیا
اعلی ولی ✤ بهر وصلش جان و دل ز آفاق رفت ✤ شد ز دوران سید آل نبی ✤
هم خرد والی والاجاه گفت ✤ نیز محبوب اله است ای ولی ✤ **حضرت محمد بن علی
بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنه** وی امام پنجم است از ائمه
اثنا عشر کنیت وی ابو جعفر و لقب وی باقر و مادر وی فاطمه بنت الحسن بن علی بود ولادت
وی در مدینه بروز جمعه سوم ماه صفر سن پنجاه و هفت از هجرت حضرت شاه نبوت و بقول
دیگر بسال پنجاه و هشت بوجود آمد و صاحب شواهد النبوت میفرماید که فرمود
امام والا گوهر محمد باقر رضی الله عنه که روزی بر جابر بن عبد الله رضی الله عنه
در آمدم و بر وی سلام گفتم در وقتیکه چشم وی پوشیده بود سلام مرا جواب داد و گفت
تو کیستی گفتم محمد بن علی بن حسین ابن علی گفت ای فرزند پیشتر آی من پیشتر رفتم دست مرا
بگرفت و بر سینه خود بوسید و میل کرد که تا پای مرا هم ببوسد دور شدم پس گفت آن رسول صلی الله
علیه وسلم بتو سلام رسانید گفتم علی رسول الله السلام و رحمة الله و برکاته بعد از ان گفت
روزی پیش جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم حاضر بودم فرمود که ای جابر شاید
تو باقی تا آن وقت که ملاقات کنی با یکی از فرزندان من که وی را محمد بن علی بن حسین بن علی
بن ابی طالب گویند خدا بخشیده است وی را نور و حکمت خواهد داد پس وی را از من سلام برسانی
و نیز عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی میفرماید که شخصی از ثقات
گفت که با محمد بن علی بن حسین رضی الله عنهم بدار الامارت هشام بن عبد الملک بگذشتیم
در ان وقتی که بنای آن میکردند فرمود که والله این دار خراب خواهد شد و مسمار کرده باشد

وخاک این دار ازینجا خواهند برد و هشتی که سنگهای بنای این دار ظاهر خواهند گشت
باستماع این کلام حضرت امام متعجب شدم و اندیشیدم که آیا ولد هشام را که خراب خواهد کرد بعد ازینکه
چون هشام وفات کرد ولید بن هشام فرمود که این دار را خراب کنید و خاک این دار ازین جا
نقل کنید پس همچنان کردند چنانچه سنگهای بنای وی ظاهر شدند و من آنرا بچشم خود دیدم
و نیز راوی مذکور روایت کرده که روزی بخدمت حضرت امام حاضر بودم که ناگاه زید بن علی
از پیش ما بگذشت فرمود که دانسته باشیم که زید در کوفه خروج کند و وے را بکشند و سر وی را
بگردانند و در مدینه آرند و بر سر قصب نصب کنند مرا ازین سخن عجب آمد که در مدینه قصب نیست
چون چندے بگذشت آن واقعه در پیش آمد و سر او را در مدینه آوردند و قصب همراه آوردند
و بر قصب نصب کردند **نقل ست** که امام علیه السلام محمد باقر رضی الله عنه فرمود که پدر بزرگوار من
قبل از وفات وصیت کرد که بعد من رتبهٔ امامت از حضرت حق بتو عطا گردید چون من بمیرم
تو مرا غسل دهی که امام را جز امام غسل ندهد و زود باشد که برادر تو عبد الله بعد از من دعوی
امامت کند و مردم را بخود خواند پس باید که وی را بگذاری که عمر او کوتاه خواهد بود چون
پدر من برحمت حق پیوست وی را غسل دادم و برادرم عبد الله هم بمنازعت من بعد وفات
دعوے امامت کرد لیکن عنقریب فوت شد **نقل ست** که وقتی حضرت امام بمکه سفر کرد
بحالتیکه خود بدولت بر قاطر و شخصے از اصحاب وی بر درازگوش سوار بود ناگاه گرگے از کوه
فرود آمد و روبروے وے آمده بایستاد و تا دیر سخن کرد امام دست بدعا بر داشت و گرگ
را رخصت کرد و بهمراهی خود فرمود که این گرگ نزد من آمده التجا کرد که ماده من درین کوه
بدرد زه گرفتار است برو وی دعای خیر بفرما و نیز از خدا بخواه که خدا تعالی هیچ یکے را
از نسل من بر شیعهای تو مسلط نگرداند پس دعا کردم و گرگ آنچه خواست از خدا یافت
و نیز از دیگرے روایت است که شبی در دل من وسوسه های صعب در باب اختیار
مذهب افتاد و در دل اندیشه میکردم که آیا بسمت کدام مذهب رجوع کنم بهمین فکر
خوابم در ربود علی الصباح چون بیدار شدم شخصے دروازهٔ من بکوفت و گفت که محمد بن
علی بن حسین بن علی ترا طلب میفرماید چون حاضر شدم مشغول نماز بود بامامت و

باز گردم بعد ازان روی بسوی من کرد و فرمود که ای دوست از همه خرا سب [illegible] بل بیت شوی بهتر است پس تو باز گرد سر در قدم آورد و از معتقدان وی شد

نقلست که شخصی بخدمت آن حضرت آمده سوال کرد که ما حق المومنین علی الله فرمود که حق مومن بخدا تعالی آنست که اگر آن درخت خرما را که روبروی من ایستاده است بگوید که بیا بر درخت در آمدن خود توقف نکند فی الحال درخت خرما در حرکت آمد فرمود که ای درخت این سخن بر سبیل تمثیل از من صادر شده نه که امروز آمدن تو بوقوع آمده تو بجای خود ساکن باش

وصاحب شواهد النبوت میفرماید که ابو بصیر نابینا روایت کرده که روزی بخدمت امام محمد باقر حاضر شدم و عرض کردم که شما از اهل بیت پیغمبر آید فرمود آری گفتم پیغمبر آخر الزمان وارث همه پیغمبران است فرمود آری گفتم میراث پدر خود گرفته آید فرمود آری گفتم حضرت پیغمبر مرده را زنده و علیل را تندرست میکرد در شما این کرامت هست فرمود که باذن الله تعالی پس دست حق پرست مسیحائی بر چشم من فرسوده آورد فی الحال بینا شدم و همه مخلوق را بچشم ظاهر دیدم پس بار دیگر دست بر چشم مالید باز نابینا گشتم و فرمود که حالا ازین دو حال کدام حال آرزوی تست یا آنکه چشم تو در دنیا نابینا باشد و بروز محشر بحساب در بهشت باشی و یا آنکه چشم تو بینا در دنیا باشد و بحشر با خوف حساب شوی گفتم میخواهم که بدنیا نابینا باشم و بی حساب داخل جنت شوم

نقلست از شواهد النبوت که شخصی از ثقات فرموده که روزی حضرت امام سوار شده میرفت و من بر رکاب آنجناب میرفتم ناگاه در راه دو کس پیش آمدند فرمود که اینها دزدان اند اینها را محکم بندید غلامان هر دو را گرفتند باز یکی از غلامان خود فرمود که بالای این کوه برو و در آنجا غاری است چیزی که در آنجا بیابی بیار غلام برفت و دو جامه دان پر از متاع از آنجا یافته بخدمت آورد فرمود که صاحب یک جامه دان در مدینه حاضر است و یکی غائب چون بمدینه آمدیم صاحب آن یک جامه دان جماعتی را به تهمت دزدی گرفتار کنانیده پیش حاکم می برد حضرت امام جامه دان بوی عطا کرده خلق بیگناه را خلاص داده دزدان را بسزای قطع ید رسانیدند پس یکی از آن هر دو دزد بخدمت حاضر آمده گفت الحمد لله که آن

تسبیح دست و تو به من بر دست حق پرست فرزند حضرت شاه رسالت بوقوع آمده فرمود
که دست بریده تو پیش از تو بیست سال در بهشت رفته است پس آن شخص بیست
سال دیگر بزیست و باز وفات یافت و بعد از سه روز صاحب جامه دان ثانی حاضر
شد فرمود که در جامه دان تو ده بدره هزار هزار دینار است که یکی از ان نشست
دیگر از آن دیگر گفت که راست است لیکن میخواهم که نام وی نیز بفرمائی گفت نامش
بن عبد الرحمن است و اکنون بیرون شهر در انتظار تو نشسته است آن شخص از اسلام
بی بهره چون چنین کرامت بدید مسلمان شد و شخصی دیگر روایت کرده که روزی
ابن عکاسه بخدمت آن حضرت حاضر شد چون دران حال جعفر فرزند امام بخدمت ایستاده
بود ابن عکاسه عرض کرد که فرزند ارجمند بعمر بلوغ رسیده است بتجویز نکاح آن باید کرد
در آن وقت صره دینار سر بمهر پیش آن حضرت بود بمن عطا کرد و فرمود که در نخاس
اگر کسی خواهد آمد از وی جاریه خریده خواهد شد بعد چند روز باز بخدمت حاضر شدم
و گفتم نخاسی آمده است همان صره سر بمهر را ببرید و جاریه بخرید بها توقف من پیش
وی رفتم و جاریه خواستم او گفت که دیگر همه اسباب فروخت کرده ام مگر دو کنیزک
که هر یک از دیگری بهتر است باقی اند پس از ان هر دو یکی را اختیار کردم و از سوداگر
قیمت آن پرسیدم هفتاد دینار قیمت گفت گفتم هرچه در صره من است خرید میکنم
و نمیدانم که در صره چند دینار اند نخاسی گفت من از هفتاد دینار کمتر نخواهم فروخت
آخر چون صره را بکشادیم و شمار کردیم هفتاد دینار بر آمد حواله نخاسی کردم و کنیزک را
گرفته بخدمت آن حضرت آوردم خوشدل شد و از کنیزک پرسیدم که چه نام داری
گفت حمیده گفت حمیدة فی الدنیا و محمودة فی الآخرة باز پرسید که بکر هستی یا ثیب
گفت باکره ام گفت از دست نخاسیان چون بسلامت ماندی گفت هرگاه نخاسی
پیش من می آمد و قصد من میکرد پیری ابیض الراس و اللحیه می آمد و بر او طپانچه میزد
و از پیش من دفع میکرد و این صورت بتکرار واقع شد پس آن حضرت حمیده را حواله
حضرت جعفر کرد و فرمود که بگیر این جاریه را که کان برکت است چنانچه از بطن عصمت وی ۱۹

امام موسی کاظم رضی الله عنه متولد شد و واقعه وفات آن سید با برکات بروز دوشنبه هفتم ماه ذی الحجه بسال یکصد و دوازده و بقولی در یکصد و چارده از هجرت شاه رسالت بوقوع آمد و پنجاه و هفت سال عمر یافت و در مدینه بگورستان جنت البقیع مدفون گشت **قطعه تاریخ وفات از مؤلف** حضرت باقر امام پاک عشق ❊ قرة چشم شه خیر الکرام ❊ هست والی هرا تولید او ❊ نیز محبوب شست فرزو خاص و عام ❊ وصل او بگو هادی عزیز ❊ هم بخوان ای یار هادی انام ❊ سن ترحیلش امام ابن امام ❊ هم ولی الله دان ای نیکنام ❊ اهل دل ز آفاق چون بیرون گشت ❊ سال وصل او بدار والسلام ❊ **ایضاً از مؤلف** نور چشم محمد است و علی ❊ آنکه او را محمد آمد نام ❊ سال وصلش محب دین پیدا است ❊ نیز کن سید ازل ارقام ❊ **ایضاً از مؤلف** محمد حبیب خدا یار حق ❊ امام هدا پیشوای زمان ❊ شده مهر و تاریخ ترحیل او ❊ محمد محب جهان ❊ **حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی رضی الله تعالی عنهم** کنیت وی ابو عبد الله و ابو اسماعیل است و لقبش صادق و مادر وی ام فروه بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق بود و مادر ام فروه بی بی اسما بنت عبد الرحمن بن صدیق اکبر رضی الله عنه و ولادت وی در مدینه در سنه هشتاد هم سیزدهم از ماه ربیع الاول بروز دوشنبه بوقوع آمد و وی امام ششم و از عظمای اهل بیت و کبائر علمای سادات است **نقل است** که منصور خلیفه بگفته بعضی معاندان اهل بیت مزاج خود از حضرت امام جعفر بگردانید و بیح مصاحب خود را بطلب آن حضرت فرستاد چون حاضر شد منصور گفت قتل کند خدا تعالی مرا اگر ترا قتل نکنم که حیله انگیزی میکنی و میخواهی که خون مسلمانان بریزی فرمود که والله من هیچ نکرده ام و نگفته ام اگر بتو رسیده است از زبان دروغ گوئی رسیده و اگر عیاذاً بالله انچه گفته و کرده ام برادران یوسف علیه السلام ستم کردند او عفو کرد و نسبت پدرت با و باز میگرد و منصور گفت راست گفتی پس آن حضرت را بالا بخواند و بر تخت برابر خود بنشاند پس گفت که فلان بن فلان این سخن از تو بمن رسانیده و فرمود تا وی را حاضر کردند ازوی پرسید

سنه ۱۴۸ از اعداد
لفظ آفاق اعداد
لفظ از اهل دل اخراج
کنند و تاریخ حاصل شود

که تو خود این سخن را از زبان صادق شنیده او گفت آری گفت که سوگند میتوانی خورد
گفت بلی پس آغاز سوگند کرد که بالله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة
هو الرحمن الرحیم امام جعفر فرمود که این چنین سوگند منظور ندارم و بطوریکه من سوگند ترا دهم
بگو پس گفت که بگو من حول الله وقوته والتجأت الی حولی وقوتی لقد فعل کذا و
کذا جعفر وقال کذا وکذا جعفر آن شخص از نیکویه سوگند خوردن اول قدرے تامل کرد آخر سوگند
خورد همان وقت از پا در افتاد و بمرد منصور گفت تا پای او را بگشند و از مجلس بیرون اندازند
ربیع گوید که آن روز چون حضرت امام جعفر بر منصور آمد لب خود می جنبانید و چیزی می خواند
غضب منصور فرو می نشست حتی که ویرا برابر خود نشاند و نیز ربیع گوید که از امام جعفر صادق
پرسیدم که چه باعث است که آن شخص کاذب مفتری با وجود یکه هر دو بار قسم با سماء کردگار خورد
مگر اول بار از سزای آن محفوظ ماند و بار دوم بسزا رسید فرمود که اول بار او حق تعالی را بصفت
وصفت رحمانیت خواند حق تعالی بعذاب او تاخیر فرمود که غلبه صفت رحمانیت غالب بود
و بار دیگر که من او را قسم دادم در آن الفاظ رحمان و رحیم نبود بنا بر آن مفتری بسزا رسید
و نقلست که روزی خلیفه منصور حضرت صادق را نزد خود طلبید و بحاجب حکم داد که وقتیکه
امام داخل دروازه محل شود او را بکشی چون امام تشریف آورده و پیش منصور نشست منصور
متعجب شد که چرا حاجب او را بقتل نرسانید چون باز پس رفت منصور حاجب را نزد خود خواند
و عتاب آغاز کرد که چرا امام را بقتل نرسانیدی گفت والله که من امام را ندیدم که کی آمد و کی رفت
اگر بدیدمے بقتل رسانیدمے نقلست که شخصے از مقربان خلیفه منصور میگوید که روزے
پیش منصور در آمدم دیدم که متحیر و متفکر نشسته است باعث آن پرسیدم گفت که جمعی کثیر را
از علویان بقتل رسانیدم لیکن از پیشوای ایشان جعفر تا حال زنده است تا او هم قتل
نگردد خاطر من از طرف ایشان فارغ نیست گفتم وی مردی است مشغول بخدا حاجت دنیا
و ملک دنیا ندارد در قتل او چه فائده متصور است گفت معلوم شد که تو هم با امامت او را معتقد هستی
و من امروز سوگند خورده ام که تا خاطر از طرف وی جمع نکنم خواب و خور بر من حرام باشد بعد از آن
گفت که امروز جعفر را بطلبم چون او حاضر شود وقتیکه من دست خود را بر سر نهم باید که تو او را قتل کنی

پس بفرمود که امام جعفر را حاضر کنند چون تشریف آورد دیدم که لبهای مبارک وی می جنبید دانستم که چیزی می خواند و همان وقت قصر منصور در حرکت آمد و زلزلهٔ عظیم پیدا شد و منصور را دیدم که سر و پا برهنه لرزان و ترسان باستقبال شتافت و همراه خود آورده بر تخت نشاند و خود فرود نشست و عرض کرد که یا ابن رسول الله اگر چیزی حاجت است بفرما که روا گردانم فرمود که حاجت همین است که بار دیگر مرا طلب نکنی و اگر باراده خود بیایم اختیار دارم آنگاه حضرت امام برخاست و بیرون رفت بعد از تشریف بردن وی منصور بیهوش گشت و تا نصف شب بیهوش بماند و چند نماز از وی فوت شد بعد از نیم شب بهوش آمد و نماز را قضا کرد چون فارغ بنشست باعث سراسیمگی و ترس و خوف از منصور پرسیدم گفت که وقتیکه جعفر بن محمد باقر تشریف آورد اژدهایی دیدم که یک لب وی بر زمین و دیگر بالای قصر من بزبان فصیح گفت که مرا خدای تعالی فرستاده است که اگر تو بنسبت حضرت امام گزندی رسانی قصر ترا و ترا فرو برم ازین سبب حال بر من متغیر گشت **و نقل است** که داود بن علی بن عبد الله بن عباس یکی غلام حضرت جعفر صادق را بکشت و مال او تمام و کمال در قبضه خود آورد آنحضرت به پیش داود آمده فرمود که تو غلام مرا کشتی و مال او را ناحق گرفتی بر تو دعای بد خواهم کرد داود بر سبیل استهزا گفت که مرا از دعای خود مترسان آنحضرت بخانه خود بازگشت همان شب غلامان داود او را بکشتند **و ابو نصیر رحمة الله علیه** میگوید که بمدینه در آمدم و کنیزکی همراه داشتم با وی جمع شدم چون برای غسل بیرون آمدم دیدم که جماعتی از اصحاب من برای زیارت حضرت جعفر صادق میروند من نیز همراه ایشان شدم چون بخدمت آن سید رسیدم متوجه من شده فرمود ابو نصیر در خانهٔ اهل بیت پیغمبر بحالت جنابت آمدن مناسب نیست گفتم یا ابن رسول الله اصحاب را دیدم که بخدمت می آیند ترسیدم که از دولت دیدار محروم مانم بنا بر آن همراه شان شدم فرمود که اگر بعد از غسل می آمدی دیدار و ثواب هر دو که میسر میشد پس برخاستم و برائے غسل روانه شدم **و دیگری نقل کرده است** که روزی با امام جعفر صادق در مکه میرفتم ناگاه بر زنی بگذشتیم که پیش روی گاوی مرده افتاده بود و میگریست و میگفت که من و فرزندانم بشیر این گاو گذاره معاش میکردیم امروز وی مرده است

حالا در کار خود حیرانیم حضرت امام بحال وی متوجه شده فرمود که میخواهی که ماده گاو تو باز
زنده گردد پیرزال گفت ای نیکبخت چرا با منی پیرزاله سخریه و خنده میکنی که بمصیبت خود گرفتار
ایم فرمود که والله سخریه نمیکنم بعد ازان دست برداشت و دعا کرد ماده گاو اول دست
و پا برزد بعد ازان برخاست پیرزاله خوشحال شده دوگانه شکرانه بجا آورد و آسوده حال گشت
و دیگری گفته که با امام جعفر صادق بحج میرفتم در راه بپای خرمای خشک فرود آمدیم چون
وقت چاشت رسید بخرمای خشک مخاطب گشت که ای خرما برای ما طعام کن درخت خرما
فی الحال سبز شد و خوشه های تازه برآورد و بسوی امام میل کرد حضرت امام مرا آواز داد
که بیا و بسم الله بگو و بخور پس خوردیم خرمائی بود شیرین و خوش که گاهی مثل آن نخورده بودیم
شخصی دیگر در آنجا حاضر بود گفت چه موثر سحریست که تو داری فرمود این سحر نیست بلکه دعای
مستجاب است اگر تو خواهی همین وقت دعای کنم و صورت تو مسخ بصورت سگ گردد اعرابی
از روی سگ طبعی که داشت گفت پس دعا کن آنحضرت دعا کرد فی الفور بصورت سگ گشت
و روی بخانه خود نهاد حضرت امام مرا فرمود که در عقب وی برو رفتم اعرابی بخانه خود آمد
و پیش اهل خود بایستاد و دم جنبانیدن گرفت او عصا برداشت و او را از خانه بیرون کرد
پس از آنجا بازگشت و باز بخدمت حضرت صادق آمد و در خاک میغلطید و اشک از چشم
می بارید حضرت امام را بروی رحم آمد و دعا کرد و بصورت اصلی بازگشت و صاحب
شواهد النبوت میفرماید که شخصی روایت کرده که من با جماعتی بخدمت حضرت جعفر صادق
بودم سخن در معجزه ابراهیم علیه السلام افتاد که حضرت خلیل چهار مرغان را حسب الحکم الهی بگیرد
و ذبح کرد و گوشت آنها ریزه ریزه کرده باهم آمیخت و باز بطرف خود بخواند آنها زنده شده
حاضر آمدند فرمود که میخواهید که مثل آن بار دیگر به بینید حاضرین گفتند آری یا ابن رسول الله
پس آواز داد که ای طاوس فی الحال حاضر شد باز گفت ای غراب غرابی در رسید باز
ای باز باز حاضر آمد پس گفت ای کبوتر کبوتر هم از هوا پیدا شد پس هر چهار را بکشت و ریزه ریزه ساخت
و باهم آمیخت و سرهای ایشان نگاه داشت بعد ازان اول سر طاوس را برداشت و فرمود ای
طاوس بیرون آمد گوشت و استخوان و پرهای طاوس ازان گوشت کوفته باهم آمیخته جدا شد و بسر

چسپید و زنده شد و دیگر هر سه جانور همچنین زنده شدند و نقل است که شخصی از احباب
آنجناب برای حج بمکه رفت و بوقت رخصت ده هزار درهم حوالهٔ آنحضرت کرد و گفت که برای
من سرای خرید کنید که بوقت معاودت دران سکونت ورزم آنحضرت بعد از وی همه درهم برای
خدا صرف کرد چون او رسید و طلب سرای خود کرد فرمود که برای تو در بهشت سرای خریده ام
که حد اول او بخانهٔ حضرت شاه رسالت صلی الله علیه وسلم و حد ثانی وی بسرای علی المرتضی
و حد ثالث او بخانهٔ حسن و حد رابع او بحسین ملحق است و کاغذ کفاله هم بتو نوشته میدهم پس
کاغذی بخط مبارک نوشته و حوالهٔ اش کرد آنکس کاغذ را نزد خود نگاه داشت و بوقت وفات
وصیت کرد که این کفاله در کفن او نهند متعلقان او همچنان کردند و روز دیگر آن کفاله بالای قبر
وی یافتند که بر پشت وی نوشته بود که جعفر بن محمد وفا کرد آنچه درین کاغذ نوشته بود و مخفی مباد
که وفات حضرت امام در مدینه منوره بروز دوشنبه پانزدهم رجب یا بروز جمعه پانزدهم ماه مذکور
در سال یکصد و چهل ۱۴۹ و نه و بقولی در سال یکصد و چهل و هشت از هجرت شاه رسالت بوقوع آمده و در جنت البقیع در روضهٔ عالیه پدر و جد
خود مدفون گشت

تاریخ وفات از مؤلف

عطا و نیک توئیدش عیان است شاه رفت و شیخ حق آگاه رفت حضرت جعفر آن شه صادق نیز از اخلاق خلق بگو	بهر رحلتش بگو محبوب کامل ۱۴۹ عقل سال ارتحال آنجناب رهبر خلق مرشد دوران والی نامی و محتشبان	امام با صفا صادق امین **ایضا از مؤلف** گفت ازین دوران و الله رفت حق طلب است سال رحلتش ۱۴۹ نیز سید است بندهٔ محمود ۱۴۹	که بود اندر طلب مطلوب کامل چون ز دنیا صادق فرمود رحلت **ایضا از مؤلف** هم ولی زمانه گشت عیان ۱۴۹ سال ترحیل آن شهنشاهان

حضرت امام ابو حنیفه اعظم کوفی رضی الله عنه

کنیت وی ابو حنیفه و لقب
امام اعظم و نام نعمان ابن ثابت و وی از خیر التابعین است امام اول از ائمهٔ اربع دین با امام جعفر
صادق رضی الله عنه صحبت داشت و فیض تام از آن فیاض زمان حاصل کرد و وی
کسی را از صحابه کبار نبوی که ادراک کرده گران ایشان این اند انس بن مالک جابر بن عبد الله
عبد الله بن انس عبد الله بن ابی عبد الله بن حرث معقل بن یسار و واثله بن اسقع و دیده است
و از ایشان از احادیث روایت کرده و استاد فضیل عیاضی بود و ابراهیم بن ادهم بشر حافی
و داؤد طائی رحمهم الله و صاحبین نیز شاگرد وی اند که امام یوسف و امام محمد باشند و نیز حضرت امام

[illegible]

بدین نوع درج کتب متقدمین است که امام ابو حنیفه نعمان کوفی بن ثابت بن قیس بن نجم
بن شهریار بن پرویز بن نوشیروان عادل بود **حضرت علی** مخدوم هجویری صاحب
کشف المحجوب در تعریف حضرت امام اعظم امام امامان و مقتدای سنیان شرف فقها علما
نوشته اند و **گویند** که هرگاه که بطواف روضه رسول الله صلی الله علیه وسلم میرفتی و گفتی السلام علیک
یا رسول الله جواب آمدی که وعلیک السلام یا امام المسلمین و **حضرت یحیی بن معاذ رازی**
رحمة الله علیه میفرماید که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم را بخواب دیدم عرض کردم که یا رسول الله این
اطلبک یعنی کجا جویم ترا قال عند علم ابو حنیفه یعنی فرمود که نزد علم ابو حنیفه و **خواجه محمد پارسا**
در فصول سته نوشته است که وجود مسعود امام اعظم رضی الله عنه بزرگترین معجزات پیغمبر است
بعد از نزول قرآن مجید نهمی است که عیسی علیه السلام بعد از نزول تا چهل سال موافق آن
مذهب حکم خواهد کرد و در **راحت القلوب** ملفوظ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سره
منقولست که در آخرین حج چون امام اعظم بطواف خانه کعبه رفته شبی در دروازه کعبه پیش پاسبانان
گرفته بر پا ایستاد و نصف قرآن بر یک پای و نصف دیگر بر پای دیگر ایستاده ختم کرد و گفت اله
ما عرفناک حق معرفتک ما عبدناک حق عبادتک انتهی آواز داد که ای ابو حنیفه شناختی چندان
انچه حق شناختن بود و عبادت کردی انچه حق عبادت است پس بیامرزیدیم ترا تا بیاید بود
و نقلست که حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم آب دهن مبارک خود را بانس بن مالک امانت سپرده بود
که این را ابو حنیفه خواهید رسانید و آن آب اندرون لبهای حضرت انس رضی الله عنه چون یابسیده
بود چون امام اعظم متولد شد حضرت انس آن امانت بامام رسانید **و نقلست** که حضرت امام هر شب
هزار رکعت نماز گذاردی و تا سی سال نماز بامداد را بطهارت نماز عشا باحیای شب ادا نمود
و نقلست که تا حضرت امام اعظم به صدر حیات بود امام شافعی متولد نشده و تا چهار سال
در بطن عفت والده ماجده خود ماند و بهمان شب که حضرت امام اعظم وفات یافت امام شافعی
متولد شد و **حضرت** فرید الدین عطار در تذکرة الاولیا تحریر میفرماید که شبی حضرت امام
در خواب دید که بر سر مزار حضرت پیغمبر حاضر است و استخوان مبارک آنحضرت را از مزار بر آورده
میروبد و علحده علحده میسازد از هیبت این خواب بیدار شد و تعبیر این خواب از ابن سیرین

که یکی از اصحاب جناب رسالت مآب بود پرسید گفت که تو در علم پیغمبر علیه السلام و حفظ سنت او بدرجهٔ
رسی که صحیح را از سقیم جدا کنی و **نقلست** که وقتی حضرت امام اراده مستحکم کرد که عزلت گیرد
در خلوت نشسته و بیاد حق مشغول گردد تا شبی حضرت شاه رسالت را در خواب دید که میفرماید یا
ابا حنیفه ترا بسبب احیای سنت من زنده گردانیده اند تا سنت من احیا کنی و طریق من ظاهر سازی نه که برای
قصد عزلت و خلوت پس از آن روز ترک این عزم نمود **نقلست** که متصل مسجد امام کودکان
گوی می باختند اتفاقاً گوی ایشان در مجلس حضرت امام افتاد هیچ کودک را یارای آن نبود
که گوی خود را از آنجا بیرون آرد کودکی از آنمیان گفت که من میروم و بیرون می آرم و
گستاخانه برفت و گوی بیرون آورد حضرت امام چون چنین دید فرمود که این کودک حلال زاده
نیست چون تفحص کردند همچنان بود پرسیدند که یا حضرت چگونه دانستی فرمود که اگر حلال زاده
بودی حیا او را مانع آمدی **نقلست** که حضرت امام را بر شخصی مالی قرض بود روزی در محلهٔ او
شخصی از شاگردان حضرت امام وفات یافت و امام بجنازه او تشریف برد آفتابی عظیم بود
و سایه نی الا سایهٔ دیوار خانهٔ مدیون اصحاب اشتغال بعرض پرداختند که ساعتی در سایهٔ دیوار
آنکس آرام بفرمائید تا دفن میت را غسل دهند فرمود که مرا بر صاحب دیوار مال است پس روا
نیست که تا حصول مال خود از سایهٔ دیوار وی متمتع یابم که آن تمتع داخل سود باشد **نقلست** که شخصی
مالدار حضرت عثمان ذی النورین رضی الله عنه را دشمن داشتی تا بحدیکه آنحضرت را جهود خواندی
این سخن بابی حنیفه رسید او را بخواند و گفت ای شخص دختر تو فلان جهود خواهم داد گفت تو امام
مسلمانان هستی روا میداری که دختر مسلمانان بجهود دهی و من که مسلمانم کی همچنین روا میدارم گفت
سبحان الله دختر بجهود دادن روا نمیداری پس حضرت پیغمبر کی روا میدارد که دو دختر خود به
جهودی دهد آن شخص کیفیت حال بدانست که این سخن از کجاست فی الحال توبه کرد و از آن
اعتقاد تائب گشت **نقلست** که اهل شهر مسجدی تعمیر کردند و از بهر تبرک از حضرت امام هم چیزی
خواستند حضرت امام هزار کراهت درمی بداد شاگردان عرض کردند که با وجود اینقدر سخاوت
اینقدر زر دادن بکار مسجد چرا بر آنحضرت گران آمد گفت میدانستم که مال حلال بآب و گل ضایع نشود
و من مال خود را حلال میدانم چون از من خواستند بر دل من کرده گذشت چون روز چند بر این آمدند

بایان مسجد آن درہم را واپس آوردہ گفتند کہ این ناسرہ است آنحضرت بگرفت وشاد شدہ گفت کہ الحمد للہ مال حلال من بآب وگل خرچ نشد و شیخ علی بن عثمان جلالی ہجویری لاہوری فرمود کہ وقتی من بملک شام بہ سر مزار حضرت بلال موذن رضی اللہ عنہ خفتہ بودم در خواب خود را بمکہ دیدم و اینکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام از باب نبی شیبہ در آمد در حالیکہ پیرے را در کنار گرفتہ است بطوریکہ اطفال را در برے گیرند و شفقت تامہ بحق وے مصروف میداشت من ہم بخدمت آنحضرت رفتم وسلام گفتم و بر پایش بوسہ دادم و تعجب نمودم کہ این پیر شخص کیست کہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ او را مانند اطفال در بر گرفتہ است حضرت پیغمبر بحکم معجزہ بر خطرہ من مشرف شد و فرمود ای علی این امام مسلمان اہل سنت ابوحنیفہ است ولادت حضرت امام اعظم در سنہ ہشتاد بقول صحیح و بقول بعضی در سنہ ہشتاد و دو ہجری وفات باتفاق اہل اسلام در سنہ یکصد و پنجاہ است رحمۃ اللہ علیہ علی تاریخ از مولف

ابوحنیفہ آن امام ذی الکرام
نیک خوی نیک خواہ و نیک نام
کن رقم سلطان تو سال رحلتش
قطب از دوران روان شد والسلام
مستفیض از فیض او شد خاص و عام
سن تولیدش بقول اہل سیر
طالب حق گوی و محبوب امام
نیک صورت نیک سیرت نیک رای
بی نیاز و لفظ نیک است و امام
نیز سال انتقالش گفتہ دل

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کنیت وی

ابو عبد اللہ و نام مالک است و بقول بعضی انس بن مالک و وی امام دوم است از ائمہ اربع دین و استاد حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فضایل و شمایل و مناقب وی بسیار است درین مختصر گنجایش تسطیر آن نیست ولادت وی در سال نود و پنج و وفات بروز یکشنبہ ہفتم ماہ ربیع الآخر سال یکصد و ہفتاد و نہ و بقولی یکصد و ہشتاد و یک ہجری است و قول اول مقرون بصحت است و مزار پر انوار در مدینہ منورہ واقع شدہ از مولف

آن امامی کہ مالک دین است
بود مخدوم و مقتدای جہان
مالک ملک گو امام زمن
سالک اہل دل و صالح دان
والی اولیا مجید ازل
رحلتش ہم بگو امام جہان
از خرد صاحب عطا حسبہ
ہست تولید مالک دوران
قطب محبوبی است رحلت او
سرور زار سال رحلت آن

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نام وے یعقوب بن ابراہیم و لقب ابو یوسف و قول

از کوفه و شاگرد حضرت ابوحنیفه امام اعظم کوفی است و حضرت امام اعظم وی را ستایش میکرد و اول کسی که او را قاضی القضاة خواندند او بود و با وجودیکه بقضا اشتغال داشت هر روز دو صد رکعت نماز نافله میگذرانید ولادت وی در سال یکصد و ده و بقولی یکصد و یازده وفات وی بروز جمعه بیست و هفتم ماه رجب بسن یکصد و هشتاد و دو هجری است و مدت عمر هفتاد سال و قبر در بغداد است از مولف

آن امام خلق و مقبول الہ | هست یوسف بادشاه اهل دین
ماه دین کو قطب حق ان قولید او | بسال رحلتش امام اهل دین
ولی جهان مقتدای زمان | خرد گفت و صلش سعید ازل
ایضاً از مولف | ام گفت عابد ولی جهان
ابو یوسف آن یوسف دین حق

حضرت امام محمد

شیبانی رحمة الله علیه نام پدر وی حسن است و پدرش اول از ولایت شام بعراق آمده در واسط متمکن گشت و در آنجا امام محمد متولد شد و در کوفه نشو نما یافته و شاگرد رشید امام اعظم رضی الله تعالی عنه بود و بعلم حضرت امام اعظم بواسطه وی در عالم منتشر گشت امام ابو یوسف و امام محمد شیبانی را صاحبین میگویند و امامین میخوانند و این هر دو حضرات بابرکات صاحب تصانیف معتبره اند و امام شافعی رضی الله عنه شاگرد ایشان است چنانچه در راحت القلوب حضرت سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی قدس سره میفرمایند که امام شافعی در رکاب امام محمد میرفت و میگفت که اگر بگویم که قرآن بلغت محمد بن حسن شیبانی نازل شده است راست است بسبب فصاحت که در کلام وی بود وفات آن جامع الکمالات حسب التحریر صاحب سفینة الاولیا بتاریخ چهاردهم جمادی الآخر و بقول دیگر روز غره رمضان بسال یکصد و هشتاد و نه هجری است و قبر وی بمقام ری است و صاحب مخبر الواصلین تاریخ وفات آنحضرت سال یکصد و هشتاد و شش بروز دوشنبه بیست و دوم ماه صفر تحریر فرموده مگر قول اول الصحیح نیز یک باعتبار مقرون است از مولف

چون محمد عطای ذوالجلال | ارفت از دنیا چو از این جهان
شوقی آمد بسال رحلتش | باز شد از دل مه عالم عیان
رقم شد وصالش محمد عزیز | ۱۸۹ ز خرد شد میر آمد امام جنان
از پی مقبل بگو تاریخ او | هم دگر محبوب سبحانی بخوان
ایضاً محمد جو لطف و فضل آمد | رسید از جهان در مقام جنان

حضرت موسی کاظم بن جعفر بن محمد

بن علی بن حسین بن علی المرتضی کرم الله وجهه وی امام هفتم است از ائمه اثنا عشر کنیت وی ابوالحسن و ابو ابراهیم و لقب وی کاظم است مادر وی ام ولد حمیده

هریه بود وولادت وی بمقام الوامیان که در مدینه و بروز یکشنبه تاریخ هفتم ماه صفر
سن یکصد و بیست و هشت بوقوع آمده نقل ست که چون اول بار مهدی بن منصور
خلیفه بغداد آنحضرت را از مدینه به بغداد آورده در حبس کرد شبی امیرالمؤمنین علی رضی الله
عنه را در خواب دید که فرمود ای مهدی فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم ربیع گوید که نیم شب بود که خلیفه مرا طلبید چون پیش وی رفتم شنیدم که این
آیت را باواز خوش میخواند و گفت برو موسی بن جعفر را بیار چنانچه آوردم وی را معانقه کرد و نشاند
واحوال خواب پیش وی بیان نمود و گفت میتوانی که مرا ایمن گردانی از آنکه بر من خروج کنی فرمود
والله هرگز نکرده ام و نخواهم کرد گفت راست میگوئی پس ربیع را گفت که ده هزار دینار
بموسی بن جعفر بده و ساختگی سفر وی کن تا بمدینه برود ربیع گوید که شبا شب کار وی بساختم
وامام را روانه مدینه نمودم از خوف آنکه مبادا فتنی پیدا گردد پس حضرت امام تا ایام خلافت
هارون رشید بآرام تمام در مدینه بود بار دوم چون معاندان دروغگو سخنان بد از طرف آنحضرت
بگوش هارون رشید رسانیدند هارون رشید باز آنحضرت را در بغداد طلبیده در حبس کرد
و چندی در حبس ماند آخر کار دشمنان اهل بیت آنحضرت را زهر دادند بیت نجانه هارون رشید
شهادت چشید و نقل ست که چون حضرت کاظم را یحیی بن خالد در رطب بموجب فرموده
هارون رشید زهر داد آنحضرت بعد تناول زهر فرمود که امروز معاندان اهل بیت رسول الله
مرا زهر داده اند فردا بدن من زرد خواهد شد و پس فردا نصفی سرخ و نصفی سیاه خواهد گردید
آنگاه من ازین جهان فانی بدار البقا رحلت خواهم کرد پس همچنان شد که فرموده بود و نقل ست
که هارون رشید علی بن یقطین را که شخصی از امرای او بود جامه های فاخره داد و از آنجمله یک جبه
بیش قیمت از خز سیاه زربفتی بود علی بن یقطین بنا بر کمال محبت که بحضرت کاظم داشت آن
خز سیاه زربفتی را با بسیاری از مال بخدمت آنحضرت بطور تحفه فرستاد حضرت امام دیگر تمام اموال
را قبول فرمود مگر آن خز سیاه بجنس واپس کرد و نوشت که [illegible] نگاه دار چرا باید که نزد خود داری
که بوقت مشکل و عین حاجت تو بکار خواهد آمد بعد از چند روز غلامی از غلامان علی بن
یقطین براه غمازی این خبر بهارون رشید رسانید و گفت که علی بن یقطین موسی کاظم را

امام میداند و برای وی بسیار مال آمد و میکرد چنانچه پارچه خز سیاه که از بادشاه بطور تحفه بوی عطا شده بود بخدمت حضرت کاظم فرستاده است هارون ازین سخن بهم برآمد و علی را پیش خود طلب کرده فرمود که پارچه خز سیاه که بتو ارزانی داشته بودم همین وقت حاضر کن وی غلامی را طلبید و گفت که فلان حجره خانهٔ من برو و دران صندوقی است او را بکشا و دران ظرفیست و در آن بخنس نزد من بیار غلام برفت و ظرف را بجنس حاضر کرد علی رو بروی هارون خز سیاه بجنس از آن ظرف برآورده پیش وی نهاد غضب هارون فرونشست و از آزار وی درگذشت و صاحب شواهد النبوة میفرماید که شخصی از معتقدان حضرت کاظم نقل کرده که در کرت اول که مهدی خلیفه بغداد حضرت کاظم را از مدینه طلب کرد من از مدینه تا مسافت بعید برای رخصت آنحضرت رفتم و میگریستم چون آنحضرت مرا بدینحال دید پرسید که ای شخص چه خبر ترا مغموم کرده عرض کردم که چون مغموم نباشم که پیش آن دشمن اهل بیت پیغمبر میروی معلوم نیست که سرانجام کار چیست فرمود که هیچ باکی نیست فلان ماه و فلان روز و فلان وقت باز خواهم آمد تو همین جا آمده منتظر باشی این بگفت و مرا رخصت کرد چون روز موعود نزدیک رسید بهمانجا رفتم و انتظار میبردم تا نزدیک غروب آفتاب کسی را ندیدم تر سیدم که با شد وری آنحضرت است و میگذرد ناگاه دیدم که از جانب عراق سیاهی پیدا شد و حضرت امام پیش آن سیاه بر بغله سوار تشریف می آرد و آواز داد که ای فلان گفتم لبیک یا ابن رسول الله فرمود که نزدیک بود که شکی در دل تو پیدا شود عرض کردم که چنین است یا ابن رسول الله والحمد لله که از پنجه ظالمان بی رحم خلاص شدی فرمود که آری لیکن بار دیگر هم مرا خواهند برد و باز نخواهم آمد و مخفی مباد که حضرت کاظم رضی الله عنه بتاریخ پنجم رجب در عهد خلیفه هارون رشید بعد از زهر دادن یحیی بن خالد که وی باجازت و حکم هارون رشید آنحضرت را در رطب زهر داده بود بروز جمعه سال یکصد و هشتاد و شش باتفاق اهل خبر و بقول دیگر سنه یکصد و هشتاد و سه شربت شهادت چشید و در بغداد مدفون گشت مثنوی از مؤلف

موسی کاظم آن امام جهان	آن امام وری الکرام جهان	بود ابن علی آل نبی	گشت روشن از او جمال نبی
نور دیدهٔ حسین است او	مردم چشم و نور عین است او	سرور دهر و شید کونین	سال تولید است هم حسین ۱۲۸
سال ترحیل آن حبیب الله	کن رقم سید ولی الله ۱۸۳	باز سال وصال آن مسعود	موسی ابدال خیر و فرمود ۱۸۳

عقل تاریخ وی چو گوهر سفت	سال وصلش امام صاحب گفت	ایضاً از مؤلف	سنه شاهان مع فخر اهل بیت علوی موسی
کلیم است نبوی و محبوب خدا امیری	جلال آمد دین بود هادی حق تاریخ تولیدش		بتر حیلش شد آمد حبیب اولیا موسی

حضرت امام شافعی رضی الله تعالی عنه کینت وی ابو عبید الله است ولقب وی شافعی و نام نامیش محمد بن ادریس از قبیله قریش است و نسب وی بهشت واسطه از جانب پدر بعبد المطلب بن هاشم که جد امجد حضرت شاه رسالت است میرسد و نام مادر وی ام الحسن بنت حمزه بن قاسم بن زید بن حسن بن علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه است و ویرا قریشی هاشمی علوی فاطمی میخوانند و امام سوم است از ائمه اربعه دین متین و تا در مدینه بود پیش امام مالک درس کتب علوم مینمود چون بعراق آمد با امام محمد بن حسین شاگرد حضرت امام اعظم صحبت داشت و استفاده مینمود ولادت وی بمقام غزه وبقولی در عسقلان وبقولی در مناد در سال یکصد و پنجاه هجری بوقوع آمد و نقل است که امام شافعی در سیزده سالگی در حرم میگفت سلونی ما شئتم یعنی بپرسید از من هرچه بخواهید و در پانزده سالگی فتوی میداد و امام احمد حنبل که سیصد هزار حدیث یاد داشت بشاگردی وی آمدی و در حاشیه بر داری سر برهنه کردی قومی بروی اعتراض کردند که تو بدین علم و بدین مرتبه پیش طفلکی خورد سال بشاگردی می نشینی و صحبت مشایخ و استادان ترک کردی احمد گفت که هرچه ما یاد میداریم شافعی معانی آن میداند و دروازه فقه بسته بود حقتعالی آنرا بوجود او بکشاد و حضرت امام شافعی فرمود که جناب رسالت مآب را در خواب دیدم از من پرسید ای پسر تو کیستی عرض کردم که از کمترین پیروان تو فرمود که نزدیک بیا چون نزدیک شدم آب دهن مبارک خود بدهن من انداخت چنانچه بلب و دهان و کام و زبان من رسید پس فرمود که برو برکات خدای جل و علا بر تو باد و نیز حضرت شاه ولایت علی المرتضی را در خواب دیدم که انگشتری خویش از دست مبارک بیرون کرده بانگشت من پوشانید و علم علی نیز در من سرایت کرد نقلست که مادر شافعی زاهده و عابده و امینه بود که مردمان امانتهای خود بوی سپردندی روزی دو کس بیامدند و جامه دانی پر از رخت بآن عفیفه سپردند بعد از ان یک کس از آن هردو بیامد و جامه دان ببرد و بعد چندی دیگر کس هم آمد و جامه دان بخواست حضرت بی بی فرمود که برفیق تو داده ام گشت بدو آن جا حضرت بی بی

که جامه بود دیم چرا بیک کس حواله کردید مادر شافعی ملول شد درین اثنا حضرت شافعی که عمر یازده
سال بود رسید و بعد دریافت حال بوالده ماجده گفت که چرا چنین حیرانی و پریشانی است
و بعده فرمود که چون در وقت تفویضگی جامه دان شرط بوقوع آمده بود که تا وقتیکه شما هردو
باتفاق یکدیگر نیائید جامه دان نداده شود پس تو برو و رفیق خود را همراه بیار تا جامه دان شما
بشما حواله کرده آید مدعی متحیر شده برفت نقل است که هارون رشید شبی با زبیده مناظره
کرد و زبیده هارون را دوزخی خواند هارون گفت اگر من دوزخی ام فانت طالق و از یکدیگر
جدا شدند و هارون زبیده را عظیم دوست داشت و زبیده نیز عاشق هارون بود پس هردو
در آتش جدائی بسوختند آخر علمای بغداد را جمع کرده فتوی حلت زبیده طلب نمود هیچکس
جواب ننوشتند و گفتند که عالم الغیب میداند که هارون دوزخی است یا بهشتی کودکی
دوازده ساله ازان مجمع برخاست و گفت من جواب میدهم خلق تعجب کردند و گفتند مگر
دیوانه است هارون او را بخواند و گفت که اگر میتوانی جواب بده آن کودک که امام شافعی بود
فرمود آری لیکن تو حاجت مندی از تخت فرود بیا و مرا بر تخت بنشان که علما وارث انبیا
و جانشین نبوی اند هارون از تخت زیر آمد و شافعی را بر تخت بنشاند و جواب مسئله خود بطور حاجتمندان
پرسید شافعی گفت که اول من هرچه که از تو بپرسم راست بی کم و کاست بیان کن بطوریکه کذب
را دران دخلی نباشد و آن اینست که هرگز گاهی بر هیچ معصیتی قادر شده که از بیم خدا از آن
باز ایستاده هارون گفت که بلی وقتی بر دختری از امرای شهر شیفته شدم و او سر سخن نهاد داشت
آخر ببرابر مکر و حیله او را نزد خود طلبیدم و بجای خالی از غیر با او نشستم و خواستم که مرتکب زنا شوم
ناگاه در دلم آمد که امروز روز پنجشنبه است نامه اعمال امتیان بحضور جناب رسالت مآب پیش برده
می برند و چه قباحت است که امروز سر نامه اعمال من این زنا باشد پس از خوف خدا بر خود لرزیدم
و دست ازان زن برداشتم شافعی فرمود که درصورتیکه درین سخن راستی حکم میدهم که تو اهل
جنتی و اگر دروغ است بگردن تست باستماع این سخن علما شور برداشتند که بچه دلیل
و حجت این فتوی جاری میکنی و بدین عمر که بحد بلوغ نرسیده فرمود که حق سبحانه تعالی
میفرماید وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى

گفته که دلیل راستی سخن هارون چیست فرمود که قسم هارون که این سخن از روی قسم بیان کرده است و هارون بار دیگر روبروی علما این سخن بقسم بیان کرد و فتوی حلت زبیده حاصل ساخت و نقلست که وقتی علمای دیگر مذاهب ناحق بعلمای اسلام بحث دینی آغاز نهادند و اجتماع کثیر در بغداد شد و بر لب دجله جای بحث مقرر گشت پس امام شافعی که امام علمای دین بود در آن مجمع تشریف برده سجاده بر آب بگسترد و بنشست و گفت که هر که از علمایان دیگر مذاهب اراده بحث کند چون ما سجاده بر آب بگسترد و بنشیند چون هیچ کس را تاب آن نشد همه منفعل برگشتند وفات حضرت شافعی بروز جمعه سلخ ماه رجب سال دو صد و چهار از هجرت شاه رسالت است و مزار پرانوار در قرافه مصر واقع شده **مثنوی از مؤلف**

آنکه او شافعی محمد بود جامع علم قلب احمد بود پیشوای امام دین است او مخزن معدن یقین است او

سال تولید آن امام همام	هاتف گفت بدر اسلام	هست تولید او اگر مطلوب	تو بجو از محمد محبوب
سال تولید آن امام کمال	تو بجو از حسیب اهل جلال	سال تولید سعد کونین	ظاهر آمد ز اجود کونین
سال تولید آن شه دوران	صالح طیب است مه اعیان	سال تولید آن امام زمان	طالب حق بدان علیم جواد
سال ترحیل او ز تحقیق است	قطب آل نبی صدیق است	سال وصلش اگر کنی اظهار	پس عزیز علی بخوان ای یار
سال ترحیل آن نگار بگو	سرور اصحاب حبیب بگو	سال وصلش کن از همه طاعت	ای میان حبیب آفاق است
سال وصلش چو شد گوهر گفت	خامه من ولی محسن گفت	**قطعه از مؤلف**	محمد شافعی سعید ایادی
جنت وصلش ابدال ولی مقبول	متقی گو بجوان سال تاریخ	بهر وصلش بجوان ای حق	**ایضاً از مؤلف**
محمد شافعی گو والی ملک جهان	جنت وصلش جامع علم و دین آسمان آمد	ولی اقتدا و سال تاریخ	ولی الله محمد سال وصلش آمد
نجیب اصفیا کرم قدیم سال وصلش	گر ز ذات امام مقتدا او شمار		

حضرت امام علی بن موسی بن جعفر

صادق رضی الله عنه وی امام هشتم است و کنیت وی ابو الحسن چون کنیت پدر وی کاظم رضی الله عنه و لقب وی رضا است و ولادت وی در مدینه بوده است بروز پنجشنبه یازدهم ربیع الآخر سال یکصد و پنجاه و سه بقول صحیح و بقول بعضی یکصد و پنجاه و دو بعد وفات حضرت جعفر صادق بوقوع آمد و اصحاب سیر نام والده اش باختلاف بیان کرده اند چنانچه بعضی نجمه و شاهته و بعضی ام البنین و استقرار نوشته اند و وی کنیزک بی بی حمیده

مادر حضرت کاظم بود ونقلست که شبی حمیده رضی الله عنها رسول صلی الله علیه وسلم را در خواب
دید که میفرماید ای حمیده کنیزک خود نجمه را به پسر خود موسی بخش کن که از وی باشد
که از وی فرزندی بوجود آید که بهترین اهل زمین باشد واز ام رضا رضی الله عنها نقل
کنند که فرمود که چون برضا حامله شدم هرگز در خود ثقل حمل نمی یافتم و در خواب از شکم خود آواز
تسبیح وتهلیل می شنیدم هول وهیبت بر من غلبه میکرد وچون بیدار میشدم هیچ آوازی
نمی آمد وآنحضرت بروقت ولادت دستها بر زمین نهاد وروی بسوی آسمان کرد ولبهای
مبارک می جنبانید چنانچه کسی مناجات میکند ونقلست که چون خلیفه مامون حضرت
رضا را ولیعهد خود گردانید هرگاه که وی قصد ملاقات مامون کردی امرایان وخادمان دربار
خلیفه باستقبال آمدندی وپرده را که بر درگاه خلیفه آویخته بودی ایشان برداشتندی
تا وی درآمدی آخر الامر بنا بر حسد وبغض امرایان دربار را نفرتی واقع شد وبا یکدیگر اتفاق
کردند که من بعد بر قاعدۀ معهوده استقبال وی نکنند وپرده را بالا برندارند چون بار دیگر حضرت
امام تشریف فرمائی دربار شد همه امرایان بی اختیار برخاستند واستقبال کردند وپرده را
برداشتند وبعد اندرون رفتن امام بایکدیگر گفتند که این حرکت چه بود که ما کردیم آخر بار دیگر
باهم اتفاق کردند واز روی قسم وتاکید قرار یافت که بار دیگر این حرکت گاهی از ایشان بوقوع
نیاید پس روز دیگر چون اتفاق تشریف آوری امام در دربار افتاد برخاستند وسلام
کردند اما در برداشتن پرده توقف کردند خدا تعالی هما نوقت بادی برانگیخت که آن پرده را
برداشت وامام بدربار تشریف برد وچون باز قصد بیرون آمدن کرد باز بادی برخاست
وآن پرده را بالا برداشت امرایان که اینچنین کرامت عظیم دیدند گفتند که امام عزیز کردۀ خدا است
از خوار کردن ما خوار نمیگردد وناچار بعادت معهوده مراجعت کردند ونقلست که بوقت ولیعهدی
حضرت امام علی رضا قحطی باران پدیدار گشت ندیمای مامون که از معاندان خاندان
اهلبیت نبوی بودند بعرض خلیفه رسانیدند که از آن روز که علی بن موسی را ولیعهد خود
کردۀ خدا تعالی باران را از ما برداشته ظهور این امر از شومی قدم اوست این سخن بر مامون
بس گران گذشت واز آن حضرت دعای نزول باران طلبید وآنحضرت عرض او مقرون باجابت

فرموده بروز دوشنبه بصحرا رفت و باجتماع کثیر دعای نزول باران بجناب حق سبحانه تعالی
کرد فی الحال اثر پیدا شد و رعد و برق ظاهر گردید مردم بحرکت در آمدند و خواستند که خود را
بجای محفوظ رسانند حضرت امام فرمود که ای بندگان خدای بجای خود باشید که این ابر برای
فلان شهر است درینجا نخواهد بارید پس ابر از انجا گذشت و دیگری پیدا آمد فرمود که این ابر هم از
برای شما نیست بلکه برای فلان زمین است همچنین ده ابر متواتر گذشتند چون ابر یازدهم مایل آسمان
شد فرمود که یا ایها الناس این ابر خدا تعالی برای شما فرستاده است شکر کنید و برخیزید و بارامگاه
های خود شتابید که این ابر نخواهد بارید تا وقتیکه شما بمقامات خود با آرام پذیر نشوید و خود هم آنحضرت از منبر
برخاست بجای خود تشریف برد چون مردمان جا بجا رفتند باران رحمت شروع شد و چندان
بارید که گاهی نباریده بود و نقل است که شخصی از مقربان مامون که هوای ولیعهدی در سر
و غبار حسد حضرت امام در دل داشت بامامون گفت که تو خلع خلافت از خاندان عباسیه نموده در
اولاد علی که بدخواهان دولت عباسیه اند انتقال ریاست خلافت کردی و علی بن موسی بن
جعفر را که مقتولان سیاست خاندان عباسیه اند ولیعهد خود ساختی و گمنامان بادیه گمنامی را
بار دیگر ظاهر نمودی و مرتبه اش از بابان که دولت خواهان دولت خلافت اند هم بلند کردی این
سعی از دعوی جوانمردی بود و لا نهی و بلند همتی بسیار بعید اگر از نمی مستحق بود از پدرانت بظهور
آمدی مامون بجواب پرداخت که ظهور امر ولیعهد ساختن علی رضا از من بباعث الفت و محبت
است که بخاندان علی دارم بلکه این مرد پنهان مردمان را به بیعت خلافت خود دعوت میکرد خواستم
که ولیعهدش کنم تا مردمان او را بسوی ما خوانند و بپادشاهی و خلافت ما اعتراف نماید و از عداوت خاندان ما
دست بردارد و جهت دیگر خوف آن بود که فتنه برخیزد که انسداد آن منع گردد اکنون
می بینم که هیچ کردم خطا کردم لیکن چون او را افراخته ام و ولیعهد خود ساخته ام حالا علاج او نیست
که اندک اندک از قدر وی کم کنم تا مردمان دانند که این شخص لایق ولیعهدی نبود لهذا معطل شد
آن شخص گفت که امیر خاطر جمع دارد من او را باعین اجتماع درباره شرمسار خواهم کرد که او خود بخود
راه خود پیش گیرد و بعد از ان در بغداد کسی او را نه بیند و لو العیاذ اگر تدبیر کرد حیله و طمع از وی
جدا نمود و پیش امیر حاضر خواهم آورد و چون تنها ماند کارش سهل است به آسان ترین وجه قتل بر مبند خود

از دست خاندان عباسیه بقتل و هلاک نخواهد رسید یا در حبس جان نخواهد داد تا روزی که حضرت امام
نزد مامون تشریف آورده بجای خود آرام گرفت بعد از ساعتی حاسد مذکور که آتش حسد و کینه
در دل کافر کیشش وی مشتعل بود روی بسوی آنحضرت کرده آغاز سخن کرد که ای پسر موسی شنیده
میشود که مصاحبان و خادمان تو باظهار کرامت باریدن باران رحمت الهی از شما بسیار فخر میکنند و صفت
شما از حد میگذرانند گویا درجه شما از پیغمبری هم بلند میدانند و حال آنست که تو باجتماع اهل اسلام دعا کردی
باران بارید درین صورت این دولت تنها نه تراست بلکه همه مسلمانان راست پس آن نا اهلان را ازین
حرکات ناشایسته منع باید کرد و حضرت خلیفه محض بسبب لحاظ شما با کسی مواخذه نمیکند چرا که ترا از زمین
برداشته بآسمان برده بمرتبه ولیعهدی رسانید و این چه ادای حقوق است که جایز دارد و امیداری که
در عهد خلافت امیرالمومنین مردم گویان مرتبه ترا بلند از خلیفه وقت دانند حضرت امام باستماع این
کلام فرمود که من منع نمی کنم بندگان خدا را از گفتگو و ذکر نعمای الهی که او سبحانه تعالی بذات من
عطا فرموده و آنکه ذکر ولیعهدی خلیفه است مثل آن مانند یوسف علیه السلام است که پادشاه مصر او را
ولیعهد خود ساخت مگر در دنیا و نزد خدا تعالی آنچه رتبه او بود دید عزیز مصر شدن او کم یا بیش نشده
حاسد بی پیر از استماع این تقریر دندان شکن بر آشفت و گفت ای پسر موسی هر آینه از حد خود
درگذشتی و از قدر خود تجاوز نمودی و مثل خود با یوسف علیه السلام برابر ساختی باندک ظهور کرامتی
که بدعای جمله اهل اسلام حق تعالی باران رحمت فرستاد پس اگر تو صاحب کرامتی این هر دو شیر تصویر
را که بر قالین خلیفه منقوش اند زنده کن و بر من مسلط ساز اگر این کنی معجزه و کرامت باشد باستماع
کلام آن بدفرجام دریای سیاهت قاری و موجه قلزم جباری آن محبوب باری بجوش آمده
غضبناک شده بانگ بر آن هر دو شیر تصویر زده فرمود که بگیرید این کذاب بدگوی اهل بیت نبوی
را و طعمه خود سازید بفور اصدار حکم هر دو شیر تصویر بصورت شیران اصلی شده بر جستند و آن بدخواه
شاهنشاه ولایت را به پنجه های قهر الهی گرفته اعضایش درهم شکستند و با همه گوشت و پوست
و استخوانش فرو بردند و خونش که بر فرش زمین ریخته بود لیسیدند خلیفه از وقوع این حال
حیرت مآل بیهوش بر زمین افتاد و بیخود گشت چون هر دو شیر دلیر از آن کار فارغ شدند و
رو بسوی حضرت امام آوردند و بزبان قدرت حق گویا شدند که یا حضرت اگر بفرمائی این خلیفه غدار

واین منافق و دشمن اهل بیت اطهار را که از دل دشمن و بظاهر دو[ست]
و گندم نمائی کار اوست فرو بریم فرمود که خدا تعالی را در حیات اینک[ه]
آمد شاهد و بجای خود برو پس چنانچه بود دید آخران هر دو شیر دلیر ...
پس آنجناب عطر و گلاب طلبیده بر روی خلیفه زد و خلیفه بهوش آ[مد]
حال مقتول ناحق شناس بپرداخت و نقل است که شخصی از
کوفه بعزیمت خراسان بیرون آمدم و دختر من حله یمنی داد و گف[ت]
فیروزه بخر چون بمرو رسیدم غلامان حضرت امام علی بن موسی
از خادمان حضرت امام فوت شده است حله که داری نزد ما
که من هیچ حله ندارم غلامان بار دیگر آمدند و گفتند که حضرت اما[م]
حله است که دختر تو بتو داده است که بفروشی و برای وی فیروز[ه]
بگیر و حله حواله ما کن از استماع این سخن حیران ماندم که این حال
آگاهی نداشت حله حواله ایشان نمودم و با دل گفتم که از ...
چند مسئله بپرسم و یقین است که جواب شافی خواهد داد و چند
بر در دولت خانه وی رفتم لیکن بسبب هجوم خلق مرا مجال آن نشد
مسئله بپرسم ناگاه غلامی از اندرون خانه برون آمد و من ...
و گفت که این جواب مسئله های تست چون نگاه کردم جواب
بیاج روایت کرد که حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والسلام ...
تشریف ارزانی دارد و طبقی از برگ درخت خرما ساخته پیر از
گفتم مشتی از خرما من عطا فرمود چون شمار کردم هفده بود لیس پ[س]
دیگر خواهم زیست بعد از چند روز حضرت امام علی بن موسی ر[ضا]
شده در همان مسجد فرود آمد بخدمت وی رفتم دیدم که همانجا که
داشت نشسته است و طبقی از خرما به همان صورت پیش وی
گفت و مرا نزدیک خود بنشاند و مشتی از خرما من عطا فرمود که

با حضرت زیاده ازین میخواهم فرمود که اگر جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم زیاده ازین عطا میکرد
مرا هم هیچ عذر نبود حالا استحلاف آن عمل نمیشود و شخصی از غلامان حضرت علی بن موسی رضا
روایت کرد که روزی ریان بن ابی الصلت بر دروازه آنحضرت حاضر شده مرا گفت که میخواهم
که حضرت امام دو جامه از کسوت خاص خود و چند درهم که بنام وی سکه زده اند بمن عطا
فرمایند پس برای طلب اجازت آمدن ریان بروی آنحضرت بخدمت حاضر شدم هنوز سخن بیان آن نکرده
بودم که فرمود ریان بن ابی الصلت میخواهد که در آید دو جامه کسوت و چند درهم سکه ما طلب میکند پس او را
در آرید چون حاضر شد دو جامه کسوت خاص خود و سی درهم بوی بخشش فرمود و نقل است که قاطعان طریق تاجری
را در راه کرمان به برف گرفتند و دهان وی از برف پر کرده مال وی بتاراج بردند زبان وی از سردی برف
از کار رفت و سخن بخوبی نمی توانست گفت پس چون بخراسان رسید و شنید که حضرت امام علی بن موسی رضا
در نیشاپور است با خود گفت که وی از اهل بیت نبوت است بخدمت وی روم شاید که این را علاجی تواند کرد
شب در خواب دید که گویا بخدمت آنحضرت حاضر است و آنحضرت میفرماید که علاج زبان تو کمونی و سعتر و ملح است
این هر سه را بکوب و دو سه بار در دهان خود بگیر انشاء الله شفا خواهی یافت چون بیدار شد اعتبار خواب نکرد
و در نیشاپور رسید و بخدمت آنحضرت حاضر آمد هنوز سخنی نگفته بود که فرمود علاج زبان تو همانست که در خواب
بتو گفته بودم عرض کرد که میخواهم که بار دیگر هم از زبان گوهر فشان تو بشنوم فرمود که بگیر کمونی و سعتر و ملح
و این را بکوب و دو سه بار در دهان خود بگیر بحکم خدا شفا خواهی یافت آن شخص همچنان کرد و بهمان روز شفا یافت
و روایتست که شخصی از ملک سنده بخدمت آنحضرت حاضر آمد و کلمه از زبان عربی گفتن نمیدانست حضرت با وی بزبان
سندهی کلام میفرمود آنحضرت هم بزبان سندهی جوابش میداد من بعد عرض کرد که زبان عربی نمیدانم امیدوارم
که زبان عربی یاد گیرم آنحضرت دست مبارک بلبهای وی مالید فی الحال سخنان عربی بزبان فصیح گفتن آغاز نهاد
و روایتست که روزی حضرت امام در صحن خانه خود تشریف فرما بود که عصفوری بیامد و پیش آنحضرت بر زمین افتاد
و می غلطید و آواز میکرد حضرت امام بحاضرین مجلس خطاب فرمود که این عصفور میگوید که درین خانه ماری در آمده است و
اراده خوردن بچه های من میکند از آن قلق آزار فریاد میکنم پس یکی از شما درین خانه در آید و آن مار را بکشد خادمی
برخاست و اندرون حجره رفت و دید که فی الحقیقت ماری خونخواری در چوبهای سقف خانه میگردد و بگرفت
و بکشت و نقل است که شخصی بخدمت آنحضرت حاضر شده عرض کرد که اهلیه من حامله است

دعا کن که خدا تعالی مرا پسری عطا فرماید فرمود که اهلیهٔ تو بدو فرزند حامله است آن شخص چون
از خدمت مرخص شد چند قدم برفت در دل آورد که یکی فرزند را محمد نام کنم و یکی را علی
حضرت امام بآواز بلند بوی گفت لی ای یکی را علی نام کنی و دوم را ام عمرو یعنی یکی پسر و
دیگر دختر خواهد آورد **وقصه وفات** آن نور چشم سرور کائنات بقول عارف نامی
مولانا عبد الرحمن جامی بدین تمهید درج شواهد النبوت است که از ابوالصلت خادم خاص آنحضرت
مروی است که وی فرمود که روزی بخدمت حضرت امام ذوی الکرام علی بن موسی رضا ایستاده
بودم مرا فرمود که درین قبه که قبر هارون رشید در انجا است برو و از چهار جانب وی خاک بیار
رفتم و خاک آوردم ببوئید و بینداخت و گفت زود باشد که اینجا برای دفن من قبر کنند
و سنگی ظاهر شود که اگر هر کلندی که در خراسان است بیارند آنرا نتوانند کند باز فرمود که فلان
از موضع خاک بیار آوردم فرمود که از برای من در ینجا حفر کنند پس تو بر وقت دفن من حاضر باشی
و بگوئی تا هفت درجه فرو برند و در میان قبر شق کنند اگر نگذارند بگوئی تا لحد کنند و قبل از دفن از
بالای مقام بالین سر من تری آب پیدا خواهد شد پس بکلامی که ترا الحال تعلیم میکنم تکلم کنی
پس آب خواهد جوشید و تمام لحد پر از آب خواهد شد و در آب ماهیان خورد خواهی دید و این
نان را که بتو میدهم خورد خرد کنی و در آب اندازی تا ماهیان بخورند پس ماهی بزرگ پیدا خواهد شد و
ماهیان خورد را خواهد خورد چنانچه هیچ نماند چون ماهیان غایب شوند دست بر آب نه و آنچه تعلیم کرده ام تکلم
کن تا آب کم شود و لحد خشک گردد و آنچه گفته ام نکنی الا در حضور مامون بعد ازان فرمود که ای ابوالصلت
فردا من نزد مامون خواهم رفت چون از آنجا بیرون آیم و چیزی بر سر خود نپوشیده باشم با من
سخن گوئی و اگر چیزی بر سر خود پوشیده باشم با من سخن نگوئی چون شب بگذشت و آفتاب برآمد
جامهای خود بپوشید و منتظرانه بنشست تا غلام مامون بطلب آنحضرت در رسید و باز خود نزد
مامون ببرد و در آنوقت نزد مامون طبقهای پر از انگور تازه نهاده بودند گفت یا ابن رسول الله
ازین خوبتر انگور دیده فرمود که انگور خوب در بهشت است پس مامون گفت که ازین انگور چیزی
تناول بفرما فرمود که مرا معاف دار پس مامون درین باب مبالغه از حد گذرانید و گفت مانع چیست
مگر مرا متهم میداری و خود یک خوشه برداشت و دو سه دانه ازان خوشه خود بخورد باقی بآنحضرت داد و گفت بخور

وی هم سه دانه ازان بخورد و باقی بینداخت و از آنجا برخاست مامون گفت کجا میروی گفت
هرجا که فرستاده و چیزی بر سر خود پوشید و بیرون آمد و رجوع بخانه خود کرد گویند که مامون در آن انگور
زهر هلاهل کرده بود و بخوردن حضرت امام داده و دانسته دانه که خود خورد خالی از زهر بود و ابو الصلت
گوید که چون مرا فرمان بود که در حالت پوشیدن سر با سخن نگوئی ناچار خاموش بودم و آنحضرت
بسرای خود رسیده فرمود تا در سرای را به بندند و بر فرش خود دراز شد من در صحن سرای غمگین
ایستاده بودم که ناگاه دیدم که نوجوانی از در در آمد که در شکل و شباهت با آنحضرت مشابهت
تمام داشت بخدمت وی دویدم و گفتم که از کدام راه تشریف آوردی که در سرای بسته بود فرمود
شخصی که مرا یک لمحه از مدینه طلب کرد از دروازه هم در آورد پرسیدم که کیستی و چه نام داری
گفت حجة الله محمد تقی بن علی بن موسی رضی الله تعالی عنهم پس پیش پدر بزرگوار آمد و مرا
نیز با خود برد چون حضرت امام وی را بدید برخاست و معانقه کرد و به سینه خود کشید و میان
دو چشم وی بوسه داد و به بستر خود برد و دراز گشت وی روی بر پدر خود نهاد و با وی سخنان
پنهانی گفت و در آن حال بر لبهای حضرت امام کف دیدم سفید تر از برف که امام محمد تقی آن را
می لیسید و دست بر سینه پدر اندرون پیراهن کرد و چیزی مثل عصفور بر آورد و فرو برد بعد از آن
حضرت امام رضا برحمت حق پیوست و امام محمد تقی فرمود که ای ابو الصلت برخیز و از خزانه آب
و تخته بیار عرض کردم که در خزانه نه آب است و نه تخته فرمود که هست بیار در خزانه رفتم سبوی آب
سفید تر از شیر و تخته از چوب صندل خوشبو تر دیدم برداشتم و حاضر کردم آنحضرت پدر بزرگوار
را تنها غسل میداد خواستم که مدد کنم فرمود که با من شخصی است که مدد میکند حاجت مدد تو نیست بعد
از آن فرمود که در خزانه جامه دانی است و در وی کفن حنوط است بیرون از رفتم و آن جامه دانی
دیدم که گاهی ندیده بودم از وی کفن بیرون آورده حاضر کردم بآن کفن تکفین کرد و نماز گذارد
پس فرمود تابوت بیار عرض کردم که اگر حکم شود نجاری را بیارم تا تابوت بسازد فرمود که در خزانه
برو تابوتی خواهی یافت بیار در خزانه رفتم تابوتی دیدم که گاهی ندیده بودم برداشتم و بخدمت
آنحضرت آوردم پس نعش حضرت امام را در تابوت کرد و پیش نهاد و باز نماز آغاز نمود هنوز تمام
نکرده بود که تابوت از جای خود برخاست و سقف خانه را بشگافت و بالا برفت و از نظر ناپدید گشت

عرض کردم که یا ابن رسول الله مامون هم درین ساعت خواهد رسید اگر تابوت را نخواهد یافت چه
خواهد گفت فرمود که خاموش باش تابوت همین ساعت می آید چنانچه بعد از ساعتی باز سقف خانه
بشگافت و تابوت فرود آمد پس نعش را از تابوت برآورده بر فرش بخوابانید و تابوت و کفن
همه از چشم من غایب شدند و نعش مبارک چنان شد که گویا او را تا حال غسل هم نداده اند پس
فرمود که برخیز و در بگشا چون در بگشادم مامون و غلامان وی که بر در بودند اندرون آمدند
دیگر و تر و بر بگریستند و بتجهیز و تکفین آن امام دین پرداختند اول بجای که قبر کندند بید از زیرش
سنگی پیدا شد بسیار سخت و مستحکم هر چند خواستند که بشکنند ممکن نبود پس از انجا برگشته بجای دیگر
بحفر قبر مشغول شدند و من حسب وصیت آنحضرت بر سر قبر حاضر بودم چون لحد تیار شد از پایین
قبر ترشح آب نمود ارگشت من آن کلمات که از ان سید کاینات تعلیم یافته بودم خواندم آب به زمین
بجوشید و تا لحد پر شد و ماهیان خورد نمودار شدند من قرص نانی را که از ان جناب عطا شده
بود خورد خورد کرده در آب انداختم تا ماهیان بخورند بعد از ان ماهی کلان نمودار شد و همه
ماهیان خورد را فرو برد و خود هم ناپدید گشت باز من آن کلمات تعلیم شده بر زبان آوردم
فی الحال آب در زمین فرو رفت و زمین لحد خشک گردید گویا گاهی آب در انجا نبود مامون
چون اینچنین دید گفت که علی رضا بن موسی رضی الله عنه چنانچه در حیات خود ما را عجائبات ها
نمود در ممات هم کرامتی عجائب ظاهر کرد شخصی از مقربان مامون که از محبان اهل بیت محمدی
بود گفت که این کرامت اشارتی است که مملکت عباسیان و کثرت ایشان بهچو ماهیان خورد است
که در آب اند که مال و جاه دنیای فانی هستند چون وعدهٔ اجل خواهد رسید شخصی چون ماهی بزرگ
بوجود آمده همه ماهیان خورد را خواهد خورد یعنی همه عباسیان از دست وی کالعدم خواهند گردید
حالانکه او را هم بقائی نیست چنانکه ماهی بزرگ هم ازین آب ناپدید گشت بعد از ان نه ماهی
خورد است و نه بزرگ و نه آب صرف ملک خدا باقیست مامون گفت که راست گفتی و
حضرت امام را جان قبر دفن کردند و وفات آنحضرت معدن کرامت در ولایت طوس بمقام قریه
سناباد بتاریخ نهم رمضان المبارک سن دو صد و هشت بقول اصح بوقوع آمد و بعضی بتاریخ
نهم ماه صفر سال دو صد و سه و دو صد و پنج و دو صد و شش نیز گفته اند قطعه از مولف

سید افضل و امام همام	عالم و فاضل و فقیه علی	سال تولید او سخی الدین ۱۵۳	رحلتش سید وجیه علی ۲۰۳
ایضاً از مؤلف	آن امام علی رضا موسی	قرة دیدهٔ نبی و علی	طالب عالی است تولیدش ۱۵۳
رحلتش گو امام دین نجی ۲۰۳	ایضاً از سرور	آن امام حق علی موسی رضا	آنکه گشت از دو جهان [illegible]
سال وصالش طالب محبوب ۲۰۳	سال مولود او ولادت علی ۱۵۳	مثنوی از مؤلف	ابن موسی علی امام رضا
آنکه راضی است با رضای خدا	پیشوائی طریق حق طلبی	مقتدای ره خدا جوئی	سال تولید سید ذیجاه
هست اهل جلال ذوالاجاه ۱۵۳	گو محب نبی مانه تولیدش ۱۵۳	خوان تاج قطب حسن رحلتش ۲۰۳	سال ترحیل آن شهنشه دین
گفته اند اهل دین اهل یقین ۲۰۳	سال ترحیل آن ولی مسعود	اتقی زوندا علی محمود ۲۰۳	ذات او بود بدر چرخ کمال
بدر گفته عیان بسال وصال ۲۰۳	سال ترحیل آن شه محمود	گفت هاتف که واصل دین بود ۲۰۳	بود جان و تنش سراپا درد
سال وصلش خرد بگفتا درد ۲۰۳	سال ترحیل آن امام ولی	شد ندا از دو دل ولی احمد ۲۰۵	

حضرت محمد بن علی

بن موسی بن جعفر رضی الله عنه کنیت وی ابوجعفر و ابوجعفر ثانی و لقب وی تقی و جواد است و نام مادر وی خیزران و ریحانه که از قبیله ماریه قبطیه بود و وی امام نهم است از ائمه اثنا عشر ولادت وی در مدینه و بروز جمعه دهم ماه رجب سن یکصد و نود و پنج بوقوع آمد و مدت عمر وی بیست و پنج سال و از کمال علم و ادب و فضل که داشت خلقی کثیر از فیض باطنش مستفید و مستفیض گشت و چون بر ناصیه حال مامون خلیفه بغداد داغ بدنامی زهر خورانی حضرت امام علی بن موسی رضا رضی الله عنه لقب بود لهذا بنظر رفع داغ بدنامی دختر خود ام الفضل را بزنی بوی داد و همراه وی بمدینه روان کرد و هر سال هزار هزار دینار از بیت المال بوجه خرچ بوی میداد و از آنحضرت نقلست که من در عمر یازده سالگی در بعض کوچه های بغداد با جمعی از کودکان ایستاده بودم اتفاقاً مامون بقصد شکار بیرون میرفت گذر وی در آنجا افتاد همه کودکان از سر راه بگریختند و من بجای خود ایستاده ماندم چون مامون نزدیک رسید مرا دید بارگی خود نگاهداشت و پرسید که ای کودک تو چرا با دیگر کودکان از سر راه نرفتی جواب دادم که راه تنگ نیست که برفتن آنرا بر تو کشاده گردانم و مرا جریمه نیز نبود که از آن ترس بگریزم و حسن ظن من بتو آنست که ناحق بکسی آزار نمیرسانی مامون ازین گفتار خورسند شد و گفت نام تو چیست گفتم محمد گفت فرزند کیستی گفتم ابن العلی رضا باز مامون از آنجا روان شد و با خود بازگی

شکاری داشت چون از شهر بیرون آمد بازی بنام من انداخت آن باز غایب شد و بعد از
ساعتی از هوا فرود آمد در حالتی که در منقار وی ماهی خورد نیم زنده بود مامون از وقوع اینحال
تعجب کرد و او را بدست خود گرفته بازگشت چون بآن موضع رسید که من ایستاده بودم رو
بمن کرد و گفت یا محمد گفتم لبیک گفت این چه چیز است گفتم ان الله تعالی بمشیته فی
بحر قدرته سمکا صغارا یصیدها بزاة الملوک والخلفاء فیختبرون بها سلالة اہل النبوة چون مامون
این سخن شنید گفت انت ابن الرضا حقا و **نقلست** که چون مامون دختر خود ام الفضل
را بآنحضرت نکاح کرد همراه آنجناب بمدینه فرستاد چون وی بکوفه رسید آخر روز بود بمسجد
تشریف آورد و در صحن آن درخت سدر بود که گاهی بار نمی آورد لیکن کوزهٔ آب طلبید و یک
جرعه ازان بخورد و باقی در بیخ درخت انداخت و بنماز مشغول شد چون از نماز فراغ یافت
و بپای آن درخت رسید آن درخت میوه دار بار آورده بود شیرین و بی استخوان مردم آنرا تبرک
میگرفتند و **صاحب شواہد النبوت** فرموده است که شخصی از اسلاف روایت کرده
که وقتی در عراق بودم شنیدم که در شام کسی دعوی پیغمبری کرده است و ویرا در بند آهنی محبوس کرده
اند بآنجا رفتم و دربان را چیزی داده پیش وی رسیدم ویرا شخصی فهیم و ذکی و باهوش یافتم پرسیدم که قصه
تو چون بوده است گفت من مردی بودم در شام بعبادت حق مشغول و در ان مسجدی که سر
مبارک سید کونین امام حسین رضی الله عنه یزید نصب کرده بود یکشب رو بقبله نشسته بودم
و بذکر حق مشغول ناگاه دیدم که شخصی از پس من پیدا آمد و مرا گفت برخیز برخاستم چون اندکی
راه بهمراه آنرا برفتم خود را در مسجد کوفه دیدم که جای امامت حضرت شاه ولایت علی المرتضی بود
فرمود میدانی که این چه جای است گفتم که مسجد کوفه است در نماز بایستاد من هم در نماز بوی
اتفاق کردم بعد ازان از مسجد بیرون آمده اندکی راه رفتیم که بمدینه در مسجد نبوی رسیدیم
در ان مسجد هم دو رکعت نماز بگذارد و روان شد و در اندک قدم برداشتن خود را در بیت الله
دیدیم و بطواف خانه خدا پرداختیم چون از انجا بیرون آمدیم آنکس از چشم من غایب شد و من خود را
همانجا یافتم که بودم از وقوع اینحال متعجب شدم و هیچ ندانستم که آنمرد که بود و از کجا بود چون
یکسال برینحال بگذشت بهمان وقت و همان شب باز آن شخص پیدا شد و مرا همراه برد و همه

سالگذشته کرده بود بجا آورد و چون وقت مفارقت رسید او را سوگند دادم و از
نام آن شخص سوال کردم گفت که من محمد بن علی بن موسی بن جعفر نام چون بامداد شد
این قصه را پیش بعض مردم بیان کردم رفته رفته خبر بحاکم شام رسید و مرا بدعوی نبوت
متهم کرد و بند گران بر من نهاد و در اصل من سزای گناه خود یافته ام که راز رازدار
خدا را افشا کردم باستماع این قصه من بر حال وی ترحم کردم و از جانب خود رقعه
برای خلاصی وی بحاکم شام نوشتم وی بر پشت رقعه بنوشت که آن کس که یکشب
وی را از شام بکوفه و از کوفه بمدینه و از مدینه بمکه و از مکه باز بشام آورد بگویید که او را از
بند هم خلاص دهد این سخن بر من گران آمد مغموم و محزون شدم چون بامداد شد قصد از جای
خود برآمدم و بسوی محبس روان شدم تا وی را از حال جواب رقعه آگاه کنم چون بدروازه
محبس رسیدم لشکریان و دربانان را با اضطراب تمام یافتم پرسیدم که حال چیست گفتند که
شخصی که بدعوی نبوت در حبس بود امشب از محبس غایب شد ندانیم که وی را زمین فرو
برد یا ملایکان آسمانی برداشته بردند و نقل است که چون مامون وفات یافت حضرت امام
فرمود که وفات ما هم بعد انقضای عرصه سی ماه بوقوع خواهد آمد چنانچه همچنان واقع شد نقلست
که شخصی بخدمت آنحضرت حاضر آمد و عرض کرد که فلان صالح که بفلان شهر مقیم است ترا سلام
میرساند و از جامه های جسم پاک شما جامه میخواهد که برای کفن خود نگاه دارد فرمود که برو حال
آن شخص از گرفتن جامه مستغنی شده است آن شخص برفت و هیچ ندانست که امام چه فرمود
آخر چون بمنزل صالح رسید شنید که آن صالح برحمت حق پیوسته و مدفون گشت نقلست
که شخصی از اصحاب آنجناب مستعد روانگی سفر شده برای وداع بخدمت آنحضرت حاضر
شد فرمود که امروز موقع روانگی نیست بهر حال امروز توقف باید کرد پس حسب فرموده آنجناب
توقف کرد لیکن رفیق او که با او همراه بود متوقف نشد و از شهر خود روانه شد و بمقامی دیگر
مقام کرد اتفاقا تا بوقت شب در آن مکان سیل آمد و رفیق او غرق آب شد نقلست
که چون بعد وفات مامون سی ماه گذشتند بتاریخ ششم ماه ذی الحجه سن دو صد و بیست و یک
و بقول صاحب مخبر الواصلین سلخ ماه ذیقعده روز شنبه سنه مذکور در زمان معتصم بالله بصیه

زهر هلاهل که حضرت تقی را بایمای معتصم داده بودند ازین دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست انا لله و انا الیه راجعون از مولف **قطعه** تقی آن متقی صاحب فرع امام با صفا و شاه والا

رقم شد قطب دین و دین پناهش	آنچه شد پرخ و پیشان آن شه پیدا	دگر باید ز بهر سال رحیل	تو شتم بود محبوب معلی ۲۲۰
مثنوی از مولف	آن محمد تقی جواد زمن	گلبن گلشن حسین و حسن	متقی و تقی است تعریفش
شاه سید ولی است توصیفش	سال تولید او چنانایست	گفت سرور امام قطاب است	سال تولید او است گر مطلوب
تو جو تیش قبله محبوب ۱۹۵	سال تولید او حقیه بر آن ۱۹۵	رحلتش گو به سید مسجود آن ۲۲۰	سال ترحیل آن تقی ولی
گشت بیعش زناهدین علی ۲۲۰	سال وصلش اگر کنی تحقیق	است قطب زاهد صدیق ۲۲۰	سال ترحیل آن شه اعظم

هست مهدی ذی عالم ۲۲۰

حضرت امام احمد حنبل رضی الله عنه

کنیت وی ابو محمد و ابو عبد الله است و نام محمد و احمد بن حنبل و وی امام چهارم است از ائمهٔ اربعهٔ دین متین و شاگرد امام شافعی است ولادت وی باقوال مختلف در سال یکصد و شصت و چهار و شصت و پنج بوقوع آمده قول اول از اصح ترین اقوال است و بسی مشایخ را دیده بود مانند ذوالنون مصری و بشر حافی و سری سقطی و معروف کرخی وغیره حضرت بشر حافی رحمة الله علیه در حق وی میفرماید که احمد حنبل را سه خصلت است که مرا نیست اول حلال طلب کردن برای خود و عیال خود بخلاف من که صرف برای ذات خاص خود میجویم دوم احمد بعلم و بحث مشغول است و من صرف بحق مشغولم نه بعلم سوم او در علم وارث پیغمبر است و من بیر و پیغمبرم نقل است که شخصی از شاگردان حضرت احمد مادری بیمار داشت که از زیست او مایوس بود مادرش گفت که ای فرزند بخدمت امام برو و برای من دعای شفا طلب و یقین میدارم که دعای وی رد نخواهند کرد آن شخص به دروازهٔ حضرت امام آمد و آواز داد گفت کیستی گفت محتاجی که مادر وی بیمار است و امید وار دعای شفا است حضرت امام برخاست و غسل کرده بنماز مشغول گشت خادم گفت ای شخص تو برو که امام بکار تو مشغول است پس وی از انجا باز پس بخانه خود رسید مادرش برخاست و در بکشاد و تندرست شد چنانچه گاهی علیل نشده بود نقل است که روزی امام محمد کنار آب وضو میکرد و شخصی دیگر هم بالای وی وضو میساخت بحفظ حرمت امام برخاست و بزیر امام آمد و بوضو مشغول شد چون آن مرد وفات یافت او را در خواب دیدند گفتند

که خدای تعالی با تو چه کرد گفت رحمت کرد و آن نگهداشت حرمت امام که از بالای دیگری برخاسته نزدیک
آمده وضو کردم نقلست که امام احمد در بغداد بودی و نان بغداد نخوردی و گفتی این سرزمین را
امیر المومنین عمر وقف کرده است بر غازیان و زر بموصل فرستادی و آرد طلب فرمودی و از آن نان
خوردی پسرش صالح بن احمد تا یکسال در اصفهان قاضی بود بغایت زهد و تقوی داشت و صائم الدهر
و قائم اللیل و در شب از دو ساعت بیش نخفتی و بر در سرای خود خانه ساخته بود و شبها در آنجا نشستی و پیش
مراد که اگر بوقت شب طالب داد بیاید و در بسته باشد بداد رسی و پرواز ده و در کار قضا محض برضامندی
خدا کار میکرد چون ترک قضا کرد و بخدمت پدر آمد روزی از برای امام احمد نان می پختند و خمیر مایه از مطبخ
صالح پسر امام گرفتند چون نان پیش امام آوردند گفت این نان را چه شد که از وی بوی خیانت می
آید گفتند خمیر مایه از آن صالح پسرت گفت آخر او یکسال بکار قضای اصفهان مشغول بوده است
خمیر مطبخ او آورد ما را نشاید گفتند حالا این نان را چه کنیم گفت بنهید چون سائلی بیاید بگوئید که خمیر مایه از آن صالح
است و آرد از آن احمد بن حنبل اگر میخواهی بستان خادمان حسب الحکم نان در خانه بنهادند و تا چهل روز
افتاده ماند سائلی نیامد که بستاند و نان بوی بگرفت آخر بدجله انداختند چون خبر انداختن آن نان بدجله بحضرت
امام رسید از آن روز ترک خوردن ماهی دجله کرد و تا زنده بود نخورد نقلست که چون قوم معتزله در بغداد
غلبه کردند امام احمد حنبل هم تکلیف دادند که قرآن را مخلوق گوید چون نگفت هر دو دست امام بر کتف
بستند و برد در سرای خلیفه بغداد بردند سرهنگی بر در خانه خلیفه بود گفت ای امام مردانه باشی که وقتی من
دزدی کردم و گرفتار شدم بدان علت مرا هزار چوب بزدند اقرار نکردم عاقبت رهائی یافتم منکه در باطل
چنین صبر کردم و رهائی یافتم تو که بر حقی اولی تر باشی پس حضرت امام را با وجود کبر سنی آنحضرت بعقابین
کشیدند و هزار تازیانه زدند و گفتند که تا قرآن را مخلوق نگوئی رهائی نیابی لیکن آنجناب زبان باین کلمه
باطل نگشاد و نقلست که وقتی که معتزله رو بروی خلیفه تازیانه بر جسم مبارک آنجناب میزدند از اتفاقات
بند ازار آنحضرت کشاده شد آنحضرت بسبب آنکه دستهایش بر کتف بسته بودند بند ازار بستن نتوانست
فی الحال دو دست از غیب پیدا شد و بند ازارش به بستند خلیفه چون اینچنین دید رها کرد و وی بعد از آن
عقوبتها برحمت حق پیوست نقلست که حضرت امام در حالت نزع بدست اشاره میکرد و فرمود
نه هنوز نه هنوز پسر آنحضرت گفت که ای پدر این چه حالت است که عاید حال تست فرمود که وقتی با خطرات

چو جای سوال است بر عامردکن که از جملهٔ حاضرانی که در آن وقت آنانکه بر بالین من از یکی ابلیس است
که در برابر من ایستاده هر دو دست بر سر خود میزند و میگوید که ای احمد جان ایمان ببرد و از بیچ من بسلامت
ببردی من میگویم هنوز نه هنوز یعنی تا یک نفسی که باقی است جای خطر است و چون وفات
یافت و جنازهٔ وی برداشتند مرغان سبز از هوا آمدند و خود را بر جنازهٔ وی میزدند و آن روز
دو هزار کس از اهل ضلال بهدایت اسلام مشرف شدند **وفات** آن جامع کرامات
در بغداد بچاشت روز جمعه دوازدهم ربیع الاول در سال دو صد و چهل و یک هجری و بقولی
دو صد و چهل و دو هجری از دست ظلم معتز بوقوع آمد و مزار پر انوار در بغداد است و مدت عمر با بقا

هفتاد و ه سال است	**قطعه از مؤلف**	جناب احمد حنبل شه دین	که بود او جامع معقول و منقول
چو تولیدش رقم کن قطب امجد	پی رحلتش بگو محبوب مقبول	**مثنوی از مؤلف**	احمد حنبل آن امام همام
صاحب حق ولی اسلام	هست تولید او عجب بخواه	اقدس احمد ولی الله	سال تولید آن امام زمان
عالم پاک زیب عالم خوان	سال ترحیل آن شه اکمل	هست محمود و احمد حنبل	سال ترحیل او ستاره عرفان
صاحب علم و مهدی آفاق	نیر سرور بدر و دریغ و ملال	گفت مقبول ولی با ابن وصال	حضرت علی بن محمد

بن علی بن موسی بن جعفر رضی الله عنهم کنیت وی ابوالحسن و ابوالحسن ثالث و لقب
هادی و عسکری و نقی مشهور است والدهٔ ماجده اش شمانه و ام الفضل دختر مامون خلیفهٔ بغداد است
ولادت وی در مدینه بقول صحیح سیزدهم رجب سن دو صد و دوازده و بقول بعضی دو صد و سیزده و
بروایت بعضی دو صد و چهارده و پانزده بود چنانچه در شواهد النبوت و سفینة الاولیا و مخزن الواصلین و غیره
باختلاف یکدیگر بنظر راقم الحروف رسید و **نقلست** که روزی حضرت نقی در دیهی از دیهات نواحی
رای تشریف برد و شخصی اعرابی بخدمتش حاضر شده عرض کرد که بذمهٔ من دینی است عظیم که از ادای
آن عاجزم حضرت امام براه ترحم تمسکی باقرار ادای سی هزار درهم اقراری خویش بنام سائل نوشته
بهر خود مزین فرموده حوالهٔ وی کرده ارشاد نمود که فردا چون من ابسر من رای مراجعت کنم
و در جماعتی نشسته باشم پیش من بیائی و تقاضای شدید طلب زر مندرجه تمسک بمن کنی و سخنان
درشت گوئی یقین است که تدبیری برای ادای قرض تو بعمل خواهد آمد اعرابی تمسک بگرفت
و روز دیگر بوقتیکه خلیفهٔ بغداد با جمعی کثیر بدیدن حضرت امام آمده بود بخدمت حاضر آمده تمسک ظاهر

[illegible]

بیرون آورده برای زر مندرجه تقاضای سخت کرد و سخنان ناگفتنی گفت حضرت امام هادی
کلام نرم میکرد و وعده ادای آن می‌نمود متوکل خلیفه چون این حال بدید سی هزار درهم بطلبید
و بخدمت حضرت امام پیشکش کرد امام آنرا باعرابی عطا نمود و نقلست که خلیفه متوکل بیمار و دنبلی بر ران
او نمودار گشت که اطبا از چارهٔ آن ناچار شدند مادر متوکل نذر کرد که اگر پسرش ازین مرض شفا یابد
مالی از مال خود بخدمت آنحضرت نذر کند آخر روزی فتح بن خاقان که از مقربان متوکل بود گفت که
شخصے بخدمت علی بن محمد باید فرستاد و ازوی استمداد و دوائی برای این مرض باید نمود شاید که امام
علاجی بفرماید متوکل شخصی بخدمت آنجناب فرستاد حضرت امام چیزی بخلاف علاج اطبا فرمود و گفت
که این را بسائید و بر دنبل طلا نمائید باذن الله تعالی شفا حاصل خواهد شد اطبا چون شنیدند استهزا
کردند فتح بن خاقان گفت که تجربه کردن عیب نیست پس آنچیز را حاضر کرده و سائیده بر دنبل نهادند بمجرد
هر قدر مواد که در دنبل بود بیرون آمد و بروز دیگر زخم مندمل گشته بروز سوم غسل شفا کرد مادر متوکل
بنیت ادای نذر صرهٔ ده هزار دینار سربمهر خود کرده بخدمت حضرت امام فرستاد و بعد چند روز بدخواهی از
بدخواهان اهلبیت محمدی بعرض متوکل رسانید که امام مالی بسیار و خزانه بیشمار در دولتخانه خویش جمع
کرده است و سلاح های لاتعداد و لاتحصی فراهم آورده اگر فی الحال هر چه که نزد اوست بدست خود
آری بهتر ورنه در دو سه روز فسادی برپا خواهد گشت که امتناع آن از ممنوعات خواهد شد متوکل سعید
و سعید مقرب خود را نزد خود طلبید گفت که تو اگر بوقت شب بخبر از امام بخانهٔ آن فخر ذوی الاکرام درآئی و
همراهیان خود را بیرون در قایم کنی و آنچه از مال و سلاح در خانهٔ خود امام جمع کرده است بهمت عملی
خود برداشته نزد من آری مورد عنایات سلطانی باشی سعید میگوید که من همانوقت با همراهیان خویش
متصل خانهٔ آن امام زمانه رفتم و نردبانی نهاده در خانهٔ آنجناب رسیدم چون خانه تاریک بود ندانستم که کجا
میباید رفت ناگاه از اندرون حجره آواز آمد که ای سعید بجای خود باش تا شمعی روشن کنم چون شمع
روشن شد حضرت امام را یافتم جامهٔ پشمین پوشیده و بر سجاده از حصیر رو بقبله نشسته فرمود که خانه پیش
تست هر چه هست بگیر من در تمام خانه بگردیدم هیچ نیافتم سوای یک صرهٔ دینار که بمهر مادر متوکل مسدود
و مادرش بطور نذر بخدمت آنحضرت فرستاده بود و یک شمشیر که در زیر مصلای مبارک داشت
هر دو را گرفتم و پیش متوکل بردم متوکل چون آن صره را بمهر مادر خود بدید و کیفیت آن استفسار کرد

گفته که بارها در وقت بیماری تو عذر اما کرده بود چون شفا یافتی بخدمت وی فرستاده بود
که تا حال سر بهر بوجود بود گفت که یک حجره دیگر با آن همراه کنید و شمشیر و غلاف بخدمت امام از
برید سعید میگوید که چون من هر دو حجره با شمشیر بخدمت آن حضرت بردم شرمسار بودم سر در قدم
آورده و گفتم که من امشب بی اجازت شما بخانه شما در آمده ام ازین موجب شرمسارم لیکن معذور
بودم که مامور بودم حضرت امام تبسم شد و فرمود که سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون نقل ست
که چون متوکل حضرت امام را از مدینه بعراق طلبید و بسرمن رای رسید و برادر منزلی فرود آورد
که جای ناخوش و ناپسند بود روزی شخصی از محبان امام صالح ابن سعید نام بخدمت حاضر
شد و گفت که یا ابن رسول الله مادر و پدر من فدای تو باد این خیل ناحق شناسان در هر امور
اخفای قدر و اطفای نور تو میخواهند که ترا درین منزل پر وحشت فرود آورده اند فرمود که ای ابن
سعید تو هنوز درین مقامی پس بدست حق پرست خود بدست راست من اشارت کرد که ببین چون
بنظر آمد دیدم که باغهای خرم و نهرهای روان و قصرهای بلند و اشجار دلپسند که یاد از بهشت برین
میداد ظاهر است حیرت بر من غالب شد فرمود که جای حیرت نیست هر جا که هستم این همه
که می بینی با ماست ازین جای پر وحشت چه بیست نقل ست که شخصی از قاضی کوفه
بخدمت حضرت شاه امامت شکایت کرد فرمود که دو ماه دیگر صبر کن چون دو ماه دیگر بگذشت
قاضی بقضای ربانی ازین جهان فانی رحلت کرد نقل ست که متوکل در خانه خود طائران
هر قسم جمع کرده بود و شور و غل از آواز مرغان در آنجا بحدی بود که سخن یکی بگوش دیگری بسهولت
نمیرسید لیکن وقتی که حضرت امام در آنمقام تشریف می برد همه مرغان خاموش می شدند و تا وقتیکه
امام در آنمقام تشریف میداشت هیچ مرغی آواز نمیکرد نقلست که شخصی مشعبد از هندوستان
پیش متوکل آمد و شعبده های غریب می نمود روزی متوکل مشعبد را گفت که اگر تو بشعبده خود
علی النقی بن محمد را شرمنده کنی ترا هزار دینار انعام کنم وی گفت که نانی چند کند بین سبک و تنگ تر
پخته کرده بمایده نهید و مرا به پهلوی امام بنشانید تا من او را خجل سازم همچنان کردند و حضرت
امام را نیز طلبیده بر سر مایده بنشاندند چون اهل محفل تناول طعام آغاز نهادند حضرت امام هم
بطرف نان دست مبارک دراز کرد و خواست که نانی بردارد آن مشعبد عملی کرد که آن نان

[illegible]

از پیش امام پرواز کرد و بجای دیگر رفت و او [illegible] گرفتن نان گرد آن امام همیشه اسباب [illegible]
عمل بعمل آمد مجلسیان از ظهور این شعبده بخندیدند حضرت امام دانست که ظهور این عمل از این شعبده باز
که به پهلوی من جا نشسته است سر زده بود دید که بر پرده ای از دیوار آویخته نقاشی تصویر
شیر نوشته پس با انگشت اشارت بآن شیر کرده فرمود که بگیر این نا اهل را [illegible]
پس بمجرد این ارشاد صورت شیر از جای خود برجست و شعبده باز را بیک لقمه فرو برده باز بجای خود بر دیوار
رفته بدیوار پیوست و همچنان صورت تصویر شد حاضرین متوکل درخواست کرد شعبده باز را باز گرداند قبول نفرمود و گفت
که والله بعد ازین کسی نخواهد دید که [illegible] شعبده باز را [illegible] امام طعام ناخورده از آن مجلس [illegible]
نقل است که روزی در ولیمه بعضی از اولاد خلفای بغداد جمعی کثیر حاضر بود و حضرت امام هم
در آنجا تشریف شریف ارزانی میداشت شخصی بی ادب در آن مجمع سخنان بیهوده میگفت و
میخندید و حق ادب آنجناب بجا نمی آورد آنحضرت روی مبارک بوی آورد و فرمود که چرا میخندی امام
ترا حالانکه بعد از سه روز از اهل قبور هستی پس آن شخص بیمار و بیمار شد و بعد سه روز بمرد نقل است که وقتی
حضرت امام در مجلسی از مجلسهای عباسیه تشریف داشت شخصی بی ادب در آن مجلس سخنان بسیار
میگفت و از حد تجاوز مینمود حضرت امام فرمود که این شخص ازین طعام هیچ نخواهد خورد از خانه وی خبر
خواهد آمد که زندگی بروی حرام خواهد کرد چون آن شخص دست بشست و خواست که طعام بخورد غلام
وی گریان و فریاد کنان اندرون در آمده گفت که پدر تو از بام در افتاد و در حالت نزع است خود را در آنجا
برسان که در حالت حیات رویش ببینی آن شخص ناچار طعام ناخورده از آنجا برخاست و بعضی میگویند
که وفات آن جامع الکرامات در زمان خلافت مستنصر الله خلیفه بغداد بمقام سر من رای که در
نواحی بغداد بلده مشهور است بروز دوشنبه آخر ماه جمادی الآخر سال دو صد و پنجاه و دو و در
باقوال دیگر در سال دو صد و پنجاه و چهار یا دو صد و پنجاه و پنج بوقوع آمد و عمر شریف آنجناب چهل یا چهل و یکسال

[illegible] اند و مقبره عالیه آنحضرت هم در سر من رای است قطعه از مولف	نقی نوح جهان جان زمانه

که بود او شاه شاهان زمانه علی نام نقی متقی حسین جان ایضاً از مولف	علی با دهی امام پور تقیه که بود سید عالم امام مجتبی الا حضرت [illegible]	وصال است سال آن نیک نامه علی جناب امام است سال [illegible] [illegible]	ایضاً از مولف ابیات [illegible] [illegible]

آن نقی ابن نقی محمد نقی بجوان	مثنوی از مولف	متقی عالم و علیم علی	شاه دین اعلم و سلیم علی
پیشوا و امام اہل یقین	شافع مذنبین سعید الدین	قطب نامی و سالک نامی	ہست تولید آن گرشه نامی
سال تولید آن شه شاہان	سید عالم آمده است بیان	سال تولید آن شه ذیجاه	کن رقم عالم ولی الله
نیز تاریخ رحلت آن شاه	ہست سید و محقق آگاه	سال وصلش خرد ز دل سپید	گشت ظاهر و نجیب سعید

حضرت حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی رضا رضی الله تعالی عنهم

کنیت وی ابو محمد و لقب زکی و خالص و سراج و عسکری مشهور است و والده ماجده وی سوسن نام داشت و او امام یازدهم است از ائمه اثنا عشریه ولادت وی در مدینه بسال دو صد و سی یک بقول بعضی دو صد و سی و سه بوقوع آمده مدت عمر وی بیست و نه سال و بقولی بیست و هشت سال بود و از محمد بن علی بن ابراهیم بن موسی بن جعفر رضی الله عنهم نقل است که وقتی معیشت بر ما بسیار تنگ شد پدر من مرا گفت بیا تا پیش حسن بن علی رویم که در سخاوت و کرم مشهور است پس از خانه برآمده برای ملاقات آنحضرت در راه ایستاده گفت که اگر امام مرا پانصد درهم بدهد دو صد درهم را جامه بسازیم و دو صد درهم را آرد بخریم و صد درهم را در دیگر بابها اخراجات صرف نمایم و من با خود گفتم که اگر مرا سیصد درهم بدهد صد درهم را جامه سازم و صد درهم را نفقه کنم و صد درهم را از گوشی بخرم و بجانب کوہستان روم چون در آمدن امام توقف شد بر در خانه وی رسیدیم و بی آنکه با کسی سخن گوئیم خاموش بر در ایستاده ماندیم بعد ازان خادمش از خانه بیرون آمد و گفت علی بن ابراهیم و پسر وی محمد که بر در ایستاده اند اندرون بیایند چون در آمدیم سلام گفتیم فرمود ای علی ترا از ما چه چیز باز داشت که گاهی بدیدن ما هم پیش ما نیامدی گفتم ای سید شرم میداشتم که با این حال پیش تو آئیم چون ملاقات تمام شد و رخصت یافته قدم از دولت خانه اش بیرون نهادیم خادمی از عقب در رسید و صره پانصد دینار حواله پدر من کرده و گفت این پانصد درهم است دو صد را جامه سازی و دو صد را آرد بخری و یکصد برای دیگر اخراجات نزد خود داری و صره دیگر بمن داد و گفت درین سه صد درهم است یکصد درهم بر جامه های خود صرف کنی و صد درهم برای نفقه نزد خود داری و یکصد درهم دراز گوشی خرید کنی لیکن می باید که بجانب کوہستان نروی و فلان جائی بروی که فائده خواهد شد انشا الله تعالی پس حسب الارشاد آنحضرت بکوہستان نرفتم و بجائیکه فرموده بود سفر کردم و در آنجا کدخدا شدم و دو هزار دینار بمن فائده رسید و شخصی دیگر گفته است که معیشت من بغایت تنگ بوده

بخدمت حضرت حسن عسکری رفتم و از فقر و فاقه خود شکایت نمودم تازیانه در دست داشت زمین را
بآن بکاوید و صره پانصد دینار از بیرون آورده بمن عطا فرمود و دیگری روایت کرده است
که در زمان مستعین خلیفه بغداد ناحق در قید بودم از تنگی زندان و گرانی قید بتنگ آمدم چون
ناچار شدم بخدمت حضرت امام شکایت آن نوشتم و میخواستم که احوال تنگی معیشت خود هم تحریر
کنم لیکن شرم داشتم و ننوشتم در جواب این تحریر فرمود که امروز نماز پیشین در خانه خود خواهی گزارد
چنانچه قبل از نماز ظهر مرا از زندان خلاص دادند چون در خانه خود رسیدم دیدم که خادمی از خدام حضرت
امام نزد من می آید باستقبالش دویدم صره صد دینار با رقعه امام حواله من کرد و بر رقعه دیدم که در رقعه
تحریر است که تو در خط خود حال تنگی معیشت خود ننوشتی و شرم کردی پس این صد دینار بخرج
خود آر و شرم مدار که هر چه خواهی طلب بآن خواهی رسید و شخصی دیگر روایت کرد که پدر من بیطار بود
اسپان امام را بیطاری یعنی چابک سواری میکرد و مستعین خلیفه بغداد را بغله بود که هیچکس آنرا
آرام نمی توانست نمود و لجام بدهان وی نمی توانست داد چه جائیکه کسی برو سواری کند چند
بیطاران که بروی اراده سواری کردند جان بگشتند آخر شخصی از ندمای مستعین که دشمن آن
امام دین بود بمستعین گفت که چرا نمیفرمائی که حسن بن علی را حاضر کنند تا وی برین بغله سوار
شود و رام گرداند که درین کار دو فائده عظیم متصور اند یعنی اگر بغله رام گردد تاهم کاری است که از کسی
بر نمی آید و اگر بغله غالب آمد و حسن از دست وی بهلاکت رسد تاهم عین مقصود و دلخواست که از
دست آزادی وی برهی و از اندیشه خوف و هراس که از طرف امام در دل داری خلاص خواهی شد
پس باین خیال مستعین آن بادشاه دنیا و دین را نزد خود طلب کرد و چون بسرایش تشریف آورد
مستعین از راه نفاق باستقبال آنحضرت شتافت و نزد خود جا داد و بغله را در صحن خانه طلب کرد و گفت
یا ابا محمد این استر را لگام کن حضرت امام پسر را که یار رکاب آنجناب بود فرمود که این استر را لگام کن
مستعین گفت که خود لگام کن حضرت امام طیلسان خود بنهاد و برخاست و پیش بغله تشریف برده
دست بر پشت وی مالید چنانچه عرق از جسم بغله روان گردید بعد از آن لگام در دهان بغله داد و باز
و بجای خود نشست بار دیگر مستعین مکلف حال آن معدن کمال شد و گفت که اگر پشت بغله
زین هم بندی از لطف و عنایت بعید نیست باز حضرت امام برخاست و زین کرده بجای خود باز نشست

مستقیمین با وجود ظهور این کرامت باز نیامد و گفت که چه شود که اگر برین بغله سوار شوی
و چند قدم او را بگردانی حضرت امام به پدر من فرمود که برین بغله سوار شو در صحن خانه بگردان مستقیمین
گفت که خود اگر سوار شوی مهربانی است حضرت امام برخاست و بر بغله سوار شد و در صحن سرا
بگردانید بی آنکه بغله هیچ سرکشی کند پس فرموده آمد و بجای خود تشریف آورد مستقیمین پرسید
که این بغله را چون یافتی فرمود که خوب تر و غریب تر ازین بغله بغله ندیده ام که هیچ شوخی
و سرکشی ندارد و گفت که این بغله لایق شما است گفت که بهتر پیش پدر من فرمود که برین بغله
سوار شو و بخانه ما ببر پدر من بروی سوار شد و بخانه امام آورد و بعد ازان گاهی ازان بغله شوخی و
سرکشی بوقوع نیامد و شخصی نقل کرد که من بمراد حل چند مسایل بخدمت آنحضرت رقعه نوشتم
و میخواستم که برای دفع حمی ربع هم سوال کنم آنرا فراموش کردم حضرت امام بجواب آن تحریر نمود
که جواب مسائل توانیست و میخواستی که برای دفع تپ ربع هم سوال کنی لیکن فراموش کردی
و ننوشتی پس اگر آیت قُلْنَا یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ نوشته در گلوی صاحب تپ
بیندازی دفع خواهد شد ان شاء الله تعالی بهمان عمل کردم و شخص شفا یافت و شخصی
روایت کرد که بخدمت حضرت امام نیازی کردم و دران نوشتم که معنی مشکوة چیست و خاتون
من حامله بود درخواستم که در حق وی دعای خیر کنند و فرزند مرا نام نهند در جواب آن ارقام فرمود
که مشکوة قلب محمد است صلی الله علیه وسلم و در باب حال خاتون و فرزند من هیچ ارقام نفرمود
سوای این عبارت که آخر رقعه نوشته بود اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَکَ وَاَخْلَفَ عَلَیْکَ پس خاتون من
فرزند مرده بزائید و بعد ازان چون باز حامله شد پسری آورد و وفات آن سید کائنات بمقام
سر من رای بروز سه شنبه یا هشتم ربیع الاول سال دو صد و شصت از هجرت شاه سما
وقوع آمده و آنحضرت را بایمای حاکم بغداد و معاندان اهل بیت محمدی در طعام زهر دادند و بصیره دفن

قطعۀ تاریخ شهادت حضرت از مصنف مؤلف		آن حسن عسکری امام جهان	حسن ... شاه عالیشان
زهره دیدهٔ پیغمبر بود سال تولید آن امام حسن سال ترتیب آن شه محبوب	نور چشم جناب حیدر بود گشت پیدا ز سید محسن ۲۳۲ هست ... امام مطلوب	حسن سال ولادت آن شاه سال تولید آن امام ... بیر یادی ز سال ... ۲۳۲	قسمت سید ... پناه گفت سید ... ... است ... ۲۶۰

از محبوب الواصلین [illegible]

سال وصلش چو برملا گفتم	سرور اهل دین ولیا گفتم	سال وصلش چو خرد بنیات	خرم ماه دین علی گفت
ذات او بود نیر اجلال	نیر امد عیان لسان وصال	سال وصل کریم این کریم	کرد لفظ کرم خرد ترقیم
انچه در خاص و عام مقبولست	سال وصلش امام مقبول است	سال وصلش دگر دل مشتاق	گفت محبوب ذی آفاق
سال ترحیل آن امام زمن	محو حبیب ازل امام حسن	سال ترحیل وی حسین گفتم	زنده دل طالب حسن گفتم
سال وصلش چو من عیان گفتم	سرور ابو یوسف جهان گفتم	سال ترحیل آن شه مظلوم	گشت بیدار سید معصوم
باد بر جانش تا بروز قیام	صد درود و سلام و الاکرام	حضرت محمد بن حسن بن علی بن محمد	

بن علی بن موسی رضی الله عنهم کنیت وی ابو القاسم و لقب مهدی و حجة الله و قایم و منتظر و صاحب الزمان و خاتم الائمه اثنا عشر است بقول اهل سنت و جماعت و بقول اهل تحقیق ولادت وی در سر من رای بتاریخ بیست و سیوم ماه رمضان سال دو صد و پنجاه و هشت هجری بود و بقول دیگر پانزدهم شعبان بوقت قبل از صبح سال دو صد و پنجاه و پنج و نام مادر آنجناب صقیل و بقول مومن بقول نرجس بود و از حکیمه عمه حضرت عسکری رضی الله عنه منقولست که روزی من پیش حضرت عسکری در آمدم فرمود که ای عمه امشب خانه ما باش که خدا تعالی ما را پسری خواهد داد گفتم ای فرزند از که خواهد بود که از نرجس هیچ اثر حمل نمی بینم فرمود که ای عمه مثل نرجس همچون مثل ام موسی علیه السلام است که حمل وی تا وقت ولادت ظاهر نشد پس حسب فرموده وی شب در انجا بودم چون شب زیاده از نصف گذشت برخاستم و تهجد گذاردم و نرجس نیز تهجد گذارد و درانحال بدل اندیشیدم که صبح نزدیک رسید و انچه امام گفته بود ظهور نیافت حضرت امام از جای خود آواز داد که ای عمه تعجیل مکن چون این سخن شنیدم متوجه حجره نرجس شدم نرجس هم در راه پیش آمد در حالیکه لرزه بر اندام مبارکش افتاده بود وی را بسینه در گرفتم و قل هو الله احد و انا انزلناه و آیة الکرسی خوانده بر وی دم کردم و درانحال شنیدم که انچه من خوانده بودم بچه هم در شکم وی میخواند بعد از ان دیدم که خانه روشن شد نظر کردم فرزند از شکم برون آمده بود و در سجده افتاده وی را برگرفتم و حضرت امام از حجره خود آواز داد که فرزند مرا نزد من بیار پیش وی بردم فرزند را در کنار خود نشاند و زبان مبارک در دهان وی کرد و فرمود ای فرزند من باذن الله تعالی گویا شو فی الحال طفل گویا شد و گفت بسم الله الرحمن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم الوارثین بعد از ان دیدم که مرغان سبز از آسمان بیامدند و بار اول گفتند حضرت امام یکی مرغ را از ایشان بخواند گفت

تحذه وا حفظه حتی یاذن الله فیه فان الله بالغ امره از امام پرسید که این مرغ سبز بود و مرغان دیگر
با کیان اند گفت که مرغ سبز جبرئیل بود و دیگران ملایک رحمت اند بعد از ان فرمود که یا عمه پس ابا در وے
بازگردان کی تقر عینها و لا تحزن و لتعلم ان وعد الله حق و لکن اکثرهم لا یعلمون و پس ابیش مادر وے
بردم و نقل است که حضرت مهدی چون متولد شد ناف زده بود و ختنه کرده و بر بازوے راست
وی نوشته بود و جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا و بعد از تولد بدو زانو در آمد
و انگشت سبابه بجانب آسمان برداشت و عطسه زد و گفت الحمد لله رب العالمین و صاحب
شواهد النبوت میفرماید که شخصی دیگر روایت کرده که من بخدمت امام حسن عسکری در آمدم
و گفتم یا ابن رسول الله خلیفه و امام بعد از تو که خواهد بود بخانه در آمد و بیرون آورد کودکی با حسن
و جمال که گویا ماه شب چهارده بود و در عمر سه سالگی و فرمود که ای فلان اگر تو پیش خدا تعالی گرامی
نمی بودی این فرزند خود را بتو نمودمی نام این نام رسول الله است صلی الله علیه وسلم و کنیت وے
کنیت رسول و از شخصی دیگر روایت است که روزی بخدمت حضرت امام حسن عسکری
در آمدم و بر دست راست وی خانه دیدم پرده بر در او فرو گذاشته گفتم یا سیدی صاحب این امر
بعد از تو که خواهد بود فرمود که این پرده را بردار برداشتم کودکی بیرون آمد در کمال طهارت و حسن و جمال
و بر رخساره راست وی خالی و گیسوان گذاشته و در کنار حضرت امام نشست و امام فرمود که اینست
صاحب شما بعد از من بعد از ساعتی آن کودک برخاست اندرون پرده رفت امام فرمود که یا بنی
ادخل علی الوقت المعلوم و باز بمن مخاطب شده فرمود که برو و ببین که درین خانه کیست پرده برداشتم
و اندرون خانه در آمدم و دیدم که هیچکس در آنخانه نبود و شخصی دیگر روایت کرده که روزے
که حضرت امام حسن عسکری وفات یافت معتضد خلیفه بغداد مرا با دو کس دیگر نزد خود طلبید
و گفت حسن بن علی در سر من رأی فوت شده است زود بروید و خانه وی را فرو گیرید و هر که در خانه
وی باشد سر او را نزد من بیارید برفتیم و بسرای وی در آمدیم سرائی دیدیم بغایت خوبی و بر در حجره پرده
آویخته پرده را برداشتیم و اندرون رفتیم دریائی دیدیم چنانچه اندرون آن جاری است و بر روی آب
حصیری انداخته و بالای آن شخصی حسین و جمیل در نماز ایستاده و هیچ بما التفات نکرد و یکی از آن
دو نفر که با من بود خواست که پیشتر می برود و در آب افتاد و غوطه یاد و آب خوردن گرفت نزدیک بود

که غرق گردد من دست وی بگرفتم و از آب برآوردم بعد از آن شخصی دیگر یاد در آب نهاد و خواست
که بوی رسد او هم غوطه ها خورد و قریب الغرق شد دست او نیز گرفتم و بیرون آوردم پس من حیران
بماندم و باواز بلند گفتم که ای صاحب خانه از خدا تعالی و از تو عذر میخواهم و الله که ماندانستیم که حال
چیست و از انچه کردیم بخدا باز گشتیم و تایب شدیم هرچند همچنین سخنان گفتم هیچ بما التفات نکرد
ناچار باز گشتیم و پیش معتضد رفتیم و قصه را باز گفتیم گفت این راز پوشیده دارید ورنه گردن شما
خواهم زد و مخفی مباد که در باب غیبت و وفات حضرت امام بن محمد بن حسن فرقه اهل سنت
و جماعت اقوال اند که تفصیل آن در کتاب شواهد النبوت و جامع الاصول وغیره مفصل بیان
کرده اند و مختصر اینکه اهل تسنن حضرت امام را مهدی آخر الزمان نمیدانند و بوفات آنحضرت که بسال
دو صد و شصت و شش بظهور آمده قائل اند و میفرمایند که مهدی آخر الزمان موسوم باسم محمد بن
عبدالله قبل از نزول عیسی علیه السلام از آسمان در خانه سادات عظام پیدا خواهد شد بخلاف فرقه
شیعه امامیه که مهدی آخر الزمان حضرت امام محمد بن حسن را می نهند و بغیبت وی معتقد اند که حضرت امام
محمد بن حسن مانند خضر علیه السلام عمر جاوید یافته از نظر مردمان غایب شده است والله اعلم بحقیقة الحال
و بباید که فضیلت و کمال و ولایت و کرامت حضرات اهلبیت حضرت شاه رسالت علیه الصلوه
والتحیت را منحصر درین دوازده تن ندانی اگرچه ایشان بمزید فضل و کمال اختصاص و اشتهار یافته اند
زیرا که اهل فضیلت و کمال از اهلبیت رسول الله صلی الله علیه وسلم چه در طبقات آئمه و چه متقدمین
و چه از متاخرین از ایشان که کتاب اخبار از اخبار آنحضرت پر و مملو اند چون حضرت ابراهیم سعد علوی
و حضرت سید عبدالقادر جیلانی وغیرهما قدس الله تعالی ارواحهما و سال وفات یا غیبت آنجناب
باقوال مختلف دو صد و شصت و چار یا دو صد و شصت و پنج یا دو صد و شصت و شش است
و قول آخرین باعتبار نزدیک است و مثنوی از مولف هادی خلق محمد دوران نام نامی و محمد وان

۲۵۸

اندرو خوش گشت چو جهان روشن
سال تولید او چها گفته
بود او را عمر امام حسیم
شد چو غایب ختم اهل زمن

شد ز نور ش آسمان روشن
عقل مهدی حق نما گفته ۲۵۵
سال تولید هست نام رحیم ۲۵۵
سن پنج سالش سراج شد روشن ۲۶۰

سال تولید آن شه مسعود
سال تولید چه گوهر سفت
سال تولید سید عالی
هست سال غیبتش مفهوم

حافظ سلطان حق خرد فرمود
عقل سلطان جلی مهدی گفت ۲۵۵
گشت ظاهر سید عالی ولی
آن شمار هادی معصوم ۲۶۰

باز تاریخ عینش ز یقین	گشت سید قطب کامل دین	اگر تو تاریخ غیبتش جوئی	یوسف حق چراغ گیلانی
	باز تاریخ ارشی والی	گفت سرور ولی حق عالی	

مخزن دوم در ذکر احوال مشایخ خاندان عالیشان قادریهٔ عظیمه رضی الله تعالی عنهم که منسوب است بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی قدس الله باسراره السامی و منتهی است بحضرت امام الاولیا علی بن موسی رضا رضی الله عنه حضرت معروف کرخی رحمة الله علیه کنیت وی ابو محفوظ است

ونام پدر وی فیروز و بقولی فیروزان و بعضی گفته اند معروف بن علی کرخی و در اوایل با والدین خود در دین ترسا بود آخر بر دست حضرت علی بن موسی رضا رضی الله عنه مسلمان شد و حضرت امام را محبتی تمام با وی بوقوع آمد و در تربیت ظاهری و باطنیش از دل کوشید تا آنکه امام طریقت و مقتدای حقیقت شد و در دین و دنیا مشرف و موصوف گشت و حضرت معروف نیز در علوم ظاهری شاگرد حضرت ابی حنیفه و در طریقه مرید حضرت حبیب راعی است که مرید حضرت سلمان فارسی بود و حضرت فرید الدین عطار میفرماید که چون مادر معروف وی را پیش استاد در حالت طفلی فرستاد و استاد گفت بگو ثالث ثلثه او گفت لا بل هو الله احد استاد از شنیدن این آشفت طپانچه بر روی زد معروف از پیش استاد بگریخت و مدتی غایب ماند آخر والدینش می گفتند که ای کاشکی باز آمدی و بر دینی که میخواستی تا هم با وی موافقت کردمی و وی از مادر و پدر مفارقت ورزیده بخدمت حضرت امام رضا حاضر شده مشرف بشرف اسلام گشت و یافت آنچه یافت و بعد از مدتی بدروازهٔ مادر و پدر آمده در بکوفت گفتند تو کیستی گفت معروف گفتند بر کدام دینی گفت بر دین محمد صلی الله علیه وسلم مادر و پدرش نیز با وی اتفاق کردند و بخدمت حضرت امام آمده مسلمان شدند ملکیه پدر بزرگوار تا زنده اند بدربانی دروازهٔ فیض اندوزهٔ حضرت امام مامور بود نقلست که وقتی حضرت معروف در راه میرفت جماعتی خمر خواران در راه پیش آمدند بحالت مستی در شیخ آویختند و دقیقه از دقایق هتک و بی عزتی فرو نگذاشتند همراهیان شیخ مکافات حال وی شدند که برحق ایشان دعای بد کنند تا سزا کردار ناهموار خویش بیابند شیخ دست برآورد و گفت الهی چنانکه ایشان را چنانچه در دنیا خوشیها داشته در عاقبت هم خوش دار بفور دعا آن جماعه خمرها بریختند و پایها بشکستند و از آن ترسان بیا

پیشتر رفتند تا سر آب گشتند شیخ معروف بسوی یاران خود کرد و گفت که ازین جماعت هیچ یار از هیچ ایشان
خلاص یافتید و ایشان از آفت غم و زاری و رفیقان همراه خود رسیدند و **نقلست** که شیخ معروف
را نانی بود که حکایت شهر کرخ داشت روزی در ویرانه بگذشت معروف را دید نشسته نان میخورد
و سگی پیش وی است و یک لقمه بدهان سگ می نهد و دیگری خود میخورد گفت شرم نداری ای معروف
ازین حرکت که با سگ یکجا نان میخوری گفت از شرمیکه از خدا امیدارم یک لقمه بسگ میدهم و یک خود
میخورم و ازین عمل مرا کلوسی حاصل است که ترا نیست پس سر برآورد و مرغی را از هوا بخواند مرغ
فرود آمد و بر دست معروف **نشست** و سر و چشم و روی خود را به پرهای خود بپوشید گفت ای غافل
هر که از خدا تعالی شرم دارد همه خلق از وی شرم میدارد و **نقلست** که روزی حضرت معروف نزدیک کنار
دجله تشریف داشت از اتفاقات طهارتش شکسته فی الحال تیمم کرد و باراده وضو کردن هم برخاست
حاضرین با تمکین عرض کردند که در حالیکه آب دریا بفاصله ده قدم بود چه ضرورت است که تیمم کرده می
شود گفت که امید زندگی ناپایدار تا یکدم هم نداده و اشتیاق تیمم کردن آنچنانیست که اگر قبل از رفتن تا دریا حضرت
ملک الموت روح من قبض کند در حالت حدث نمرده باشم **نقلست** که چون وفات حضرت
معروف نزدیک رسید روزی بدر دروازه حضرت امام رضا حاضر شد و خواست که اندرون رود
پاسبانان نگذاشتند چون وی اصرار کرد نوبت بزد و کوب رسید و ضربات سخت بر جسم مبارک
او رسید و دو استخوان پهلوی آنحضرت شکسته شد و بدان صدمه وفات یافت و **نقلست** که بوقت
مرگ حضرت معروف شیخ سری سقطی بر بالین وی حاضر بود گفت مرا وصیتی کن گفت چون من
بمیرم پیراهن من بصدقه بده که از دنیا برهنه بیرون روم چنانچه از مادر برهنه زائیده بودم و **نقلست**
که حضرت معروف در تجرید و تفرید همتائی نداشت و بعد وفات او را تریاک اکبر میگفتند که مقبره عالیه
وی محل اجابت دعا است هر حاجت که بر سر قبر آورده دعا کنند فی الحال مستجاب میگردد و **نقلست**
که چون حضرت معروف وفات یافت همه اهل ادیان بر او دعوی میکردند که از ما است و برخی با هم
جهودان و نصاری و اهل اسلام نزاع در واقع شد آخر خادمان معروف حاضر شدند و گفتند که وصیت
پیر ما اینست که جنازه ما هر کسی که از زمین برداشت همو از ایشان است پس جهود و ترسا هر چند که زور کردند
نتوانستند برداشت پس اهل اسلام بیامدند و جنازه او را برداشتند و بجای که دولت که دیده بود دفن کردند

نقلست که روزی حضرت معروف روزه دار بود و بعد نماز عصر گذر در بازار افتاد سقائی
آواز داد که رحم الله من یشرب من هذا الماء یعنی رحمت خدا بروی باد هر که چیزی ازین آب بنوشد
معروف چون شنید کاسهٔ آب بگرفت و نوشیدن فرمود همراهیانش گفتند که نه آخر تو روزه دار بودی
گفت بلی لیکن من بدعای رحمت رغبت کردم آخر چون وفات یافت در خوابش دیدند و پرسیدند
خدا تعالی با تو چه کرد گفت رحمت کرد از آن دعای رحمت که از زبان سقا شنیدم و بوی میل کردم
آبش بنوشیدم **وفات** حضرت معروف بتاریخ دوم محرم و بقولی هشتم محرم باقوال صحیح در
سال دو صد هجری است که صاحب نفحات الانس و سفینة الاولیا بروایات صحیح تحریر میفرمایند و بعضی
بسال دو صد و شش نیز گفته اند **از مولف** شیخ معروف پیر والی کرخ / گشت چون ز جهان دنیا طاق
زبدهٔ اصفیا است تاریخش / شد عیان نیز زبدهٔ آفاق **ایضاً از مولف**
شیخ والا حضرت معروف کرخی مقتدا / آنکه شان عالیش گشته عیان شد جهان / هر سه اقوال از دو سال وصالش ای عزیز
قطب کامل نیز قطب الدین مصباح جهان

حضرت شیخ سری سقطی قدس الله سره العزیز

کنیتش ابو الحسن و مرید معروف کرخی و مقتدای زمان و شیخ وقت و امام اهل طریقت و در
اوصاف علم کامل است و اول کسیکه در بغداد سخن توحید و حقایق بالا گفت او بود و بیشتر مشایخ
عراق مرید او بودند و خال حضرت سید الطایفه جنید و نیز مرشد او بود و شیخ سری سقطی کارخانه تجارت
کردی و در بازار نشستی و دوکانی داشت پرده بر در آویخته و هر روز هزار رکعت نماز کردی
نقلست که در خرید و فروخت از ده دینار نیم دینار بیش طمع نفع نداشتی وقتی حضرت
شیخ شصت دینار را بادام خرید کرد و بهای بادام گران شد دلال بیامد و گفت بادام بفروشم
گفت بچند دلال گفت بنود دینار شیخ گفت عهد من با خدا آنست که بر ده دینار زیاده از نیم دینار
سود برندارم دلال گفت من مال ترا بنقصان نمی فروشم شیخ گفت من عهد خود را نقض نمیکنم پس
نه دلال فروخت و نه شیخ **نقلست** که وقتی بازار بغداد بسوخت این خبر پیش شیخ آوردند و
گفت مقام شکر است که از متاع دنیا خلاصی یافتم چون آتش منطفی گشت معلوم شد که دوکان
شیخ سری بسلامت ماند و این سخن بحضرت شیخ رسانیدند بسیار ملول شد و گفت با برادران مسلمانان
در نقصان مال موافقت کردن از واجبات است و همه مال خود در راه خدا بدرویشان داد **نقلست**

که از شیخ سری پرسیدند که ابتدای حال تو چگونه بود فرمود که روزی حبیب راعی قدس سره بدکان من
بگذشت چیزی بوی دادم که بدرویشان بده گفت خیرک الله خیرا از آن روز دنیا بر من سرد گشت
روز دیگر حضرت معروف کرخی آمد و کودکی یتیم با او بود گفت این یتیم را جامه بده من جامه بوی دادم گفت
خدا تعالی دنیا را بر دل تو دشمن گرداناد و ترا ازین شغل راحت داد من بیکبارگی از دنیا و اهل دنیا فارغ
گشتم و از سید الطایفه جنید بغدادی قدس سره نقلست که من هیچکس را ندیدم در عبادت کامل
تر از سری سقطی که نود و هشت سال بگذشت و پهلو بر زمین ننهاد مگر در بیماری مرگ نقلست
که شیخ خواهری داشت روزی بدیدن وی بیامد و دستوری خواست که در خانه تو خس و
خاشاک بسیار است اگر بگوئی جاروب کنم شیخ اجازت نداد تا روزی باز خواهر شیخ بخانه شیخ آمد
پیره زنی را دید که بخانه شیخ جاروب میدهد گفت ای برادر مرا دستوری ندادی که خانه تو
بروبم حالا اکنون نامحرم را برای جاروب کردن بخانه خود آوردی شیخ تبسم کرد و فرمود ای
خواهر این پیره زن دنیا است که در عشق ما میسوخت و از ما محروم بود اکنون از حق تعالی
دستوری خواست تا از روزگار ما بوی نصیبی حاصل گردد بدین کار جاروب خانه با وی دادیم
نقلست که یکبار حضرت یعقوب علیه السلام را بخواب دید گفت ای پیغمبر خدا این چه شور
است که در جهان از عشق یوسف برخود انداخته و جائیکه عشق یوسف است عشق حق چگونه جمع شود
از غیب آواز آمد که ای سری خاموش جمال با کمال یوسف را به بین پس جمال یوسف را
بوی نمودند بمجرد معاینه حسن و جمال یوسف نعره بزد و بیهوش افتاد چنانچه تا سیزده روز بیخود بود
چون بهوش آمد ندای شنید که این سزای شخصی است که عاشقان حق را ملامت کند نقلست
که روزی شیخ سری در مجلسی نشسته بود که شخصی از ندمای خلیفه بغداد که باسم احمد موسوم بود
از اطراف بگذشت حضرت شیخ بخدمت باطن او را بجانب خود کشید فی الحال از اسپ فرود
آمد و رابرو بآنجناب بنشست شیخ فرمود که در هژده هزار مخلوقات الهی ضعیف تر هیچکس از آدمی
نیست و نیز هیچکس از انواع خلق در فرمان خدا تعالی چنانچه عاصی نیست که آدمی بدین ضعیفی عاصی میگردد
عجب این ناکاره قدر خود نمی شناسد که چه چیز است و از چه چیز موجود گشته فقط پس این سخن تیری
بود که از کمان زبان شیخ برجسته بر هدف دل احمد آمد و چندان بگریست که از هوش رفت چون بهوش آمد

همچنان گریان برخاست و بخانه خود رفت و در شب هیچ نخورد و سخن نگفت و دیگر روز پیاده
مجلس شیخ در آمد زرد شده و غمگین و گفت ای اوستاد این سخن تو مرا گرفته است و دنیا بر دل
من سرد گشت میخواهم که ترک دنیا گیرم مرا راه نمائی کن شیخ فرمود که راه عام است و خاص عام
آنست که پنج نماز بجماعت بگذاری و اگر مال باشد زکوة بدهی و روزه رمضان داری و توحید
خدا اقرار کنی و تسلیم کنی که محمد رسول خدا است صلی الله علیه وسلم و راه خاص آنست که دنیا را
پشت پا زنی و هیچ آرایش مشغول نباشی و اگر بدهند قبول نکنی و دل با خدا بندی و از غیر او
بر داری گفت ای اوستاد راه خدا که خاص است اختیار کردم چون آن اندیشه این گفت و راه
صحرا پیش گرفت بعد چند روز پیره زنی شکسته حالی گریان و نالان بخدمت شیخ آمد و گفت ای
امام اهل اسلام فرزندی داشتم جوان دولت روزی بمجلس تو آمد و دیوانه گشت حالا امید که بجای است
حضرت شیخ را دل بر وی بسوخت فرمود که دل تنگی مکن چون خواهد آمد خبر او خواهم کرد چون
مدتی برین حال بگذشت شبی شیخ احمد بخدمت شیخ آمد خادمی را فرمود تا برود و مادرش را بیارد
چنانچه مادرش با عیال او بیامد و پسر و اهل و مادر احمد فریاد بر داشتند و گریه ها نمودند و هر چند
خواستند که شیخ احمد بخانه خود رود سود هی نداشت و شیخ احمد بحضرت شیخ گفت که ای اوستاد
چرا این بلا را که وبال جان من اند خبر کردی که وقت مرا خراب کردند و ساعتی مرا از یاد
حق باز داشتند الحاصل منکوحه شیخ احمد گفت که مرا با وجود حیات خود بیوه کردی و فرزند را یتیم
ساختی الحال هر چه که بر سر من خواهد آمد خواهد گذشت لیکن فرزند خود را با خود ببر شیخ گفت که اینست
پس شیخ احمد جامه های نیکو از فرزند بیرون کرد و پاره گلیم کهنه بر وی انداخت و زنبیل در دست وی
نهاد و روان شد مادرش چون چنین بدید و فرزند خود را بگرفت شیخ احمد راه صحرا پیش گرفت و باز نه
بخدمت سری هم نیامد تا بعد چند سال روزی بوقت نماز عشا شخصی بخانقاه شیخ سری رسید
و گفت شیخ احمد مرا فرستاده است و میگوید که کار من بآخر رسید حالا وقت ملاقات است مرا دریاب
شیخ سری بتعجیل رفت دید که شیخ احمد در گورستان بر خاک خفته است و نفس بآخر رسیده و زبان وی
جنبانید گوش نهاد می شنید که میگفت لمثل هذا فلیعمل العاملون حضرت سری سر او بر داشت و بکنار خود
نهاد شیخ احمد چشم باز کرده گفت ای اوستاد بوقت آمدی که ملاقات آخرین بود این بگفت و جان بجان آفرین سپرد

[illegible] وقت مرگش حضرت سری برخاست و خواست تا کاری را و لیسایه خلقی را دید که از شهر بیرون می آیند
گفت کجا میروید گفتند خبر نداری که اینوقت از آسمان آوازی آمد که هر که خواهد که بر ولی خدا نماز کند
بگورستان شونیزیه رود پس خلقی انبوه بر جنازه شیخ احمد حاضر شد و بعد نماز جسم پاکش را بخاک سپردند
و از سید الطایفه جنید منقولست که چون شیخ سری بمرض موت بیمار شد بعیادت وی رفتم و باد بادی
افتاده بود برگرفتم و بادش کردم چشم بکشاد و گفت ای جنید باد بادی از دست بنه و بادیکه آتش
از باد تیزتر گردد وا فروخته میشود پس گفتم که چگونه فرمود که عبد املوکا لا یقدر علی شیء باز گفتم که مرا وصیتی
کن گفت بصحبت خلق مشغول مشو و بیاد خالق شاغل باش گفتم اگر این سخن پیش از این میفرمودی
با تو نیز صحبت نداشتمی وفات حضرت سری سقطی بتاریخ سیوم ماه رمضان بقول سلخ ماه رجب
سنه دو صد و پنجاه و بقولی دو صد و پنجاه و سه هجری است مقبره عالیه در گورستان شونیزیه بغداد است از مولف
شیخ سری امین سر خدا محرم راز و واقف تقدیر سال وصلش بجو قطب الحق نیز تاریخ رحلتش وز شیر
ایضا از مولف جناب شیخ سری شیخ آفاق که از فیض وی در دهر جان خان شده شاد خوش ز شمس نوش نما
سفر کرد از جهان چو رهبر حق بسال رحلت آن شاه والی ندا آمد که عبد الله عالی ز بهر رحلت آن شاه مسعود
ز مردان سالک ال بقیرو ز بهر رحلت آن شیخ مجلل ندا آمد ز هاتف پیر ابدال چو بود او شاه شاهان با به
بجو وصلش سلطان زمانه چو ز او شیخ شاه قطب سرمد عیان سالش ز قطب العالی آمد سید الطایفه حضرت
جنید بغدادی قدس سره کنیت وی ابو القاسم است و لقب سید الطایفه طاوس العلما و
قواریری و زجاج و خراز و قواریری و زجاج از آن میگفتند که پدر وی محمد بن جنید آبگینه فروختی و در نهاوند
سکونت داشتی لیکن مولد و منشای خاص جنید در بغداد است و مذهب سفیان ثوری داشت و رویم و ابو الحسین
نوری و شبلی و غیر بسیار مشایخ سلسله نسبت خود بوی درست کرده اند منسوبان او بر اجنید میخوانند
و علی مخدوم هجویری در کشف المحجوب میفرماید که روزی سری سقطی پرسید که شیخ مرید را درجه باشد
از پیر بالا شد گفت بلی جنید را درجه بلند از من است نقل است که خلیفه بغداد روزی با ندیم رحمة الله
علیه را بی ادب گفت مصاحب بی ادب باشم که نیم چه زبا جنید صحبت داشته ام و کسی که نیم روز
با جنید صحبت دارد بی ادب نباشد و شیخ ابو جعفر حداد گفت که اگر عقل مرد بودی بصورت جنید بودی
و گویند که حضرت جنید سی سال نماز خفتن گزارده برپا ایستادی و تا صبح الله الله گفتی و بهمان وضو

نماز باید او گذارد ب‍ ... حضرت جنید قدس سره میفرمود که خدا تعالی تا سی سال بزبان جنید
با جنید سخن گفت و جنید درمیان نبود و خلق را هم خبری نبود و صاحب تذکرة الاولیا مینوید
که یکی از بزرگان حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت را در خواب دید نشسته و شیخ جنید به حضور حاضر
بود ناگاه شخصی فتوی حاضر کرد حضرت رسول مقبول فرمود که فتوی بجنید ده که شیخ جواب کرد عرض
کرد یا رسول الله صلی الله علیه وسلم تو حاضری فتوی بدیگری چون دهیم فرمود چنانکه انبیا را بهمه امت خود مباهات
بود مرا بجنید مباهات است نقلست که شیخ جنید سماع شنیدی و وجد نکردی و لیکن ظاهر و باطن بشرع
مقدس آراسته بود روزی در توحید سخن میفرمود مریدی نعره بزد شیخ او را منع کرد و گفت اگر بار دیگر نعره
زنی مهجور گردی هم این گفت و باز بسخن مشغول شد و آنجوان خود را از نعره زدن نگاه میداشت تا حال
بجائی رسید که طاقت نیاورد و هلاک شد مردمان رفتند و او را دیدند تو ده خاکستری شده بود و
ابتدای حال حضرت جنید این بود که روزی از دبیرستان بخانه آمد پدر را دید گریان گفت
ای پدر چه چیز ترا گریان کرد گفت امروز از زکات مالی پیش خال تو سری سقطی بردم قبول نکرد پس
گریه میکنم که عمر درین پنجدرم بسر بردم و این هم لایق آن نیست که دوستان خدا را شاید شیخ جنید
گفت بمن ده تا بدو دهم پس زر گرفت و بدر خانهٔ شیخ سری رسید و در بکوفت گفت کیست
گفت جنید است سری در نگشاد و جنید گفت این فریضهٔ زکات بستان شیخ سری فرمود
که نمی ستانم جنید گفت بحق آن خدائی که با تو فضل کرد و با پدر من عدل کرد بستان گفت یا جنید
بگو که خدا با من چه فضل کرد و با پدر تو چه عدل کرد گفت با تو آن فضل کرد که ترا درویشی و ترک دنیا داد
و با پدرم آن عدل کرد که او را بدنیا مشغول ساخت پس تو اگر خواهی قبول کنی یا نکنی و پدرم اگر چه
خواهد یا نخواهد چکار ادای فریضهٔ زکاة بردی فیض است که از مال خود جدا سازد و بمستحقان رساند حضرت سری
ازین سخن بسیار خوش شد و فرمود ای پسر پیش از آنکه مال قبول کنم ترا قبول کردم و در بگشاد و مال زکوة
بگرفت و او را در دل خود جائی داد و جنید هفت ساله بود که او را با خود بحج برد و در حرم محترم درمیان چهارصد پیر شیخ
بحث مسئلهٔ شکر بود و هر یک در حق ادای شکر بیان کسی تقریری دیگر میکرد و شیخ سری در آن جمع بود فرمود که ای
نور العین تو هم درین باب سخنی بگو جنید سر برآورد و گفت که شکر آن است که نعمتی که خدا ترا داده باشد بدان نعمت
عاصی نشوی و نعمت را در معصیت نسازی هر چهار صد پیر باستماع این تقریر گفتند احسنت یا قرة العین صدیقین

و هم بر این سخن اتفاق کردند و نقلست که چون اقوال توحید حضرت جنید زبان زد خاص و عام
شد مخالفان نابکار زبان طعن در حق وی دراز کردند و بخلیفه بغداد گفتند که این شخص با قوالیکه
از قبول عقل خالی اند خلق خدا را از راه می برد پس بچنین شخص فتنه انگیز را از میان می باید برداشت
خلیفه گفت که بی حجت شرعی این کار خیلی مشکل است آخر حیله انگیختند که خلیفه کنیزکی داشت خوبروی
که بسه هزار دینارش خریده بود او را بزر و زیور بیاراست و او را گفت که نزد جنید برو و خود را بر وی
عرضه کن و نقاب از روی غیرت مهتاب خود بیفراز و بگو که مال بسیار دارم و میخواهم که مال خود نثار
کنم و ناجیات خود کمر بخدمت تو بندم پس مرا قبول کن تا که از کنیزکان غرض و قیقه از دقایق مکر
و فریب فرو نگذاری و بطوریکه باشد جنید را بدام خود آری این بگفت و کنیزک با خادمی از خدام
معتبران خود پیش جنید فرستاد چون کنیزک بخدمت آنحضرت رسید بیحجاب شد جنید را بی اختیار
نظر بر روی وی افتاد و لاحول خواند و سر در پیش افگند کنیزک حسب التعلیم خلیفه زبان بعجز
و انکسار بگشاد و آنچه خلیفه تعلیم کرده بود صد چندان بران مزید کرد جنید چون همه بشنید سر برآورد
و آه آه آه سه بار از دل پر سوز خود برآورد در همان حال در کنیزک آتش افتاد و در یکدم توده خاکستر
شد خادم همراهی چون کنیزک را بدین حال دید بگریخت و پیش خلیفه رفته اظهار حال کرد خلیفه بیتاب
و بخدمت جنید آمد و گفت ای شیخ چرا باچنین بیرحمی آن لعبت نازنین را بسوختی فرمود که تو خود
بودی که ریاضات و بیخوابی و جانکندن چهل ساله مرا برباد دهی پس با تو نیز آنچه کردی رحم و شفقت
من بود نه بیرحمی محض بیرحمی بحال خود بود نقلست که چون کار شیخ جنید بتکمیل رسید حضرت سری بوی
ارشاد کرد که بر منبر برآید و بخلق خدا سخن گوید جنید بلحاظ ادب پیر دستگیر خود درین باب تامل کرد
که با وجود شیخ سخن گفتن من ترک ادب است تا شبی حضرت شاه رسالت صلی الله علیه وسلم
را در واقعه دید که میفرماید ای جنید سخنگوی که خدا تعالی سخن ترا جان داده است بامدادان برخاست
تا بخدمت شیخ رود و حال واقع باز گوید شیخ را دید بر در خانه ایستاده چون جنید را بدید گفت تو در بند آن
بودی که دیگران ترا بگویند من ترا گفتم که سخنگوی نگفتی اکنون بگفته پیغمبر صلی الله علیه وسلم خواهی گفت
شیخ جنید استغفار کرد و بسخن گفتن مشغول گشت و در مجلس اول از حاضران مجالس که چهل تن بودند
هژده کس جان بدادند و بیست و دو کس بیهوش شدند نقلست که چون حسین بن منصور حلاج

در غلبهٔ حال از شیخ عمرو بن عثمان مکی تبرا کرده بخدمت جنید آمد فرمود که چه آمده و چنان نیا به
که با سهل بن عبدالله تستری و عمرو بن عثمان کرده حسین گفت صحو و سکر دو صفت اند بنده
را چه پیوسته بنده از خداوند خود باوصاف وی فانی میشود جنید گفت اے پسر منصور خطا کردی
در صحو و سکر از آن خلاف نیست که صحو عبادتی است از صحت حال با حق و این در تحت
صفت واکتساب خلق نیاید و من ای پسر منصور در کلام تو بسیار فضولی می بینم و عبارت
بی معنی که آخر آن نیک بنظر نمی آید نقل است شیخ جنید فرموده که در دل آرزو داشتم که ابلیس را
ببینم تا روزی بر در مسجد بودم که پیری از دور می آمد روی بمن کرد چون نزدیک آمد وحشتی از آن
در دل من پدید آمد گفتم کیستی گفت آرزوی تو گفتم ای ملعون چه چیز ترا از سجده کردن آدم مانع
آمد گفت وحدت حقتعالی نخواستم که بغیر حق دیگرے را سجده کنم من بجواب او متحیر شدم فی الحال
در سرم ندا کردند که بگو دروغ میگوئی اگر بنده بودے از امر حق سر نه پیچیدے ابلیس چون این ندا شنید بانگی
کرد و گفت بالله که مرا بسوختی و غائب شد نقل است که شبی دزدی در خانهٔ جنید آمد جز پیراهنے
نیافت روز دیگر جنید در بازار میرفت پیراهن خود بدست دلال دید که میفروخت و خریدار میگفت
آشنا میخواهم تا گواهی دهد که این پیراهن از آن تست تا بخرم جنید گفت من میدانم که این پیراهن
از وی است دزد حیران بماند و بخدمت شیخ آمد و تائب گشت نقل است که مریدی از مریدان
جنید در ویرانه صومعه ساخت و از خلق تنها شده در آنجا بماند تا چنان شد که هر شب شتری پیش
وی آوردندی و گفتندی که ما ملائکان آسمانی ایم برین شتر سوار شو تا ترا در بهشت بریم و او بران شتر
سوار شدی و میراندی تا جای خوش و مقامی دلکش با صحبتهای زیبا و طعامهای رعنا و لذیذ
و گلهای شگفته و آب روان پدید آمدی و تا سحرگاه او را در آنجا داشتندی پس بخواب شدے
چون بیدار شدی خود را در صومعهٔ خویش یافتی از غرور و منی در دل وی جا گرفت که من بدرجهٔ کمال
رسیده ام و بوی رعونت در دماغ وی پیدا گشت رفته رفته این خبر بسمع حضرت جنید رسید برخاست
و بصومعهٔ وی رفت و او را دید با تکبری و پنداری مغرور نشسته حال وی می پرسید او جمله احوال خویش
بگفت فرمود که امشب چون بدان موضع رسی سه بار لاحول بخوانی چون شب شد بر عادت
معهود همچنان شتر بیاوردند و بر آنمقام دل آرام بردند چون بدان رسید براه امتحان کلمهٔ لاحول و لاقوة

مریدان

بر زبان آورد شیاطین که موکل بنگار بودند همه روی بفرار نهاده شدند و او را تنها گذاشتند و او خود را
در مزبله دید و استخوانهای مردار پیش خود نهاده پس بر خطاهای خود واقف گشت و توبه کرد و باز
بخدمت شیخ پیوست نقل ست که یکبار از مریدی ترک ادبی نسبت حضرت شیخ بوجود آمد از
شرم و ندامت بیرون رفته در مسجد شونیزیه بنشست شیخ را بروی گذر افتاد و در وی نگریست
آن مرد از هیبت شیخ بیفتاد و سرش بشکست و چند قطره های خون که بر زمین چکیدند جمله لفظ الله
نوشته شدند شیخ چون این بدید فرمود که پیش من جلوه گری میکنی و نمیدانی که من بمقامی رسیده ام
حقا که کودکانی که نزد من بکار مشغول اند در این مقام با تو برابر اند این سخن بر جان مرید شد بیفتاد
و جان بداد نقل ست که حضرت جنید را در بصره مریدی بود روزی خطره گناه در خاطر وی گذشت
گرد روی او سیاه شد چون در آئینه بدید متحیر شد و هر حیله که کرد سود نداشت و از شرم روی
نمی نمود چون سه روز برینحال بگذشتند آن سیاهی اندک اندک زایل شدن گرفت بعده روز
رویش سپید گشت و نامه از حضرت شیخ بدو رسید که چرا در حضرت رب العزت در مقام بی ادبی
بادب نمی باشی که امروز چند روز است که مرا گازری میباید کرد تا سیاهی رویت مبدل بسپیدی
گردد نقل ست که شیخ جنید را هشت مرید بود باتفاق از خاصان و کامل الاولیاء الله روزی
همه یکبار بدل پرداختند که نعمت شهادت عجب نعمتی است بغزای باید رفت پس شیخ باتفاق
ایشان بروم رفت چون هر دو لشکر صفها بر کشیدند گبری آمد و هشت مریدان شیخ را بشهادت
رسانید شیخ جنید فرمود که نه هودج دیدم در هوا ایستاده از یاران من هر کسی را که کشته شدی روح
او را در آن هودج می نهادند و بر آسمان می بردند پس یک هودج بماند دانستم که شاید از آن من
خواهد بود بجنگ پیوستم همان گبر بیرون آمد و گفت یا ابا القاسم آن هودج نهم از آن منست
تو به بغداد باز گرد و شیخ قوم خود باش و ایمان پیش من عرض کن تا آنکه تلقین ایمانش کرده شد و
مسلمان شد و همان شمشیر که یاران مرا شهید کرده بود هفت کس را از قوم خود بکشت و خود هم
شربت شهادت چشید روح او در هودج نهم نهادند و بالا بردند وفات سید الطائفه جنید
بقول صاحب نفحات الانس و دیگر اهل تواریخ بروایات صحیح بروز شنبه بیست و هفتم ماه رجب
سال دو صد و نود و هفت از هجرت شاه رسالت صلی الله علیه و سلم است در بغداد

نیز گفته اند و صاحب مخبر الواصلین سال وفات آن جامع الکمالات بسنه ۲۹۸ صد و دو گفته نیز فرموده و مزار پر انوار وی در بغداد است و گویند که چون وقت وفات آنجناب نزدیک رسید شیخ میگفت با انگشت عقد میگرفت چون با چهار انگشت عقد بست و هنوز انگشت کلان ایستاده بود که بسم الله الرحمن الرحیم بخواند و چشم پوشیده و برحمت حق پیوست و غسال بوقت غسل هر چند خواست که آبی بچشم وی برساند هاتفی آواز داد که دست از دیده دوست بدار که چشمی بنام ما بسته شده است جز بلقای ما نکشاید پس خواست که انگشتانی که عقد کرده بودند بکشاید ندا رسید که انگشتی که بنام من بسته شده است جز بفرمان ما کشاده نگردد چون جنازه برگرفتند کبوتری سفید بیامد و بالای جنازه بنشست هر چند که میراندند نمیرفت تا آنکه گویا شد و گفت که خود را و مرا مرنجانید که چنگ من بمسمار عشق بر گوشه این جنازه دوخته اند و امروز جنازه جنید نقیب کروبیان است اگر غوغای شما نبودی کالبد وی چون باز سفید در هوا پریدی پس آن کبوتر تا وقت دفن بالای جنازه بود و باز از نظر غائب شد

مثنوی از مؤلف
شیخ ذی رتبه شاه عالمگیر
بدر کامل بگو بسال وصال ۲۹۸
مهربان است هم سراً انور ۳۰۲
ظاهر آمد ز صوفی عالی ۲۹۷
سید والی بگو صبور بخوان ۲۹۸
شیخ بو القاسم جنید نامور
نیز ردم سال ترحیلش رقم
چون مه نور عیان شد سال او ۲۹۸
سال نقلش بگو نور راه نما ۲۹۷

سید الطایفه ولی شان
رفت چون از جهان بباغ جنان
جلوه گر گشت چون مه بیضا
سال ترحیل وی که تحقیق است
سال وصلش چو بر ملا گفتم
سال ترحیل آن شه عالم
بود شاهنشاه قطب الاولیا
طالب الله قطب الاولیا ۲۹۸
هم جنان نور الهی شد عیان ۳۰۲
هم بخوان اکمل ز دین عیان ۳۰۲

یعنی حضرت جنید عالیشان
نامور گشت سال رحلت آن ۲۹۷
سال وصلش نیز والا ۲۹۸
گفت سرور عزیز صدیق است ۲۹۷
عابد پاک حق نما گفتم ۲۹۹
کرده ام صادق بانه رقم ۲۹۱
شد چو در جنت عیان سال وصل او
ایضاً شد جواد دنیا ابو القاسم جنید
ایضاً سید الطایفه امام همام
هم بگو ماه عالم العلی

بود پیر همه صغیر و کبیر
ذات او بود بدر چرخ کمال
سال ترحیل آن شه اکبر
رحلت آن ولی حق والی
وصل آن پادشاه متقیان

قطعه از مؤلف
از ولی الله قطب الاولیا ۳۰۲
در جنان نور الهی شد عیان
آنکه او بود در شرع و در آن
سال ترحیل آن امام جهان

حضرت شیخ ابو بکر شبلی قدس الله سره العزیز

کنیت وی ابو بکر است و نام جعفر بن یونس و تولی دلف بن جحدر مرید و خلیفه راستین شیخ جنید است و خرقه خلافت از وی دارد و حضرت جنید فرمود که هر شخصی را تاجی است و تاج من ابو بکر است و نیز ایام بالکه داشت و اصل وی

از مخبر الواصلین [illegible]

از شبلیه خراسان است و مولد وی سامره و پدر وی در ابتدای صاحب الحجاب خلیفه بغداد و خود شیخ
شبلی در نهاوند امیر بود روزی حسب الطلب خلیفه به بغداد آمد خلیفه بغداد بجلدوی حسن
خدمت بوی خلعتی عطا فرمود و رخصت ساخت چون از پیش خلیفه بازگشت شیخ را عطسه آمد
و به آستین جامه خلعت لعاب دهن و بینی پاک کرد معاندان این سخن بخلیفه رسانیدند فرمود تا خلعت
از وی بازگیرند و از عمل معزول کنند شبلی ازین آگاه شد اندیشه کرد که کسی عطیه مخلوقی را دست
مال کند معزول گردد پس خلعت فاخره معرفت الهی که به بنی نوع انسان عطا است کسی که
دست مال کند و قدرش نداند حال او چه خواهد شد ازین اندیشه تارک الدنیا شده بخدمت
حضرت خیر نساج رفت و توبه کرد خیر نساج وی را بسبب آنکه از خویشان جنید بود بخدمت شیخ
جنید فرستاد چون بخدمت جنید پیوست گفت که حقتعالی گوهر آشنائی بتو داده است یا بخش
یا بفروش فرمود نفروشم که تو بهای آن نداری و اگر بخشم مفت بدست تو آید و قدر آن ندانی
پس چون مردان قدم از سر کن خود را درین دریا انداز گوهر آشنائی بدست تو آید گفت پس چه
باید کرد گفت برو یکسال کبریت فروشی کن پس چنان کرد چون یکسال بگذشت پیش جنید آمد
فرمود برو یکسال دیگر دریوزه گری کن بطوریکه بکاری دیگر مشغول نباشی شبلی همه سال در
بازار بغداد گدائی کرد هیچکس بوی چیزی نداد و بعد انقضای یکسال بخدمت شیخ آمد فرمود
اکنون قیمت و قدر و عزت خود دانستی که نزدیک خلق هیچ نمی ارزی لیکن چون در نهاوند
حکومت کرده در آنجا برو و تا یکسال دیگر گدائی کن حضرت شبلی در آنجا هم رفت و تا یکسال
گدائی و دریوزه گری بسر برد هیچکس بوی رغبت نکرد پس بعد بخدمت آنحضرت آمد فرمود که هنوز
بوی حکومت در دماغ تو باقیست تا یکسال دیگر گدائی کن حضرت شبلی میفرماید که تا یکسال
گدائی میکردم و پاره های نان که می یافتم بخدمت شیخ می بردم شیخ آن پاره ها را به درویشان
میداد و مرا برهنه گرسنه میداشت چون آن سال منقضی شد شیخ فرمود که اکنون لایق صحبت
شدی بشرطیکه خدمت درویشان کنی پس تا یکسال خدمت درویشان کردم بعد از آن شیخ
فرمود که یا ابابکر اکنون قدر و حال نفس تو نزد تو چیست عرض کردم که خود را کمترین خلق خدا
میدانم فرمود که اینوقت ایمانت درست شد و صاحب تذکرة الاولیا میفرماید که حضرت شبلی

دراول مجاهده مدتی همه شب نمک درچشم میکرد و وقع خواب می نمود و گویند که هفت من سنگ نمک درچشم کرده بود نقل ست که شیخ شبلی مدام الله الله گفتی درویشی گفت چرا لا اله الا الله نمی گوئی گفت می ترسم که در گفتن لا اله تا الا الله نرسیده نفس من منقطع گردد و در مقام نفی بمانم درویش گفت وجهی ازین بهتر میخواهم فرمود که لا از برای نفی است و من غیر حق را نفی خواهم سوای الله گفت از شیم وجهی خوبتر میخواهم فرمود که در گفتن الله متابعت صدیق اکبر میکنم که چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم اصحاب را بدادن اموال خود امر فرمود عمر رضی الله عنه نصف مال خود بحضور حضرت رسالت پناه علیه الصلوة الله حاضر کرد و ابوبکر صدیق رضی الله عنه جمیع اموال خود بخدمت آنحضرت حاضر ساخت آنحضرت فرمود که برای عیال خود چه گذاشتی صدیق اکبر گفت که الله درویش گفت که ازین وجهی اعلی تر میخواهم شبلی فرمود که ای جوان وجهای خوب گفتم اما همت تو بس عالی است بهتر ازین بگویم که اختیار اهل طریقت بموجب امر الهی است و در قرآن شریف آمده قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون پس امر الهی برای گفتن الله صادر شده درویش گفت حسبی حسبی و نعره بزد و بیفتاد و جان بداد خویشان درویش از مشاهدهٔ اینحال بحضرت شبلی دعوی هلاک درویش کردند و بدار الخلافت پیش خلیفه بردند شبلی گفت روحی کشش کرد پس نالید و مشتاق شد و فریاد کرد و خوانده شد پس اجابت کرد درین گناه من چیست خلیفه گفت شبلی را بگذارید باز پس کنید که از سخن وی حالتی در دلم ظاهر شده است که عنقریب است که بیهوش شوم پس حضرت شبلی فی الفور از دست مدعیان رهائی یافت نقل ست که حضرت شبلی چندی از مقام خود غائب بود هر چند جستند نیافتند آخر او را درمیان گروه مخنثان یافتند گفتند این چه جای شما است فرمود که این گروه در دنیا نه زن هستند و نه مرد و منهم درینحالت گرفتارم نه زن هستم و نه مرد پس ناچار جای من اینجا است نقلست که در آنشب که حضرت شبلی فات کرد همه شب این بیت میگفت شعر کل بیت انت ساکنه غیر محتاج الی السرج وجهک المامول حجتنا یوم تاتی الناس بالحجج یعنی هر خانه که تو ساکن آن آن خانه را بچراغ حاجت نبود و آن روی با جمال تو که امید داشته شده است حجت ما خواهد بود بروزیکه مردمان بحجت امی آیند شیخ میخوانده بود که خبر فوت شیخ در شهر منتشر گشت

وخلق بسیار برای نماز جنازه بدر رواز فیض اندازه آنحضرت حاضر شد شیخ چون این هجوم دید
بخندید و گفت عجب کاری است که مردگان بر جنازه زندگی آیند پس گفتند شیخ وقت است
که بگوئی لا اله الا الله گفت لا نگویم و نفی نکنم گفتند درین وقت سوای کلمه گفتن چاره نیست گفت
سلطان محبت میفرماید که رشوت نگیرم و نپذیرم پس یکی شخص آواز بر داشت و کلمه شهادت
تلقین کرد شیخ فرمود سبحان الله مرده زنده را تلقین شهادت میکند پس چون ساعتی بر آمد گفتند
چه شد فرمود که حالا بمحبوب پیوستم این بگفت و جان بجان آفرین تسلیم نمود وفات آن جامع الکمالات
بقول صاحب نفحات الانس در ماه ذی الحجه سال سنه سه صد و سی و چهار و بقول مولف سفینة الاولیا
بروز جمعه بیست و هفتم ماه ذی الحجه سنه مذکوره و بقول صاحب مخبر الواصلین سال سه صد و چهل و دو
بوقوع آمده و قول اصح قول صاحب نفحات الانس است و بعضی مورخان وفات آنجناب سال سه صد
و سی و پنج نیز گفته اند و مدت عمر آنجناب باتفاق جمیع اهل تاریخ هشتاد و هشت سال است قطعه از مولف

شیخ دین شبلی است پیر بی‌نظیر نیز سالش پیر دین محبوب گو	رهبر دنیا و دین عالی مقام هم بخوان محرم ولی نیک نام	سید دوران عیان سال رحلتش هم ولی الله بو بکر آمده است	هم شه اصفیا هادی امام نیز صدیق مکمل علیه السلام

شیخ عبد الواحد تمیمی قدس سره کنیت وی ابو الفضل نام پدرش عبد العزیز بن اسد مرید
و خلیفه اعظم شیخ ابو بکر شبلی است خادم شریعت و سالک طریقت و واقف حقیقت امام اهل سنت
و جماعت بود مذهب حنبلی داشت و بعضی بر آن اند که بر مذهب حنفیه بود و شیخ شبلی چون برحمت
حق پیوست وی بر مسند ارشاد نشست و در راه شریعت و طریقت قدم بر قدم پیر و مرشد خود بود
و خلق کثیر را بهدایت ظاهری و باطنی رسانید وفات وی بقول صحیح در ماه جمادی الآخر سال چهار صد
و بیست و پنج هجری است و مرقد مقدس وی در مقبره حضرت امام احمد حنبل رضی الله عنه است و بعضی مورخان
سال وفات وی چهار صد و بیست و شش هجری هم گفته اند مثنوی از مولف جناب پیر واحد شیخ اکبر

که روشن بود همچون ماه انور بگو پیر ولی الله نامی شد آنکه هادی ناصر دین زبانه شیخ عارف بیان کرد	چو زین عالم بفردوس برین رفت شده تاریخ ترحیلش نور ازین چو آن یار و جهان اندر جهان شد بحق چون گشت سیف الله و حامی	اگر گوئی تو دین پیر زمین رفت بگو میگرد و عیان شاه حسن وصلش نور حقانی عیان شد بدرش یار عارف نبی است سالش	تاریخ وصال آن گرامی بوصل آن جناب پیر دین بجو تاریخ وصال او عیان کرد خرد سال وصالش چون گفت

بفر شاه واحد زنده دل گفت عیان تاریخ او چون باه گفتم | بهر سال شاه عالیجاه گفتم | عجب تاریخ وصل او عیان است

آن سرور که واصل بهر باست **شیخ ابو الفرج طرطوسی قدس سره** از اعاظم خلفای مریدان شیخ عبد الواحد تمیمی است قدوهٔ اولیای زمان و زبدهٔ مشایخ جهان صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند بود و در توکل قدم محکم داشت و در تجرید و تفرید یگانهٔ وقت و وصل وی از طرطوس بود وفات آن جامع الکمالات در سال چهارصد و چهل و هفت باتفاق اهل تواریخ است **از مولف**

حضرت ابو الفرج طرطوسی ولی
هم بگو بو الفرج محبوب نبی ۴۴۷

پیر والا مرشد پیر و جوان
نیز محی الدین طرطوسی بخوان

شد چو از دنیا بفردوس برین
بود پیر پیر یا سالش بدان ۴۴۷

شیخ ابو الحسن قریشی هنکاری قدس سره

نام نامی وی علی بن محمود بن جعفر الهنکاری است و از اعاظم خلفای حضرت ابو الفرج طرطوسی است از بزرگان مشایخ وقت و مقتدای اهل زمان صاحب خوارق و کرامات صائم الدهر و قائم اللیل بود گویند که بعد سه روز لقمهٔ طعام خوردی و دو ختم قرآن بعد از نماز خفتن تا نماز تهجد کردی وفات آنجناب ماه محرم سال چهارصد و هشتاد و شش بوقوع آمد و بسال چهارصد و هشتاد و چهار نیز گفته اند از مولف

بو الحسن آن پیر حق شیخ
هم شه هادی امام الاولیا
هم بگو اهل محبت هادی عزیز ۴۸۶

مقتدای پیر و زبان
قطب ربانی ولی الله دان
نیز مهتابی سالش بخوان

شد چو بیرون زین سپنج اندر بهشت
سرور هادی گو هم حق حضا
گشته وصلش سال ...

سال وصل سرور هادی شه عیان
شاه طیب بو الحسن آن نیکوان
هم بگو بود اهل شاه زمان ۴۸۶

شیخ ابو سعید مبارک مخزومی قدس سره نام وی مبارک بن علی بن حسین مخزومی است سلطان الاولیا و برهان الاصفیا قدوهٔ عارفان زبدهٔ سالکان پیر طریقت واقف حقیقت جامع علوم ظاهر و باطن است و از خضر علیه السلام و حنبلی المذهب مرید شیخ ابو الحسن هنکاری و پیر خرقهٔ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین عبد القادر جیلانی است و از حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه منقول است که در ابتدای حال با خدای تعالی عهد کردم که نخورم و نیاشامم تا نخورانند و نیاشامانند و تا وقتیکه کسی لقمه در دهان من نه نهد از دست خود هرگز اکل و شرب نکنم چون چهار روز برین حال بگذشت شخصی نزد من آمد و قدری طعام بگذاشت و برفت نزدیک بود که نفس از گرسنگی بالای طعام بیفتد گفتم والله از عهدی که با خدا بسته ام نخواهم گشت ناگاه از باطن خود آواز شنیدم که کسی بآواز بلند میگوید الجوع الجوع درین اثنا شیخ ابو سعید مخزومی بر من بگذشت آن آواز

بگوش باطن شنید و گفت یا عبد القادر این چه آواز است گفتم این اضطراب نفس است اما روح من برقرار و در مشاهده انوار خداوندگار خود است گفت بخانه من باید رفت گفتم من از اینجا بیرون نخواهم رفت ناگاه ابو العباس خضر علیه السلام تشریف آورد و گفت برخیز و پیش ابو سعید برو برخاستم و بخانه شیخ ابو سعید رسیدم دیدم که ابو سعید بر در خانه خود ایستاده در انتظار آمدن من است چون مرا دید گفت یا عبد القادر آنچه من ترا گفتم بس نبود که خضر را نیز بایستی گفت پس مرا بخانه خود در آورد و طعامی که داشت حاضر آورد و لقمه لقمه در دهان من نهاد تا سیر شدم من بعد مرا خرقه پوشانید و صحبت او را لازم گرفتم وفات حضرت شیخ بوسعید باتفاق اهل تواریخ در سال پانصد و سیزده هجری است و باقوال بعضی در سال پانصد و هشت بوقوع آمده و بنای مدرسه که در باب الازج که بحضرت غوث الاعظم منسوب است از اول بناکرده شیخ ابو سعید است در حیات خود بحضرت غوث الاعظم عطا فرموده بود و مزار گوهر بار حضرت غوث اعظم هم در مدرسه مذکور است

قطعه از مؤلف	بوسعید آن قطب دین حق	نور حسن او جمال باد عید	گفت سرور به سال رحلتش
عابد طیب مبارک بوسعید	ایضاً از مؤلف	شد بوسعید آن مبارک نفس	از غیر حق بود کیمیا سعید
بی سال ترحیل آن شیخ دین	بگو بود محبوب قطب صابر سعید	وگر باره با اختلاف جهان	رقم کن صاحب مبارک سعید
ایضاً از مؤلف	آن مبارک شیخ پیر بوسعید	مقتدای اولیا و اتقیا	سال ترحیلش عابد شیخ از خرد
هادی محبوب پیر پیر یا	نیز با قوال بعضی از عوام	هاتف فرمود پیر ره شناس	شیخ حماد دباس

بن مسلم قدس سره کنیت وی ابو عبد الله است و نام حماد بن مسلم دباس و دباس شیره فروش را گویند پیری بود از پیران کبار و عارف اسرار مقتدای وقت صاحب خوارق و کرامات پیر صحبت حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی قدس الله سره العزیز با وجودیکه امی بود اما او سبحانه تعالی علم لدنی بوی کرامت کرده دوازده هزار مرید کامل و اکمل داشت نقل است که روزی شیخ حماد فرمود که مرا دوازده هزار مرید است هر شب ایشانرا یاد میکنم و حاجات ایشان از خداوند تعالی میخواهم و هر کرا از ایشان بگناهی مبتلا می بینم دعا میکنم تا در آن ماه حقتعالی او را توفیق توبه دهد یا از جهان بردارد تا در گناه نماند حضرت غوث الاعظم چون از زبان شیخ این کلام شنید در خاطر دریا مقاطر خود گذرانید که اگر حق سبحانه تعالی مرا قربتی و منزلتی بحضرت خود عطا کند در خوا

که گرفته‌ام ایشان من تا قیام قیامت بی تو به منبر نروم من برای رضای ایشان باشم شیخ حماد نیز باطن
بدین خطره نیک که بر خاطر آنجناب خطور کرده بود مشرف شده فرمود که حق سبحانه تعالی آنچه خواستی قبول
کرد و آنچه طلب کردی یافتی نقل است که در اوایل حال چون حضرت غوث الاعظم در محفل خلد منزل
شیخ حماد تشریف می بردند روزی در مجلس وعظ شیخ حماد حاضر بود که شیخ حماد بحضرت غوث الاعظم متوجه شده و مخاطب
بحاضرین مجلس شده فرمود که این عجمی را قدمی است که بوقت عروج او بر گردن جمله اولیاء الله باشد
و مامور شود بانکه بگوید قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله چون این کلمه بزبان آرد همه اولیای الله گردنهای خود
را زیر قدم وی نهند وفات شیخ حماد در ماه رمضان بقول صحیح سال پانصد و بست و پنج هجری نبوی بر

الفدسی یک بوقوع آمده قطعه از مولف

شیخ حماد پیر روشن دل	بود در ستر معرفت مستور
سال ترحیل او ست پیر طریق	هم رقم کن نهی به پیر نور

شیخ بقا بن بطو قدس سره

از مریدان تاج العارفین شیخ ابو الوفا بود من بعد بخدمت حضرت غوث الاعظم قدس الله سره العزیز
حاضر شده مستفید گشت و بکرامات بلند و مقامات ارجمند رسید و در زهد و ورع طاق و شهرهٔ آفاق گردید
صاحب انیس القادریه مینویسد که فرمود شیخ ابو الوفا قدس سره که روزی در محفل خلد منزل غوثیه
اعظمیه حاضر بودم وقتیکه حضرت غوث الاعظم در پایه اول منبر معلی اجلاس فرموده وعظ میفرمودند ناگاه
قطع سخن کرد و ساعتی خاموش مانده بر زمین فرود آمد من بعد بالای منبر تشریف ارزانی فرموده بر پایه
دوم اجلاس کرد در آنحال مشاهده کردم که پایه منبر چندانکه نظر کار میکرد کشاده شد و فرش از سندس
اخضر بر آن گسترده و ارواح جناب رسالت مآب با اصحاب کبار بر آنجا ظهور فرمودند و حق سبحانه تعالی بر دل محبت
منزل حضرت غوث الاعظم تجلی کرد و حضرت غوثیه از تجلی انوار قریب بود که از منبر بیفتد حضرت شاه
رسالت آنحضرت را گرفت و نگهداشت من بعد جسم مبارک حضرت غوثیه چنان خورد و لاغر شد که
مانند گنجشکی بنظر می آمد بعده بالیدن گرفت و چندان بزرگ شد که از نظارهٔ آن صورت سهمگین
ترس و خوف بحال بنده غالب میگشت پس از آن همه معامله از چشم من پوشیده گشت و حضرت
غوث وعظ گفتن آغاز نهاد و اصحاب و احباب چون اینحال از زبان گوهرفشان شیخ بقا شنیدند
کیفیت رویت آنحضرت صلی الله علیه وسلم پرسیدند گفت خدا تعالی تائید کرده است
ایشانرا بقوتی که ارواح مطهر ایشان متشکل گردد بصور اجساد و صفات اعیان و بینند ایشانرا

کسانیکه خدا تعالی آنها را قوت رویت آن ارواح از صور اجساد و صفات داده است در آنحال تجلی الهی برذات حضرت غوثیه بصفتی بود که بشر را قوت تحمل آن نیست مگر بتائید جناب نبوی بنابران نزدیک بود که حضرت شیخ از منبر بیفتد لیکن حضرت نبوی دستگیر آن حال شد و نگاهداشتند در تجلی ثانی بصفت جلال بود که از کمال ظهور جلال جسم مبارک حضرت شیخ بگداخت و خورد تر از گنجشک شد در تجلی ثالث بصفت جمال بود و از ظهور آن شیخ ببالید و بزرگ شد و واقع وفات حضرت شیخ بقا در سال پانصد و پنجاه و سه هجری بوقوع آمد و مزار پر انوارش در بابطیسل که از دیهات نهر ملک است واقع شده

از مولف

چون بقا با صد هزاران خرمی ‖ رفت از دار فنا سوی بقا
سال ترحیلش ندا شد از خرد ‖ زبدهٔ آفاق قطب الحق بقا ۵۵۳
هم بتاریخ وصال آنجناب ‖ والی ارشاد باشد مدعا

حضرت شیخ علی بن هیتی قدس سره

از کبار مشایخ و اعاظم اولیاء مرید شیخ تاج العارفین ابوالوفا است و سلسلهٔ عالیهٔ وی بچهار واسطه بحضرت صدیق اکبر میرسد بدین طریق که وی مرید حضرت تاج العارفین ابوالوفا و وی مرید شیخ ابومحمد شنبکی و وی مرید شیخ ابوبکر بن برار و وی مرید اویسی حضرت صدیق اکبر است رضی الله عنه که از جنابش بعالم باطن فیضیاب شده و پیر صحبت حضرت علی بن هیتی حضرت غوث الاعظم است که پیوسته در صحبت بابرکت آنجناب حاضر مانده مستفید گشتی وقتیکه حضرت غوثیه کلمهٔ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله از زبان حق ترجمان فرمود اول کسیکه بالای منبر رفته قدم مبارک حضرت غوثیه بر گردن خود نهاد و زیر دامان گوهر فشان وی در آمد علی بود نقل است که روزی حضرت غوث الاعظم وعظ میفرمود و شیخ علی هم در برابر آنحضرت نشسته بود ناگاه شیخ علی را خواب در ربود و حضرت غوثیه باهل مجلس فرمود که خاموش باشید و خود از منبر فرود آمده پیش شیخ علی تشریف آورده و باادب ایستاده جانب وی میگریست چون علی بیدار شد فرمود که جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدی گفت آری فرمود که بچه وصیت فرمود گفت برای ملازمت و دوام صحبت حضرت شما تاکید بلیغ نمود فرمود که آنچه تو در خواب دیدی من ظاهر دیدم نقل است که شیخ علی بن هیتی را حضرت غوث الاعظم بسیار توقیر فرمودی و ستایش کردی و فرمودی که هر کس که از اولیای الهی از عالم غیب و شهادت

داخل بغداد میشود و مهمان من است و من مهمان شیخ علی بن هیتی ام نقل است که روزے
شیخ علی به شهر ملک بیت رفت دید که میان اهل دو دهه بر سر مرده مقتول نزاع و فساد در میان است
و سنگها می پرد و دهه بیکدیگر اهتمام قتل مقتول می نهند شیخ علی بر سر آن مقتول رسید فرمود اے
بندهٔ خدا چرا از زبان خود نمیگوئی که قاتل من فلانی است آن مرده فی الحال چشم بکشاد و گفت
که قاتل من فلان ابن فلان است این بگفت و باز چشم بپوشید و بمرد و **وفات آن**
جامع الکمالات باتفاق اهل سیر در سال پانصد و شصت و یک هجری است و عمر
شریف او یکصد و ده سال و قبر در زریران است **از مولف** علی رهنمائی خفی و جلی

علی رازدار علی و نبی	اکمل کامل عشق تحویل او ۵۶۱	دگر بود مقبول دوران علی ۵۶۱
مقتدای جهان علی والی	بود عرش آستان علی الی	

ایضاً از مولف
سال وصلش چو از خرد جستم | گفت شاه زمان علی ولی ۵۶۱

غوث الثقلین محی الدین سلطان شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سره

رضی الله عنه کنیت آنجناب در طریقت امام ائمه و در شریعت محبوب سبحانی و ابو محمد و محی الدین و نام نامی و اسم گرامیش قطب ربانی و غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی بن ابی صالح بن سید موسی بن سید عبد الله بن سید عمر زاهد بن سید محمد روحی بن سید داود بن سید موسی ثانی بن عبد الله ثانی بن موسی ثالث بن سید عبد الله محض بن سید محمد المشهور بحسن مثنی بن امام حسن بن اسد الله الغالب علی بن ابی طالب رضی الله عنهم اجمعین است و سبب ملقب شدن آنجناب بلقب محی الدین اینست که آنجناب فرمود که روز جمعه از بیرون بغداد در شهر می آمدم ناگاه در راه بر سر بیماری نحیف البدن متغیر اللون گذشتم بیمار بسوی من متوجه شد و گفت السلام علیک یا عبد القادر گفتم و علیک السلام یا عبد الله گفت نزدیک من آی نزد وی رفتم گفت مرا بنشان بنشاندم چون بنشست فی الحال جسد او تازه و صورت او روشن گشت و رنگش صاف گردید و گفت مرا می شناسی گفتم نه گفت من دین جد توام پیش از تو ضعیف شده بودم و بیمار بحالت زار چنانکه دیدهٔ حالا مرا خدا تعالی ببرکت وجود مسعود تو باز زنده گردانید و انت محی الدین پس او را همانجا گذاشتم و در مسجد جامع رفتم شخصی نعلین پیش پای من نهاده و گفت یا محی الدین چون نماز بگذاردم و خلق از هر طرف بر من هجوم میکرد

ودوست یای مرا می‌بوسید و میگفت یا محی الدین این لقب آنجناب در زمین است و در آسمان لقب وی باز اشهب
و غوث الثقلین بتصرف آنجناب جن و ملک و انس بود چنانچه آدمیان در مجلس وی حاضر شده مستفیض میشدند جنیان
نیز صف بصف حاضر می گشتند و اسلام می آوردند و آنجناب میفرمودند که بهر جیل انس را مشایخ اند و جماعت جن
و ملایک را مشایخ و من شیخ جن و انس و ملایکم و شیخ ابوسعید عبدالله بغدادی رحمة الله علیه فرموده
است که عاجزه داشتم شانزده ساله فاطمه نام روزی بالای بام بر آمد و غائب شد هر چند جستیم نیافتیم حیران و عاجز
آمدیم برای استمداد بخدمت حضرت غوث الاعظم رفتیم و برای عقده کشائی کار خود عرض کردم
فرمود که امشب در خرابه کرخ برو و بر زمین دائره بکش و بخوان بسم الله علی نیت عبد القادر
و در آن بنشین در تاریکی شب طوایف جنیان بر تو خواهند گذشت بصورتهای مختلف تشویش
نکنی و وقت فجر پادشاه جنیان با لشکر حاضر شود و از تو حال خواهد پرسید با او بگوئی که شیخ عبد القادر
مرا بر تو فرستاده است و قصه خود با او بگو راوی گوید که همچنان کردم جنیان صف بصف
بصور مختلف تمام شب از پیش من میگذشتند و هیچ نمی‌توانست که کسی نزدیک دائره بیاید
پادشاه ایشان با لشکر انبوه حاضر آمد و بیرون دائره بایستاد و پرسید که چه حاجت داری
پیغام آنجناب و حال خود با او گفتم فی الحال بلشکر خود فرمود که زود آن دختر را پیدا کرده
فی الحال حاضر کنید جنیان همانوقت او را حاضر کردند و گفتند که این دیو از دیوان چین است
بادشاه با او گفت که ترا چه باعث شد که این دختر از پیش مرید غوث الاعظم ربودی گفت حسن
و جمال دختر مرا خوش آمد و در دل من جا کرد فرمود که آن دیو را گردن زدند و دختر را بحوالهٔ من کرد
واصل آنحضرت معدن برکت از ولایت جبل است و ولادت با سعادت آنحضرت
هم در آنجا واقع شده و آن ملکی است ورای طبرستان که آنرا جیلان و گیلان نیز گویند و گیل و جیل
هم میگویند و بعضی گویند که جیل موضعی است بر کناره دجله یک روزه راه از بغداد و نیز جیل جای است
نزدیک مدائن بجهت این مواضع آنحضرت را جیلی و جیلانی نیز میگویند شاید که درین مواضع هم چند
روز قیام فرموده باشند چنانچه برج عجمی واقع بغداد که بسبب سکونت آنجناب تا حال منسوب بحضرت
است اما اصل آنجناب از ولایت گیلان است و تربیت آن حضرت بچند واسطه به روحانیت
حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت است و پیر خرقهٔ آنجناب شیخ ابو سعید مخزومی

و از شیخ ابوسعید اسامی که بالا تربیت مذکور شده اند نسبت خرقه به شیخ معروف کرخی رسید بحضرت امام علی رضا بن موسی رضی الله عنه میرسد و پیر صحبت آنحضرت شیخ حماد دباس رحمة الله علیه و نیز با خضر علیه السلام بسیار صحبت داشت و حنبلی مذهب بود و فتوی بر مذهب امام شافعی و امام حنبل میداد و کنیت والده ماجده معظمه حضرت غوثیه ام الخیر و لقب امة الجبار و نام فاطمه بنت شیخ عبد الله صومعی است که از کبار مشایخ گیلان و مقتدای اولیا زمان مستجاب الدعوات بود چنانچه عبد الرحمن جامی در نفحات الانس می فرماید که شیخ عبد الله صومعی رضی الله عنه از بزرگان مشایخ گیلان و رؤسا و زهاد وقت بود و مستجاب الدعوات هرچه که بر زبان گوهر افشان خود راندی بالظهور بوقوع آمدی و صاحب کرامت و خوارق بود چنانچه جماعتی از اصحاب وی بقصد تجارت به سمرقند رفته بودند در ویرانه سمرقند راهزنان بر ایشان غارت مال تجارت وارد وقت ایشان شدند اصحاب آنجناب چون بهمه نوع مایوس گشتند شیخ ابوعبد الله را آواز دادند و استمداد جستند ناگاه دیدند که حضرت شیخ بسواری اسپ در آنجا تشریف آورده با آواز بلند میفرماید سبوح قدوس ربنا و رب الملائکة والروح و در شوید ای راهزنان از میان جماعه اصحاب ما دزدان را چنان رعب و دهشت در حال شد که همه متفرق گشتند و راه های خود را گم کرده بکوه ها افتادند و اصحاب احباب آنجناب با جان و مال بسلامت بردند و چون بحال خود باز آمدند هر چند جستند حضرت شیخ را در آنجا نیافتند دانستند که این امداد باطنی حضرت شیخ است که بحال ما بیکسان مبذول گشت و تولد حضرت غوث الاعظم در سال چهار صد و هفتاد و بقولی چهار صد و هفتاد و یک هجری است بوقتیکه عمر والده ماجده آنجناب بشصت سالگی که ایام یاس تولد مولود است رسیده بود و بروایت صحیح ثابت شده که ولادت آنحضرت در گیلان بتاریخ اول ماه رمضان المبارک بوقوع آمد و تا ایام شیرخوارگی آنجناب هرگز بماه رمضان بروز شیر نخوردی و چون عمر آنجناب بهژده سالگی رسید از گیلان به بغداد تشریف آورده بتحصیل علوم مشغول گشت و در اندک زمان در علوم ظاهری و باطنی حاذق و مشهور آفاق گردید و در همین سفر اول شصت از راهزنان بر دست حق پرست آنحضرت توبه کرده مرید شدند و در سال پانصد و بیست و یک هجری بارشاد باطنی نبوی و مرتضوی بر منبر برآمده بهدایت خلق

معروف شده و اکثر آنجناب در حالت وعظ فرمودی که ای اهل آسمان و زمین بیائید و سخنان
مرا بشنوید که نایب و وارث رسول الله صلی الله علیه وسلم ام و در هر مجلس وعظ آنجناب قریب
هفتاد هزار کس حاضر میشدند و چهارصد نفر کلام الهام التیام آنحضرت را می نوشتند و از تاثیر کلام
حقیقت نظام اینقدر وجد و ذوق عاید حال سامعین میشد که اکثر از ایشان بحق واصل میشدند
و جنازه های آنها بر داشته می بردند و اکثر را آنقدر بیهوشی و بیخبری بوقوع آمدی که تا چند روز
از خود بیخود و مدهوش بودندی و شیخ ابوسعید قیلوی میفرماید که در محفل خلد منزل حضرت غوث الاعظم
بارها ارواح حضرت پیغمبر علیه الصلوة الملک الاکبر و دیگر پیغمبران علیهم السلام و خیل ملایکه و اجنیان را
مشاهده میکردم و کتاب غنیة الطالبین و فتوح الغیب و جلاء الخواطر و غیره و قصاید و کتب
از تالیف و تصانیف حضرت غوثیه بسیار اند و اهل اخبار حلیه مبارک آنجناب نحیف البدن
میانه بالا عریض الصدر کشاده پیشانی گندم گون پیوسته ابرو تحریر کرده اند و آواز آنجناب
بلند بود و لباس بطریق علما می پوشید و گاهی طیلسان و گاهی جامه در بر میکرد که قیمت آن
پارچه فی ذرعه یک دینار می ارزید و آنجناب میفرمود که نمی پوشم تا نمی پوشانند نمی خورم تا نمی خورانند
نمی گویم تا نمیگویانند و هدیه آورده خلق غیر از سلاطین قبول فرمودی و تناول کردی و صدقه قبول
فرمودی لیکن تناول نکردی و بحاضرین مجلس تقسیم کردی و هیچکس خوش خلق و شرمگین و کریم و مهربان تر
از آن حضرت نبود چنانچه هر یک کس از اصحاب و احباب آنجناب همین گمان بردی که بحضور آنجناب زیاده
تر از وی دیگر کسی عزیز نیست نقلست که روزی دزدی بخانه آنحضرت در آمد نابینا شده
و راه نیافت درین اثنا خضر علیه السلام در رسید و گفت یا ولی الله امروز یکی از ابدال فوت
شده است بهر که ارشاد گردد بجایش نصب کرده آید فرمود که در خانه ما شخصی بدزدی آمده است
و بگوشه خانه پنهان است برو و او را بیرون آورده بجای ابدال متوفی نصب کن خضر علیه السلام در آن
حجره رفت و دزد را گرفت و بخدمت بابرکت آنحضرت حاضر آورد و آن دزد بیک نظر کیمیا اثر
آن شاهنشاه بدرجه ولایت رسید نقلست که روزی یکی از رجال الغیب در هوا میرفت
چون بسمت الراس بغداد رسیده در دل گذرانید که در شهر بغداد هیچ مردی نیست حضرت غوثیه
از خطره وی مطلع شده سلب حال وی نمود و آنجوان از هوا بر دروازه فیض اندازه آنجناب افتاد

و چندی بیهوش افتاده بماند آخر بالتماس و شفاعت حضرت علی بن الهیتی عفو تقصیرش بظهور آمد و آن ابدال مسلوب الحال باز بحال و کمال خود عود کرد و نقل است که روزی حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه بر در مدرسه بالای منبر علی تشریف داشتند و وعظ می‌فرمودند و قریبا پنجاه و صد تن از اولیاء الله مثل شیخ علی هیتی و شیخ بقا و شیخ ابو سعید قیلوی و شیخ ابو النجیب عبد القاهر سهروردی و شیخ جاگیر و قضیب البان موصلی و شیخ حماد بن مسلم دباس و خواجه یوسف همدانی و شیخ ارسلان دمشقی و شیخ صدقه بغدادی و شیخ مبارک بن علی و شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیهم اجمعین و غیره حاضر بودند درین حال تجلی انوار حقانی بر قلب محبوب سبحانی متجلی شد و مست باده شده فرمود که قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله چنانچه اول از همه اولیاء الله شیخ علی بن الهیتی بر منبر بر آمد و قدم مبارک آنحضرت را گرفته بر گردن خود نهاده و بزیر دامن آنحضرت در آمد بعد از ان جمیع اولیاء الله بر خاستند و گردنهای خود ها زیر قدمین الشریفین حضرت غوث الثقلین نهادند و بشرف سعادت دارین مشرف گشتند و نقل است که اکثر از مشایخ عظام که پیش از عهد حضرت غوث الاعظم رونق افزای عالم دنیا شده بودند بنور باطن از ظهور پر نور غوثیه آگاه شده از حال آنحضرت مریدین خود ها خبر داده بودند و منجمله آنها شیخ ابو بکر بن مراد البطایحی است که از کبار مشایخ متقدمین عراق است صاحب کرامت ظاهره و مقامات باهره بود در خواب بحضرت صدیق اکبر مشرف شده بود و از آن حضرت خرقه خلافت یافت و خبر داد که بنده از حق سبحانه و تعالی عهد گرفته که هر کرا در روضه من گور آید سوزش آتش دوزخ در وی اثر نکند و قبر حضرت ابا بکر در بطایح است و گوشت گاو یا ماهی و غیره اشیا که در روضه عالیه وی می برند هرگز پخته نگردد و خبر داد که اوتاد عراق هفت کس اند یکی معروف کرخی دوم حضرت امام احمد حنبل سیوم بشر حافی چهارم منصور بن عمار پنجم جنید بغدادی ششم سهیل بن عبد الله تستری هفتم شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس الله اسرارهم العزیز توابعین عرض کردند که شیخ عبد القادر کیست و از کدام خاندان عالیشان است فرمود که شخصی است شریف عجمی که عهد ظهور سراپا نور وی در قرآن خامس است و فرمود حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قدس سره که تا بست و پنج سال در بیابانها بقدم تجرید و تفرید سیاحت نمودم و تا چهل سال بوضوء عشا نماز بامداد گذارده ام و پانزده سال بعد از نماز عشا بیکپا ایستاده ختم قرآن مکرم می کردم شبے

نفس من آرزوی خواب کرد گفته او نشنیدم بود در استعمال مهد در ریاضت و در حال عهد شیدم
بعد از چهل روز افطار برگ درختان و اشیاء مباح بیابانی میشد نیز فرمود آنحضرت
قدس سره که از جناب حق مرا کاغذی عطا کردید بمقدار درازی که نظر کار کند و بر آن کاغذ اسامی
اصحاب و مریدان من که تا قیام قیامت نسبت خود بمن درست خواهند کرد نوشته بودند و حکم
شد این همگی را بتو بخشیدیم و قسم بعزت و جلال حضرت حق جل جلاله که قدم از پیش پروردگار خود
برنخواهم برداشت تا وقتیکه مریدان و متوسلان مرا بسوی بهشت روانه نمایند و اگر مرید من
در مشرق برهنه گردد و من در مغرب باشم هر آئینه او را بپوشم و اگر کسی بدست بیعت من نداده باشد
و گوید که من مرید عبد القادرم قبول کند حضرت حق او را بیامرزد گناهان فریاد و هر مسلمانی
که بر مدرسهٔ من گذشت و یا روی مرا دید و نام مرا شنید و خوشنود شد عذاب گور تا قیامت از وی
بردارند **وفات** آن مقتدای موجودات بروایات صحیح شب شنبه هشتم یا نهم ماه ربیع الثانی
بوقت بعد از نماز عشا سال پانصد و شصت و یک یا پانصد و شصت و دو از هجرت حضرت
شاه رسالت علیه الصلوٰة والسلام والتحیت بوقوع آمد و بعضی اہل تاریخ یازدهم و سیزدهم و هفدهم ماه
مذکور نیز گفته اند اما قول صحیح نهم ربیع الثانی است و مدت عمر نود سال و هشت ماه و هفده روز است
و عرس سالیانه آنحضرت در هندوستان بتاریخ یازدهم و بعضی هفدهم ربیع الثانی میکنند و در بغداد
هفدهم ماه مذکور میشود و مزار پر انوار آن محبوب پروردگار در اشرف البلاد بغداد در مدرسه
باب الازج واقع شده و باید دانست که خوارق عادات و کرامات که از آن سید
کائنات بوقوع آمده اند از هیچ کدام ولی الله سرزده نگشته که در بهجة الاسرار و تحفهٔ قادریه
و انیس القادریه و مناقب غوثیه وغیره مفصل و مشرح مذکور اند اگر شایق باشد از آن
کتب علی الترتیب معلوم کند و نیز بمطالعه کتاب گلدستهٔ کرامت که پیش ازین فقیر سراپا تقصیر مسودهٔ
و تالیف آن پرداخته است بپردازد که درین مختصر فقیر محض بذکر احوال ضروری مشغول است **قطعه** تاریخ

غوث اعظم قطب عالم محی دین
قرهٔ چشم جناب مصطفی
بالیقین تولید آن والی حق
شیخ شیخ محبوب العالمین
نور دین بخت دل خیر البنا
خوان امام المسلمین ادحب
پیران پیران دستگیر
سال تولیدش اتقی ح خوا
سال تولیدش بعید صدیق صفا
شیخ اکبر پیر پیر ما بنا
پیر محی الدین والی جهان
شد برفتنش قطب اصفیا

سرور اولیا آن پیر نکو	بالیقین سید و عارف بگو	طرفه تر سال آن شاه زمان	رهبر دین آمد از ما لطف عیان
شد عیان چو وصلش بعید با تقصیر	زاهد ابو الیقین هادی دین	سال وصل آن شیخ والا همم	ماهتاب دین احمد شد رقم
گشت سال انتقالش منجلی	پیر محیی الدین عالی حق ولی	سال رحلتش اگر دانی بگو	ماه عالم قطب ربانی بگو
گفت دل سال وصال آن چنین	اهل محبوب رب العالمین	سال رحلتش خرد با صفا	گفت کامل پیره تاج اولیا
سال تاریخ وصال آن جناب	شد رقم محبوب هادی اتقیا	سال رحلتش بخیبا پاک	سرور جهان قطب آمده است
قطب پیر رشید واقف حق	ذو العطا ذو الکرام محیی الدین	گفت سال رحلت آن شاه	شاه هادی امام محیی الدین

شیخ ابو عمر قریشی قدس سره نام وی عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامه است حنبلی مذهب مرید و شاگرد حضرت غوث الاعظم قدس سره و از کبار مشایخ عصر و صاحب خوارق و کرامات و جامع علوم ظاهر و باطن بود **نقل ست** که سالی آب رود نیل طغیانی نمود و اهل مصر بخدمت شیخ رفتند و التماس کمی آب کردند شیخ بر کنار رود نیل آمد و به آب دریا طهارت کرد فی الحال آب بکم شد و بسال دیگر آب معمولی هم بر نیامد و زراعت ها خشک شدند اهل مصر باز بخدمت شیخ حاضر آمده استدعای زیادتی آب کردند شیخ بر لب رود نیل رفت و آب ابریقی که همراه داشت در دریا انداخت ببرکت آب ابریق آب زیاده شد و زراعت ها بحال شدند **وفات شیخ** در سال پانصد و شصت و چار هجری بود و مدت عمر زیاده از هفتاد سال است و قبر منور در مصر نزد مزار پر انوار حضرت امام شافعی است رحمة الله علیه **از مولف**

ابو عمر شیخ مقتدای جهان	پیر والا گهر ولی مقبول
رحلتش هست بو عمر معصوم	هم زهی بو عمر ولی مقبول

شیخ قضیب البان موصلی کنیت ابو عبد الله از مریدان کامل حضرت غوث الاعظم است خوارق و کرامات عجیب از وی بظهور آمده **نقل ست** که قاضی موصل را با وی انکار تمام بود و مدام در آزار آنجناب میکوشید روزی قاضی در راه میرفت دید که شیخ در کوچه از کوچهای موصل تشریف می آرد با خود گفت که این وقت شیخ را بیاید گرفت و بحاکم بیاید سپرد تا سیاست رساند ناگاه دید که آن شخص شیخ نیست بلکه پهلوانی است که پر از غرور و تکبر می آید چون نزدیک آمد صورت گردید بصورت اعرابی متشکل گشت بعد از آن بصورت علما و فقها نمایان گردید قاضی از ظهور این معنی هراسان و متحیر بود که حضرت شیخ قریب قاضی رسیده فرمود که ای قاضی ازین هر سه اشکال که دیدی کدام کس را پیش حاکم خواهی برد و سیاست خواهی

قاضی هماوقت از انکار خود تائب و مرید گردید نقل است که مردمان از طرف قضیب البان بخدمت حضرت غوث الاعظم شکایت کردند که وی در گذاردن نماز توقف میکند فرمود که همیشه سر او بر در خانه کعبه در سجود است **وفات** حضرت شیخ در سال پانصد و هفتاد هجری و قبر در موصل است **قطعه از مولف**

آن قضیب البان شه هر دو سرا | فخر دین فخر جهان والی ولی
پیر دین شد مرحوم گو ترحیل او | هم بجو سرور زاهدی متقی

شیخ احمد بن مبارک قدس سره

صاحب کشف و کرامت بود و خادم حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه دلیل بزرگی وی همین کافی است که بسعادت خدمت آنحضرت مشرف بود و گویند که چون حضرت غوث الثقلین بجهت وعظ بر منبر جلوس فرمودی وی مرقع خود را برای آنحضرت بر منبر فرش کردی **وفات** وی در سال پانصد و هفتاد و دو هجری است **قطعه از مولف**

شیخ احمد بن مبارک چون بفضل ایزدی | یافت از دنیای دون در جنت الاعلی مکان
رحلتش احمد مقدس بن مبارک شد رقم | نیز احمد نور ربانی شد از سرور عیان

سید احمد رفاعی بن سید ابی الحسن قدس سره

صاحب مقامات علیه و احوال جلیه شیخ الصلحا هادی الاتقیا امام الاولیا از اولاد حضرت امام الائمه علی بن موسی کاظم بود و نسبت خرقه وی به پنج واسطه بحضرت شیخ شبلی میرسید و در اواخر بخدمت حضرت غوث الاعظم حاضر شده فائده های عظیم برداشت و از غایت محبت والده اش را حضرت غوث الثقلین همشیره خود خواندی و وی را همشیره زاده خود گفتی و بارها در باره وی فرمود **شعر**

کذا ابن الرفاعی کان منی | لیسلک لی طریقی واشتغالی

از شیخ ابوالحسن علی که خواهرزاده سید احمد رفاعی است **نقل است** که روزی بر در خلوت سید احمد نشسته بودم چون نظر کردم پیش وی شخصی نشسته دیدم که هرگز او را ندیده بودم حیران ماندم که از کدام راه این شخص نزد شیخ رسید پس ساعتی باهم سخن گفتند چون آن شخص فراغت یافت از روزنی که در دیوار خلوت بود بیرون رفت و چون برق خاطف در هوا گذشت بمعاینه این حال من بخدمت سید احمد آمدم و پرسیدم که این مرد که بود فرمود که تو او را دیده گفتم آری گفت و شخصی است که خدا تعالی او را حافظ بحر محیط مقرر فرموده است شخصی است از رجال الغیب و حالا سه روز است که از درگاه کبریایی مهجور شده است اما او را بر خیال خبری نیست گفتم سبب مهجوری او

حضرت حق چلپیت فرمود که روزی در مقامی از جزایر بحر محیط که او در آنجا مقیم است تا سه روز باران پی در پی بحاط
وی گذشت که کاش این باران در آبادی می بارید تا خلق را از وی نفع تمام حاصل شدی بسبب این غرض محجوب
گردید گفتم چرا او را بر این حال خبر نکردی فراموش کرده ام که پیش وی حال مجوری و بیان کنم گفتم اگر بفرمائی من ورا
بر این حال خبردار کنم گفت میکنی گفتم آری گفت پس سر در گریبان خود درکش فی الحال چنان کردم و پوشیدم و سر در گریبان
کشیدم بعد لمحه آوازی شنیدم که ای ابوالحسن علی سر بردار و چشم بگشا چون برداشتم و چشم وا کردم خود را در یکی
از جزایر بحر محیط دیدم در کار خود حیران بماندم برخاستم و اندک راه رفتم آن مرد را دیدم نشسته برو
سلام گفتم و آن قصه را سراپا پیش وی بیان کردم سوگند بهیچ داد که آنچه من ترا بگویم همان کنی قبول
کردم گفت خرقه مرا در گردن من انداز و مرا بر روی زمین بکش و بگو که این سزای شخصی است
که بر حق تعالی اعتراض کند پس خرقه اش را در گلوی وی انداختم و خواستم که وی را بر زمین بکشم ناگهان هاتفی
آواز داد که ای ابوالحسن علی این را بگذار که ملایکه آسمان و زمین زاری میکنند و خدای تعالی بر وی
خوشنود است چون آن آواز شنیدم بیخود شدم وقتیکه بخود آمدم خود را پیش سید احمد رفاعی یافتم
و هیچ از حال آمدن و رفتن خود آگاه نگشتم و صاحب مناقب غوثیه حضرت شیخ
محمد صادق شیبانی میفرماید که روزی حضرت غوث الاعظم شخصی از خدام خود فرمود که
پیش سید احمد رفاعی برو و بگو که ما العشق یعنی عشق چه چیز است و جواب این بیار چون خادم
بخدمت سید احمد رسید و پیغام ادا کرد سید احمد یکی آه جانکاه از سینه پر سوز خود برآورد و گفت
العشق نار یحرق ما سوی الله بمجرد این تقریر بر تختی که حضرت سید بر آن تشریف داشت
آتش درگرفت و من بعد سید احمد هم تمام و کمال بسوخت و توده خاکستر شد و باز آن خاکستر بصفت
آب شده بجای خود بصورت برف منجمد گشت خادم چون این حال بدید بترسید و باز پس بخدمت
حضرت غوث الاعظم حاضر آمده حال واقع عرض کرد فرمود که باز بهمان مقام و لا ارام برو و آنجا را
بخور و عطر معطر کن که جسم سید احمد باز رجوع بعالم عنصری خواهد کرد خادم در آنجا رفت حسب الحکم آن
مقام را بعطر و گلاب و دیگر عطریات معطر کرد چون ساعتی بگذشت آبی که بجای سید احمد منجمد بود
بصورت جسم گشت و سید احمد باز زنده گردید نقل است که چون حاجتمندی بخدمت سید احمد آمدی
و تعویذ طلبیدی شیخ تعویذ ارقام فرمودی بوی عطا کردی و اگر خامه و سیاهی حاضر نبودی کاغذ سفید

بدست گرفتی و بانگشت بی سیاهی نوشتی وقتی برای شخصی کاغذی بی سیاهی تحریر کرده بیچ
مدتی بار بنظر امتحان همان کاغذ را بخدمت آورده استدعای تحریر تعویذ نمود چون کاغذ بدست
وی آمد فرمود که ای فرزند این کاغذ سابق نوشته شده است اگر تعویذ میخواهی دیگر کاغذ ساده بیار
برین کاغذ حروف سابق بخط نور موجود اند **نقل است** که شخصی بخدمت سید احمد حاضر آمد و گفت
میخواهم که بشفاعت تو از آتش دوزخ آزاد شوم و همین وقت خط آزادی من از آسمان بیاید
درین گفتگو بود که ناگاه ورقی سفید از آسمان فرود آمد و پیش شیخ بیفتاد و شیخ آنرا بدست سائل
داد و گفت این خط آزادی تو از آتش دوزخ است وی گفت این کاغذ سفید است و هیچ
نوشته ندارد فرمود که بند قدرت الهی بسیاهی نمی نویسد و این کاغذ بنور نوشته شده است هر که
دیده باطن دارد می بیند وفات سید احمد رفاعی بروز پنجشنبه بست و دوم ماه
جمادی الاول سنه پانصد و هفتاد و دو هجری است رحمة الله علیه **قطعه از مؤلف**

سید احمد رفاعی سرور زمان	آنکه بد از خشیت حق نور شد زمین	قطب کامل شاه دین سال حلیش رقم	هم بگو احمد رفاعی سید والا دین
عاشق نامی است هم سال وصال آنجناب	نیز زیبا ماه ارشاد است اهل الیقین		

شیخ سید شرف الدین گیلانی

قدس الله سره العزیز فرزند دلبند حضرت غوث الاعظم است و جمیع علوم را در خدمت بابرکت
حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه کسب نموده درس حدیث و فقه و وعظ میفرمود و کتاب جواهر الاسرار
در علم صوفیه که مشتمل بر حقایق و معارف است تصنیف حضرت وی است و حضرت غوث صمدانی
کتاب فتوح الغیب بجهت وی تصنیف فرموده است وفات آنجناب در سال پانصد و هفتاد و
سه هجری است **قطعه از مؤلف**

شیخ شرف الدین چو رفت اندر جنان	سال وصل آن شه عز و کمال	کن رقم مسعود سید پیشوا
متقی پاک هم سال وصال		

شیخ صدقه بغدادی

قدس سره کنیت وی ابو الفرج و نام پدر وی یسین است مقیم بغداد بود و همیشه
در محفل خلد منزل غوثیه حاضر بوده مستفید گشتی **نقل است** که روزی شیخ صدقه بحالت سکر
و جذب سخنی بر زبان آورد که بظاهر خلاف شرع شریف بود لهذا علمای دین متین بمخالفت
وی برخاستند و دعوی اش پیش خلیفه بغداد بردند خلیفه شیخ را طلب کرده باتفاق علما
حکم داد که شیخ را تازیانه زنند چون جناب مستعد آن شد که شیخ را تازیانه زنند و جامه از بدن مبارک شیخ برآوردند

خادم شیخ که حاضر الوقت بود فریاد برآورد و چند بار لفظ واشیخاه واشیخاه بر زبان راند شیخ روی بسوی آسمان کرد و لبها بجنبانید فی الحال دست ضارب خشک شد بظهور اینمعنی چنان هیبتی بر خلیفه و امرای دربار مستولی شد که دست از شیخ بداشتند و با عزاز و اکرام رخصت نمودند چون شیخ از آنجا خلاص یافت و بخدمت حضرت غوث الاعظم حاضر گردید فرمود که چون خادم تو فریاد برآورد من شنیدم و بمدد تو پرداختم وفات شیخ صدقه در سال پانصد و هفتاد و سه هجری است و مزار پر انوار در بغداد است قطعه از مولف

امام جهان صدقه پیر کبیر	فدا کرد در عشق حق جان و تن
دگر صدقه صادق امام زمن	تو سردار حق سال وصلش بگو

شیخ ابو عمر صریفی قدس سره

نام وی عثمان است از اعاظم خلفای حضرت غوث الاعظم بود و در فقر و تجرید و تفرید یگانه روزگار و میفرمود که چون اراده جاذب حقیقی مقتضی آن شد که این بنده را بجانب خود کشد باعث بران شد که شبی در صریفین بخانهٔ خود در روی سوی آسمان کرده پشت افتاده بودم دیدم که پنج کبوتر در هوا پرواز میکنند یکی از ایشان میگفت سبحان من عنده خزائن کل شئی وما ننزله الا بقدر معلوم و دیگر میگفت سبحان من اعطی کل شئی خلقه ثم هدی و سیوم میگفت سبحان من بعث الانبیاء حجة علی خلقه وفضل علیهم محمد صلی الله علیه وسلم و چهارم میگفت کل ما فی الدنیا باطل الا ما کان لله ورسوله و پنجم گفت یا اهل الغفلة من مولاکم قوموا الی ربکم رب کریم یعطی العطاء الجزیل ویغفر الذنوب العظیم چون آواز ایشان شنیدم بیخود گشتم و وقتیکه بخود آمدم دنیا و آنچه در دنیا است از دلم رفته بود شب در بیقراری و اضطراری بگذرانیدم چون بامداد شد با خدا تعالی عهد کردم که خود را تسلیم شخصی کنم که مرا با خدا رساند از جای خود روانه شدم و نمی دانستم که کجا میروم ناگاه پیری روشن ضمیری در راه پیش من ظاهر شد و گفت السلام علیک یا عثمان جواب سلام گفتم و پرسیدم تو کیستی و نام مرا چگونه دانستی فرمود من خضرم و از خدمت شیخ عبد القادر گیلانی می آیم و وی مرا فرمود که دوش مردی در صریفین جذبه حق رسید و بدرگاه حق قبول شد و او با خدا عهد بسته است که خود را تسلیم شخصی کند که او را با خدا رساند او را پیش من بیار پس آمدم که ترا بخدمت وی برم چون این شنیدم از غایت شادی مدهوش گشتم چون بهوش آمدم خود را به بغداد دیدم و شادان و فرحان بخدمت حضرت غوث الاعظم حاضر آمدم چون مرا دید گفت مرحبا ای مجذوب خدا

وی ابو عمر زنده باشد که خدا تعالی ترا مریدی دهد که نام وی عبدالغنی بن نقطه بود و صاحب تصانیف
باشد و بسیاری از اولیاء الله بارادت وی مفاخرت کنند بعد ازان طاقیه خود بر سر من نهاد و کرامت
آن بدماغ من رسید و عالم ملکوت بر من منکشف شد شنیدم که تمام عالم در حیز عالم است تسبیح
حق سبحانه و تعالی باختلاف لغات میگفتند از وقوع آن نزدیک بود که عقل من زایل گردد حضرت
غوث پاره پنبه که در دست داشت بر من زد تا عقل بر قرار بماند بعد ازان چندماه در خلوت نشاند
و کار من بتکمیل رسانید بعد از سی سال عبدالغنی ابن نقطه پیش من آمد و خرقه یافت از خلفاء من شد
و ابن نقطه پیش از رسیدن من همچنان بود که شیخ فرموده بود **وفات حضرت ابو عمر عثمان**
در سال پانصد و هفتاد و پنج هجری است **قطعه از مولف**

ابو عمر آن مخزن نور خدا	تافت چو پاک دلش نور هدی	سال وصلش گو عمر انور بخوان
نیز فرما مطلع او ...		

و حضرت شیخ محمد الاوانی المعروف با بن القاید قدس سره از اکمل مریدان
و خلفاء کاملین حضرت غوث الاعظم است صاحب کرامات و مقامات و از بزرگان صوفیه بود
و در فتوحات مکی مذکور است که حضرت غوث الاعظم در باب وی فرمودی که محمد ابن القاید از منفردین است
و منفردین جماعتی اند که از دائره قطب خارج اند و خضر علیه السلام هم از ایشان است و رسول
صلی الله علیه و سلم هم پیش از بعثت از ایشان بود و حضرت ابن القاید فرمود که همه چیز
را پس گذاشتم و روی بحضرت حق آوردم ناگاه پیش روی خود نشان پایی دیدم
مرا غیرت در گرفت و گفتم پیش از من این نشان قدم کیست که هیچکس پیش من پای نیست گفتند این
نشان قدم نبی تست صلی الله علیه و سلم پس غبار این تشکیک یافت وفات شیخ در سال پانصد و هفتاد و شش
هجری است **قطعه از مولف**

چون محمد زین جهان پر فنا	گشت در فردوس عالی جو کام	رحلتش سردار عالی شد عیان
نیز شد روشن محمد آفتاب		

شیخ ابو السعود بن شبلی قدس سره وی نیز از اصحاب جناب غوث الاعظم است صاحب کرامات عالیه و مقامات
جلیله بود و در فتوحات مکیه مذکور است که روزی شیخ ابو السعود بر کنار دجله بغداد گذر کرد و در دل
گذرانید که آیا حضرت حق را بندگان باشند که در میان آب بتی پرستند و هنوز این خطره تمام نشده
بود که آب بشگافت و شخصی از آب سر برآورد و گفت ای ابا السعود خدا تعالی را مردان هستند

که چون در آب عبادت میکنند و من از ایشانم و من مردی بودم از قائم بکربیت که بر کنار دجله است حق تعالی مرا مامور کرد که از شهر برایم و در آب عبادت کنم چرا که مقدر است که بعد از پانزده روز در بکربیت حادثهٔ عظیم بظهور آید و حق تعالی مرا از آن حادثه نگاه داشت این بگفت و باز در آب فرو رفت چون پانزده روز گذشتند حادثهٔ عظیم در بکربیت بوقوع آمد و آفت عظیم بر سکنای بکربیت رسید و جماعتی بسیار کشته شدند نقل است که شیخ ابوالسعود را مرحبا از حق رسیدی که روز ترک کرده طعام مکلف خوردی و لباس فاخره پوشیدی روزی شخصی پیش وی آمد و دستاری بیش بها که به دو صد دیناری ارزیدی بشیخ دید و گفت که این اسراف است که خلاف حکم قرآن است دستار که از قیمت آن دو صد درویش را جامه توان ساخت که درویش چرا بر سر بندد شیخ از خطرهٔ وی بر باطن آگاه شده فرمود ای فلان بستان این دستار را از خود بر سر بند اگر بخواهی ببر و بفروش برای درویشان طعام بخر الحاصل دستار شیخ گرفت و ببازار رفت تا بفروشد سوداگران راست کرده بود چون سوداگر شیخ آن دستار بدید بر سر خود بست تعجب شد شیخ فرمود که چه تعجب میکنی ای فلان کسی که حاضر است بپرس که این دستار از کجا آورده است درویش حال آن از مرد دستار پرسید گفت که در سال گذشته من در کشتی بودم باد مخالف برخاست نذر کردم که اگر بسلامت از کشتی برآیم دستاری خوش عمده بشیخ ابوالسعود هدیه کنم اکنون که مدتیست که در بغداد دستار عمده طلب میکردم نمی یافتم امروز همین وقت این دستار بر فلان دوکان دیدم خریدم و بخدمت شیخ آوردم گفت ای فلان دیدی که این دستار را من خود بر سر نبسته ام دیگری است که می بندد و وفات شیخ در سال پانصد و هفتاد و نه هجری است قطعه از مولف

شیخ دین رهبر پیر عالمگیر	بوسعود آنکه بود زبدهٔ حق	عاشق حق بگو رحلت او	هم شه بوسعود زبدهٔ حق

شیخ حیات حرانی قدس سره از اعاظم خلفا و اکمل مریدان حضرت غوث الاعظم صاحب کرامت و خوارق و کبار مشایخ وقت خود بود و شیخ ابوالحسن قریشی میفرماید که دیدم چهار شیخ اند که در قبور مثل احیا تصرف میکنند یکی شیخ معروف کرخی دوم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سوم شیخ عقیل منبجی چهارم شیخ حیات حرانی و صاحب سفینة الاولیا میفرماید که شخصی از صلحای حران نقل کرده که من از زمین در کشتی نشستم چون بمیان دریا بند رسیدم

باد مخالف برخاست و موج عظیم ظاهر شد و کشتی بشکست من بر تخته باندم و موج دریا مرا بخشکی انداخت و در بیابان بسیار گشتم هیچ آبادانی ندیدم ناگاه در راهی مسجدی دیدم کهنه چون اندرون رفتم ملاحظه کردم که چهار کس حسین و جمیل و با هیبت نشسته اند قریب ایشان رفتم و سلام گفتم جواب سلام گفتند و احوال من پرسیدند هر گذشته خود بیان کردم و تمام روز نزد ایشان بگذرانیدم چون شب شد شیخ حیات حرانی در آنجا آمد و سلام گفت هر چهار کس باستقبال وی برآمدند و اندرون مسجد بردند و باتفاق همدیگر بنماز ایستادند چون نماز عشا تمام شد هر یک از پنج کس باز در نماز علیحده علیحده ایستادند و تا طلوع صبح در نماز بودند بعد از آن شنیدم که شیخ حیات در مناجات درآمده میگفت یا حبیب التائبین و یا انیس العابدین و یا قرة عین الزاهدین و یا محبوب العاشقین بعد از آن بگریست گریستنی سخت و انوار ظاهر شدن گرفت چنانچه آن مکان تمام روشن شد من بعد نماز صبح ادا کردند و شیخ حیات از مسجد بیرون برآمد و آن چهار کس مرا گفتند که در عقب شیخ برو و بمنزل خود خواهی رسید برفتم و دیدم که زمین بیابان و دریا و کوه ها همون در زیر پای وی از دیده میشدند و در اندک زمان بحران رسیدم بوقتیکه مردمان هنوز در خواندن نماز فجر مشغول بودند وفات شیخ حیات در سنه

پانصد و هشتاد و یک هجری است قطعه از مولف	چون سفر کرد از جهان فنا
در جنان مهدی زمانه حیات	رحلتش شیخ حیات بگو / هم بخوان مهدی زمانه حیات

شیخ ابو عبد الرحمان عبد الله فرزند سعادتمند حضرت غوث الاعظم است اکتساب علوم صوری و معنوی از خدمت والد بزرگوار خود کرد و محدث عظیم و عالم ذوفقیه بوده است و در علوم ظاهری و باطنی در وقت خود ثانی نداشت وفات وی در بیست و هفتم ماه صفر سال پانصد و هشتاد و هفت هجری است و مزار پر انوارش در بغداد است و وی را دو پسر بودند شیخ ابو محمد بن عبد الرحمن دوم شیخ ابو محمد عبد القادر که کنیت و نام ایشان موافق جد بزرگوار است و این هر دو حضرات کسب جمیع علوم از والد ماجد و عم خود شیخ عبد الرزاق کرده عالم و عامل کامل شدند قطعه از مولف

چو از دنیا بفردوس برین رفت	شه اهل یقین مقبول رحمان	بجستم سال ترحیلش ز هاتف	بگفتا مه مبین مقبول رحمان
دگر باره بسال ارتحالش	عیان شد ماه دین مقبول رحمان	ایضاً ... جنت شد ز دنیا فانی	شه دین وی زمین مقبول رحمان

بتاریخ وصالش گفت سرور | اکمل الدین محبوب جهان ۶۰۶ | حضرت سید شمس الدین عبد العزیز

قدس سره کنیت وی ابوبکر است پسر والاگوهر حضرت غوث الاعظم و در علوم ظاهری و باطنی شاگرد و مرید پدر بزرگوار خود است و نصیب وافر از خوان نعمای والد بزرگوار خود یافت و بعد از ان بجانب سیما بعزیمت فرمود و چندی در آنجا متوطن شد و همانجا برحمت حق پیوست وفات وی در سال پانصد و هشتاد و نه هجری است قطعه از مولف

سید زیب سجاده عالی مرتبت | مرشد حق حق ناحق بین عزیز ۵۸۹
رحلتش محبوب عالم گفته اند ۵۸۹ | نیز شد روشن شمس الدین عزیز ۵۸۹

شیخ ابو مدین مغربی قدس سره نام وی شعیب ابن حسن یا حسین است مرید و خلیفه شیخ ابو یعزای مغربی و پیر شیخ محی الدین ابن العربی است و از جمله مشایخ زمین مغرب صاحب کشف و کرامت و خوارق بود و در ولایت درجه بلند و مقام ارجمند داشت و از جناب غوثیه فائده عظیم و فیض تام حاصل نمود نقل ست که روزی شیخ ابو مدین در بعضی از دیار مغرب گردن خود خم کرد و گفت اللهم انی اشهدک واشهد ملائکتک انی سمعت و اطعت اصحاب وی پرسیدند که سبب این چه بود فرمود که حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی در بغداد کلمه قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله بر زبان آورده و جمله اولیاء الله حسب الحکم حقانی گردنهای خود بزیر قدم محبوب سبحانی خم کرده اند من هم تعمیل حکم الهی کردم و عارف نامی عبد الرحمان جامی در نفحات الانس آورده که روزی شیخ ابو مدین مغربی برکنار دریا گذشت جماعتی از کفار وی را اسیر کردند و محبوس کرده بر کشتی بردند و جماعه دیگر از مسلمانان هم بران کشتی ماخوذ و اسیر بودند چون شیخ در کشتی قرار گرفت کفار بادبان کشتی برکشیدند تا روانه شوند هر چند جهد کردند کشتی از آنجا نجنبید ایشان را الیقین کلی شد که توقف کشتی بواسطه این درویش است شیخ را رها کردند شیخ فرمود نمیروم تا همه مسلمانان را رهائی نکنید کفار از سبب لاچار شده همه مسلمانان را رخصت دادند چون کشتی از اهل اسلام تهی شد روانه گردید وفات شیخ در سال پانصد و نود هجری است قطعه از مولف

شیخ بو مدین شعیب مغربی | آن امام زاهد و هادی شعیب ابن حسن ۵۹۰
هست تاریخ وصال آنجناب | دین پناه شهره دور زمن
سید طیب ابو مدین شعیب ۵۹۰ | هست سال وصل آن فرخنده تن
هم رقم کن معدن نور یقین ۵۹۰

سال ترحیلش اگر خواهی من ای یا شیخ تاج الدین عبدالرزاق قدس سره بیت

وی عبدالرحمان وابو الفرج فرزند سعادتمند حضرت غوث الاعظم وشاگرد والد ماجد خود است
و در ولایت و امامت درجات عالیه ومقامات بلند داشت و مفتی عراق بود و در علوم دینی از
همه علمای عصر گوی سبقت برد و کتاب جلاء الخواطر که ملفوظ حضرت غوث الثقلین است وی
جمع کرده است و از وی منقولست که روزی والد من حضرت غوث الاعظم برای
نماز جمعه بیرون آمد و من با دو برادر همراه آنجناب بودم ناگاه دیدم که سه بار خمر بر دواب بار
کرده برای خلیفه بغداد می آمدند و سرهنگان محافظ همراه اند چون بوی خمر غماز خمر است حضرت
والدم را معلوم گشت که در وی چیست بسرهنگان آواز داد که بایستید ایشان نایستادند
بلکه دواب را بتعجیل راندن آغاز کردند چون سرهنگان ایستاده نشدند حضرت غوثیه بدواب
مخاطب شده فرمود که ای دواب بفرمان خدا تعالی بایستید فی الحال ایستاده شدند هرچند
سرهنگان میزدند از جا حرکت نمی کردند چون چنین بدید حضرت غوثیه بغضب تمام بسوی
سرهنگان نظر کرد همانوقت سرهنگان را قولنج بگرفت و بر زمین افتاده چون ماهی بی آب
می طپیدند و فریاد بر آوردند که ما توبه کردیم که باز نافرمانی شما نکنیم قولنج ایشان برطرف
شد و خمر مبدل بسرکه گشت چون این خبر بخلیفه رسید بخدمت آنحضرت حاضر آمده از جمیع
منهیات توبه کرد نقل است که روزی سید عبدالرزاق مردان غیب را در محفل حضرت غوث الاعظم
در هوا دیده بترسید حضرت غوث فرمود که جای خوف و هراس نیست که این مردان غیب اند
و تو نیز از ایشانی و در کتاب انیس القادریه بروایت شیخ ابوالمعالی صاحب تحفة القادریة
روایت است که حق تعالی بشیخ تاج الدین عبدالرزاق پنج فرزند دلبند عطا فرمود شیخ
ابو صالح شیخ ابوالقاسم شیخ عبدالرحیم شیخ ابو محمد اسماعیل شیخ ابوالمحاسن فضل الله شیخ سید
جمال الله قدس الله سرهم العزیز و منجمله این هر پنج حضرات شیخ جمال الله در صورت و حسن و جمال
بحضرت غوث الاعظم بسیار مشابهت داشت و حضرت غوثیه را با وی بسیار محبت و رغبت
خاطر بود چنانچه بدعای آنجناب شیخ جمال الله را عمر دراز نصیب شد و تا امروز زنده و
حیات است و سیاحت اکثر اسفار دارد و سکونتش اکثر در دیار سمرقند و غیره میباشد

و سید محمد مقیم صاحب تجره وغیره بسیاری از اولیاء الله مریدان وی اند وفات
حضرت تاج الدین عبدالرزاق در سال پانصد و نود و پنج ہجری است قطعه از مولف
شد ز دنیا چو به بهشت برین والی شرع حبیب تاج الدین کاشف صدق ۵۹۵ سال وصلش گو نیز سید حبیب ۵۹۵ تاج الدین

شیخ سید ابوالفضل محمد قدس سره فرزند دلبند حضرت غوث الاعظم است و علوم ظاہری
و باطنی از والد ماجد خود کسب نمود و در بغداد بسال ششصد ہجری وفات یافت مزار پر انوارش
در بغداد است قطعه از مولف

سید بو الفضل فضل اہل فضل	بود فرزند علی آل نبی	
میر فردوس است سال رحلتش ۶۰۰	ہم بخوان سرور محب متقی ۶۰۰	ایضاً محمد ابوالفضل فضل جهان
شه اولیا فخر ارباب علم	چو رفت از جهان سال وصل از خرد	ندا شد بگو بود مهتاب علم ۶۰۰

شیخ سید ابو زکریا یحیی قدس سره ولد حضرت غوث الاعظم است و اکتساب علوم فقه
و حدیث از والد بزرگوار خود نموده فاضل و کامل و عالم عامل و مقتدای زمانه گشت ولادت
وی در ششم ماه ربیع الاول سال پانصد و پنجاه و دو وفات در شب برات سال ششصد ہجری
است و مزار پر انوار وی در بغداد متصل مقبره مقدسه برادرش شیخ عبدالوہاب است قطعه از مولف

شیخ زکریا ابو یحیی که بود	شاه عالم قرة چشم علی	همچو مه چون بعالم جلوه گر
سال تولیدش بگفتم متقی	بهر سال انتقالش گفت دل	عارف حق سید طیب ولی ۶۰۰

سید سیف الدین عبدالوہاب قدس سره وی بزرگترین فرزندان حضرت
غوث الاعظم است و بر سجاده حضرت غوث الثقلین بہدایت خلق مشغول شد و در مدرسه
معلی وعظ میفرمود و از وی منقول است که وقتی در بلاد عجم مسافر بودم و بعد حصول علوم
به بغداد آمدم و از والد ماجد خود اذن خواستم که در حضور ایشان وعظ گویم رخصت دادند بالای
منبر بر آمدم و انواع علوم و مواعظ بیان کردم ہیچکس را در دل اثر نه کرد و آب از دیده بر نیامد
اہل مجلس از حضرت والد درخواست کردند که وعظ فرمایند من فرود آمدم و حضرت ایشان بر منبر
بر آمده فرمود که صبر یکساعت است که از بنده در وقت نزول بلا بوقوع آید از استماع این کلمه
از اہل مجلس فریاد و فغان برخاست چون مجلس موقوف شد از ظهور این معنی پرسیدم فرمود که تو
ہنوز مشکلم ہستی بخود و من متکلم بغیر و ولادت حضرت سید عبدالوہاب ماه شعبان سال پانصد و دوازده

و وفات بیست و پنجم ماه شوال سال ششصد و سه هجری است و حضرت وی دو پسر داشت
یکی ابومنصور عبدالسلام دوم شیخ ابوالفتح سلیمان که در وقت خود عالم و عامل و شیخ کامل و ذوفنون بود

شاه سیف الدین شه هر دو سرای ۶۰۳ | پادشاه و سید روے زمین
تاج حق فرما و هم مهتاب دین ۵۱۱ | گفت سیف الدین میر حق خرد ۶۰۳
مقتدای اولیا گو وصل او ۶۰۳ | عالم اسرار دان با صد یقین ۶۰۳
سال تولیدش بشیر آمد عیان ۵۱۱ | ارتحال آن شه دنیا و دین
شیخ بونصر موسی قدس سره

آخرین فرزند حضرت غوث الاعظم است و تحصیل علوم بخدمت والد خود نموده عالم عامل و
عارف کامل و فقیه و محدث شد و از بغداد به دمشق رفته متوطن شد و همانجا وفات یافت ولادت
وی در سلخ ربیع الاول سال پانصد و سی و نه و وفات بشب غره جمادی الآخر سال ششصد و هژده

هجری است قطعه از مولف
حضرت بونصر پیر باکمال | رهبر عالم شه روے زمین
شد ز دل مفتاح تولیدش عیان ۵۳۹ | صاحب تولید و هم سرور دین ۵۲۹
رحلتش بونصر مقبول انام ۶۱۸ | نیز شد پیدا ز مهتاب یقین ۶۱۸
شیخ موفق الدین مقدسی قدس سره نام وے

عبدالله بن محمد بن احمد بن قدامة الحنبلی است صاحب تصانیف و مقامات بلند جامع علوم
ظاهر و باطن مرید و شاگرد حضرت غوث اعظم است وفات وی در سال ششصد و بست و دو

هجری است قطعه از مولف
چو آن شیخ موفق بن محمد | که در چشم دو عالم بود منظور
سفر ورزید زین دنیا سوئے خلد | بتاریخش بگو نور علی نور ۶۲۲
شیخ ابو اسحاق و ابراهیم

قدس سره فرزند ارجمند حضرت غوث الثقلین است قدوة اولیا و اکمل اتقیا بود و کسب
علوم ظاهر و باطن از پدر بزرگوار خود نمود و خلق کثیر از فیض صحبت وی بکمال حال و قال رسید
تفکر و سکوت بر مزاج حق افتراح وی غالب بود و زهد و ورع بمرتبه کمال داشت و از فرط حیا
و شرم پروردگار خود تا سی سال سر بالا نه کرد ولادت وی در سال پانصد و بیست و هفت
و وفات بششم ماه شوال سال ششصد و بیست و سه هجری است مرقد پاک وی نزدیک
مزار والد شریف وی است تاریخ از مولف

سید ابراهیم پیر رهنما | حامی دین پیشوای هر جهان
کاشف دین نبی تولید اوست ۵۲۷ | رحلتش دان کاشف عالی مکان
چون ابی اسحاق ابراهیم دین | یافت در جنت بفضل حق مکان
ایضاً از مولف
سال ترحیلش ح پشتم از خرد

گفت ابراهیم نور حق بخوان ۶۷۳

شیخ صدر الدین قونوی کنیت وی ابو المعالی است

و بهترین مریدان حضرت غوث الاعظم است جامع بود میان علوم ظاهری و باطنی و عقلی و نقلی و فقه و حدیث و زهد و تقوی و ریاضت و مجاهده مولانا قطب الدین علامه شیرازی در حدیث شاگرد وی است و کتاب جامع الاحوال را بخط خود نوشته پیش وی می خواند و بآن افتخار میکرد و شیخ موید الدین جندی و مولانا شمس الدین ایکی و شیخ فخر الدین عراقی و شیخ سعید الدین فرغانی و دیگر اولیاء کرام در صحبت وی مستفید و مستفیض مانده اند و با شیخ سعد الدین حموی و مولانا جلال الدین رومی بسیار صحبت داشت **وفات** وی در سال ششصد و [illegible] هجری

قطعه از مولف

صدر دین صدر اولیای کرام ◦ مرشد و مقتدای اهل یقین

دل بسال وصال آن حضرت [illegible] ◦ شیخ عالیجناب دین نبی

ایضا از مولف

گفت عقل صدق صدر الدین ◦ شاه عالم جناب صدر الدین

گفت سرور بسال ترحیلش ◦ هادی آفتاب دین نبی

حضرت شیخ محی الدین ابن العربی

قدس سره العزیز نام اصلی وی محمد و نام پدرش علی بن محمد عربی است صاحب مقامات ارجمند و درجات بلند قطب زمانه و وحید یگانه هادی طریقت و مقتدای حقیقت عارف معرفت بود و در وحدت وجودی کلام عالی داشت و مشایخ صوفیه او را امام موحدان و در تصانیف خود ها نوشته اند و نسبت خرقه وی بواسطه شیخ ابو محمد یونس قصار هاشمی بحضرت غوث الاعظم رضی الله عنه میرسد و بعضی بر آنند که بیواسطه مرید حضرت غوث الثقلین است و نسبت دوم وی در خرقه بیک واسطه بحضرت خضر و نسبت ثالث بیواسطه بحضرت خضر علیه السلام قایم میگردد و در اصطلاحات کاشی نوشته است که شیخ محی الدین عربی در کتاب خود ذکر کرده است که خرقه تصوف از دست ابو الحسن علی بن جامع پوشیده ام و او از خضر علیه السلام و در مناقب غوثیه شیخ محمد صادق شیبانی قادری میفرماید که علی بن محمد پدر شیخ محی الدین عربی اول محض لاولد بود تا آنکه عمرش به پنجاه سال رسید هیچ اولاد نشد آخر بامید حصول اولاد مستمد حضرت غوث الاعظم حاضر شد و استدعای دعا کرد حضرت غوث دست بدعا بدرگاه کبریا برداشت هاتف غیب آواز داده که در قسمت این سایل اولاد نیست مگر آنکه شخصی دیگر از اولاد خود حصه بود وی عطا کند لهذا حضرت غوث الاعظم پشت خود

پیشت علی بن محمد مس کرده فرمود که هنوز در صلب یا یک فرزند باقی بود ما به تو بخشیدیم حالا که آن فرزند در صلب تو شد و در خانه تو تولد خواهد شد ما نام او محمد کردیم و لقب او محی الدین باشد لقب خویش بفر سا ختیم و در اولیا امت نبوی درجه عظیم و رتبه اعلی خواهد یافت شیخ علی بعد عطاء این عطیه عظمی از خدمت حضرت غوثیه ترخیص یافت و بهمان شب زنش حامله شد و بعد نه ماه محی الدین بن عربی تولد گشت و پدرش او را بخدمت حضرت غوث الاعظم حاضر آورد آنحضرت بنظر محبت بر روی وی نظر فرمود و گفت این پسر با سعادت ان شاء الله در زمانه قطب یگانه خواهد شد و صاحب تصانیف عالی او بهمه در توحید الٰهی که تا حال هیچ موحد بانکشاف آن نپرداخته این طفل ظاهر خواهد ساخت چنانچه صاحب نفحات الانس مینویسد که تصانیف شیخ محی الدین ابن العربی از پانصد کتب زیاده است و فتوحات مکی از اشهر ترین تصانیف وی است

نقل است که روزی شیخ محی الدین ابن العربی را با شیخ شهاب الدین سهروردی قدس سره العزیز اتفاق ملاقات افتاد هر دو حضرات والا درجات بی آنکه از زبان گوهر افشان ایشان کلامی بوقوع آید در یکدیگر نظر محبت و اتحاد کرده از همدیگر مفارقت کردند خدام حضرت شیخ شهاب الدین باعث آن پرسیدند فرمود که محی الدین ابن العربی دریای حقایق است و کان دقایق سخن با او در چشم است نه بزبان و بدل است نه بیان **ولادت** وی در مرسیه از بلاد اندلس شب دوشنبه هفدهم رمضان سال پانصد و شصت هجری **و وفات** در شب جمعه بیست دوم ربیع الآخر سال ششصد و سی و هشت در دمشق است و قبر در جبل قاسیون که بصالحیه شهرت دارد واقع است و بعضی مورخان سال وصال وی ششصد و سی هشت نیز گفته اند از مؤلف

محی دین پیر زنده دل والا
نیر جو پیش ز صاحب التوحید
باز تاریخ وصل آنحضرت
ایضاً

هادی سالکان این زمین
عارف ... بخوان الیقین
کن رقم آفتاب محی الدین
ابن عربی راسر شرع رسول

هست سال ولادتش نعمت
عقل فرمود صاحب الارشاد
هم عیان گشت هاد تحقیق
... دین احمد محی دین

صاحب کشف مهدیست بیقین
سال ترحیل و نقد زرین
سال توصیل آن شیخ محی دین
گشت سرور سال رحلتش عیان

از رشته احسن محمد محی دین

شیخ محمد حیات ابن احمد الاجوهی قدس سره مرید شیخ عبدالله رباطی است و شیخ عبدالله از اعاظم خلفای حضرت غوث الاعظم است جامع بود میان علوم ظاهر و باطن و سخاوت

با هیبت و مروت و خلق و حیا و صاحب بهجة الاسرار می‌فرماید که شیخ محمد حیات خوش‌رو و خوش‌خو و خوش‌گو
بود و مستجاب الدعوات **بیت** روی خوش خوی نکو چون دوست میدارد خدا خرّم آن کو را
بود روی نکو خوی نکو **وفات** وی در سال ششصد و پنجاه و هشت هجری است از مؤلف

بُد احمد محمد آن مه دین	کرد رحلت چو زین جهان بوطن	از فلک سال انتقال او	گشت روشن که ماه نور روشن

حضرت امام عبد الله یافعی قدس سره نام پدر وی سعد یافعی است کنیت وی
ابو السعادت و لقب عفیف الدین اصل وی از یمن است و تا عمر خود در حرمین الشریفین توطن
اختیار کرد شافعی مذهب صاحب خوارق و کرامت و تصانیف و جامع علوم ظاهری و باطنی
از کبار مشایخ وقت خود بود و نسبت خرقه وی بچند واسطه بحضرت غوث الثقلین میرسد
در اکثر تصانیف خود مثل تاریخ یافعی و کتاب روضة الریاحین و نشر المحاسن و غیره باحوال خوارق
و کرامت حضرت غوث الاعظم تحریر میفرماید و کمال اعتقاد و اخلاص بجناب غوثیه داشت **نقل است**
که چون حضرت سید جلال الدین مخدوم جهانیان وارد مکه معظمه شد امام یافعی برای حصول نعمت
سلسله چشتیه او را بدهلی بخدمت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی فرستاد وی حسب الهدایت
بدهلی رسیده بمطلوب فائز شد **وفات** وی بروز شنبه بیست و یکم جمادی الآخر سال هفتصد
و پنجاه و هشت یا هفتصد و شصت هجری است و مزار وی در مکه معظمه متصل قبر خواجه فضیل عیاض است از مؤلف

آن امام یافعی نور اله	بود اندر مکه یک قطب آگه	اهدل مخدوم سال او بگو نیز	کاشف نامی امام یافعی

شاه نعمت الله ولی قدس سره از عظمای مشایخ قادریه است خوارق عظیم از آنحضرت
بظهور آمده اند و نسبت آبای آنجناب بقول صاحب تشریف الشرفا بدینصورت بحضرت غوث
منتهی میشود که شاه نعمت الله بن سید ابو بکر بن سید شاه انور بن سید [illegible] ابراهیم بن سید جعفر بن سید محمد
بن سید بهاء الدین بن سید داود بن سید ابو العباس احمد بن سید حسن بن سید موسی بن سید
علی بن سید محمد بن سید [illegible] بن سید صالح بن ابی صالح نصر بن سید عبد الرزاق بن حضرت
غوث الاعظم بود و همه بزرگان وی از اولیاء الله اند دست بدست بزرگان [illegible]
و صاحب تواریخ فرشته میفرماید که چون فیروز شاه بهمنی در حق احمد خان [illegible]
[illegible] گرفت [illegible] شاه آگاه شد [illegible] شاه [illegible]

صورت پذیر نمیشد روزی در عین معرکه جنگ در خواب دید که شخصی بصورت و سیرت نیکو آمده
تاج دوازده ترکی برنگ سبز بر سر وی نهاد و ببادشاهی دکن بشارت داد و همان ایام
بجای فیروز شاه بادشاه شده سهر چتری چون آوازه مشیخت شاه نعمت الله عالمگیر شد احمد شاه
شیخ حبیب الله جنیدی را با تحفه های بسیار بخدمت جناب فرستاد و طلب دعا نمود و التجا
آورد که فرزند خود را بهدایت این ملک روانه فرماید شیخ هدایای بادشاه قبول کرده تاج سبز
دوازده ترکی باتفاق شیخ قطب الدین خلیفه و شاه نور الله بن خلیل الله نبیره خود نزد احمد شاه
فرستاد احمد شاه بمجرد رسیدن بشناخت که این همان شیخ است که در خواب دیده تاج بر سر نهاد
و این همان تاج است او از شاه نور الله کرده دختر خود بوی داد وفات شاه نعمت الله
بقول صاحب تواریخ فرشته در سال هشتصد و سی و چهار در کوه کیکلی و همچنین است از مولف

ز سلطان الحق ولی آن شه	ابجد سال وصلش جلوه گر شد	چو آن سید شه عالی نعمت	ز دنیا نعمت حق یافت و قلد

شیخ بهاء الدین جنیدی قدس سره

شیخ بهاء الدین جنیدی قدس سره صاحب کمالات و برکات جامع کشف
و کرامات بود اصل او از جنید است که قصبه ایست از مضافات سرهند [illegible] عالی رکی از
ملوک هند نوقد آن دیار رفته متوطن شد سلسله علیه قادریه شطاری بود و اورا حال استغراق
را بجهه علیه ذکر حق چنان ذوق و حالت دست داده بود که نزدیک بود بانزهاق روح میرسید بلکه آخر در
همان حالت ذوق وصال حق یافت و وی در سلسله قادریه مرید صاحب اجازت بود و از
مریدان شیخ احمد تقی کلی رحمة الله علیه وفات وی بقول صاحب معارج الولایة در سال نهصد
و بیست و یک هجری است از مولف

شیخ روشن ضمیر بهاء الدین	ماه فرد و مهر برج کمال	رفت چون از جهان بخلد برین
۹۲۱ هاتف شرع بهر او ارتحال		

سید محمد غوث گیلانی الحسنی الحلبی الاوچی قدس سره

از اعاظم مشایخ و اکابر اولیاء [illegible] است [illegible] شیخ حسب آبائی بود و جانشین و خلیفه
[illegible] و اولیاء [illegible] حضرت [illegible] است و نسب آبائی کرام وی [illegible] بامی
[illegible] غوث الاعظم [illegible] محی الدین عبد القادر جیلانی قدس الله سره [illegible] اسامی سید
[illegible] شمس الدین گیلانی بغدادی حلبی بن [illegible] شاه میر [illegible]
[illegible] ابو العباس احمد بن [illegible] الدین [illegible]

صوفی بن سید السادات سید عفیف الدین عبد الوهاب بن شیخ السادات والارضین
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله تعالی عنه صاحب عظمت وکرامت وابهت وجلالت
وولایت بود وسطوتی ظاهر وعظمتی باهر داشت ودر سخاوت وشجاعت مشهور بود واقف معقول
ومنقول سید اصغر علی گیلانی صاحب شجرة الانوار میفرماید که از بزرگان حضرت سید
محمد اول سید ابو العباس احمد بن سید صوفی مع برادر خرد خود سید ابو سلیمان احمد که سلسله
شیخ سلیم چشتی در طریقه قادریه عالیه بوی منتهی است در هنگامه هلاکو خان وقتل عام وتاراج بغداد
از بغداد برآمده بروم تشریف برد وبعد انطفای آتش فساد هلاکو خان از آنجا در شهر حلب که در
اقلیم شام ومملکت روم واقع است رفته توطن ورزید تولد سید محمد غوث نیز در حلب بوقوع آمد
ودر عنفوان شباب بقدم تجرید بسیر معموره عالم پرداخت ودر ربع مسکون از ممالک
هندوستان وسنده وخراسان وترکستان وعرب وعجم سیر کرد وچند بار بزیارت وطواف
حرمین شریفین مشرف گشت وچندی بلاهور در محله کوشنگران ومدتی در ناگور سکونت
ساخت ودر آنجا مسجدی تعمیر فرمود وبعد سیر اقالیم باز در حلب مراجعت بخدمت پدر بزرگوار
خود نمود وعرض کرد که خاطر این فقیر برای سکونت اقلیم هند بسیار راغب است اگر اجازت
شود در آن دیار توطن کنم فرمود که چندی تاخیر کن تا آفتاب عمر ما غروب گردد وبعد از آن
اختیار بدست تست پس چندی در حلب ماند وبعد وصال پدر عالیقدر از راه خراسان بملتان
آمد وبایمای غیب بمقام دل آرام اوچ سکونت ورزید وبهدایت خلق مشغول شد چنانچه
صاحب شجرة الانوار سال ورود آنجناب در اوچ هشتصد وهشتاد وهفت تحریر فرموده
در آن حال سلطان حسین میرزا بادشاه مرید آنحضرت شد ونیز سلطان سکندر لودهی بادشاه
دهلی از معتقدان آنحضرت گردید وبغایت مرتبه بندگی واخلاص بنسبت آنحضرت بهم رسانید
واز وجود مسعود وی باب فیض خاندان قادریه بر روی اهل هندوستان بکشاد وآنجناب
را بعالم شعر نیز میلی بود اکثر مناقب غوث الاعظم نظم میفرمود ودیوان اشعار نیز ترتیب داد
وقادری تخلص میکرد وترجیعات نیز دارد وعارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی باستماع خبر
فضایل آنجناب اشعارات تصنیف کرده خود بجانب آنجناب فرستاد ودر شجرة الانوار است که در

ایام مشیخت حضرت سید محمد قدس سره سلطان قطب الدین لنگاه در ملتان حاکم دیگ امیری
از امرای لنگاهیه بحکومت قصبهٔ اوچه مامور بود شبی سلطان قطب الدین لنگاه در خواب دید
که حضرت غوث الاعظم تشریف آورده فرمود که دختر خود را بنکاح سید محمد پسرم بده که سعادت
تو دارین است پس سلطان حسب الارشاد غوثیه دختر خود بی بی دلیس کسائین را بنکاح
آنحضرت داد اما از بطن عفت وی هیچ فرزندے بوجود نیامد بعد از آن سید ابو الفتح حسینی
که نسبت آبادی دهی بجهار واسطه بسید صفی الدین بانی مقام اوچه و همشیره زاده سید ابو اسحاق
گازرونی میران بادشاه لاهوری که اندرون مسجد نواب وزیر خان مغل آسوده است میرسید
دختر خود بی بی فاطمه بنکاح آنحضرت داد و از بطن عصمت آن معصومه سیده چهار پسر که اختر
بزرگترین پسران سید عبد القادر ثانی دوم سید عبد الله ربانی سیوم سید مبارک حقانی
چهارم سید محمد نورانی بوجود آمدند و منجمله هر چهار سید محمد نورانی لا ولد فوت شد و سید ابو الفتح
که مالک و اولاد بانی قصبهٔ اوچه بود زمین متعلقه اوچه بر هر چهار صبیه سعیده خود که در خانه خود داشت
تقسیم کرده داد و آباد شدے اوچ گیلانیان که علاحده از اوچ بخاریان است در زمین
حصه بی بی فاطمه زوجه محترمه حضرت سید محمد غوث بوقوع آمد و ابتدای حال آبادی قصبه
اوچه بدین نوع درج اخبار الاخیار است که چون سید ابو اسحاق گازرونی لاهوری بعد عطای
نعمت و خرقه خلافت بسید صفی الدین همشیره زاده خود او را از نزد خود رخصت فرمود و حکم داد
که بر اشترے سوار شود و هر جانب که آن شتر برود تو نیز برو و بجا یکه بنشیند مقام ساز و قیام
کن چنانچه سید صفی الدین همچنان بعمل آورد و چون بر سر زمین متصله آبادی سابقه مقام اوچ
رسید شتر بنشست پس همانجا بحکم پیر دستگیر خود توطن فرمود و آبادانی علیحده آباد ساخت
و شیخ ابو الفتح هم مرد متبرک و صاحب کرامت و عالی همت بود و در دعوت اسمای الهی
هم ید بیضا داشت و در تصرف جنیان و احضار ارواح او را دستگاهی تمام حاصل بود وفات
حضرت شاه محمد غوث بقول صاحب شجرة الانوار و تشریف الشرفا در سال نهصد و بست و سه
هجری ۹۲۳ مزار پر انوار بمقام اوچ مبارک است و صاحب شجرة الانوار تاریخ وفات وی از ماده محمد حسنی
بالا رفت بر آورده از مؤلف بفردوس برین چون کرد رحلت محمد غوث پیر سید دین

محمد شاه میران قطب اقطاب [۹۴۳]
دو بار از پیر زاهد دستگیر است [۹۴۳]
شوال رحیل آن شاه دین

چو تاریخ او با طرز نگین
وصال ما کی او باز نیز جبین [۹۴۳]
ز مخدوم عالم محمد عیان

دگر سلطان الحقیقی گو [۹۴۳]
ایضا چو شد ز جهان زرین [۹۴۳]

بسال رحلت آن شاه حق بین
جناب محمد امام زمان

میر سید شاه فیروز قدس سره

جامع علم و عمل و سیادت و نجابت و ریاضت و از سادات عظام گیلانی بود و در لاهور سکونت داشت اول جد بزرگوار وی بطریق سیر از بغداد بلاهور تشریف آورد و از اینجا در دهلی وغیره رفته بزیارت مقابر اولیای عظام و مشایخ کرام پرداخت بوقت معاودت باز بلاهور آمد و همین جا سکونت ورزید چون برحمت حق پیوست شاه فیروز بر مسند ارشاد و تدریس قیام فرمود و تمام روز بتعلیم علم طالب علمان و بتدریس ایشان پرداختی او بعلوم فقه و حدیث و تفسیر سبق دادی و از آغاز شام تا نصف شب بتوجه و تلقین ارباب معنی مشغول ماندی و بروز جمعه بعد از نماز جمعه تا نماز عصر بوعظ و نصائح مصروف بودی و خلقی کثیر بوسیله جمیله وی بکمال ظاهر و باطن رسیدند و بیعت آنحضرت بخدمت شاه عالم جد خود و وی را بخدمت شاه نواز الدین و وی را بخدمت شیخ احمد و وی را بخدمت شیخ حامد و وی را بخدمت شیخ عبد الرزاق و وی را بخدمت سید عبد الله گیلانی و وی را بخدمت احمد قادری و وی را بخدمت سید میر و وی را بخدمت سید مسعود و وی را بخدمت سید علی و وی را بخدمت سید صوفی و وی را بخدمت سید السادات عالیجناب سید عبد الوهاب نور الله مرقده ابن سید الکونین غوث الثقلین عبد القادر جیلانی بود وفات شاه فیروز در سال نهصد و سی و سه هجری است و مزار پر انوار در لاهور در تکیه ڈنڈی گران واقع است از مؤلف

چو از دنیا بفردوس برین رفت
ایضا شد چو از دنیا بفردوس برین

جناب سید شاه ... فیروز
... شاه

چو از دل سال ترحیلش بجستم
... تاریخش بگو [۹۳۳]

بگفتا سید شاه فیروز [۹۳۳]
نیز قطب الاصفیا فیروز شاه [۹۳۳]

مخدوم سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث حسنی حلبی اوچی قدس سره

صاحب کرامات ظاهره و برهان باهره بصفات کمالات موصوف و بعشق و محبت معروف صاحب خوارق و کرامت و الی اقلیم ولایت بود و ارادت بخدمت پدر بزرگوار خود داشت و از اشهر ترین کرامت و خوارق وی آن بود که هر شخصی که از کفار یا احدی از فساق و فجار بنظر فیض اثر وی میگذشت مشرف باسلام و تائب بتوبه نصوح میگشت و چون عهد ولایت

وارث حقیقی حضرت غوث الاعظم است لهذا بخطاب سید عبد القادر ثانی مخاطب گشت
صاحب اخبار الاخیار میفرماید که وی در عنفوان شباب بغایت تنعم و ترفه مینمود و باسباب
عیش و طرب التفات بسیار داشت تا بحدیکه چند بار شتر از آلات تغنی و مزامیر هر جا که میرفت
همراه می بردند و در آخر حال که بر سجادهٔ مشیخت قیام کرد اجتناب کلی از سماع و تغنی نمود مریدان
و طالبان را ازین امر بسیار منع و زجر میفرمود و اگر گاهی اتفاق می افتاد چندان گریه بیقراری
دست میداد که نوبت بانزهاق روح میرسید و ابتدای حالت جذبه وی آن بود که روزی در
بیابان آنجا شکار میکرد ناگاه دید که دراجی بصورت عجیب و آواز غریب مینالد و فریاد میکند درویشی
در آن بیابان میگشت میگفت سبحان الله روزی باشد که این جوان نیز از قلق محبت مولی
همچو این دراج نالد و فریاد کند چون سید از درویش این سخن بشنید تیری بود که بر نشانهٔ دل
وی نشست و حالتی دست داد که دل از همه تعلق ماسوی الله سرد گردید و روز بروز اسباب
جذب و آثار شوق و انوار محبت بر دل فیض منزل وی متاثر و نازل میگشتند آخر بیکبارگی خاطر
از دنیا و از اهل دنیا فارغ ساخته بمولی تعالی پیوست و بدین غایت سید که روزی والد ماجدش
چند قطعه پارچه مخمل نزد وی فرستاد و ارشاد کرد که برای خرقه و ابره پوستین بکار برد چون پارچهات
بخدمتش رسیدند فرمود که ازان پارچه ها جلهای سگان شکاری تیار کنند والد بزرگوارش
از وقوع اینحرکت در غضب آمد و بحضور خود طلبیده عتاب آغاز نهاد همدران شب حضرت
غوث الاعظم را در خواب دید که تشریف آورده و فرمود که سید عبد القادر فرزند من است از تربیت
ظاهری و باطنی وی بذمه ماست ترا با وی کاری نیست و ترا که دیگر فرزندان اند بتربیت
ایشان مشغول شو پس از آن روز پدر عالی گوهر دست از وی بر داشت و بر وجاهت غوثیه
اعظمیه تفویض نمود و نقل است که چون سید محمد غوث ازین دار ناپایدار رحلت فرمود
منصب سجادگی و خلافت بذات بابرکات سید عبد القادر قرار یافت و وی بکلی از صحبت
ابنای اهل دنیا روی برتافت و بحق مشغول گشت برادرانش که در سلک مصاحبان
شاهی انتظام داشتند و اکثر حاضر باش میبودند وی گاهی روادار حاضری و ملاقات
بادشاه نشد ازین سبب غباری بر اخلاص بادشاه نشست و بادشاه برای خلع خلافت

وسجادگی از آن جناب در دل تدبیری اندیشید آنحضرت بنور باطن ازین حال آگاه شده
جمیع فرامین واسانید مواجب و وظایف وجاگیر را پیش بادشاه فرستاد و فرمود که ما را
باینها حاجت نیست بهر که خواهند بسپارند بعد ازان سالها سال هم برین منوال گذرانید
وهر چه که از یار و اغیار شده آید با آنحضرت میر سید صبر میکرد نقل است که یکبار بادشاه بهزار
التجا آنحضرت را نزد خود طلبید آنحضرت بجواب نوشت سه هیچ بار ازین باب روی گشتن نیست
هرآنچه بر سر ما میرود مبارک باد کسیکه خلعت سلطان عشق پوشیده است + بحلهای بهشتی
کجا شود دلشاد نقل است که وقتی حضرت سید برای گذاردن نماز بامداد برخاست و بعد
وضو بمردمان خانه آواز داد و گفت که بیدار شوید و سعادت کونین دریابید لیکن تا رسیدن
مردمان آن دولت تمام شده بود چون بعضی از ایشان بملازمت رسیدند فرمود که همین
ساعت سید عالم صلی الله علیه وسلم بنده را در عالم بیداری بمشاهده جمال با کمال خود مشرف
ساخته بود و خواستم که شما را نیز دولت دیدار سید ابرار حاصل گردد اما شما در حاضری خود دیر کردید
و آن دولت قبل از حاضری شما باتمام رسید نقل است که روزی قوالی خوش مقالی بخدمت
آنحضرت حاضر آمد تا سماع بگوید فرمود که بسماع حاجت نیست اما صفای قلب تو میخواهم برو
توبه کن و رباب ها بشکن و موی سر تراش و درویش شو و نزد من آ قوال را توفیق رفیق نشد
و باز نیامد اما شخصی دیگر از امرای قوم لنگاه که در آن وقت فرمانروای ملتان بودند بخدمت حاضر
بود و این سخن بوی اثر کرد و برفت و سر تراشید و از مال و دنیا برخاست و تائب شده باز
آمد و روبرو بنشست چون لمحه بگذشت گریه و زاری آغاز نهاد و گفت مرا برادری بیمار در گجرات بود
حالا می بینم که از گجرات جنازه او بر آمده است و بدفن می برند حقتعالی ببرکت نفس مبارک آنحضرت
چنین کشف جلی بهمان وقت او را عطا فرمود نقل است که یکبار در ملتان طاعون حادث
گشت و کار بر خلق تنگ آمد مردمان از جای وضوی آنحضرت سبزه می بردند و میخوردند و شفا
می یافتند چون سبزه باتمام رسید خاک آنجای پاک داروی مرض طاعون شد هر که میخورد
فی الحال شفا مییافت و آنحضرت میفرمود که حقتعالی بوراثت غوث الاعظم در دست من خاصیتی
عطا فرموده است که هر علیلی و مریضی که دست برسانم شفا حاصل کند نقل است که وقتی

در اوچ و ملتان درد استخوان پهلو چندان لاحق حال سکنا آنجا شد که بهارقی الحال بحدوث
در دهلاک میرسید و دوای این درد لا دوا هیچ بخیال اطبا نمیگذشت آخر شخصی غیاث الدین
نامی مرید از مریدان وی حضرت سید عالم صلی الله علیه وسلم را بخواب دید و حضرت شاه رسالت
علیه الصلوة والتحیت چوبی از قسم نی بمقدار درازی یکدست بوی عطا کرد و فرمود که این چوب
بفرزندم عبد القادر حواله کن و بگو که بهر جای مرض که این چوب برسانی و ده بار سوره اخلاص
خوانده دم کنی حقتعالی شفا خواهد داد چون غیاث الدین از خواب بیدار شد چوب عطیه رسول
صلی الله علیه وسلم بدست خود موجود یافت فی الحال بخدمت آنحضرت حاضر آورد و آن پاره
چوب آنحضرت بهر جائی درد و مرض که رسانیدی شفا حاصل گشتی و خلایق بسیار از آن مرض
درد استخوان پهلو جان بسلامت بردند ولادت با سعادت سید عبد القادر ثانی در سال
هشتصد و شصت و دو وفات آن معدن البرکات بقول اخبار الاخیار و کتاب
شجرة الانوار تاریخ هفدهم ربیع الاول سال نهصد و چهل و مدت عمرش هفتاد و هشت سال مزارش پر انوار

در اوچ مبارکست از همه لطف
طرفه مشکل‌کشای عالم شد
هم بخوان ماه علم و دین مخدوم
ایضاً شیخ نامی پیر عبد القادر است
سال تولیدش بدان اهل دین
ایضاً عبد قادر ولی گیلانی مه
گشت مهر منیر نور اسلم
سال ترحیل او شده پیدا
کاشف زبده سر ربانی
ایضاً جناب عبد قادر شاه جید عارف اکبر
ندا آمد ز هاتف میر بادی شاه یزدانی

عبد قادر ولی لاثانی
سال تولید آن ولی مرحوم
شاه خلد است و رهنمای خلد
سید عالم شه روی زمین
سال ترحیلش باقوال صحیح
آنکه ثانی بنا شدش ثانی
رحلتش شد عیان سخی کریم
نور احسان تاج سلطانی
خوان تاریخ رحلتش سرور
که در عالم نیاید ثانیش دیگر کسی ثانی
بگو مخدوم قطب الحق بسال رحلتش سرور

مقتدا پیر سید معصوم
سید مخدوم گو بترحیلش
گر کنی سال رحلتش معلوم
طرفه تاج الفقرا ولی شده تم
دان خداداد ان سید اهل یقین
سال تولید او عجب روشن
نیز سردار شاه حقانی
ارتحالش شد از خود مرحوم
فانی فقر میر حقانی
پی تولید آن شاه ولایت سید الا
وصال او رقم کن نیز اکبر [illegible]

سید محمود حضوری لاهوری قدس سره از سادات صحیح النسب سوی است و سلسله آبای

وهی بچند واسطه بامام العالم موسی کاظم رحمة الله علیه منتهی میگردد و نام پدرش شمس الدین
المشهور بشمس العارفین غزنوی موسوی که در علوم ظاهر و باطن عارف نامی و استاد گرامی
بود بعد وفات پدر عالیقدر سید محمود بذات بابرکات خویش از ولایت غزنی بطریق سیر وارد ملک
هند شد و بلاهور آمده در محله حاجی سوانی بیرون شهر که حالا از دست سلطان جاهل و بویرانی
آورده است سکونت ورزید و چون آوازه مشیخت و کرامت وی در اقصای عالم افتاد خلقی کثیر
دست بدامان ارادت وی زد و چون طالب بروز اول بیعت بدیدار پر انوار سید ابرار
علیه الصلوة والسلام باختیار مشرف میگشت ازین سبب بخطاب سید محمود حضوری مخاطب شد
و قبولی عظیم یافت و محبتش در دلهای خلق جاپذیر گردید و سلسله پیران کبار وی بچند واسطه
بحضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شاه عبد القادر گیلانی میرسید بدینطریق که سید محمود حضوری
مرید سید شمس الدین المشهور بشمس العارفین و وی مرید سید یعقوب و وی مرید عبد القادر و وی مرید
سید علی و وی مرید سید مسعود و وی مرید سید احمد و وی مرید اصغر و وی مرید ابوالفرح و وی مرید سید عبد الجبار شیخ عبد الوهاب
بن سید الکونین امام الدارین غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی قدس الله اسرارهم است
وفات سید محمود باقوال صحیح در سال نهصد و چهل و دو هجری است و مزار پر انوارش در لاهور در مقبره مشهور

جناب محمود حضوری موجود از مؤلف	رفت از دنیا چو در خلد برین	سید محمود پیر باکمال صاحب شانی تاریخش بگو
نیز شمس العارفین اهل جلال ۹۴۲	هم بگو مرشد محمود خان ۹۴۲	باز فضل ایزدی آتش وصال ۹۴۲

سید عبد القادر گیلانی لاهوری فقیری روشن ضمیری صاحب تصرف ظاهری و باطنی بود
و ارادت بخدمت سید جمال الدین پدر خود داشت اول در بغداد سکونت داشت بعد ازان بطریق
سیر بلاهور آمده آرام گرفت و مرجع خاص و عام گشت سید حاجی و سید سلطان اکبر و سید غیاث الدین
المشهور بدولت شاه سه فرزند کامل و اکمل داشت وفات وی بتاریخ هفدهم ربیع الاول سال
نهصد و چهل و دو هجری است از مؤلف عبد قادر سید والا همم قطب دوران سالک بانی است
کرد رحلت چون ز دار بی ثبات سال وصلش عبد قادر ثانی است ۹۴۲ سید عبد الرزاق
گیلانی بن عبد القادر ثانی قدس الله سره السامی پسر اول سید عبد القادر ثانی
گیلانی اوچی است صاحب فضایل و مناقب و مفاخر بود و همتی عالی داشت و شانی عظیم بوقت رحلت

چون پدر بزرگوار خود در ناگور تشریف داشت روزی در ناگور نشسته بود که چیزی از احوال پدر بروی ظاهر شد فرمود که امروز حضرت مخدوم مرا آواز داده اند و بگوش ظاهری شنیده ام که مرا طلبیده اند تا واقع چه باشد چون اندک تاخیری در توجه بصوب اوچ راه یافت بوقت رحلت نتوانست رسید بعد از چند روز تشریف آورده بحکم والد بلباس خرقه و اجازت خلافت و نعمت مشیخت مشرف شد وفات وی بقول صاحب اخبار الاخیار تاریخ پنجم

جمادی الآخر سال نهصد و چهل و دو هجری است از مؤلف		عبد رزاق شاه والاجاه
رفت چون از جهان بباغ جنان	رحلتش کرد حق ۹۴۲ ایزد مشتاق	نیز مخدوم قطب عالم خوان ۹۴۲

میران سید مبارک حقانی گیلانی اوچی قدس سره فرزند دلبند سید محمد غوث گیلانی اوچی حلبی است صاحب زهد و تقوی و عبادت و ریاضت بزرگ تجرید و جامع سیادت و نجابت و عشق و محبت و ذوق و شوق بود و خرقه خلافت و اجازت از پدر عالیقدر خود داشت چون جذب و استغراق بر مزاج حق امتزاج آنجناب غالب آمد در حالت سکر از اوچ برآمده در لکهی جنگل مجردانه نشست بحدیکه احدی را از بنی آدم نزد خود راه نه دادی و از صحبت خلق بیگانه محترز بوده تنها و مجرد بیاد خالق مشغول ماندی و چند سال در آن حال گذرانید و صاحب تحفه نوشاهیه میفرماید که در آن حالت تجرید هیچکس را تاب آن نبود که به نزد آنجناب رود و اگر کسی میرفت مدهوش و مجنون و شیدا و مستانه میگشت از این جهت تا دوازده دوازده کروه احدی از بنی آدم گرد آن سید عالم نمیگشت چون آوازه کمال آن صاحب کمال در شرق و غرب رسید شیخ معروف چشتی که از اولاد حق یاد فریدالدین گنجشکر بود در ریاضت و کرامت درجه عالی داشت از اوچ در جنگل لکهی بخدمت آنحضرت مستفید گشت و بیک نظر کیمیا اثر آن والا گوهر بمراتب اعلی رسید و آنحضرت بیک توجه کارش بتکمیل رسانید و خرقه مبارک عطا فرمود و بشارت داد که از تو خانواده جدید پیدا خواهد شد چنانچه از شیخ معروف آغاز خاندان نوشاهی شد بعد از آن حضرت سید مبارک در لاهور تشریف آورده همین جا وفات یافت و نعش مبارکش را از لاهور باوچ مبارک برده در روضه عالیجاه پدر بزرگوارش دفن کردند وفات سید مبارک بقول صاحب تحفه نوشاهی در سال نهصد و پنجاه و شش هجریست از مؤلف چو از دنیا بفردوس برین رفت شه عالم مبارک پیر یکتا

ز فیض الله سرور جلوش هست	دگر فضل الهی گشت گویا	دوبارا دان امین الدین پرست	بسال جلوش آن شیخ والا
بگو سید مبارک پیر رهبر ۹۵۵	ولی دو جهان مشتاق زنا ۹۵۴	کرم بارحق سید مبارک ۹۵۷	عیان شد وصل آن شاه معلی

سید محمد غوث بالاپیر بن سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی قدس سره از سادات عظام و مشایخ ذو الکرام قادریه است در عبادت و ریاضت و کرامت معروف و باوصاف اولیا موصوف بود پدر بزرگوارش سید زین العابدین در عین جوانی روبرو سید عبدالقادر ثانی پدر خود در راه ناگوار از دست قطاع الطریق شربت شهادت چشید بعد شهادت پدر عالیقدر خود وی در سایه عاطفت جد بزرگوار و والده ماجده خویش که یکی از صلحات و قانتات بود پرورش یافت و تعلیم علوم ظاهره و باطنی از جد امجد خویش نمود و در اوچ سکونت داشت آخر بسبب وقوع بعضی امور نارضامندی از قسم سجادگی و دستاربندی و غیره از سید حامد گنج بخش پسر عم بزرگوار خود رنجیده از اوچ برآمد و بمقام ستگهره که قصبه مشهور در پنجاب است سکونت ورزید و بهدایت خلق مشغول گشت و همانجا بتاریخ پنجم شوال سال نهصد و پنجاه و نه هجری در عهد سلطنت اسلام شاه بن شیر شاه وفات یافت مزار وی در ستگهره است از مولف

رفت از دنیا بفردوس برین	چون محمد غوث پیر دستگیر	سال وصالش مهر هند مستقیم ۹۵۹	نیز صادق شاه بالاپیر

سید بهاء الدین گیلانی المشهور به بهاول شیر قلندر قدس سره از سادات عظام و مشایخ ذوی الاکرام قادریه است و نسب آبای کرام وی بچند واسطه بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سره میرسد بدینطریق که سید بهاء الدین بهاول شیر بن سید محمود بن سید علاء الدین المشهور زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدرالدین بن سید ظهیرالدین بن شمس العارفین شمس الدین بن سید مومن ابن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن سید الکونین غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی قدس الله باسراره السامی وی شیخی بود صاحب طلب و عشق و شوق و ذوق و محبت جامع کمالات ظاهری و باطنی و زهد و عبادت اکثر احوال در حالت جذبه و استغراق شبانه میگذرانید مولد وی اشرف البلاد بغداد است چون پدر و عم بزرگوار وی از بغداد بطریق سیر برآمده وارد هندوستان شدند و در بداون متوطن گرفتند وی در حالت صغر سنی همراه ایشان بود آخر سید محمود والد بزرگوار آنجناب به بداون برحمت حق

دهم آنجا مدفون گشت و مزار پر انوارش در بدایون زیارتگاه خلق است و سید بهاول شیر در
فقر مرید و خلیفه پدر والاگوهر خود است و بعد از وفات پدر تربیت و تکمیل عم معصومه خود
بکمالات کامله رسید و صاحب شجرة الانوار در تذکره حضرات حجره میفرماید که
سید بهاء الدین بهاول شیر بسیار عمر طویل یافت که زیاده از دو صد و پنجاه و کم از دو صد و هفتاد و
پنج سال بود و از حضرات متاخرین مشایخ قادریه احدی بقدر عمر طویل نیافته که او را از حق جل و علا
عطا گردید چون در اربعین نشست کم از دوازده سال نمی بودند حتی در حالت جذبه استغراق تا
هفتاد سال پشت بسنگ نهاده در غار کوه نشسته چندان مدت مدید بگذشت جانوران صحرائی بسر و دوش
وی آشیانه ساختند و پشت مبارک بآن سنگ چسپیده بعد از هفتاد سال چون از غار برخاست جلد پشت مبارک
بآن سنگ برجا ماند منقول است که چون سید بهاول شیر از غار کوه برآمد باشارت حقانی بمقامی که
حالا حجره شاه مقیم مشهور است تشریف آورد و بکناره دریا مقام نمود و زنان زمینداران قوم دهول که بجهت
دریا برای گرفتن آب می آمدند بخانه خود ها رفته پیش مردان خود شکایت کردند که بکناره دریا فقیری قلندر صورت
سر و پا برهنه آمده نشسته است و صورت سهمناک میدارد ازین سبب در آب گرفتن ما را از آنجا هیچ
واقع میگردد مردان ایشان بر لب آب آمده حضرت سید را از آنجا برخیزانیدند ناچار از آنجا برخاسته
و بجای دیگر قیام کرد در آنجا نیز همین واقع بوقوع آمد آخر چون از تقاضای بار بار زمینداران
ناهموار بتنگ آمد چوب دستی خود که مدام در دست مبارک آنحضرت می بود بدریا زده فرمود
که ازینجا دور شو و جای برای قیام ما خالی کن فی الحال دریا از آنجا دور رفت و زمین دریا
بالکل خشک گردید و کریوه بلند از زمین دریا ظاهر گشت آنحضرت بفراغ خاطر بر آنجا مقام
کرد زمینداران چون این کرامت کبری و خوارق عظمی بدیدند همه مطیع و منقاد شدند و آنحضرت
بجای مقام خود سه عدد میخ چوب که یکی از چوب درخت آزاد یعنی نیم و دیگری از چوب [illegible]
یعنی بره و سیوم از چوب درخت کوهستانی که بزبان هندی آنرا [illegible] میگویند در زمین برای
بستن اسپ خود قائم کرد فی الحال بکرامت آن صاحب کمال هر سه چوب میخ درختان سبز
و کلان برآمدند که هنوز آنها درخت [illegible] و [illegible] تا حال سرسبز و از اوقات خشک
شده [illegible] مشهور است که سید بهاول شیر [illegible] سال عمر از ارشاد مبارک

وسواری آنجناب اکثر اوقات بر شیر میبود و بجای تازیانه مار خوشخوار بدست بود روزی بهمین حالت برای ملاقات داود جونی وال برد دروازه خانه اش تشریف برد اما شیخ داؤد از غایت عشق و هیبت قلندرانه از جناب حجره بیرون نیامد بعد انتظار فرمود که مرغی بر بچه های خود نشسته است اگر برکنی آید چه معنا لقید این گفت و برگشت از تاثیر این کلام حق التیام آنحضرت شیخ داؤد صاحب اولاد کثیر شد **وفات** سید بهاء الدین شیر باقوال معتبر صاحب خزینة الاسرار و شجرة الانوار وغیره بتاریخ هیژدهم شوال سال نهصد و هفتاد و دو هجری است که بعهد سلطنت جلال الدین محمد اکبر بادشاه هند بوقوع آمد و از لفظ وجاه عبد القادر ثانی اخذ کرده اند و مزار پر انوارش بمقام حجره زیارتگاه خلق است **از مولف**

چون بهاء الدین ز دنیا رخت بست	رفت در فردوس حق زین سرای	مهدی برزر شیر اعیان	سال وصلش نیز شیر جنتی
شیر حق قاطع بگو رحلتش	نیز پر دل شیر سلطان اولیا	باز گو ترحیل او سرو بهشت	نیز قطب الاکرمین شیر الهی
ایضاً رفت چون ز جهان بهاء الدین	یافت مسکن بجنت والا	پیر اهل صفا بهاء ول شیر	گشت تاریخ رحلتش پیدا
نیز شیخ و پیر حق عالی	هست تاریخ آن شه والا	ایضاً شد بهاء ول شیر در خلد برین	از جهان چون بلا جون گشت سیر
سال تاریخ وصال آن جناب	گفت سرور قطب حق شیر اله	مخدوم جی قادری قدس سره	

صاحب اخبار الاخیار میفرماید که وی بزرگی در شهر بدر که در دیار دکهن است سکونت داشت بزرگی عابد و زاهد و حسن و متبرک و عالی همت بود با دنیا و اهل دنیا کاری نداشت شیخ عبد الوهاب متقی میفرمود که وی را از غایت کبر سنی و ضعف طاقت نشست و برخاست هم نبود اما از راه بلند همتی تا نصف شب در نوافل ایستادی و بعد نماز تهجد تا فجر در یک اجلاس ختم قرآن کردی آخر در سال نهصد و هفتاد و دو هجری ازین دار ملال بقرب ایزد متعال پیوست **از مولف**

رفته چون مخدوم از دنیا چو جان	گشت در فردوس حق الله جایگیر	رحلتش مخدوم قطب العالم است	هم بخوان هادی مخدوم اکبر

سید عبد القادر ثانی قدس الله باسراره السامی بن سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی قدس سره است جامع بود میان علوم معقول و منقول و حاوی فروع و اصول و صاحب علم و عمل و اهل توکل در ولایت مراتب بلند و مقامات ارجمند داشت از دنیا و اهل دنیا بی نیاز و در مشائخ قدسی الاحترام ممتاز بود و بمقام اوچ سکونت داشت و خلق کثیر بوسیله جمیله وی بکمالات صوری و معنوی رسید **وفات** آنجناب بعد سال نهصد و هفتاد و هشت

بعهد سلطنت اکبر بادشاه بوقوع آمد و مزار پر انوار در اوچ مبارک است از مؤلف

ازین دنیا بفردوس برین رفت | جناب شیخ عبدالله معصوم
وصال پاک او ز ذوالایشان | امام دین محمد عبدالله مخدوم ۹۶۶

سید اسماعیل گیلانی بن سید عبدالله ربانی قدس سره از اعاظم مشایخ و کبرای اولیای عهد خود بود و ارادت بخدمت پدر بزرگوار خود داشت چون آوازه کرامات و خوارق آنحضرت در اقصای عالم افتاد اکبر بادشاه مشتاق دیدار پر انوار آنجناب شد و آنحضرت را در لاهور طلبیده از غایت اعتقاد یکهزار بیگهه زمین زرعی در علاقه فیروزپور نذر گذرانید و حضرت سید در لاهور بمقام لکهی محله که بعد از آن بوقت ویرانی سکهان بلکهی پورانی آورده سکونت اختیار کرده و سوداگران لکهی که از اکابر تجار بودند و تجارت پارچه فروشی وغیره باقالیم دور دست مینمودند همه مریدان با ارادت آنحضرت شدند حضرت سید عالم و عامل و شیخ کامل صاحب علم و حلم و زهد و ریاضت بود اگرچه بادشاه و امرای شاهی بوی می‌پرداختند و بحق می‌پرداخت و دل را از غیر حق خالی میداشت وفات وی بقول صاحب شجرة الانوار در سال نهصد و هفتاد و هشت است که سال وفات پدر بزرگوارش هم بود و مزار پر انوارش بمقام لکهی محله متصل مقبره حضرت میران محمد شاه موج دریا بخاری اندرون چاردیواری حضرت بی بی کلان زوجه موج دریا بخاری است و آنحضرت سه پسران کامل مکمل داشت اول سید حاجی بهاء الدین دوم سید بدرالدین سوم سید قطب الدین داشت و سید بهاء الدین شاه المشهور بهاول شیر بن سید محی الدین بن سید شمس الدین بن حاجی بهاء الدین بن سید اسماعیل که مزار پر انوارش زیر پشته گورستان میانی غرب رویه موضع زنگ کوسه عبدالله شاه واقع است

از کاملترین بزرگان دین است از مؤلف | رفت چون از جهان بخلد برین
پیر پرنور میر اسماعیل | گشت تاریخ رحلتش روشن
پیر پرنور میر اسماعیل ۹۷۸ | سید عابد اسماعیل

سید حامد گنج بخش قدس سره فرزند ارجمند سید عبدالرزاق بن عبدالقادر ثانی صاحب سجاده محبوب سبحانی قدس الله باسراره السامی و جانشین پدر بزرگوار خود است بزرگ عالیشان و رفیع المکان مقتدای اولیا مظهر انوار کبریا صاحب تصرفات و کرامات والی ولایت و عظمت بود و همتی عالی و مقامی بس بلند داشت و در زمان ...

و مشیخت و خلافت خاندان عالیه قادریه میبرد و آنکه باوی دم مخالفت زدی انجام کار خود غیر از پشیمانی ندیدے خلقے کثیر بحلقهٔ ارادت وی در آمد پادشاهان وقت بر دروازهٔ فیض اندازه وی خاکروبی را تاج افتخار خود میدانستند تمام عمر در یاد خدا و کار خدا صرف فرمود و بهدایت خلق مصروف ماند آخر در حالت حیات خود امر خلافت و سجاده نشینی بولد شریف خود سید جمال الدین ابوالحسن موسی قدس سره تفویض فرمود از جهت صریح اذان با دلالت این امر که از جناب عالیه قادریه اعظمیه درین باب یافت و بعد از تفویضگی این امر معلی بشیخ سید موسی عنقریب در سال نهصد و هفتاد و هشت ازین دار ثبات رحلت برحمت حق پیوست بمقام اوچ مدفون شد و آنحضرت را خلفای صاحب کمال بسیار اند چنانچه شیخ شیر علی شاه که روضهٔ منیر او هفت کروه بطرف غربی ملتان واقع است و شیخ داؤد کرمانی که در شیرگده

آسوده است از خلفای حق سیا سید حامد گنج بخش هستند از مؤلف	شیخ حامد گنج بخش و جهانا

شد بملک خلد زین فانی سرا سال وصل آن ولی الاولیا	شیخ محبوبی است سال وصل او سید حامد محب ذوالجلال	نیز حامد شاه شیخ مقتدا هم بسال وصل او شد رهنما	پیر حامد خواجه محمود خان از رحمت سید حامد بگو

فصل شیخی زیر الشمس بصیرا

شیخ داؤد کرمانی چهونی وال قدس الله سره المتعال

مرید و خلیفهٔ مکرم شیخ سید حامد قدس سره است صاحب حال صحیح و کشف صریح در حین سلوک ریاضات شاقه و مجاهدات عظیم کشید و چندان کار بر نفس تنگ گرفت و برخلاف مراد او رفت که از حد تحریر و تقریر خارج است گاهی از اول شب تا صبح بقیام گذرانیدی سیما آنکه در رکوع و سجود یافت گاهے تمام شب برکوع و گاهے بسجود و گاهے در قعده یا قیام بسر بردے چون چند سال برین منوال گذرانید خاطر عظیمش از جمیع وساوس تعلقات ما سوی الله آسوده شد و تفرقه و تشویش از باطن نیز مواطنش برفت آنگاه برائے اقامت سنت انابت و بیعت ابتدا بکے از مشائخ طریقت است متوجه جناب اقدس الهی شد و بشارت یافت که بخاندان عالیه قادریه بیعت کند باید دیگر متوجه شد و عرض نمود که سرخدمت کرام یکے از خلفای این خاندان بزرگ حاضر شده دست بیعت دهد حکم شد که بخدمت سید حامد گیلانی که از اولاد شیخ عبدالقادر جیلانی و از مقبولان درگاه ربانی است حاضر شده مرید گردد لیس

شیخ داؤد بحکم ربالمعبود بپای چشم روانه شده شرف یاب خدمت بابرکت آنحضرت شده مرید
گشت و طریق سلوک سلسله قادریه رتکمیل رسانیده مشرف بخلعت خلافت و خرقهٔ اجازت شده
و از اولیای نامدار و مشایخ ذوی الاقتدار گردید و صاحب شجرة الانوار که در ذکر شجره
انساب حضرات گیلانی و خلفای ایشان کتابی معتبر است میفرماید که شیخ داؤد با رشاد
باطنی حضرت غوثیه اعظمیه بخدمت حضرت سید حامد گنج بخش حاضر شده خرقهٔ خلافت
یافت و نسبت آبای شیخ داؤد کرمانی بچند واسطه بامام موسی کاظم میرسد بدین طریق که سید
داؤد کرمانی بن سید فتح الله کرمانی بن سید مبارک بن سید فیض الله باقی بن سید صفی الدین
آدم ربانی بن سید تقی الدین احمد بن سید عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید
بن سید ابو القاسم بن سید ابو المکارم بن سید ابو المحاسن بن سید ابو الفیض بن سید
ابو الفضل بن سید عبد الباقی بن ابو المعالی محمد بن سید ابو الواهب بن سید ابو الحیات
بن سید محمد بن سید محمد ماه بن سید شاه محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابو الاحمد
بن سید داؤد بن سید ابو ابراهیم اسماعیل بن سید محمد بن موسی مبرقع بن امام موسی علی رضا
رضی الله عنهم اجمعین امام موسی مبرقع پسر حضرت امام رضا یافته نمیشود شاید که امام موسی کاظم
هست و امامزاده همین یک پسر دارد و اصل بدین نوع تصحیح رسیده که سید محمد اعرجی بن موسی مبرقع
بن امام محمد تقی بن امام علی موسی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد
باقر بن امام علی زین العابدین بن سید الکونین امام حسین بن امیر المؤمنین اسد الله الغالب
علی بن ابی طالب کرم الله وجهه و صاحب سفینة الاولیا میفرماید که اول والد
بزرگوار سید داؤد سید فتح الله از عرب بهندوستان تشریف آورده بمقام ملتبت پور سکونت
ورزید بعد از آن در قصبه چونی که بفاصله چهل کروه از لاهور بجنوب واقع است توطن پذیرفت
و تولد شیخ داؤد بعد از وفات پدر عالیقدر چند ماه بوقوع آمد چون بسن بلوغ رسید پیش مولانا
اسماعیل که از شاگردان عارف نامی مولانا عبد الرحمان جامی بود کسب علوم ظاهری
نمود مگر بعد چندی طلب حقیقی او را بخود جذب کرده در ویرانه تا چند سال بزهد و ریاضت بسر برد
نهضت البته ... بعد وفات حضرت غوث الاعظم محی الدین ثانی ابو ... گیلانی پیدا گردید ... بعضی ...

فیض و فایده بر فایده اندوخته نیست آنجناب یافت آخر باشارت غوثیه اعظمیه بشرف بیعت سید عبدالقادر گنج بخش گیلانی مشرف گشت و بکمالات رسید و صاحب اخبار الاخیار می‌فرماید که وی در مجلس چنان مضطرب و منتظر می‌نشست که گویا چیزی گم کرده است و جستجو می‌کند محبوبی روی انتظار آورده ناگاه او را ذوقی و حالتی دیگر گشتی و در بیان حقایق و معارف در آمدی و سخنان بلند و نکته‌های ارجمند گفتی و فرمودی که از جانب عراق باد و دیگر لطف می وزد که نفحه از نفحات الهی با آن همراه است و اکثر روی او بجانب عراق منتظر بودی و این معنی مبنی از نسبت معنویه است که او را بحضرت غوث الاعظم رضی الله عنه بود و شیخ در اخبار الاخیار که شیخ قطب عالم می‌فرماید که چون بملازمت شیخ داود رسیدم بجهت طلب طریقه وعظ و نصیحت ازیشان بخاطر من خطور کرد که مگر شیخ داود طریقه سعدیه دارد بمجرد این خطره بی آنکه من چیزی تقریر کنم بطور آید سر بر آورده فرمود که سعدیه طریقه جبار و مبطله است روش پاس انفاس بطریق متعارف میان ایشان بسند صحیح از حضرت سید عالم صلی الله علیه وسلم ثابت نشده

وفات شیخ داود باقوال صحیح در سال نهصد و هشتاد و دو هجری است که صاحب اخبار الاخیار تاریخ وفات آنحضرت از ماده مشتاق منان ۹۸۲ اخذ نموده است مزار گوهربار در بمقام شیرگده که دهی از مضافات قصبه چونی است واقع شده که صدها کرامت و خوارق تا حال از مرقد معلی وی جاری است و بعد یکسال بر عرس سالیانه شیخ خلقی کثیر و جم غفیر جمع میشود مریدان اهل ارادت و زائران با سعادت از اقالیم دور و نزدیک هزار در هزار بر زیارت پر انوار آن شیخ الاکابر حاضر می‌آیند و چون در شب عرس یک پاس از شب بگذرد مشعل و چراغ و شمع که اندرون روضه منوره روشن بسته باشند کشته میشوند و تمام خلق منتظر جلوه انوار اندرون روضه منوره که بالای در روضه منوره است ایستاده میشوند ناگاه یکبار جلوه نور از درون [illegible] روضه مبارک ظهور می‌یابد و تمام خلق بچشم ظاهر مشاهده میکنند و ایام سابق اندرون روضه معلی چهره مبارک حضرت شیخ تمام و کمال ظاهر میگردید و اینچنین نقل بزبان زد خواص و عوام است اما تا حال اظهار انوار از روزن دیوار روضه مزار پر انوار حضرت شیخ الاکابر باقی است که با وجود تاریکی جلوه نور از روزن روضه پر نور ظاهر میشود [illegible] حضرت داود شیخ با کمال

شد چو از دنیا بجنت یافت جا	کن رقم نوراً مکمل قال رشد	باز فرما اهل عرفان مقتدا
زبدهٔ دین محترم پیر استاد	نیز پیر حق پرست آمد ندا	شیخ بهلول دریائی قدس سره

از مشایخ عظام و اولیای ذوی الاحترام پنجاب است بغایت صاحب وجد و زهد و تقوی صاحب
ریاضت و عبادت و خوارق کرامت مدت العمر بسیاحی گذرانید و از بسیاری مشایخ عظام
فیض باطنی یافته و از اولیای اهل کمال گشته و نسبت پیران کبار چند واسطه بحضرت
غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سره میرسد که وی یعنی شیخ بهلول مرید
و خلیفه حضرت شاه لطیف بری قادری است و وی نعمت ولایت از حضرت شیخ جمال الله
المشهور حیات المیر که زنده جاوید است یافت و شیخ بهلول هم بار بار مشرف بزیارت حضرت
جمال الله حیات المیر شده خرقه تبرک حاصل نمود و حضرت شاه لطیف بری سوای ازین فیض
که از خاندان قادریه اجلیه حاصل نمود از سلسله عالیه سهروردیه از شیخ نصیر الدین قریشی نیز
فوائد عظیم یافت چنانچه صاحب معارج الولایت شیخ بهلول و شاه لطیف را از مشایخ سهروردیه
شمار نموده است و از کتاب حقیقة الفقرا منقول است که چون شاه لطیف بری
قدس سره رخت اقامت ازینجهان فانی بعالم جاودانی بربست شیخ بهلول برای حل بعضی
عقده های مقام ولایت در نجف اشرف بر روضه عالیه شیر خدا علی المرتضی رفت و تا دو سال
در آن مقام دل آرام معتکف ماند و بخدمت جاروب کشی ممتاز گشت چون بمقصود رسید
بکربلا بروضه امام المجتبی سید الشهدا حاضر گشت و بعد شش ماه از آنجا بمکه معظمه رسیده مناسک
حج بجا آورد و از آنجا روانه سمت مدینه منوره شده بشرف زیارت روضه حضرت شاه رسالت
علیه الصلوة و التحیة مشرف گردید و خدمت جاروب کشی بجا آورد تا یکسال و از آنجا مع مقصود گشت
من بعد در اشرف البلاد بغداد آمده بر روضه عالیه غوث الاعظم تا یکسال معتکف ماند و بعد حصول
فوائد عظیم در مشهد مقدس آمد و چندی بر آستانه فیض نشان حضرت امام ضامن ماند و علم یافت
که بر کوه ... است بر بلندی کوه در آنجا فقیری روشن ضمیری و مجذوبی محبوبی صاحب
جذبه کمال منسلک بسلسله قادریه میباشد لازم که بخدمت وی حاضر شوی و حسب خود دریابی
شیخ بهلول این مژده بجان شنیده و در آنجا رسید دید که پیر مرشد سر بمراقبه انداخته

نشسته است و در غار سوای شیخ الابرار دیگری کسی نیست و چند خدام جمالی مقام بیرون غار حاضر اند شیخ بهلول از ایشان حال آن بزرگ استفسار کرد گفتند که شیخ هر روز یکبار سر از جیب مراقبه بر میدارد و نظر فیض اثر بر حاضرین وقت میکند اما یک روز تاثیر نظر جلالی و یک روز جمالی است بوقت نظر جلالی هر کسی که روبروی می آید فی الحال میسوزد و خاکستر میگردد و بنظر جمالی قطب الوقت و اولیاء زمانه میشود و امروز که تو آمده نوبت نظر جلالی است روبرو نباید رفت پس شیخ آن روز متوقف شد و بمهلت انتظار شب بروز آورد علی الصباح باز بغار رسید و مجذوب صاحب سر آورده نظر کیمیا اثر در روی کرد و بحجر و نظر بمرتبه قطبیت و بمراتب محبوبی رسید چنانچه صاحب حقیقة الفقرا بدین مقام میفرماید بیت

مست شد از جوی نور بحق	
خورد از اسرار حق یکبست جام	رفت در خود و هستی باطن
از فنا یافت هستی باطن	

و اسم مبارک آن مجذوب صاحب غار کسی نمیداند بلکه صاحب حقیقة الفقرا هم تحریر نفرموده سوای این که بعد از وصل حق میگفتند و شیخ بهلول هم وی را بنام مرد حق یاد میفرمود وفات شیخ بهلول باقوال صحیح در سال نهصد و هشتاد و سه هجری است چنانچه مصنف حقیقة الفقرا در تاریخ وفات شیخ بهلول ارقام فرموده است سه که بیان حال بهلول است [illegible] تاریخ وفات از [illegible]

شیخ مجذوب واصل مقبول رسول ۹۸۳	رفت قرب ایمن حق بهلول ۹۸۳	سال وصلش چو جستم از دل	شیخ بهلول [illegible] ۹۸۳
از رسول [illegible]	رفت در باغ جنت عالی	کرد [illegible] از زبان بهلول	شیخ [illegible] ۹۸۳
[illegible] بهلول ۹۸۳	شیخ بهلول [illegible] ۹۸۳	[illegible] بهلول	[illegible]

عالم [illegible] خاص و عام است	الکوی بهلول [illegible]	ذکر تاریخ [illegible] نام

شیخ ابو اسحاق قادری لاهوری از اعاظم خلفای شیخ داود [illegible] است جامع بود میان علوم ظاهر و باطن و زهد و ورع و تقوی و سخاوت و ریاضت و مجاهده صیام و دوام قیام مدام داشت و خوارق و کرامت بی اختیار از وی سر میزد و با شاه ابو المعالی کرمانی را که صحبت و مودت مستحکم داشت و بوقت عبادت و طاعت با شاه ابو المعالی یکجا می بود و حضرت شاه ابو المعالی باجازت شیخ داود عازم لاهور شد و شیخ ابو اسحاق هم باتفاق صحبت و اتحاد که با شاه ابو المعالی داشت بعد اجازت پیر دستگیر عازم لاهور شد و بلاهور آمده [illegible]

در محله مغلان که بمحله پیر عزیز رنگ مشهور است سکونت ورزیده و وز ارشاد و هدایت طالبان حق مشغول گشت و صدها کس از خوان کرامت وی بهره وافر یافتند آخر در لاهور بتاریخ پنجم محرم سال نهصد و هشتاد و پنج وفات یافت و بجای قیام خود دفن گشت که روضه عالیه وی بطرف شرق پیر رنگ سنج گنبد دیگر که مزارات صاحبزادگان عالیشانش در آنجا است

موجود در زیارتگاه خلق	الله است از مولف	شد ز دار الفنا چو در جنت	شیخ دین شاه پیر بو اسحاق
گفت سرور بسال تاریخش	شاه عالی فقیر بو اسحاق ۹۸۵	ایضاً شیخ بو اسحاق پیر پنها	شد چو از دنیائی دون الی ربانی
رحلتش گفتم فقیه معرفت ۹۸۵	هم ابو اسحاق تاج عارفان ۹۸۵		

سید میر میران بن سید مبارک حقانی گیلانی قدس سره

مردی بزرگ صاحب علم و عامل و شرافت و نجابت و عطا و سخاوت بود کرامت و خوارق و ولایت موروثی داشت خرقه خلافت و ارادت و اجازت از پدر بزرگوار خود پوشید آخر از مقام اوچ در لاهور آمد و قبولی عظیم یافت و سررشته تعلیم و تلقین جاری کرده خلق خدا را بکمالات ظاهری و باطنی رسانید و در سال نهصد و هشتاد و شش در لاهور وفات یافت و فوق گورستان میانی مدفون شد از مولف

چو آن مقبل مبارک میر میران	رفت زین دنیای فانی	بجنت
بجو آن مقبل مبارک میر میران	وصالش مخزن الاسرار رهنما ۹۸۶	

حضرت شاه معروف چشتی قادری قدس سره

از اولاد امجاد خواجه فرید الدین گنج شکر قدس سره است اول طریقه عالیه چشتیه طے مقامات سلوک از پدر بزرگوار خود نمود بعد از آن چون آوازه کرامت حضرت سید مبارک حقانی اوچی گیلانی بن سید محمد غوث حلبی اوچی گیلانی در سمع جان وی رسید از دل مشتاق گردید و احرام حاضری خدمت بابرکت وی بست چون بکنار صحرای لکهی جنگل رسید اکثر مردمان آن نواح بالغ حال وی شدند و گفتند که احدی را از بنی آدم طاقت آن نیست که بحضور سید مبارک حقانی حاضر شود که بیکدام از انوار تجلیات حقانی میسوزد و جان بجان آفرین می سپارد چون توفیق رفیق حال شیخ معروف بود از آن قصد باز نیامد و گفت مصرع
هر چه بادا باد ما کشتی در آب انداختیم . حالا که آمدم باز رفتن مشکل است این بگفت و سر در بیابان جنگل نهاد چون حاضر خدمت شد حضرت سید در مراقبه بود بنور باطن از آمدنش آگاه شده سر برداشت و تبسم شده در روی شیخ معروف نظر کرد بمجرد نظر کردن شیخ از پا در افتاد

چنانچه سه شبانه روز مدهوش ماند بعد ازان بهوش آمد و مرید گردید و بکمالات ظاهری و باطنی
رسید و بعد عطای خرقهٔ خلافت بخطاب شاه معروف مخاطب شد و رخصت یافت و امام
طریقهٔ عالیهٔ نوشاهی شد وفات شاه معروف بقول صاحب تذکرهٔ نوشاهی در سال یکهزار

وهشتاد و هفت هجری است از مؤلف	چو جنت شد ازین دنیای فانی	چو شیخ دین و الارشاد معروف
عجب تاریخ وصلش جلوه گر شد	ز اقدس شاه عالیجاه معروف	سید محمد نور بن سید بهاول

شیر گیلانی قدس الله سره فرزند کلان و صاحب سجاده پدر بزرگوار است و در علوم ظاهری
و باطنی از دیگر فرزندان عالیشان پدر گوی سبقت برده والدهٔ ماجدهٔ اش دختر حضرت شاه
شاه کمال کیتهلی است که در قصبهٔ چنیوت سکونت داشت و مزار پرانوارش هم بهمانجا زیارتگاه
خلق الله است و به پیر جهانیان اشتهار دارد و صاحب تذکرهٔ حضرات حجره و ... مینویسد
که چون سید بهاول شیر ازین دار فانی رخت اقامت بربست شاه محمد نور حاضر نبود چون بعد
چند روز تشریف آورد و خواست که دیدار پرانوار پدر بزرگوار مشاهده نماید و در پی ارادهٔ رسم
معلی را وا فرمود و بوقت شگافتن زمین حکم کرد که احدی و متنفسی از مریدان و برادران هم
قبر نیاید پس همه متوسلان خود از آنجا علاحده نمودند سوای شخصی معمار که همراه خود
را نزدیک مرقد مقدس بجای پنهان ساخت و خواست که او هم بدولت دیدار مشرف گردد
آخر چون قبر بکشادند و دامن کفن از روی مبارک برانداخته شد نور بدید اپر انوار و العینه
مشرف شد معمار هم نظر بر جمال باکمال حضرت سید انداخت بمجرد نگاه آن بی ادب را
رسید و هر دو چشمانش کور شدند چنانچه تا چند سال به نابینائی گذرانید بعد چندین مدت چون
شاه نور بتعمیر گنبد مزار گوهربار پدر بزرگوار پرداخت معماری کامل و استاد طلبید دستیاب
نگشت همان معمار که نور البصار در کار دیدار سید بزرگوار از دست داده بود بخدمت حاضر آمد
و عرض کرد که من سرانجام این کار باحسن ترین وجوه کردن میتوانم اما اگر بصارت از چشم رفتهٔ
من باز آید فرمود که تا وقتیکه در کار معماری مشغول باشی بینا باشی بعد ازان باز کور خواهی شد
پس همچنان بوقوع آمد که تا وقتیکه معمار بکار عمارت مشغول ماندی بینائی چشم وی عود میکرد و
بصیر گردیده تمام روز بتعمیر عمارت می پرداخت چون از کار برخاستی باز نابینا شدی و وفات

سید محمد نور در سال نهصد و هشتاد و هشت بر بست از مولت
گشت چون در جنت شامل باه
نور دین انور محمد شاه نور
گشت تاریخ وصالش جلوه گر
سالک اکبر محمد شاه نور ۹۸۸

شاه قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی قدس سره

از بزرگان دین و مشایخ اهل یقین است نسبت آبای آن بزرگوار بقول صاحب بحر الانوار بچند واسطه بحضرت سید عبد الرزاق بن سید الکونین غوث الثقلین محبوب سبحانی میر سید عبد القادر میرسد بطریق که شیخ شاه قمیص بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بها والدین محمد بن جلال الدین احمد بن شاه داود بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید الآفاق عبد الرزاق گیلانی بن غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه در دیار هندوستان سلسله عالیه قادریه از ذات بابرکات سید ابی الحیات و شاه قمیص جاری شده وی اول از [illegible] بنگاله در لباس تجرید و تفرید در قصبه سادهوره خضرآباد تشریف آورده طرح اقامت انداخت شیخ [illegible] ناصی که عالم و عامل و صاحب حال و قال بود و صبیه خود را بعقد نکاح وی در آورده تمام و قبولی عظیم النصیب آنجناب شد و خلق کثیر از نواحی آن دیار در حلقه اطاعت وی در آمده و بسیاری از ایشان بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند از آنجمله سید عبد الرزاق المشهور بشیخ بهلول که جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت بود از خلفای کاملین شاه قمیص است وفات شاه قمیص بتاریخ سیوم ذیقعده سال نهصد و نود و دو هجری در ولایت بنگاله بوقوع آمده و نعش مبارک وی از آنجا بسادهوره آورده دفن کردند از مولف

چون قمیص از جهان فانی رفت
گشت چون گنج در زمین مستور
سال وصلش امام فضل آمد ۹۹۲
هم ز خوان اهل ستاره نور ۹۹۲
گفت سرور قمیص شیخ صفا ۹۹۲
سال ترحیل وی بجو کز ظهور

سید اسمعیل بن سید ابدال قدس الله سره المتعال

سید اهل کمال و عالم صاحب قال و شیخ صاحب حال بود و در قصبه [illegible] که قاعده عظیم از قلاع هندوستان است سکونت داشت و سلسله عالیه نسبی و ارشادی وی بچند واسطه بحضرت سید الآفاق سید عبد الرزاق بن غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر حسنی الحسینی الحنبلی الجیلانی قدس الله اسراره السامی میرسد که سید اسمعیل بن سید ابدال بن سید لقی بن سید محمد بن سید موسی بن سید عبد الجبار بن ابی صالح نصر بن شیخ عبد الرزاق بن محبوب سبحانی

شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه و صاحب اخبار الاخیار مے فرماید کہ اول کسیکہ از سلاسل خاندان عالیشان قادریہ اعظمیہ رونق افزای ہندوستان شد بزرگان سید اسماعیل بودند کہ قبل از ایشان احدی از اولاد حق یا د حضرت غوثیہ رخ بہندوستان نکرد و اگر کرد قیام نہ پذیرفت و ببرکت نفس پاک آن سید الاولیا خلقی کثیر بہدایت و ارشاد رسید و فیض وافر نصیب طالبان حق شد چنانچہ از اعاظم خلفای سید اسماعیل شیخ محمد حسن و شیخ امان پانی پتی و شیخ عبد الرزاق جھنجانہ اند کہ اسامی گرامی این ہر سہ عزیزان در مخزن ششم اہل بہشت ذکر کرده خواہد شد ان شاء الله تعالی و این ہر سہ اولیا مجمع البحرین اند یعنی فیض تام از سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ یافتند **وفات** سید اسماعیل قدس سره الجمیل بقول صاحب اخبار الاخیار در سال نہصد و نود و چہار است و مزار پر انوار در قلعہ لاہور **از مولف** شد چو اسماعیل زین دار الفنا

جای مسکین یافت در دار السلام / رحلتش آمد عیان ممتاز وقت [995]

نیز اسماعیل مخدوم انام [994]

سید اله بخش گیلانی قدس سره بقول صاحب اخبار الاخیار از فرزندان سید محمد بن زین العابدین بن عبد القادر ثانی است و وی با برادران رونق افزای لاہور شد و علم مشیخت افراشت و خلقی کثیر را بہدایت رسانید و در وقت خود مقتدای عالم بود آخر در سال نہصد و نود و چہار ازین دار ناپایدار در ولایت بنگالہ رحلت فرمود **از مولف** اله بخش آن ولی دین احمد زد نیا شد چو در خلد معلی

بجستم از خرد تاریخ وصلش / ز فیاض زمانہ گشت پیدا [994]

اله بخش است نام آن گرامی / محمد بخش شد سالش ہویدا [994]

شیخ خضر سیوستانی قادری قدس سره شیخی بود در سلسلہ عالیہ قادریہ اعظمیہ و در کوه سیوستان سکونت داشتی و زہد و ریاضت و اتقا بدین حد رسانید کہ در وقت خود یگانہ زمانہ و مقتدای خلق شد و ہیچ مالی از مال دنیا نزد خود نگہ نداشتے و مدام در گورستان بعالم تنہاے بیاد الہی بسر برد و از برگ درختان صحرائی بقدر سد رمق تناول فرمودی و گاہی نانے برای خود در تنور پختی و از جامہا خرقہ بیکتہ بند اکتفا میکرد کہ از ناف تا بزانو پوشیدی و تنوری از سنگ ساختہ بود و از ہیمہ ہای مباح صحرائی گرم ساختی و در وی نشستہ بعبادت حق مشغول گشتی و با آدمی میلی نداشت گاہی بعد ماہی ہم در شہر و قریہ نیامدے و بغیر حق آشنائی نداشتے و جانوران و وحشیان صحرائی ہم دم ہم جلیس وی بودند و در موسم تابستان

بر سنگی که مقابل تنور نهاده بود اجلاس فرموده عبادت کردی و آن سنگ گاهی از گرمی
آفتاب گرم گشتی و نیز در زمستان سرد شدی و گرم نشسته بهنگامه عبادت گرم ساختی
و از سفینة الاولیا منقول است که روزی حاکم سیوستان برای زیارت بخدمت
آنحضرت حاضر آمد دید که شیخ در آفتاب گرم بر سنگ نشسته بمراقبه مشغول است نزدیک
رفته بایستاد و سایه خود بر شیخ انداخت شیخ دریافته سر بالا کرد و گفت که کیستی و در پیش ما
غرض از آمدن چیست گفت که بزیارت آمده ام و مطلب آنست که خدمتی بمن فرمائید
که در انصرام آن سعادت دارین حاصل کنم فرمود که هیچ خدمت ندارم که متعلق بشما باشد
او درین باب الحاح کرد فرمود که بهتر است اگر منظور باشد میگویم گفت منظور دارم فرمود که
خدمت اول این است که سایه خود از سر من دور کنی و باز جائیکه آمده بروی که شخصی که بر
سر وی سایه الهی است بسایه دیگری حاجتی ندارد وی سایه خود دور کرده دورتر ایستاد
و گفت که وقتی که شما بیاد حق مشغول شوید برای من هم دعا کنید فرمود حق تعالی توفیق
نصیب من نکند که از تو در آن وقت یاد کنم و غیر حق در دل من بگذرد وفات شیخ نصیر الدین
صاحب سیر القادریه در سال نهصد و نود و چهار است از مؤلف

حضرت خواجه آن بهادر جهان
مقتدای دین و شیخ | گرچه چون رحلت از دنیای الفنا | سال وصل آن ولی جنتی | آفتاب عارفان حق بگو ۹۹۴
نیز بالک متقی نور الولی ۹۹۴

سید شاه نور حضوری قدس سره فرزند ارجمند سید محمود

حضوری است عزیزیست مردی عالم و فاضل و عارف و متقی بود و ارادت بخدمت پدر بزرگوار
خود داشته و در لاهور بعد از وفات پدر بزرگوار بر سجاده مشیخت نشسته و کرامات آن
بزرگوار عیان از وی جاری بود که هر کسی که به بیعت مشرف میشد بشب اول بدیدار
پر انوار سید ابرار صلی الله علیه وسلم بهره ور میگردید وفات سید نور بموجب شجره عالیه
سادات حضوری در سال نهصد و نود و هفت هجری است و مزار پر انوار در لاهور زیارتگاه

قطعه است از مؤلف
شد چو از دنیا بفردوس برین | سید و سردار و سرور شاه نور
گشت تاریخ وصال او عیان | هادی احسن منور شاه نور ۹۹۷ | ذو الکرام خوان نیز سال رحلتش ۹۹۷
هم مراد مقبول انور شاه نور ۹۹۷

سید موسی پاک شهید قدس سره فرزند دلبند

و جانشین سید حامد گنج بخش شیخ گیلانی است و بخطاب جمال الدین ابو الحسن مخاطب بود و شیخ
عالیمقام و هادی خاص و عام او صاحب هدایت و ارشاد موصوف و بزهد و ریاضت معروف
و در تخلق و خلق وارث حضرت شاه رسالت و صاحب سجاده و جانشین غوثیه اعظمیه بود و
خود در ممالک هند ثانی نداشت و ویرا بجناب حضرت غوث الاعظم سوای نسبت اولاد
نسبتی دیگر هم بود که اهل خصوص را باشد و بارها بزیارت حضرت شاه رسالت مشرف و بدیدن
حضرت غوث الاعظم بخواب و بیداری مشرف گشت و نیز بشیخ عبد القادر ثانی بطریق کشف
قبور ملاقات نمود و فیض ها حاصل میکرد بلکه مشرف بشرف بیعت هم گردید و شیخ عبد الحق
محدث دهلوی صاحب اخبار الاخیار که مردی کامل و مکمل در علوم ظاهری و باطنی بود از
مریدان پاک اعتقاد وی است و در سال نهصد و هشتاد و پنج مشرف به بیعت شد که در
خاتمة الکتاب اخبار الاخیار شیخ عبد الحق حال بیعت خود بحضرت آنحضرت مفصل و مشرح
اندراج فرموده واقعه شهادت آنحضرت در سال یکهزار و یک بعهد سلطنت
اکبر بادشاه است که در نواح ملتان از گوله بندوق لنگاهان شهادت یافت و مزار
پر انوار در ملتان است اندرون پاک دروازه بطرف جنوب شهر مذکور و اولاد ایشان
هم در اطراف مزار سکونت پذیر است از مولف چو موسی بجنان رفت بسفر جنت | عیان شد طلب ثانی ذوق
ز قطب الاصفیا موسی ثانی ۱۰۰۱ | دگر موسی ثانی تبه دید ۱۰۰۱

شیخ عبد الوهاب متقی قادری

شاذلی الحسنی المدنی قدس سره مرید و خلیفه شیخ علی بن حسام الدین متقی است
که ذکر خیر وی در خزینه چشتیه عالیه خواهد آمد ان شاء الله تعالی و چون بیعت شیخ علی بن حسام الدین
اول بخاندان عالیه چشتیه است لهذا بزرگان سلف و مورخان زمانه قدیم
او را از مشایخ چشتیه اهل بهشت شمار کرده اند اگرچه از دیگر سلاسل هم فیض ها یافته بود و شیخ
عبد الوهاب مرید و خلیفه شیخ علی است و ارادت بخاندان قادریه اعظمیه داشت تولد وی
در دیار هند است والد وی شیخ ولی الله از اکابر دیار هند بود بعد از ان بجواد شاه در گار
در برهانپور آمده وفات کرد و شیخ عبد الوهاب را صغیر السن گذاشت و هم در عنفوان
جاذبه عشق الهی او را مجذوب کشید و بجانب گجرات و دکن و سراندیپ وغیره سیر نموده در علم سالکی

ب علوم طریقت پرداخت و چون خط خوش داشت
ظاهری و باطنی شیخ مخصوص شده نسخهٔ کتاب
سب اخبار الاخیار میگوید که تا دوازده سال شیخ
بکه و بعد از شیخ تا بست و هشت سال گذرانید
شده یکبار که بعد از فوت پیر دستگیر خویش برا
شریف آورده همدر آن سال بمکه معظمه مراجعت فرموده
ن از آنطرف شانزده روز و مدت رفتن چهل روز
یج نه کرد بعد از آن متاهل شده پیش از تزویج همه فتوح
ی بعد از تزویج از مال فتوح حصه اهل خود هم بودی
یفرماید که شیخ عبد الوهاب میفرمود که یکبار همراه والد
بانی افتادیم بحالتی که هیچ چیز از جنس طعام و شراب
ت طفلان در گریه آمدم و والد بزرگ دلداری میکرد
در ینحالت شب در آمد از خوف درندگان بالای
ح دیدیم که قریب آن درخت چشمه آب شیرین پیدا شد
ن مرا دیده دو قرص گرم از بغل برآورده بما داد
یه رفت پس آن قرصها را خوردیم و آب چشمه نوشیدیم
قریه رسیده آسوده شدیم درین اثنا باز شوق پیدا
روانه شده باز بر آن درخت آمدیم نه آن چشمه در آنجا
ن مرد خضر بود و نیز شیخ از حال خود فرمود که در ایام
ریم قاضی شهر مردی شافعی مذهب عبد العزیز نام
بهم از گروه درویشان دید نزد ما می آمد و صحبت با
رد با شد از صلحا و فقرا که با وی صحبت موجب
طلق که اکثر ... خوارق عادات از ... بر ...

ومعتقدان بسیار داشت اما در ظاهر ارتکاب نواهی الهی میکند و شراب میخورد و ازین سبب مرا با وی سر خوش نیست پس روز دیگر حسب نشاندهی قاضی نزد آن شخص رفتم و دیدم که در جای پلید مکانی ساخته با دیگر دو سه کس در آنجا میباشد و جماعه کثیر از مرد و زن نزد وی نشسته اند چون ما در آمدیم مرحبا گفت و خوشحال شد بعد از ساعتی پیاله درمیان آورد و بخوردن شراب آغاز نهاد و ما را نیز اشارت نمود که بخورید گفتیم که این حرام است خوردن را نشاید هرچند مبالغه کرد امتناع بیشتر میشد آخر گفت که نمیخورید می خواهی دید که ترا چه پیش خواهد آمد از پیش وی مغموم و محزون برخاستیم چون شب شد در خواب دیدیم که بوستانی است لطیف که نمونه بهشت بلکه بهشت توان گفت خواستیم که اندرون باغ رویم همان مرد شراب خوار بر در ایستاده بود و پیاله بدست داشت و گفت که اگر شراب بخوری ترا برفتن اندرون باغ اجازت است الا فلا درین اثنا بیدار شدم و لاحول خواندم و باز بخواب رفتم باز همان حالت حسب الظهور آمد برخاستم و التجا بسرور کائنات علیه السلام و الصلوة بردم و استعانت از آنحضرت خواستم باز بخواب رفتم دیدم که سید عالم صلی الله علیه و سلم تشریف میدارند و عصا بدست مبارک آنحضرت است و بنده نیز رو بروی آنجناب حاضر بود درین اثنا آن مرد شرابخوار نیز حاضر آمد و حضرت پیغمبر علیه الصلوة الملک الاکبر عصا بجانب وی انداخته فرمود که سگ شو ای نامبارک فی الحال او بصورت سگ شده و از آنجا فرار کرد بعد از آن بفقیر مخاطب شده ارشاد کرد که حالا او را از نزد خود راندیم و او آینده دران شهر هم نخواهد ماند چون از خواب بیدار شدم دوگانه شکر ادا نمودم و علی الصباح بجانب منزل آن شخص رفتم دیدم که هیچ اثر وی در آنجا موجود نیست همان شب از آنجا فرار کرد وفات شیخ عبد الوهاب در سال یکهزار و یک هجری است از مؤلف

ز دنیا شد چو در خلد معلی	جناب شیخ اکمل عبد وهاب
رضا جو شیخ کامل گو بسالش	دگر بر خوان ز افضل عبد وهاب

سید صوفی بن سید بدر الدین بن اسماعیل گیلانی قدس سره

صاحب همت و قوت و شجاعت و توکل بود قدمی راسخ و عزمی مستحکم داشت معروف بکمالات ظاهری و باطنی و موصوف بمتابعت شریعت و طریقت متوجه مولد وی صدها طالبان خدا بخدا رسیدند و در لاهور هنگامه شریعت گرم داشت وفات وی در سال یکهزار و دو هجری است از مؤلف

شد عیان صوفی صفائی شهید	شد چو سید زال نبی علی	شد چو سال رحلتش بی جلوه گر	زینت دوم صوفی و سید ولی

سید کامل شاه لاهوری قدس سره از سادات عظام بخاراست اسم باسمی او کامل و شیخ مکمل بود اول در طریقه عالیه قادریه بیعت گردد تکمیل رسید بعد از ان بخدمت شیخ الهداد دهلوی حاضر شده و از وی خرقه خلافت و فقر یافت و در اخلق سید دیوان کامل می گفتند و بعهد محمد جلال الدین اکبر بادشاه از بخارا وارد لاهور شده و در میان نیستان متصل موضع بابو صابو طرح اقامت انداخت و خلقی کثیر در حلقه ارادت وی درآمد چون فوت شد بهمانجا نعش دفن کردند و عبد الرحیم نامی شخصی سپرد از خاص شاهی که مرید وی بود خواست که گنبد بلند بر مزار آنجناب تعمیر کند چون این اراده مستحکم کرد حضرت سید شب در خواب وی تشریف آورد و فرمود که بر مزار ما گنبد تعمیر نباید کرد بلکه همین پسند است که خاک توده خام گلی مزار ما باشد وفات آنجناب بتاریخ [illegible] سال یکهزار و پنج است و مزار پر انوارش متصل موضع بابو صابو بیرون شهر لاهور واقع است

از مولف جناب شیخ کامل عهد دیوان	ابلهم عاشق کامل قطب عالم
گفت شاه شاهنشاه کامل قطب عالم	ز ... سال انتقالش

شیخ حسین لاهوری قدس سره

از خلفای شیخ بهلول دریائی است مرد صاحب حال و جذبه شوق و وجد و سماع بود و طریقه ملامتیه داشتی جد بزرگوار وی مسمی بکلس رای از هنود ان لاهور بود در عهد حکومت فیروز شاه تغلق زیور اسلام پوشید بعد از ان شیخ عثمان پدر بزرگوارش از کسب بافندگی قوت حلال حاصل میکرد و شیخ عثمان مذکور از قوم از بافندگان است اشتهار داشت و شیخ حسین در سال نهصد و چهل و پنج بخانه شیخ عثمان متولد شد و بعمر هفت سالگی بخدمت شیخ ابوبکر که حافظ و عالم در شهر لاهور بود بخواندن قرآن مشغول گشت و تا عمر ده سالگی شش جزو قرآن حفظ نمود و درین اثنا شیخ بهلول در لاهور تشریف آورده و در مسجد شیخ ابوبکر نزول کرد و شیخ حسین برای آوردن آب از دریا که متصل آن مسجد بیرون دروازه ٹکسالی جاری بود فرستاد شیخ حسین فی الحال آب از دریا آورد و دو کوزه آب بخدمت حاضر ساخت شیخ بهلول بعد وضو ادای دوگانه تحیة الوضو در حق حسین دعا کرد که الهی این طفل را عارف کن و عاشق خود ساز تیر دعا بهدف اجابت رسید و حسین بعمر ده سالگی بشرف بیعت مشرف گشت و بهمان ایام چون ماه صیام نمود ارشد شیخ بهلول حسین را

در نماز تراویح امام کرد و وی بتوجه پیر روشن‌ضمیر تمام قرآن حفظ در تراویح بخواند و صاحب حقیقة الفقرا که راقم ناقل اینحال از کتاب وی است میفرماید که بیعت حسین بخدمت شیخ بهلول در سال نهصد و پنجاه و پنج بوقوع آمد چنانچه میفرماید ؎ در زمانیکه شیخ سوی حسین

آمد از بهر جستجوی حسین | وقت خوش بود با عشق مسعود
سال پنجاه و پنج و نهصد بود | سال تاریخ او بجست باجر
حق شده هادی حسین فقیر ۹۵۵

و در چند سال حسین را بکمال رسانیده شیخ بهلول روانه وطن خود شد که وطن مبارکش بفاصله هفت میل از قصبه چنیوت است بعد تشریف بردن شیخ خود حضرت حسین تا بیست و شش سال در زهد و ریاضت گذرانید روز در بیابان نخلستان کناره دریای راوی و شب بر مزار پر انوار شیخ علی مخدوم گنج بخش هجویری میگذرانید وقتی بوقت شب تنها بر مزار شیخ علی حاضر بود که تمام مکان مزار پر انوار شد و حضرت مخدوم خود نمودار شده توجه کامل بحال حسین کردند و بجذار رسانیدند و حسین را از عرش تا فرش آنچه که بود منکشف گشت بقول صاحب حقیقة الفقرا است ؎

که بناگه ز مرقد پر نور | کرد در دیده حسین ظهور
پیکر خوش بنور نورانی | مظهر نور پاک رحمانی
گشت از دیدنش چو مست حسین | بیخود از جای خویش جست حسین
از ارادت فتاد در پایش | سر خدمت نهاد در پایش

نقل است که روزی شیخ حسین بعمر سی و شش سالگی سبق تفسیر مدارک از شیخ سعد الله لاهوری میخواند و چون بآیة وما الحیوة الدنیا الا لهو و لعب رسید از استاد معنی آیت پرسید و معنی ظاهر بیان کرد گفت مرا قال مطلوب نیست حال میباید این بگفت و سرمست جام حال شده از مسجد برخاست و رقص آغاز نهاد و سرود گویان از مسجد بر آمد و کتاب تفسیر در چاه انداخت از کتاب در چاه انداختن دیگر درویشان مدرسه ملامتها کردند آخر حسین بر چاه آمد و گفت ای آب باز انداختن کتاب در آب درویشان مرا بهتان میگویند کتاب بمن واپس ده فی الحال آب بجوشید و بکناره چاه آمد بحالیکه کتاب بر روی آب بود حسین آن کتاب از روی آب بگرفت و حواله درویشان نمود چنانکه هیچ اثر آب بکتاب نرسیده بود از امروز حسین طریقه ملامتیه پیش گرفت درویش و بروت تراشید و جام بر دست حق پرست خود نهاد و داد ملامت و بدنامی در حق خود میداد و مستانه وار گاه در مسجد و گاه در خانه خمار گاه در تیه و بازار و گاه در دشت خونخواره خندان و گاه اشکبار میگشت و نیز در حقیقة الفقرا است

که روزی حسین بیاران خود فرمود که اگر مرضی شما باشد بآن بهرو که دریای راوی رفته سیر کنیم
گفتند که اگر نان مزعفر بخورانید میرویم حسین منظور کرده با نزدیکی دریای راوی در موضع شاه بلاول
تشریف برد چون دران ایام امساک بارش باران از حد بود بهار خان سردار موضع مذکور که از
قوم زمینداران شده بود همه یاران حسین را گرفتار کرده با زنجیر ساخت و بحسین گفت که تا وقتیکه
باران رحمت نبارد یاران شما را خلاص نکنیم اگرچه بهار خان مخلص فقرا از دل بود اما برای
بارش باران این حیله برانگیخت پس حسین نزد یاران خود تشریف برده گفت که یاران مطلب
برعکس افتاد شما امید خوردن نان مزعفر داشتید برعکس آن در قید گرفتار آمدید بعد ازان
نزد بهار خان تشریف آورده فرمود که باین حیله که برانگیخته باریدن باران ممکن نیست
بلکه از آسمان آتش خواهید بارید هان اگر نان مزعفر و شیر و شکر وغیره لوازم ضیافت پیش
یاران من حاضر آری یقین است که باران ببارد پس بهار خان یاران حسین را خلاص کرده همه اشیاء
مطلوبه حاضر ساخت چون حسین با یاران خود مسرور گشت رو بآسمان کرده گفت الهی حسین با یاران
خویش مسرور است حالا ضرور است که باران رحمت بفرستی و دلها را شاد و ده را آباد کنی
ابر پیدا آمد و باریدن باران شروع شد و چندان بارید که خلق سیراب گشت نقل است که شخصی
حاجی یعقوب نام در مدینه منوره سکونت داشت و مدام شیخ حسین را بمدینه معتکف مسجد نبوی میدید
و آشنائی پیدا کرده بود اتفاقاً او را بتقریب سیر باتفاق آمدن هندوستان افتاد و بلاهور وارد
گشت روزی حسین را در عین چوک بازار دید که مست شراب محبت شده بآواز دهل رقص
میکرد نهایت متعجب شد و از شخصی دریافت نام و نشان او نمود گفتند که نامش حسین و مسکن او
لاهور است باز بخدمت حسین رفت و گفت که آخر این آن کی که بپهلوی روضه عالیه نبوی معتکف بود
حالا اینچه حال است که [illegible] اختیار کرده است حسین فرمود که ای حاجی چشم بند و ببین چون چشم بند کرد دید که حسین را
در مدینه هم بهمان لباس که دیده بود دید بسر و پا آمده در مدینه مشغول است که بعد ازان
شیخی بگوش اکبر بادشاه رسانیدند که در لاهور فقیری حسین نامی است که ریش و بروت
می تراشد و لباس سرخ می پوشد و ظاهراً مرتکب مناهی میشود و با شخصی برهمن که مادهو
نام دارد صحبت دارد و بآواز دهل دست او گرفته رقص میکند و با وجود این همه دعوی ارشاد و ولایت

باطنی است باستماع این معنی بادشاه بملک علی کوتوال لاهور فرمان نافذ کرد که حسین شیخ
را پا بزنجیر کرده روانه حضور نماید بصدور فرمان کوتوال پیادگان را بگرفتاری حسین مامور کرد
لیکن باوجود یکه در لاهور بود بدست نیامد تا آنکه روزی ملک علی عبد الله کبیتی را بهزن را
نسبت بحکم بادشاه در بازار نخاس بردار کشید و هجوم عام بود حضرت حسین هم از آنجا گذر
کرد کوتوال چون دید گرفتار کرده در مجلس فرستاد و همان چون زنجیر در پای آن نا پیر دستگیر
انداختند فی الحال می شکست بمعاینه این کرامت ملک علی گفت که ای حسین بزور سحر و جادو
زنجیر را پاره میکنی پس اگر من ملک علی کوتوالم میخهای آهنی در سر و پای تو کرده نزد بادشاه خواهم
فرستاد فرمود که از خدا خواسته ام که عنقریب میخهای آهنی در جسم تو کنند و همان شهید [illegible]
پس همچنین اتفاق افتاد که در فرمان شاهی که در باب قتل عبد الله کبیتی بنام ملک علی صادر
شده بود درج بود که هر سخنی که عبد الله بوقت بردار کشیدن بر زبان آرد ملک علی نقل آن
بحضور بادشاه عرض دارد از اتفاقات عبد الله بوقت اخیر هر را دشنام مغلظ در حق بادشاه
بر زبان آورده ملک علی در عریضه خود همه دشنامها لفظ بلفظ درج کرد بخواندن عریضه بادشاه
غضبناک شد و فرمود که ملک علی عجب بی ادب است که دشنام های عبد الله را لفظ بلفظ درج
عریضه خود ساخته و از سیاست شاهی اندیشه نکرد پس بنام ناظم لاهور حکم صادر شد که میخهای
آهنی در مقعد ملک علی زده بکشند و زن و بچه های او نیز بردار کشند پس بتعمیل حکم شاهی آن
معاند فقرا بسزا رسید که قبر ملک علی با متعلقانش تا حال در گورستان میانی عبرتگاه خلق است
چون ملک علی کشته شد بادشاه حضرت حسین را بطور خود نزد خود طلب کرد آنحضرت بهنگام
که بیک دست صراحی شراب و بیک دست جام بدر بروی بادشاه تشریف برد بادشاه فرمود که باوجود
بیعت سلسله قادریه داری اینچه حالت است حسین جامی از صراحی پر کرده بدست بادشاه داد
چون دید پر از آب سرد بود و جامی دیگر پر از شربت و جامی ثالث پر از شیر هم به بادشاه داد بادشاه
گفت که صراحی دیگر پر از شراب طلبانید و بدست حسین رسید پس اگر از آن صراحی هم شربت
و آب و شیر برآید البته کرامت است فی الحال صراحی بدست حسین دادند حسین بسطوت ولایت
جامهای آب و شربت و شیر از آن پر کرده بدست بادشاه داد من بعد بادشاه بنظر امتحان حسین را [illegible]

که اگر عبیر صاحب کرامت است حبس و بند مانع او نیست چون بادشاه در محل زنانه تشریف برد دید
که حسین نزد بادشاه بیگم ایستاده است فی الحال در حبس آمد و تفحص حال حسین نمود در حبس
هم حسین را موجود یافت از کرده خود تائب شد و باعزاز رخصت کرد نقل است که چون
عبد الرحیم خان سامان حسب الحکم بادشاه بتسخیر ملک ٹھٹھہ مامور شد بخدمت حسین آمده
پانصد روپیه نذر گذرانید و استمداد خواست فرمود که ملک ٹھٹھہ را بپانصد روپیه نزد تو فروختیم
مظفر و منصور خواهی شد اما بعد ازین از کسی ولی استمداد نکنی عبد الرحیم از آنجا رخصت شده
و بملتان رسیده بخدمت شیخ کبیر بالا پیر سجاده نشین مزار بهاء الدین زکریا ملتانی قدس سره
بامید فاتحه رفت و یکصد روپیه نذر گذرانید شیخ نذرانه قبول نکرده فرمود که ملک ٹھٹھه از
پیشگاه حسین لاهوری بتو عطا گردیده است حالا حاجت گرفتن نذرانه نیست و صاحب
معارج الولایت میفرماید که وقتی مخدوم الملک قاضی لاهور در بازار حسین را دید که
با دف و دهل رقص میکند خواست که اذیتی برساند حسین بجست و عنان اسپ قاضی گرفت
و فرمود که ای قاضی ارکان مسلمانی پنج اند اول کلمه توحید و اقرار رسالت حضرت سرور صلی الله
علیه وسلم در خواندن کلمه با تو شریکیم دوم نماز و روزه آنها من ترک کرده ام حج و زکوة را
تو ترک کرده پس تعزیر صرف برای حسین چرا است قاضی بخندید و برفت و در حدیقة الفقرا است
که خادمان حسین قریب به نه هزار کس بودند که بتصدق حسین بسعادت کونین رسیدند و بعضی به
که بملکه و نسبت و بعضی از اولیای صاحب کمال از حسین بکمال رسیدند تا شانزده خلفا
نامی و گرامی که چهار از ایشان معروف بخطاب غریب و چهار بخطاب دیوان و چهار بخطاب
خاکی و چهار بخطاب بلاول مخاطب اند زیاده تر مشهور اند و از آنجمله چهار غریب هستند اول
شاه غریب بمقام رنی ٹھٹھه بفاصله سه کروه از وزیرآباد دوم شاه غریب در موضع لنگوی
دالی متعلق وزیرآباد سیوم شاه غریب بمقام اچیلا پور اقلیم دکن آسوده اند چهارم شاه غریب مزار او
در لاهور متصل مزار آنجناب است و از هر چهار دیوان دیوان اول بادشاه دیوان دوم دیوان گوره
در لاهور در حریم مزار سیوم دیوان بخشی بمقام بیجاپور چهارم الله دیوان در لاهور مزار ایشان است
و دیوان بادشاه [illegible] مستغرق بحضرت بوده و از خلفای خاکی اول مولی بخش خاکی دوم

خاکی شاه در لاهور بجوار مزار سیوم خاکی شاه در وزیرآباد چهارم حیدربخش خاکی در اقلیم دکن آرام پذیر است و از هر چهار بلاول اول شاه رنگ بلاول دوم پیر بلاول سیوم شاه بلاول است مزار هر سه بجوار مزار آنجناب است چهارم شاه بلاول که با قلیم دکن مزار او ست ولادت باسعادت حضرت حسین بقول صاحب حقیقة الفقرا در سال نهصد و چهل و پنج است چنانچه از مصرع سه صبح صادق بر اوج فقر دمید اخذ کرده است و وفات آن جامع الکمالات بتصدیق قول مصنف ممدوح و دیگر اهل اخبار بتاریخ سلخ ماه جمادی الثانی سنه یکهزار و هشت بعلداری ممالکت جلال الدین اکبر بادشاه بوقوع آمد و عمر شریف بشصت و سه سال رسیده بود و صاحب حقیقة الفقرا از ماده مست عشق ازل و از می محبت مست تاریخ وفات آنجناب

بر آورده است از مؤلف
نیر سلطان شهید اشتیاقین
سال ترحیل آن شه کونین
اهل دل بی نیاز خلق حسین
هادی فخر امین حسین مخدوم

طالب عشق و عاشق جانباز
هم رقم شد امین و دین ہست
شیخ محمود شیخ زمان
ایضا شاهنشه دین حسین مخدوم
سن وصال او بفرما

ماه عالم حسین نور العین
دارد تولید او ز زینت زین
رحلتش هست شمع عشق حسین
خورشید دین حسین مخدوم
هادی المتقین حسین مخدوم

گشت شیخ جهان حق آن بتولیدش
گفت سرور محقق ہست
ہست فیض حسن وصالش هم
در سال ارتحالش رقم کن
شیخ حسین قادری

و چشتی قدس سره از مریدان شیخ عبدالوهاب متقی قادری شاذلی بود و در پی قیدی دو الاهمی خصوصیت تمام داشت صاحب اخبار الاخیار میفرماید که شیخ حسین از مریدان قرابتیان شیخ عبدالوهاب بود و عجب حالتی و همت شگرف داشت وقتی شیخ حسین از آب نهر میگذشت و بکنار دریا بیشه بود و در او شیر میماند و مجال عبور مردمان تنگ آمده هیچکس از آنراه گذشتن نمیتوانست شیخ حسین چون این چنین حالت بدید بیک دست خود کاردی بگرفت و بدست دیگر چادر خود پیچیده درون بیشه در آمد و شیر که در آن بیشه بود بگرفت و بکارد هلاک ساخت نقل است که وقتی شخصی بر جای بلند ایستاده نماز میگذارد و در نیت نماز وسواس مینمود و الفاظ نیت را تکرار میکرد چنانچه وقت بر حاضران مجلس تنگ ساخت شیخ دستی بقهر بر سینه وی زد چنانچه در درون آب که در پایان بلندی بود بیفتاد بعد از آن اثر وسواس از آن در خاطر وی نماند وفات شیخ حسین بقول صاحب شجره چشتیه در سال

یکهزار و سیزده هجری بسال وفات اکبر بادشاه است از مؤلف	حسین ابن حسن و احسن حسین پیر

ولی دو جهان شیخ زمانه	چو از دنیا بفردوس برین رفت	وصالش شد عیان شیخ زمانه

شیخ نعمت الله سرهندی قادری قدس سره از اعاظم خلفای میان میر بالا پیر لاهوری است و اول کسیکه دست بیعت بدست میان میر داد او بود کمال ورع و زهد و تقوی اشتهار داشت و بکرامت و خوارق موصوف بود صاحب سکینة الاولیا میفرماید که روزی شخصی تاجر با پسر خود بخدمت حاجی نعمت الله حاضر آمد و گفت که من مبالغ کثیر بر ای کار تجارت حواله پسر خود کرده بکار تجارت فرستاده بودم الحال پسرم میگوید که آن مبالغ را دزدان در راه بغارت برده اند ازین کار حیرانم با استماع این معنی شیخ رو به پسر تاجر کرد و گفت که چرا با پدر خود دروغ میگوئی در حالیکه آن زر را در فلان گنبد بفلان جا دفن کرده برو و زر را حواله پدر کن پسر چون شنید در پای شیخ افتاد و زر حواله پدر نمود نقل است که شخصی بخدمت حاجی نعمت الله آمد و عرض کرد که کنیزکی خوب رو داشتم و شیفته جمال او بودم حالا از چند روز گریخته رفته است توجه فرمایند که باز آید فرمود که امروز بفلان جا رفته بنشین و منتظر باش بعد ساعتی یکسواری خواهد رسید نزدیک آن رفته بگو که کنیزک من که درین محل است بیرون آید و مشغول تحقیقات سهل مشو آن شخص همچنان کرد و کنیزک خود دریافت **وفات** حاجی نعمت الله بقول صاحب سکینة الاولیا در سال یکهزار و هفده هجری بعهد سلطنت نورالدین محمد جهانگیر بادشاه است

از مؤلف	چو از دنیا بفردوس برین شیخ	جناب نعمت الله شاه بیجاه	وصال او است عابد نعمت فقیر
دو بار امیر عالم نعمت الله			

شاه بدر گیلانی قدس سره از اولیای کاملین پنجاب است جامع سیادت و شرافت و کرامت و خوارق و در سلسله عالیه قادریه پیر طریقت بود ولایت و نسبت موروثی داشت نسبت آبائی و بچند واسطه بحضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس الله سره میرسد بدینطریق که سید شاه بدرالدین بن میر شرف الدین بن میر یحیی بن میر علاءالدین علی بن شمس الدین محمد بن سید شهاب الدین احمد زهره جبین بن علاءالدین علی ثانی بن سید قاسم بن یحیی تنکه تاتار بن سید احمد مشتقی بن سید ابی صالح بن سید ابی نصر بن قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن غوث الارض و السما

محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی الله عنه و آنحضرت بعهد اکبر بادشاه در لاهور تشریف آورده بسیاری از ساکنان پنجاب و خاص لاهور بحلقهٔ ارادت وی درآمدند خوارق و کرامت بیشمار ازان مقبول پروردگار بظهور آمدند و اگرچه صاحب تشریف الشرفا و شجرة الانوار که راقم ناقل احوال از کتاب وی است تاریخ وفات وی تحریر نفرموده اما از شجرهٔ شخصی که مرید این خاندان بود بظهور پیوسته که حضرت شاه بدر بتاریخ دوازدهم ربیع الاول سال یکهزار و هشت ده در عهد مملکت جهانگیر بادشاه برحمت حق پیوست مزار پر انوار در موضع سانیان علاقه پتیاله زیارتگاه خلق است از مولف

چو بدر الدین ازین دنیای فانی | سفر ورزید و شد روشن بجنت
رقم شد فضل حق تاریخ سالش | دگر سید ولی بدر الکرامت

شاه شمس الدین قادری

لاهوری قدس سره از عظمای اولیای و کبرای خلفای شیخ ابو اسحاق قادری لاهوری است و شیخ ابو اسحاق خلیفهٔ اعظم شیخ داود چونی وال صاحب شیر گده است که ذکر خیرش سابق بزبان قلم آمده وی شخصی بود از حد بزرگ عالم و عامل و عارف کامل فرد و یگانهٔ زمانه در علم شریعت و طریقت طاق یگانهٔ آفاق از سماع و کشف کرامت بغایت محترز بود در لاهور فتوحی عظیم یافت و طالبان خدا فوج در فوج بخدمت آن بحر پر موج حاضر شدند و بادشاه وقت شاه جهانگیر نیز از معتقدان وی گردید گاهی از حکم او سرتافتی و آنجناب برای هر عاجزی بوسیله وسیلهٔ جمیله شده حاجتمندانرا بذریعهٔ رقعهٔ خود نزد بادشاه فرستادی و بادشاه بهزار خوشی قبول نموده حاجت آن اهل حاجت روا فرمودی وفات آن مظهر تجلیات باقوال صحیح در سال یکهزار و بیست و یک بتاریخ یازدهم رجب المرجب است و مزار پر انوار در لاهور قطعهٔ تاریخ وفات تاریخ آنحضرت که اندرون روضهٔ منوره تحریر است اینست

چو شمس الملل زین جهان رخت بست | بیاراست ایزد برایش بهشت
بجستم ز پیر خرد سال او | بگفتا ز سر لطف جا بین بهشت ۱۰۲۱

از مولف

سال ترحیلش عیان شد از خرد
باز محبوب کریم آمد ندا ۱۰۲۱

شاه شمس الدین ولی باصفا
هادی محبوب شمس الاتقیا ۱۰۲۱
صاحب فیض و کرامت هم عارف سخی ۱۰۲۱

شد چو از دنیا بجنت یافت جا
فخر عالم نیز شمع بو تراب ۱۰۲۱
شیخ عالی نیز هادی رضا ۱۰۲۱

سید جیون المشهور بسید عبد القادر ثالث گیلانی قدس سره در سادات عظام

و اولیای ذوی الکرام گیلانی بی نظیر و لاثانی است شیخی بزرگ و متقی و زاهد و عابد و عالم بود و صاحب کرامت و شرافت و شجاعت و سخاوت زاید از حد داشت بسید عبد القادر ثالث مشهور است ترتیب و تکمیل ظاهری و باطنی از والد ماجد خویش سید محمد غوث بالا پیر صاحب یافته بود و بعد وفات پدر بزرگوار بسیر اقلیم هندوستان تشریف برد و فواید صحبت از اکثر مشایخ عظام و اولیای کرام یافت سن بعد در لاهور آمد و بآبادی بیرون شهر لاهور در گذر لنگر خان توطن نمود و محله نو آباد موسوم باسم رسول پوره آباد کرد و بسال یکهزار و بیست و دو وفات یافت و در لاهور بمقامیکه حالا روضه حضرت شاه چراغ بن عبد الوهاب بیرون شهر مشهور است مدفون شد سید عبد الوهاب و سید محمد پسران آنحضرت بودند و بی بی فاطمه ثانی المشهور بی بی کلان و بی بی دولت هر دو دختر والا گوهر آنحضرت اند چنانچه فاطمه ثانی زوجه میران محمد شاه موج دریا بخاری و بی بی دولت زوجه سید نظام الدین بن سید میر میران بن سید مبارک بن سید محمد غوث اند

هم بخوان عبد قادر اولیا	فیض اسلام گو تاریخش	یافت از حق تخلد والا جا	چیست اندر لقب عبد قادر چو شد از فنا

شاه سید خیر الدین ابو المعالی قادری کرمانی لاهوری بن سید رحمت الله بن سید فتح الله قدس سره ولی لاثانی از سادات صحیح النسب کرمانی است صاحب کرامات بلند و مقامات ارجمند و زهد و ورع و تقوی و ریاضت بود مرید و خلیفه و برادرزاده حقیقی شیخ داود صاحب شیرگده است و بعد بیعت تا سی سال در ریاضت شاقه و مجاهدت شایسته گذرانید چون تکمیل کامل یافت و بمنزل اعلی و درجه معلی رسید از پیشگاه پیر روشن ضمیر بعد عطای خرقه خلافت مامور بسمت لاهور گردید و در راه هر جائیکه مقام کرد چاه و تالاب و باغچه تعمیر ساخت که از شیرگده تا لاهور چند جا مقامات وی بعمارت پخته تعمیر اند و بچوک های شاه ابو المعالی اشتهار دارند چون در لاهور رونق افزا گشت خلقی کثیر بحلقه ارادت وی در آمد و قبولی عظیم یافت و ادنی کرامت وی آن بود که هر کسی که بدست حق پرست وی بیعت میکرد همان شب بزیارت حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه فایز میشد و فقیر بی اندوه محمد دارا شکوه در سفینة الاولیا میگوید که عارف حق آگاه ملا شاه نقل کرد که روزی با همراهی اخوند خود ملا نعمت الله که عالم و عامل و فقیر کامل بود بزیارت

عاشق لاابالی شاه ابو المعالی رفتیم در آنجا نشسته بودیم که شخصی مرید تسبیحی بتحفه بخدمت
حضرت شاه بطور هدیه گذرانید قبول فرمود و پیش خود نهاد در دل من گذشت که اگر شاه ابو المعالی
کشف قلوب داشته باشد این تسبیح بمن عطا فرماید چون رخصت شده برخاستم مرا پیش خود طلبید و فرمود
که این تسبیح حسب مدعای خود بگیرید و اگر بهم رسد هر روز برین تسبیح صد مرتبه صلاة بخوانید که باو شاه
و شخصی که این تسبیح آورده است صواب عظیم حاصل گردد و نیز درج سفینة الاولیا است که
اخوند نعمت الله میفرمود که روزی در خاطر من خطور کرد که من ارادت و اعتقاد بحضرت غوث الثقلین
رضی الله عنه از بس دارم آیا حضرت غوثیه هم از ارادت من خبردار خواهند بود یا نه و چرا نخواهند
بود که آنحضرت خود میفرمایند که اگر من در مغرب باشم و مریدین از سر عریان در مشرق خواهم پوشید
شب در خواب دیدم که در بیابانی از سر برهنه ایستاده ام و حضرت غوث الاعظم تشریف آورده
دستاری سفید بمن عطا کرد و فرمود که ما درین حال از حال تو خبرداریم که سر برهنه ایستاده بودی خواستیم
که سر ترا بپوشیم چون صبح شد شاه ابو المعالی مرا نزد خود طلبید و دستاری سفید بمن داد و فرمود
که این همان دستار است که امشب ترا از غوث الاعظم عطا گردیده است و مخفی مباد که حضرت
شاه ابو المعالی نهایت منظور و محبوب حضرت محبوب سبحانی بود و کمال ارادت و اخلاص بجناب
غوثیه عظمیه داشت و بطریق اویسی فائده های عظیم از آنجناب حاصل میکرد و حسب الایمای جناب
غوثیه کتابی در ذکر مناقب و کرامت غوث الاعظم تالیف نموده به تحفة القادریه موسوم ساخت
و سوای آن دیگر تصانیف هم دارد که کتاب حلیه سید عالم صلی الله علیه و سلم که مهر رسالت هم بالای خط
آن مشرف شده است از عمده تصانیف وی است و دیوان اشعار آنحضرت هم نزد اولاد
آنجناب موجود است ولادت باسعادت آنحضرت باقوال صحیح بروز دوشنبه دهم ماه ذی الحجه
سال نهصد و شصت هجری است و سال تاریخ از ماده گدای شیخ داود حاصل میگردد و واقعه
وفات آن نیکذات بتاریخ شانزدهم ربیع الاول سال یکهزار و بست و چار هجری در عهد جهانگیری
بوقوع آمد و روضه مطهره وی در لاهور است بیرون موچی دروازه و بروز عرس و بروز عیدین
صدها خلق از خاص و عام بزیارت آنحضرت مستفید میشوند و اولاد حق یاد وی سید مراد الدین وغیره
در لاهور مقیم است از مولف

ابو المعالی خیر دین احمدی
آنکه شد پرنور زو روی زمین

سال تولید و وصالش چون دل
ایضاً بوالمعالی شیخ عالی دین
باز تولیدش است مخدوم کریم
بوالمعالی متقی میر اجل

جست و جو بنده بس کمترین
شد والاشه کون و مکان
میر خیر الدین محبوب است احوال
میر خیر الدین حسن کن بیان

خیر من ولی است تولیدش عیان
سال تولیدش باقوال صحیح
تو حضور بی فضل قطاب نیز

رحلتش فرما معلی خیر دین
بوالمعالی حق پرست عیان
سال وصل آن شهید دوران

میان تنها قادری قدس سره

مرید خاص و عام خاص الخاص میان میر بالا پیر لاهوری است و تمام عمر بخدمت پیر و مستفیض صحبتش گرد و میان میر بالا پیر از یاران و مریدان خود بوقت شب پیش خود نگذاشتی سوای میان تنها که همراز و یار دمساز آنحضرت بود و حالت استغراق و بیخودی چنان غلبه کلی بروی داشت که از دنیا و ما فیها خبر نداشتی نقلست که درویشی از جونپور بخدمت میان تنها از وی پرسید که تو کیستی و چکار آمده گفت بزیارت شما آمده ام فرمود که مرا ببین و برو گفت میخواهم که از نام و عرف و احوال شما نیز خبردار شوم فرمود نام من تنها است و از قوم پراچه کنجکش و از کمترین خادمان میان میر بالا پیر ام و احوال من اینست که او سبحانه تعالی کلیدهای عالم جبروت و ملکوت و لاهوت بدست من داده است وقتیکه میخواهم در دروازه ملکوت وا کرده داخل میشوم و اگر میخواهم بجبروت و اگر میخواهم به لاهوت میروم محمد دارا شکوه صاحب سکینة الاولیا که راقم ناقل این حال از دست میفرماید که درختان و سنگ و نباتات و جمادات جمله با تنها سخن میکردند چنانچه روزی در صحرا میگذشت درختی آواز داد که اگر برگ مرا البستانی و در ارزیز یعنی قلعی انداخته بر آتش نهی نقره خام خواهد شد هیچ جواب نداد و از آنجا بگذشت همچنین دیگر درختی آواز داد که اگر قدری چوب مرا در مس انداخته بر آتش نهی طلای خالص گردد میان تنها بوی هم التفات نکرد روزی در گنبد نشسته بود چون خواست که بیرون آید آوازی شنید که ساعتی توقف کن گفت تو کیستی و باعث امتناع چیست گفت من همین گنبدم که در او نشسته و باعث این است که تا یک وقت بارانی عظیم خواهد آمد اگر بیرون روی آزار خواهی کشید درین گفتگو بود که باران شروع شد نقلست که روزی میان تنها در راه میگذشت دید که موشی دیر مرده و پوست و استخوان وی از هم جدا شده در راه افتاده است بموش مخاطب شده گفت که چرا باینحال در راه افتاده برخیز و بجای خود برو موش فی الحال زنده گشت و روان شد نقلست که وقتی میان تنها

بخدمت حضرت میانمیر حاضر شد پرسید که میان تنها درین ایام بکدام سمت رفته مشغول میشوید عرض کرد که پیش ازین در حوالی نخلستان موضع اچهره رفته مشغول میشدم اما در آنجا جمعیت نماند که شغالها بآواز بلند بتسبیح سبحان الله و الحمد لله میگویند بسبب غوغای ایشان در اشتغال من خلل می‌آمد حالا در محله خلیفه جنید بگوشه رفته مشغول میشوم باستماع این تقریر میان میر تبسم شده فرمود که ببینید کار عصار سیرے تا کجا رسیده است و چه حرفهاے بلند میگوید نقل است که روزی میان تنها و میانمیر و ملا محمد سیالکوٹی بیرون حجره در سایه دیوار نشسته بودند و وقت خوش بود ناگاه ابری و بادی پدید آمد میانمیر فرمود که حالا چار و ناچار ازینجا باید برخاست میان تنها گفت که اگر بفرمائید این ابر و باد و باران را بهم زنیم تا هوا صاف شود میانمیر ازین سخن بهم برآمد و فرمود که اظهار کرامت و خود فروشی میکنی اگر بار ازینجا برخاسته در حجره رویم کدام نقصان است که در کار الٰهی دخل دهیم که فعل المحمود محمود و مخفی مباد که میان تنها امّی بود اما باوجود ناخواندگی علم لوح محفوظ بچشم ظاهر میخواند وفات میان تنها بقول صاحب سکینة الاولیا در سال یکهزار و بست و هفت هجریست از واقعه وفات وے حضرت میانمیر چشم پر آب کرد و فرمود که رونق فقیر خانه فقیر میان تنها برد بلکه بجا دمان بوقت اخیر وصیت فرمود که بجائیکه میان تنها مدفون است متصل آن مرا دفن کنند از مولف

حضرت تنها که ولی خدا است	
عارف حق واقف علم الیقین	ز عاشق مستانه بجو ز رحلتش ۱۰۲۷
نیز ز محبوب بهشت برین ۱۰۲۷	

حاجی مصطفی سرهندی قدس سره صاحب زهد و تقوی قامع نفس و هوا از اعاظم مریدان میانمیر بالا پیر است حالت سکر و بیهوشی بروی غالب بود و استغراق تمام داشت نقل است که روزی شیخ حاجی مصطفی امام جماعه شده نماز میکرد در حالت رکوع بود که استغراق بروے غالب آمد همچنان در رکوع ایستاده ماند مقتدیان چون دیدند که امام در حال دیگر است نماز خود را اتمام کرده برفتند وی تا هفته روز همچنان در رکوع بود وفات وی بتاریخ چهاردهم صفر روز چهارشنبه سال یکهزار و سی و نه و بقول بعضی سی و هفت هجریست

از مولف مصطفی چون ز فضل ربانی	شد ز دنیا بجنت الاعلی	مصطفی متقی امیر ۱۰۳۹
گو بتحصیل آن سه والا	باز تاریخ آن ولی زمان	تاج ابرار مصطفی ۱۰۳۷

سید عبد الوهاب گیلانی قدس سره از سادات عظام و اولیای ذوی الکرام
بود و تربیت و تکمیل از سید عبد القادر ثالث گیلانی بن سید محمد غوث بالاپیر یافت و در لاهور
علم مشیخت افراخت و خلق کثیر بحلقه ارادت در آمد آخر در سال یکهزار و سی و هفت هجری وفات یافت

از مولف	عبد وهاب چون بفضل الحق	رفت از دهر بجنت الاعلی	رحلتش گو امام دین فیاض
افضل و سید ولی فرما			

سید شیخ عبد الله بهتی قدس سره از اعاظم سادات گیلانی است
نسبت آبایی وی بچند واسطه بحضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی محی الدین عبد القادر گیلانی
میرسد بدین طریق که سید عبد الله بهتی بن سید تکرو بن سید حسن بن سید عثمان بن سید مبارک الدین حسین
بن سید عبد الباسط بن سید شهاب الدین احمد بن سید مبارک بن سید حسن بن سید علاء الدین علی
بن سید شمس الدین محمد بن سید ابو ذکریا یحیی شهید تاتاری بن سید احمد بن سید ابی
صالح نصر بن شیخ سید الآفاق عبد الرزاق بن غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین
ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی الله عنه همه بزرگان مذکور خرقه ارادت از دست پدران خود پوشیده اند
و قدم بر قدم جد بزرگوار خود داشتند و وی بعمر پانزده سالگی بطلب حق از بغداد بر آمده بهندوستان
تشریف آورده و اکثر مشایخ این دیار را دریافت و در علوم ظاهر و باطن بکمال رسیده در موضع
بهتی که از توابع دهلی است طرح اقامت انداخت و همیشه در بحر مراقبه مستغرق می بود و خلقی کثیر بحلقه
ارادت وی در آمد و کرامت و خوارق بسیار از وی بظهور آمد چنانچه صاحب سفینة الاولیا مینویسد
که چون کسی دزد و یا رهزن اراده آمدن بموضع بهتی میکرد او را بیرون ده مرده یا نابینا می یافتند
و احدی را قدرت نبود که بر اهل مسکن آن ده دست تطاول و ظلم دراز کند وفات آنجناب بقول
صاحب سفینة الاولیا در سال یکهزار و سی و هشت هجری و مدت عمر یکصد سال و قبر در موضع بهتی

بر کنار دریای جون است	از مولف	شد ز دنیا چو در بهشت برین	شیخ با اختصاص عبد الله
سال تاریخ رحلتش بسرور	گفت صدیق خاص عبد الله	ملا حامد قادری قدس سره	

جامعی بود میان علوم ظاهر و باطن و رموز طریقت و حقیقت در خواندن قرآن ثانی نداشت
اوائل از منکران حضرت میانمیر بود بعد ازان از خوارق باطن بخدمت آنحضرت آمده مرید شده
بکمال اخلاص بهمراهی سابقه ترک درس فرزندان نموده بعبادت حق مشغول گشت و در اندک مدت

بعالم ملکوت بر او منکشف شد و بمراتب کمالات ولایت رسید آخر در سال یکهزار و چهل و چهار بتاریخ هفتم رمضان بقرب ایزد متعال پیوست مزار پر انوار او اندرون حریم مزار حضرت میانمیر است

از مؤلف	جناب شیخ حامد پیر حق بین	شه دین پیشوای اهل سنت	چو تاریخ وصالش جستم
عیان شد مقتدای اهل سنت			

شیخ محمد میر المشهور میانمیر بالا پیر قادری لاهوری قدس سره

از مشایخ عظام و خلفای ذوی الاکرام مرید شیخ خضر سیوستانی قادریست نام پدر بزرگوار وی قاضی سائینده بن قاضی قلندر فاروقی است و والده ماجده وی بی بی فاطمه بنت قاضی قادن نام داشت و نسبت آبای وی بحضرت عالیجناب عمر ابن الخطاب خلیفه ثانی جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم منتهی میشود تولد میانمیر بالا پیر در شهر سیوستان بعمل آمد و در سن هفت سالگی پدر عالیقدرش فوت یافت و تا در عمر دوازده سالگی جمیع علوم دینی حاوی و یگانه آفاق شد و اول تلقین طریقت بسلسله عالیه قادریه از مادر مهربان خود یافت و در اندک زمان بمرتبه کشف عالم ملکوت فایز گشت بعده ترک علایق نموده بعد حصول اجازت از والده ماجده از شهر برآمد و بکوه سیوستان قدم نهاد و بخدمت شیخ خضر مرید شده بتکمیل رسید و خرقه خلافت یافته حسب الارشاد پیر روشن ضمیر روانه لاهور گشت و در باطن بمرتبه اویسیت حضرت غوث الاعظم سرفراز یافت که هر آن و هر وقت که خواستی بشرف دیدار غوث الثقلین مستفیض شدی و در عمر بست و پنج سالگی در لاهور رسید و چندی در ریاضت مصروف گردید بحدیکه گاهی بشب خواب نکردی تمام شب بیک نفس گذرانیدی و بعد یک هفته افطار میکرد و چون حالت استغراق زیاده تر شد تا یک ماه اتفاق خوردن طعام نمی افتاد حضرت محمد دارا شکوه میفرماید که در آن حالت ریاضت روزی برادر میانمیر از وطن رسید چون نزد خود هیچ نداشت بغایت مضطر شد و برادر را در حجره نشانده خود بباغ رفت و بعد طهارت و ادای دوگانه دست دعا بجناب کبریا برداشت که الهی بیکس و یارم و غیر تو دیگری ندارم و چیزی موجود نی که بمانداری مهمان پردازم درین اثنا از خانه شخصی رسید و گفت که شخصی برای تو طعام آورده است و منتظر نشسته چون در خانه رسید آورنده طعام خوان طعام پیش آورد و قدری نقد هم پیش نهاد و گفت از هر که اینوقت خواستی برای تو طعام و نقد فرستاده اگر چیزی دیگر حاجت است بعد از آنکه پیر بسلام شیخ دوگانه شکرانه ادا نمود و طعام با مهمان یکجا بخورد و نقد

که روزی شیخ محمد میر بر کنارهٔ دریای راوی نشسته بود که ماری سیاه و دراز بیامد و روبروی
ایستاده بزبانیکه هیچکس تفهیم سخنان گفت بعد ازان سه بار گرد آنحضرت طواف کرده راه خود
پیش گرفت حاضرین چون دریافت کردند فرمود که این مار بمن گفت که من با خود قرار کرده بودم
که اگر شما را ببینم سه بار گرد شما طواف کنم چون اجازت دادم سه بار طواف کرده برفت نقل است
که روزی آنحضرت میانمیر در باغ زین خان مشغول بود و فاخته بر درخت نشسته از غایت سوز و نیاز
کوکو میکرد شخصی شکاری بیامد و بسوی آن فاخته غلوله بینداخت غلوله بر سر فاخته آمد و بمرد و بر
زمین بیفتاد صیاد چون برداشت دید که مرده است لایق ذبح کردن نیست بینداخت حضرت
میانمیر بصیاد فرمود که برده آن فاخته مرده را بیار چون آورد دست حق پرست خویش بر فاخته
مالید فی الحال بپرید و بر جای خود نشسته کوکو کردن آغاز نهاد شکاری چون آواز فاخته شنید
بار دیگر بقصد شکار فاخته بیامد و خواست که غلوله بیندازد حضرت میانمیر او را منع فرمود که دست ازین
فاخته بردار قبول نکرد و خواست که غلوله بیندازد که درد عظیم و وجع الیم در دست آن خود پرست ظاهر
شد و از غایت درد بر زمین بیفتاد و میغلطید میانمیر بر سر او رفت و فرمود که ای بیدرد این درد
از همان بیدردی است که بحال فاخته دل تافته بکار بردی چون منع کردم گفتهٔ مرا قبول نکردی
آخر صیاد سر در پای آنحضرت نهاد و تائب شد که آینده تا حیات از کار شکار دست بردار شود و
درین باب قسم عظیم یاد کرد باستماع این تقریر حضرت میانمیر دستگیر دست مبارک خود بر دست آن
بیدرد مالید فی الحال درد ساکن شد شکاری چون اینچنین کرامت بدید فی الحال مرید گردید
و بمراتب بلند رسید نقل است که روزی شخصی بخدمت میانمیر بالا پیر حاضر شده برای شفای پسر
بیمار خویش عرض کرد آنحضرت بر کوزهٔ پر آب چیزی بخواند و دم کرده بوی داد و فرمود که به پسر خود
بنوشان ان شاء الله شفا خواهد یافت بیمار چون نوشید فی الحال تندرست شد همچنین شخصی طفلی گنگ
خود را همراه آورده و گفت که این طفل گنگ است گویا نمیشود توجه بحالش فرمایید آنحضرت به طفل
مخاطب شده فرمود که بگو بسم الله الرحمن الرحیم طفل فی الحال بسم الله بخواند و گویا گشت و در
اندک ایام حافظ قرآن گردید نقل است که روزی میانمیر بالا پیر رومالی خود که بعرق و حضور مبارک
بر آن پاک میکرد به صیادی عطا کرد و فرمود که هر گاه آسیبی یا بیماری بفرزندان تو برسد این رومال

برسر وی بپیچی ان‌شاء الله صحت خواهد یافت خادم آن عطیهٔ عالیه بگرفت هرگاه کسی از عیال وی
بیمار شدی بر سر وی بپیچیدی فی الحال شفا یافتی سوای آن دیگر بسیار بیماران و آسیب‌دیدگان ازان
رومال بحال صحت رسیدند نقل است که روزی میان میر بالا پیر بباغ تشریف برده بودند درخت سرو
مخاطب شده فرمود که از پیشگاه حق بکدام ذکر مأموری هستی درخت در سخن آمد و گفت که یا حضرت
اسم یا مالک تسبیح میکنم نقل است که روزی شخصی از قوم مغل سر و پا برهنه که سوای یک ته‌بندی
نداشت بخدمت حاضر آمده [illegible] بنشست بعد ازان شخصی دیگر از در درآمد و مبلغ بیست تنکه زر (?)
نذرانه پیشکش کرد میان میر خلاف عادت که گاهی زر نذرانه از کسی نمیگرفت زر نذرانه وی قبول فرمود
و بآن مغل داده فرمود که اسپی خرید کن و بخدمت فلان شاهزاده برو که نوکر خواهی شد درین وقت شخصی
دیگر که حاضر آن وقت بود برآشفت و عرض کرد که یا حضرت شما این زر تمام و کمال بآن مغل غیر مستحق
داده‌اید این حق جمیع فقرا بود و مسکین که پیش ازو حاضر بودم نیز مستحق بودم که مرا امید از نذر بود (?) چنین سخنان بسیار کرد
برنجید و برفت و بعد رفتن او حضرت میان میر بحاضرین مجلس فرمود که این شخص یکصد و بیست و دو نیم درم (?)
در کمر خود دارد و باوجود آن لفظ استحقاق بر زبان می‌آرد و لاف‌های دروغ میزند پس از خدا میخواهم
که همیان وی گم شود و جان او نیز در صحبت زر تلف گردد و زر نیز ضایع شود و بشامت آن دو
کس دیگر نیز کشته شوند بعد دو سه روز همان درویش بغسلخانه رفت بعد غسل خرقه پوشیده (?)
و همیان خود را در غسلخانه فراموش ساخت و از آنجا بخدمت حضرت میان میر آمد آنحضرت تبسم نموده
بدرویش فرمود که ای رفیق کمر خود را واکن و بفراغت بنشین درویش چون دست بر کمر نهاد همیان
ندید متحیر شد و از آنجا برخاست میان میر فرمود ای عزیز باین تعجیل کجا میروی عرض کرد که چیزی در غسلخانه
فراموش کرده‌ام میروم که بگیرم چون در غسلخانه رسید هیچ نیافت فریاد برآورد و گریه‌کنان (?) [illegible]
میان میر آمد و برای یافت همیان خود تضرع و زاری نمود و از آن بی‌ادبی (?) [illegible]
چون تمام روز بدین حال بگذشت اسهال خونی پیدا شد و مفارقت (?) [illegible] بیهوش شد
و قریب المرگ شد حضرت میان میر را بروی رحم آمده فرمود که بکنار دریا برو و در آنجا کشتی کلان برکنار بسته
خواهی یافت در کشتی فقیری را خواهی دید ازوی همیان خود طلب ان‌شاء الله خواهی یافت درویش [illegible]
بدریا رفت و دید که در کشتی درویشی نشسته است در دل تصور کرد که این شخص حمال است یا مزدور

همیان من نزد وی کجا خواهد بود آن شخص سر بر آورده گفت آری من حاکم و همیان تو نزد تست
و میدانم که ترا میان میر فرستاده است بیا و همیان خود بگیر درویش نزد حاکم می رفت و دید که بسیار
همیان ها نزد وی نهاده اند همیان خود را شناخت و بگرفت و شمار کرد یکصد و بیست و دو و نیم درم
پوره برآمد بر داشت و بخدمت آنحضرت آمده شکرانه ها گفت و برفت و همیان شبها بعضی همسایها
که بعلت مال عارض حال وی شده بود از دنیا در گذشته آن همیان بدست کسی خلاف با نسق قضا
و شخصی ثالث هم که بصحبت ایشان بود برین حال واقف گشت و بطمع مال آنرا در طعام آن هر دو کرد
و بکشت و خود در قصاص آن کشته شد و همیان در بیت المال سرکار بادشاه ضبط شد و شخصی
نور محمد خادم آنحضرت نقل کرد که شبی میان میر بالا پیر بالای حجره تشریف برده بمن فرمود که کوزهٔ آب
و بادکش و نعلین مرا بالا بگذار و برو خواب کن من بادکش و نعلین ایشان را بالا گذاشتم با کوزهٔ آب فراموش
کردم چون از شب حصهٔ باقی ماند بیدار گشتم و بیادم آمد که کوزهٔ آب برای وضوء آنحضرت بالا نگذاشته ام
کوزهٔ آب پر کردم و بالا رفتم دیدم که میان میر در خوابگاه نیست تصور کردم که شاید در بیت الخلا رفته است
در بیت الخلا رسیدم و آواز دادم هیچ اشاره نشد ناچار چراغ روشن کرده در تمام حجره ها تفحص کردم
آنحضرت را نیافتم متحیر شدم که آیا کجا تشریف برده است چون صبح شد از بالای آواز داد که کوزهٔ آب بیار
کوزه را بخدمت بردم و بی اختیار شده استفسار نمودم فرمود که امشب را در غار حرا بودیم که در آنجا شرفی عظیم
است که از عبادت کردن در آنجا ثواب عظیم حاصل میگردد و این از بیستانی اسرار الهی تا حیات بر زبان نیاید
منقولست که در ایامیکه جهانگیر بادشاه در کشمیر بود بعضی مردمان سخنان غیر واقع از طرف شیخ عبد الحق محدث
دهلوی و میرزا حسام الدین که از اعاظم مریدان خواجه باقی بالله بود بعرض بادشاه رسانیدند و بادشاه فرمود که
شیخ عبد الحق و میرزا حسام الدین از دهلی در کشمیر بیایند و شیخ نور الحق پسر شیخ عبد الحق در کابل برود
و چون شیخ عبد الحق از دهلی بلاهور رسید با خاطر پریشان بخدمت میان میر بالا پیر آمد و حال واقع عرض
کرد فرمود که در کشمیر نخواهی رفت و نه پسر تو در کابل و نه میرزا حسام الدین از دهلی جدا گردد همه خوش و خرم
در دهلی باشید بعد چهار روز خبر وفات جهانگیر بادشاه در لاهور رسید و نعش بادشاه در لاهور آورده دفن
کردند و آن هر سه کس بطرف دهلی معاودت کردند و منقولست که شخصی از امرای لاهور چاهی
در حویلی خود کنده آب چاه شور برآمد بسیار پریشان شد و کوزهٔ آب پر کرده بخدمت میانمیر آمد

دو عرض حال کرد آنحضرت سورهٔ الحمد بخوانده بر آب دم کرده قدری ازآن بنوشید و فرمود که این آب را در چاه بیندازد آن شخص همچنان کرد و آب چاه شیرین و سرد گردید و منقولست که اهل اسلام قلعه کانگره را چند سال محاصره داشتند فتح میسر نگشت آخر یکی از افسران فوج که مرید آنحضرت بودند بذریعه عرضی التماس فتح قلعه کرد بر پشت رقعه جواب نوشت که انشاء الله قلعه از دست تو فتح خواهد شد بعد چهار روز قلعه فتح شد و منقولست که محمد فاضل نامی شخصی مرید حضرت میان میر بود به پیرش خود گفت شد فرمود که غمگین مشو اهلیه تو حامله است پسری خواهد آورد و خادم چون در خانه رفت دریافت که فی الحقیقت اهلیه او حامله است بعد انقضای مدت حمل پسری زائید آنحضرت او را بنام افضل موسوم ساخت و بفاضل فرمود که تقدیر چنین بود که در خانه تو دختری بزاید لیکن سه بار از خدای تعالی درخواست تولد پسر کردم قبول فرمود پسر بتو عطا کرد و منقولست که کنیزک شخصی با مال بسیار که امانت بیگانه بود فرار کرد چون هیچ چاره ندید بمجلس آنحضرت حاضر آمده استدعای دعا کرد فرمود برو که کنیزک تو در خانه تست آن شخص چون در خانه رسید دید که کنیزک موجود است از کنیزک حال واقع استفسار کرد گفت که ازینجا بفاصله دورتر رفته بودم امروز همین وقت شخصی بازوی من بگرفت و هر دو درینجا رسانید مبهم از وقوع این واقع حیرانم که اینقدر مسافت بعید بچه طور طے کردم و منقولست که شخصی عالم فاضل ملا سنگی روستاقی نام خادم آنحضرت بود و از مدتها مدید بخدمت آن حضرت حاضر بود روزی شیخ کبیر میان میر بوے فرمود که یک بار شما را بروستاق وطن خود باید رفت و خبر متعلقان خود باید گرفت اگرچه دل ملا سنگی برانمعنی راضی نبود اما بتعمیل ارشاد در روانه وطن شده به بدخشان رسیده بعد از شام داخل روستاق شد و نزدیک خانه خود رسیده دید که هجوم کثیر در خانه وی است و شمعها افروخته اند و طعام بکثرت پخته میشود و از شخصی صحیح حال استفسار کرد او گفت که اینخانه ملا سنگی نام شخصی است و او از بیست و سال بهندوستان رفته بود چند ماه گذشته اند که خبر فوت او رسید بعد از ایام عدت امروز شخصی دیگر خواستگاری عیال وی نموده است و مجلس نکاح ترتیب داده از استماع اینمعنی ملا سنگی بتصور کشف و خوارق حضرت پیر از خود رفت درین اثنا جماعهٔ خویشان و آشنایان ملا را خبر شد همه جمع آمدند و بعض

تمام او در او بر خانه بردند و آن مجلس که منعقد شده بود پریشان گشت پس ملا چند گاه در خانه خود بماند و خاطر از نان و نفقه و زن و فرزند جمع کرده باز بخدمت میانمیر حاضر شد هنوز سخنی بر زبان نیاورده بود که آنحضرت فرمود که ای ملا اگر یکساعت خود دیر میرسانیدی قیامت عظیم واقع شده بود و ملا سر در پای آنجناب آورد و شکرانه عظیم ادا کرد و منقول است که روزی حضرت میانمیر با ملا شاه خلیفه خود بقبرستان تشریف برد و بر سر قبری برد و با هم نشسته مشغول گشتند ملا شاه از راه کشف قبور گفت که یا حضرت صاحب این قبر میگوید که من نوجوانی از دنیا برفته ام و بسزای کردار ناشایسته خود بعذاب گرفتارم الحال شما عزیزان بر سر مزار من آمده اید عجب که من در عذاب باشم فرمود از صاحب قبر بپرس که عذاب تو از چه رفع میشود ملا شاه توجه نمود و گفت که میگوید که اگر هفتاد هزار بار کلمه طیب لا اله الا الله محمد رسول الله خوانده ثواب آن بمن بخشید عذاب من رفع میشود پس حضرت میانمیر جمله خادمان و مریدان یاران خود را طلب کرده فرمود که همه باتفاق کلمه طیب بخوانید چون باتمام رسید ملا خواجه گفت که صاحب قبر میگوید که ببرکت طیب و انفاس پاک شما عذاب قبر از من برداشتند ولادت با سعادت میانمیر بالا پیر بقول صاحب سکینة الاولیا بسال نهصد و پنجاه و هفت بمقام سیوستان و وفات بروز سه شنبه بعد از نماز ظهر بتاریخ هفتم ماه ربیع الاول سال یکهزار و چهل و پنج در عهد مملکت شاهجهان بادشاه است در حالیکه فرمانفرمائی لاهور نواب وزیر خان مغل بود و مزار پر انوار در لاهور است و عمر شریف هشتاد و هفت سال بود و آنحضرت زیاده از شصت سال در شهر لاهور اقامت ورزید و حضرت میانمیر چهار برادر بود و دو خواهر داشت برادرانش یکی میان قاضی دوم قاضی عثمان سوم قاضی طاهر چهارم قاضی محمد یعنی محمد میر یعنی خود آنحضرت قدس سره و خواهرانش یکی بی بی بادی دوم بی بی جمال خاتون که ولیه عارفه بود و ذکر خیرش در مخزن هفتم خواهد آمد انشاء الله تعالی و تاریخ وفات آنجناب که از تصنیف ملا فتح الله قادری در کتاب سکینة الاولیا است این است

میانمیر سر دفتر عارفان	که خاک رهش شد کحل سعید	خرد بهر سال وصالش نوشت	بفردوس والا میانمیر شد
از مؤلف	سیر دنیا و دین میانمیر است	واقف از و محرم اسرار	هست بهشت تولیدش ۱۰۴۵
هم میانمیر چشمهٔ انوار ۱۰۴۵	۱۰۴۵ باز فرمود شیخ والا جاه	عقل تولید او بعد تکرار	بندهٔ مقتدا میانمیر است

سال تولید آن شه ابرار	ناد علی حق میر شیخ والا	وصل آن شاه سید عالی جناب	نیز فیاض حق ولی آمد
همه سیاه گیر و سنگیرای یار	ایضا شده و زبان فضل الهی	میان آن مقبول اهل توقیر	ز رهبر متقی پیداست سرود
کنی تاریخ تولیدش چو تحقیق	بجو تاریخ وصل آن شه دین را	ز تاج الاصفیا جابر میانه	سید غلام غوث

و شاه عالم قدس سرهم العزیز هردو حضرات والا درجات صاحبان مقامات بلند و کرامات ارجمند در سلسلهٔ عالیه قادریه از اولیای کاملین بودند سید غلام غوث پیرو شاه عالم مرید بود و اول جد ایشان سید ظهور الدین بخاری از مقام اوچ در لاهور تشریف آورده و اولها تیسر علی را که امیر کبیر عهد اکبر بادشاه بود مرید سید ظهور الدین شده دیه ابقام علی پور که از لاهور بفاصله چهار کروه بطرف شمال آن روی دریای راوی است برده متوطن ساخت سید محمد غوث از اجلهٔ اولیای عهد جهانگیر و شاهجهانی بود و قبولی عظیم یافت و خلایق از دور و نزدیک بخدمت او حاضر شده مرید گشتند خصوصاً دعای هردو حضرات در باب حصول اولاد و برآمدن حاجات نهایت مستجاب بود چنانچه شخصی نظام الدین نامی که از امرای دولت شاهجهانی بود بخدمت شاه عالم حاضر آمد و استدعای دعای فرزند کرد بفضله تعالی در خانهٔ وی فرزند متولد شد وفات سید غلام غوث در سال یکهزار و چهل و پنج و وفات شاه عالم در سال یکهزار و چهل هجری است و مزار گوهر بار در مقام علی پور چتهه است کرامت و خوارق تا حال از خاک ایشان جاری است و کسی را یارای آن نیست که از درختان خانقاه شاخی یا چوبی به تصرف خود آرد و در زمانه امیر سید ... در عهد حکومت رنجیت سنگه جیون موضع علی پور در جاگیر راجه دهیان سنگه وزیر آمده شخصی ملازمان راجه مذکور از درختان مزار پاک بضرورت مسواک چوبی بتراشید فی الحال از درخت خون جاری شده بتراشنده مسواک بمرض تپ گرفتار شد بعد روزی آن شخص باز به مرقد معلی آمده جبین سائی کرد و نذرانه گذرانید تا از آن عذاب خلاص یافت و نیز زبانی سید قطب شاه و غیره مردم معتبرین بثبوت پیوسته که بعد وفات آنحضرت دو صد و ده سال دریای راوی قریب مزار گوهر بار رسیده و قریب بود که مزارات منهدم شوند لهذا سید مقصود شاه و دیگر اولاد ایشان نعش های سه کس یکی نعش سید غلام غوث دوم سید عوض علی نبیره آنجناب سیوم نعش سید صدر الدین ولد سید عوض علی از مدفن برآوردند و دیدند که نعش هر سه کس چنان تازه و تر بودند

و خاک در نعش پاک هیچ یکی تصرف نکرده بود

تاریخ وفات سید غلام غوث

غلام غوث قطب هر دو عالم	ولی پاک حق آگاه ذیجاه	وصالش شیخ حق آگاه گفتم
بود باره هزار یادی شاه ذیجاه	تاریخ وفات سید عالم	شاه عالم حاکم دور زمان
شد چو از دنیا بجنت شد قریب	سال وصل دوست هادی عظیم	هم کمل شیخ و فضل حق حبیب

سید شاه بلاول بن سید عثمان بن سید عیسی قادری لاهوری قدس سره

از کبرای مشایخ متاخرین و فضلای اولیای دین بغایت متقی و متشرع و صایم و قایم و عابد و زاهد و ممتاز الوقت بود و خرقه ارادت و خلافت از سید شمس الدین قادری لاهوری یافت که خلیفه شیخ ابو اسحاق لاهوری بود و مرقد مقدس وی بمقام محله مزنگ واقع است و صاحب محبوب الواصلین که کتابی صرف در ذکر شاه بلاول است میفرماید که بزرگان شاه بلاول همراه همایون بادشاه از اقلیم هرات بهند آمدند و موضع شیخوپوره که دیهی بفاصله ۵ کروه از لاهور است از بادشاه در جاگیر یافته همانجا متوطن شدند تولد شاه بلاول نیز در شیخوپوره بوجود آمد و وی ولی مادرزاد بود و چون بعمر هفت سالگی رسید روزی طفل هم عمر همسایه وی وفات یافت آنحضرت بر بالین وی تشریف برد و فرمود که ای یار خفتن بیوقت چه معنی دارد برخیز تا باهم بازی کنیم طفل متوفی فی الحال چشم باز کرد و برخاست و همراه آنجناب روانه شد باستماع اینحال جد بزرگوار وی سید عیسی وی را برای خواندن علم در لاهور فرستاد چنانچه شاه بلاول بحسن سعی شیخ فتح محمد که از اعلم علمای لاهور بود در اندک ایام بکمالات علوم ظاهری موصوف شد و شوق و ذوق یاد مولی در دل حق منزل وی پیدا گشت اتفاقاً روزی بکناره دریای راوی میرفت شیخ شمس الدین از کشتی فرود می آمد باهم ملاقات واقع شد و شیخ شمس الدین بمحبت تمام دست وی گرفت و گفت که او سبحانه تعالی ذات شمارا برای معرفت ذات خود آفریده است پس شمارا لایق است که صحبت ما باشید و حصه خود از فیض باطن که نزد ما امانت شاه است بگیرید پس شاه بلاول بهمان وقت دست ارادت بدامان آنحضرت زد و بکسب طریقت مشغول شد نقلست که روزی شاه شمس الدین بکناره دریا در سایه درختی بخواب استراحت بود و شاه بلاول بخدمت ایستاده بود ناگاه دهقانی در رسید و بالای درخت برآمد و چوبهای خشک آن درخت شکسته بزیر افگند آن شاخها

و شاه بلاول هر چند منع کرد و فرمود که ازین حرکت در خواب استراحت پیر و شفقت میرون خللی واقع
میشود تا وقتیکه از خود بیدار نشود توقف کن مرد دهقان هیچ خیال نکرد آخر ناگاه پیر در دیده نگریست
و دهقان از درخت بزیر افتاد و بمرد و شاه شمس الدین چون از خواب بیدار شد استفسار احوال
آن شخص کرد آنجناب حال واقع عرض نمود فرمود که ما فقرا را چنین جلال و غصه کمی باید پس شما را
مناسب که تا وقتیکه این حالت جلال شما فرو نگردد در محله شاه ابو اسحاق در حجره بخلوت نشستی
و تلاوت قرآن مشغول باشی پس شاه بلاول تا چند سال در خلوت ماند و بقیام نماز و صیام
دوام میگذرانید و شیخ درج محبوب الواصلین است که در محله شیخ ابو اسحاق بخانه همسایه حضرت شاه
پسری تولد شد نقالان حسب الرسم پنجاب برای گرفتن زر مبارکبادی بر دروازه او آمدند
و رقص و سرود میکردند چون وی مفلس محض بود تنگدل شد حضرت شاه بنور باطن ازین حال
آگاه شده آفتابه گلی بدست گرفته از حجره بیرون آمد و آفتابه بدیوار همسایه زده بشکست فی الحال
همه ریزه های آفتابه زر خالص شدند و نقالان قراضه زر برداشتند و راه خود پیش گرفتند و همسایه
کم مایه از تقاضای نقالان خلاص یافت منقولست که در خانقاه والاجاه حضرت شاه لنگر
طعام جاری بود و خلایق بسیار نان دو وقت میخوردند و آنحضرت هم پوشاک شاهانه می پوشیدند و اسباب
بسیار از قسم ظروف وغیره در مطبخ آنجناب موجود می ماند شبی دزدی بارادهٔ دزدی اسباب
در مطبخ آنجناب در آمد نابینا شد و بگوشه خود را پوشیده ساخت چون روز شد و از تقسیم طعام
فراغت حاصل گشته آنحضرت داروغه مطبخ را نزد خود طلبیده فرمود که شخصی نابینا در گوشه مطبخ
ما پوشیده شده نشسته است او را بیرون آر و حصه مضاعف بوی بده که از شب گرسنه است
داروغه چون او را تلاش کرد و یافت او نان نگرفت و التجای حاضری خود بحضور حضرت شاه
کرد و چون روبرو آوردند عذرها کرد و سر در قدم آورده مرید گشت و بینا شد و شیخ درج محبوب الواصلین
است که اوقات شبانه روز حضرت شاه منقسم بودند که از صبح تا چاشت بمراقبه عبادت مشغول میبود
بعد از آن بتقسیم طعام از دست خود مصروف میگشت بعد دوپهر تا یک ساعت قیلوله میکرد
بعد از آن نماز ظهر با جماعت ادا میکرد و من بعد بحلقه مریدان توجه بحال ایشان متوجه میگشت
و درین اثنا خلقی کثیر کوزه های آب بدست گرفته حاضر میشدند و وی هم مبارک در هر کوزه دمیده

و این عطا میکرد و کیزان آب بهر استسقای بیماران اکثر عظیم می بود و هر زانوقت دو نفر منشیان ملازم خانقاه حاضر میشدند و کسانیکه بخدمت بادشاه وقت یا امرای عهد حاجتی میبود حسب استدعای ایشان سفارشنامها تحریر گشته عطا میشد و بر لوح سفارشنامه لفظ بس باقی هوس نوشتند و هر کس که آن سفارشنامه از طرف آنحضرت بخدمت بادشاه یا امیر شاهی بردی فی الحال حاجت روائی او میشد و بعد نماز عصر باز بمراقبه و شغل و عبادت تا شام می پرداخت و بوقت شام افطار صوم بجرعه آب میکرد و بعد نماز مغرب در حجره خاص رفته تا دو ساعت بادای نماز نوافل و صلوة اوابین توجه میفرمود و بعد بتقسیم طعام مشغول میگشت و خود بپاره نان جوین و ساگ چولائی اکتفا کرده ... تناول میکرد و بعد نماز عشا در خلوت تشریف برده تا وقت نماز تهجد ختم قرآن میخواند **نقلست** که روزی شیخ ابوطالب منصبدار ده هزاری که مرید آنجناب بود بخدمت عرض کرد که امسال در دیهات جاگیر من باران بسبب عدم وقوع نیامده در ینباب چه میفرمائید آنحضرت همچنین رو بآسمان کرد فی الحال پاره ابری نمودار شد و بآن خطاب شده فرمود که برو و بر دیهات جاگیر ابوطالب بارش کن ابر ناپدید شد و بار نزول بر دیهات جاگیر ابوطالب چندان باران بارید که خلق سیراب شد **وفات** شاه باول بقول صاحب مخبر الواصلین و سفینة الاولیا در سال یکهزار و چهل و شش وقت عشا شب دوشنبه بتاریخ بیست و هشتم ماه شعبان بود و عمر مبارکش ... سال و مزار پرانوار بیرون دروازه دهلی است و چون سابق مقبره عالیه آنجناب لب دریای راوی بود در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و دو آب دریا نزدیک بمقبره رسید و خوف مسماری مزار گوهربار شد نعش مبارک آنحضرت از آنجا برآورده بجای دیگر نزدیک آن دفن کردند از **مؤلف**

زد نیا شد چو در خلد معلی
باول قبله دین شاه عشق است
سال ... باول پیر جیو ...

جناب شه باول شاه شاهان
دگر مقبول عشق آمد نمایان
وصال آن شه دین شاه عرفان

بگو مقبول حق ... است تاریخ
نقیر ... باول

دگر ... فضل ... است ...
بگو ... باول ...

سید عبد القادر بخاری اکبرآبادی قادری

قدس سره از مشایخ خاندان قادریه اعظمیه است و در اکبرآباد سکونت داشت شیخی بود صاحب کمال و علم و عمل و زهد و تقوی و ریاضت و عبادت تمام روز در تدریس و شب بنصف در تلقین و توجه مریدان و لنصف ... عبادت گذرانیدی سوا قیلوله نصف النهار

خواب نکردی و از روز بلوغت تا وفات گاهی در روز طعام نخوردی [illegible] صاحب [illegible]
سال یکهزار و پنجاه ازین دار پر آفت برحمت حق پیوست مزار پر انوار وی در اکبرآباد است از مولف

شیخ عبدالقادر آن پیر یقین | شد چو از دنیا بجنت [illegible]
از سعید رحلتش بار دگر | بادی صدق عبدقادر [illegible]

مولانا شیخ عبدالحق محدث دهلوی ثم البخاری علیه رحمة الله الباری

از فحول علما و عزیز فضلا بوده و بوقت خود در علم و عمل و زهد و ریاضت ثانی نداشت اعتقاد کامل بجناب غوثیه عظمیه بهم رسانیده بود و اول بخدمت حضرت شیخ سید جمال الدین ابو الحسن موسی پاک شهید گیلانی خلف الصدق شیخ حامد گیلانی قدس سره مرید شده فائده ها بر داشت بعد از آن صحبت شیخ عبدالوهاب مرضی خلیفه شیخ علی متقی مستفید شد و فیض های کامل حاصل کرد و خرقه تبرک یافت و در علوم ظاهری و باطنی کامل و اکمل گشت و در شریعت و طریقت و حقیقت مقتدای وقت شد علی الخصوص در علم حدیث و تفسیر باقصی الغایت تکمیل بهم رسانیده بود و او را تصانیف بسیار است چنانچه شرح مشکوة عربی و فارسی از عمده تصانیف وی است که بسیار مقبول شده و مشهور است و اکثر مواضع و محال را ترجمه آسان و سهل تر نوشته و سوای آن کتاب صراط المستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح الغیب و کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب احوال مفصل مدینه منوره و غیره و رسایل در علم تصوف و سلوک تصنیف کرده او نیز چون در زمان جهانگیر بادشاه تولیت تمام داشت کثرت علما و فقرا و مساکین بعرض میرسانیده در دفع زندقه و الحاد بسیار میکوشید چون شیخ احمد کابلی سرهندی مجدد الف ثانی قدس سره معاصر وی است و شیخ عبدالحق از منکران وی بود بر مضامین مکتوبات شیخ احمد بسیار اعتراضات از روی ظاهر نوشت و باهم جواب و سوال بسیار بوقوع آمد چنانچه در کتاب معارج الولایت بتفصیل مذکور اند آخر باهم هر دو بزرگوار صفائی کلی بوقوع آمد و شیخ عبدالحق معتقد آن حضرت شد وفات شیخ عبدالحق بقول صاحب [illegible] و تذکره دیگر وفات شیخ در سال یکهزار و پنجاه و یک است بعهد شاهجهانی و مزار پر انوار در دهلی است از مولف

رفت از دنیا چو در خلد معلی | ذاکر شاغل [illegible] ولی امام است
چو عبدالحق ولی پاک معصوم | وصالش شیخ عالم گشت معلوم ۱۰۵۱
بحساب تاریخ وصالش جلوه گر شد | دو بار [illegible] مست جلی [illegible]
ز عبدالحق امام دین مخدوم ۱۰۵۱ | ز دل گرد سال وصل معلوم

میر عنایت الله المشهور مسکین شاه امری لاهوری قدس سره در [illegible]

لاهوری است در کمالات ظاهری و باطنی بزرگ و شیخ کامل بوده بیست و هشت [illegible]
بنام [illegible] رفته بود بجائیکه حالا روضه متبرکه وی واقع است تشریف میداشت و برای
حصول قوت حلال زراعت میکرد چون زمین زراعت بارانی بود اتفاقا یک سال
امساک باران بوقوع آمد زراعت باران [illegible] خشک گشت سوار راطلب سکندر شاه
[illegible] وی شاه [illegible] حاصل شد [illegible] سکندر [illegible]
اشتهار یافت یعنی زراعت وی [illegible] باران سرسبز ماند وفات وی
در سال یکهزار و [illegible] بوده و هجری است و مزارش [illegible] لاهور است از مولف

حضرت سکندر شیخ مشهور [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] سکندر شاه [illegible]

سید محمد مقیم محکم الدین بن شاه ابو المعالی بن سید محمد [illegible] بن سید بهاء الدین المشهور بهاول شیر گیلانی قدس سره

[illegible] بیست و هشت [illegible] بود و میان [illegible] باطنی و کمالات صوری و معنوی سیادت
و نجابت و فتوت [illegible] شیخ زاده [illegible] و [illegible] شاه ابو المعالی [illegible]
[illegible] سید [illegible] شاه [illegible]
[illegible]
[illegible]
سید بهاول شیر [illegible]
شیر [illegible] عنایت [illegible]
[illegible] حضرت غوث الاعظم [illegible]
[illegible]
فی الحال [illegible] لاهور [illegible] گورستان [illegible] لاهور [illegible]
در حجره [illegible] فی الحال [illegible] ارادت [illegible] آن آنحضرت [illegible]
رسید که [illegible] شاه محمد مقیم [illegible] سنه [illegible]
[illegible] نقلست که روزی شاه محمد مقیم [illegible]

شخصی از حاضرین ذکر کرد که فلان عابد نیز زن دارد و هر شب پیش هر یکی ان موجود میگردد و در حجره خاص نیز بعبادت مشغول میماند درویشی دیگر ازین سخن در دل انکار کرد محمد مقیم انکار درویش بنور باطن دریافت و فرمود که این کرامت اولیا انکار نباید کرد و معنی چندان اشکال ندارد هر گاه این درخت نگاه کن که تسلی یابی درویش سر بر آورد و بطرف درخت نظر کرد و دید که شاه محمد مقیم بر هر شاخ و برگ موجود و بمقام خود نیز آرام پذیر است و **نقلست** که متصل موضع حجره شریف ای در زمین خویش زردک کاشته بود و شبی محمد مقیم را ابر الطرف گذر افتاد بخادمان فرمود که این همه زردک را از زمین بر آرید و با سپاهیان بخورانید خادمان حسب الحکم تعمیل آوردند لیکن در دل ایشان بغایت استعجالی و انکاری بود که حضرت شاه بی اجازت مالک مال بیگانه بتصرف خود آورد علی الصباح مالک زراعت مستغیثانه بخدمت آمد و عرض کرد که من در زمین خود زردک بنیت نذر خادمان حضرت کاشته بودم و اراده آن داشتم که تمام و کمال بخدمت رسانم امشب شخصی آمد و بلا اجازت من زردک از زمین بکند و ببرد از استماع این معنی شاه محمد مقیم متبسم شد و فرمود که خوب شد حق بحقدار رسید **نقلست** که اهلیه حضرت زنده پیر برادر حقیقی حضرت شاه حامله بود و چون وقت زائیدن رسید و درد زه آغاز شد خادمه بعرض شاه رسانید که زوجه برادر شما را درد حمل است دعا کنید که زود گره بکشاید فرمود که دختر خواهد گردید و در شکم خواهد ماند انشاء الله تعالی بمجرد این سخن حمل غایب شد گویا حضرت بی بی گاهی حامله نشده بود و تا حیات بود حامله نشد **وفات** شاه محمد مقیم محکم الدین باقول صحیح در سال یکهزار و پنجاه و پنج هجری است که صاحب تذکره حضرات حجره سال وفات آنجناب از ماده بیدل داغ داده ۱۰۵۵ اخذ کرده است و مزار پر انوار در حجره شاه محمد مقیم و عمر شریف هفتاد و دو سال از موقف

چون محمد مقیم محکم دین	شد عیان نیز افضل الاقطاب ۱۰۵۵
شد ز دار فنا مقیم بهشت	سال ترحیل آن مقیم بهشت
رحلتش نیز شد از فقر آمد ۱۰۵۵	نیز جان جهان مقیم بهشت ۱۰۵۵

شیخ مادهو لاهوری قدس سره از خلفا

ارجمند و محبوبان دلپسند شیخ حسین لاهوری است صاحب عشق و محبت و جذب و شوق و ذوق و ذکر و فکر بود احوالش اندروی کتاب حقیقة الفقرا بدین منوال بتصدیق پیوست که وی برهمن بود و در شاهدره سکونت داشت و بغایت جمیل و حسین بود روزی سوار میرفت که شیخ حسین را نظر جمال با کمال وی افتاد و بهزار جان مفتون محبت وی گشت و در شاهدره سکونت اختیار کرد و کار محبت

بدین غایت رسید که تمام شب بطواف خانهٔ مادهو مصروف میماند و بروز هم بجائیکه می‌شنید که مادهو
درآنجا است بپای چشم روانه شده درآنجا میرسید لیکن مادهو را هیچ رجوعی و محبتی بجانب حسین نبود
و خود را بیگانه دانسته و بخبر نمیداشت اما آنچه مادهو بوقت شب با اهل خانه خود تقاریر میکرد و رازها
پوشیده میداشت حسین علی الصباح آنرا برسر بازار فاش فاش میگفت چون چند سال برین
حال بگذشت شهرهٔ عشق حسین در عالم افتاد و فسانهٔ آن دیوانه مشهور زمانه شده بحکم القلب
یهدی الی القلب عشق حسین در دل مادهو نیز موثر گشت و گاهی بعد ماهی بخدمت حسین
حاضر گشتی آخر کار چنین حالت در پیش آمد که شب و روز بخدمت حاضر ماندی و گاهی مفارقت
نکردی بمعاینهٔ اینحال مادر و پدر شیخ مادهو بجان برنجیدند و باتباع پیش آمدند مؤثر نیفتاد آخر حیلهٔ
برانگیختند و بمادهو گفتند که ما برای غسل دریای گنگ میرویم شما را هم همراه رفتن خواهد بود مادهو
از حکم والدین ناچار شده برای حصول رخصت بخدمت حسین آمد فرمود که والدین خود را بگو که روانه سمت
گنگا شوند بروز غسل انشاء الله ترا بدریای گنگ رسانیده خواهد شد پس مادهو همراه والدین نرفت
و بنظر امتحان کرامت حسین در لاهور بماند چون روز غسل رسید بخدمت حاضر آمده التجا نمود حسین
خود درآنجا کرد شیخ حسین با مادهو بیرون شهر رفت بمادهو گفت که قدم بر قدم من بنه و چشم بپوش
او همچنان کرد چون چشم بکشاد خود را حسین بر لب دریای گنگ یافت غسل نمود و مادر و پدر خود ملاقات
کرد و باز بخدمت حسین آمد و بطوریکه رفته بود در یک لمحه بلاهور آمد و بامروز بشرف تصدیق اسلام
مشرف گشت و بعد دو ماه چون موسم بسنت و هولی رسید و هندوان بعیش و عشرت مشغول شدند
حضرت حسین هم بخاطر مادهو مجلس سماع و رقص گرم نمود و بر یکدیگر رنگ گلال انداخت چنانچه تا
حال رسم جاری است که بروز بسنت هجوم کثیر بر مزار حضرت حسین میشود و رنگ گلال بر مزار می اندازند
و در آن مجلس سماع از خلفای عظام آنجناب شیخ مادهو و میان شعبان و شعبان ثانی و ابراهیم
و میان محمود و شیخ یعقوب و بهار خان قوم منڈاهر و قاضی شاه تابا و حاجی و عبد السلام و شهاب الدین
و شیخ کالو و شیخ یاسین و شیخ صالح شامل بودند که همه حضرات بمتابعت پیر روشن ضمیر بر یکدیگر رنگ
انداختند و در سماع وجد و رقص کردند و بهمان محفل حضرت مادهو بشرف بیعت حضرت شیخ مشرف
گشت و بیک نظر کیمیا اثر بکمالات رسید نقل است که چون شیخ مادهو بکمالات تامه رسید

حسین بود ارشاد کرد که حالا قزاقی با یکه از لاهور رفته با راجه مانسنگه شده در مهم دکهن همراه است شیخ
ازرا - نا رفته کسی را پیش جمیل نگر پیر و راجه مانسنگ روانه شد چون لشکر دکهن بمقابله پیش آمد و جنگ
شروع گشت فوج مانسنگه دل برگرفته بنای ماندن ساکنه از فوج دکهن پرملال شد آخرالامر بمدد
شیخ لاهوری آمد که بر بانی فتح و ستاده ها بیابت کرد با مدار شیخ لاهوری نیازی و قبول کرده و در
لاهور مقرر بیافت شد و حسین نیز از راه کشف خبردار شد و بدست خود راو را انجا بیاید و فرمود
که براجه بگوید که همین وقت بجنگ دشمن سوار شود انشاء الله تعالی فتح خواهد یافت مانسنگه حسب الارشاد
همانوقت بجنگ مشغول شد و دید که فوجی عظیم از قلندران دلق پوش از آسمان فرود می آید و دشمن
جنگ نا کرده شکست یافت و هزیمت دو چار شد بعد از ان هر دو حضرات باتفاق همدیگر در لاهور آمدند و منقول است
که چون ایام وفات حسین نزدیک رسید نزد متصل شاهدره جای دو باغچه مختصر تیار کرده فرمود که بعد مرگ
مدفن ما اینجا است لیکن فرمودن ما نیست و بعد وفات ما بیکسال باید از انجا سفر خواهیم کرد و تا دوازده
سال نزد مانسنگه خواهیم گذرانید چون حسین از شاهدره برآورده بمقام بابوپوره دفن خواهند کرد باز
خواهیم آمد و آنجا در قبرستان ما مدفون خواهیم شد چنانچه چنان بوقوع آمد که بعد وفات حسین بیکسال
لاهور به هندوستان نزد مانسنگه رفت و تا دوازده سال در آنجا ماند و بسال سیزدهم باز بلاهور آمد تا
سی و پنجسال بجا و مقام خود ماند و الحال ولادت شیخ لاهور در سال نهصد و هشتاد و سه
و وفات در سال یکهزار و پنجاه و شش بتاریخ بست و دوم ماه ذی الحجه بقول صاحب حدیقة الفقرا

شیخ لاهور در ده عالم بادشاه	عاشق الله محبوب حسین	و عمر شریفش هفتاد و سه سال بود از مؤلف	
باز گو سال ... عشق اله ۱۰۵۶	هست بهر معرفت لاهور جمال ۱۰۵۶	خواجه هم شیخ خلیل مرتضوی گواه ۹۸۳	مخزن علم و عمل تولید او ۹۸۳
آنکه ذات پاکش محمد شیخ جمیل	ایضاً شیخ لاهور مطلع نور کامل عطا	بهر سال حلتش دل درد و آه	فیض حق محبوب شه از دل عیان ۱۰۵۶
بهر سال حلتش بسر زاهد ما جمیل	بین میر اعظم بگو شمع معرفت یقین ۱۰۵۶	شد علیم هم مرحمت نزد می فیض جمیل	سال تولیدش چو از پیر خرد پرسید لب
زاهدی و مستانه عشق ۱۰۵۶	عیان گرده سال ارتحالش	لا بود مست از پیمانه عشق	ایضاً سیه نی شه لاهور شیخ عالم

خواجه بهاری علیه رحمة الله الباری از عظمای خلفای میان میر لاهوری است جامع العلوم
بود در حدیث و تفسیر قرآن واقف باسرار حقانی بود و در شهر حاجی پور سکونت داشت در اوائل قصد
تحصیل علوم ظاهری از وطن برآمده در قصبه گوپامو نزد شیخ جلال الدین اله دیا بکسب علوم پرداخت

بعد ازان در لاهور آمده تحصیل علوم دینی از ملا محمد فاضل لاهوری نمود و در خانهٔ او می بود پس بصحبت شیخ زاید
و مرید حضرت میانمیر گردید و بغایت کمال رسید و بعد از وفات پیر روشن ضمیر میانمیر در لاهور رتبهٔ عظیم
یافت خلق خدا فوج در فوج بحلقهٔ ارادت وی در آمد محمد دارا شکوه در سکینة الاولیا میفرماید که شبی
در خانهٔ غازی خان نام شخصی بتقریب عرس مجلس بود و خواجه بهاری هم تشریف داشت و در حاضرین
سخن در باب توحید میرفت چون بسبب موسم زمستان آتش در صحن خانه افروخته بودند خواجه بهاری
برخاسته در آتش آمد و ساعتی نشسته گفت چه حاجت است که در میان توحید قال گویند
حال توحید اینست و پس بعد از آن صحیح و سالم از آتش برآمد و نیز در سکینة الاولیا است که در
ایامیکه خواجه بهاری در خانهٔ شیخ محمد فاضل سکونت داشت روزی اهلیه محمد فاضل برای خواجه بهاری کاسهٔ آش
برد چون بدر حجرهٔ خواجه رسید دید که خواجه را کسی قتل کرده است و اعضای وی از هم جدا شده افتاده اند
فریاد برآورده نزد شوهر آمده حال واقع بیان نمود محمد فاضل بذات خاص خود در آنجا رسید دید که خواجه
صحیح و سلامت سر در مراقبه انداخته نشسته است باهلیه خود گفت که اولیاء الله را حالات و مقامات اند
آنچه که دیدی هیچ جای تعجب نیست نقلست که شخصی طفل مبروص خود را که داغهای سفید بر جسم
داشت بخدمت آنحضرت حاضر آورد فرمود که پیش از این طفل را نزد اطبا ببرید که علاج این مرض اهم کرد
پس هر روز بر یک یک داغ سفید انگشت می نهاد و آن داغ سیه میشد تا آنکه همه اعضا رفع شدند و نیز محمد
دارا شکوه میفرماید که در سال یکهزار و پنجاه و یک هجری مرزا آصف بیگ ایلچی ایران اراده تسخیر قندهار
کردن ذکر همین بخدمت خواجه بهاری کرد فرمود که اولاد راجه چپال که بر ملک ملکیت شما دست
دراز کند انشاء الله کشته خواهد شد پس چون یکماه نه رسید که میرزا مذکور را داشت [illegible] برادر هم کرد الا
شد و وفات خواجه بهاری بقول دارا شکوه در سال یکهزار و شصت و نه هجری است و مزار پر انوارش در لاهور

ازتولد بهاری چو پرسیدم گفت	سال رحلتش سرور رحیم گرد
کرد سال آن اولی خواجه بها	عشق تواد [illegible] از ان [illegible]

[illegible] و سال [illegible] قادری قدس سره از کاملان خلفای اعاظم [illegible] معروف
و نادری است او در جذب و [illegible] نسبت [illegible] خوارق [illegible] عالی [illegible]
داشت در عمر چهار ساله منظور نظر حضرت شاه [illegible] وقت [illegible] گردید [illegible]

و پدرش میان منگو در موضع بهلووال سکونت داشت اتفاقاً روزی شیخ معروف در موضع مذکور تشریف آورده بخانه منگو شب باش شد و تمام شب منگو بخدمت حاضر ماند در آن اثنا شاه سلیمان که خورد سال بود در صحن سرای بازی میکرد چون نظر شیخ معروف بر جمال باکمال شاه سلیمان افتاد از غایت محبت دست بر رویش مالیده بوسه بر پیشانیش داد و بمیان منگو فرمود که این پسر لائق است و این پسر مردی خواهد شد که عالمی از فیض او بهره ور خواهد گردید چون شاه معروف رخصت شد میان منگو در تربیت پسر والاگوهر مشغول شد و شاه سلیمان را اکثر اوقات در عالم طفولیت هم حالت وجد عاید میگشت چون بحد بلوغ رسید بخدمت حضرت معروف حاضر آمده تکمیل یافت و از کاملان وقت شد و خرقه خلافت قادریه حاصل کرد و شاه سلیمان سماع شنیدی و وجد و تواجد کردی و دو خلیفه کامل و اکمل یکی مولانا کریم الدین دوم حاجی محمد نوشاه گنج بخش قدس سره العزیز داشت و در کتاب تذکره نوشاهی که تصنیف کرده حافظ محمد حیات بن جمال الدین بن حافظ برخوردار بن حاجی نوشاه گنج بخش است مذکور است که دریامیکه شاه سلیمان در موضع سنجر تشریف میداشت بخانه نعلین دوزی قیام پذیرفته بود و همه وقت و همه حال سر در مراقبه انداخته میماند شخصی بافنده کج باطن که همسایه نعلین دوز بود از راه بد باطنی نقل حال شاه سلیمان میکرد و بوقت نقل کردن همانطور گردن خود کج کرده در مراقبه می نشست و تمسخر می نمود روزی شاه سلیمان در راه میرفت ز اتفاقات همان بافنده در راه پیش آمد بوی مخاطب شده فرمود که نقل حال فقرا کردن و تمسخر نمودن بهره نیک نمیدهد ازین حرکت باز آ ورنه سزا خواهی یافت بافنده گستاخ شد و گفت که مانند تو بسیار فقرای مکار دیده ام برو و کار خود کن شاه سلیمان فرمود که بطوریکه بغیبت من نقل حال من میکنی روبروی من هم کن تا به بینم بافنده از راه جهل زیاده تر گستاخ شد و بهمان وضع بهر دو زانو نشسته گردن کج نموده سر در مراقبه انداخت فی الحال گردنش کج شد بدان حالت که باز تا وقت مرگ راست نشد هر چند بجد و نیاز پیش آمد سود نداشت و نیز منقولست که چودهری بهاندارا به موضع چک چهار فرزند داشت و فرزند چهارم او ساهنپال نامی بود چون شهره کرامت و خوارق شاه سلیمان شنید اراده حاضری بخدمت بابرکت وی کرد و بوقت روانگی چهل روپیه برای نذرانه شاه سلیمان از پدر خود خواست چون چودهری از مریدان شیخ سلیمان جنید پرور بود بالیقین گفت که تو نزد شخصی

گذرانیدن چه معنی دارد چهار روپیه گذرانیدن

میرو یکی کرا از قوم نعلین دوز است بخدمت وی چهل روپیه نذرانه ... کافی است بان اگر بخدمت شیخ سلیمان چهار روپیه که از قوم اشراف است بر دو بقدر نذرانه ... مضایقه ندارد آخر ساهنپال فرزند مهان سخن پدر شنیده و چهل روپیه از خانه گرفته بخدمت شاه سلیمان در موضع بهیلووال مشرف شد و چهل روپیه نذرانه گذرانید حضرت شاه چهار روپیه منجمله آن قبول فرموده فرمود که چون اجازت پدر تو برای دادن چهار روپیه بود چهار روپیه گرفتم و از خدا خواستم که سرش بچوب چرم کوب نعلین دوزان را شکسته گردد پس همچنان بوقوع آمد که بعد چندی روز چودهری مهان برزوجه منکوحه خود که مادر ساهنپال بود بسببی من الاسباب غصه کرد و برزبان آورد که فردا ترا از جان خواهم کشت چون مهان عادت جبلی داشت که سخنی که از زبان میگفت باز از ان باز نمی آمد زنش را فکر جان خود دامنگیر حال شد و بگفش دوزی همسایه خود این راز درمیان نهاد و حال کشته شدن خود ظاهر ساخت و امداد خواست کفش دوز تسلی وی کرد و گفت خاطر جمع دار که امشب کار آن موذی تمام خواهم کرد چون پاسی از شب بگذشت آن کفش دوز در رسید و بحالت خواب چودهری مهان را بضرب چرم کوب بکشت و بیکضرب چرم کوب کار وی باتمام رسانید **وفات شاه سلیمان** باقوال صحیح در سال یکهزار و شصت و پنج است **از مولف**

سلیمان مقتدای هر دو عالم	شه دین پیشوای اهل دوران	وصالش عارف دین مستقیم است
دگر شد شیخ دین کامل نمایان ۱۰۶۵	دگر بهر وصال آن شهنشاه	سلیمان پیر شاهنشاه برخوان ۱۰۶۵

سید جان محمد حضوری بن شاه نور بن سید محمود حضوری لاهوری قدس سره

از عظمای مشایخ خاندان عالیشان قادریه است و نسبت آبائی کرام وی بحضرت امام موسی کاظم رضی الله عنه میرسد که سابق بتشریح تمام در احوال سید محمود مفصل درج کرده شده است و وی تربیت ظاهری و باطنی از شاه نور پدر بزرگوار خود یافته و هر کسی که مرید وی گشتی بروز اول بزیارت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم مشرف گشتی **وفات سید جان محمد** باقوال صحیح در سال یکهزار و شصت و چهار هجری است و بسال یکهزار و شصت و پنج نیز گفته اند **از مولف**

جان هر دو جهان محمد جان	کرد چون از جهان بخلد ظهور	فهم دو سال از سید اکرم طلبش ۱۰۶۵	باز جو وصلش از محب حضور ۱۰۶۴

محمد صالح اکبرآبادی قادری قدس سره

از اکابر مشایخ قادریه عظام و ملقب بلقب

شیخ الشیوخ [illegible] است عالم علوم ظاهری و باطنی و واقف رموز شریعت و طریقت بود و در سکر و جذب و عشق و محبت و قناعت و صبر و توکل در عهد خود ثانی نداشت خاقانی کشمیر بحلقهٔ ارادت وی درآمد **وفات** وی بقول صاحب مخبر الواصلین بتاریخ سیزدهم ماه ذی قعده روز جمعه سال یکهزار و شصت و هفت هجری است و مزار پرانوار در اکبرآباد است **از مؤلف**

مرشد الارشاد شیخ دو جهان	پیر حق آگاه صالح متقی	گشت سرور سال ترحیلش عیان	زبدهٔ دین شاه صالح متقی [1067]

سید عبدالرزاق المشهور بشاه چراغ لاهوری قدس سره از کبرای اولیا و اعاظم مشایخ قادریه است و نام پدر عالیقدر وی سید عبدالوهاب بن سید عبدالقادر ثالث بن محمد غوث بالا پیر بن زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اوچی گیلانی است جامع بود میان علوم ظاهری و باطنی و شرافت و نجابت و سیادت و شجاعت و سخاوت خرقهٔ ارادت و خلافت از پدر بزرگوار خود داشت چون متولد شد جد امجد وی حیات بود فرمود که در خانه چراغی پیدا شده است که خانهٔ خاندان ما ازو منور گردد پس از آن روز بخطاب چراغ شاه مخاطب شد آنحضرت سیاحت بسیار کرد و بزیارت حرمین الشریفین مشرف شده از مشایخ حرمین المحترمین فواید کثیر و فیوض وافر حاصل کرد و شاهجهان بادشاه که از معتقدان آنحضرت بود هر چند خواست که یکی از فرزندان ایشان دختر خود منسوب سازد قبول نیافت **وفات** آن جامع الکمالات بتاریخ بست و دوم ماه ذیقعده سن یکهزار و شصت و هشت هجری است و در لاهور متصل مزارات پدر و جد خود مدفون شد و شاهجهان بادشاه روضهٔ عالی بر مزار آنجناب تعمیر ساخت که مشهور است و سید مصطفیٰ بن شاه چراغ از جملهٔ فرزندان وی که هفت کس بودند بسیار بزرگ صاحب کرامت و خوارق بود و بتاریخ سیزدهم شعبان سال یکهزار و هشتاد و چهار وفات یافت **از مؤلف**

شاه دنیا شاه عقبیٰ شه چراغ	رفت چون او از جهان اندر جنان	گشت روشن سال ترحیلش ز دل
سید حق آفتاب عارفان [1068]	ایضاً چراغ هر دو عالم عبدالرزاق	چو روشن گشت اندر خلد اعلی
عجب تاریخ وصلش جلوه گر شد	سراج الاتقیا قطب معلی [1068]	**تاریخ وفات سید مصطفیٰ**
ابن شاه چراغ از مؤلف	رفت چون مصطفیٰ ز دار فنا	یافت از فضل حق کمال بهشت
هست تاریخ رحلتش سرور	سید مصطفیٰ جمال بهشت [1084]	**شیخ شاه محمد المشهور بابا شاه**

قادری قدس سرہ از خلفای نامدار و یاران غمخوار و محبان ذوی الاقتدار میان میر بالا پیر
لاہوری است صاحب حالات و مقامات و خوارق عادات بود نام وی شاہ محمد و کنیت
وی اخوند و لقب وی لسان اللہ و نام پدر وی ملا عبدی مولد و موطن وی موضع ارکسان
از مضافات روستاق اقلیم بدخشان است از عمر سی سالگی بطلب حق از وطن برآمده در کشمیر
رسید و تا سہ سال در آنجا ماندہ روانہ ہندوستان شد و از لاہور گذشتہ متوجہ آگرہ گشت و در
راہ از شخصی تعریف حالات میان میر شنید و خواست کہ باز پس بلاہور آید لیکن ہمراہیانش
نگذاشتند کہ بلاہور آید آخر در آگرہ رسید و بی نیل مقصود باز پس شد و در لاہور آمدہ شرفیاب
بیعت حضرت میان میر گشت و در ریاضت و مجاہدہ و ترک دنیا از ہمہ یاران میان میر ممتاز شد
بدین غایت کہ ہیچ غلامی و خدمتگاری ہمراہ نداشت و در خانہ اش گاہی دیگ بر پا نشد
و چراغ افروختہ نگشت و تا ہفت سال تمام شب بیک نفس میگذرانید و بحبس دم ذکر خفی میکرد
و بوضوء عشا نماز فجر ادا می نمود و در تمام عمر گاہے پشتش بخواب آشنا نشد و گاہے حاجت غسل
ضروری لاحق حال وی نگردید و میفرمود کہ غسل احتلام بحالت نوم است و غسل جنابت
بحالت قرب زن و من نہ خواب دارم و نہ زن ازین سبب از غسل جنابت و احتلام پاک ہستم
و حضرت ملا شاہ را در گفتن اشعار موحدانہ و عارفانہ بسیار شوق و اشتیاق و استعداد حاصل بود
چنانچہ دیوان ملا شاہ از مشاہیر تصانیف وی است و چون تکمیل رسید خرقہ خلافت یافت
در کشمیر توطن گرفت و آوازہ کمال ولایت وی در اقصای عالم افتاد خلق خدا فوج فوج بخدمت
آنحضرت حاضر شد و مستفید گشت و وی مدح ہر چہار خلفای راشدین خاتم النبیین بر سر مجلس
فرمودی ازین سبب مردم قوم شیعہ کشمیر بنزاع وی برخاستند و بارادہ تکرار و بحث و نزاع
در مجلس مے آمدند اما بامداد الٰہی ہر کسی کہ در برو مے آمد تائب میشد کہ بچشم ظاہر بدیدار پیغمبر
سید الابرار و اصحاب کبار و بزیارت حضرت غوث الاعظم مشرف میگشت ازین سبب ہزار در
ہزار بلکہ بے تعداد و بیشمار از اہل بدعت داخل فرقہ اہل اسلام سنت جماعت میشدند و مریدان
این خاندان تا حال در کشمیر جنت نظیر موجود اند و محمد دارا شکوہ در سکینۃ الاولیاء
مینویسد کہ روزی مرا در مسئلہ رویت حق مشکلی بوقوع آمد و شبہہ سخت بخاطر رسید خواستم

که بعرض آنحضرت رسانم لیکن بسبب خوف و رعب آنجناب عرض کردن نتوانستم چون از خدمت
برخاستم آن شبهه در دل من گره شده بود و توجه بجهة فرح پر فتوح سرور کائنات صلی الله علیه و سلم
کردم فی الحال ارواح پاک سید انام علیه الصلوة والسلام و هر چهار خلفای راشدین رضوان
الله تعالی علیهم اجمعین ظاهر گردیدند ارشاد کردند که الله جل جلاله قادر است بطوریکه خواهد و قدرت
او مقتضی شود دیدار مومنین بندگان خود خواهد نمود ازین جواب مشکل من حل شد چون بار دیگر
بخدمت مولانا حاضر شدم تبسم شدند و فرمود که جواب مسئله خود یافتی شخصی که بتو جواب داد بما اسم
اطلاع نمود و مخفی مباد که در نسبت باطنیه حضرت مولانا شاه از خود رفتگی و فنای ذات خود در ظهور ذات
ربانی و وحدت وجودی زیاده تر است مریدان این سلسله حال و قال وحدت وجود دست
دارند چنانچه حضرت شیخ ولی که بتولی رام اشتهار دارد و از اعاظم موحدان این سلسله و خلیفه و مرید
حضرت مولانا شاه است و فیض افزا ان حضرت یافتند و بعد ترک امیر الامرائی و مصاحبت
شاهان چغتائی بخدمت آنحضرت آمده در اندک زمانه یگانه وقت گشت و درین زمانه نیز فقرای
سلسله این خاندان کلهم قایل وحدت وجودی اند و علانیه لفظ همه اوست بر زبان می آرند
و درینوقت بخطه پنجاب حضرت قیصر شاه مرحوم که بسال یکهزار و دوصد و هشتاد و یک وفات یافت
از گسسته موحدان این سلسله بود و فقیر جامع این اوراق بزیارت آنحضرت مشرف شده است
و دیوان ولی و دیوان ملاشاه و دیوان داراشکوه که هر سه کتاب معدن مضامین توحید اند
بنظر این احقر گذشته اند وفات حضرت مولانا شاه بسال یکهزار و شصت و نه هجری اتفاق افتاده
مزار او در لاهور بیرون مقبرهٔ حضرت میانمیر است از مولف شیخ ملاشاه شیخ دو جهان

شد چو از دنیا بجنت یافت جا	قطب شیخ اولیا تاریخ اوست [۱۰۶۹]	هم ز دل محبوب اعظم شد ندا [۱۰۶۹]	بیس محمد شاه محمود عاقبت [۱۰۶۹]
گشت بهر رحلت او مدعا	باز گفتم سالک محرم سمی [۱۰۶۹]	نیز ملاشاه مطلوب خدا [۱۰۶۹]	ازهر الفت شد ز دنیا چو در بهشت برین
شیخ دین بادشاه ملاشاه	سال وصلش چو از خرد جستم	شد ندا نیک خواه ملاشاه [۱۰۶۹]	محمد داراشکوه قادری

بن شاهجهان بادشاه غازی قدس سره شاهزاده بلند اقبال جامع اوصاف کمال
بادشاه صورت درویش سیرت خادم درویشان مظهر صفات ایشانست جامه فقر و خرقه خلافت
از دست عارف حق آگاه ملاشاه پوشید و بخدمت حضرت میانمیر بالا پیر هم حاضر شده و مستفید و مستفیض

میگذشت و در فقر شانی عالی و رتبه بلند داشت و صاحب تصانیف است که احوال باطنش از تصانیف وی
اظهر من الشمس است و از تصانیف مشهوره وی کتاب سفینة الاولیا و سکینة الاولیا و سر اکبر و دیوان اکسیر اعظم
و رساله حق نما و رساله معارف وغیره است و سخنش دریای توحید است که از زبان گوهر افشان وی روان
گشته و یا خورشید وحدانیت است که از افق بیان مطلع انوارش طلوع شده صوفی باید که سخنش را
بفهمد و ولی باید که معانی آن در روی امکان پذیرد و وی تمام عمر خود در معرفت حق گذرانید آخر ازین
دار ناپایدار مردانه رفت و شهادت یافت قصهٔ شهادت وی زبان زد خاص و عام است که از دست
اورنگ زیب عالمگیر برادر خود بقتل رسید و شاه عالمگیر صرف بطمع فرمانفرمائی هندوستان و تخت نشینی
مملکت آن گوهر دریای وحدت را بشکست و گویند که چون دارا شکوه شهادت یافت پسرش
نه ساله را در برِ عالمگیر آوردند پرسید ای پسر بگو که حالت چیست پسر این شعر فی البدیه بزبان آورد گفت
بیت ہجر دارا بر دل من کمتر از یعقوب نیست + او پسر گم کرده بود و من پدر گم کرده ام + عالمگیر باستماع
این تقریر سخت برنجید و گفت گرگ را کشتن و بچه اش را نگاه داشتن کار خردمندان نیست این را هم
بکشید پس آن در یتیم دریای شاهی را هم بزخم تیغ سیاست آورده بدار السلام فرستادند و واقعه
قتل دارا شکوه بروز جمعه تاریخ یکم محرم سال یکهزار و هفتاد بوقوع آمد و مزار در روضه همایون بادشاه است

از جهان شد زدنیا چو در بهشت برین	شاه دارا ولی پاک سعید	هست تاریخ رحلت آن شاه	شاه اسلام بادشاه سعید
ایضاً شاه دارا شکوه سکندر فر	شد بجنت چو ز جهان جاگیر	هست در روشن متقی سالش	خواجه مجتبی دگر برگیر
باز گو سال رحلتش سرور	شاه دینی شهید عالمگیر	شاه صفی الله المشهور بسیف الرحمان	

قدس سره فرزند دلبند و خلیفه ارجمند حضرت شاه مقیم محکم الدین صاحب حجره است صاحب صفات
کریمه و مظهر تجلیات عظیمه کریم الاخلاق عمیم الاشفاق جامع علوم ظاهری و باطنی واقف رموز
صوری و معنوی بود و بعد وفات پدر عالیقدر بر سجاده مشیخت نشست چون زبان حق ترجمان
وی برای هر امور از امور دنیا و عقبی سیف قاطع بود و هر چه که از زبان وی بر آمدی بهمان طور بظهور پیوستی
و نفس پاک وی گاهی بر خطا نرفتی ازین سبب مخاطب بخطاب سیف الرحمان شد چنانچه روزی
شخصی بخدمت وی ذکر کرد که فلان قسم درخت که در باغ شما بود خشک گردیده است فرمود که نی
سبز است آن شخص بنظر امتحان بهمان وقت در باغ رفت دید که درخت سرسبز و شاداب است

نقل است که چون حضرت سیف الرحمان ارادهٔ تعمیر گنبد مزار والد ماجد خود کرد بمعمار فرمود
که کاغذ فرد خرچ عمارت روضهٔ منوره بنویس و رقم عمارت قایم کن که همه از خرچ بیکبار پیشگی حواله
تو کرده آید معمار فی الفور کاغذ طیار ساخته فرد خرچ بتعداد چند هزار روپیه نوشته بخدمت آورد
و آنحضرت چون کاغذ را دید دامن مصلا بر داشت و فرمود که زر مطلوبه بستان معمار زیر مصلا همراه اشرفی
موجود یافت بر داشت و شمار کرد مطابق تعداد فرد تحریرهٔ خویش یافت نه کم نه زیاده بعد چند روز
باز معمار بخدمت حاضر آمده عرضداشت که آنروز در تحریر کاغذ تکملهٔ عمارت سهو بوقوع آمد که خرچ
سفیدی روضهٔ منوره درج کاغذ نشده است زر دیگر درکار است تا کار بانجام رسد فرمود که آن روز
بموجب کاغذ نوشته تو آنچه از غیب عطا شده بود حوالهٔ تو کرده شد حالا شرم میدارم که باز مکلف
حال ملایکان ملا اعلی شوم الحال این خرچ از جای دیگر بهم رسانیده خواهد شد وفات آن
جامع الکمالات بقول صاحب تذکرهٔ حضرات مجدد بتاریخ نهم ماه ربیع الاول سال یکهزار و هشتاد است
و مدت عمر شصت و پنج سال و مزار پر انوار بمقام سرهند واقع است از مولف

چون صفی الله ز دنیا رخت بست
رحلت آن شاه معصوم سعید
خوان صفی الله ولی محتشم
هم صفی الله مخدوم سعید

شیخ حاجی عبد الجمیل قدس سره

از عظمای خلفای خاندان قادریه است و مرید شیخ
رنگ بلادل و وی مرید شیخ مادهو و وی مرید شیخ حسین لاهوری است صاحب مقامات
بلند و کرامات ارجمند بود و روضهٔ عالیه قدم رسول صلی الله علیه وسلم که در لاهور بیرون دهلی دروازه است
تعمیر کرده وی است و وی قدم مبارک حضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والتحیت را که از چند
پشت در خاندان وی بود در بیجا نهاده گنبد عالی تیار کرد چنانچه بالای گنبد بخط خوش عبارت
عربی تحریر است که این قدم رسول اول نزد شیخ مسعود و از وی بدست شیخ سالم و از وی
بدست شیخ سلیم و از وی بدست شیخ عاقل و از وی بدست شیخ جوهر و از وی بدست شیخ [illegible]
و از وی بدست شیخ اسعد و از وی بدست شیخ لطف الله و از وی بدست شیخ طاهر و از وی بدست شیخ
طیب و از وی بدست شیخ حبیب و از وی بدست شیخ حبیب و از وی بدست شیخ جمیل [illegible]
علیهم اجمعین رسید و حاجی [illegible] سیاحت بسیار کرده هفت بار بزیارت حرمین شریفین مشرف شد
و شخصی قدم رسول [illegible] سوداگر که مال بسیار داشت در لاهور رسید آرزو نمود [illegible] میرزاده [illegible]

کعبه کرد و برای حصول رخصت آمد شیخ بوی رخصت نداد فرمود که بجمله هفت حج خویش که مقبول افتد ثواب یک حج تو بخشیدم او گفت که مرا علاوه از حج شوق آستانه بوسی سرور کائنات علیه السلام والصلوٰة بسیار دامنگیر حال است اگر اجازت شود عین عنایت شما است فرمود که امشب درینجا باش فردا اگر مرضی تو شد اختیار باقی است چون شب شد غلام رسول در خواب دید که اول در بیت الله رسید و حج کعبه بجا آورد و از مکه در مدینه منوره مشرف شده بزیارت روضه منوره حضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والسلام ممتاز شد و هجوم بسیار که در آنجا جمع است نا امید هر که حج و زیارت غلام رسول مقبول شد چون بیدار شد همانوقت بخدمت حاضر آمده سر در پا آورد و مرید شد و آنچه که داشت براه خدا صدقه نمود و از همان مال حلال یک روضه عالیه قدم رسول صلی الله علیه وسلم تعمیر گشت **وفات** شیخ جمیل در سال یکهزار و هشتاد و دو بعهد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر بادشاه بوقوع آمد و مزار در لاهور متصل روضه قدم رسول است

ازمولف جمیل آن جمال جمیلان دین	چو جا یافت در خلد بی قال و قیل	دم رحلتش گفت عرش آستان
دگر باره محبوب شیخ الجمیل		

حاجی محمد هاشم گیلانی قدس سره

از سادات عظام گیلانی و کبرای مشایخ قادریه عظیمه است نسبت آبائی وی بچند واسطه بسید محمد غوث حلبی اوچی گیلانی میرسد بدینطریق که سید محمد هاشم بن سید صوفی علی بن سید بدرالدین بن سید اسماعیل بن سید عبدالله ربانی بن سید محمد غوث قدس الله سرهم العزیز و وی یکصد و بیست سال عمر داشت و دوازده سال در سیر ملک عرب و عجم و شام و عراق گذرانید و در حلب رفت و بزیارت مزار شمس الدین محمد حلبی جد بزرگوار خود مشرف گشت و از صحبت بسیاری از مشایخ عظام مستفید و مستفیض گشت بعد ازان بلاهور آمده مقام کرد و قبولی عظیم یافت و خلقی کثیر بحلقه ارادتش در آمد آخر بروز جمعه هفتم ماه محرم الحرام وقت چار گهری روز بر آمده سال یکهزار و هشتاد و هفت بجوار رحمت حق پیوست و در لاهور مدفون شد

ازمولف شد چو از دنیا بفردوس برین	سید هاشم ولی المقتدا	سال ترحیلش بسرور شد عیان
ماهتاب هاشمی قطب صفا		

سید سرور دین حضوری لاهوری قدس سره

از صد بزرگ و متقی صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند بود و نسبت ارادت بحضرت سید جان محمد حضوری داشت که پدر بزرگوار و مرشد وی بود و از عهد سید محمود حضوری تا سید

سرور دین کرامت رسول ثانی تا چار پشت در خاندان این حضرات قایم ماند و صدها طالبان
دیدار رسول الله حسب لخواه مشرف بزیارت شدند **وفات** سید سرور دین بقول صاحب
شجره اولاد سید جان محمد حضوری بتاریخ بست و یکم شوال روز جمعه در سال یکهزار و یکصد و بیست

و مزار پر انوار در لاهور در روضه عالیه پدر بزرگوار وی است **از مؤلف**	چو از دنیا بفردوس برین رفت
جناب سرور دین شیخ حق بین	یکی تاریخ وصلش بحر فیض است
دگر سردار سرور رشید الدین	

سید محمد امیر قدس سره از سادات صحیح النسب گیلانی است و از اولاد سید بهاول شیر قلندر جانشین سید سیف الرحمان بن شاه محمد مقیم محکم الدین مقتدای اهل هدایت بادشاه کشور ولایت هادی شریعت و طریقت عارف معرفت بود و بعد وفات سیف الرحمان بر تخت سجادگی بنشست که سید سیف الرحمان سوای چهار دختر اولاد نرینه نداشت و **صاحب تذکره** حضرات شجره میفرماید که شیخ اشرف لاهوری که صاحب عزت و سامی والتی بود و یکی از اجله امرای عالمگیری شد درخواست که دختر شخصی از روسای قوم کهوکهر ساکن پنجاب که در حسن و جمال شهره آفاق بود بنکاح خود در آورد و پدر دختر منظور نداشت و ازین سبب انکار کرده درخواست که قبل از آنکه نکاح دختر بشیخ اشرف بوقوع آید دختر را بنکاح شخصی دیگر از خاندان کرام مشایخ یا سادات دهد بدین اراده بحضور سجاده نشینان مزار حضرت گنج شکر وغیره این درخواست پیش نمود اما هیچکس بخیال مآل اندیشی و خوف جاه و حشم شیخ اشرف منظور نکرد آخر سید محمد امیر التجای پدر دختر قبول کرد و دخترش را بنکاح خود در آورده شیخ اشرف باستماع این حال بحضور عالمگیر بادشاه بدعوی ناحق دادخواه شد حسب الطلب عالمگیر سید امیر در دهلی تشریف برده و بیرون شهر خیمه زن شد هنوز خبر تشریف آوری آنجناب به بادشاه نرسیده بود که مریدی از مریدان آنحضرت که پاسبانی بادشاه مقرر بود بخدمت حاضر آمده عرض کرد که بادشاه بلحاظ وفاداری شیخ اشرف بحق شما اراده دیگر دارد که شایان شان شما نیست از نیمه شب ترسانم و میتوانم که کار بادشاه همین شب باتمام رسانم اما [illegible] باستماع این سخن حضرت شاه دل آگاه فرمود که بادشاه پاسبان خلق خداست یقین است که از حق نخواهد گذشت و اگر تجاوز کرد از خدا خواسته ام که بجای وی دیگری را مقرر کرده آید پس آن پاسبان خبر تشریف آوری سید محمد بعالمگیر رسانید بادشاه باطلاع این خبر شیخ اشرف [illegible] در قصر شاهی

سکونت داشت فرمود که از امروز بیرون شهر بجائیکه خیمه سید میر مدعی علیه است خیمه زن شود تا
انفصال مقدمه بلا طلب حاضر حضور نگردد که در سررشته عدالت و حکم شرع مقدس حمایت واری
احدی از مصاحبان نخواهد شد شیخ اشرف بسبب انتقال مقام که موجب بربادی عزت او بود از دعوی
نسبت دست بردار شد و حضرت سید مظفر و منصور واپس تشریف بوطن خود آورد نقل است که چون
محمد سعید میر در دهلی قیام پذیر شد و آوازه کمال و ولایت آنحضرت در افواه عوام افتاد روزی
بادشاه نیز باراده زیارت آنحضرت سوار شد حضرت میر از اراده شاه عالمگیر بنور کرامت واقف شده
به بهانه رفع حاجت در بیت الخلا تشریف برد و از آنجا غایب گشت بادشاه چون داخل خیمه آنجناب شد
انتظار تشریف آوری آنجناب از بیت الخلا میکرد آخر بفرزند بزرگترین آنحضرت سید نور محمد در باب
اشارت اشارت رفت وی بر دروازه بیت الخلا رسیده آواز داد چون هیچ اشارت بشارت
نشد و دانست که در بیت الخلا تشریف ندارد و این خبر بادشاه رسانید و بادشاه بی حصول زیارت
واپس رفت فرزند آنحضرت چون جستجوی آنحضرت معروف شد بعد تلاش بسیار معلوم کرد که حضرت میر بالای
مینار حضرت قطب الاقطاب که بلاٹ قطب شاه مشهور است در هوا ایستاده است سید نور محمد بقوالان
ارشاد کرد که قول آغاز کنند چون قول آغاز شد و بسمع مبارک در آمد فرود آمدند و تشریف آوردند نقل است که چون محمد میر
از حجره روانه دهلی شد شبی در منزلی فرود آمد و همه خدام بخواب رفتند مگر شخصی از خدام بخدمت حاضر بود
و پای مبارک میمالید ناگاه دید که بطرف پای آنجناب شخصی بصورت عجیب و هیئت غریب با قامت
دراز ایستاده است خادم پرسید که یا حضرت این کیست که بر در جناب خاموش ایستاده است فرمود
که ترا با این چه کار برو و در خواب شو خادم بخواب رفت لیکن بسبب هیبت ترس خواب گرد چشم وی
نگشت بار دیگر بعرض پرداخت و همان جواب یافت چون شب منقضی شد علی الصباح خادم
بخدمت آمد و دست بسته از حال آن شخص استفسار نمود فرمود که او بادشاه جنیان بود و مرا
میگفت که اگر ارشاد شود سلطنت عالمگیر را برهم زنم اما اجازت ندادیم که کار خود متعلق بخدا
جل علا داشتم وفات سید محمد میر بتاریخ بست و هفتم جمادی الثانی سال یکهزار و یکصد و دو است

از مؤلف	شد بجنت چو میر بالا پیر	از خرد سال وصل تحریر است	از ننا [illegible]
مجتبی میر حق جهانگیر است	شیخ حاجی محمد قادری المشهور به نوشاه گنج بخش قدس سره		

از عظمای خلفای شاه سلیمان قادری ولی مادرزاد صاحب جذب و صحو و سکر و محبت و عشق و شوق و ذوق
و زهد و ریاضت و تقوی صاحب عبادت و الی ولایت اهل خوارق و کرامت امام و مقتدای طریقه
نوشاهیه قادریه است در فقر مقامات بلند و شان ارجمند داشت پدر عالیقدرش حاجی علاء الدین
عابد بزرگ و هفت حج گذارده بود و والده ماجده وی بی بی جیونی در موضع گکهیانوالی سکونت داشتند

و چون بی بی جیونی بوی حامله شد پدر حضرت نوشاه را اتفاق سفر بیت الله افتاد بوقت رخصت
با اهلیه خود تاکید نمود که فرزندی که در بطن عفت تست مقتدای زمانه و فرد یگانه روزگار خواهد شد
چون بوجود آید در پرورش و تربیت وی سعی موفور بکار بری من بعد شاه سلیمان از مسکن
خود نزد بی بی جیونی آمد و بشارتها داد و در باب تربیت فرزند تقیدها نمود و چون متولد شد
بار شاه سلیمان تشریف آورد و نوشاه را در بغل مبارک گرفته عنایتها کرد و پارچه از خرقه خود جدا کرده
بوی پوشانید و برفت و منقولست که چون حضرت نوشاه بعمر نه ماه رسید روزی در مهد خفته بود
مادرش آرد خمیر میکرد ناگاه زن همسایه که از واقف حالان بی بی جیونی بود در رسید
و نزدیک مهد آمده چادر از روی مبارک برداشت و خواست که در بغل بردارد و ناگاه دید
که ماری سیاه از سر تا پا بحضرت نوشاه پیچیده است بترسید و فریاد برآورد بی بی جیونی چون
فریاد وی شنید نزدیک تر آمد و بجانب فرزند نگاه کرد هیچ ماری نیافت متحیر شد درین اثنا از گوشه خانه
آواز آمد که این زن بحالت پلیدی جنب خواست که دست بجسم دوست ما برساند ازین سبب
او را ازین امر باز داشتیم دیگر هیچ جای حیرت نیست بی بی باستماع این آواز از آن استفسار حال
کرد وی اقبال کرد که درینوقت من بحالت جنب بودم نقلست که چون نوشاه گنج بخش
بعمر پنج سالگی رسید پدر بزرگوارش از سفر مکه باز آمد و وی را بشخصی حافظ و قاری بخواندن قرآن
تفویض نمود که در چند ماه قرآن حفظ کرد و بعد یکسال شیخ اسماعیل برادر عالیقدر نوشاه متولد شد
و چون نوشاه بعمر هفده سالگی رسید ترک دنیا و صحبت اقربا نموده در نیستان بیا نزل یار بجانبکه ویرانه
عظیم بود تشریف برد و بزهد و ریاضت مشغول گشت سخی الدین بعد جستجوی تمام در انجا رسید و بهزار مشکل
نزد خود آورد و در موضع نوشهره بجای یکی از بزرگان وقت که خدا نموده وی سکونت خود در
موضع نوشهره اختیار کرده و تا مدت شش سال تمام شب بر لب دریا ایستاده و بیاد حق میگذرانید و تمام روز در مسجد

نوشهره بتلاوت قرآن مشغول و شیخ محمد حیات صاحب تذکرهٔ نوشاهی در کتاب خود میفرماید
که چون اقامت نوشاه عالیجاه در موضع نوشهره که موضع مشهرال دیگر بود قرار یافت روزی
شخصی بگوش حق نیوش وی رسانید که ملا کریم الدین ساکن موضع چوکالی بخدمت فقیری روشن ضمیری
که در موضع بهلوال متعلقه پرگنه بهره میانه رسیده فائده عظیم برداشت و از مقبولان حق شد
اگر شما هم در آنجا تشریف برید خالی از فائده نیست پس حضرت نوشاه برهنمائی ملا کریم الدین در بهلوال
رسید و بخدمت شاه سلیمان حاضر گشت شاه سلیمان چون دید فرمود ای جوان بسیار انتظار دادی
بیا خوش آمدی که خانه ما خانهٔ تست و هرچه نزد ماست امانت شما است پس مرید خود کرده
و نزد خود جای داد و تکمیل رسانید و بدین غایت رسانید که شاه سلیمان فرزندان خود تاج محمد
و رحیم داد و دیگر مریدان و خانمان خود را برای تربیت و تکمیل حواله وی نمود و بخطاب شاه
گنج بخش مخاطب شد و نیز از تذکرهٔ نوشاهی منقولست که اگرچه بزرگان نوشاه عالیجاه اشتهار
بقوم گنگو می داشتند اما در اصل گنگو نبودند بلکه از قوم کهکر و عال بودند و سبب اشتهار ایشان بقوم
گنگو اینست که کسی از بزرگان آنجناب بوقت راج و سرداری بعشق مجازی دختر گنگوی
فریفته شده از خانمان آواره گشت و بجملهٔ گنگویان شده بکسب گنگوی اشتغال نمود من بعد از
عشق مجازی بمنزل حقیقت رسید و از اولیای حق و عاشقان خدا گردید از آن روز در بزرگان
آنجناب در هر یک پشت بزرگی صاحب ولایت بوجود می آمد چنانچه عم بزرگوار حضرت نوشاه شیخ
رحیم الدین بسیار بزرگ و عزیز الوجود بود و وی به برادر خود علاء الدین پدر آنجناب بطور پیشین
گوئی خبر داد که ای برادر من می بینم که بخانهٔ تو فرزندی بوجود آید که بادشاه ظاهر یا بادشاه باطن
گردد و منقولست که شخصی ساربانی اهلیه خود را که نابینا بود همراه دعا و امید شفا بخدمت آن
محبوب کبریا حاضر آورد آنحضرت اهلیه او را روبروی خود نشاند و فرمود که چشم بکشا و بجانب ما ببین آن
زن چشم بکشاد در حالیکه بینا بود و حافظ معموری خلیفه نوشاه والاجاه میفرماید که روزی
بخدمت حاضر بودم که در دل من گذشت که بروز حشر همه اقوام فرقه فرقه خواهند بود و سرگروهان
آن قوم را علما خواهند بود و هر فرقه زیر علم سرگروه خود خواهد بود آیا این مسئله راست است یا نی
چون شب شد بخواب دیدم که قیامت قایم است و هجوم خلق بسیار و علمهای بیشمار بنظر می آیند

مشخصایه آن علمی بلندتر دیدم گفتند که این علم غوث الاعظم محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی است
چون علم نوشاه عالیجاه تلاش کردم دیدم که زیر آن علم آنحضرت با یاران خود بر تخت بلند
نشسته است چون مرا دید فرمود که بیا بنشین که جای تو زیر همین علم است چون صبح شد بخدمت
حاضر شدم و هنوز خاموش بودم که تبسم شد و فرمود که حافظا این مسئله یوم الحشر نصیب علمای امت
دیهان طور که دیدی بظهور خواهد پیوست و نیز در کتاب تذکره نوشاهی مذکور است که شخصی
جیون نامی حجام پیر آنحضرت در موضع ماهوکی میانه روزی عرض کرد که اگر آنجناب در سرای
من تشریف برید موجب ظهور برکت است التجای وی قبول شد و روان گردید چون موضع ماهو
از نوشهره ابقا سکنه دو کروه دور است وقت عین نماز عصر بود و یاران برای ادای نماز عصر عرض کردند فرمود که در
زمین جیون حجام رفته خواهیم گذارد شاید یاران خاموش ماندند و دانستند که تا رسیدن بمقام جیون
آفتاب غروب خواهد شد و نماز قضا خواهد گردید اما چون در آنجا رسید هم آفتاب بهمان مقام بود
که بود تا دیر در آنجا آرام یافت و هیچ خیال گذاردن نماز ننمود و آفتاب هم از آن مقام تجاوز نکرد
پس از آنجا بر زمین جیون حجام رسید و بادای نماز پرداخت چون فارغ شد بیاران خود مخاطب
گشت و فرمود ای یاران خدا عز و جل و جلاله را بندگان اند که اگر با آفتاب و ماهتاب بگویند
که ایستاده باش چه مجال دارد که از جای خود حرکت کند و نیز در تذکره نوشاهی زبانی شیخ
تاج الدین فرزند حافظ معموری که نواسه نوشاه عالیجاه بود منقول است که شبی حضرت نوشاه در خواب
استراحت بود و یاران بخدمت نشسته بودند که ناگاه از زبان مبارک برآمد که شمشیر بزنید و دست
مبارک بر داشته حمایت نمود و یاران ازین راز آگاه نبودند چون صبح شد همه باتفاق استفسار
حال این راز نمودند فرمود که معلوم خواهد شد ساعتی نگذشته بود که شمشیر نامی چودهری موضع پاندووال
مرید آنحضرت بخدمت حاضر آمد بوی فرمود که چودهری شب چگونه گذشت عرض کرد که از توجه
حضور جان بخشی شد و تقالگرد که امشب در خواب بودم که دشمنان بقصد کشتن من آمدند و هجوم
کثیر نموده تجویز نمودند که اول چهل یا پنجاه کس به موضع پاندووال تاخت نمایند و مرا همراهیان
دنبال خود کرده بیرون آرند و دیگر همراهیان ایشان بیرون ده در کمین گاه ایستاده باشند
و بار باتفاق همدیگر مرا بقتل رسانند چون تاخت بر ده آوردند فرار نمودند و من با همراهیان خود

بیرون وده رفته بسبب تاریکی شب از همه گم شده افتاده بودم بسی آوازها دادم که همراهیان من کدام طرف رفته اند
آن چه شمان که در کمین گاه بودند در آواز دو دوند که بطرف بیا ایشان را همراهیان خود پنداشته
باز طرف رفتم چون نزدیک ایشان رسیدم نیزه و شمشیر گرفته به من حمله آوردند در آن وقت بی اختیار
از زبان من نام حضرت نوشاه برآمد دیدم که آنحضرت بذات بابرکات خود در آنجا تشریف آوردند
چون مشرف به دیدار شدم از خود بیخود شدم چون بهوش آمدم اثری از معاندین ندیدم نقلست
که روزی زمینداران قریه سهنپال شکایت کم زراعتی و خستگی حالی و گرانی جمع معامله سرکار که بقدر
دو هزار روپیه بود بخدمت آنجناب کردند فرمودند که چه قدر جمع قریه خود میخواهید عرض کردند که اگر پانصد
مقرر گردد بسیار سهولت است فرمودند که پانصد روپیه جمع مقرر خواهد شد انشاءالله تعالی چنانچه بعد چند
روز صوبه لاهور چودهری ده را طلب کرده جمع ده پانصد روپیه بالتمام مقرر ساخت تا چودهری برای طمع
خود یکهزار روپیه بسکنای ده ظاهر ساخت چون این خبر بحضرت نوشاه رسید چودهری را طلب کرده فرمودند
که پانصد روپیه جمع ساهنپال بر لوح محفوظ نوشته شد تو چرا یکهزار روپیه ظاهر میکنی چودهری شرمنده شده
و قبول نمود و نیز درج تذکره نوشاهی است که چون عادت حضرت نوشاه عالیجاه آن بود که اگر چند فقرا
یا مساکین در مسجد جمع میشدند آنحضرت برای گذاره قوت ایشان این تدبیر میکرد که اول ما حضر
از خانه خود میگرفت و برای باقی از تمام ده بذات بابرکات خود گدائی میکرد و بقدر گذاره طعام
مسافران جمع میساخت روزی برای گدائی در موضع تشریف برده بود و چون بر دروازه خانه
مسمی مستی نزا پچه رسید و طعام خواست زن مستی که مسکی عفیف بود و آرد زیر دامن خود نهاد
و جواب داد که یا حضرت امروز خانه ما آرد نیست آنحضرت از آنجا برگشت و دامن آن زن با آرد
چسپید هر چند جهد کرد و زور نمود جدا نشد و بلکه شکست آخر کار شوهر آن زن مکاره
بحالت زار و نزار بخدمت نوشاه والاجاه حاضر آمد و عجز و نیاز بسیار کرد فرمود برو که زن تو
خلاص خواهد شد چنانچه خلاص شد و وفات حضرت نوشاه بقول صاحب تذکره
نوشاهی در سال یکهزار و یکصد و شش هجری در عهد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر است از قوله

حضرت نوشاه شاه باکمال	زیب فرمان از جهان چون رحلت جناب	رحلتش کن از دل حق گنج بخش	مرقد آن گنج بخش دو جهان
باز سال ارتحال آن جناب	قطب [illegible] گنج بخش عیان	پیر فیاض محمد اعظم است	نیر سال ارتحالش بیگمان

ایضاً از دنیا شد چو در خلد معلی	جناب شاه نوشاه آن گاه	تاریخ وصال آن شه دین	خرد گفتا زهی نوشاه ذیجاه

سید جعفر بن حاجی محمد هاشم بن صوفی علی گیلانی قدس سره بزرگی بود جامع سیادت و نجابت و شرافت و کرامت در وقت خود یکتای وقت و یگانهٔ زمانه بود در سلسلهٔ عالیه قادریه خرقهٔ اجازت و خلافت از پدر بزرگوار خود داشت **ولادت** با سعادت وی بروز پنجشنبه نوزدهم جمادی الثانی سال یکهزار و چهل و یک و **وفات** بروز شنبه نهم رجب المرجب سنه یکهزار و یکصد و هفت هجری است و مزار پر انوار در لاهور تکیه ابلی واله بیرون شهر لاهور است از مولف

حضرت جعفر شه دنیا و دین	سید اکبر مقدس متقی	مولدش فضل کمال شد عیان	رحلتش جعفر مقدس متقی

سید عبد الحکیم گیلانی قدس سره از سادات گیلانی صاحب شریعت و طریقت بود نسب شریف وی بچند واسطه بحضرت غوث الاعظم میرسد بدین طریق که سید عبد الحکیم بن سید بایزید بن سید نظام الدین بن سید محمد بن سید مبارک بن سید نجم الدین بن نور الدین بن بهاء الدین بن یعقوب بن یحیی بن قاسم بن منصور بن شرف الدین بن عبد الرحمان بن سید الملک بن عبد الله صالح النصر بن سید عبد الرزاق بن غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شاه عبد القادر جیلانی قدس الله سره العزیز اول جد امجد وی سید یعقوب در عهد مبارک شاه پادشاه در سال هشت صد و چهل و سه از ایران بهند آمده درس میگفت و سید نجم الدین در عهد بابر شاه در سال نهصد و سی و چهار در دهلی آمده ملازم بادشاه شده و از پسران وی سید نظام الدین بلاهور آمده سکونت ورزید و سید بایزید پسرش در لاهور متولد شده و از بایزید سه پسر یکی سید عبد الله دوم سید الهداد سوم عبد الحکیم بوجود آمدند و از هر سه حضرات سید عبد الحکیم عالم علوم ظاهر و باطن شد و در طریقت خلافت از عبد الله قادری یافت که شیخ عبد الله مرید شاه فیروز و وی مرید شاه عالم و وی مرید شیخ نور الدین و وی مرید شیخ احمد و وی مرید شیخ حامد گیلانی و وی مرید شاه امیر و وی مرید سید احمد و وی مرید سید صوفی و وی مرید سید عبد الوهاب و وی مرید خلیفهٔ اعظم حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین عبد القادر جیلانی بود نقل وی پرده پوشی بر مزاج حق امتزاج سید عبد الحکیم غلبه داشت که وقتی بمع جمع سوداگران بخانهٔ مریدی تشریف برد و طعام برنج و شکر برای آنحضرت تجویز نمود اما از راه سهو بجای شکر تری سفید یعنی شوره برنج نمک شوده انداخت و بخدمت آورد حضرت

هیچ شکایت بر زبان نیاورد و از همان طعام چندانکه خواست تناول نمود چون طبق بر داشتند و مریدان طعام باقیمانده بطور تبرک با هم تقسیم نمودند دانستند که بجای شکر تری بر برنج نمک انداخته شده است پس صاحب خانه بالحاح و نیاز معذرت پیش آمد فرمود که با من شکر خورده ام از نمک خبر هم ندارم ولادت با سعادت شیخ عبد الحکیم در سال یکهزار و سی و یک در عهد سلطنت جهانگیر بادشاه بود وفات آن جامع الکمالات در سال یکهزار و یکصد و هشت بوقوع آمد و مدت عمرش هفتاد و هفت سال و مزار پر انوار در لاهور است و سابق گنبد عالی بر مرقد مقدسش بود که بالاسباب انقلاب زمانه مسمار شده و اولاد و امجادش در لاهور بمحله اچهره وغیره سکونت میدارند و از اولاد و مریدانش میان محمد حیات و میان محمد صدیق در لاهور بوده اند و تاریخ سال آن حضرت میگفت ازمولف

شیخ عبد الحکیم آن شه عرفان | کرد او مطلع نور سعادت | ارتحالش شمس یقین تولید او گیر | وصالش گو شه ... ولادت

سید محمد فاضل متوکل بن سید محمد هاشم گیلانی قدس سره

در توکل و ریاضت و عبادت یگانه زمانه و مقتدای خلق بود و در ترک و تجرید شهره آفاق با دنیا و اهل دنیا کاری نداشت و تا زیست از خانه خود بیرون نیامد نقلست که چون سید هاشم پدرش بالقدر روی روانه بسبب کبر سن ناتوان شد بوی نصیحت کرد که ای نور العین کوچه گردی و بازار گردی را موقوف داشته روز و شب بخانه خود بعبادت حق مصروف باش پس بتعمیل ارشاد پدری تا وقتیکه حیات داشت قدم از خانه بیرون ننهاد بحدیکه بعد از مرگ جنازه وی از خانه بیرون آوردند و صاحب شجرة الانوار مینویسد که سید محمد فاضل زاهد و عابد و متوکل دائم الصوم و دائم القیام و عالم و عامل بود و کتاب جواهر خمسه مدام نزد خود میداشت و بوقت قرائت مطالعه آن میکرد و عالمگیر بادشاه از ارادتمندان وی بود و چند بار بخدمت حاضر آمد و نقد و جنس و جاگیر پیشکش کرد قبول نفرمود وفات آن جامع الکرامات بتاریخ دوم ماه ذی الحج سال یکهزار و یکصد و دوازده هجریست و مزار پر انوار بیرون لاهور متصل خانقاه سید اسماعیل محدث است و سابق روضه بلند و عمارت دلپسند و مسجد عالی در آنجا تعمیر بود که عالمگیر بادشاه آن همه عمارت را با رادت قلبی تعمیر کرده بود و به مسجد شاه بدر اشتهار داشت لیکن بیلداران صنع فرنگ که پیشه شان خشت فروشی میداشتند بوقت ابتدای عملداری انگریزی از جهت گله گولی آهنین آن مسجد عالیشان را مسمار کردند

نوخشت های آنرا فروخت نمودند از او بدریه بفضل هیچ خیال بهیت الله وز دل ایشان نیاید
ور روضهٔ مقدسه هم که بعمارت سنگ تعمیر شده بود سکهان سنگین دل تخته های سنگ را از روضه
مقدس کشیده وروضهٔ مقدس را منهدم کردند از مولف سید فاضل ولی اهل دین

شد چو از دنیای دون آن مرد جان | قبلهٔ دین فاضل آمد رحلتش ١١٣٢ | نیز زیب اصفیا فاضل بخوان ١١٣٢
عاقل فاضل بگو تاریخ او ١١٣٢ | باز قطب الهند فاضل کن بیان ١١٣٢ | خواجه محمد فضیل قادری

نوشاهی قدس سره از کبار اصحاب و اعاظم احباب حاجی محمد نوشاه است و در کابل سکونت
داشت و بطلب خدا وارد هندوستان شد و چندی بنوکری عالمگیر اشتغال نمود بعد از آن ترک
علایق نموده بخدمت حضرت نوشاه رسیده مرید شد و غایت سوز و گداز و وجد و شوق و ذوق
و جذب بهم رسانیده بعد تکمیل خرقهٔ خلافت یافته بوطن خود تشریف ترخیص یافت صاحب
تذکرهٔ نوشاهی میفرماید که خواجه فضیل در کابل ملقب بلقب توجه بود بدین سبب که اگر فاسق را
بنظر فیض اثر وی میگذرانیدند ولی و اگر مرده را بجد تش سپ آوردند زنده میشد و اگر نظر عبرت
بر زنده افگندی بمردی نقلست که روزی چند دهقان کابلی بنظر امتحان کرامت وی
شخصی زنده را بر چارپائی خوابانیده مرده قرار دادند و جنازهٔ او برداشته از پیش آنحضرت گذرانیدند
خواجه بنظر آنکه ادای نماز جنازه فرض کفایه است همراه جنازه شد چون بموقع ادای نماز جنازه
رسید خواجه را امام کردند و مرده جعلی ایما رفته بود که چون خواجه تکبیر آغاز کند برخیزی و گوئی که توجه
موجه شما زنده شده ام و ما جمله خندیده و تمسخر خواجه کنیم غرض چون تکبیر گفت فانقبض ارواح روح مرده
جعلی قبض کرده برخاست همه حیران ماندند و سر در پای شیخ آورده اظهار حال نمودند و التماس
آوردند که حالا این مرده باز زنده گردد قبول نفرمود و گفت حق تعالی قتلهم فما هو کاین نقلست
که در باغ بادشاهی کابل قلعه کوهی از بالای کوه بیفتاد و کسی را یارای آن نبود که او را بردارد آخر
باغبانان بخدمت خواجه آمده درین باب مدد خواستند خواجه در باغ تشریف برده و رو بسوی
پاره کوه کرده نعره الا الله برآورد پاره کوه پاره پاره شده بهوا شد و از آنجا و در ستر پاره ها او
بیفتاد و زمین باغ خالی شد حاکم کابل چون این کرامت بدید همه باغ نذر خواجه نمود
نقلست که چون خواجه فضیل مدام مست و مدهوش جام محبت میماند و بحکم لا تقربوا الصلوة

و انهم شاکری اکثر اوقات فرایض نماز هم از وی ترک کرده میشد بدان سبب علما کابل منعقد
اذیت وی شدند و درین باب فتوی ارقام نموده خواجه را نزد خود خواندند و گفتند که ترا خواندن
نماز فرض است اگر نخوانی حد شرع بر تو جاری میکنیم فرمود که نماز بی وضو جایز نیست پس علما آب
برای وضو طلبیدند و خواجه بوضو کردن مشغول شد چون آب بر دست خواجه ریختند آب از دستها
خواجه روان نمیشد و چنان خشک میشد که گویا بر آتش افتاده باشد فرمود که هرگاه که آب بر اعضا
روان نگردد وضو درست نیست ازین سبب من معذورم آخر علما دست از خواجه برداشتند
وفات خواجه فضیل باقوال صحیح در سال یکهزار و یکصد و یازده و یا دوازده هجری است مزارش در کابل

با در کابل است از وی لطف	خواجه دین فضیل و اصل حق	شد ز دنیا چو در بهشت برین
رحلتش هست عارف سرور ۱۱۱۱	نیز فرما فضیل و اصل برین ۱۱۱۱	باز فرما مکرم اخیار ۱۱۱۲

سال ترحیل آن شه حق بین	شیخ رحیم داد قادری قدس سره پسر بزرگ و سجاده نشین

شاه سلیمان قادری است متوکل صاحب علم و عمل جامع اوصاف و کمالات بود و بعد وفات
شاه سلیمان بخدمت حضرت نوشاه عالیجاه تربیت و تکمیل یافت منقولست که شیخ رحیم داد احتیاط
بحد نهایت داشت و پاس لقمه بحدی بود که سوای لقمه حلال که از دست خود بهم میرسید
نخوردی و پوشش وی یک ته بند و یک چادر و یک دستار سفید یک بود که تمام پارچها
به بها بود که هم نمی ارزید و از محمد شفیع نبیره آنجناب منقولست که وقتی شیخ رحیم داد زراعت
خربوزه کاشت کرد و یکی از فرزندان خود را بنگهبانی زراعت مامور فرمود شخصی سپاهی اراده زراعت
شده خواست که خربوزه بگیرد صاحبزاده مانع آمد سپاهی تپانچه بر روی صاحبزاده زد و خربوزه ببرد
صاحبزاده نالان و گریان بخدمت آمده احوال ظاهر کرده فرمود که صبر کن او سزای کرده خود
خواهد یافت چون شب شد سپاهی را حالتی رو داد که دیوانه شد و پیش هر یک
کس میرفت و بهزار الحاح میگفت که برای خدا چند پاپوش بر سر من بزنید تمام شب او را
همین حال گذشت چون صبح شد متعلقانش بخدمت شیخ آمده بصد منت تقصیر خود را معاف
کنانیدند و سپاهی بحال خود باز آمد وفات شیخ رحیم داد در سال یکهزار و یکصد و پانزده
هجری است و مزارش پر انوار در موضع بهلوال متصل مزار حضرت شاه سلیمان است از وی لطف

شد ز دنیا چو در بهشت برین	متقی اعظم و عظیم و رحیم	سال تاریخ رحلت آن شاه	گفت و ال اشرف کریم رحیم

سید ... گیلانی قدس سره فرزند دلبند و خلیفه اعظم پدر عالی قدر خود سید محمد هاشم گیلانی است شیخ با وقار و اعلم روزگار خود و عزلت دوست و مجتهد و شد ایاد بود و در سلوک نسبت قادریه رساله دارد که اگر طالب بران عمل کند بمطلوب رسد و در عقاید اهل سنت نیز کتابی تصنیف کرده وی است که هیچکس را بران جای سخن نیست **ولادت** با سعادت وی بقول صاحب شجرة الانوار در سال یکهزار و سی و یک و **وفات** در روز یکشنبه شانزدهم شهر شعبان سنه یکهزار و یکصد و پانزده هجری است

و مرقد عالی در لاهور است از او بهشت	عمر چون ز دنیا شد اندر بهشت	تاریخ ترحیل آن با وفا
عمر و اصل شرع حق شد رقم	ثمر جان نثار آمد اندر شمار ۱۱۱۵	**سید حسن پشاوری گیلانی**

قدس سره مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود سید عبدالله گیلانی است و شرافت و کرامت و ولادت مورد ثی داشت جد بزرگوار وی سید محمود اول از اشراف البلاد بغداد در ملک هند آمده سکونت ورزید چون وفات یافت پسرش سید عبدالله در پشاور تشریف آورده سکونت ورزید وی در بزرگی بود صاحب تصرف و زهد و ورع و تقوی و سیاحت و مسافرت بسیار کرده و فیض صحبت بسیاری از اولیای الله رسیده و جده وی نیز سیده که بود از اولاد سید علی همدانی قدس سره که در طاعت و بندگی و عبادت رابعه عصر بود و سید محمد غوث لاهوری که مزار پر انوارش در لاهور است خلف الرشید وی است و نسبت آبائی وی بچند واسطه بحضرت غوث الاعظم محی الدین سید عبدالقادر جیلانی بدین طریق میرسد که سید حسن بن سید عبدالله بن سید محمود بن سید عبدالقادر بن سید عبد الیاس بن بدر الدین حسن بن سید شهاب الدین احمد بن علاء الدین سید علی بن احمد بن شمس الدین قادری بن یحیی شهید تاتاری بن احمد متقی بن سید صالح بن سید ابی نصر صالح بن سید عبدالرزاق قطب الآفاق بن غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس الله تعالی اسراره السامی **وفات** آن جامع الکمالات بقول صاحب رساله غوثیه در سال یکهزار و یکصد و پانزده هجری است و مزار پرانوارش در پشاور است **از مؤلف**

رفت از دنیا چو در خلد برین	...	...	...

شاه رضا قادری شطاری لاهوری قدس سره از اعاظم ...

مشایخ عهد وی بزرگ ترین است در علوم ظاهر صاحب فتوی و در علوم باطن اہل ارشاد بود و در دعوت اسمای الہی و احکام ارشاد و خلایق و ادعیه ماثوره علم محکم داشت نفس مبارک وی گاہی بخطا نرفتی و ہرچه که از زبان گوہر افشان فرمود بلا تطویل بوقوع آمدی کرامات و خوارق بی انتها از وی به ظهور پیوسته آمد و از مشایخ نامدار ہر قدر که فتوحات ظاہری و باطنی نصیب او گشته ہیچ کدام را نبود احمد بیدار القلب چنانکه شجره سلسله پیران کبار وی اینچنین به واسطه حضرت شاه محمد غوث گوالیاری قادری و شطاری میرسد بدین طریق که شاه محمد رضا قادری مرید قاضی شیخ محمد فاضل لاہوری و وی مرید شیخ الہ دیه قادری اکبر آبادی و وی مرید شیخ محمد جلال قادری و وی مرید شیخ ابو زین العابدین چشتی قادری و وی مرید شیخ عبد الغفور قادری و وی مرید شیخ وجیه الدین گجراتی قادری و وی مرید محمد غوث گوالیاری قدس الله اسرارهم است وفات حضرت شاه رضا بقول صاحب تذکره دوازدهم جمادی الاول سال یکهزار و یکصد و شصت و دو بود مزار انور وی در لاہور بیرون از شهر است

تاریخ وصال او چه زیبا	دل گفت که آفتاب جلالت	آن شاه رضا ولی والا	با وقار چو رخت بربست
		هادی زمن رضا بجا	محبوب جهان رضا قدس

شیخ محمد صالح قادری نوشاهی

قدس سره از سادات عظام و شرفای کرام و یاران کبار و محبان بحضور و خلفای با وقار و مداد نامدار حضرت حاجی محمد نوشاه است و عنایت حضرت شاه بر آن عالیجاه زیاده از حد بود چنانچه اکثر میفرمود که عزت دو کس طالب خدا نزد ما بنسبت صادق اند یکی محمد صالح دویم شیخ محمد صادق چنیوتی ہمین دو کس بہره وافر نصیب کامل از ما یافتند وفات محمد صالح بقول صاحب تذکره نوشاہی در سال یکهزار و یکصد و شصت و هجری است و مزار پر انوار وی بر کنار دریای چناب که از گجرات نزدیک است

شد از این دنیا چو در خلد برین	بجناب بفاصله دو کرده است واقع شده از سوی لب
گشت شیخ الاولیا صالح عیان	طرفه سال انتقال آن جناب

شیخ صالح مقتدای دو جهان

شیخ صدر الدین قادری نوشاہی

قدس سره از مریدان عالیشان و خدام بلند مکان حضرت نوشاه عالیجاه است حالات عجیب و مقامات غریب داشت و حضرت نوشاه اکثر اوقات درحق وی فرمودی که اگر در روز قیامت در میان ما و صدر الدین دوزخ حایل باشد الیقین که ایشان صدر الدین با وجود دوزخ خود را به ما رسانند شیخ صدر الدین در اوایل کار آہنگری

میکرد چون بخدمت حضرت شاه پیوست بکلی دست از دنیا و کار دنیا بر داشته دل در فقر بست و
یکی از مقبولان حق گشت در سال یکهزار و یکصد و بیست از بین ار پر ملال بفردوس برین رحلت فرمود و قبرش نزد او ست
رفت از دنیا چو در خلد برین | شیخ صدر الدین ولی متقی | از پی تاریخ آن عالی مقام | هم فرید العصر صدر الدین ولی

شاه درگاهی قادری لاهوری قدس سره

در سلسله قادریه عظیم مرید و خلیفه عبد الرزاق
شاه چراغ گیلانی است زاهد و متورع و متقی بود و از سنگهره همراه شاه چراغ بلاهور ولد و بعد از
اخذ فرقه قادریه از خاندان حضرت شیخ صابر و بعد از طرف سید شیخ سعیدی کامل حاصل کرده بهره وافر برداشت القصه
متصل خانقاه وی چاه دهقانی بود روزی عرض کرد که پسرم بعلت دنبلهای قسم پانی در به
بیمار است توجه بفرمائید که صحت یابد چون در آنوقت وقت خوش داشت فرمود که طفل را آب
چاه شو دهید صحت خواهد یافت بلکه ما از خدا خواستیم که تا قیامت هر کسیکه طفل خود را که بعلت پانی دانه
بیمار باشد آب چاه تو غسل دهد شفا یابد پس آن زمیندار پسر را با آب چاه خود غسل داده شفا حاصل
کرد بلکه تا حال هر شخصی که طفل بیمار را از آن آب چاه غسل میدهد شفا می یابد چنانچه هر روز یکشنبه
خلق بسیار طفلان را بر آن چاه میبرند و غسل میدهند بفضل الهی شفا می یابند و بعضی بوقت
غسل نان شیرین و نمکین بحاضرین تقسیم میکنند و چاه مذکور بچاه پانی دانیان و اله اشتهار دارد
که در میان موضع مزنگ و لاهور متصل مزار سید اسماعیل محدث واقع است وفات
شاه درگاهی در سال یکهزار و یکصد و بیست و دو هجری در عهد مملکت شاه عالم بادشاه بن شاه
عالمگیر است مزار متصل چاه پانی دانه در لاهور است از لطف | گشت چو در شش چو رفت از دنیا | در جنان مهر ماه درگاه
گفت تاریخ رحلتش سرور | قطب سردار شاه درگاهی ۱۱۲۲ | شیخ تاج محمود قادری قدس سره

پسر خورد شاه سلیمان قادری است وضع قلندرانه و طبع رندانه داشت بظاهر پریشان و بباطن
جمع تربیت و تکمیل از حاجی محمد نوشاه یافت و بعد وفات پدر بر سجاده مشیخت بنشست و هر چه
که از زبان مبارک فرمودی همانطور بوقوع آمدی صاحب تذکره نوشاهی میفرماید که روزی
تاج محمود بموضع ککیانوالی تشریف برد چون در آن ایام امساک باران رحمت الهی بود محمود نام
جیا که از مریدانش بود برای طلب دعای حصول مدعا از جناب کبریا بخدمتش عرض کرد چون
در آنوقت وقت نصف النهار و گرمی آفتاب بود تاج محمود از سایه برخاسته در آفتاب نشست

و متوجه شد ساعتی نگذشته بود که ابر پیدا گشت و باران رحمت شروع شد چون پارچات شیخ
تر گشتند مردمان التجا آوردند که اندرون حجره تشریف آرند برخاست و اندرون حجره آمد باران
هم موقوف شد حاضرین غمگین شدند فرمود که اگر بار دیگر باران مطلوب است بیرون میروم پس
بار دیگر بمیدان رفت باران آغاز شد همچنین سه بار اتفاق اندر رفت افتاد چون یاران از کثرت
باران سیر شدند شیخ از میدان برخاست و اندرون حجره آمد و باران هم بکلی مسدود گردید
گویند ملا غازی مرید شاه سلیمان بشیخ رحیم داد پسر کلان شاه سلیمان از تاج محمود زیاده تر محبت
داشت وقتی بسبب مناقشه اراضی فیما بین هر دو صاحبزاده برادران حقیقی تکرار واقع شد ملا غازی
کرهای شیخ رحیم داد بدین عزم که شاه سلیمان اورا البته عزیز میداشت بفرزندی یاد میکرد چوبی
از زمین برداشت و خواست که بر تاج محمود زند حاضرین بمخالفت پیش آمدند در آنوقت تاج محمود
فرمود که از خدا خواستم که بدست هاییکه چوب بر من برداشتی دستهای تو شکسته شوند و تا هشت ماه
بیمار مانده بمیری و اینکار شدنی ست و در حکایت رحیم داد خطاب فرزندی شاه سلیمان بکار
نخواهد آمد اتفاقاً بعد چند روز ملا غازی برای درد کنانیدن غله خود بر سیرابه دریا میرفت ناگاه شیری
دلیر از غیب پیدا شد و بسوی ملا غازی رو نهاد و از مردم همراهیانش در گذشته نزد وی
آمد و هر دو دست وی به پنجه های خود گرفته به پیچید تا که شکست بعد ازان بگذاشت و برفت پس
ملا غازی بهمان بیماری تا هشت ماه بیمار مانده بعد وفات یافت و صاحب تذکره نوشته است
از زبان شیخ آفتاب صاحبزاده شیخ تاج محمود نقل میکند که وقتی شیخ محمود در موضع [illegible]
برجاهی بحالت جذب و بیهوشی نشسته بود که جلوی عروسی نوکر خدا از آنراه گذر کرد چون طبع مبارک
بنابر حسن پرست و عشق دوست افتاده بود در آنحالت بجمال آن جمله فرمود که پرده حجله بردارید
که یک جلوه جمال حقیقی از آئینه این صورت تفرج نمایم شوهر عروس باستماع این سخن برآشفت
و دشنامها غلیظ گفتن آغاز نهاد چون قدمی راه برفت عروس خود بخود از حجله بیرون افتاد و دیوانه
شده بر خاک میغلطید و جامه های خود پاره پاره کرد شوهر حق از کرده خود پشیمان شده پیش شیخ حاضر
آمد و تائب گشت شیخ تقصیر خواست فرمود که برو عروس ترا باز بحال اصلی آرم چنانچه
همچنان بوقوع آمد وفات شیخ تاج محمود در سال یکهزار و یکصد و بیست و ... هجری در آخر

سلطنت شاه عالم بن عالمگیر بادشاه وقوع آمد از دولت | گر دار دنیا به در جنت سفر

چو شاه محمود آن ولی مقتدا | سال وصل اوست فیاض کبیر ۱۱۲۰
باز شد پیدا از شیخ الاصفیا ۱۱۲۰ | پیر سرور گفت سال رحلتش
عاقبت محمود تاج اولیا ۱۱۲۰

شیخ عبدالحمید قادری نوشاهی قدس سره از فاضلان وقت

و مشایخ عهد و افضل ترین خلفای حاجی محمد نوشاه است قدس سره بخدمت آنحضرت شاه نوشه از دل ... و بعد از وفات پیر روشن ضمیر تا در حیات بهدایت خلق مصروف گشت وفاتش در سال یکهزار و یکصد و بیست و پنج هجری است که مطابق سال ششم معزالدین جهاندار شاه بادشاه هندوستان در سلطنت او نهاد یازده ماه و در پنجاه و ده سال ... از دست لشکر فرخ سیر بقتل رسید از دولت

شیخ دین عبدالحمید محترم | رفت از دنیا و در جنت رسید
رحلتش فرما سمی مجتبی ۱۱۲۵ | هم بگو شیخ ولی عبدالحمید ۱۱۲۵
مقتدای شیخ هم باز بگو ۱۱۲۵ | عقل و ره وصلش الاول شیخ

سید نور محمد بن سید محمد امیر گیلانی قدس سره

از اولیای با درازه روزگار و جامع کمالات ظاهری و باطنی بود در سخاوت و شجاعت نظیری نداشت و بعد وفات پدر بر سجاده مشیخت حضرات حجره قیام فرمود و در رهنمای خلق گشت و صاحب سراج الاولیا مینویسد که حضرت نور محمد میفرمود که در ایام وقت طفلی بسیار تحصیل قرآن مجید میخواندم معانی قرآن برمن منکشف بود روزی از غایت ... ولی گریه میکردم والدم باعث گریه پرسید چون حالات باطنی ام بر حضرت الهیه منکشف بود فرمود که تا ... باعث گریه پرسیدن هیچ حاجت نیست وفات آنحضرت بقول صاحب سراج الاولیا بتاریخ دوم شهر ذی الحجه سال یکهزار و یکصد و بیست ... عمر وی هفتاد و سه سال ... سراج الاولیا ماده ای تاریخ وفات آنجناب ... بهلول ... فرموده

از دولت نور محمد آن شیخ عالم جو بجهان | پیر عرش فیض رفت از بیت عقبی
تاریخ رحلتش چو جستم ... | کفتا بگو که نور محمد غوث ... ۱۱۳۳

شیخ خوش محمد قادری نوشاهی قدس سره

از مریدان پاک اعتقاد و خلفای حق یاد حاجی محمد نوشاه است و بخدمت حضرت نوشاه چنان گستاخ بود که دیگر ازان ... تا بسخن ... و اکثر اوقات که نوشاه در ... بود ... کسی سخن نمی کرد ... خوارق و کرامت بسیار از خوش محمد ... آمده و معتقدان ... اشعار فارسی هندی پنجابی بسیار گفتی

وفات وی در سال یکهزار و یکصد و بیست و هفت هجری است از مولف

چو از دنیا بفردوس برین رفت / جناب شیخ حق آگاه خوشحال / اگر جویی سال وصالش جاه گر شد / ادا ابن ولی حق ولی خوشحال 1130

حافظ برخوردار نوشاهی قادری قدس سره

فرزند عالیجاه و خلیفه حق آگاه حاجی محمد نوشاه است و صاحب زهد و ریاضت و ذوق و شوق و وجد و سماع و متقی و مهمان نواز بود بیشتر روز در جذب استغراق و توجه الی الله میگذرانید و خوارق و کرامت بسیار از وی بظهور آمده نقل است که روزی حافظ برخوردار را ضرورت سیراب کردن زراعت خود بود که از بهیرو نام زمیندار برای یکروز چرخ چوب چاه بعاریت طلبید او انکار کرد و گفت که چاه من خراب میگردد فرمود که انشاء الله تعالی خراب خواهد شد چنانچه هماروز عمارت چاه بیفتاد و باز هر بار که تعمیر میکرد قایم نگشت و نیز درج تذکره نوشاهی است که روزے حافظ برخوردار در حالت استغراق در خانه خسر خود نشسته بود متصل آن دختر زمیندارے چرخه میرسید و چیزی سرود میگفت که حافظ وجد آمد و حالت وجد طاری گشت و فرمود که ای دختر بار دیگر همان سرود بگو دختر شرمناک شد و بار دیگر نگفت چون دختر بخانه خود رفت بدرد شکم گرفتار شد بعد یکی بحالت نزع و از علاج اطبا هیچ فایده نگشت آخر کار مادر و پدر دختر بخدمت حضرت حافظ حاضر شده مستدعی معافی تقصیر شدند فرمود که او را رو برو بیارید چون آوردند ارشاد کرد که همان سرود که پیشتر میگفتی بگو انشاء الله شفا خواهی یافت دختر چون سرود آغاز کرد فی الحال شفا یافت وفات حافظ برخوردار باقوال صحیح در سال یکهزار و یکصد و سی هجری است از مولف

شیخ برخوردار پیر کامگار / شد چو از دنیا بجنت یافت جا / حافظ عالم بگو تاریخ او / نیز فرما دوستدار مجتبی 1130

سید عبد الوهاب بن سید سرور الدین بن جان محمد حضوری لاهوری قدس سره

از سادات عظام و مشایخ ذوی الکرام بود و در زهد و تقوی شانی بلند و مقامی ارجمند داشت و در لاهور بهدایت خلق اشتغال مینمود خلق کثیر بوسیله جمیله وی سالک سلوک هدایت شدند وفات وی بروز جمعه بتاریخ بست و یکم شوال سال یکهزار و یکصد و سی و یک هجری است

و مزار در لاهور است از مؤلف / چو سید عبد وهاب از جهان رفت / دو تاریخ وصال او ست در باب

یکی هادی سالک شاه تفرید 1131 / دگر افضل مکمل عبد وهاب 1131 / شیخ محمد تقی قادری

نوشاهی قدس سره از مریدان با صفا و معتقدان با وفا حضرت نوشاه عالیجاه است روزی
بر شیخ [illegible] رفته در [illegible] فانی [illegible] داشت و در شغول آن آفتاب سجده ساخت حاضر شده از مقبولان
بارگاه حضرت نوشاه گشت لقب [illegible] چون [illegible] بتوجه مرشد ارشد خود دست ها
محبت شد از خود بیخود بود بیکدیگر روزی بتقریب عید قربان مردمان قربانی میکردند چون آن حال
دید پرسید که امروز چه روز است که بذبح گوسفندان مشغول اید گفتند که امروز روز عید است و بر هر
مسلمان واجب است که قربانی دهد گفت من هیچ ندارم که قربانی کنم سوای نفس خود که در راه خدا
قربانش کنم این بگفت و کارد گرفته بر حلق خود براند هنوز شاه رگ قطع نشده بود که مردمان برخاستند
و دستش بگرفتند و بهمان حال خونچکان او را بخدمت حضرت نوشاه بردند نوشاه عالیجاه چون
او را بدین حال دید خوشحال شد و در حق وی دعای خیر خواند و دست مبارک بر جراحت مس کرد
فی الحال زخم مندمل گشت بعد از آن از غایت تجلیات جمال مجذوب شد و تا دوازده سال دیوانه وار
گذرانید با آنکه از خود بیخود بود و با دنیا و اهل دنیا کار نداشت وفات وی سال یکهزار و یکصد و [illegible] هجری

از مولی لطیف	تقی رفت چون زین جهان فنا	پی سال ترحیل وی [illegible]	شده از قلم شیخ اکبر رقم
عبد الله تقی متقی جلیل	خواجه هاشم دریادل نوشاهی قادری قدس سره		

ثانی حضرت حاجی محمد نوشاه است در سخاوت و شجاعت و کرامت و خوارق و زهد و تقوی [illegible]
و شهرهٔ آفاق بود و از غایت مهمان نوازی و سخاوت که داشت او را شاه هاشم دریادل میگفتند و
در علوم ظاهری هم چنان استعداد کامل بهم رسانیده بود که در فقها و محدثین وقت ممتاز بود و
شاگردی مولوی عبد الحکیم سیالکوتی و مولوی عبد الله لاهوری درست میکرد که اول در خورد سالی
از مولوی عبد الحکیم و بعد از آن از مولوی عبد الله علم حاصل کرد و بعد از پدر عالیقدر بر سجاده مشیخت
قایم شده بسیار طالبان حق را بحق رسانید نقل است که روزی شخصی مبارک نام روبروی وی آمده
کلمات ناسزا گفتن آغاز نهاد بجوابش فرمود که [illegible] ذکر خواهد کرد و نخواهد یافت نفس
بهار روز مبارک را در بغل کلان پشت بر آمد و در چند روز هلاک شد نقل است که روزی
آنحضرت در خانقاه حضرت نوشاه تشریف داشت که شخصی بیمار که دست و پایش شل شده بود
بر چارپائی انداخته [illegible] آوردند [illegible] این بیمار را بر [illegible]

بابای پیر بگو بلند که در اینجا نشسته سورهٔ ملک تمام بخواند پس بار بار بر خواند و چون کار سورهٔ ملک تمام کرد شفا یافت و صاحب تذکرهٔ نوشاهی میفرماید که شاه هاشم را سه پسر بودند یکی فضل الله دوم عصمت الله سوم محمد سعید و ازین هر سه عصمت الله بعد از وی بر سجادهٔ مشیخت قایم شد **وفات** خواجه هاشم دریاول در سال یکهزار و یکصد و ... در عهد سلطنت محمد شاه پادشاه دهلی است از مؤلف

پیر هاشم شاه عجب وقت	شد چو از دنیا بفردوس برین
ابر حق آگاه بو سعید	سال ترحیلش بگو دریای فضل

سید احمد شیخ الهند گیلانی قدس سره

از عظمای مشایخ قادریه عظیم است و از عرب بهند تشریف آورده و در پنجاب قریب وزیرآباد دهی بنام کوتله آباد کرده و در آنجا سکونت داشت نسبت آبای کرام وی بچند واسطه بحضرت غوث الاعظم قدس الله سره میرسد بدین طریق که شیخ احمد بن سید عبد الرزاق بن تاج العارفین یحیی بن شهاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاء الدین علی بن شمس الدین شهید تاتاری بن سید احمد مشقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن سید عبد الرزاق قطب الآفاق بن حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه **وفات** آن جامع الکمالات در سال یکهزار و یکصد و سی و شش هجریست که بهمراهی شیخ عبد الکریم عباسی از دست سکهان پنجاب شربت شهادت چشید و اولاد حق یاد وی در خانپور میان کوهستان کوتلی مابین ملک کشمیر و اتک سکونت میدارد و سید یاسین که شهرهٔ کرامت و بزرگی وی در اقصای عالم رسید از برادران وی است از مؤلف

شیخ احمد ولی حق آگاه	رفت چون از جهان بخلد برین
سال تاریخ رحلتش سرور	کن رقم شیخ هند امین الله ۱۱۳۶

سید بدر الدین گیلانی قدس سره لاهوری

نام والد بزرگوار وی سید علی بن حاجی سید هاشم است ولی وقت و فاضل متبحر و متوکل بود و درس میگفت و گاه گاه بوعظ و پند مسایل دینی هم پرداختی شیخ بود با رعب و هیبت که روبروی او احدی را تاب کلام نبودی و گذران قلندرانه داشت و سخن بی باکانه میگفت محمد معز الدین بن بهادر شاه بن عالمگیر پادشاه یک لکه روپیه نقد با چند اقطاع زمین بوجه جاگیر نذرانه آنجناب گذرانید مطلقا قبول نکرد **وفات** سید بدر الدین بقول صاحب شجرة الانوار در سال

یکهزار و یکصد و سی و بقول بعضی در سال یکهزار و یکصد و سی و شش هجری در عهد سلطنت محمد شاه رحلت و مزار پر انوارش در لاهور است و والده اش سبب سیدی بی بی از اولاد سادات بخاری بود که در ایمن آباد تشریف داشت از مؤلف

رفت چون از جهان بباغ جنان	رهنمای زمانه بدر الدین	در ایمن آباد تشریف داشت از مؤلف
آفتاب مروت آمد نیز	بدر دین پیر دین شریف بخوان	سال تاریخ رحلتش سرور
شاه مشرف لاهوری قدس سره از اکمل اولیا		سال ترحیل آن شه دوران

شاه مشرف لاهوری قدس سره

از اکمل اولیا مکمل مشایخ زمانه است اصل وی از قصبه بتاله است و بزرگان وی از قوم کهتریان پوری بودند و جد بزرگوار وی باسلام مشرف شد و بعهده قانونگوئی بتاله مامور گشت چون شاه شرف متولد شد بنام سعادتمند موسوم گردید و تربیت پدر بعلم ظاهری حاصل کرد چون بعمر سی سالگی رسید اتفاقاً عبد الرحیم برادرش فوت شد و زوجه وی مسماة بیگم بیوه ماند چون وی خبرگیری آن بیوه بخوبی می کرد و اکثر اوقات نزد وی آمد و رفت می نمود زوجه سعادتمند یعنی شرف شاه او را بزوجه برادرش متهم ساخت و در تمام بتاله بدنام کرد ازین سبب شیخ سعادتمند دل از دنیا برداشت و از بتاله در لاهور آمده بخدمت شیخ محمد فاضل قادری شطاری حاضر آمد و بیعت کرده و بتکمیل رسید و بخطاب شاه اشرف مخاطب گشت و اهلیه وی از بتاله آمده هرچند خواست که باز در بتاله رود و بکار خانگی مشغول گردد وی قبول نفرمود و از دل و جان بیاد حق بحالت تجرید مشغول ماند وفات وی بقول معتبر در سال یکهزار و یکصد و سی و هفت هجری است و مزار پر انوارش در لاهور است و در سلسله پیران کبار شاه شرف در ذکر حضرت شاه رضا قادری شطاری تحریر شد که این هر دو بزرگوار باهم خواجه تاش بودند از مؤلف

شه شرف شیخ الیقین تاج اشرف	رفت از دنیا چو در خلد برین	تاش بودند از مؤلف
شیخ عصمت الله	بشد عیان محبوب دین تاج الشرف	سال تاریخ وصال آنجناب

شیخ عصمت الله نوشاهی قدس سره

پسر شیخ حافظ پرخوردار است نهایت بزرگ و عالم و عامل و فقیر متقی بود بعد تحصیل علوم از خدمت حافظ محمد تقی ترخیص حاصل کرده در موضع بهلوال بخدمت شیخ رحیم داد فرزند شاه سلیمان حاضر شد و فیض کامل یافت بعد ازان بخدمت شیخ پیر محمد سچیار و قاضی رضی الله و شاه محمد و دیگر خلفای حضرت نوشاه جا بجا میگشت اما تسلی نمی یافت آخر بخدمت شیخ عبد الرحمان المشهور پاک رحمان حاضر شده بتکمیل رسید و صاحب حال و قال شده بدین حالت

جذب فایز گشت که بهر کسی که نظر فیض اثر میکرد مست و مدهوش میشد و چون در خانه می نشست
از راه کشف خبر میداد که حضرت شیخ فلانجا است و فلان کار میکند و در حالت وجد اکثر حال از بالا خانه
بر زمین افتادی و آسیب عاید نشدی و چون آوازهٔ کشف و کرامت وی در اقصای عالم رسید
شاه محمد غوث ولد سید حسن از پشاور بخدمتش آمد و فیض کامل یافت و دیگر شیخ محمد عظیم فرزند شیخ
ابوسعید که بجناب وی سوای رابطهٔ همشیره زادگی نسبت دامادی و فرزندی داشت آن قدر
کامل و مکمل شد که ثانی نداشت و شیخ سلطان محمد برادرزاده ثانی شیخ بتوجه وی تا دوازده
سال طعام نخورد و شیخ عبدالجلیل همشیره زاده وی را نیز آنچنان حالت جذب حاصل گشت که سالها
لقمهٔ طعام بحلقش نرفت آخر در کشمیر رفته جان بجان آفرین داد و شیخ محمد حیات صاحب تذکره نوشاهیه
مینویسد که روزی بخاطر من گذشت که شیخ نجم الدین کبری هرگاه که بر سوی خام نظر انداختی پخته شدی
واگر بر پخته انداختی بشکستی آیا این سخن راست است یا نه شیخ بر خطرهٔ من مشرف شده فرمود که آری
حقتعالی رسانیدگان اند که این تاثیر در نظر ایشان نهاده اند و سر بر داشته بجانب شیشه که بر طاق
حجره نهاده بود نگاه کرد فی الحال شیشه بشکست و بر زمین افتاد **وفات آنحضرت** بتاریخ
دوازدهم رجب المرجب مطابق نوزدهم ماه جیت بروز دوشنبه وقت نماز شام در عین نماز بظهور آمد
که دو رکعت نماز بقیام بخواند و در سجدهٔ رکعت سوم وفات یافت و سال وفاتش سن هجری
یکهزار و یکصد و سی و هفت بود و از وی سه صاحبزاده عالیقدر ماندند اول شیر محمد که بعد
از وی بر مسند سجادگی قیام فرمود دوم شیخ گل محمد که اسم باسمی سیوم محمد عظیم که صاحب مراتب
عظیم بود و خطاب بحضرت شیخ عصمت الله از پیشگاه شیخ عبدالرحمان امیر حمزه پهلوان نوشاه

ثانی عطا شده بود از مؤلف	زعالم شد چو در خلد معلی	جناب شیخ صادق عصمت الله
زدل جستم چو سال ارتحالش	خرد فرمود عاشق عصمت الله ۱۱۳۷	**شیخ احمد بیگ نوشاهی**

قدس سره مخاطب بخطاب نور محمد نوزبست و از کبار خلفای حاجی محمد نوشاه است اول
بعلم ظاهری شاگرد حضرت نوشاه بود و بعد از آن مرید شد و بکمال حال رسید **نقلست**
که روزی شیخ بلاول نام معلم موضع نوشهره بخدمت حضرت نوشاه حاضر آمد و نذر گذرانید و عرض
کرد که برای خدا مرا حالتی مثل حال احمد بیگ عطا شود حضرت نوشاه تبسم شد و فرمود که هر یک را

مراتب نسبت بحوصلهٔ او رسید بیشتر بگذرانیدش لیکن نشست داد و میر فی الحال بیهوش شده بر زمین بیفتاد و طپید
تا آنگه از سقف مکان نخیرا (?) افتاد و تا چند روز بیهوش ماند بعد از آن او را حالتی رو داد که چون در
خانهٔ خود نشسته بود یکبار برخاسته اهل خانه اش پرسیدند که این زودی باعث برخاستن
چیست گفت که درین وقت حضرت پیر در خانهٔ خود از جای خود برخاسته اند برای تعظیم برخاستم آخر در
استغراق بسیار بیتاب شد و بخدمت حضرت شاه حاضر آمده عرض کرد که میخواهم که حال من موافق حوصله
من باشد والا خواهم سوخت حضرت شاه آب طلب کرد و قدری نوشید و باقی بوی نوشانید
چون نوش کرد حال موافق حوصله خود یافت مخفی مباد که شیخ احمد بیگ نوری را مریدان
کامل و مکمل بسیار بود و بسیار خلق از او فائده ظاهر و باطن یافت چنانچه سید الله (?) رهتاسی مولا وزیری
رهتاسی و محمد صدیق رهتاسی که زاهدان و عابدان و صائم الدهر و قائم اللیل بودند و بروز هشتم
افطار میکردند از کاملین مریدان وی اند و بیست (?) نام مرید خود ارشاد کرد که بوقت سماع تو جانوران
هوائی هم مست خواهند شد چنانچه همچنان بوقوع آمدی که بوقت سماع او جانوران از هوا مست افتادند
و حافظ محمد قیوم (?) رهتاسی ساکن چکب (?) حافظان مرید و خلیفهٔ وی مست بادهٔ الست بود که [illegible]
آمده تا یک یک هفته بیخود بودی و میان شاهی (?) خلیفهٔ وی میان سیف الرحمان بود که هرچه از زبان
بفرمودی همچنان بوقوع آمدی و عجیب حیات (?) صاحب تذکرهٔ نوشاهی هم مرید و خلیفهٔ وی بود

وفات آن جامع الکمالات در سال یکهزار و یکصد و چهل هجری است و مزار پر انوار در سیالکوت [illegible] ۱۱۴۰

از مؤلف چو نور احمد ولی خسرو	ز دنیا [illegible] شد بجانب برین	بجو ان سال ترحیل و میر فیض
دگر نور چو نور نور یقین ۱۱۴۰	**شاه عنایت قادری شطاری قدس سره**	

از عظمای خلفای حضرت شاه رضا قادری شطاری لاهوری است و نیز مرید بخدمت
پیر روشن ضمیر حاضر مانده بتکمیل رسید و بخرقهٔ خلافت حاصل ساخته بامر ایشان به قصور
رفته بهدایت خلق مشغول گشت در آن مقام قبولی عظیم یافت و صدها کس بحلقهٔ ارادت در آمدند
و در آخر عمر خویش از حسین خان افغان حاکم قصور مکدر خاطر شده در لاهور آمد و سکونت ورزید

وفات حضرت شاه عنایت در سال یکهزار و چهل و یک (?) [illegible] مزار پر انوار در لاهور است و سلسلهٔ پیران عظام
وی [illegible] در ذکر شاه رضا قادری مرقوم گشت آنجناب از قوم باغبان [illegible] بوده خلفای کامل و مکمل بسیار داشت از [illegible]

چو از فضل و عنایات الهی | عنایت رفت از دنیا بجنت
ز مستان مکرم بود سالش | دگر از تاج اهل قربت عنایت

سید حاجی عبد الله گیلانی قدس سره نام پدر بزرگوار وی سید اسماعیل بن سید قاسم بن سید صوفی بن سید بدر الدین بن سید اسماعیل بن سید عبد الله ربانی است از مشایخ مشهور لاهور بود و مستغنی الحرج تا زنده بود در دو از اهل دنیا نرفت و از روز و شب به تدریس علوم و تلقین اهل حق معروف می ماند و نواب فدائی خان ناظم لاهور با آنکه خود از معتقدان و مریدان وی بود **وفات** سید عبد الله بقول صاحب شجرة الانوار بتاریخ یازدهم ربیع الثانی سال یکهزار و یکصد و چهل و یک هجری است و در روبروی مزار سید اسماعیل محدث مدفون شد از مؤلف

رفت از دنیا چو در خلد برین | سید عبد الله پیر رهنما
سال ترحیلش بجو از شوق | نیز فرما اهل قربت مقتدا

شیخ جمال الله نوشاهی قادری قدس سره فرزند ششم حافظ برخوردار بود عالم و عامل و پیر کامل تارک الدنیا صاحب جذبه و وجد و تواجد و سماع بر هر که نظر توجه انداختی مست باده الست شدی گویند چون بجواب پیرفت آن روز گریه و از دل خود شنید و این مقالات بر آمد که حاضرین را از تاثیر شنیدن وی تحیر عیان شد صاحب تذکرة النوشاهی کرد فرزند دلبند دلی بود میفرمود که روزی شیخ جمال الله بزیارت خانقاه نوشاه عالیجاه تشریف برد و دیگر دنیا نام ز تبدار موضع گره زمین خانقاه مواشی خود بچرانید شیخ منع کرد دنیادار تقصیر کرده و اپس تشریف آورد بقهر الهی جمله مواشی وی بمرد تا هم آن زمیندار نابکار از شرارت باز نیامد و سخنان بد در حق شیخ بر زبان آورد چند روز دو مسرد شد ان خانه اش آتش آمد همه مال و متاع وی بنارت برد مگر یکه از پاره نان محتاج شد **وفات** شیخ جمال الله بقول تذکره نوشاهیه بتاریخ دوازدهم ربیع الثانی بروز سه شنبه بوقت نماز شام سال یکهزار و یکصد و چهل و دو است از مؤلف

گشت چون شیخ بباغ جنتی | آن جمال باکمال معرفت
سال ترحیلش بسرور شد عیان | قبلهٔ عالم جمال معرفت

حافظ معموری نوشاهی قادری قدس سره نهایت بزرگ و عابد و زاهد صاحب ذوق و شوق و وجد و حالت و سماع بود و سوا سه رشته یک چند دین را دست بحضرت نوشاه داده وی دو فرزند داشت بی بی سائره دختر و الاگو بحضرت نوشاه بنکاح وی بود از وی چهار فرزند سعادتمند بوجود آمدند یکی شیخ تاج الدین که تاج فرق اهل معرفت بود دویم پاک باطن فقیر محمد احمد

یافت و در خواب بملازمت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه مشرف شد دوم شیخ هدایت الله صوفی سیوم شیخ نظام الدین چهارم شیخ امام الدین که قلندر مشرب بیخود و بیقید بودند مدام در مطالعه مثنوی مولانا رومی بسر میگذرانید وفات شیخ معروف در سال یکهزار و یکصد و چهل و پنج هجری است از مولف

دربنا شد از جهان با صد صفا	شیخ معروفی چو آن شیخ زمان
ظاهر از مظهر شده تاریخ او ۱۱۴۵	مجتبی محمود هم آمد عیان ۱۱۴۵

شاه محمد غوث لاهوری گیلانی قادری قدس سره

فرزند دلبند سید حسن پشاوری جامع علوم ظاهر و باطن کاشف رموز طریقت و حقیقت بود در خاندان قادریه عظمیه خلافت و اجازت از پدر بزرگوار خود داشت و در طلب حق سیر تمام هندوستان نمود چنانچه بخدمت پیران سید بهیکه چشتی و عبد الغفور نقشبندی و قلندری حاجی محمد نوشاه و غیره صدها بزرگان وقت رسیده فیض صحبت اندوخت و بشرف باطنی مشرف شد و اجازت تلقین سلسله چشتیه و نقشبندیه هم داشت خوارق بکرامت بے اختیار از وی سر بر میزد چنانچه در رساله غوثیه که تصنیف کرده خود آنحضرت است میفرماید که چون من بتلاش حق در لاهور رسیدم شب در مقبره عالیه میان میر لاهوری که بالاهور است میگذرانیدم شبی حضرت میان میر بمن ظاهر شدند و توجه موجه مصروف فرموده شغلی عطا کردند و ارشاد کردند که این شغل مشغول باش و پیش کسی اظهار مکن بامدادان از آنجا برخاسته بخدمت شیخ حامد لاهوری آمده طلب استفاده نمودم شیخ از راه کرامت دریافت و گفت آنچه بوقت شب میان میر بالای سر شما شغلی عنایت کرده است همان کافی است و شیخ حامد مجردی بود درویش صاحب حال و معمر در خاندان قادریه و متصل مزار پیر علی گنج بخش هجویری قدس سره میماند و منقول است که شخصی از مریدان شاه محمد غوث که آن هم محمد غوث نام داشت در پشاور میماند و مرد بزرگ بود و در ایامیکه نادرشاه در کابل مسلط شده به تسخیر هندوستان مستعد شد اول بمقام پشاور آمده و استمداد این معنی از کاملان وقت نمود حاضرین وقت عرض کردند که درین زمان شاه محمد غوث مرد کامل و مکمل در لاهور موجود است اگر برای استمداد همراه باشد نهایت مفید است پس نادرشاه شاه محمد غوث را در پشاور طلب کرد آنحضرت انکار نوشت که طریق پیران نیست که نزد پادشاه روند و باستمداد وے پردازند که برای هر یک استمداد حق جل و علی کافی است نادرشاه با استماع این انکار برآشفت و گفت که اول در لاهور رسیده سفر اعدای حکمی شاه محمد غوث رسانم بعد از آن

قدم بطرف دهلی نهم و از پشاور کوچ کرد چون بر لب آب اتک رسید دید که دریای اتک
در غایت طغیانی است طاقت عبور نیست لهذا چند روز بکنار دریا اقامت کرد اما روز بروز
آب در ترقی بود آخر ناچار شده برای استمداد دعا بخدمت محمد غوث که مرید شاه محمد غوث بود
شخصی فرستاد و جواب پیر داده است که این همه توقف از شامت اراده بد پادشاه است که نسبت
سید محمد غوث اندیشیده است اگر شاه از آن اراده باز آید ممکن است که از آب دریا عبور نماید
پادشاه چون شنید تائب شد و در لاهور رسیده مخلصانه ملاقات کرد و احوال چشم دید است
که بوقت مختاری نونهال سنگه نبیره رنجیت سنگه والی لاهور باصلاح و تجویز لارد صاحب فرنگی تجویز شد
که بیرون شهر لاهور تا فاصله دور و دراز هر قدر که درختان و عمارات باشند منهدم و قطع کرده میدان
کفدست تجویز کرده آید چنانچه بسیار عمارات و درختان قطع و منهدم شدند و نوبت بسماری عمارت
و قطع درختان مزار پر انوار شاه محمد غوث رسید اول چار دیواری بیرونی بالکل منهدم شد و درختان هم
قطع شدند چون نوبت بسماری چار دیواری اندرونی رسید کهرک سنگه والد نونهال سنگه فوت گردید
چون نونهال برای سوختن جسد بیرون شهر رفت بوقت واپس آمدن سنگی از سنگهای دروازه قلعه لاهور
از دیوار افتاده بر سر نونهال سنگه آمد و آن نونهال از تیغ جوانی جوان مرد و مزار حضرت شاه محمد غوث
از انهدام سلامت ماند بلکه تمام کارخانه انهدام و قطع درختان درهم و برهم شد وفات حضرت
شاه محمد غوث بقول صحیح و اصح و روایت صاحب تشریف الشرفا در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و دو
هجریست و مزار پر انوار در لاهور است و بعد از آمدن نادر شاه بهندوستان یکسال بحق پیوست

از مؤلف	چون محمد غوث رفت از دار دنیا	سال وصل آن ولی [illegible]	عارف محمد [illegible] سال [illegible]

هم ابقر بار او [illegible] | **شیخ پیر محمد مشهور به سچیار قدس سره** | از عظام خلفای حاجی
نوشاه است در اوان سالی بخدمت وی رسیده و تربیت و تکمیل یافت و در وجد و سماع و ذوق
و شوق شان تمام داشت از انجا که بر آتش [illegible] حضرت شاه او را پیر محمد
سچیار [illegible] گو [illegible] خطاب کرد [illegible]
در حالت [illegible] چون حضرت نوشاه برحمت حق پیوست پیر محمد در قصبه نوشهره ملان که بر کنار دریا
چناب واقع است سکونت داشت که از گجرات بطرف شرقی بفاصله شش کروه واقع است

وفات پیر محمد در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و دو هجری از مولف

شیخ دین پیر محمد مقتدا | شد چو از دنیا بجنت راه گیر
سال ترحیلش چو جستم از خرد | شد عیان معصوم پیر دستگیر ۱۱۵۲ قاضی

رکن الدین نوشاهی قدس سره از یاران همدم و دوستان محرم و خلفای نامدار حاجی محمد نوشاه است در علم و حلم و زهد و تقوی شهرهٔ آفاق بود و اول بعهده قضا قصبه وزیرآباد مامور بانده بعد از آن استعفا نموده بهمتن بجمع حقوق آورده مرید حضرت نوشاه شد و صاحب ذوق و شوق و عشق و محبت و وجد و تواجد گشت و بعد وفات حضرت نوشاه بهدایت خلق مصروف ماند وفات وی بسال یکهزار و یکصد و پنجاه و دو هجری است از مولف

رکن دین صاحب یقین قاضی | رفت از دهر چون بخلد برین
سال تاریخ ارتحال وی است | مصباح اهل دین قاضی ۱۱۵۲

شیخ عبد الرحمان المشهور به پاک رحمان نوشاهی قدس سره از کبار خلفای حاجی محمد نوشاه است در ولایت مرتبه عالی و درجه معلی داشت و عنایت و مهربانی حضرت پیر چندانکه بحال وی مصروف بود که بحال هیچ یک از خلفای عظام نبود بحدیکه نوشاه عالیجاه مریدان خود را برای تکمیل بخدمتش می مامور فرمودے و بعد وفات آنجناب نیز بسیاری از خلفای نوشاهیه از خدمت عبد الرحمان بتکمیل رسیدند بلکه پسران حافظ برخوردار نبیرهای نوشاه نیز تربیت و تکمیل از عبد الرحمان یافتند و هر کسی که بخدمت وی حاضر میشد بی بهره نمی ماند و چون صفت صمدیت بر حال آنجناب غالب داشت از خوردن طعام پرهیز میکرد چنانچه محمد حیات صاحب تذکره نوشاهیه می فرماید که روزی بخدمت شیخ رحمان حاضر شدم پرسیدم که باعث نخوردن طعام آنجناب چیست فرمود که مرا رغبت طعام نمیشود و اگر گاهی لقمهٔ در دهان می نهم از حلق فرو نمیرود و نقلست که روزی حضرت نوشاه بسبب قرابت صهر پنجم ربیع پنجر از تشریف میبرد و در راه بمقام پتهری که در مسکن شیخ عبد الرحمان است شب باش شد در آن وقت شیخ عبد الرحمان نجیب الطرفین بود در راه ایستاده گشت نوشاه عالیجاه را نظر توجه بروی افتاد و مست باده عشق شد و در یکساعت از برجان دیوانه مشهور گشت چون مادر و پدرش از زوال عقل او ناامید شدند ناچار بحضرت نوشاه حاضر آوردند حضرت نوشاه او را بغلامی قبول فرمود و مادر و پدرش را رخصت نمود و بتربیت ظاهری و باطنی وی پرداخت و بخدمت آن رسانیدند که مرید را ازین مرتبه بعبور کرد چنانچه شاه رحمان هر روز بوقت چاشت نان شامی زمینداران مزارعان

بر سر بر داشته می برد و نان خود هم از مطبخ میگرفت اما نمی خورد و بفقرا میداد و خود از ریاضت
میگفت که من از مطبخ نان خورده ام و تا مدت چهل روز هم بدین منوال گذرانید که لقمه
از روان وی نرفت آخر حضرت شاه از راه کشف بر حال مطلع شد و از راه غایت عنایت
نان رو بروی خود خورانید و از دنیا و عقبی مستغنی ساخت در ریاضت و مجاهده شیخ عبد الرحمان
بدین حد کمال داشت که در شبها بحالت سرنگون در چاه آویزان شدی و تمام شب بدین حال گذرانیدی
و چون خلوت میگرفت در زمین قبر کنانید و اندر آن سر بسجده میگذاشت تا چهل چهل روز [illegible]
و گاهی خود را دنبال گاوان بسته بر زمین میکشانیدی و در موسم تابستان در آفتاب و در زمستان
عریان تن در ویرانه شب می نشست و گاهی در زمستان در دریا ایستاده بذکر حق مشغول گردیدی
و از گرمی ذکر آنجا آب دریا گرم شدی [illegible]
نقل است که روزی شیخ عبد الرحمان [illegible]
خدمت [illegible] خواسته ام که [illegible]
[illegible]
شیخ سعدی [illegible]
شد شیخ سعدی [illegible]
پیشکش کرد شیخ سعدی [illegible] شیخ عبد الرحمان [illegible]
[illegible] شیخ عبد الرحمان [illegible]
[illegible] حضرت عبد الرحمان [illegible]
یکهزار [illegible] عبد الرحمان است و شیخ اله داد [illegible]
مرید و خلیفه [illegible] بود و ذوق و شوق بکمال داشت [illegible] مدفون است [illegible]
عالیه قادریه [illegible] صاحب حال و ذوق و سماع اند [illegible] عالیه پاک رحمانی [illegible]
[illegible] حالت [illegible]
[illegible] صاحب حال [illegible]

اند آنانکه [illegible] از مولف	چون جناب عبد رحمان شیخ پاک	شد بجنت از جهان [illegible] سال

تکملهٔ عالی رتبت تاریخ الهام کرم عاشق الرحمان جلیل السید عبد القادر المشهور بشاه

گدا گیلانی بن سید عمر بن حاجی محمد هاشم قدس سره یگانه روزگار و عجیب
آفرینش آفریدگار جامع شریعت و طریقت و واقف اسرار حقیقت شاهباز بلند پرواز معرفت بود
از عهد طفولیت تا ایام وصال به ریاضت و مجاهده گذرانید و به شکار میلی تمام داشت و قوت جسمی هم
زیاده از حد بود چنانچه وقتی هر دو پنجه شیر را به هر دو دست خود گرفته تا دو گهری نگاه داشت
و شیر با وجود شیری و دلیری خود حرکت کردن نتوانست آخر شیر را چنان فشاند که هر دو پنجه
دست شیر از هم جدا شدند و اکثر شبها در کوهستان سواحل دریای راوی بحالت تنهائی
میگذرانید و عبادت میکرد و افطار روزه اکثر اوقات به یکدانه چهیفر می‌نمود و بوقت طعام زیاده
از دو لقمه تناول نمیفرمود و تمام روز عبادت میکرد و به بیمارداری بیماران مشغول میماند و اول
در خورد سالی از سید عبد الله نجفی که بکناره دریا میماند فیض کرد و چون سید عبد الله رو
سمت بیت الله شد وی برای تکمیل حوالهٔ سید عبد الرحمان نمود و چون سید عبد الرحمان وفات
یافت بخدمت سید محمد بن سید علاء الدین حسینی که در محلهٔ ملاجو میماند و عالم عامل و شیخ کامل
و ولی مکمل بود حاضر شده و نذر جواهر خمسه و سراج السالکین و علم جفر و تکسیر وغیره کرد چنانچه وی از سید محمد بن
علاء الدین در محلهٔ کاغذگران بلاهور [illegible] مشهور دارد و وی مرید شیخ عبد الله صاحب
سراج السالکین و وی مرید و شاگرد شاه محمد غوث گوالیاری صاحب جواهر خمسه است کسب علم
از شاه عبد الرسول زنجانی لاهوری نمود و سند علوم حدیث و تفسیر و فقه از فضال باکمال نمود و سید
اسماعیل گیلانی بن قاسم بن سید صوفی علی نموده خرقهٔ خلافت خاندان عالیه قادریه از پیر بزرگوار
خود حاصل کرد و کتاب کشف الاسرار خرد و کشف الاسرار بزرگ از تصانیف و تالیفات اوست
و رساله اسرار الکتمانی را نیز در علم حقایق و دقایق تالیف کرده و سید محمد یار مجذوب و حافظ باقی
و محمد خان هم عصر و هم جلیس و مصاحبان آنحضرت بودند ولادت با سعادت وی بروز جمعه ماه
شهر ذی الحج بوقت یک پاس روز بر آمده سال هزار و شصت و سه و وفات شب شنبه سال یکهزار
و یکصد و پنجاه و چهار هجری بیست و صاحب خزینة الانوار این مصرع تاریخ وفات وی اخذ کرده است
مصرع آه رفت از دار دنیا قطب عهد و اولاد نرینه آنجناب چهار پسر یکی سید یوسف شهید دوم

سید محمد غوث سیوم جعفر علی مولف کتاب ثمرة الانوار چهارم سید ابی صالح بودند رحمة الله علیهم اجمعین از مولف

شد با تولیدها برحق پرست	شاه عالم شیخ عبدالقادر است	سید اکبر پیشوا قریشیها
نیز مهدی متقی مقتدا ۱۰۶۳	باز فرما مرشد دین مجتبی ۱۰۶۳	از تجالش گو جهان پر نور است

شاه فرید نوشاهی لاهوری قدس سره

از خلفای نامدار پیر محمد سچیار است صاحب جذبهٔ استغراق و عشق و محبت و وجد و سماع بود اول بخدمت امرای ذکری شاهان چغتائی مشغول بود آخر دست از دنیا برداشته دل بخدا بست و بخدمت شیخ پیر محمد سچیار آمده مرید گردید و بتکمیل رسیده از اولیای وقت شد و پدر بزرگوار وی سید محمد علی بن سید علی بن سید فتح علی از اولاد سادات بهاکهری حسینی بود و بمقام رسول نگر بکنار دریای چناب سکونت داشت بود بعد عطای خلافت چون شاه فرید حسب الارشاد پیر روشن ضمیر در لاهور آمد دیهی بنام کوتلی شاه فرید آباد کرده و در انجا سکونت کرده بهدایت خلق مصروف گشت **وفات** آن جامع الکمالات بقول صاحب تذکره نوشاهی در سال یکهزار و یکصد پنجاه و هشت هجری است و مزار پر انوار وی بلاهور است **از مولف**

چون فرید زمانه سید دین	شد ز دنیای دون بخلد رسید
از خرد بهر انتقال او	شد عیان آفتاب قصر فرید

شیخ محمد نوشاهی قدس سره از مریدان نوشاه عالیجاه است و قصهٔ هدایت و توبه وی این است که حضرت نوشاه در خواب وی بارها ارشاد کرد که حصهٔ باطنی تو نزد ماست حاضر شو و بگیر لیکن وی تغافل میگذرانید چون بار سوم هم ارشاد نافذ گشت بیتاب شده از جای خود روانه شد چون بمقام چک سنپال رسید شنید که در آنجا فقیری روشن ضمیری فوت شده است و جنازهٔ وی بر دوش گرفته می آورند شامل جنازه شد و تا که موقع دفن رسید مردم را بهر دیدار آخرین ندا کردند وی هم در آنجا حاضر شده بدیدار مشرف گشت و شناخت و گفت که شخصی که در خواب بمن امداد عطای حصهٔ باطنی سه بار نزد خود خوانده بود همین بزرگوار است و نام آن حضرت از حاضرین پرسید گفتند که نام این بادشاه اقلیم معرفت نوشاه عالیجاه است چون بشنید بیهوش بر زمین افتاد تا چند روز بیهوش ماند چون بهوش آمد مستانه وار سر بیابان نهاد و از عرش تا فرش بروی مکشوف شد و یکی از کاملان وقت گردید آخر کار بکوه

بجا آورد که تمام سکنا مر ملک پوٹھوہار بحلقهٔ ارادت وی درآمدند اکثر احوال با دوام ورد و وظیفه کلام ربانی
وفات وی در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و هشت هجری بود و در ملک پوٹھوہار است از مولف

شیخ دین شیخ محمد نور حق	شد چو از دنیا بفردوس برین	گفت سال رحلتش آن مختار	هست مقام جنة الحسنین

شیخ عنایت الله قدس سره پسر حافظ برخوردار نبیره نوشاه عالیجاه است و تربیت و تکمیل از شیخ عبدالرحمان یافته و در حالت استغراق تا یازده سال طعام نخورد و صاحب تذکره نوشاهی زبانی شیخ بختا در مقدم شیخ عثمان مینویسد که چون شیخ عنایت الله اکثر اوقات روز و شب بر زراعت خود میماند و در آنجا حجره تعمیر کرده بود و شبی به اراده خدمت بر زمین زراعت آنحضرت رفتم چون بحجره رفتم دیدم که تمام اعضای وی از یکدیگر جدا بر زمین افتاده اند از معاینه اینحال متحیر شدم که آیا کدام ظالم بیرحم یا قزاق غارتگر آفاق این مشتاق ایزد خلاق را شهید ساخت درین حیرت بودم که شیخ عصمت الله برادر شیخ از در درآمد و فرمود که ای بختا درین سر سریست از اسرار الهی جای عجب و حیرت نیست و زنهار این سر را پیش عوام ظاهر مکنی **وفات** شیخ عنایت الله در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و هشت است **از مولف**

ز دنیا رفت چون در خلد اعلی	شه دین شیخ شبیر عنایت	ز سال او عیان شد مظهر حق	دگر عالیقدر شبیر عنایت

شیخ محمد سلطان لاهوری المشهور بهرک پنی قدس سره از مجذوبان سالکان و سالکان مجذوب صاحب جذب و سکر و عشق و محبت بود و در خاندان عالیه قادریه مرید شیخ سندهی شاه و وی مرید شیخ عاقل شاه و وی مرید ملا شاه و وی مرید خادم علی شاه و وی خادم سلیمان شاه و وی خادم نور جمال دهلوی و وی مرید شیخ محمد شفیع ساده پوری و وی مرید شیخ محمد حیات و وی مرید حضرت شاه قمیص گیلانی قادری که ذکر خیرش سابق درج مخزن بیان گردید و فائده عظیم بر وی شدت واز کاملان وقت شد و چون بر دو چشم حق بین وی غایت خوبصورت بود و بدان سبب پیر روشن ضمیر او را بخطاب هرک پنی یعنی آهو چشم مخاطب ساخت **وفات** وی در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و هشت بتاریخ نهم ماه شوال مزار پر انوارش در لاهور است

و شاه نواز خان صوبه لاهور تعمیر مزار وی پرداخت	**از مولف**	چو سلطان دنیا و دین پادشاه
ز دنیای دون شد بملک جنان	وصالش شده روشن از نور حق	دگر شیخ سلطان محمود خواه

سید شاه حسین بن سید نور محمد بن شاه احمد سجاده نشین حجره قدس سره

از عظمای مشایخ قادریه است و در کرامت و خوارق و تهذیب اخلاق یگانهٔ آفاق بود از جمیع برادران خود بظاهر و باطن گوی سبقت ربوده **نقل است** که وقتی بسبب صدمهٔ ضرب سخت که بر چشم اسپ سواری از سواران وی رسیده بود آن چشم اسپ از خانهٔ چشم بیرون افتاده فرمود که زود تر این چشم را در خانهٔ چشم گذاشته بر خاده محکم [illegible] چون بر خاده را گشادند چشم بطریق سابق روشن و درست بود **نقل است** که وقتی شاه حسین در سفر ملک پنجاب بود و شبی در صحرای شب باش شد جمع قطاع الطریق آمده جمیع اشیا و اسباب وی را بغارت بردند خادم وی از خواب بیدار شده حضرت شاه را درین حال آگاه ساخت فرمود که باکی نیست آنانکه برده اند خدا ایشان را در باز آرد بعد ساعتی دزدان دیوانه شده همه اسباب واپس آوردند چون سگان عوعو میکردند چون اسباب واپس گرفته شد قدری آب از آشامه بگرفت و بر روی ایشان زد همه بهوش آمدند و سر در قدم آورده از کار دزدی تائب گشتند

وفات شاه حسین بقول صاحب سفینة الاولیا در سال یکهزار و شصت و دو بتاریخ بست و یکم ماه جمادی الآخر است و مزار پر انوار بمقام حجره زیارتگاه خلق است **از مولف** حسین جهان را [illegible]

بتاریخ آن پیر کامل حسین	بگو مجتبی شاه عرفان نگو	دگر سید اولیا [illegible]

میان رحمت الله قدس سره

صاحبزادهٔ سیوم حافظ برخوردار بن حاجی محمد نوشاه است جامع بود میان کرامت و خوارق و زهد و ورع و تقوی و سخاوت و شجاعت و چون متولد شد حضرت نوشاه در حق وی دعای عمر درازی کرد چنانچه عمر دراز یافت و بر مزاج حق امتزاج وی جلالت غالب بود چنانچه یکبار حاکم پرگنه پیاده خود را بطلب [illegible] از زمین بخدمت وی فرستاد ازین سبب رجالت آمده نزد حاکم تشریف برد و فرمود که یا بهر فصل از حاصل خود بخود دادیم امسال چرا پیاده نزد ما فرستادی این ترا از دست حکومت برداشتیم چنانچه همان روز پروانهٔ معزولی وی از صوبه لاهور رسید **نقل است** که نور محمد نجار که از خادمان وی بود در زمین موضع باهوکی اراضی خود کاشت داشت مهربان نامی مقدم موضع باهوکی براه تمرد زمین نور محمد را ضبط کرد و سواری بجانب نور محمد فرستاد و اظهار این حال بخدمت آنحضرت کرد و [illegible] نزد مهربان

مقدم رفت نصیحت کرد او را بنیامد از ین سبب شیخ در جلالت آمد بپیر دو دست بر زمین زد و گفت
شما را خدا تعالی ویران کناد و برخاسته آمد هنوز در راه بود که از غیب آتش در ده افتاد و ده تمام
بکمال سوخت **نقل ست** که روزی شیخ رحمت الله از شکار تشریف می آورد و زمینداران
سهنپال همراه بودند و در راه محمد قلی پسر سامنپال زمیندار مقدم اسپ مادهٔ خود را دوانیده
پیش از شیخ شد یک پا یک بر اسپ شیخ هم برزد شیخ بنظر غضب در وی دید و فرمود که شما را همه
بر اسپ سوار نخواهی شد فی الحال اسپ او که قیمتی ششصد روپیه بود از پا در افتاد و
همان ساعت بمرد و بعد از ان آنجماعت افلاس و تنگی دامنگیر حال ایشان شد که گاهی بر اسپ سوار
نگشت **وفات** آن مخزن البرکات در سال یکهزار و یکصد و شصت و هفت هجری است از مولف

شد چو رحلت از جهان پدر [illegible] | بست تاریخ آن شه ابرار | رحمت الله ۱۱۶۷ بر سپهر نیر
جست شمس ان الانوار ۱۱۶۷

شیخ نصرت الله قادری نوشاهی قدس سره

صاحبزاده چهارم حافظ برخوردار بن حاجی محمد نوشاه عالیجاه است عالم متبحر و فقیر کامل الاکمل بود
در شهر سیالکوت تحصیل علم کرد بعد از ان کسب حصول ولایت باطنی از خدمت والد ماجد خود
چند چند تکمیل بکار برد و از کاملین گشت چون پدرش وفات یافت چند بفیض ان همه کس
نوری هم حاصل بود **وفات** وی در سال یکهزار و یکصد و هفتاد هجری است از مولف

نصرت ز دنیا چو در خلد برین | نصرت الله رهبر کون و مکان | سیم عشق بیست الیش کن رقم
پیر نصرت واصل کامل بجوان

میر بهلول شاه قادری شطاری قصوری قدس سره

از عظمای خلفای حضرت شاه عنایت قادری لاهوری است و در قصبه قصور سکونت داشت
و نسبت پیران کبار وے بچند واسطه بشاه محمد غوث گوالیاری میرسد که اسامی گرامی همه حضرات
در رفته کر محمد رضا قادری لاهوری مندرج شده اند شیخ بود عابد و زاهد صاحب جذبه و سکر و
عشق و محبت و وجد و سماع در توحید سخنان بلند و تقاریر ارجمند داشت و اشعار و دوهرے
بزبان پنجابی که مملو از معارف و توحید اند زبان زد خواص و عوام اند و کافی های مجذوبانهٔ وی
در مجالس اصفیا قوالان میخوانند که موجب زیادتی شوق و ذوق میگردد و خوارق و کرامت بسیار
ازوے نقل میکنند **وفات** وی در سال یکهزار و یکصد و هفتاد و یک هجری است از مولف

چو ولی شاه شیخ در عالم | از مقام خویش ... | ... | ... تاریخ

شیخ سعد الله نوشاهی قدس سره نیز فرزند دلبند حافظ برخوردار ست و با وجود ولایت و کرامت ظاهری بیکرو خبرگیری مریدان ... باطن والد وی بود و بعد از ... حافظ برخوردار نوشاهی ... شیخ سعد الله و نصرت الله هر دو برادر ... شیخ نصرت الله ... شیخ سعد الله ... نقلست ... شیخ سعد الله ... که یکی از ... فقر ... تکالیف بسیار بآنحضرت میرسانید ... میکرد آخر چون تکالیف بحد نهایت رسید در خود ... سیدا حال الاعجب ... خواهی شد چنانچه ... ایام ... کار بود ... و مال و متاع ... وفات شیخ سعد الله در سال یکهزار و یکصد و هفتاد و پنج هجریست ارحمه الله

شیخ سعد الله ولی ... | ... | ... گفت سرور شیخ سعد الشهید

شیخ محمد حکیم قادری قدس سره مظهر کرامت و خوارق جامع کمالات ظاهری و باطنی از اولاد سید شاه حکیم حکیم الدین صاحب تجره است و بیرون لاهور بآنروی دریای راوی بمقام موضع کوت بیگم سکونت داشت و طالبان حق را بحق میرسانید نقلست که چون حادثه تاراج افغانان کابلی بر لاهور رسید زمینداران نواحی کوت بیگم بخدمت وی حاضر آمده عرض کردند که سکنای لاهور و نواحی آن از خوف غارت افغانان با مال و متاع و متعلقان خود در نظر شما ... پس در باب ما و مال ما هم هرچه حکم شود بعمل آید ارشاد شد که هر کسی که در موضع کوت بیگم بیاید مامون است پس ساکنان نواحی فوج فوج در کوت بیگم آمده پناه جستند و افغانان لاهور و نواحی لاهور را بغارت بردند و احدی متوجه سمت کوت بیگم نشد وفات آن نیک ذات در سال یکهزار

یکصد و هشتاد و یک هست از مؤلف	رفت چو زین دهر بخلد برین	مرد خدا پاک محمد عظیم
گشت بتاریخ وصالش عیان	اهل هدا پاک محمد عظیم	

شاه سردار قادری قدس سره

از مریدان کاملین صاحب خان قادری است و صاحب خان شخصی بود که نعمت ولایت و خرقه
خلافت از حضرت شاه میر سجاده نشین حضرات حجره یافته بود و صاحب خان کلام شهسوار دا
و شاه سردار از مرید وی شد و بکمالات رسید و در علوم ظاهری و باطنی و فقه و حدیث و تفسیر
طاق یگانهٔ آفاق شد و حسب الایمای پیران عظام بمقام پاک وال که از لاهور تخمیناً مسافت شش کروه
بطرف شمال آن روی دریای راوی است سکونت پذیر شد و بتدریس ظاهری و تلقین باطنی مصروف
گشت و بعد وفات پیر و مرشد خود صاحب ارشاد گشت و باجازت وی بر سجادهٔ مشیخت نشست
و مقتدای خلق خدا شد **نقلست** که چون احمد شاه درانی در پنجاب آمد و تاراج آغاز نهاد
زمینداران پاک وال وغیره دیهات قرب جوار بخدمت آنحضرت آمده استمداد دعا کردند
که جان و مال ایشان از دست تاراج افغانان در امان باند آنحضرت باستماع التجای ایشان
ردای مبارک از دوش پرده پوش خود بر آورده بزمینداران مذکور عطا کرده فرمود که دیهات
که شما را در امان داشتن آنها منظور است این چادر را گرد بگرد آنها بگردانید انشاء الله بسلامت
خواهند ماند چنانچه همچنان بوقوع آمد که هر قدر دیهات که زیر دامن پناه ردای آنحضرت
آمده بودند در امان ماندند و احدی از معاندان گرد مواضع مذکور نگشت **وفات آن**
مظهر البرکات در سال یکهزار و یکصد و هشتاد و چهار بوقوع آمد و مزار پر انوار وی بمقام پاک وال

زیارتگاه خلق است از مؤلف	شاه سردار آن ولی متقی	شد چو از دنیا بجنت جست راه
گشت روشن از فرد خورشید دین	سال وصل شاه همچو مهر و ماه	باز کن تحریر وصل انتخاب
سید هادی پیشوا سردار شاه		

سید محمد شاه رزاق گیلانی خلف شاه محمد مقیم

برادر شاه حسین صاحب حجره قدس سره نام اصلی وی میر محمد و لقب مبارک رزاق
است در تجرید و تفرید فرید الدهر و در زهد و تقوی وحید العصر از دنیا و اهل دنیا رغبت نداشت
و در اخفای کشف و کرامت بسیار کوشیدی چهار فرزند داشت اول شاه صدر الدین شیر خدا
دوم شاه سعد الدین ثابت قدم سیوم شاه سیف الدین چهارم شاه طالب الدین منجملهٔ ایشان

شاه سیف الدین در سال یکهزار و یکصد و شصت و شش شربت شهادت چشید و خود حضرت شاه
عبدالرزاق در سال یکهزار و هشتاد و چهار هجری وفات یافت و مدت عمرش هفتاد و چهار سال بود
کرم صاحب الاسرار الاولیا تاریخ وفات آنجناب از جمله خورشید دین و تاریخ عمر از لفظ سید افضل
کرده است قطعه تاریخ میر سیف الدین از مولف

ذات او گشت ز طالب مطلوب	سال تاریخ وصالش سرور
سیف دین رفت ز دنیا چو مجاهد	کو شهنشاه ولایت محبوب

تاریخ وفات میر محمد عبدالرزاق از مولف

ذات پاکش بود جهان طاق است	سال تاریخ رحلتش سرور
عبد رزاق میر عالیجاه	متقی میر عبدالرزاق است

شیخ صاحب خان خورد لاهوری قدس سره از خلفای کاملین سید میر ارشاد شاه

جامع علم و حلم و زهد و تقوی بود و بعد وفات پیر روشن ضمیر بر مسند ارشاد نشست
و بتدریس و تلقین خلق مشغول گشت و تا شش سال بهدایت خلق مشغول ماند و با صد کس
حافظ قرآن به برکت آن والا رتبت بحفظ قرآن مستفید و مستفیض شدند وفات آن جامع الکرامات
باقوال صحیح در سال یکهزار و نود و نه بوقوع آمد و مزار در موضع بابک وال بفاصله نیم کروه از لاهور
بجانب شمال از مولف

گفت تاریخ رحلتش سرور	شد بفضل خدا بخلد مقیم	رفت چون از جهان صاحب خان
	زنده دل مهربان صاحب خان	

شاه صدرالدین بن سید میر محمد عبدالرزاق قدس سره

سیدی اهل سخاوت و شجاعت بود و بکار سپاه گری
شوق تمام داشت و بغزا و پیکار کفار کمر بسته ماندی و در کشف و کرامت شهره روزگار بود و تمام عمر
در هدایت و ارشاد طالبان خدا گذرانید هر که بخدمت وی رفتی محروم نرفتی و لادت
باسعادت آنحضرت در سال یکهزار و یکصد و بست و هشت و وفات در سال یکهزار و یکصد و
نود و دو و مدت عمر شصت و هفت سال بوده از مولف

		شاه صدرالدین که صدر اهل دین
قرة چشم نبی است و علی	شد عیان از دل غم کجا	سرور از تولید آن
سال وصل آن شه عالی جناب	هست صدرالدین امیر متقی	سید صدرالدین بن سید

عبدالرزاق صاحب حجره قدس سره

صاحب صدق و صفا و سیرت بود و سخا
مخزن خلق و حیا بود و تمام عمر در جهاد ظاهری و باطنی و ذکر الله بسر گذرانید حتی الامکان

در فیض و رشد مبین کوشید و خلقی کثیر را بهدایت رسانید آخر در سال یکهزار و یکصد و نود و پنج هجری بجنت الفردوس خرامید تاریخ وفات صاحب اسرار الاولیا از ماده سید سعید ثابت قدم اخذ کرده است از لیت

رفت سید الدین چو از دنیای دون گر دخیل ماه در جنت الفردوس	سال ترحیلش بسپهر شد عیان
سید الابرار ناری شمع نور ۱۱۹۵	

شیخ جان محمد قادری لاهوری قدس سره

از خلفای ... صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند بود و بعد وفات پیر بزرگوار خود بر سجاده مشیخت نشست و بهدایت خلق مشغول شد نقلست که چون سلطنت شاهان چغتائی رو بزوال آمد و هیچ حاکمی را رعب نماند از ین سبب وزیران و سرداران در هر جا و مقام دست غارت و تاراج دراز کردند از ین سبب بعضی از اهالی دیگر دیهات نواحی آن شکایت این امر بخدمت جان محمد بردند آنحضرت عصای دستی خود بر بنیاد آن مکان عطا کرد و فرمود که این عصا را بر هر جا گرد دیهات خود خطی بکشید ان شاء الله تعالی اندرون خط هیچ دزد و غارتگر داخل نخواهد شد همچنان بوقوع آمد که فرموده بود و وفات وی در سال یکهزار و دو صد و شش هجری ... مزار انوارش در مقام ... زیارتگاه خلق است از مولف

زدنیا شد چو در خلد معلی	شه عالم ولی جان محمد
وصال او ز شیخ رهنما جو ۱۲۰۶	دگر فرما غنی جان محمد ۱۲۰۶

شیخ عبد الله شاه بلوچ لاهوری قادری قدس سره

در خاندان قادریه علیه مرید شیخ شرف الدین قادری ... و بسلسله پیران کبار و سه چهار واسطه بحضرت میان میر لاهوری میرسد شخصی عابد و زاهد صاحب خوارق و کرامات بود و در مجلس پیر خود ... اول بکار رسالداری مشغول بود و اموال دنیا بسیار جمع کرده چون جاذب حقیقی او را بخود کشید از مال دنیا برخاست و از اموال جمع کرده خود دیهی بنام کوت عبد الله متصل ... آباد ساخت و مرید شیخ شرف الدین شده بتکمیل رسید چون صاحب اجازت شد خلقی کثیر را براه حق ... نقلست که شخصی عامل عوانی جنی تسخیر خود داشت و بحکم خود جن از زیر زمین کرده میگویانید و مشهور شد که این شخص صاحب کرامت است مرده ها را در قبر زنده میکند چنانچه وی بدین شعبده بسیاری را از جهال لاهور مرید خود ساخت و هرکسی که میخواست بر قبور اقربای خود رفته زبانی جن با مرده تکلم میکرد آخر روزی نزد عبد الله شاه آمد و گفت ای فقیر تو خلق کثیر را مرید خود کرده

دو دوکان بهشت گرم ساخته اگر زر بسیار بمن بدهی خاموش هر دو دوکان تو سرد کنم بدین غایت
کرامت از بنی آدم نزد تو بیاید عبدالله شاه تبسم شد بشیخ فیض خادم خاص خود ارشاد کرد
که مبلغ ده روپیه باین شخص بده و رخصت کن که دهن سگ بلقمه دوخته بشیخ فیض ده روپیه
پیش وی حاضر آورد او نگرفت و زبان دراز کرد و گفت که اگر تو دعوی فقیری میکنی چیزی
خوارق و کرامت بنما و یا پیش مریدان من و کسی مرده و سه سال را گویا کن [illegible] این کرامت [illegible]
از من با ما بظهور آمده آخر عبدالله شاه او را همراه گرفته بگورستان میانی [illegible] برده بر یکی
نشان داده و گفت که اگر مدفون این قبر گویا شود و از حال خود خبر دهد [illegible] آنکه
شنیده باز بر سر قبر بایستاد و گفت یاسین از اندرون قبر آواز شد والقرآن الحکیم عبدالله
شاه [illegible] مخاطب شد و گفت که حالا مرده مدفون این قبر زنده شده است هر چه که خواهی از او
بپرس که جواب خواهد داد و باستماع این کلام عبدالله شاه پای مبارک بر زمین زد و فرمود که
از زیر زمین داخل کرده این شخص بهشت بیرون آید فی الحال کودکی به عمر چهارده ساله روبروی [illegible]
فرمود که تو کیستی عرض کرد که من جنی ام از جنیان کوهستان و از چند سال در قید این شخص [illegible]
وی و در زیر زمین رفته بطور یک میگوید کلام میکنیم فرمود که بحکم ربانی ترا از قید این شخص خلاص کردم
و عمل این بدعمل هم باطل نمودم فی الحال آن جن از نظر غایب شد و خود عبدالله شاه بر زبان
آورد یاسین از همه گورستان آواز برآمد والقرآن الحکیم و آن شخص گفت حالا از صاحب قبر که خواهی
احوال و بپرس بوقوع اینحال غوغا از حاضرین وقت برخاست و آن سعیده باز شرمسار شد از کردار
نابکار خود تائب شده مرید گردید و شیخ مراد بخش پسر شیخ فیض خادم آنجناب روایت میکرد که
من بعمر نوزده سالی بخدمت آنحضرت قرآن میخواندم شخصی نوجوان از هندوان لاهور بخدمت حاضر آمد
و عرض کرد که من سابق علم کیمیا هستم و از چند سال درین شوق و خیال کیمیا سرگردانم اما بظهور
نمی آید شنیده ام که فی الحقیقت این علم را بظهور می آید یا نه اگر التفات حال این کمینه [illegible]
فرمود که بهتر یک پیسه را سم الفار و گوگرد و بیاور و یک پیسه مرداری حاضر کن [illegible]
مطلوب حاضر آورد پس عبدالله شاه [illegible] ارشاد کرد که پیاله گلی که در آن طعام [illegible] حاضر آرد و
قلیل ماشی مس در وی انداخته سم الفار و گوگرد نیز در آن داخل کن و بالاء آن [illegible]

روشن کن همچنان کردم چون مرادی سرخ شد یک فلوس بدست بنا و از پیاله برآورده و برزمین
دبان شخص فرمود که این را بکوب چون کوفت پرده سیاه از بالای آن دور شده زر سرخ
نمودار شد آن شخص حیران بماند و زبان بتصدیق اسلام بکشاد و مرید شد شیخ مراد بخش
میگفت که در آنوقت بعمر ده ساله بودم و در دلم هم شوق عمل کیمیا ظهور کرد و دانستم که این عمل
از بس سهلست بوقت شب چون بخانه خود آمدم بهمان طریق یک پیسه اسم الفار و گوگرد از
بازار آوردم و چند پیسه در آوندی انداخته و سم الفار و گوگرد دران انداختم و زکان بالای
آن نهاده بآتش روشن کردم چون سرخ شد و یک پیسه از آنها برآوردم دیدم که پیسه هم از
کار رفته بود و محض ناکاره شده از پس پشیمان شدم و این راز در دل خود نهان داشتم علی الصباح
چون باز بخدمت آنحضرت رفته سبق آغاز نمودم آنجناب تبسم شد و فرمود که شیخ صاحب شما هم
امشب در خانه خود عمل کیمیا کردید و خواستید که بهمین عمر کیمیاگر شوید انشاء الله در چند سال این کار
شمار هم چنین کیمیاگر گرده خواهد شد که این کیمیا را بچشم توجه هم نخواهید دید و مخفی مباد که از اکمل
مریدان و خلفای حضرت عبد الله شاه اول امام غلام محمد المشهور گاموں امام مسجد نواب وزیر خان
بود که روضهٔ مطهرهٔ وی اندرون لاهور متصل مسجد وزیرخان است دوم حافظ اله یار پشاوری که آنحضرت
بایمای ربانی خود در پشاور رفته او را مرید کرده بتکمیل رسانید سیوم شیخ فیض بخش قریشی پدر
جد مادری این فقیر جامع این اوراق است که خادم خاص و مرید خاص الخاص آنجناب بود و در
روز و شب گاهی از آنحضرت جدا نمی شد و مزار پر انوار وی متصل روضهٔ حضرت عبد الله شاه است
و عالم عامل و فقیر کامل بود و نسبت آبائی آنجناب هم بچند واسطه در بیانی بمفتی کمال الدین جد مولف
میرسید بدین طریق که شیخ فیض بخش بن شیخ اعظم بن شیخ مفتی محمد اکرم بن مفتی محمد مکرم بن شیخ محمد اکبر
بن مولانا مفتی کمال الدین قریشی لاهوری چون شیخ فیض بخش وفات یافت شیخ امام بخش جد مادری
این فقیر و مراد بخش برادرش باقی ماندند شیخ امام بخش گذارهٔ معاش خود بتحریر قرآن شریف
پیدا میکرد و یک جزو قرآن هر روز در احاطهٔ تحریر می آورد و بعد یک ماه ختم نموده هدیه کرده وجه
حلال برای اهل و عیال حاصل میساخت حالا برادران ماموں زاد فقیر پسران شیخ کریم بخش
ولد امام بخش بن فیض بخش مسمیان امیر بخش و مهر بخش در لاهور موجود اند خدا سلامت دارد و فات

یخ هشتم ماه جمادی الاول سال یکهزار و یکصد و دوازده
ن جامع الکمالات که حضرت شیخ فیض بخش اقلیم گوهر قم

لیغ شاه مرد عجیب	شد ز دنیا بسوی دوست قریب
ن بگوش بگو شیخ حبیب ۱۱۱۲	از مولف

ن بکرم عبد الله	رحلتش صاحب ظهور آنکه
بد الله سر جهانگردین	ز دنیای دون شد بدار القرار
ا نبیا عزیز افتیار	شیخ محمود بن محمد عظیم

لع و عجیب الدعوات در خاندان عالیه قادریه
ید عبد الرزاق قادری صاحب تجرد شیخ صاحب
ر نیک و بد بر زبان راندی همان طور بظهور آمدی
ست و تمام عمر در هدایت خلق و تلقین طالبان
ر زندانش نیز صاحبان نصرت و کرامت بودند
هزار و دو صد و شانزده هجریست از مولف

ین گشت باب خلد باز	سال ترحیلش بسر بسته بیان

ول شاه المشهور السید شهو گیلانی بن

شم قدس الله سره العزیز عالم و عامل و عارف
ت بعهد خود طاق و یگانه آفاق بود و در دعوت
خرج روزمره وی هر روز از خزانه غیب میرسید
ن دنیا بخدمتش جا افزا آمدی محروم نرفتی ولادت
سال یکهزار و یکصد و ده و وفات آن
ولت هجری و عمر شریف یکصد و ده سال است
ی که جامع الکمالات ظاهری و باطنی و مظهر انوار
اختری در لاهور تشریف میدارد او سبحانه تعالی

[illegible] آن [illegible] بزیارت با برکتش [illegible] مشرف گشته شرفیاب
شد [illegible] وحضرت سید شاه سردار پیر عالی گوهر آنجناب از کرم فرزندان

این مقیست از مولف	سید والامراتب نیکذات	شیخ عالم عادل ورزمان
[illegible]	اروانی فاضل حاجی آب حیات	گشت سال انتقالش [illegible]

[illegible] شیخ [illegible] سید شادی شاه قادری لاهوری قدس سره [illegible]

[illegible] از کمال [illegible] بافلاس [illegible] بود [illegible] تمام [illegible] پنجاب سکونت
داشت [illegible] باراده چله [illegible] حضرت ابوالحسن علی [illegible] گنج بخش هجویری در لاهور آمد
[illegible] باطنی در لاهور [illegible] بعبادت حق مشغول شد آخر [illegible] سکنای [illegible] ذیقعده
اراده [illegible] در آمد آخر در سال [illegible] بیست [illegible] از این دار [illegible] بالا [illegible]

[illegible] سال گشت از مولف	[illegible] زمین شد خورشید	نهان شد سید شادی شاه [illegible]
تاریخ وصال آن شه دین	[illegible] شد سید شادی شاه فردوس	شاه سردار قادری

قدس سره از اعاظم خلفای ولد سید جان محمد قادری است نهایت بزرگ [illegible]
و متبرک بود در ریاضت و زهد و تقوی بوقت خود ثانی نداشت و قاسم [illegible]
و تلقین طالبان حق مصروف ماند خوارق و کرامات بسیار از آن بزرگوار بی اختیار [illegible]
[illegible] آمدند مادر و پدرش از قوم افغان در شهر کابل خاص سکونت میداشتند و مولد شاه سردار
شهر کابل است و در آن نشو و نما یافته چون بحد بلوغ رسید مادر و پدرش تجویز تزویج و نکاح
وی نمودند و تاریخ و ماه و روز مجلس کدخدائی وی مقرر گشت تا چون دو روز از مجلس نکاح بماند
جاذب حقیقی دل محبت منزل وی را بجانب خود جذب کرده بحالت بی اختیاری برهنه پا و سر
شده از کابل برآمد و اول از آنجا در پشاور رسید و در تلاش مرشد طریقت تفحص تمام نمود و بخدمت
بسیار از مشایخ وقت حاضر شد اما دل صداقت منزلش بخدمت احدی از مشایخ تسکین نیافت
آخر از آنجا هم روانه سمت لاهور گردید و بمقام باغبانپوره رسید و شرفیاب خدمت حضرت جان محمد
قادری شد و قبل از بیعت طریقت اول بتحصیل علوم ظاهری مشغول گشت چون فراغت یافت
مرید شد و بکسب علم طریقت پرداخت و تکمیل کامل یافته از پیر روشن ضمیر خرقه خلافت یافت

علاوه از آن از حضرت سید صدرالدین مقیم شاهی فیض کامل و فائده تمام حاصل کرده در بلدهٔ لاهور نشو و نما یافت و همیشه هر روز پشتارهٔ هیزم از جنگل نواح شاهدره بر سر خود و بر دوش نهاده بلاهور می آورد و میفروخت و هر قدر که زر نقد یا غلّه از اجرت آن کار حاصل میکرد از آن گذارهٔ معاش خود بحصول قوت لایموت می نمود و آنچه که باقی میماند بدرویشان خانقاه و فقرا و طلبا را ایثار میفرمود و گاهی اجرت مزدوری برای صرف فردا نگاه نداشتی و اکثر اوقات سکونت بمقام شاهدره میداشت نقل است که وقتی سید قطب الدین بن سید صدرالدین گیلانی مقیم شاهی از حجرهٔ شاهدره تشریف آورد و هر دو پیر و مرید در یکجا جلوه گر شدند و در اثنای تقریر سید قطب الدین فرمود که امسال به خلاف عادت سالهای گذشته ما در موسم پختگی خربوزه در شاهدره نیامده ایم اگر موسم پختگی خربوزه بود خربوزه های شاهدره میخوردیم باستماع این تقریر والا پیر حضرت شاه سردار از مجلس برخاست و بالای حجرهٔ خویش که بر دروازهٔ مسجد بود تشریف برده از آنجا دو عدد خربوزه های عمده و رنگین و خوشبو و خوش فی الفور در یک طبق چوبی نهاده بحضور سید قطب الدین حاضر آورده عرض نمود که اگرچه موسم پختگی خربوزه نیست لیکن کدام چیز است که در خانهٔ فقیر الله موجود نیست از وقوع این معنی سید قطب الدین نهایت خورسند شد و هر دو خربوزه ها را بدست مبارک خود تراشیده قدری خود تناول فرمود و باقی بحاضرین آنجلس تقسیم نمود و گفت که این میوهٔ بهشتی است که بوسیلهٔ حبیب شاه سردار تناول کردیم وفات آن جامع الکمالات باقوال صحیح در سال یکهزار و دو صد و بیست و پنج هجری است مزار در [illegible]

است از مولف	رفت از دنیا چو در خلد برین	آن شهنشاه دلنشین سردار شاه
سال ترحیل وصال آنجناب	دان ولی راهبر سردار شاه	سید علی شاه قادری

لاهوری قدس سره از سادات عظام گیلانی است و از احمد آباد دکن بلاهور آمد و بسال یکهزار و دو صد و هفتاد در لاهور آمده بر لب دریای راوی اندرون نیستان مقام کرده و با مختصر برادر خود تجویز کرده سکونت ورزید و بهدایت خلق مشغول شد نقل است که وقتی آب دریا در طغیانی آورده تا دیوار شهر پناه لاهور رسید و مقام خانقاه وی در میان عین دریا در آمد رنجیت سنگه حاکم لاهور کشتی ها فرستاد و حکم داد که سید علی را در کشتی سوار کرده در شهر در آرند که از صدمهٔ غرقابی سلامت باشد

دست قبول فراز نمود و گفت که خدا حافظ و ناصر ما است و از خدا خواسته‌ایم که آینده آب دریا
تا خانقاه نرسد بعد برشگال در اینجا نیاید پس همچنان بوقوع آمد که دریا از آنجا دورتر رفت و آب باینجا
نیامد سوای موسم برشگال که گاه گاه آب بهر چهار طرف خانقاه می‌آید و نسبت پیران کبار وی
بچند واسطه بحضرت غوث الاعظم رضی الله عنه میرسد بدین طریق که سید علی مرید سید غازی
و وی مرید شاه اعظم و وی مرید شاه اکرم و وی مرید شاه خلیل و وی مرید شاه منا و وی مرید
شاه مصطفی و وی مرید شاه میانجی و وی مرید سید پیر و وی مرید شاه کرم علی و وی مرید
شاه مسعود و وی مرید شیخ نور محمد و وی مرید شیخ احمد و وی مرید شیخ صوفی و وی مرید شیخ
رحمت الله و وی مرید شیخ فضل الله و وی مرید سید عالیجناب بداوتی و وی مرید والد ماجد خود
حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه وفات وی بقول مشهور در سال یکهزار و دو صد و شصت هجری
مقبره شریفش در لاهور بمقام جهنگی [illegible] شاه است که از مریدان و سجاده نشینان سید داود [illegible]

رفت چون از جهان دون بجنان [illegible]	[illegible] شاه دوران شیخ زمان	[illegible] علی [illegible]
فضل او راقم بیان [illegible]	الفصل از دنیا بدار البقا رفت	[illegible] علی آن [illegible]
بتاریخ رحلت آن شاه [illegible]	بخوان مجمع فیض سید علی	سید [illegible] علی [illegible]

مقیم شاهی قدس سره جامع سیادت و شرافت و نجابت و مخزن علم و حلم و زهد
و تقوی بود و بسخاوت و شجاعت موصوف و تمام عمر در هدایت و ارشاد خلق گذرانید آخر الامر
بتاریخ یازدهم ماه ربیع الاول سال یکهزار و دو صد و پنجاه و هشت هجری شربت شهادت چشید
و سبب شهادتش صاحب سنگه بیدی ساکن اونه آنحضرت را بیگناه شهید کرد و قصه شهادتش چنین است
که چون حکومت رنجیت سنگه حاکم لاهور در تمام ملک پنجاب شد و صاحب سنگه بیدی ساکن اونه
بسبب آنکه از اولاد نانک بود رنجیت سنگه بسیار تعظیم وی میکرد زور گرفت و در خرابی اهل اسلام
و قتل آنها سعی بلیغ نمود و خواست که حضرت پیران حجره را که مالک ملک و علاقه جاگیر خود
بودند ذلیل کند و ملک شان بقبضه خود آرد ازین سبب مزاحمت بحال ایشان میکرد و اول
مردار [illegible] را بتقریب زر نقد راضی ساخت تا چون قوم [illegible] سکه را [illegible]
اذان را از مسجد و غیره امور مسلمانی از دل عداوت بحضرت حجره بود باز معامله برعکس افتاد

و عداوت قلبی آن دشمن خدا روز بروز در ترقی و تزاید بود با اطلاع آن بی‌دین آنحضرت و
خود از آن مطلع شده با چند اشخاص همراهیان خود در راه نزد صاحب بنگش تشریف برد اما آن
نا خدا ترس بحضور رسیدن آنجناب بمقام اودنه آنحضرت را بمقام قلعه محبوس نمود و زنجیرهای گران بر دست و پا
نهاد و حضرت شاه با چند اقربا و احبا در قید آن دشمن خدا مقید شد ازین سبب در تمام ملک پنجاب
و گروه خدام غوغای عظیم افتاد و همه باتفاق مستعد آن شدند که حضرت شاه را از آن بند و قید
خلاص کرده آید و باهم مصالح شده چودهری قادر بخش مرید آنحضرت مسمی سید آهنگر را در آن
قلعه فرستاد که بعضی حیل انواع در قلعه آورده و نکته گرفته زنجیرهای آهنی آنحضرت که مقید اند
قطع کند و تاریخ دهم ربیع الاول مقرر شد که در آن شب همه مریدان و فقرا دان سر قلعه مذکور
تا خفت آرند و حضرات سادات را از آنجا برآرند چون شب موعود رسید خدام با چند کس
زیر دیوار قلعه رسیدند و نادر آن وقت سید آهنگر زنجیرهای همه همراهیان حضرت شاه را در یک
شب قطع کرده بود لیکن زنجیرهای خود آنجناب سید ڈهولی شاه برادر حقیقی آنحضرت و یک
شخص دیگر از سادات عظام قطع نشده بودند که آنحضرت از راه رحم و شفقت از همه اول
زنجیر خود قطع کنانیده بود ازین سبب خادمان دیگر همه همراهیان را از راه دیوار زیر آوردند
اما آن سه حضرات را که زنجیرها یک یک من بسته گران در پای ایشان بودند زیر آورده
نتوانستند درین اثنا صبح شد و محافظان قلعه خبردار شدند بحالت [illegible] خدام
همراهیان آنجناب اخلاص کنانیده واپس آمدند در آن حال [illegible] زنجیرهای
گران خود را از دیوار قلعه زیر انداخت و مجروح شده مریدی از مریدان آنجناب اسپ خود
پیش زمین نهاده و دانشه چون متصل شهر [illegible] رسید پای اسپ غلط کرد و سید ڈهولی شاه از اسپ
بر زمین افتاد و آن مرید بسبب نشناختی خویش و خوف رسیدن سواران صاحب نگر سید ڈهولی
شاه را در آن حالت بجا گذاشته روانه شد سید ڈهولی شاه بهزار مشکل خود را در دره سکندر کول
راه بود پوشید وقت شب پسر ملک زرهات که [illegible] آب رسید او از موجودگی آنحضرت
در زرهات واقف شده خبر پدر خود که از قوم [illegible] بود رسانید آن رحم دل خود در آنجا آمد
دو پیا بر دوش خود برداشت و پوشیده بخانه خود برد و مخفی [illegible] از بلا [illegible] ملک

صاحب سنگه بدر کرده آید چون بیام تنهائی انصرام این کار از خیلی سوار بود ذو شناسی این را از بعد
قسم و سوگند پیش شخصی مسلمان که همسایهٔ ورکار از جهت شریک او بود نمود او هم قبول کرد چون
روز نگهبانی او بوقت شب این کار خیر کرده آید لیکن دل آن مسلمان نا مسلمان بطمع مال دنیا از این
راه برگشت و مانند یزید در صدد قتل سادات شده بیک وقت پیش صاحب سنگه رسید و از حال
موجودگی شیخ ولی شاه نزد آن سکه خبر داد فی الحال سواران مامور شدند و حضرت سید محمد حج و
محبوس را با آن سکه بیسرش که پرده پوش بودند نزد صاحب سنگه بردند و صاحب سنگه آن هرده
سکه و سید شیخ ولی شاه و خود حضرت سردار علی را که از قلعه بدر نه آمده بودند مع یک کس برادر
آنحضرت که او نیز پابزنجیر بود بقتل رسانید هر دو دست سید الا هنگ که زنجیر را قطع کرده بود قطع کنانید
و آن نا مسلمان را از انعام کثیر متمول شد و هر قدر ریگ زمین مال و متاع آن سکه بود به کو
صلا گردید و ودی هر از طمع دنیا روسیاهی عقبی بوقت مرگ با خود برد و حضرات سادات
ورشد آبائی خود که شهادت گرامی است از حق جل و علا یافتند و نام نیکو بر روزگار باند
بر دولت پایدار ولادت با سعادت حضرت سردار علی در سال یکهزار و یکصد و نود و شهادت
آنجناب در سن یکهزار و دو صد و بست و شش هجری است که صاحب اسرار الاولیا تاریخ شهادت
آنحضرت حدیث برکت از لفظ بیر علوم اخذ کرده است و فی الحال صاحبزاده ایشان اقبال سید
محمد علی بر سجاده مشیخت حضرات مجره قائم است که در علم و حلم و خلق و سخاوت و هدایت و ارشاد

شیر ایمان است سردار با کرامت والا و از شو ... | ... سید

شریف سید و شرافت و دین	شد از دل عارف شنا سید ۱۲۲۶	... آن سردار ابرار
بوصال حق شد زاهد شهنشاه ۱۲۲۶	دگر بر خوان ... ۱۲۲۶	... ۱۲۲۶
رقم کن مرشد حق قطب سردار ۱۲۲۶		

حضرت شاه غلام نبی ... محمد عظیم قدس

سره مرید و خلیفه پدر عالیقدر خود و دستار بندی صاحب به ... و ریاضت کرامت و خوارق بود نقل است
که وقتی در موسم برسکال آب دریای راوی بدینقدر طغیانی کرد که تا دیوار فصیل لاهور رسید
و گذر کشتی و اهل کشتی محال شد چون در آن ایام بروز سالینه عرس حضرت علی مخدوم گنج بخش
هجویری در رسید آنحضرت بعلاء الدین خادم خود ارشاد کرد که امروز از اینجا نیامده در بلاهور ...

مخدوم علی رفتنی است او بعرض پرداخت که بسبب طغیانی دریا گذشتن ما بس مشکل است
که مرج شما بشنا ورست از دریا بگذریم فرمود که انشاء الله معنا یعنی خدا همراه ماست هیچ جای
اندیشه نیست پس این بفرمود و از موضع کوٹ بیگم پا در دریا انداخت و همراهیان فرمود که قدم
بر قدم ما نهاده بیا و اندیشه مکن که امروز آب دریا تا شتالنگ ماست پس همچنان بوقوع آمد
که تمام آب دریا تا شتالنگ آنجناب بود و تا زانوی همراهیان شد آخر از دریا عبور نمود و همه را
چه بانوا حضرت مخدوم سید **وفات** حضرت شاه غلام نبی بتاریخ نوزدهم ماه محرم سال

یکهزار و دو صد و چهل و هفت است **از مولف**	رفت چو زین جهان بخلد برین	حاکم دین شاه غلام نبی
گفت تاریخ وصل او خرد	طالب الله و غلام نبی	**سید قطب الدین المشهور بقطب الاقطاب**

گیلانی قادری قدس سره فرزند دلبند سید صدر الدین است جامع بود میان علم و عمل
وجود و سخاوت و کرامت و خوارق در وقت خود قطب الوقت و شاهنشاه ولایت بود
جذب و استغراق قوی داشت دنیا و اهل دنیا را در نظر کیمیا اثر وی توقیر نبود **منقول است**
که وقتی سید عبد الرزاق جد بزرگوار وی بیمار گشت چون علالت طول کشید سید صدر الدین
پدر وی بصحت پدر خود یعنی جد وی نذر کرد که اگر از غیب پیامی بواند بزرگوارم شفا یابد
عطا کرد قطب الدین پسر خود را تصدق حضرت کنم و هنوز تیغ سید صدر الدین ایام تمام
نکرده بود که سید قطب الدین بعمر چهار ساله از جای خود برخاست هفت بار گرد جد بزرگوار خود
طواف کرد و دستار جد بزرگوار از پایانه پای برداشته بر سر خود نهاد و صدر الدین از این حرکت
از پسر خود پشیمان شد و از برهمی مزاج پدر عالیقدر بر سید پسرش فرمود که از این حرکت ناشایست
[illegible] که حق تعالی نیز قبول کرد که فرزند را گرو با او شاه و بتصدق گشت و دستار را
بر سر نهاد از این اشارت است که او بلا توسل غیری جانشین ما خواهد شد چنانچه همچنان بوقوع
آمد که بعد فوت سید صدر الدین با وجود بودگی میرزا علی والد سید بدر علی سید قطب الدین
بر سجاده مشیخت نشست و سید نعمت علی و همشیره [illegible] بر سجاده نشینی وی رضا دادند
منقول است که محمد شاه و احمد شاه دو کس قریشیان از مریدان آنحضرت در جنگ سیالان بیمانند
و همشیره ایشان محض لاولد بود و لطف الله شاه هر چند در حصول اولاد وی بلیغ کرد فایده نداشت

اتفاقاً بارے شید قطب الدین در جنگ تشریف برد و همشیره محمد شاه و احمد شاه بخدمت حاضر
آمده و سر بر قدم بگذشت و درخواست عطای فرزند نمانا حضرت حق نمود و فرمود که دست از قدم
بردار اینک تو دعای خیر خواهم کرد عرض کرد که تو فرمودهٔ دعای خیر دست از قدم بر نخواهم برداشت
تا وقتیکه حکم عطاے فرزند نگردد و این ناکام بکام دل نرسد حضرت شاه بعد قدرے تامل
فرمود که در قسمت تو فرزند نوشته اند لیکن مقدر است که یک فرزند دیگر بخانه ات تولد شود
پس آن فرزند خود بتو دادیم باستماع این بشارت همشیرهٔ احمد شاه و محمد شاه دست از قدم برداشت
و بعد نه ماه پسری زائید و بنام بهادر شاه موسوم ساخت و ولادت باسعادت آنحضرت
در سال یکهزار و یکصد و هشتاد و دو و وفات بتاریخ ششم جمادی الثانی سنه یکهزار
و دو صد و پنجاه است که صاحب اسرار الاولیا تاریخ وفات آنجناب از جمله یا واصل فرات بیان
کرده است و آنحضرت اول بمقام کوت بیگم مدفون شد بعد از آن سید مدد علیشاه نعش
مبارک او را بمقام تجره برده مدفون ساخت و از آنکس مریدان می سائیں لادر شاه درکوٹ بیگم
بر سجاده بیعت قائم است خدا سلامت دارا دار مولف

قطب الاقطاب گذشته قطب الانام		
پیر قطب الدین ولی سے شکے	هر تولیدش بهشتی جا رہین	طرفه خورشید نبی شد منجلی ۱۱۸۲
رحلتش مخدوم نعمت کون رقم	نیز قطب الاقطبین کامل ولی	سیر حق بین ابد قا انتقال رکو ۱۲۵۰
سیروا یا بار زو الستر آکہی		

شیخ مسلم خان قدس سره از خلفای کاملین شاه

سرور است در اول زمره ... گلاب بود بعد از آن تارک الدنیا شده در خدمت مرید سرور
شاه گردید به تکمیل کار فائز شد بعد ... بر سجاده هدایت قائم شده بهدایت خلق پرداخت

وفات ... در سال یکهزار و دو صد و ... است از مولف

جناب شیخ مسلم خان والا	بجنت رفته ... دنیا ...
بدرا آمد ز دل محبوب منظور ۱۲۵۰	... تاریخ رحلت ...

مخزن سوم در ذکر اولیاے کرام متعلق خاندان عالیشان چشت اهل بهشت رضی الله عنهم اجمعین

اول سر دفتر سلسلهٔ پیران چشت نیکو سرشت قطب الاقطاب قدوة المحققین الطالبین
مقتداے اہل الاجتہاد قبلہ ارباب ہدایت خواجہ عالیشان حسن بصری رضی الله عنه است

ابو محمد کنیت داشت و ابو سعید نیز گفتندی از کبار تابعین شهنشاه مسلمین بود جامع علوم
ظاهری و باطنی بود خرقه ارادت از امیر المومنین کرم الله وجهه پوشید و آن خرقه بود که شب
معراج از جناب حق سبحانه تعالی بشاه رسالت علیه الصلوة والتحیت عطا شده بود و از جناب
نبوی بحضرت مرتضوی و از جناب مرتضوی بحسن بصری مرحمت گشت و خواجه حسن بصری را
کرامات و مقامات بسیار و فضائل بیشمار اند غیر از نصایح و مواعظ سخن او مودی در دلها
سنت بجان کوشیدی و جذب قلوب بحدی داشت که اگر فاسقی یا فاجری در مجلس او بنزد
وی حاضر شدی تایب گشتی والده ماجده وی از موالی ام المومنین ام سلمه رضی الله عنها بود
نسبت پدری وی بموجب قول صاحب سیر الاقطاب بموسی راعی این خواجه اویس قرنی
ملحق شده و والده وی با [illegible] واقع شده و از غایت حسن و جمال
ظاهری [illegible] حسن لولوی گردید و نقل است که خواجه حسن بازرگانی و تجارت
مروارید میکرد و ازین سبب [illegible] لولوی موسوم گشته از کار بازرگانی و تجارت پا
بهم رسانید چون جاذبه حقیقی او را بطلب خود جذب کرد و دولت دنیا بمساکین و فقرا تقسیم نمود
بعد یکبارگی خود وقت یکروزه هم نگذاشته بخدمت امیر المومنین علی کرم الله وجهه حاضر شده
دست ارادت بدامان آنحضرت زد و از کار [illegible] شده کار ریاضت و زهد بجائی رسانید
که بعد هفت روز طعام خوردی و تا هفتاد سال وضوی [illegible] نقل است
که چون خواجه حسن بصری متولد شد والده اش وی را بخدمت امیر المومنین عمر بن الخطاب
رضی الله عنه برد [illegible] حسنا فانه حسن الوجه یعنی نام او حسن کنید
[illegible] نقل است که در حالت شیرخوارگی چون مادر خواجه حسن
بکاری مشغول بودی و او بگریستی حضرت ام سلمه پستان مبارک خود در دهان وی نهادی
و از غیب قطرهٔ چند شیر پیدا آمدندی و در حلق مبارک وی رسیدندی حضرت ام سلمه همیشه
در حق وی دعای خیر کردی و فرمودی که الهی این پسر را مقتدای خلق گردان [illegible]
و حضرت حسن یکصد و سی تن را از اصحاب کبار [illegible] هفتاد تن را از اصحاب بدر
یافت نقل است که روزی خواجه حسن [illegible] از کوزه حضرت نبی صلی الله علیه وسلم [illegible]

رضی اللہ عنہا آب خورد چون حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والملک الاکبر تشریف آورد پرسید کہ از
کوزہ ما آب کہ خورد ام سلمہ عرض کرد کہ حسن بصری خوردہ است فرمود چندانکہ این طفل از
کوزہ ما آب خوردہ است علم من در وی سرایت کردہ است و حضرت پیغمبر از غایت محبت وی را
در کنار مبارک خود گرفت و دعا بسیار فرمود نقل است کہ شبی خواجہ حسن بصری بر بام خانہ خود
چندان بگریست کہ آب اشک از ناودان خانہ روان گردید و بر جامہ شخصی کہ رہگذر افتاد و آواز
داد کہ ای بندگان خدا این آب پاک است یا پلید گفت جامہ خود فی الحال بشوی کہ این آب از
اشک چشم گنہکار عظیم است نقل است کہ روزی خواجہ حسن بصری بخادم فرمود کہ امروز بره
بریان بجہت خوردن من از بازار بیار چون آورد در پیش او نہاد گفت معاذ اللہ بندہ گنہکار را
با خوردن طعام لذیذ چہ کار خادم عرض کرد کہ بموجب ارشاد شما آوردہ ام القصہ تا بیست روز بریان
و تا چہل روز چیزی نخورد و میگفت کہ سزای نفس بد کہ طعام لذیذ طلبید این است نقل است
کہ خواجہ حسن با جماعتی بحج میرفت ناگاہ در بیابان بی آب گذر افتاد چون تشنگی غالب گردید
بر سر چاہی رسیدند دلو و رسن موجود نبود ناچار ماندند خواجہ فرمود ساعتی صبر کنید تا من در نماز
شوم شما آب بخورید پس بر خاست و در نماز شد فی الحال آب از چاہ جوشید تا کنارہ چاہ رسید
و ہمراہیان آب بخوردند بعضی از ایشان طمع آوردند و کوزہ آب پر ساختند فی الحال آب چاہ فرو
فرو رفت چون خواجہ از نماز فارغ گشت فرمود کہ از آن قوم شکیبائی کہ آب پر کردند گاہی آب در چاہ فرو نشست
نقل است کہ خواجہ حسن ہمسایہ آتش پرست داشت شمعون نام ناگاہ بیمار شد و بحالت نزع رسید
چون خبر بیماری وی بگوش خواجہ رسید بعیادت وی تشریف برد و فرمود کہ ای شمعون تمام عمر در آتش پرستی
گذرانیدی حالا دمی چند از عمر باقی ماندہ بتوحید و رسالت نبوی اقرار کن تا از آتش دوزخ خلاص یابی و
عرض کرد کہ راست است الا میخواہم کہ خطی بمضمون آزادی از دوزخ و مغفرت من بدستخط خود بنویسی
تا از کلمہ اسلام مشرف شوم خواجہ بلا تامل خطی بمضمون آزادی از دوزخ و حصول نعمت بہشت
نوشتہ داد شمعون اسلام آورد و وصیت نمود کہ در کفن من بگذارید بعد مرگ خواجہ او را بخواب دید کہ تاج
شاہی بر سر و حلہ بہشتی در بر در بہشت میخرامد خواجہ از وی حال پرسید گفت کہ بتصدیق خط شما آمرزیدہ شدم
و صاحب سیر الاقطاب میفرماید کہ جماعت صفیان ہم بخدمت خواجہ حسن آمدند و تعلیم سلوک دیدند

میکرد چنانچه شخصی از دوستان خواجه فرموده است که روزی جهت اصلاح بخدمت خواجه حسن
رفتم دیدم که زنجیر دروازه مسجد را از اندرون بند است از سوراخ دیدم که مسجد پر مردان غیب است
و خواجه دعا میکند و ایشان آمین میگویند پس دیر بگفتم خواجه برخاست زنجیر وا کرد و در رفتم
من تنها در مسجد است و از مردان موجوده هیچکس جز خواجه نیست پس احوال آنجماعت از خواجه پرسیدم فرمود
که آن جماعت مردان غیب بود که بجهت تعلیم علوم دینی پیش من می آیند این رازیست از رازهای
الهی باید که تا حیات من بر زبان نیاری مخفی ماند که خلفای کاملین حضرت خواجه حسن
پنج کس اول خواجه عبدالواحد بن زید دوم ابن زرین سوم حبیب عجمی چهارم شیخ عتبه بن غلام
پنجم شیخ محمد واسع اند که بعد وفات خواجه بر مسند ارشاد نشستند و سلاسل متفرق
از آنحضرت جاری شدند و بی بی رابعه بصری را نیز از خلفای خواجه حسن شمار کرده اند وفات
خواجه حسن باتفاق اهل اخبار چهارم ماه محرم الحرام سن یکصد یازده هجری است و صاحب
مخبر الواصلین وفات آن جامع الکمالات بروز جمعه پنجم رجب المرجب سال یکصد و ده و ازگاه
و چهارده تحریر فرموده اما قول اول بقول صاحب سیر الاقطاب و سفینة الاولیا و تذکرة الاولیا

و غیره معتبر و بصدق مقرون است از مؤلف	خواجه دو رزمن آن محسن حسن
زیب بصره زینت دین مقتدا و متقی	سال وصالش تو طلب گو اهلی بدان سالک بخوان هم ولی امجد
همایون هادی ملک و علی	خواجه عبدالواحد بن زید قدس سره خلیفه

رشتین خواجه حسن بصری است جامع البرکات صاحب کشف و کرامات عمده مشایخ و بحر
زبده اولیای عصر بود و الفضل کثیر داشت و خرقه خلافت از خواجه حسن بصری یافت و نیز
خرقه تبرک از خواجه کمیل بن زیاد کردی نیز از نامور خلفاء امیر المومنین علیست حاصل کرد
و خواجه عبدالواحد صائم الدهر و قائم اللیل بود و بعد سه روز افطار کردی و در احوال
از سه لقمه تناول نفرمودی در تجرید و تفرید بر طبع مبارکش آنچنان غالب بود که هرچه در دنیا
برای خدا بتاراج داد و اگر کاهی مراد دادن گدائی درهم یا دینار بدست گرفتی
چندان تابش تافت که خورشید میشد شبهه نیست چنانکه حضرت عبدالواحد قبل از ارادت
تا چهل سال در مجاهده و ریاضت گذرانیده بنقل ... نسبت شاگردی ...

اکرام شده و بهشت نقلست که خواجه عبدالواحد غلامی خرید بود و حکم داد که شب جامه حضر باشد
و تهیه کنند چون شب شد غلام بیامد و بعادت حاضر آمد و دینار [illegible] بعد خواجه
[illegible] بر هر شب سوره اخلاص [illegible] عرض کرد که اگر هر شب از شب [illegible]
در قبول من شود [illegible] یک دینار از من گرفته باشید خواجه قبول نمود چون [illegible]
بسیار بر این حال بگذشت شخصی فاسد پیش خواجه گفت که این غلام هر شب کار [illegible]
بکند و شب نوبت دادن باین غلام مناسب نیست فرمود که امشب امتحانش میکنیم و ببینیم که کجا
میرود و چه کار میکند چون شب شد غلام از جای خود برخاست خواجه هم از عقب [illegible]
تا بیرون شهر رفتند و بعد آنکه مسافت کوهستانی پدید آمد غلام جامه از تن جدا کرده
جامه پلاس بپوشید و در نماز شد و تا صبح هم در نماز بود و بعد نماز تهجد دست بسوی آسمان دراز کرد
و گفت الهی حق خدمت شبینه ام بمن عطا فرما فی الحال یک درم از هوا بر زمین افتاد و برگرفت
و روان شد چندانکه از نظر خواجه غائب گشت خواجه متحیر ماند و آن راه روان راه شهر [illegible]
گفت که شهر تو از اینجا دو ساله راه است خواجه همانجا نشست و تمام روز در حیرت نشست تا
چون شب شد بوقت عصر باز غلام در آنجا حاضر گردید و [illegible] مشغول گشت چون فارغ شد
درهم از هوا بگرفت و پیش خواجه آمد و هر دو دینار پیشکش کرد و گفت که این حق خدمت دو شب است
خواجه فرمود که ترا از مال خود آزاد کردم غلام سنگریزه چند از زمین بگرفت و در دامن خواجه انداخت
و گفت که این حق آزادی من است این بگفت و روان شد خواجه هم متعاقب غلام روان گشت
و فی الفور بشهر خود باز گشت چون بر دروازه خانه خود رسید غلام از نظر غائب شد و سنگریزه
عطیه غلام را چون نیک نظر کرد جواهر بیبها یافت پس بفروخت و در راه خدا بفقرا تقسیم نمود
و تارک الدنیا شده بریاضت و مجاهده مصروف گشت تا از کاملان حق شد و حال ابتدای
توبه وی اینست که مذکور گردید و در سیر الاقطاب و دیگر کتب الارباب نقلست
که روزی خواجه عبدالواحد در مجلس وعظ فرمود که شخصی که در دنیا از اثاث البیت و املاک
مملوکه خود در گذرد و بر اهل و عیال ایثار نماید حق تعالی او را درجه عالی در بهشت عطا میفرماید و قصری
برای خود در بهشت بنا فرموده [illegible]

جائی که اگر بهشت برای اوست و حور برای که از وجود او خواهد شد بحسب ظاهر بود روزی شخصی
از آن مجلس برخاست و گفت که من همیان شما هستم و براه عبادت امیدوارم فرمود که اول عمل تا
نبید از آن بیش من آ آن شخص برفت و همه اثاث البیت در راه خدا داد و بخدمت حاضر آمد خواجه
او را اسم اعظم یاد فرمود و بمراقبه مشغول ساخت و چنین مشغولی دید که بانیه ... ایشان
دوران وضعیت جمالی که از یکدانه مروارید ساخته اند و در روزی چشم ... جمال
بدید از احاطه تحریر و تقریر بیرون است بر تخت زرین نشسته است آن شخص چون دید عاشق می شد
و خواست که بوسه در او کند حور بدو عرض کرد که من از آن توام و تو شوهر من هستی لیکن
در وصل من و تو فاصله یکساله باقیست اضطراب و بیقراری نباید کرد همه روز آشنا بیش
بگشاد والا دیوانه و مضطرب الحال بود و مانند مرغ نیم بسمل می طپید خواجه چون او را بدین حال
دید فرمود که اضطراب چیست فی الحقیقت در وصل تو و وی فاصله یکساله باقیست خاطر جمع دار که
بمراد خواهی رسید چون در آن ایام قوم کفار بر آن شهر تاخت آورده بود و اهل اسلام از شهر
برآمده با کفار جنگ میکردند آن شخص هم همراه فوج اسلام بجنگ قیام نمود و بعد از شهادت
چشید خواجه چون خبر شهادتش شنید بذات بابرکات خود تشریف برد و به تجهیز و تکفین او پرداخت
و در حق وی فاتحه خیر خواند نقلست که روزی خواجه عبدالواحد را بر دریا گذر افتاد و خلق
بجهت عبور دریا در کشتی سوار میشدند ملاح کسانی را که اجرت داده اند بر کشتی سوار کرد و بعض مردمان را
که اجرت نداشتند بکناره دریا گذاشت و ایشان شکسته خاطر شدند خواجه با ایشان مخاطب شد
و فرمود که غمگین نشوید و از طرف من بدریا بگوئید که عبدالواحد میگوید که آب خود خشک ساز
فقرا پیغام خواجه بدریا رسانیدند فی الحال آب دریا کم شد و مساکین پا در دریا نهادند و بآسانی
تمام قبل از اهل کشتی بآنروی دریا رسیدند نقلست که وقتی جماعه درویشان بخدمت خواجه
حاضر آمدند و حلوا خواستند چون خواجه در آن وقت از زر و هم دنیا تهیدست بود روی بسوی آسمان
کرد فی الحال قراضه زر باریدن گرفت خواجه بدرویشان فرمود که بقدر حاجت حلوا بگیرند
زیاده ستانی نکنید درویشان بقدر حاجت گرفته حلوا آوردند و سیر بخوردند نقلست
که روزی چند فقرا ست اخلاص زده بخدمت خواجه آمده ظاهر کردند که ما یان اهل و عیال

وصاحب شرح ایم وشرح حنداریم براینکه ما اجداد ذبیح گردد فرمود که بیا بنجه پیاله ورفات بشتابان
دادند وابدیر سپید تسلی داریدو درویشان بخانه رسیدند و دیدند که زنان هر یکی بنجنین خوش طعم
انواع طعام لذیذ تهیه میکنند و در ریشمار شمرد نبود با موجود بوده و پرسید که این نعمت از کجا یافتند
گفتند که امروز شخصی آمد و بیار رشمار ما داد و گفت که این دولت فرستاده عبدالواحد بن زید بگیرید
و بصرف خود آرید چنانچه درین آنها دادند گردید زیرت وحقی بیا و که عبدالواحد سه خلفای کامل داشت
یکی خواجه فضیل بن عیاض دوم خواجه ابوالفضل بن زید سوم خواجه ابویعقوب سوسی داشت چنانچه
شیخ اسماعیل قیصری که وی از اصحاب شیخ ابوالنجیب سهروردی است در سلسله شیخ نجم الدین کبری
قدس الله سرهم الاعلی نیز بخواجه ابویعقوب سوسی میرساند خواجه عبدالواحد سوای خواجه حسن بصری
خرقه خلافت وتبرک از حضرت عبدالله بن عبدالرحمان بن عوف رضی الله عنهم نیز داشت نقلست
که خواجه عبدالواحد در آخر عمر نیز بیمار شد که طاقت حرکت هم نداشت روزی وقت نماز
خادم حاضر نبود که وضو بکناند مناجات کرد گفت که الهی این وقت بحاجت دامی نادم سخت
درمانده ام چندان صحت بخش که وضو بکنم ونماز بگذارم بعد از ان حکم حکمت تست فی الحال صحت
یافت وبپای خود برخاست ووضو ونماز کرد وبعد فراغ نماز باز بستور بیمار گشت وفات آن
جامع الکمالات بقول صاحب سیر الاقطاب و انیس بیست وهفتم ماه صفر سال یکصد وهفتاد وهفت است
ودر معیار خزینة الاولیا واخبار الاولیا سال وفات وی یکصد وهفتاد وهفت تحریر فرموده اند قطعه

اخبر بمعنی چو شد از مولف	عبد واحد زین دنیا چو رحلت	سال وصل آن شه والا مکان
زیدالدین عبد واحد کن رقم	هم امام عبد واحد کن بیان	نیز تاریخش بقول اهل تمیز
دال العرفان حق بین گو قطب جهان		

خواجه فضیل بن عیاض قدس سره

از عظمای مشایخ و کبار اولیای متقدمین است ابوعلی کنیت داشت وابوالفیض نیز گفته اند اصل وی
از کوفه بود و تولدش در سمرقند یا بخارا است و خرقه ارادت و فقر و خلافت از خواجه عبدالواحد
بن زید دارد و از شیخ المشایخ ابی عیاض بن منصور بن بشر سلمی کوفی نیز خلافت داشت که
او از محمد بن مسلم داد و از محمد حبیب منظم قرشی واو از خلیفه رسول رب العالمین امام الهدی زین العابدین
رضی الله تعالی عنه خرقه فقر داشت خواجه فضیل شاطر راهزن بود و بعد هیچ قافله افطار کردی

و با قصد رکعت نماز روز مره گذاردے و دو ختم قرآن هر روز کردی و از سیر الاقطاب
و سیر الملتقطین و تذکرة الاولیا بثبوت پیوسته که در ابتدای حال خواجه فضیل قزاقی
کردے و لیکن از راهزنان بر وی جمع آمده بسر کردگی و افسری خواجه راهزنی میکردند و اسباب
و متاع کثیر از مسافران غارت کرده می آوردند روزے بر سر قافله رفته بودند چون قافله را
در گرفتند و خواستند که غارت کنند شخصی از آن قافله این آیت میخواند الم یأن للذین آمنوا
ان تخشع قلوبهم لذکر الله ندای این آیت شریف سنگ آسمانی بود که بر دل خواجه افتاد
قافله را بگذاشت در در بیابان [illegible] و زار زار میگریست درین اثنا قافله دیگر رسید
و اهل قافله از فضیل پرسیدند که فضیل قزاق درین راه میباشد گفت آگاه باشید که
فضیل توبه کرد و اول شما از وی میترسیدید حالا او از شما میترسد پس از دل تا گذشتگان [illegible]
و در راه حق آورد نقل است که خواجه فضیل در حالت قزاقی از اموال غارت قافله ها نیمه
حصه خود میگرفت و باقی نمیداشت و نام اهل قافله بر آن مینوشت چون توبه کرد هر قافله را که
آن [illegible] مینوشت بر وی میرفت و مال [illegible] باز داد و از خود خوشنود میکرد تا آنکه روزی
نزد شخصی جهود و مالک آن مال [illegible] او مال نمیگرفت و میگفت که مال حقیر [illegible] من که در آن
[illegible] خالص بسیار بود بیار تا من خوشنود شوم خواجه از گرفتن طلا قسم یاد کرد و جهود نیاز بسیار نمود
جهود گفت که من قسم خورده ام که تا طلای خود نیابم خوشنود نشوم پس در طاق خانه من همیانی
پر از طلا است اندرون [illegible] بیار تا قسم من راست آید و بر تو خوشنود شوم خواجه
در خانه وی رفت و همیانی بر آورد و بدست وی داد چون کشود طلا خالص بود جهود
متحیر گشت و گفت که یقین شد که تو تائب صادق هستی زان همیان پر از ریگ بود و در تورات
خوانده بودم که در دین نبی آخر الزمان هر دانی که توبه خواهند کرد اگر خاک بدست خواهند گرفت
زر خواهد شد را این خاک محض به برکت توبه تو زر گشته است ازین سبب دانستم که توبه تو حق است
این بگفت و جهود [illegible] اسلام زبان بگشاد و از مقبولان حق گشت نقل است [illegible]
رسید و صحبت الاسلام امام اعظم کوفی صحبت داشت و بسیاری مشایخ را دریافت [illegible]
به بصره آمد و خواست که بخواجه حسن بصری بیعت کند [illegible]

[illegible] گفت [illegible] هارون [illegible] سیاه [illegible] فضیل [illegible]
[illegible] اول [illegible] سید [illegible] حاضر شد [illegible] کرد [illegible]
[illegible] باشد [illegible] فرماید تا ادا کنم [illegible] دینار [illegible]
[illegible] وقت [illegible] گفت [illegible]
[illegible] هارون [illegible] خواجه فضیل بن عیاض [illegible]
قرآن [illegible] آواز داد [illegible]
[illegible] خواجه چراغ را بکشت [illegible] حجره [illegible] هارون [illegible]
[illegible] سید خواجه بانگ زد که هارون [illegible]
[illegible] هارون [illegible] گفت ای خواجه [illegible]
[illegible] گفت [illegible] قیامت از [illegible] باشی گفت
[illegible] بر طریق [illegible] باشی [illegible]
[illegible] گفت اگر قرض باداری داری بگو تا ادا کنم [illegible]
[illegible] طاعت الهی [illegible] هارون گریه کنان [illegible]
[illegible] خواجه [illegible] خواجه فضیل [illegible]
[illegible] که پسر خواجه [illegible] باسم مبارک علی بود [illegible]
[illegible] در خانه کعبه [illegible] نشسته بود [illegible]

قدس الله سره [illegible] الی آخره [illegible]
[illegible] جهان آفرین [illegible] خواجه فضیل [illegible] خلفای کامل و اکمل
اوّل سلطان ابراهیم بن ادهم دوم شیخ محمد شیرازی سوم خواجه بشر حافی چهارم شیخ ابی [illegible]
عطاری [illegible] خواجه عبدالله [illegible] رحمة الله الباری [illegible] که هر یک شیخ [illegible]
اوقات خود و قطب الوقت و یگانه زمانه بودند وفات آن سعادت برکات بتاریخ سوم
ماه ربیع الاول سنه [illegible] هشتاد و هفت هجری [illegible] مزار [illegible] در مکه معظمه در گورستان
جنة المعلی متصل روضه مقدسه حضرت بی بی خدیجة الکبری رضی الله تعالی عنها است [illegible]

بخیر ابو حلیس سالها از سال فوت کنند شیخ ابو اسحاق شامی [illegible]
کرامات سیر الاقطاب مسطور است و تفصیل احوال ایشان در [illegible] نوشته اند از موصوف
چون تفصیل از روزنامچه نوشته شد رفت و بر شیخ ابو اسحاق [illegible]
سیر الاقطاب در وقت کوچ ما از ابو العلی هادی ابی الحسن ... تا ... ایشان ...
بوده ذات شریف ابی الحسن الهادی فی کربلا بشغل اختیار سلطان ابراهیم ادهم
قدس سره از پیران کبار اولیاء است از مشایخ عظام و مقتدای زمان و پیر الامام
شیخ شیخ ابو اسحاق شامی و ...ه کرامات ... در شجره امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب
رضی الله عنه میرسد بدین طریق که سلطان ابراهیم بن ادهم بن سلیمان بن ناصر بن عبد الله
بن خلیفه ثانی جناب رسالت مآب عمر ابن الخطاب رضی الله عنه و خرقه خلافت از
ارادت از خواجه فضیل بن عیاض پوشید و سوای آن از خواجه عمران بن موسی بن زید
راعی و از شیخ منصور سلمی نیز از خواجه اویس قرنی خرقه خلافت و تبرک امام باطن داشت
و بعد پنج فاقه افطار کردی و وقت افطار کاه سبزینه یا کشنیز تناول کردی خواب کم
کردی و جامه پیوندی پوشیدی یا برهنه گشتی و با ام علم کوفی لباس مجبت داشت که حضرت
امام ورد حق و سید الشهدا ابراهیم بن ادهم فرمودی حیثیه لقبه اذو رحمة الله علیه
در باب سے مفاتیح العلوم ابراهیم ادهم گفتی و سبب ترک او از سلطنت ظاهری بقول صاحب
سیر الاقطاب که از عجائبات روزگار این است آن بود که پدر بزرگوارش ادهم نام داشت و در
زمره قلندران تارک الدنیا زندگانی کردی بیرون شهر بلخ کاشانه فقیرانه ساخته سکونت
میکرد روزی محافه سواری دختر پادشاه بلخ از پیش کاشانه وی گذشت قضا را باد تند بود
و پرده محافه برداشت نگاه فلسفی بر چهره ماه پیکر آن دختر افتاد و تیر عشق بر دلش
نشست و بیقرار شد چون عاشق زار گردید چون از جان و دل در گذشت بخدمت پادشاه
رفته درخواست نکاح دختر پادشاه از بد اخلاقی و بدنامی نیندیشید چاره او این کار از وزیر
با تدبیر خویش جست و عرض کرد که هر درویش را که نکاح هم سر سپهر نازنین شاه گم دانند
نشان باید داد و باید گفت که اگر تاب این جواهر را پیدا کنی نکاح دختر پادشاه با تو دهیم

دارد و به این خیال محال آن سر بدر کنج یار و دیگر گدایی از در نگرد قلندر چون مروارید
بدید به دست قبول بر چشم نهاد و در بادیه تلاش تفحص آن قدم برداشت بعد چندی چون گوهر مراد
بدست وی نیامد خواست که خود را در دریا غرق کند و بدین اراده روی جستجو در دریا نهاد و چون بر لب
دریا رسید خواست که خود را غریق لجه فنا سازد دریای حقانی و ابر امداد آسمانی بجوش آمد خضر علیه السلام
فی الحال رسید و دستش بگرفت و آن غریق دریای عشق را از غرقاب آن یم نجات داده
یک دو عدد مروارید که عمده و خوبتر از دانه مروارید شاهی بودند حواله وی کرد و از نظر غائب
گردید قلندر چون گوهر مراد بدست خود دریافت همه مروارید پیشکش و نذر پادشاه والاجاه کرد تا
که از دادن دختر ابا نماید ناچار تمام دهشت بچشم توجه در وی نظر نکرد و فرمود که پیش وزیر باید رفت
عرض حال تو دکن چون نزد وزیر رسید وزیر از ظلم و تعدی همه مروارید از قلندر بگرفت و بیرون از درگاه
از در براند و گفت که اگر بار دیگر بدین سوال پیش پادشاه سائل خواهی شد دست از جان خود
خواهی شست فی الجمله قهر درویش بر جان و در دختر پیچید قلندر بیچاره با دل صد پاره آواره دشت غربت
گشت هیچ چاره کار خود ندید قضا را بعد از آن ایام دختر پادشاه بمرض سخت مبتلا شد اطبا
معالج او را مقرر کرده چند هفته پادشاه و غیر فوت رسانیدند پادشاه از غم فوت دختر نهایت غمگین شد
آخر بقضا در رسید و بدفن دختر حکم داد قلندر چون خبر وفات معشوقه خود شنید چون دیوانه در خود
بپیچید چون سایه دنبال جنازه میرفت و تا وقت دفن بر سر دفن دلدار ایستاد و گوهرهای
اشک از دیده غمدیده می افشاند چون شب شد و پاسبانان مقبره در خواب شدند قلندر
بکشش محبت و جذبه عشق بر سر مزار دلدار رسید و بار اراده دیدار و نظاره آخرین من گور شکافت
و نعش معشوق از قبر برآورد و خاک قبر بدستور راست کرد و نعش معشوقه را بر سر چشم نهاده
در کاشانه خویش آمد و بر تخت چوبین دراز کرده شمع افروخته و مبهوت بر چشم شد نظاره روی
دلدار میکرد و زار زار میگریست درین اثنا نیمی از شب بگذشت اتفاقا حکیمی که در فن طب
و حکمت نظیر خود نداشت در آن روز از ملک یونان در بلخ رسیده بود چون وقت شب بود و
دروازه های شهر بسته بودند جای نمی یافت که شب در آنجا قیام نماید ناگاه از دور روشنی
چراغ کاشانه قلندر بنظر وی درآمد رو بدان طرف نهاد و چون اندرون کاشانه آمد دید که نعش

چون نقاب از روی ماه سیمای آن همچو مردگان بر تختهٔ چوبین دراز است و درویشی قلندر بحالت پریشان
واقف بر بالین آن حور لعین نشسته بهزار بیقراری گریه و زاری میکند آن مسیحا ثانی چون قلندر را
بدین پریشانی دید بهزار لطف و مهربانی نزدیک تر آمد و چراغ بدست گرفته تفحص حال نعش کرده
فرمود که ای قلندر بیهوده مخور و آب از دیده مریز که این پری پیکر هنوز جان شیرین بجان آفرین
نسپرده بلکه بمرض سکته گرفتار است این بگفت نشتر فصادی از کیسه خود برآورده رگ دماغ
دختر بکشود و چون قطره چند خون از دماغ برآمد دختر چشم بکشاد و در شب چون نگاه کرد چون یکی را
بر بالین خود نامحرم دید نقاب بر روی خود انداخت و گفت ای بیدادست بگو که من در اینجا چرا
رسیدم و این حالت کفن و تخته چوب کاشانه قلندر چیست طبیب قلندر را بعد ازان ارشاد نمود که
حقیقت حال بگیم وا گذاشت بعد ازان آن پری تمثال معروض داشت دختر شاه چون دانست
که باعث حیات درباره من بیچاره همین قلندر گردیده منتاکت می رضا داد و طبیب عقد نکاح
دختر با قلندر منعقد نمود و چون صبح دمید قلندر از آن شهر رفت و خانه بکرایه گرفته معشوقه خود را
در آن شهر برد و بآرام تمام زندگانی میکرد و بعد نه ماه بعنایت واهب کریم نواسه سلطان ابراهیم
از بطن عفیفه آن مشیعه متولد شد که بعینه در شکل و شباهت بوالد خود مشابهت تمام داشت
بعد چندی بخیال حضرت قلندر آن گوهر یکتا شاهنشاهی را برای تعلیم علوم در مدرسه پادشاهی که خود نقیب
نمود روزی پادشاه برای امتحان علم و آموختهٔ طفلان مدرسه بمقام مدرسه تشریف آورد و چون نظر
پادشاه بر خواجه بالیجاه افتاد و رنگ تبسم بحسنش پدید آمد از غایت محبت خواجه را در کنار گرفته همراه خویش
بمحل پادشاهی برد وقت شام چون صاحبزاده در خانه پدر والا گوهر نرفت والده ماجده را
دل بسیار مضطرب شد و قلندر شوهر خود را بخبرگیری فرزند ارجمند بمکتب فرستاد چون قلندر
بمدرسه آمد خبر یافت که پادشاه وی را همراه خویش بمحل پادشاهی برده است بی اختیار شد و بطریقی که
دانست خود را نزد پادشاه رسانید پادشاه چون قلندر را دید بشناخت و گفت که ای قلندر عجب
پسری داری که مقبول و منظور خلق است و مرا امروز بی اختیار اینقدر محبت و الفت وی بهم آن حاصل شد
که در بغل خود برداشته او را همراه خود در محلسرای خود آورده ام چون این سخن بشنید قلندر تبسم
شد و گفت پادشاه را چرا اینقدر محبت بحال وی نه بود دل نباشد که این فرزند نبیره دختر

شناخت و تمام حال بی کم و کاست بحضور بادشاه عرض نمود بادشاه چون خبر حیات دختر خود یافت
سجدهٔ شکر بجا آورد و بخوشی تمام برخاست این مژدهٔ جانفزا بالبیه رسانید بهان لحظه سواری
شاهی و محل شاهی تیار شده بخانهٔ قلندر آمده از دیدار دختر خورسند شد بعد ازان بادشاه
بجای دختر خود محل عالی تعمیر ساخت چون هیچ پسر نداشت سلطان ابراهیم را ولی عهد خود نمود
و خود بعبادت معبود حقیقی مشغول شد و سلطان ابراهیم بر تخت بادشاهی سالها سال اجلاس
فرموده حکمرانی بعدل و داد میکرد و شب و روز مشغول بطاعت و عبادت میبود که ناگاه شبی
حضرت سلطان در خوابگاه شاهی بخواب استراحت بود که ناگاه سقف خانه بجنبید سلطان
از خواب بیدار گشت و آواز داد که بالای سقف کیست آواز آمد که من شخصی ساربانم شتر خود
گم کرده ام و در اینجا میجویم سلطان فرمود ای نادان شتر را بر بام خانه میجوئی و چگونه ممکن است
که شتر بر بام خانه آمده باشد جواب آمد که از من تو نادان تری که اراده آن داری که خدا را
بجامه روم از بادشاهی بیابی و بر بستر اطلس و دیبا خواب میکنی پس با وجود چندین تعلقات دنیا چگونه
شرفیاب بارگاه کبریا خواهی شد شعر هم خدا خواهی و هم دنیای دون * این خیال است و محال است و
جنون * سلطان را این سخن چون تیر بر هدف دل نشست علی الصباح فرزند خود را بجای خود
بر تخت سلطنت نشاند و بکلی ترک سلطنت کرده رو بصحرا نهاد و در اثنای راه جامهای شاهی
بشبانی بخشید و جامه‌های شبانی زیب تن کرده به نیشاپور آمد و در غار کوه بعبادت حق مشغول
شد روز پنجشنبه بالای غار بر آمدی و پشتاره هیزم جمع کرده و بر سر بردی و به شهر بردی و هر چه که
از فروخت آن حاصل شدی نیمهٔ آن براه خدا دادی و نیمهٔ آن بصرف مایحتاج خود آوردی
چون کار ریاضت و مجاهده تمام کرد باشارهٔ غیبی در مکهٔ معظمه رفت و بخدمت خواجه فضیل بن
عیاض مرید گشت و بکمالات ظاهری و باطنی رسید نقلست که چون حضرت سلطان
بعد ترک بادشاهی رو بصحرا نهاد بزرگی از غیب پیدا شد و اسم اعظم بوی آموخت بمجرد آن از
عرش تا فرش همه بروی مکشوف گشت من بعد خضر علیه السلام در رسید و گفت ای سلطان
آن برادرم الیاس بود که اسم اعظم بتو آموخت و من خضر آمده ام که رفیق تو باشم گفت در نسبت
با حق جل شانه حاجت رفیق دیگر ندارم این بگفت و خضر را رخصت کرد نقلست

که وقتی حضرت سلطان پشتارهٔ هیزم بر سر کرده در بازار میرفت و سفیر وقت شخصی از بلخ در آنجا
رسید و سلطان را بشناخت و از ترک شاهی و گرفتار شدن بکار هیزم فروشی ملامت آغاز کرد
حضرت سلطان را از سخنان وی دل برآشفت و دست به پشتارهٔ هیزم زد همه زر گردید سلطان
آن پشتاره را بوی بخشید و گفت از شومی نام سلطنت بلخ امروز قوت حلال من تلف شد
نقلست که وقتی حضرت سلطان از راه بلخ بطرف مکه معظمه سفر کرد امرا و وزرای
سلطان خبر تشریف آوری وی شنید و صاحبزاده خورد وی را که آنجناب باو رغبتی تمام داشت
بخدمت حاضر آوردند و التجا کردند که بار دیگر بخاندان خود رفته بر تخت سلطنت جلوس
فرماید سلطان فرزند دلبند خود را از راه محبت بر زانوی خود بنشاند و متوجه او شد درین
اثنا ندای غیبی بگوش هوش سلطان در دادند که کسانیکه عاشقان جمال ما اند بکسی بجز
متوجه نشوند از استماع همین حال سلطان برگشت و گریه آغاز نهاد و عرض کرد که الهی آنکه
ابراهیم را یکدم از تو غافل کرده است ورا از میان بردار که رشتهٔ محبت غیر بکلی منقطع گردد
صاحبزاده هماندم در بغل سلطان جان بداد نقلست که چون حضرت سلطان از بلخ برآمد
چندگاه بر دریا قیام کرد خیل امرا و وزرا نیز بخدمت حاضر شده درخواست تخت نشینی بلخ کردند
و سلطان در آنوقت دلق خود را بخیه میکرد سوزن خود را در دریا انداخت و با امرا فرمود که شما
حاکمان دنیا اید سوزن ما از دریا برآورده با ما دهید هیچکس نتوانست آخر خود فرمود که ای ماهیان
دریا سوزن ما با ما رسانید فی الحال هزار در هزار ماهی سوزنهای سیمین در دهان خود گرفته حاضر
شدند و بدهان یک ماهی سوزن خواجه هم بود سلطان سوزن خود بگرفت و دیگر ماهیان را رخصت
فرمود و با امرا مخاطب شد و گفت که سلطنت ما عجب‌انگیزست یا سلطنت شما حالا بروید سلطنت
شما نداریم نقلست که روزی حضرت سلطان بر سر کوه ابوقبیس نشسته برفیقان خود سخن میفرمود
و در میان سخنان گفت که مقبلان الهی اگر بکوه بگویند که روان شو فی الفور روان میگردد فی الحال
کوه در جنبش آمد فرمود که ای کوه ساکن باش که من این سخن بتمثیلا میگویم نقلست که روزی
خواجه شقیق بلخی بخدمت سلطان حاضر بود درویشی صاحب کشف و کرامات حاضر شد با وی فرمود
که در معاش چگونه بسر میبری عرض کرد که اگر بیابم میخورم ورنه صبر میکنم گفت اینکار از سگان

کوچه و بازار هم سه آیت کلام الله است که اگر نیابیم صبر کنیم و اگر بیابیم ایثار کنیم نقلست که شخصی
از سلطان پرسید که بنده کیستی بر خود بلرزید و بیهوش افتاد چون بهوش آمد فرمود اِنْ کُلُّ
مَنْ فِی السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا گفت که اول چرا این جواب ندادی گفت
ترسیدم که اگر خود را بنده بگویم حق بندگی از من دانشده است اگر نگویم کافر شوم نقلست
که روزی خواجه بر کشتی گذر کرد ملاح اجرت خواست خواجه دست بر ریگ دریا برد در دامن ملاح
بریخت ریگ تمام زر گردید و مخفی مباد که حضرت سلطان را خلفای کامل و مکمل هشت
یکی خواجه حذیفة المرعشی دوم خواجه شفیق بلخی رحمة الله علیه بعد از ترک شاهی جای قرار نکرد
تا که خوابگاه در شام در مقبرهٔ لوط پیغمبر علیه السلام که متصل آن در غار که میاند وفات آن
جامع الکمالات بقول صاحب سیر الاقطاب بشب چهار بیست و ششم جمادی الاول سال دو صد و شصت و
دیگر بقول صاحب سفینة الاولیا در سال دو صد و شصت و یک یا شصت و دو هجریست و صاحب
مخبر الواصلین دو صد و شصت و پنج و هفت تحریر میفرماید و مدفن پاک وی در اقلیم شام و عمر وی یکصد
و ده سال است و بعد فوتش از غیب ندا بر آمد اَلَا اِنَّ اِمَامَ الْاَرْضِ قَدْ مَاتَ از مولف

شیخ ابراهیم سلطان الولی	شد چو از دنیا بفردوس برین	دل بسال وصل آن شه الاهم
قطب حق عین گفت هم قطب الیقین	شد رقم قطب المتقی سال او	نیز سلطان همایون الیقین
سرور قطب زمان محبوب گو	وصل او هم صاحب ایمان یقین	سالک سلطان سلطان علی
ارتحال آن شه خلوت نشین	هم بگو زاهد امام الاصفیا	سال وصل آن شه دینا و دنیا
نیز محبوب احد سلطان ولی	ارتحال او بگو فارغ نشین	

خواجه حذیفة المرعشی

قدس سره از مشایخ عظام و اولیای ذوی الکرام خانوادهٔ عالیه چشتیه است لقب
عالی وی سدید الدین بود و خرقهٔ فقر و خلافت از سلطان ابراهیم ادهم پوشید فقیه و عالم
با عمل بود و تصانیف یادداشت و تا شش سال وضوی او جز متوضا نشکست و افطار بعد
شش روز کردی و فرمودی که غذای اهل دلان و قوت روح ایشان کلمهٔ لا اله الا الله
است چون از علوم ظاهری فراغت یافت برهنمائی خضر علیه السلام بخدمت حضرت سلطان
ابراهیم آمد و بعد از بیعت سلسله تکمیل رسید نقلست که روزی خواجه مرعشی از غایت خوف و رجا

زار زار بسیار گریست شخصی در آن وقت وارد وقت شد و گفت که اینقدر گریه و زاری و اضطراب و بیقراری از بهر چیست مگر خدای جلّ شانه را رحیم و کریم و غفور نمیدانی گفت که خدا تعالی میفرماید فریقٌ فی الجنّة و فریقٌ فی السعیر من نمیدانم که از کدام فرقه ام گریه من از نیست گفت اگر حال خود نمیدانی پس چرا از دیگر مردمان بیعت میگیری و راه دیگران هم میزنی خواجه چون این بشنید نعره بزد و بیهوش شد چون بهوش آمد هاتف غیب آواز داد که ای حذیفه ما ترا دوست داریم و برگزیده ایم و بیشتر ترا از اصحاب جنت خواهیم بر انگیخت چنانچه این آواز همه حاضرین مجلس بگوش ظاهر شنیدند و بظهور این کرامت سه صد کس که داخل اسلام نبودند مشرف باسلام شدند نقلست که وقتی چند سفها منکران اولیا بخدمت خواجه مرعشی حاضر شده بیهوده سخنان بگفتند اول خواجه پند و نصایح با ایشان کرد و از عذاب حق ترسانید ایشان دست خواجه گرفته برنجانیدند و گفتند که اگر تو مرد خدائی در حق ما دعای بد کن خواجه سه بار آه آه آه کرد و آتش سوزان از دهان خواجه برآمده در ایشان گرفت و جملگی را بسوخت و در ساعت نعوذ بالله من غضب الاولیاء **وفات** خواجه مرعشی بقول صاحب تذکرة العاشقین و سفینة الاصفیا وغیره بروایات صحیح در سال دو صد و هشتاد و شش بقول صاحب سیر الاقطاب بتاریخ بست و چهارم ماه شوال سال دو صد و پنجاه و دو هجریست قول اول اصح و مقرون بمقرون بشمائل تواریخ باتفاق است که خواجه مرعشی بعد وفات خواجه ابراهیم که بسال دو صد و شصت و هفت بوقوع آمده بوده سال از این دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست رحمة الله علیه از مولف

شه مرعشی خواجه دو جهان			
چو گشت از جهان سوی جنت روان	یکی قطب عالم بگو سال او	دگر حلتش پیر دین شد عیان	

خواجه هبیره البصری قدس سرّه و از عظمای کاملین و کبرای محققین مرید و خلیفه خواجه مرعشی است و ملقب بلقب امین الدین بود و در مشایخ علیا درجه والا و مراتب اعلی داشت و او را در فقر درجات منیع و مقامات رفیع است اول رنج مجاهده و سالکی عالم کامل و دانشمند قابل لائق التفصیل شد و قرآن حفظ نمود چنانچه هر روز دو ختم قرآن کردی و مجاهده و ریاضت شاقه نمود روزی از غایت محبت حق بحق تعالی ندا رسید که ای هبیره ما ترا بخشیدیم باید که برای حصول مقامات فقر نزد حذیفه مرعشی بروی پس بارشاد ربانی بخدمت خواجه مرعشی رسید

و مرید شد چون قبل از ارادت تا سی سال ریاضت سخت و محنت شاقه بجا آورده بود در
یکهفته بمقام قرب رسید و بعد یکسال خرقهٔ خلافت یافت از روزیکه خرقهٔ فقر پوشید نمک و شکر نچشید
و لذایذ دنیا را ترک کرد و چندان گریستی که حاضرین را خوف هلاک می گشتی و وی تمام عمر در یک صومعه
بسر برد و گاهی در خانهٔ دنیا دار نرفت و روی دنیا دار ندید و طعام ایشان نخورد و تمام عمر در فقر و
تجرید گذرانید **وفات** خواجه بصری در سال دو صد و هشتاد و هفت بتاریخ هفتم ماه شوال است

از مولف	شد چو از دنیا بفردوس برین	آن هبیره خواجهٔ عالی مکان	اصل او کامل امین الدین بود
رحلتش ز ابر کریم آمد عیان			

خواجه علو دینوری قدس سره لقب وی کریم الدین است
در ریاضت و مجاهده مقامی عالی و شانی بلند داشت و حافظ کلام ربانی بود و خرقهٔ فقر و ارادت
و خلافت از دست حضرت خواجه هبیرة البصری پوشیده و در مشایخ عراق صاحب ولایت کشف و کرامت
و از اقران شیخ جنید و رویم و نوری بود و بصحبت خلفای شیخ معروف کرخی نیز مشرف یافته
و از ایشان نیز خرقهٔ خلافت داشت و در سلسلهٔ معروفیه نیز صاحب اجازت است نسبت وی بیک واسطه
در میانی بشیخ معروف میرسد بدین طریق که خواجه علو دینوری خلیفهٔ شیخ عبدالله بن خفیف و وی خلیفه
شیخ محمد رویم و وی خلیفهٔ جنید بغدادی و وی خلیفهٔ شیخ سری سقطی و وی خلیفهٔ معروف کرخی رحمة الله
علیهم اجمعین است و سوای این حضرات والا درجات بصحبت دیگر مشایخ عظام هم رسید و فیض ها برداشته بود
نقلست که در اوایل حال خواجه علو دینوری بمال دنیا بغایت متمول بود چون جاذبهٔ حقیقی
دلش را بطرف خود جذب نمود همه مال و اموال خود را براه خدا بفقرا تقسیم کرد و روی بسوی کعبه آورد
گفت الهی عیال و اطفال خود را بتو سپردم چه ایدر رزق ایشان بر تست و از دینور سفر کرده در مکه معظمه
رسید روزی در راه میگذشت دید که شخصی طعام بر سر برداشته تیز تیز میرود و از وی پرسید
که کیستی و بکجا میروی و این خوان طعام برای کیست گفت که شخصی از رجال الغیبم و این خوان
طعام برای فرزندان تست که هر روز در عیال تو میبرم و بدین خدمت از حق مامور هستم
نقلست که روزیکه خواجه علو دینوری خرقهٔ فقر از پیر روشن ضمیر خود پوشید خواجه هبیره
بصری بوی فرمود که ای علو برو که کار تو بعلو رسید وضو کرده بیا خواجه فرمان بجا آورد پس
حضرت پیر دستش بگرفت و روی بسوی آسمان کرده گفت الهی علو را بمقام درویشی برسان

بمجرد این سخن خواجه علو بیهوش شد بعد از ساعتی بهوش در آمد باز بیهوش گردید باز بهوش آمد همچنان چهل بار بیهوشی و بیخودی طاری گشت آخر پیر روشن ضمیر لعاب دهن مبارک در دهان وی کرد فی الحال بخود آمد و سر بر قدم پیر آورد و فرمود ای علو دیدار مطلوب خویش دیدی گفت که سی سال مجاهده کردم و قدم در راه ریاضت نهادم این گنج سعادت نیافتم که امروز بدولت پیر دستگیر در طرفة العین باین دولت بقیاس رسیدم پس خواجه بزرگ خرقه خویش که از بزرگان کبار بدو رسیده بود بخواجه علو پوشانید و بر سجاده خویش بنشاند نقلست که خواجه علو روزی رسول صلی الله علیه وسلم را در خواب دید و در باب سماع اجازت خواست فرمود که آغاز مجلس بقرآن و انجام آن بقرآن باید کرد پس از آن روز همچنان کردی نقلست که خواجه علو در تمام عمر خویش هیچ چیز در روز نخورده و نیاشامید هر چه خوردی و آشامیدی در شب خوردی بلکه در قناعت بیش خوارگی نیز شیر باده بروز نوشیدن نفرمودی و از روز تولد تا وفات دایم بیهوش وفات خواجه علو باتفاق اهل تواریخ در سال دو صد و نود و هشت است و محنی صیاد که خواجه ممشاد دینوری در خانوادهٔ علیه سهروردیه نیز از خلفای کاملین خاندان جنیدیه تحریر آمده است شاید که خواجه علو دینوری و خواجه علو ممشاد دینوری ذات واحد است که فیض باطنی از هر دو خاندان عالیشان یافته باشد لیکن فقیر سیر انده و محمد دارالشکوه در سفینة الاولیا تحریر فرموده که خواجه علو دینوری دیگر در خانوادهٔ چشتیه و خواجه علو ممشاد دینوری دیگر در خاندان سهروردی است شاید که قول دارالشکوه صحیح باشد اما تاریخ وفات هر دو حضرات در یک سال یعنی دو صد و نود و هشت تحریر فرموده ازین سبب شک واقع میشود که شاید یکی ممشاد علو دینوری در هر دو خاندان والا شان ذکر کرده شده است از مولف

شیخ عالی علو دینوری	یافت چون از جهان تجلد مکان	شد عیان انچه از دل سرور
سال ترحیل آن شه ذیشان	مهربان است و پیر والا	زاهد دین علو عالی دان

پیر نامی و خواجه گرامی ابو اسحاق شامی قدس الله باسراره السامی از پیران

عظام و مشایخ ذوی الاکرام چشت اهل بهشت است شرف الدین لقب داشت و خرقه خلافت از خواجه علو دینوری پوشید جامع بود میان علوم ظاهری و باطنی و زهد و ریاضت از خلق بی نیاز و با خالق همساز و بدرویشان همراز و در اولیا ممتاز و در فقرا سرافراز بود هفت روز روزه افطار کردی و فرمودی

کر المعراج الشیخ الفقرا رجوع و در اوایل چون خواست که مرید کسی از اولیاء الله شود چهل روز در چله
استخاره کرد آخر هاتف غیب آواز داد که ای ابو اسحاق برو دست ارادت بدامان ممشاد دینوری
ده که بمراد خواهی رسید پس بخدمت خواجه ممشاد دینوری حاضر شد و تا هفت سال بخدمت حاضر
ماند بتکمیل رسید و خرقه خلافت یافت و ذات با برکاتش مبداء سلسله فرقه مشایخ اهل چشت
بسبب سرشت گردید و بدین سبب که وی در قصبه چشت سکونت داشت و چون در بغداد بخدمت
پیر روشن ضمیر خود حاضر شد حضرت خواجه فرمود که از کجائی و چه نام داری گفت که نام
ابو اسحاق چشتی موسوم فرمود که شما خواجه اهل چشت هستید چون خلافت یافت باجازت
رخصت پیر خود بمقام چشت تشریف برد و بخواجه چشت شهرت یافت و در آن ایام در شهر چشت زیاده
بهشت دیگر مشایخ عظام اهل ولایت هم بکثرت بودند لیکن از خلفای این خاندان در شهر چشت
چهار حضرات والا درجات بکمالات ولایت و خلافت رسیدند اوّل خواجه ابو احمد ابدال
چشتی دوم خواجه ابو محمد پسر خواجه ابو احمد ابدال علیه الرحمة الملک المتعال سیوم ناصر الدین خواجه
ابو یوسف چشتی چهارم خواجه مودود چشتی که مرید و خلیفه و خواهرزاده ابو یوسف بود و ازین هر چهار
اولیاء کبار که فی الحقیقت چهار ستون دین متین اند هزاران هزار آنگاه بمقام توحید از مریدان
خاکسار بمرتبه ولایت رسیدند خواجه ابو اسحاق سماع شنیدی هر که بیمار بمجلس سماع گذشتی یا دیگر گرد
مصیبت گرفتار گشتی و از تاثیر و برکت تمام اهل مجلس خواجه آمدندی و هر بیمار که در مجلس سماع حاضر
شدی شفا یافتی و دنیادار تارک الدنیا گشتی و فاسق صالح گشتی سالی باران از رحمت سلطان
وقت و بزرگان شهر بخدمت خواجه حاضر شده التجای دعا نمودند که برای نزول باران رحمت
کردند خواجه مجلس سماع گرم نمود و چون در وجد آمد ابر محیط آسمان شد و چندان باران رحمت بارید
که خلق التجای انسداد باران بخدمت خواجه آوردند فرمود اگر خواهی [illegible] باران
مسدود شد وفات خواجه ابو اسحاق شامی بتاریخ چهاردهم ماه ربیع الثانی سال سه صد بیست نه
هجری است مزار پرانوار در شهر عکه که از بلاد شام است واقع شده و صاحب سیر الاقطاب میفرماید
از هنگام رحلت تا الی الیوم بر سر مزار پرانوارش چراغ از غیب از شام تا صبح روشن میباشد
و از صدمه باد و ابر و باران هر چند که شدت بود هیچ آسیبی و فتوری بر روشنی چراغ

بیان [illegible] خواجه ابو اسحاق شامی قدس سره

راه حق یابد بمصداق آنکه شعر	اگر گیتی سراپا باد گیرد	چراغ مقبلان هرگز نمیرد + از لطیف
چون ابو اسحاق شامی پیر چشت	شد از این دنیا بجنت شادکام	وصل پاکش شد قطب الواصلین ۳۲۹
هم ابو اسحاق محبوب انام ۳۲۹	خواجه ابو احمد ابدال چشتی قدس سره از سادات	

عظام حسنی و مشایخ ذوی الکرام این خاندان خلیفه راستین خواجه نامی ابو اسحاق شامی است
و در ریاضت و مجاهده بی‌نظیر و بخوارق و کرامت لاثانی قدوة الدین لقب داشت در حسن
و جمال ظاهری هم آنچنان چهره منور و روی پر نور داشت که هر که بیک نظر در چهره پر انوار او
نظر کردی از دل و جان عاشق گشتی و از جبین نور افشانش هم آنچنان نور الٰهی می تافت
که اگر در خانه بی چراغ بشب نشستی خانه تاریک آنچنان روشن گشتی که حروف قرآن بوجه حسن
مع اعراب در نظر افتادی و صاحب سیر الاقطاب در تذکرة العاشقین
میفرماید که خواجه ابو احمد پسر سلطان فرسنافه است که از شهرهای چشت و سادات عظام حسینی
بود و نسب شریف وی بچند واسطه بحضرت حسن مثنی رضی الله عنه میرسد که سلطان فرسنافه
پدر خواجه ابو احمد بن سید ابراهیم بن سید یحییٰ بن سید حسن بن سید محمد المعالی المشهور بمحمد اکبر
بن سید ناصر الدین بن سید عبد الله بن سید امام حسن مثنی بن امیر المؤمنین امام المتقین امام حسن
بن علی المرتضیٰ اسد الله الغالب علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه و سلطان فرسنافه را خواهری
بود ولیه و صالحه و عفیفه حضرت ابو اسحاق شامی اکثر اوقات بخانه او تشریف بردی
و طعام خوردی روزی بآن عفیفه فرمود که برادرت را فرزند گرامی خواهد شد پس باید او را خود را
بخوبی محافظت کنی که لقمه مشتبه در شکم او راه نیابد خواهر سلطان چون دریافت نمود اهلیه
برادرش حامله بود پس آن صالحه درباره لقمه وی احتیاط تمام نمود و دقیقه فرو نگذاشت آخر
بتاریخ ششم ماه رمضان سن دو صد و شصت هجری آن ماه اوج ولایت در زمان خلافت
مستعصم بالله خلیفه بغداد از افق کرامت طلوع نمود چون بهفت سالگی رسید اکثر در مجلس سماع خواجه
ابو اسحاق شامی حاضر شدی و تعلیم علم ظاهری هم از حضرت خواجه مستفید گشتی و بعمر شانزده سالگی
از علوم ظاهری فراغت یافت و مرید خواجه شده و از خلق خلوت گزید و مجاهده شاقه پیش گرفت
چنانچه بعد هفت روز طعام خوردی و وضو کردی و زیاده از سه لقمه تناول نکردی بعد از چهل روز

بانقضا رسید حاجت نفسانی در بیت الخلا رفتی نقلست که روزی خواجه ابو احمد همراه پدر بزرگوار
خویش بارادهٔ شکار بجانب کوه سوار شد اتفاقاً از پدر و همراهیان خویش جدا گردید و در میان
کوه راه گم کرد دید که چهل تن از رجال الغیب بر سنگی ایستاده اند و خواجه ابو اسحاق شامی نیز
در میان ایشان است خواجه را التفات بسیار فرمود و آمد و سر در پای خواجه نهاد و سلاح و اسپ خود جدا کرد
در رکاب خواجه روان شد هرچند که پدر و لشکر تفحص کردند نیافتند بعد چند روز خبر رسید که ابو احمد در
فلان موضع بخدمت خواجه ابو اسحاق شامی است سلطان چند کس را بطلب وی فرستاد تا بیارند هرچند
پند دادند و نصیحت نمودند سود مند نبود پس هشت سال ریاضت شاقه کرد و خرقه خلافت یافت تا
سی سال پشت بر بستر خواب ننهاد نقلست که خواجه ابو احمد بر هر که نظر انداختی صاحب کرامت
شدی و اگر مریض بودی شفا یافتی و چون سماع شنیدی چنان نوری روشن از جبین مبارکش طالع شدی که
لمعهٔ آن تا بآسمان رسیدی نقلست که چون شهرهٔ کرامت خواجه ابو احمد از شرق تا غرب سر بالا
گرفت علمای عهد بر آن حسد بردند و در باب شنیدن سماع زبان طعن بر خواجه بکشادند محضری
درینباب نوشته پیش امیر نصیر که حاکم عادل و خال حقیقی خواجه بود بردند و درخواست تحقیق خواجه
در مسئلهٔ سماع نمودند چنانچه مجلس علماء ترتیب نمود ده هزار کس از علمای و صلحای و فضلای عهد آنجا
جمع آمدند و خواجه را هم دران مجلس طلب کردند خواجه چون این خبر شنید خرقه پوشیده بر مرکب سوار
شد و یک خادم که محمد خدا بنده نام داشت و جز سورهٔ فاتحه و اخلاص از قرآن هیچ یاد نبود
همراه گرفته در بارگاه امیر نصیر رونق افزا گشت و قبل از تشریف بری آنحضرت اراده جمیع علما
و حاسدان آن بود که چون خواجه بیاید برای استقبال او نروند و تعظیم ننمایند پس چون خواجه
نزدیک رسید همه علما و امراء وغیره اهل محفل خود بخود به تعظیم برخاسته استقبال نمودند و در مجلس
آورده بالاتر از خود نشانیدند و بحث در مسئلهٔ سماع آغاز نهادند چون علما سوال جمع و ختم
کردند خواجه محمد بندهٔ خدا اشارت فرمود که جواب سوال علما بگوید خادم که ناخوانده بود
در آنوقت خود را چنین یافت که در عالم محدث و فقیه زیاده تر از آن مجلس شده و بجواب
مسائل علما بدینطور پرداخت که از روی احادیث نبوی و احوال بزرگان سلف معاندان را
در جواب خاموش ساخت و همه از غایت خجلت سر پیش افگندند آری ه هر آن

گفت که با من ستیزند و جنان اقتدا کسی که برخیزد و نقلست که پدر خواجه ابو احمد را احتیاج شد
شراب بود که شراب از سالها سال در آنجا جمع میماند روزی خواجه بحالت صغر سنی در آنجا تشریف
آورده در دروازه خانه از اندرون بند کرده خم ها را شکستن آغاز نهاد و سلطان آگاهی یافت
و بر بام خانه بر آمده و از غایت غضب و خشم سنگ کلان بر داشت و بسوی خواجه رها کرد سنگ
تا خواجه رسید در هوا معلق بماند سلطان ازین واقعه متحیر شد و بر دست پسر از شراب توبه کرد و این
واقع در سال دو صد و هشتاد بوقوع آمده بود نقلست که خواجه ابو احمد وقتی در سفر بود
تا بجائے رسید که در آن دیار همه دشمنان اهل اسلام بودند و اگر کسی از مسلمانان در آنجا
میرسید در آتش میسوختند چون خواجه را دیدند شناختند که مسلم است شدت پیش آمدند برا
سوختن خواجه آتش عظیم افروختند چون آتش افروخته شد برے انداختن خواجه در آتش
تدبیر های بسیار بعمل آوردند آخر حضرت خواجه فرمود که شما تکلیف انداختن من در آتش مکنید
من خود در آتش میروم پس مصلا بر دوش پرده پوش خود بر داشته در آتش در آمد آتش فی الحال
سرد شد و خواجه مصلا بر آتش انداخت و دو رکعت نماز گذرانید معاندان چون این کرامت عظمی
بدیدند زبان بکلمه اسلام کشادند و از دل و جان ارادت آورده دست بیعت بدامان آنحضرت
زدند و بسعادت دارین مشرف شدند و آن سرزمین که موسوم بکفر آباد بود باسلام آباد شهرت یافت
ولادت با سعادت آنحضرت ششم ماه رمضان سن دو صد و شصت و وفاتش در معدن الکرامات
بغرهٔ ماه جمادی الثانی سال سه صد و پنجاه و پنج هجری است رحمة الله علیه **ازمولف**

شیخ ابو احمد ولی دو جهان
هادی حق سید محبوب گو
حق نما بو احمد آمد هم عیان
وصل او نور الهی احمد است
از سید قطب حق هم گفته ام
اصفیای بو احمد امام اهل بیت
بهر سال ارتحال آن جناب

نور چشم مصطفی و مرتضی
سال تولیدش مقبول اصفیا
نیز فرما احمد اهل صفا
نیز بو احمد فرید اهدی بجا
هم ولی رهبر قطب اصفیا
رهبر عالم شه دنیا و دین
گفت سرور قطب الواصلین

آن امام خاندان اهل بیت
بود داش بر جهان کامل
گفت دل و صلش قطب میر جهان
از خرد بو احمد حوم است
سرور اصفیا بو احمد بگو
از حبیب حق مکمل شد عیان

شیخ عالم مقتدای اولیا
نیز آمد بر تولیدش ندا
نیز سید ... صاحب عطا
بهر سال آن التش بدعا
دیانت دار بادشاه اتقیا
سن تولیدش مهدی تقی

خواجه ابو محمد بن ابو احمد چشتی قدس سرهم العزیز

از اولیاء کبار و مشایخ نامدار و مقتدای روزگار است لقب وی ناصح الدین [illegible]
بود و ثانی ابراهیم در رتبه باشد و خرقه فقر و خلافت از پدر بزرگوار خود پوشید نقلست
که والده ماجده وی چون بوی حامله شد از بطن خود ندای لا اله الا الله می شنید چون این حال
بشوهر عالی گهر خود ظاهر کرد فرمود که بشارت باد مر ترا که ولدی صالحی از بطن تو بوجود خواهد آمد
و نیز روزی خواجه ابو احمد بمقابله اهلیه خود نشسته بود که روی مبارک بسوی حمل کرد و گفت
السلام علیک یا ولی الله و خلیفتی جواب آمد علیک السلام یا والدی نقلست که چون خواجه ابو محمد
شب اول عاشوره سال سه صد و سی و یک تولد شد پدرش آنحضرت رسول مقبول صلی الله علیه
وسلم را در خواب دید که میفرماید ای ابو احمد پسر را بنام من موسوم کن چنانچه بنام محمد موسوم گشت و چون
خواجه متولد شد هنوز در دست دایه بود که هفت بار کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله بر زبان آورد
و تا ده روز که ایام عاشوره بود در روز شیر نخورد و صائم ماند و در عمر پنجم سال کم خوردی و کم
خفتی چون بعمر چهار و نیم سالگی بمکتبش بردند و تخته مشق پیشش نهادند بر تخته از غیب این کلمات
نوشته شد بسم الله الرحمن الرحیم الرحمن علم القرآن رب یسر و لا تعسر رب زدنی علما و در اندک
مدت قرآن ختم کرد و در هفت سالگی نماز با جماعت کردی و خلوت گرفتی و آنچه در حق کسی گفتی همان
بوقوع آمدی در سن بیست و چهار سالگی پدرش وفات کرد و وی بر سجاده مشیخت نشست
و اکثر در چاه نماز معکوس کردی و گاهی پهلوی مبارک جهت خواب بر زمین نهادی و بعد هفت روز
یک خرما بجهت آب افطار کردی و استاد علوم ظاهری و باطنی وی خضر علیه السلام بود نقلست
که روزی خواجه ابو احمد چشتی در سماع بود ناگاه از اتفاقات خواجه ابو محمد هم در مجلس تشریف آورد و از غایت
شوق و ذوق بیخود افتاد و تا هفت روز بیخود بود بوقت نماز البته بهوش آمدی بعد ادای نماز
باز بسماع مشغول شدی روز هشتم خواجه ابو احمد سماع موقوف فرمود و دست بر سینه خواجه ابو محمد
نهاد فی الحال بهوش آمد مگر همچنان طالب سماع بود بعد از دیری چشم بکشاد و روی بسوی آسمان
کرده فرمود تو تو تو بیا تو وقت از عالم غیب سماع شروع شد با شعاری که کسی آنرا نشنیده بود
باز خواجه مع حاضرین در تواجد آمدند و تا سه روز دیگر سماع کردند و نیز نقلست که روزی
خواجه ابو محمد بر لب دریا نشسته خرقه خود بخیه میکرد که رئیس آن شهر بادشاه وقت حاضر شد و ده هزار دینار

پیشکش کرد و التماس قبول نمود فرمود که ما را بطریق سیران کنار آب است بادشاه در کشتی
نشسته همراه رفت چون بکنار دریا رسیدند خواجه روی بسوی دریا کرد و باز توقف نمود ماهیان دریا هزار در هزار از دریا
سر بر آوردند و در دهان هر یک دیناری از زر بود خواجه بادشاه را مخاطب ساخته فرمود که
در دست هر کسیکه اینقدر خزانه از غیب باشد او چه پروای حقیر دینار تو دارد نقلست
که همشیره مکرمهٔ خواجه ابو محمد ولیه بود و تارک الدنیا که تا عمر چهل سالگی بیاد خدای راضی گشت
روزی خواجه ابو محمد نزد همشیره خود تشریف آورد و فرمود که ای عزیزه مقدر چنین است که از
بطن عفت تو فرزندی بوجود آید که قطب الاقطاب گردد لیکن بی شوهر بودن تو محال است
آن عفیفه باستماع اینمعنی انکار بحث از کدخدائی کرد و دست انکار بر سینه نهاد و خواجه خاموش
ماند تا همان شب آن عفیفه پدر خود خواجه ابو احمد چشتی را در خواب دید و گفت که در ولایت
سیدزاده صحیح النسب محمد سمعان نام در اتقاء و پارسائی مشهور است و مقدر است که شوهر تو گردد
و از صلب او فرزندی بوجود آید که اندر ولایت او خاندان ما را روشن گرداند و نیز همین اشارت
همان شب بخواجه محمد از والد ماجد بوقوع آمد و علی الصباح خواجه شخصی را بطلب سید محمد سمعان
فرستاد چون حاضر شد عقد نکاح آن عفیفه زمان به محمد سمعان منعقد گردید و پسری از بطن
عفت آن عفیفه بوجود آمد نامش خواجه ابو یوسف کردند چون طفلی مادرزاد بود در اندک
عمر تربیت یافته خرقه خلافت یافت نقلست که خواجه ابو محمد را خادمی خدمتگذار دیار و وفادار
اوستاد مردان نام بود که سالها سال بخدمت گذاری خواجه حاضر مانده اعتقاد کامل بهم رسانیده
بود و بجای کلوخ استنجا برای خواجه بر رخسارهای خود پاک و صاف کرده بجای استنجا داشتی
چون خواجه از روی عنایت بخرقه خلافت نواخت و بوطن رخصت فرمود او از
درد فراق پیر روشن ضمیر زار زار میگریست و میگفت که تا وقتیکه جان در جسم ناتوان است
علیحدگی از خدمت روا نمیدارم خواجه چون اینقدر زاری و اضطراب بیقراری او بدید
فرمود که از خدا خواسته ام که هر وقت که ترا آرزوی دیدن ما باشد حجاب جسمانی و مکانی
از میان مرتفع گردد و بمواصلت حضوری بملاقات ما مشرف شوی از وقوع این امر تسلی خاطر
وی شد و از خدمت رخصت گشته و همچنان بوقوع آمد که خواجه فرموده بود و شخصی سپا و

که خواجه ابو محمد را سه خلفاے کامل و مکمل یکی خواجه ابو یوسف دوم خواجه محمد کاکو سیوم خواجه
استاد مردان بودند که بعد خواجه بر مسند هدایت و ارشاد نشستند **وفات** خواجه بقول صاحب
سیر الاقطاب بتاریخ چهاردهم ربیع الاول و بقول صاحب سفینة الاولیا در غره ماه رجب
سال چهار صد و یازده هجری است از مولف

وصل صدیق تولیدش بجو	هم بگو وصل حبیب اصفیا	ابو محمد پیر پیران و پیر	الحرم حق واقف سر خدا
وصل آمد محمد یار حق	رحلتش فرما محمد پیشوا	سال تولیدش ز شیر رکن کام	ترند زول صاحب امام اولیا
		هم بخوان قطب کرم وصال او	نیز مطلوب کمال کبریا

خواجه ابو یوسف الحسنی الحسینی الچشتی قدس سره سید الکونین و رو دریا مجمع البحرین
از عظماے مشائخ چشت نیک سرشت است جمال طریقت و کمال حقیقت و کرامات ظاهره و کمالات
باهره داشت خرقه خلافت و فقر و ارادت از ماموی خود خواجه ابو محمد چشتی پوشید و نام پدرش
سید محمد سمعان است و خواجه ابو محمد او را بمنزله فرزند دلبند پرورش فرمود چون بعمر سی و شش سال
رسید ماموے ابو محمد وفات یافت و نسب پاک آنجناب بسید الشهدا امام حسین رضی الله عنه بدین طریق
میرسد که سید یوسف چشتی بن محمد سمعان بن سید ابراهیم بن سید محمد بن سید حسین بن
سید عبد الله الملقب بعلی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام التقی بن علی رضا
بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن امیر المومنین امام حسین
رضی الله عنهم اجمعین **نقلست** که بعد فوت خواجه ابو محمد خواجه ابو یوسف رحمت تشریف
آورد و بوقت مراجعت بموضعی رسید که کنک نام داشت و در آنجا درویشی بود ابدال بمقام
او نزول کرد و او دخترے نیکو پارسا و جمیل داشت چون شب شد دختر بخواب دید که ماه شب
چهاردهم از آسمان در کنارش آمد و ماه بدختر متکلم شد و گفت که تو زوجه منکوحه من ترا از خدا
خواسته ام چون صبح شد دختر تعبیر این خواب از پدر والاگوهر خود پرسید و او هم از استفسار این
تعبیر بخدمت خواجه آمد هنوز زبان به بیان نکشاده بود که خواجه خود احوال خواب دخترش
پیش پدر ویش اظهار ساخت و فرمود که آن ماه شب چهاردهم منم و دختر ترا از خدا خواسته ام
درویش چون این بشنید دختر را بعد مناکحت حواله خواجه نمود و خواجه منکوحه خود را همراه خویش
بمقام چشت آورد و از بطن آن عفیفه خواجه مودود چشتی و خواجه تاج الدین ابو الفتح بوجود

آمده نقلست که روزی در ایام تابستان عین حرارت خواجه بهمراهیان خود از صومعه بیرون
آمد و در بیابان به آبی نرسید اصحاب از تشنگی نهایت تنگ آمدند و طلب آب از خواجه
نمودند خواجه عصای مبارک خویش بسنگی زد و جا نام چشمهٔ آب صاف از سنگ بجوشید اوّل
خواجه نوشید بعد ازان ازان آب جمیع اصحاب سیراب شدند چنانچه آن چشمه تا حال
جاریست و خاصیتش آنست که آب آن در موسم سرما گرم و در گرما سرد میباشد و اگر صاحب تپ آب آنرا
بخورد فی الحال شفا می یابد نقلست که در صومعه خواجه یوسف سنگی بود کلان که اکثر اوقات
خواجه بر آن نماز میکرد روزی خواجه بعد از وفات از صومعه روانه موضعی شد آن سنگ هم
عقب خواجه روان گردید خلق بسیار از صغار و کبار بجهت تماشای این کرامت برآمدند خواجه
از هجوم مردم خبر یافت بسوی سنگ دید و فرمود که توقف کن تا سنگ همانجا ساکن شد و دیده اکثر
اولیاء الله خضر علیه السلام را بر آن سنگ نشسته دیده اند و گاه گاه از آن سنگ چندان نور ساطع میشد
که تمام قریه را روشن میکرد نقلست که خواجه یوسف سماع بسیار شنیدی بوقت سماع نوری منور
از جبین پر نور وی میتافت و آسمان معرفت و خواجه ابوبکر شبلی اکثر در مجلس سماع وی حاضر آمدی
شخصی از خواجه پرسید که اگر سماع شرعی از اسرار الهی است پس جنید بغدادی چرا توبه از شنیدن سماع
کرده فرمود شبلی که خلیفه و محب خواجه جنید است در مجلس ما می آید و سماع میکند چون شنیدن سماع
مشکل پنداشت توبه کرد پس هر کرا احوال سماع دست نداد توبه کردن او [illegible] است
و اگر جنید هم در مجلس ما حاضر شدی هرگز توبه نکردی نقلست که روزی آنحضرت بر راهی گذر کرد
دید که مسجدی را تعمیر میسازند و شهتیر چوبی که بالای دیوار سقف می نهند یکی [illegible] از مقدار کم
می آید خواجه چون چنین دید از اسپ فرود آمد و بالای دیوار نهاد چون دیدند یک [illegible] زیاده
از دیوار بود نقلست که خواجه یوسف را در ابتدا قرآن حفظ نبود بدین سبب متردد و متفکر
فیض باطنی راه نیافت شبی خواجه ابو محمد را در خواب دید که میفرماید ای ابو یوسف صد بار
سوره فاتحه بخوان که قرآن در حفظ تو بیاید پس همچنان کرد و قرآن در حفظ وی آمد چنانچه
در شب و روز پنج بار ختم قرآن کردی نقلست که خواجه یوسف بچاه مالکی نزد [illegible]
که یکی از خلفای شیخ ابو اسحاق شامی بود خانه برای [illegible] از دست [illegible] زیر زمین [illegible] کرد

و تا دوازده سال در آنجا بماند و خواجه عبدالله انصاری رحمة الله علیه نیز در آنجا بملازمت خواجه
رسیده و رجال الغیب هم مشرف شده در آنجا مانده‌اند و از قوم پریزاد و دیو و جن نیز هزار در هزار
بارباب خدمت آنحضرت میشدند چنانچه دو نفر از جنیان مریدان خواجه بشکل مار متمثل شده بر در
صومعه مدام حاضر میماندند و پاسبانی میکردند وفات آن جامع الکمالات باتفاق اهل تواریخ

بتاریخ سیوم رجب المرجب سن چارصد و پنجاه و نه هجری است از مؤلف | خواجه وقت و یوسف ثانی
مثل او مادر زمانه نزاد | آفتاب حسن یوسف هست بدان | سال تولید آن شه او تاد
باز سال وصال آن سرور | قطب حق یوسف آمد اندر یاد | رحلتش شد عیان عارف حق ۴۵۹
نیز یوسف ولی با ارشاد

خواجه مودود چشتی بن ناصر الدین خواجه ابو یوسف

چشتی قدس سره ولی ابن زاده او بود و قطب الاقطاب قطب الدین لقب داشت و بخطاب شمس صوفیا و هم رایت چشتیان و یگانه روزگار و مجتهد پیر روزگار و صاحب الاسرار و مخزن الانوار مخاطب بود و خرقه ارادت از پدر بزرگوار خود داشت و در هوا طیران نموده و در عمر هفت سالگی قرآن حفظ کرد و در عمر شانزده سالگی بکمال تحصیل علم رسید و کتاب منهاج العارفین خلاصة الشریعت تصنیف کرد چون بعمر بیست و شش سالگی رسید پدرش برحمت حق پیوست و وی بر سجاده شیخی نشست و بهدایت خلق مشغول گشت چنانچه از بیت المقدس تا نواحی چشت و بلخ و بخارا و غیره سیر نموده و ده هزار رفقاء نامدار داشت و مریدانش را عددی و نهایتی نبود و بهر جا و بهر مقام که مریدی را مشکل و اشکال پیش آمدی بمشکلکشائی شیخ میرسید و بعد از وفات هم هر کسیکه سر بر مزار انورش حاضر شده دعا میکرد مهم او بکفایت میرسید و فرزندانش را هم حساب نیست چنانچه خطه پاک چشت تا حال از اولاد حق یاد وی معمور است نقلست که وقتیکه خواجه مودود در شوق طواف کعبه دامنگیر حال گشتی در هوا طیران نموده فی الحال در آنجا رسیده طواف کردی و باز آمدی نقلست که شیخ احمد جام زنده فیل که یکی از اولیای نامدار و مقتدای روزگار بود چون خبر انتقال خواجه ابو یوسف چشتی شنید بجهت ملاقات خواجه مودود عزم سمت چشت فرمود معاندان این خبر بگوش خواجه بطور دیگر رسانیدند که خواجه احمد جام بجهت تصرف نمودن در ولایت شما می آید باستماع این حال خواجه سر بمراقبه فرو برد و بعد ساعتی سر بر آورد و گفت این سخن غلط است

شیخ احمد از روی محبت و اخلاص پیش آید پس خواجه سواری دیدار که از کرامات وی چون اسپ باز قطار
و ابد قطار بود باستقبال شیخ احمد از چشت بر آمد بدین زیب و زینت که چهار هزار اولیای کبار و خلفای
نامدار همراه آن مقتدای روزگار بودند و شیخ احمد جام بسواری شیر دلیر در رسید و بکناره دریای
نزدیک آن اتفاق افتاد چون روبرو آمدند از سواری خود فرود آمدند و بغلگیر شدند و تا دیر
باهم نشسته اختلاط و حکایات در میان داشتند بعد از آن بخانه خواجه علی حکیم که از مریدان معتقدان
خواجه بود التماس در مجلس سماع خواجه شیخ چون هر دو حضرت والا درجات در آنجا آمدند بعد از
بیست آیات اول خبر تشریف آوری شیخ احمد بطور دیگر بخدمت خواجه عرض کرده بودند در فرصت وقت
نشستن آشنا شده مجلس در آمده چو شیخ احمد بصدا مصفا چون آن شام تمام ساز
در بین آشنا خواجه مودود را نظر بالات اثر برایشان افتاد همه بیهوش شده از پا در افتادند چون
مجلس باتمام رسید شیخ احمد از حال آن بیهوشان که ماندان شیخ بودند استفسار کرد خواجه حال
واقع را بوضوح رسانیدند شیخ احمد از سر جرم ایشان درگذشت و دست شفقت بر پشت ایشان
آورده فی الحال بیهوش آمده در پای شیخ افتادند شیخ احمد بحضرت خواجه بخلوت تشریف برده
هر دو حضرات از یکدیگر مستفید و مستفیض شدند و بعد فراغ در خلوت بمقامات خود تشریف
ارزانی داشتند و مخفی نماند که صاحب نفحات الانس این حال را بطور دیگر نقل فرموده است
اما چون در ملفوظ حضرت مودود همچنین بنظر در آمد تحریر سطور این نقل کرد نقلست که چون
خواجه مودود از شیخ احمد جام شرف ترخیص یافته مراجعت بچشت کرد در راه در دامن کوه شخصی
را دید که در دو نام یا مودود و یا مودود بر زبان دارد از وی استفسار حال فرمود گفت که از مدتی
مدید نابینا هستم روزی بالتجای بینائی دست بجناب کبریائی بردم هاتف غیب آواز داد
که خواجه مودود از محبوبان ماست در دو نام او بباید کرد تا او را در بخارا رسانیم برکت مقدمش
بینا خواهی شد خواجه باستماع این لعاب دهان مبارک خود بر چشمان او مالید فی الحال
بینا گشت نقلست که چون خواجه مودود در بلخ رسید علمای بلخ از راه حسد نزاع شده
برخاستند و برای بحث مسئله سماع اجتماع عظیم نمودند چون مجلس قایم گشت و سوال از طرف
علما بوقوع آمد خواجه بجواب پرداخت که ما بر سنت خواجه ابراهیم بن ادهم قایم هستیم و وی چه

کبیر با بود و سماع میشنود علما بجواب گفتند که خواجه ابراهیم پیرے کامل و مکمل بود و در هوا طیران
نمود و اور شنیدن سماع مباح بود اگر آن کار که از ابراهیم ظاهر میشد از تو هم بظهور آید مضایقه ندارد
خواجه همانوقت از مجلس برجست و مانند مرغ تیز پرواز در هوا پرواز نمود و از نظر مردمان
غایب شد بعد ساعتی از هوا باز آمده بی آنکه کسی را از آمدن وے خبر شود در مجلس جمع گشت
غریو از اهل مجلس برخاست و قریب ده هزار مردم در آن حلقه موجود بودند همه مرید شدند مگر
وآن سنگدلان بر همان اصرار قایم مانده گفتند که ما برین پرواز اعتبار نداریم کلاز کفار
جوگیان هم بفعل وقات این شعبده بظهور آمده است تا اگر آن سنگ کلان که یکبار حوض مسجد
جامع است بیاید و بر ولایت تو گواهی دهد مرید شویم خواجه متوجه بسنگ شد و بانگشت شهادت
اشارت بسوی سنگ کرد فی الحال سنگ بجنبید خود را از زمین فرش مسجد برآورد و غلطان غلطان
روبروے خواجه آمده ساکن گشت و از سنگ آواز برآمد که ای خواجه مودود بر ولایت جو مسعود
پیران کبار تو هیچ شکے نیست قول تو موافق شرع پیغمبر است علما چون این کرامت عظماے و
خوارق کبرے بدیدند سر در پای خواجه آورده از تقاصیر خود تائب گشتند و مخفی مباد که
خواجه مودود ده هزار خلفاے نامدار که از اولیا کبار و مشایخ والا تبار بودند داشت و از تحریر
اسامی گرامی و تقریر مناقب آنها کتابی دیگر میباید لهذا تبرکاً و تیمناً اسامی هشت کس از آنحضرت
درج این مخزن میشوند که اول از اعظم خلفای آنجناب خواجه ابی احمد فرزند دلبند وی است که بعد
وفات پدر بر سجاده مشیخت بنشست و طلباے حق را بحق میرسانید دوم خواجه حاجی شریف
زندنے که قطب الوقت و غوث زمانه بود سیوم شاه سنجان که اول بخواجه سنجان موسوم بود
و آخر از خواجه بزرگوار بخطاب شاهی مخاطب گشت چهارم ابونصیر شکیبان پنجم احمد که از اکابر
مشایخ سیستان است ششم شیخ حسن تبتی که در کوه تبت سکونت داشت هفتم احمد بدرون که در
موضع بدرون سکونت پذیر بود هشتم خواجه سبز پوش آورد با بجانب نهم عثمان رومی که خرقه
سلسله عالیه بانیر پذیر یوی رسید و پیر هر دو سلاسل گردید دهم خواجه ابوالحسن یافی رحمة الله
علیهم اجمعین القصه که چون خواجه مودود بمقتضای اربا بود و بمرض صعب بیمار شده بود
بروز مرض در ترزاید بود و بروز وفات بار بار بسوے دروازه خانقاه خود نظر میکرد و هر بار که

از بالین بر داشته مهیا بطوریکه کسی منتظر آمدن محبوب بیباشد درین اثنا شخصی نجانی نورانی ولباس پاکیزه از دور در آمد و بعد ادای سلام پاره حریری که چند سطر بخط سبز بران نوشته بود بدست خواجه داد خواجه یک نظر بران کاغذ کرده بر چشم نهاد و جان عزیز بجان آفرین حواله نمود بعد تجهیز تکفین چون خدام مستعد اداء نماز جنازه شدند آواز ہمیبت از غیب بگوش حاضران رسید وازین بیست ان همه متفرق شدند و رجال الغیب رسیدند و نماز ادا کردند من بعد جماعه بیان پیر زادگان هزار در هزار حاضر آمده بادای نماز پرداختند بعد از آن مخلوق بیشمار از مریدان صغار و کبار نماز جنازه خواندند چون فراغت شد تابوت جنازه خود بخود در هوا بر آمده روان گردید و بمدفن مقدس فرود آمد از وقوع این کرامت ده هزار مردم که از اهل اسلام همراه بودند مشرف بشرف اسلام شدند ولادت با سعادت خواجه مودود در سال چهار صد سی و وفات بتاریخ غره ماه رجب المرجب سنه پانصد و بیست و هفت بوقوع آمد از مولف

خواجه مودود محبوب ودود

بود شیخ دین شه با صفا	شاه دین مع دود تولیدش بگو	با رفیق سالک فقیر از زهد با	هم مجلی الدین مهر جمال
چونکه تحریر عالی پیشوا	کعبه دین شاه مودود آمدست	رحلت آن شاه اتقیا	از جمال شه قمر شد از قلم
صاحب مودود والی پیشوا	هم شده محبوب دین معبود خوان	انتقال او زهر هر دو ابدا	شیخ مودود قطب دو جهان
مثل مه بود کم بعالم بود	سرور اپیشوای ناجی گو	سال تولید آن شه مسعود	با رسالہ لایق فنا
پیر محبوب اهل دین مودود	سال تاریخ رحلتش سرور	هست اهل تقی حق باجود	خواجه احمد پیر مع دود

چشتی رحمة الله علیه از عظماء خلفای کبرای شیخ خواجه مودود و الد خویش است بسیار بزرگ و قطب وقت و در علوم ظاهری و باطنی عالم و در ارشاد و هدایت مقتدای وقت بود نقلست که وقتی پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم را در خواب دید که میفرماید ای احمد اگر تو مشتاق مانیستی ما مشتاق تو ایم چون بامداد شد سه کس یاران موافق خود را همراه گرفته برشتر که کسی ایشان را نشناسد بزیارت حرمین الشریفین روانه گردید اول در مکه معظمه فائز گشته بعد ادای مناسک حج بمدینه منوره مشرف گشت و تا شش ماه بروضه مطهره نبوی علیه الصلوة والسلام مجاور ماند پس مجاورت شب و روز خواجه بر مجاوران روضه بسیار گران آمد و خواستند که خواجه را بر نجانند و از آنجا دور افگنند از روضه مقدسه آواز بر آمد که این شخص را مرنجانید که یکی

از مشتاقان ماست و امثال این بسیستم چنانچه آن آواز همه حاضرین بگوش خود شنیدند و بعد از مدینه منوره حسب الاجازت روحانی حضرت رسالت روانه شد و مرید و اولاد بحضور شیخ شهاب الدین سهروردی تمام فرمود و شیخ الشیوخ نهایت تعظیم و تکریم وی نمود ولادت شیخ احمد در سال پانصد و هفت و وصال در سال پانصد و هفتاد و مزار گوهربار بمقام چشت خطه

بهشت است از مولف	شیخ زین احمد که در پیران چشت	بود کامل اهل حال و اهل قال
مهربان قطب جهان تولید آنچه	عاشق احمد ولی دان بی‌مثال	ایضاً بنا بشیخ احمد پیر چشتی
که بود اندر دو عالم شیخ والا	محب زنده دل احمد جواهر	بگو تولید آن سلطان اعلی
چو از دنیا بفردوس برین رفت	وصالش پیر دین مرحوم فرما	خواجه شاه محمود سنجان

قدس سره لقب وی رکن الدین و نام پاک وی محمود است و اصل وی از قریه سنجان خواف بود و مرید و خلیفه خواجه مودود چشتی است و شاه لقبی است که او را از پیشگاه پیر روشن ضمیر عطا شده بود و گویند تا وقتیکه شاه سنجان در چشت اقامت داشت نقض طهارت در آنجا نکرد و چون حاجت پیش شدی از چشت بیرون رفته نقض طهارت بکردی و باز تازه وضوی جدید داخل چشت گردیدی وفات

شاه محمود سنجان در سال پانصد و هفتاد و هفت هجری است از مولف		بجنت رفت چون زین جهان فانی
سلطان شاه عالیجاه محمود	عیان شد سال ترحیلش بسرور	ز عالی زبده دین شاه محمود

خواجه حاجی شریف زندنی قدس سره صاحب احوال عجیبه و مقامات غریبه و انفاس زکیه و مکاشفات عالیه و مشاهدات جلیه مقتدای مشایخ و ابدال پیشوای اهل کمال بود و نیر الدین لقب داشت و خرقه ارادت از خواجه مودود پوشیده و از عمر چهارده سالگی وی مجرد و متوکل نشست و همیشه جامه‌های کهنه پوشیدی و فقر و فاقه را دوست داشتی و روزه وی روزه طی بود بعد سه روز بسبزی بی‌نمک افطار کردی و از آن سبزی بی‌نمک دیگر هر کسی که خوردی مجذوب گشتی و اکثر سماع شنیدی و عین سماع چندان گریستی که بیهوش گشتی و اگر دنیادار در مجلس سماع وی حاضر شدی تارک الدنیا گردیدی نقلست که فقیری از گیری که هفت دختر داشت و از غایت افلاس و فاقه بجان آمده بود در خدمت حضرت حاجی حاضر آمده و عرض کرد که اگر توجه شما چندان سعت ذوق بظهور آید که از نکاح هر هفت دختران خود فراغت یابم نهایت

از تحفة الواصلین
شاه سنجان که عارف [illegible]

لطف و کرم شما است فرمود که فردا بیا تا تجویزی کنم چون خواجه آمد درویش برگشت و در راه
او را با جهودی اتفاق ملاقات افتاد جهود از درویش استفسار حال کرد درویش حال قرضه
بیان نمود جهود گفت که حاجی شریف خود محتاج است ترا چه خواهد داد پس تو باز پیش خواجه برو
و بگو که فلان جهود میگوید که اگر هفت سال خواجه خدمت من قبول کند هفت هزار دینار بعوض
عوض بندگی بدهم درویش از آنجا برگشت و عرض حال بخدمت خواجه نمود فرمود که بیا تا بهمراه
همراه درویش نزد جهود رفت و دینار را بجهود داد تا سند خود به بندگی جهود داد باز شد چون
این خبر بپادشاه رسید هفت هزار دینار برای ادای قرض جهود بخدمت خواجه فرستاد خواجه آن را هم
بفقرا تقسیم کرد و گفت که من با جهود عهد خدمت هفت ساله کرده ام حالا نقض عهد مناسب نیست
جهود چون این استقامت بدید منفعل شد و خواجه را از بندگی خود خلاص آزاد کرد خواجه
فرمود که تو مرا از بند خود آزاد کردی خدا ترا از آتش دوزخ آزاد کند این سخن در دل جهود تاثیر کرد
و بتصدیق اسلام زبان کشاد و بخدمت خواجه ارادت آورده از مقبولان حق گشت و صاحب
سفینة الاولیا میفرماید که شیخ سلطان ملک سنجر را بعد وفات وی بخواب دید و پرسید
که خدا تعالی با تو چه کرد گفت که مرا فرمان شده بود که فرشتگان عذاب بدوزخ برند در همین
اثنا فرمان ثانی رسید که این شخص فلان روز در دمشق صحبت حاجی شریف زندنی را
دریافته است از برکت آن بیامرزیدیم پس آمرزیده شدم وفات آن جامع الکمالات
بتاریخ دهم ماه رجب المرجب سال ششصد و دوازده هجری است و مزار شریف وی بکیلده است

سال بود از مولف	چون شریف از عالم دنیا برفت	سال وصل آن شه والا صفت
کن رقم حسابش بین اہل یقین	نیز کن تحریر حاجی شریف	خواجه عثمان هارونی

قدس سره ابو النور کنیت داشت و در علوم شریعت و طریقت امام العصر و عدیم المثل
و مقتدای اوتاد و اشراف الاقطاب بود و خرقه فقر و خلافت از دست خواجه حاجی شریف
زندنی پوشید و بموضع هارون که دهی از مضافات نیشاپور است سکونت داشت و هفتاد
سال از عمر خود در ریاضت گذرانید و درین مدت آب و طعام سیر نخورد و شبها خواب
نکرد و دعای او گاهی از حضرت رب العزت رد نگردید و حافظ کلام ربانی بود و هر روز یک

ختم قرآن کردی و در سماع ذوق و شوق تمام داشت نقلست که چون خواجه عثمان
علیه الرحمة والغفران خرقه خلافت از دست پیر روشن ضمیر خود پوشید خواجه شریف کلاه چار
ترکی بر سرش نهاده و فرمود که مراد از کلاه چار ترکی چار ترک ست اول ترک دنیا دوم ترک
عقبی یعنی سوای ذات حق مقصود دیگر نداری سیوم ترک خور و خواب مگر قدری که برای سد رمق
که از ضروریات است چهارم ترک خواهش نفس یعنی هرچه که بگوید خلاف آن کنی و هر که این چهار
چیز ترک کند پوشیدن کلاه چار ترکی بوی سزاوار است والا فلا نقلست که حضرت
خواجه باتفاق پیر و اجازت وی سیاحت بسیار کرد روزی بجایی رسید که مسکن آتش پرستان
بود آنها در آنجا آتشی عظیم افروخته بودند خواجه در آبادانی ایشان مقام فرمود و فخر الدین نامی
خادم خود را حکم داد که آتش بیارد و طعام پخته کند خادم چون بطلب آتش نزد آتش پرستان
رسید ایشان از دادن آتش انکار کردند و گفتند که آتش معبود ماست ازین آتش آتش
دادن در مذهب ما روا نیست خادم باز آمد و صورت حال بخدمت آنحضرت کرد خواجه بذات
خود تشریف فرما شده با آتش پرستان مخاطب شده فرمود که معبود حقیقی ذات الهی است
جل شانه و این آتش مخلوق و پیدا کرده اوست عبادت او سزاوار نیست اگر از آتش پرستی تائب
شوید از آتش دوزخ رهائی یابید ایشان جواب دادند که اگر تائب شدن از آتش پرستی
موجب رهائی از آتش است پس اول تو درین آتش در آ اگر آتش در تو اثر نخواهد کرد ما هم تائب
شویم خواجه چون این سخن بشنید تجدید وضو کرده دوگانه نماز ادا نمود و طفل هفت ساله را که در بغل
یکی از آن آتش پرستان بود بجستی بگرفت و در آتش در آمد و تا دو ساعت در آتش ماند
و آتش هیچ در جامه های خواجه و آن طفل خورد سال اثر نکرد و بسلامت بیرون آمد آتش
پرستان چون این کرامت کبری و خوارق عظمی بدیدند زبان بکلمه تصدیق اسلام بکشادند
و از مریدان خواجه شدند و حضرت خواجه نام خلیل ایشان را عبد الله و آن طفل خورد سال را
ابراهیم نام نهاده بدرجه اعلی رسانید نقلست که وقتی خواجه را از شنیدن سماع سلطان
وقت منع کرد بلکه القوالان هم حکم نافذ فرمود که هر قوالی که بخدمت مشایخ رفته سماع کند مستوجب القتل
باشد خواجه پیش سلطان فرمود که سماع چیزی است که سنت پیران ماست کسی را طاقت آن نیست

کہ مارا از نیکار بازدار و سلطان گفت کہ اول در روایات حرمت سماع با علما جواب بدهید بعد
ازان اختیار باقی است پس از علمای ظاهری مجلس عالی برپا کرد و خود سلطان نیز هم
در آنجا حاضر گردید و خواجه هم در آن محفل رونق افزا گشت چون علما خواستند در باب سماع
بجناب خواجه سخن گویند خود را لا یعلم محض پنداشتند و آنچه از علوم که می‌دانستند تمام و کمال
از لوح سینهٔ ایشان فراموش شد بحدیکه حرف هجی هم از یاد ایشان محو و نسی گشت سلطان هر چند
برای گفتگو با ایشان تحریک میکرد ایشان از گفت و کلام و قال و سوال لال بودند آخر هیچ
این چاره ندیدند که معترف بتقاصیر خود شده زبان بتضرع و الحاح کشادند و عرض پیرا
شدند که اندوخته تمام عمر ما درین یکدم برباد رفت شما کریم ابن کریم هستید آنچه از ما گرفته اید
بما واپس بدهید خواجه نظر عنایت بحال ایشان کرد فی الحال علوم گم شده خود را باز یافتند بلکه
ابواب علوم باطنی هم بر ایشان مکشوف شد بوقوع اینحال جمیع علما مرید خواجه گشتند و سلطان
نیز از کرده خود پشیمان شده معذرتها نمود و باعزاز و اکرام رخصت نمود و باز گاهی مزاحم سماع
آنجناب نشد خواجه معین الدین حسن سنجری قدس سره میفرماید که روزی همرکاب
پیر روشن ضمیر خود بر کنار دریا رسیدم اتفاقاً کشتی حاضر نبود خواجه بمن فرمود که چشم خود
بند کن بعد لحظه فرمود که باز کن چون باز کردم خود را و آنجناب را آنروی دریا ایستاده
دیدم معلوم نشد که گذر ما از دریا بچه طور شد و نیز از خواجه ممدوح نقلست که شخصی
بخدمت خواجه عثمان حاضر آمده عرض کرد که از چند مدت فرزند من مفقود الخبر است خبر ندارم
که کجا است درینباب توجه فرمایید باستماع اینمعنی خواجه سر در مراقبه فرو برد و بعد لحظه فرمود
برو پسرت در خانه تو آمده باشد چون آنشخص در خانه رسید پسر را موجود یافت فی الحال
پسر خود را بخدمت خواجه آورد و شکرانه ادا نمود و حاضرین از زبان پسر دریافت حال کردند عرض کرد
که در جزیره از جزائر در بند دیوان بودم امروز همین وقت بزرگی که صورت او بعینه صورت
حضرت خواجه بود در آنجا تشریف آورد و فرمود که بر قفیره پای بر پای من نه و چشم بند کن بعد یکدم
چون چشم بکشادم خود را بر در خانه خود یافتم نقلست که روزی بوقت نصف شب بغداد کس از
مردمان جهان در یک مجلس بودند از اتفاقات تذکره کرامت خواجه عثمان در میان آمد بیه

گفتند که ما همین وقت نزد خواجه عثمان میرویم و خواجه را بکرامتی بیازمائیم اگر مدعا را خواجه اظهار کرد
مرید شویم پس هر یک از ایشان در دل خود با از جنس طعام علیحده علیحده که در آن وقت بصعوبت
دستیاب نگردد تصور قائم کرده حاضر خدمت آنحضرت شدند خواجه ایشان را بدید و فرمود و الله
یهدی من یشاء الی صراط مستقیم و ایشان را نزدیک خود بنشاند بسم الله الرحمن الرحیم خواند و دست مبارک
خود بسوی آسمان کرد فی الحال یک خوان طعام که طعام هفتاد قسم در آن موجود بود از غیب نازل شد
پس هر یک را جدا جدا حسب خواهش ایشان تقسیم کرد آن هر هفتاد جوان چون این کرامت آن اهل
کمال دیدند از دل و جان معتقد شده مرید شدند و بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند بتحقیق پیوسته
که خواجه عثمان هارونی چهار خلفاء نامدار داشت اوّل خواجه معین الحق و الدین حسن سنجری دوم خواجه
نجم الدین صغری سوم شیخ سعدی لنگوهی چهارم خواجه محمد ترک قدس الله اسرارهم العزیز وفات
خواجه عثمان پنجم شوال ششصد و هفده هجری است نود و یک سال عمر داشت ازین دولت

رفت از دنیا چو در زمانه بجنا	شیخ عثمان مقتدای اولیا	سال وصلش حق حقیقت بجنا	الجاه گشت نیز تاریخ الاصفیا

خواجه خواجگان معین الحق و الشرع و الدین حسن سنجری ثم الاجمیری قدس سره

از عظمای اولیا و کبرای مشایخ چشت است بکرامت و ریاضت معروف و بکمال
اوصاف ولایت موصوف بود شانی عظیم و رتبهٔ عالی داشت و از سادات صحیح النسب است خرقه
فقر و ارادت از خواجه عثمان هارونی پوشیده و در مشایخ هندوستان امام الطریقت است بقدم
میمنت لزوم وی نور اسلام در هندوستان شایع شد و ازین سبب بخطاب هند النبی
مخاطب گشت حضرت خواجه مدام نماز عشا بوضوء فجر ادا کردی چنانچه تا هفتاد سال همچو
او چنین متوضا نشکست بر هر که نظر توجه کردی بخدا رسانیدی و بعد هفت روز بیک پنج مثقال
نان خشک که بآب تر کرده بود روزه افطار کردی و جامه دوتای بخیه زده پوشیدی و چون
پاره شدی لته پاره کهنه پاک نموده بر آن پیوند کردی اصل وی از قصبه سنجرستان بود و نسب
پاک وی پدر و از پشت بامیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه میرسد بدین طریق
که حضرت خواجه معین الحق و الدین بن غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسین
بن سید طاهر بن سید عبد العزیز بن سید ابراهیم بن امام علی رضا بن موسی کاظم بن امام جعفر

بن محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن سید الکونین امام حسین بن علی المرتضی رضوان
الله تعالی علیهم اجمعین و سید غیاث الدین والد بزرگوار وی در عراق وفات یافت همانجا
آسوده است و والده ماجده وی خاص الملکه نام داشت مولد شریف وی بلده اصفهان است و
نشو و نما در خراسان یافت چون عمر شریفش بپانزده سالگی رسید پدر بزرگوارش فوت شد
و چون مالکان ترکه سید غیاث الدین چند پسر بودند هر سه رشته پدری باهم تقسیم کردند یکقطعه
باغ بورثه خواجه رسید روزی در آن باغ تشریف میداشت که مجذوبی ابراهیم قاندوز نام را
در آنجا گذر افتاد و خواجه بتعظیمش برخاست و دستش بوسید و زیر درختی بنشاند و خوشه انگور
پیشکش کرد مجذوب بآنکه رغبت نکرد و قدری کنجاره از بغل برآورده در دهان خود نهاد و بدندان
خائیده برآورد و بدست خود در دهان خواجه نهاد و بمجرد خوردن کنجاره انوار الهی در دل خواجه
جلوه گر شد و خاطر فیض مآثر از اسباب دنیا سرد شد فی الحال باغ و چیزهای دیگر را بفروخت و بمستحقان
رسانید و طالب خدا شد بازگشت اول بسمرقند رسید و در آنجا بحفظ قرآن کریم و علوم ظاهری پرداخت
و بعد از تحصیل و حصول التفصیل علم عنان توجه بسوی عراق معطوف گردانید و در قصبه هارون که در
نواحی نیشاپور است رسیده بخدمت خواجه عثمان هارونی که از کبار مشایخ وقت بود مرید شد
و سالها سال بخدمت آنحضرت حاضر مانده خدمات شایسته بجا آورد و کار باطن بتکمیل رسانید
و خرقه خلافت یافت بعد از آن روانه بغداد شد و در اثنای راه بقصبه سنجان بخدمت خواجه
نجم الدین کبری حاضر شد و از آنجا بر کوه جودی که بعد طوفان کشتی نوح علیه السلام بر آن کوه
قائم شده بود رفت و در آنجا مشرف بشرف خدمت حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر
جیلانی قدس الله باسراره السامی شد و همراه آنجناب بجیلان و از جیلان ببغداد رسید
و چندی بفیض صحبت آنحضرت مستفیض ماند و نیز در بغداد بشرف صحبت شیخ ضیاء الدین پیر و مرشد شیخ
شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی مشرف گشت و فیما بین خواجه و شیخ الشیوخ هم صحبت ها
و روابط بوقوع آمد من بعد بخدمت با عظمت محبوب سبحانی خواجه اوحد الدین کرمانی
حاضر شد و خرقه خلافت یافت پس از آن بهمدان آمد و استفاده فیض باطن از مقبول حضرت
خواجه یوسف همدانی نمود و از آنجا متوجه تبریز شد و مشرف بشرف زیارت حضرت ابو سعید تبریزی

که پیر طریقت شیخ جلال الدین تبریزی بود شده فائدهٔ صحبت نامی برداشت و ازانجا رونق افزای
اصفهان شده چندی مستفیض صحبت محبوب حقانی شیخ محمود اصفهانی که قطب وقت بود ماند
من بعد بسمند تشریف برد و خواجه ابوسعید سمندی را دریافت و نیز در استرآباد رسید مشرف
بشرف صحبت خواجه ناصرالدین استرآبادی که شیخ عظیم القدر و کامل الولایت از اولاد شیخ بایزید
بسطامی بود گردید و در آن وقت وی یکصد و بست و هفت ساله عمر داشت و فیض صحبتها و شیخ
ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی میکرد من بعد در غزنین آمده و چند ایام بشمس العارفین
شیخ عبدالواحد غزنوی که پیر شیخ نظام الدین ابوالموید صحبت داشت و سوای ازین حضرات
عالیه رجات از دیگر صدها اولیاء الله و مشایخ عالیجاه فیض باطنی یافت و از جناب باری مامور
بسمت هندوستان گشت و خواجه فرید الدین گنج شکر اجودهنی قدس الله سره العزیز
میفرماید که چون حضرت معین الحق والدین در اصفهان تشریف برد و خواجه محمود اصفهانی را دریافت
در آن زمان قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار اوشی نیز در آنجا رسید و اراده داشت که
آن بود که دست بیعت بدست خواجه محمود اصفهانی دهد مگر چون خواجه معین الدین را دید
مایل و گرویده و مرید گشت و ازانجا باتفاق همدیگر در هرات رسیدند و در آنجا حاکمی بود محمد
یادگار نام که مذهب شیعه امامیه داشت و سب اصحاب جناب رسالت مآب میکرد و چنانچه
در ملک محکوم وی هر کسیکه اولاد خود را بنام ابوبکر یا عثمان یا عمر رضوان الله تعالی علیهم
موسوم میکرد فی الحال قتل میکرد و چون حضرت خواجه در آنجا رسیده در باغ خاص محمد یادگار فرود آمد
در لب حوض قیام کرد و روزی محمد یادگار از سیر گلزار در آن باغ آمده بود و چون بر لب حوض
رسید خواجه را بر لب حوض دید خشمناک شد و خواست که آزاری دهد درین اثنا نظر فیض اثر
خواجه بر وی افتاد و فی الفور از پا در افتاد و بیهوش گشت خواجه چون او را بدین حال دید آب حوض
بر رویش بپاشاند تا بهوش آمد و همان وقت از عقیدهٔ مذهب شیعه تایب گردید و با شاگردان
و ارکین خود مرید خواجه شد و تمامی اموال خزاین خویش پیشکش آنجناب نمود خواجه فرمود
که این مال نه از آن تست بلکه ملک ایشان است که از ایشان بظلم و تعدی گرفته پس
بمالکان مال حوالی کن او همچنان کرد و غلامان و کنیزکان خود را آزاد گردانید و درچند ۱۲

ایام تکمیل رسیده خرقه خلافت یافت و بخلافت ظاهری و باطنی ملک هرات مامور
گردیدند بعد حضرت خواجه از هرات متوجه بلخ شد و چندی نزد شیخ احمد خضرویه اقامت
ورزیده و در آنجا ضیاء الدین نامی حکیمی بود نهایت مغرور و از علم حکمت بهره وافر داشت
و از منکران درویشان بود روزے حضرت خواجه در بیابان آن کوه رسیده کلنگ را
به تیر خود شکار کرده و آتش افروخته در تیاری پختن کباب شد حکیم ضیاء الدین نیز از اتفاق
در آنجا رسید و نزد خواجه نشست خواجه پاره کباب از کبابها خود ساخته بحکیم هم ارزانی داشت
بمجرد خوردن حکیم بر زمین بیفتاد و بیهوش شد چون بهوش آمد معتقد با اخلاص شد و مرید گشت
و کتابهای حکمت را در دریا انداخت و از کاملان وقت گردید بعد حضرت خواجه از بلخ
بغزنین آمد و بعد حصول صحبت شمس العارفین که ذکر آن سابق مذکور شد زائر لاهور شد
و تا دو ماه بر مزار پر انوار مخدوم علی هجویری لاهوری قدس سره معتکف ماند بعد حصول
فوائد باطنی از لاهور روانه دهلی گشت و چندے در دهلی قیام پذیر ماند بتاریخ دهم ماه محرم
سال پانصد و شصت و یک رونق افزاے دار الخیر اجمیر گشت و در آنجا اول شخصے که بشرف
ارادت آنحضرت مشرف شد میر سید حسین خنگ سوار بود که اول از ان نایب شیعه داشت
و بعد از ان تایب شده مرید گشت و بمراتب اعلی رسید بعد از ان هزار در هزار از هنود و کفار بیعت
آن محبوب کردگار حاضر شده مشرف بشرف اسلام و ارادت آنحضرت شدند چنانچه اکثر رواج اسلام
در هندوستان بطفیل این خاندان عالیشان روشن گشت القصه روزے شخصے بخدمت
حضرت خواجه حاضر شده بچشم اشکبار و دیده خونبار عرض کرد که حاکم ظالم پسر مرا بیجرم و بیخطا
بقتل رسانیده است از درگاه عالی پناه شما امیدوار انتقام خواجه در وقت شنیدن از جا
خود روان گردید و بر بالین مقتول رسیده سر مقتول را بدست خود ملحق ساخته فرمود که ای جوان
اگر حاکم ظالم ترا ناحق کشته است بحکم الهی زنده شو مقتول فی الحال زنده شده [illegible]
[illegible] خواجه معین الدین [illegible]
اجمیر در آنجا [illegible]
بخدمت حاضر شده عرض کردند که این مقام مقام نشستن شتران راجه است مجلس شما

در اینجا نخواهد بود فرمود که ما از اینجا بر نخیزیم شتران شما نشسته باشند پس از انجا روانه شده
بر لب حوض آناساگر که بتخانه های بیشمار در آنجا تعمیر ساخته بودند مقام فرمود چون شب گذشت
علی الصباح ساربانان هرچند بجهد خواستند که شتران برخیزند برنخاستند گویا سینه های
ایشان از زمین وصل شده بود آخر ساربانان دانستند که ظهور این امر از بد دعا جهان فقیر است
که شب از در راند ما شدیم و بخدمت خواجه رفته نیاز مندیها کردند فرمود بروید که بحکم خدا [illegible]
شتران شما از خواب بحق نافذ شد [illegible] ساربانان چون بر گله شتران رفتند دیدند که همه
شتران از [illegible] برخاسته اند چون این خبر در شهر مشهور شد مسلمانان اسلام با هم اجتماع نموده نزد
راجه اجمیر رفتند و عرض کردند که این شخص بیگانه که در پرستش خانه های ما سکونت میدارد لایق
ماندن اینجا نیست که مذهب و طریق ما [illegible] است بر اخراج او حکم نما ورگرد راجه کسان خود را
مامور کرد و حکم داد که آن فقیر را از [illegible] کرده از ملک من بدر سازید چون لوگان
راجه باجتماع کثیر بر سر خواجه تاخت آوردند [illegible] آن شد که [illegible] اینجا نمی آید خواجه [illegible]
از خاک [illegible] برداشت و آیت الکرسی بر آن [illegible] ایشان [illegible] از آن خاک
بر سر هر کس که [illegible] چشم وی خشک گردید و از جنبش [illegible] باز ماندند [illegible] مقهور شدند
[illegible] روز [illegible] اجمیر [illegible] راجه اجمیر [illegible] پرستش بتخانه
کنار تالاب [illegible] شتر [illegible] بجانب حضرت خواجه
متوجه شدند چون نزدیک رسیدند فی الحال از لرزه در اندام ایشان [illegible] و رام دیو [illegible] که
سرگروه ایشان بود بخدمت حاضر آمد و زبان بتصدیق کلمه اسلام بکشاد چون رام دیو
آن عالیمقام شد [illegible] از هر جا جمع آورده بسوی مسلمانان [illegible] هجوم [illegible] ایشان را پریشان
کرد خواجه چون این خدمت نمایان از رام دیو دید قدحی پر آب از دست مبارک خود عطا کرد
فرمود که بنوش بمجرد خوردن آب آئینه دل وی صاف شد و از صدق ارادت مرید گشت خواجه
او را شادی دیو نام نهاد و بتکمیل رسانید و شادی [illegible] هنوز [illegible] هست بوقوع
این کرامت سکنای اجمیر دانستند که این جادوگری قوی است مقابل این جادوگری عظیم می باید
پس راجه اجمیر جیپال جوگی ساحر را که در فن جادوگری در تمام هندوستان ثانی خود نداشت نزد خود

برای انجام این مهم طلب کرد چنانچه جیپال با یکهزار و پانصد چیله خود که هر واحدی از ایشان
در کمال جادو جیپال ثانی بود در اجمیر نزد راجه اجمیر آمد و بمقابله حضرت خواجه سوار شد و
با جماع کثیر در برکه آن پیران پیر رسید چون خواجه از آمدن جوگی آگاهی یافت بر خاست
و بعد وضوء تازه بحوالی فرودگاه اصحاب خود بعصای مبارک بر زمین خطی کشید و فرمود
که انشاء الله تعالی احدی از معاندان اندرون این خط دخلی نخواهد یافت چنانچه معاندان
چون نزدیک آن خط رسیدند بعضی از ایشان پا اندرون دائره نهادند بحکم الهی بگرد قهار
تا چار پا از پس شده برلب حوض آناساگر مقام کردند و مطلب ایشان ازین حرکت آن بود
که همراهیان خواجه را از حوض آب گرفتن ندهند چنانچه آب را بند کردند حضرت خواجه بشادی
دیو نومسلم ارشاد کرد که بطوری که توانی قدحی از آب حوض بگیر چنانچه او قدح آب از حوض
بیاورد بمجرد گرفتن آن آب در میان حوض یک قدح هم نماند چنانچه گاهی آب از آن حوض بجز
و مریدان خواجه هر قدر که از آن قدح آب خرچ میکردند آب کم نمیشد آخر بسبب مفقودگی آب
از حوض معاندان نهایت تنگ شدند و بسیاری از ایشان بعذاب تشنگی هر چند جیپال
چون زنجال بید بکناره دائره آمده بالیسا داد و آواز داد که مخلوق خدا از عذاب تشنگی میمیرد
و شما خود را فقیر میگوئید و فقیر رحیم و کریم میباشد بمقتضای دریا دلی آن شست که آب به بندگان خدا
بدهید خواجه چون این عرض جیپال شنید بشادی دیو ارشاد کرد که قدح آب که از تالاب
آورده باز در آنجا بینداز چون انداخت آب از زمین بجوشید و تالاب لبالب شد بعد از آن
جادوگران جادوگری آغاز کردند و کار بجائی رسید که از جانب کوه هزاران هزار مار خودبخود
بجانب دائره میدویدند لیکن چون مار بر سر دائره میرسیدند سر بر خط دائره نهاده میماندند
چون جیپال این جادو فرو ماند آتش از آسمان بیارید و چندان بارش باران آتش بعمل آمد
که انبارها کلان از انگارهای سوزان همیشه فراهم آمدند و هزارها درختان از آتش سوخته خاکستر شدند
لیکن یک انگاره هم از آن آتش سوزان اندرون دائره آنجناب نرسید هرگاه که جادوگران ازینکار
هم فراغت یافتند و کاری پیش نرفت آخر کار جیپال پوست آهو که بر سر خود داشت در هوا بیفکند و
خود برجسته بر او سوار شد و بجانب آسمان پرواز کرده از نظر مردمان غائب گشت خواجه چون جیپال را

بد نگاه و بجانب کفش های خود نگاه کرد و فرمود که بروید و جیپال را به بدترین حال
حاضر کنید پس هر دو کفش در هوا بپریدند و جیپال را بدنبال پر و بال که مثل اختر
ضربهای پاپوش بر سرش میزدند بر زمین کشیده پیش خواجه آوردند جیپال خود را
چون بدین حال دید بگریست و سر در قدم آنجناب آورد و کلمه تصدیق اسلام
بر زبان راند و مرید گشت و التماس نمود که میخواهم که تا قیامت زنده باشم
حضرت خواجه در حق وی دعا کرد و فرمود که عمر دائمی یافتی مگر از چشم مردمان پوشیده
خواهی ماند چنانچه چنان بوقوع آمد و مشهور است که جیپال تا حال در کوه اجمیر
مخفی است و لیلهٔ جمعه بزیارت روضه عالیه خواجه می آید القصه چون راجه اجمیر حال
جیپال هم برین منوال دید و مانند شادی دیو از وی هم نا امید شد بحزن و انفعال از آنجا
برگشته داخل شهر گردید و دست از مزاحمت خواجه باز داشت بعد چندی خواجه مکان بود و باش
خویش اندرون شهر تجویز فرموده در شهر تشریف آورده بجای که الحال روضه منوره آنجناب
واقع است قیام فرمود روزی خواجه براجه اجمیر نصایح مشفقانه بکار برده باسلام دعوت نمود
اصلا در وی کارگر نشد خواجه از اسلام وی نا امید شده فرمود [illegible] کلیم بخت کسی را که بافتند سیاه
بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد و فرمود که ترا از دست لشکر اسلام [illegible]
انشاء الله تعالی چنانچه همچنان بظهور آمد که بمدت قلیل لشکر سلطان شهاب الدین که بسلطان
معز الدین نام مشهور است در هند آمد و راجه اجمیر بقتل رسید و رای پتهورا زنده گرفتار شد
رای پتهورا فرمانفرمای دهلی بود و راجه اجمیر در تحت حکومت او بنواح اجمیر حکمرانی میکرد
و مشهور است که چون ابتدا آمد لشکر اسلام بهندوستان شد رای پتهورا نیز در اجمیر
بود روزی نوکران رای پتهورا مسلمانی را که از مریدان آنحضرت بود بسببی
از اسباب برنجانید و آن مسلمان در جناب استغاثه بحضور آنحضرت کرد خواجه شفاعت
وی برای پتهورا گفته فرستاد رای پتهورا برگفته خواجه عمل نکرد ازین سبب خاطر حق امتزاج
خواجه از وی ناخوش شد و فرمود که رای پتهورا را بدست لشکر اسلام زنده گرفتار کنانیدیم
پس همچنان بظهور رسید که سلطان قطب الدین [illegible]

ورای تیمور از زنده گرفتار گردید **نقل است** که روزی حضرت خواجه در راه میگذشت
و شیخ علی نامی مریدی هم پا برکاب آنجناب بود شخصی در رسید و شیخ علی را گرفت از بهر آنکه
چند درهم قرض از ذمهٔ شیخ علی بود ندا از وقوع آنحال خواجه بملایمت تمام بقرضخواه مخاطب شد
و فرمود که چند روز دیگر مهلت بده او درهم تو ادا خواهد کرد آنکس نفهمید ده خواجه هم قبول نکرد و گستاخانه
جواب داد که اگر شما شفاعت میکنید از گره خود قرضش ادا کنید ازین سخن خواجه بغضب آمد
و ردای که بر دوش پوشش آنجناب بود بر زمین بگسترد فی الحال بکرامت خواجه بقدر
پر از درهم و دینار شد پس با آنشخص فرمود که آنچه حق تست ازینجا بگیر و زیاده طلبی مکن
آنشخص دست دراز کرد و خواست که زیاده از حق خود بگیرد فی الحال دست وی خشک شد
فریاد برآورد که یا حضرت توبه کردم و سر در پای آنحضرت آورد خواجه دست مبارک برو کشید
از دست رفته وی بگردانید فی الحال دستش از آن زحمت شفا یافت و بصحت پیوست منقولست
که حضرت خواجه را دو اهلیه با حبالهٔ عقد بودند اول دختر سید وجیه الدین عم سید حسین خنگ سوار
قدس سره است که والد بزرگوارش متکلم باطنی امام جعفر صادق رضی الله عنه که او را الهام ربانی
شده بود نکاح دختر خود بحضرت خواجه کرد و نام نامی آن عفیفه بی بی عصمت بود و سه پسر از
او سه پسر از بطن عفت آن عفیفه بوجود آمد یکی خواجه ابوسعید دوم خواجه فخر الدین سوم خواجه
حسام الدین قدس الله سرهم العزیز و آنانکه میگویند که حضرت خواجه لاولد بود هرگز این سخن
لایق اعتبار نیست چرا که شیخ فرید نبیرهٔ سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری
زبانی جد بزرگوار خود نقل کرده است که روزی بحضرت خواجه بزرگ معین الدین بنده حاضر
شده فرمود که ای حمید الدین پیش ازین که قوت در دل بود هم به اولاد میل نبود و هر چه که
رب العزت میخواستم بلا تکلف و بلا دعا و ندا میرسید الا که پیر شده ام فرزندان هم بوجود آمدند
مقصود بدعا و ندا حاصل میشود بنده عرض کرد که بآنحضرت روشن است که تا وقتیکه عیسی
علیه السلام از بطن مادر خود بی بی مریم متولد نشده بود میوهٔ زمستان در تابستان و میوهٔ تابستان
در زمستان بی طلب و خواهش بایشان میرسید چون عیسی علیه السلام متولد شد بی بی
مریم انتظار رزق میکشید فرمان شد که شاخهای نخل خرما را بجنبان تا خرمای تازه بر تو بریزد

چون جنابانید خبر راست تر یافت پس در وقت سابق و حال اینقدر تفاوت است حضرت فتوح جهم
خواب او شنیده و نهایت پسندید و میگویند که عمر خواجه ابوسعید فرزند آنجناب به پنجاه سالگی
رسیده بود و دو فرزند داشت خواجه فخر الدین فرزند ثانی آنحضرت بسیار بزرگ و صاحب نسبت بود
و بعد انتقال خواجه بیست سال زنده ماندند و هفتاد سال عمر داشت و پیرانج فرزند سعادتمند بوجود
آمده بودند و در قصبه سروار که از اجمیر بفاصله شانزده کروه است برحمت حق پیوست بجا آنجا
مدفون گردید و خواجه حسام الدین پسر خورد آنحضرت غائب شد و بصحبت ابدال پیوست
و دران وقت قریب پنجسال عمر داشت و دیر امفت فرزند بودند و منجمله ایشان خواجه [illegible]
و ختن بسیار صاحب کرامات و خوارق بود و نظام الدین اولیا دهلوی معاصر بود و قبر شریف
در قصبه سانبهر بجانب مغرب از اجمیر واقع است و اهلیه ثانی خواجه دختری از راجه آنجا است و وجه
آن ازدواج اینست که حاکم قلعه بیتلی که ملک خطاب نام داشت بر سر نهود و آن راجه تاخت
تاخته آورد و بسیاری را از ایشان بقتل رسانید و دختر راجه را اسیر کرده آورد و بطور نذر
بخدمت آنحضرت گذرانید آنجناب وی را قبول فرموده بنکاح خود سرفراز نمود و نامش
امة الله نهاد و از بطن عصمت آن تاج المستورات اول دختری متولد شد که بنام بی بی حافظه
جمال موسوم و نهایت عابده و زاهده و پارسا بود و ارادت بخدمت والد ماجد خود داشت
و آنحضرت او را خرقه خلافت عطا فرموده بهدایت و تلقین مستورات ارشاد کرد چنانچه هزار
عورات بتوجه آن تاج المستورات بمقام قرب رسیدند و شوهر عالی گوهر آن عفیفه شیخ
رضی الدین نام داشت چنانچه مزار پر انوار بی بی حافظه جمال متصل به روضه مقدسه حضرت
خواجه واقع است سوای آن عفیفه دو پسر والا گوهر نیز از بطن عصمت بی بی امة الله بوجود
آمده بودند لیکن در حالت شیرخوارگی درگذشتند رحمة الله علیهم رحمة واسعة و مخفی مباد که حضرت
خواجه را خلفای نامدار رسیده و بیشمار اند که هزارها خلق خدا از ان نیک بختان بهره وافر از دین و دنیا
حاصل کردند لیکن تبرکا و تیمنا اسامی گرامی چند خلفای آنجناب را حواله تحریر می آید که اول
از عظمای خلفای آنجناب قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار اوشی کاکی است دوم
خواجه فخر الدین فرزند دلبند حضرت خواجه سیوم شیخ حمید الدین ناگوری صوفی چهارم

شیخ وجیه الدین نهم شیخ حمید الدین صوفی که نسبش بسعید بن زید پیوسته نسب شریف
آباء او باصحاب عشره مبشره میرسد ششم خواجه برهان الدین عرف بدر هفتم شیخ احمد هشتم شیخ محمود
نهم خواجه سلیمان غازی دهم شیخ شمس الدین یازدهم خواجه حسن خیاط دوازدهم میان جونی المعروف
بمیان الله که بدعای آنجناب عمر جاودانی یافت سیزدهم شیخ صدر الدین کرمانی چهاردهم بی بی
حافظ جمال صبیه سعیده آنحضرت پانزدهم شیخ محمد ترک نارنولی شانزدهم شیخ علی سنجری
هفدهم خواجه یادگار سبزواری هژدهم خواجه عبد الله بیابانی نوزدهم شیخ شتا که برای وی
حضرت خواجه دعای اکرام کرد و بدین عنایت در دلهای مردم عزیز شد که خلق لباس او را هم
بطور تبرک میبرد که خوشبوتر از مشک و عطر بود بیستم شیخ وجیه برادر شیخ احمد بیست یکم سلطان
مسعود غازی رحمة الله علیهم اجمعین این سلطان مسعود غازی غیر از سلطان سالار مسعود غازی
شهید است که در قصبه بهرایچ آرامگاه اوست و آنانکه سالار مسعود غازی شهید را از خلفای
آنجناب شمار کرده اند غلط کرده اند که در وفات وی و وفات حضرت خواجه فاصله دو صد
و ده سال درمیان است مصرع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا و صاحب
سیر الاقطاب میفرماید که شبیکه حضرت خواجه معین الحق والدین ازین جهان پر ملال
انتقال فرمود بعد از نماز عشا دروازه حجره خاص خود را بند کرده اصحاب خواص را در آمدن
حجره منع فرمود محرمان درگاه که بر در حجره بودند تمام شب صدای پای میشنیدند بدانسان
که کسی متواجد میباشد پنداشتند که خواجه در وجد اند آخر شب آن صدا ساکت شد چون وقت
نماز رسید هر چند دستک زدند و آواز دادند جوابی نشنیدند ناچار دروازه کشودند
دیدند که حضرت خواجه برحمت حق پیوسته است و در آن شب چند کس از اولیاء الله حضرت
شاه رسالت علیه الصلوة والتحیة را در خواب دیدند که میفرمایند که ما امروز باستقبال محبوب الله
معین الدین آمده ایم و چون آن سرور اولیا برحمت کبریا پیوست بر پیشانی مبارک آنجناب از غیب
بخط روشن کلمه حبیب الله مات فی حب الله نوشته پدیدار آمد ولادت باسعادت
آنجناب باتفاق اهل تواریخ در سال پانصد و سی و هفت و وفات آن جامع الکمالات
روز دوشنبه ششم ماه رجب المرجب سال ششصد و سی و سه در عهد سلطنت سلطان النا

شمس الدین التمش بوقوع آمد در روضهٔ منورهٔ وی دروازهٔ بلندیست که اول از خشت ساده
تعمیر کرده بود و تا مدتی بعد از سنگ بالای آن عمارت ساختند و قبر نخستین هم بحال خام
گذاشتند بلندی مزار مبارکش از نیم جست است اول کسیکه در مقبرهٔ مبارکش عمارت کرد
خواجه حسین ناگوری بود بعد ازان سلاطین دیگر نیز بتعمیر آن پرداختند و پادشاه صاحب
قرآن ثانی شهاب الدین محمد شاه جهان بادشاه غازی نیز در پهلوی روضهٔ منوره مسجد عالی
از سنگ مرمر تعمیر کرده است و تا فیض اجابت دعا تا این زمان ازان جا مترشح پیدا و هویدا
است و وجه تسمیهٔ شهر اجمیر صاحب اخبار الاخیار بدین نمط تحریر مینماید که در ایام سالف آجپال نام
راجه راجگان هند بود که تا حدود غزنین مملکت در قبضهٔ اقتدار او بود و این شهر را او بنام
خود آباد ساخت و میر بمعنی کوه و اجا بمعنی آفتاب بزبان هندیست و در اصل ابتدا نام این شهر
آج میر یا اجا میر بود بعد ازان بکثرت استعمال باسم اجمیر مشهور گردید مانند لاهور که در ابتدا
لوهپور نام داشت من بعد بعملداری اسلام بلهاور و حالا از چند مدت بلاهور موسوم است

قطعهٔ تاریخ وفات که از قدیم زبان زد مخلوق است

خواجهٔ والا معین الدین که از انوار او
شد نهان از چرخ چارم آفتاب پاک شد
دلش روشن ز انوار تجلی

ایضاً از مولف

سال تولیدش بگو بدر منیر
شد عیان تولید آن شاه جهان
منیر دل سال وصل آن جناب
رحلت آن میر جنت مکان

ایضاً از مولف

عجب تاریخ وصلش جلوه گر شد
مرشد متقی معین الدین

گشت روشن هر دو عالم را بهای پاک او

از مولف

بتولیدش امام متقی خوان
سید عالم معین الدین ولی
باز سرور عارف صوفی بخوان
نیز قطب الواصلین قطب زمن
گفت قطب الاصفیا میر جهان
کرد هم دل سال وصلش شیخ محمد
معین الدین جوار فضل الهی
امام حق معین الدین مقبول
گفت تاریخ رحلتش سرور

محو شد از نور حق چون هر چه تحقیق نمود
معین الدین معین هر دو عالم
وصالش نیز اکبر ۶۳۳ معلی
مقتدای دین شه هندوستان
عمدهٔ دین نیز دان بدر الدجی
سال تولیدش ببر رشد عیان
هم بدان میر کرم زیب دین
عارف زاهد معین الدین بیان
بوصل ایزدی گردید موصول
ایضاً شد دنیا چو در بهشت برین
محرم دل ولی معین الدین

انتشار رهبر حق معین الدین | سید پاک شاه خلد مکان | واصل حق این قطب الهند
هست تولید آن شه دوران | سال وصلش چو از خرد جستم | گفت زاهد ولی هندستان

خواجه قطب الدین بختیار اوشی کاکی قدس سره از اکابر اولیا
و اجل اصفیا است شانی عظیم و رتبه عالی داشت و مستجاب الدعوات بود هر چه که از زبان
مبارکش بر آمدی همان طور رشدی و خرقه فقر و ارادت از خواجه معین الدین حسن سنجری پوشید
و اصل وی از سادات اوش بود که قصبه از قصبات ماوراء النهر است سید حسینی است و نسب
شریف وی بچند واسطه بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه میرسد بدین طریق که خواجه
قطب الدین بختیار اوشی بن سید کمال الدین بن سید موسی بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین
بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق است بن سید الحسن بن سید معروف بن سید احمد حسینی
بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام جعفر صادق رضی الله عنه
نقلست که چون عمر خواجه قطب الدین یک و نیم سال رسید پدر بزرگوارش وفات یافت
و والده اش که عفیفه روزگار بود خواجه را بسایه عاطفت خود پرورش کرد چون پنج سالگی
رسید همسایه صالحه خواجه را حواله اش نمود و قدری شیرینی همراه کرد و گفت که پسرم را برای تعلیم
علم حواله معلمی کن که بعلوم ظاهری و باطنی مسلم باشد همسایه خواجه را همراه گرفته روانه شد
در راه او را با پیری روشن ضمیر اتفاق ملاقات افتاد پرسید که این طفل را کجا میبری گفت
بمکتب میبرم گفت بمن حواله کن که او را پیش معلمی برم که این را بکمالات علوم رساند پس آن
پیر خواجه را نزد شیخ ابو حفص اوشی قدس سره برد و فرمود که بحکم احکم الحاکمین چنین آمده است
که در ترتیب تکمیل این پسر سعی موفوره بکار بری شیخ ابو حفص دست قبول بر سر نهاد
و آن پیر رخصت کرد و بخواجه متوجه شد و فرمود که ای طفل عجب بختیاری که خضر علیه السلام
ترا بمن حواله کرد و بحکم خدا بر تکمیل تو رسانید پس خواجه در چار روز بحفظ قرآن مجید
و در اندک ایام بکمالات علوم رسید چون ببلوغ رسید تا باش بعلم باطنی قدم بر داشت
و بخدمت خواجه معین الدین حسن سنجری رسیده دست ارادت بدامان آنحضرت زد و در
هفده سالگی خرقه خلافت یافت و حسب الارشاد پیر روشن ضمیر لتبلیغ دین او بدهلی

رسید و بهدایت خلق مشغول شد **نقلست** که حضرت خواجه قطب الاقطاب از نهایت مشغولی ترک خواب کرده بود چنانچه گاهی بر بستر خواب پشت راست نکردی و بعد هجر روز روزه افطار نمودی و چون خلق محمدی داشت در دلداری خلق از حد کوشیدی و **نقلست** که خواجه را پسری بود شیخ محمد نام بعمر هفت سالگی فوت شد والده اش جزع و فزع آغاز نهاد و بدان آواز خواجه از مشغولی سر برآورد و گفت که این آواز جانگداز چیست گفتند که شیخ محمد فرزند دلبند شما برحمت حق پیوست والده اش گریه مینماید گفت انا لله و انا الیه راجعون اگر مرا از بیماری وی خبر بودی البته صحت وی از حق میخواستم لیکن چون همچنین شدنی بود و از بیماریش مطلع نگشتم **نقلست** که وقتیکه خواجه معین الحق والدین از خراسان وارد هندوستان شد خواجه قطب الدین بختیار و شیخ جلال الدین تبریزی باتفاق همدیگر باشتیاق ملاقات شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی در ملتان تشریف بردند روزی هر سه بزرگوار در یک مجلس تشریف داشتند که قباچه بیگ حاکم ملتان بخدمت حاضر آمده عرض کرد که لشکر کفار مغل برای تسخیر ملتان آمده اند و لشکر بسیار دارند و مرا طاقت مقابله و مجادله با ایشان نیست برای خدا امداد فرمایند اتفاقاً خواجه قطب الدین در آنوقت تیری بدست خود داشت حواله حاکم ملتان کرد و فرمود که این تیر بوقت شب بر لشکر دشمن بینداز و فارغ نشین قباچه همچنان بعمل آورد و در لشکر دشمن تفحص نمایند که زخم تیر بر سینه باشد و همه کفار رو بفرار نهادند **نقلست** چون حضرت قطب الاقطاب از ملتان بدهلی رفت بخدمت پیر روشن ضمیر خویش بالتماس اجازت حاضری خود عرضداشتی باجمیر نوشت جواب آمد که کار ولایت و تعلیم دهلی متعلق بشما است همانجا سکونت باید کرد و بعد چندی انشاء الله تعالی ما خود در دهلی خواهیم رسید پس خواجه اول بخانه ثانی یزدی سکونت ورزید بعد ازان حسب استدعای خواجه حمید الدین ناگوری بخانه اش قیام کرد و هزارها طالبان حق بخدمت آنحضرت حاضر آمده دست ارادت بدامان آنجناب زدند و حضرت خواجه نذر و فتوح هیچکس قبول نفرمودی و متصل مسکن مبارک بقالی بود بقدر حاجت روزمره از وی قرض گرفته خرج معاش خود آوردی روزی بخانه مبارک قرار داد که آینده قرض هم از کسی نباید گرفت مبادا که در

توکل خللے واقع شود از انروز یک کاک گرم کلان از زیر سجاده خواجه بیرون کشیده بخشیدی چنانچه بیان
یک کاک بوی و متعلقان وی کفایت کردی چون از بقال قرض گرفتن موقوف شد بقال را
ظن آمیمی دامنگیر حال شد که شاید حضرت خواجه از وی رنجیده است زن خود را بخانه خواجه
فرستاد تا باعث رنجیدگی معلوم کند پس از کنیزکی حال ظاهر آمدن کاک و خرج معاش خواجه
از آن کاک بسمع وی رسید و از آن روز خواجه بخطاب قطب الدین بختیار کاکی مخاطب شد
نقلست که روزی حضرت خواجه بر کناره حوض شمسی نشسته بود که شخصے از اصحاب درخواست
عطای کاک گرم نمود باستماع این معنی خواجه دست در آب حوض انداخت و از آب بیرون چند
کاک گرم بیرون آورده حواله او نمود و نیز وقتی سلطان شمس الدین بادشاه دہلی که مرید با
ارادت آنحضرت بود والتماس حصول طعام غیب کرده خواجه فی الحال آستین مبارک جنبانید
و چند کاکهاے گرم از آستین ریخته شدند نقلست که روزے مجلس سماع در خانه خواجه حمید الدین
ناگوری بود چون سماع موقوف شد خادم بخدمت عرض کرد که بعد سماع طعام لازم است بخانه خواجه
حمید الدین طعام موجود نیست درینباب چه ارشاد فرمود که صحابرا بگو تا صفها کشیده بنشینند چون
نشستند خواجه برخاست و پیش هر کسے که آستین مے افشاند دو کاک گرم و حلواے تازه بیرون میریخت
تا همه اهل محفل سیر بخوردند و بعد از فراغت طعام اهل مجلس از خواجه التماس شربت کردند فرمود که شخصی
که زبان بشکر رسانید شربت هم عطا خواهد کرد درین اثنا شخصے بیگانه حاضر آمد و دو نیم آثار شکر
پیشکش کرد فرمود که ازین شکر کوزه شربت تیار کنند چون تیار شد از دست مبارک خویش
بحاضرین مجلس تقسیم فرمود و بعد تقسیم چون دیدند شربت بهمان قدر که در کوزه بود موجود بود نقلست
که وقتی در دهلی قحط عظیم افتاد و دانه هاے گندم چون دانه مروارید کمیاب شدند روزے از بیکاری
شاهزاده سعد الدین چیدن میده گندم برای پختن کاکها بر دوکان کاک پزی آوردند چون
کاک پزان کاکها را در تنور کردند از اتفاقات بکار دیگر مشغول گشت و کاکها سوخته شدند
پیادگان شاهزاده از سوختن کاکها بغضب آمدند و دستار در گردن کاک پز انداخته هر دو
بازویش بر پشت بستند و خواستند که پیش شاهزاده برند در آنوقت از اتفاقات خواجه را هم برین
گذر افتاد و بر حال زار کاک پز رحم آورده به بستگان شاهزاده ارشاد کرد که دست ظلم ازین بیچاره

بدار رسیده بهمین وقت کاکهای شما درست میشوند از استماع این معنی پیادگان تبسم کردند و گفتند که این مرد
دیوانه است که کاکهای سوخته را درست میکند فرمود که شما را باین معنی چکار شمار کاکهای درست شده
از نانگیر بیرون کاکهای سوخته را باز در تنور انداختند و همان تنور بند کرده و بعد ساعتی چون برآورده
دیدند که همه کاکها سرخ و سپید شده کما ینبغی برآمده اند چون این خبر بشاهزاده رسید بخدمت
خواجه حاضر آمده مرید گردید و بکمالات ولایت رسید نقلست که وقتی قاضی صادق و قاضی
عماد که از علمای مسند دهلی بودند و هنوز منصب قضا بایشان قرار یافته بود بعرض سلطان رسانیدند
که شیخ قطب الدین بختیار و شیخ حمید الدین ناگوری اینجا رواج سماع در دهلی جاری کرده اند
کنند و بسیار مسلمانان دهلی صاحب سماع شوند اگر اجازت شاه باشد متعرض حال این هر دو شیخ
شویم بادشاه گفت که در باب اعتراض شرعی حاجت اجازت نیست لیکن میدانم که شما را درین کار
سبکی ندامت خواهد رسید پس قاضی صادق و قاضی عماد روز دیگر بخانه خواجه حمید الدین
آمدند دیدند که حمید الدین در حالت وجد و خواجه قطب الاقطاب دست بسته ایستاده و مجلس سماع گرم
است چون حضرات خواجه در آنوقت بیست و دو ساله آغاز ریش مبارک هم بر نیامده بود هر دو
قاضی بخواجه‌ها طلب شده گفتند که در مذهب اهل تصوف امردان را نشاید که درین مجلس حاضر آیند
تا وقتیکه ریش بر نیاید خواجه فی الحال بسم الله الرحمن الرحیم خوانده هر دو دست خود بر روی
مبارک آورده همانوقت ریش پیدا شد و فرمود که ما امرد نه ایم بلکه مرد ایم هر دو قاضی ازین کرامت
منفعل شده باز گشتند و باز نزد بادشاه رسیده عرض پرداز شدند که اگر بادشاه ما را از احکام
شرع یعنی قاضی مقرر کند هر دو حضرات را در دیوان قضا طلب کرده در مسئله سماع با ایشان
مباحثه کنیم و بعد الزام شرعی ایشان را ازین کار باز داریم بادشاه همانوقت ملا صادق را بعهده
قضا و عماد را بعهده احتسابی مامور کرد چون ایشان این هر دو عهده مطابق دلخواه خود یافتند
بحضرتین گفته فرستادند که فردا شما هر دو حضرات برای بحث و تکرار شرعی مسئله سماع در دیوانخانه
قضا حاضر شوند حضرت قطب الاقطاب بجواب فرستادند که فردا روز عرس سالیانه خواجگان ما
است یکروز دیگر مهلت دهند تا سماع بشنویم پس فردا اگر خدا خواهد بحث سماع در دیوانخانه
قضا خواهد شد هر دو قاضی مهلت یکروزه بدین شرط قبول نمودند که فردا مجلس سماع نشود

در ہجوم اشخاص عام و خاص بوقوع نیاید و شما ہر دو حضرت یعنی خواجہ قطب الدین بختیار
و حمید الدین را اختیار حاصل است کہ با ہم نشستہ سماع بشنوند چون در آن ہنگام قلعہ دہلی
دو دروازه شرقی و جنوبی داشت و خانہ این ہر دو بزرگواران نیز اندرون قلعہ بود ہر دو
قاضی سرہنگان تند خو بر ہر دو دروازه قلعہ مامور کردند و حکم دادند کہ فردا احدے را نگذارند
کہ از مریدان و خادمان یاران ہر دو حضرات اندرون قلعہ بیاید روز دیگر حضرت
خواجہ حکم عام نافذ کرد کہ ہمہ مریدان و خادمان وغیره صوفیان در مجلس سماع حاضر شوند
و طعام ہم از دیگر روز ہاے عرس بفراغت پختہ شود و ہر گاه احدے از پاسبانان دروازه قلعہ
و ہر کسے در دل نیارد کہ او سبحانہ تعالی امروز دیده ہاے پاسبانان از دیدن مریدان و خادمان
نابینا گردانیده است پس ہمچنان بوقوع آمد کہ ہزار ہا کس از طالبان و مریدان و خادمان
و یاران ہر دو بزرگوار از ہر دو دروازه قلعہ داخل شده بمجلس سماع حاضر شدند و احدے از
پاسبانان مزاحم حال ایشان نشد و ہمان روز شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی از ملتان و شیخ
جلال الدین تبریزے داخل دہلی شده رونق افزود محفل سماع گردیدند چون آواز ہاے قول
قوالان و تواجد درویشان غلغلہ عظیم برپا شد و صداے آن بگوش ہر دو قاضی رسید بر گماشتگان
دروازه ہا غضبناک شدند ایشان معذرت کرده قسم یاد کردند کہ از دروازه ہاے قلعہ بر ہر دو
تا احدے از صوفیان داخل قلعہ نشده است [illegible] ہجوم مردم [illegible]
جمع شده است پس قاضی صدر جہان و عماد [illegible] از راه [illegible]
کہ امروز اجتماع مردم بکثرت است [illegible] ایشان [illegible]
این ہمہ خلق ایشان را بر حرمت سماع قائل میکنیم پس ہر دو قاضی باتفاق [illegible] منزل
خواجہ رسیدند و دیدند کہ حضرت خواجہ در تواجد و خواجہ حمید الدین دست بستہ [illegible]
ناگاه نظر خواجہ حمید الدین بر ہر دو قاضی افتاد و فرمود کہ اے بیدردان [illegible]
سماع و سماع دانان درویشان نیست ہمانجا باشید پس ہر دو قاضی ہر چند [illegible]
قدمے از آنجا بردارند ممکن نبود کہ زمین بحکم ربانی قدم ایشان [illegible]
تا دو ساعت ہمانجا استاده ماندند چون حضرت خواجہ را از تواجد افاقت شد قاضیان [illegible]

و صادق مخاطب شده فرمود که ای برادران بیائید وداع شوید که عنقریب شما را سفر آخرت در پیش است بار دیگر لذت سماع هم بچشید که در دل شما حسرت افسوس باقی نماند پس هر دو قاضی حمیدالدین خواجه در مجلس سماع در آمدند و از غایت تاثیر صحبت آن پیران پیر لذت سماع بیهوش شدند چون بهوش آمدند از کردارهای خویش پشیمان شده سر در پای حضرتین آورده مستدعی سماع لقا می شدند فرمودند که حالا وقت از دست رفته و تیر از کمان جسته باز بدست نمی آید آمادگی سفر آخرت کنید پس هر دو قاضی از آنجا خائب و خاسر برخاسته بخدمت پادشاه حاضر آمدند و سرگذشت خویش بیان نمودند سلطان ایشان را ملامت کرده در خشم گفت از عهده قضا صدر جهانی معزول نمود و بهمان شب آن هر دو یعنی قاضی و صدر جهان از جهان فانی رخت اقامت بعالم بقا بربستند و درج کتاب اخبار الاخیار و سیر الاقطاب وغیره است که شخصی از مریدان خواجه بختیار خواجه رئیس نام داشت شبی در خواب دید که درگاهی است عالی و خلقی انبوه پیش دروازه آن بارگاه اجتماع دارد و شخصی کوتاه قد بار بار اندرون درگاه میرود و بیرون می آید و پیام هر یک بخدمت پادشاه آن بارگاه گذارش میکند رئیس از حاضرین آن مقام و آرام پرسید که این درگاه و از کدام پادشاه عالیجاه است و آن مرد کوتاه قد را نام چیست گفتند بارگاه والا جاه حضرت شاه رسالت است که اندرون تشریف میدارد و این مرد کوتاه قد عبدالله مسعود است که پیام خلائق بخدمت حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم گذارش میکند چون این شنید بخدمت آن مرد پیام گذار رفت و گفت بخدمت حضرت شاه نبوت عرض کنید که رئیس خادم خواجه قطب الدین بختیار بارادهٔ زیارت بر دروازه فیض اندازه حاضر است عبدالله مسعود اندرون رفت و باز آمد و گفت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم میفرماید که ترا هنوز اهلیت آن پیدا نیست که مرا ببینی برو و سلام ما بخواجه قطب الدین بختیار برسان و بگو که هر شب تحفه برای ما میفرستادی اکنون سه شب گذشت که نرسیده مانع آن بخیر باد خواجه رئیس چون بیدار شد احوال خواب بخدمت آنجناب با دیدهٔ پرآب عرض کرد باستماع این خواب آنجناب فی الحال برخاست و وضو تازه کرد و سه هزار بار درود بروح پرفتوح جناب رسالت مآب فرستاد و قبل ازین که تا سه روز درود نخوانده بسبب این بود که خواجه عروسی بنکاح خود آورده بود چون

تا نسبت بنا بر تشنیع آن اشتغال داشت تحفه صلوة که هر شب سه هزار بار بحضرت رسالت پناه
میخواند ترک شد چون باعث ترک صلوة آن عروس جدید بود فی الفور او را طلاق داد
فارغ البال شد و در فوائد الفواد است که سلطان المشائخ نظام الدین دهلوی اکثر اوقات
از غیاث پور بزیارت روضه متبرکه خواجه قطب الدین بختیار تشریف میبرد روزی بخاطر آورد که
آیا از آمدن بنده حضرت خواجه هم آگاه باشد یا نی چون نزدیک مزار پر انوار رسید دید که
خواجه نسیم مبارک بر چهره مزار تشریف میدارد و تبسم شده این بیت بزبان گوهر فشان خود
بخواند شعر مرا زنده پندار چون خویشتن * من آیم بجان گر تو آئی بتن * منقولست که چون
حضرت خواجه رونق افزای دهلی شد اجتماع مریدان و طالبان حق بدروازه فیض آثار
بحدی رسید که هزار در هزار خلق هر وقت حاضر خدمت با برکت میبود و خواجه نجم الدین صغری
که خلیفه خواجه عثمان هارونی و برادر خواجه بزرگ بود در دهلی سکونت داشت برین رونق بازار
خواجه حسد میبرد درین اثنا خواجه بزرگ از اجمیر بدهلی تشریف آورده همه صغیر و کبیر شهر برای
بخدمت خواجه حاضر شدند الا خواجه نجم الدین صغری که حاضر خدمت حضرت خواجه نشد خواجه
بزرگ از راه عنایت بزرگانه بذات مبارک خود در خانه نجم الدین صغری قدم رنجه فرموده
باعث رنجیدگی استفسار نمود گفت که شما قطب الدین خلیفه خود را در دهلی گذاشته اید که همه
مردم شهر مرید او شده اند چنان هجوم دارند که کسی دیگر را برگ سبز هم یاد نمی کند خواجه بزرگ از شنیدن این
سخن ناخوش شد و بخواجه قطب الدین فرمود که بابا قطب الدین شما همراه ما باجمیر بروید که
مردم از بودن شما درینجا ناراض اند پس خواجه قطب الدین حسب الارشاد بزرگان بعزم اجمیر همراه
آنجناب بیرون آمد شهر دهلی از اکابر و اصاغر و زن و مرد چون ازین حال خبر یافتند همراه
روان شدند و هر جا که خواجه قطب الدین قدم می نهاد خاک آنجا بر داشته بر سر و چشم میگذاشتند و نوحه میکردند
خواجه فریاد میکردند که شنیده خواجه قطب الدین را ازینجا میبرند
حضرت خواجه بزرگ چون این حال مشاهده کرد فرمود که بابا قطب الدین تو همینجا باش که مردم
خاک پای ترا نمیگذارند چنانچه خواجه بدستور رونق افزای دهلی ماند چون چند سال برین حال بگذشت
خواجه بزرگ ازانجا بسوی اجمیر طلب کرده و کلاه و دستار گوهر بار خود از دست خود بپوشید

خویش بوسه عطا نمود و عصای شیخ عثمان هارونی و مصحف و مصلا و خرقه نیز مرحمت فرمود و ارشاد
کرد که این امانت از حضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والتحیة بما رسیده حق او بجا آوردیم تو نیز حق اینها
نیکو بجا آر که بروز قیامت روبروی شاهنشاه نبوت شرمسار نباشم این بفرمود و باز بدهلی رخصت کرد
و بعد رسیدن خواجه بمقام دهلی بعد هشت روز واقعه جانگزای حیرت افزای خواجه بزرگ بوقوع آمد.
نقلست که شاعری متخلص بناصر از ماوراءالنهر بدهلی آمد و قصیده در مدح سلطان شمس الدین
تصنیف کرده بخدمت خواجه حاضر شد و استدعا نمود و نذر کرد که آنچه از سلطان انعام حاصل
کنم نصف آن بدرویشان نذرانه پیش کنم خواجه حسب مدعای وی فاتحه خیر خواندند و فرمود
که انشاء الله انعام وافر خواهی یافت چون ناصر شاعر قصیده بحضور بادشاه گذرانید سلطان
چند ابیات قصیده که پنجاه و هشت بودند پنجاه و هشت هزار تنگه نقره بشاعر عطا کرد وی نصف از آن
حسب اقرار خود بخدمت حاضر آورد قبول نفرمود همه او بوی ارزانی داشت **ذکر بعضی خلفا**
حضرت قطب الاقطاب شیخ فرید گنج شکر که مذکور شد ازآن شیخ بدرالدین غزنوی و شیخ برهان الدین
بلخی و شیخ ضیاء الدین رومی و سلطان شمس الدین التمش بادشاه دهلی و شیخ آبا بخری بخری و مولانا
فخرالدین حلوائی و شیخ احمد تمامی و شیخ حسین و شیخ فیروز و شیخ بدرالدین موتاب برادر
شیخ شاهی موتاب و شاه خضر قلندر و شیخ نجم الدین قلندر و خواجه بهیرو و شیخ سعدالدین و شیخ
محمود میاری و مولانا محمد مباجری و سلطان نصیرالدین ناز و قاضی حمیدالدین ناگوری و مولانا
شیخ محمد و مولانا برهان الدین حلوائی و شیخ شرف الدین ابوعلی قلندر و مولانا شمس الدین و مولانا
سید و شیخ صوفی بدهنی و شیخ جلال الدین ابوالقاسم تبریزی که اول خرقه خلافت از ابوسعید
تبریزی یافت و بعد ازان فیض باطنی از خواجه قطب الدین حاصل نمود و شیخ نظام الدین
ابوالموید و شیخ تاج الدین منور اوشی رحمة الله علیهم اجمعین خرقه خلافت از آنحضرت یافتند **نقلست**
که روزی خواجه قطب الدین بسواری چندول بیرون شهر تشریف می بردند چون بجائیکه
حالا روضه منوره آنحضرت است رسید چندول را ایستاده کرده تا دیر در مراقبه ماندند و فرمودند
که ازین خاک مرا بوی محبت می آید پس مالک زمین را طلبیده بمعاوضه قیمت وافر و انعام کثیر
خرید کرده فرمود که مدفن ما درین مقام خواهد شد انشاء الله تعالی و در کتاب سیر الاقطاب و غیره

کتب سیر الاقطاب احوال انتقال خواجه بدین عبارت تحریر است که روزی در خانقاه [illegible] خواجه
مجلس سماع گرم بود و قوالان این بیت میخواندند بیت عاشق روی تو کجا بیند کسی
روی تو کجا باید خلاص چون خواجه را از استماع این قول حالتی پیدا شد قوالان این بیت شیخ
[illegible] احمد جام که بحضور [illegible] صلاح الدین [illegible] کریم الدین [illegible] ناصر الدین [illegible] خوانان این
بیت آغاز کردند بیت کشتگان خنجر تسلیم را * هر زمان از غیب جان دیگر است از استماع این بیت
حالتی بحال آن اهل کمال طاری شد که چه بیت [illegible] و بقدر [illegible] بالا میرفت باز بزمین
می آمد تا سه روز همین حالت در پیش ماند البته بوقت نماز بهوش می آمد و بعد ادای نماز باز بتوجه
قول مشغول بود از سه روز از زبان مبارک خواجه بغیر تسبیح اسم ذات جاری نبود قطره قطره خون [illegible]
رفت و از آن قطرات هر قطره که بر زمین میافتاد نقش الله منقش میشد بعد از چهار روز
از هر مو و هر [illegible] سبحان الله برآمدن آغاز شد و از قطرات خون کلمه سبحان الله [illegible]
تحریر میگشت و هرگاه که قوالان میگفتند کشتگان خنجر تسلیم را حضرت خواجه [illegible] از جهان
در میگذشت و [illegible] میگفتند هر زمان از غیب جان دیگر است از زنده
میشد و از زمین می جست و چون مرغ نیم بسمل می طپید آخر بتاریخ چهاردهم ماه ربیع الاول که
روز پنجم از آغاز سماع بود و قوالان [illegible] مصرع ثانی با تمام [illegible] فرمود [illegible] جان
بجان آفرین سپرد [illegible] از حاضرین بانگ [illegible] برخاست چون جنازه [illegible] سلطان
شمس الدین التمش پادشاه [illegible] که مرید خاص [illegible] خواجه بود و دیگر فقرا و خلفا و مشائخ
و خوانین [illegible] و جمیع عوام سکنان دهلی اجتماع کثیر نمودند خواجه ابوسعید گفت که حضرت خواجه
وصیت کرده بود که امام جنازه [illegible] کسی باشد که هرگاهی ازار [illegible] حرام نکشاده باشد سنت
عصر و تکبیر اولی فرائض [illegible] هرگاهی از و ترک نشده باشد باستماع این سلطان شمس الدین دیر
خاموش ماند که تا دیگر کسی موصوف بدین صفات از حاضرین [illegible] پیدا گردد و امام جنازه خواجه کسی
شود و چون هیچکس پیدا نشد ناچار خود سلطان بامامت پیش آمد و گفت که میخواستم که کسی را بر
حال من اطلاع نباشد لیکن چون خواجه چنین حکم داده چاره ندارم پس نماز جنازه ادا کرد و از یکجانب
جنازه را خود برداشت و از طرف دیگر از اولیاء الله برداشته و بمدفن مقدس آورده دفن کردند

وفات جناب قطب الاقطاب بقول صاحب سفینة الاولیا و اخبار الاولیا و سواطع الولایت وغیره کتب الارتب بتاریخ چاردهم ماه ربیع الاول سن ششصد وسی و چهار هجری ۶۳۴ وسن عمر پنجاه و دو سال صاحب مخبر الواصلین سال وفاتش ششصد و سی و سه تحریر نموده لیکن قول اول مقرون بصدق و بالاتفاق اهل تواریخ است از مولف

جناب شیخ قطب الدین دینی	اگر بود او مقتدای شیخ و شاب	اتم لدینی رقم کن تو بتاریخ
بگو هم عاشق سالک در یاب	بجو تاریخ وصالش ای جناب	بیا ای دل ... قطب الاقطاب
دگر تاریخ او جنت مقام است	دو بار اتما الاسرار در یاب	الاتها اکرم النفس قطب دین
کسی مقبول مرحوم مغفور او بود	بتاریخ ترحیل آن شاه دین	ابر ما که نور علی نور بود
القصا شیخ قطب الدین ...	مقتدای ... دو جهان	...
...	...	...
قطب قطب الدین ... کامل	سرور ... تاریخ ...	... القمیص

پادشاه ... پادشاه ... عادل وسلطان کامل کمال از خلفای نامدار و مریدان با اعتبار ... قطب الدین ... محبوبان و منظوران خواجه معین الدین حسن سجزی نیز بود و کمال اعتقاد و محبت بسلسله اهل چشت ... سر رشته پیدا کرد و اگرچه بظاهر بتعلق پادشاهی پرداخته لیکن از اول فقیر و منیب بود و کم خوردی و کم خفتی و شبهای دراز بیدار بودی و اگر قدری خواب کردی همان زمان بیدار شدی و جای کار و با تکلیف غلامان و نوکران خود ندادی بحدیکه چون شب بیدار شدی آب از چاه خود کشیدی و وضو کردی در عاندوختی که احدی را از متعلقان خود بی آرام کند و به آخر شب لباس پوشیدی و بخبر گیری رعایا در شهر گردیدی و علما و صلحا و صوفیا گنج فراوان بخشیدی و بنظر لوی که در آمدنگی زر خالص پر کرده بالای آن دانه گندم انداختی و بیلما نان بخشیدی با سعادت در پرده بنظر آید و داخل رباط شد و حوض کلان شمسی که در دهلی شهرتها دارد بنا کرده وی است چون شمس مستعد تعمیر حوض گشت در فکر این معنی بود که بکدام جای در مقام تعمیر حوض بپردازد در همین فکر بود که شبی حضرت شاه رسالت صلی الله علیه وسلم

از نظم انوار ... یقینی ... ابن نصر الله ... قطب الدین ... خواجه ... آن ... قطب الدین ... نقش ... ابن ... از ...

در خواب دید که سواری اسپ بجائیکه تعمیر حوض بوقوع آمد ایستاده است و بوے
مخاطب شده فرمود که اے شمس الدین درینجا حوض تعمیر کن و در آنوقت اسپ آنسرور پا
دست بر زمین برد و چشمه آب نمودار گردید و حضرت پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام فرمود که در
هیچ مقامی ازین شهر آب لذیذ و خوشگوار نخواهد بود و پس پادشاه علی الصباح در آنجا رسید و بچشم
ظاهر هم معاینه کرد که بجائیکه اسپ رسول صلی الله علیه وسلم سم خود زده بود آب جاری است
سلطان از اسپ فرود آمده قدرے از آن آب بخورد و همراهیان نیز خورانید و بنا نهاد و بر آن
کنده گی حوض با بکاران نمود و فقا [illegible] سلطان شمس الدین از بزرگ
زادگان ترکستان است [illegible] حوادث روزگار بحالت گرفتاری از وطن [illegible]
افتاده [illegible] جان [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] گشت چون سلطان [illegible] الدین ایبک [illegible]
[illegible] شمس الدین [illegible]
[illegible] چون سلطان قطب الدین ایبک [illegible]
و قطب الدین [illegible] امیر علی [illegible]
که رکن سلطنت بودند [illegible] سلطان شمس الدین [illegible]
بر تخت [illegible] در سال ششصد و هفت هجری پادشاه [illegible]
[illegible] گشت چنانچه [illegible] از [illegible]
[illegible] فتح یافت [illegible]
مفتوح ساخته [illegible]
[illegible] آنجا [illegible] آورد [illegible] ازانجا [illegible]
در [illegible] مسجد قوة الاسلام که تعمیر او بود [illegible] الملک [illegible]
هر [illegible] عالیشان این پادشاه [illegible] بجا آورد [illegible]
سلطان [illegible] ماه شعبان سال ششصد و سی و چهار [illegible] سنه [illegible] سال
ششصد و [illegible] از [illegible] و [illegible] بقیه [illegible] بیست و هشت سال

بر تخت دهلی ... در اکبرآباد و در دهلی بعقب ... تا سلام ... گشته ... [illegible]

شمس دین بادشاه عالمگیر	شه چو از دنیا بملک جنان	شمس دین حق بگو تاریخ او
... شمس دین ...	بنده حق شمس دین محمد گزین	نیز شمس الاصفیا او هم بگو
اصفیا ... شاه ...	... چو ولی زاده ...	بتاریخ وصال آن شه دین
... شمس دین ...	اصفیا شمس دین بادشاه ...	یا منت جو ولی زاهد ابر بهشت یار
ماه ... جلال شمس الدین	جلال جلیل می شده آنها ...	هم بتاریخ رحلت آن شاه
گشته ولی ... [illegible]		

شیخ جلال الدین تبریزی قدس سره از عظماء

مشایخ خاندان چشتیه اهل بهشت است که فیض عام و فائده تام از خواجه قطب الدین بختیار اوشی یافته بعضی مشایخ عظام وی را از مشایخ کرام خانواده عالیه سهروردیه شمار کرده اند در کشف و کرامت بینظیر بود و در ترک و تجرید بیمثال او را هفت سال در صحبت شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی مشرف بوده بکمالات رسید اگرچه شیخ جلال الدین تبریزی از مریدان شیخ ابو سعید تبریزی بود لیکن بعد از انتقال شیخ ابو سعید بصحبت شیخ ... جلال الدین سهروردی شیخ الشیوخ حاضر شده کار خود بکمال رسانیده بود لیکن در صحبت خواجه معین الدین حسن سنجری و خواجه قطب الدین اوشی بهاندر بهره فیض صحبت اندوخته یکی از خلفای طریقه عالیه چشت نامور شد منقولست که چون شیخ شهاب الدین سهروردی بسفر حجاز رفتی شیخ جلال الدین همراه او بودی و دیگدانی تیار کرده بطوریکه دیگدان بر آتش بر سر نهاده دیگ هم آتش در سر نگاه داشتی و بر آن دیگدان دیگ طعام گرم ... بر سر نهاده رفتی هر وقت که طلب کردی طعام گرم و تازه بخدمت حاضر آوردی و از شیخ اوحد الدین کرمانی منقولست که وقتی در سفر کعبه ام همراه شیخ جلال الدین تبریزی بودم چون بصحرا بنی لام رسیدیم راهی از بس صعب بود از پیاده رفتن عاجز آمدیم و در میان تجاران گله شتران تیز رفتار آورده بودند و هر شتری را بیست اشرفی قیمت کردند از اهل قافله هر یکه مالدار بودند شتر خریدند و باقی دل بر هلاک نهاده با پیاده روانه شدند شیخ جلال الدین چون این حال دریافت حال شتران کرد معلوم شد که پانصد شتر دیگر نزد تجاران باقیست

پس از شیخ دیگ خالی که دران طعام می‌پختند طلب کرده و یک اشرفی دران دیگ پنهان
داد و آن دیگ بچادر پوشیده بسر بابا آدم بالتلطف میخواند و بیت در دیگ بنگرید بیت اشرفی
بیرون می‌آورد و همچنان قیمت آن بسیار ادا کرده بار تا غایت عطا فرمود تا همه اهل قافله
سوار شدند و هیچ‌کس پیاده نماند گویند که چون شیخ جلال الدین تبریزی بدهلی
تشریف آورد سلطان شمس الدین التمش باستقبال او برآمد و دران ایام شیخ الاسلام دهلی شیخ
نجم الدین صغری بود او نیز همراه سلطان بود سلطان چون شیخ را بدید از اسپ فرود آمد پیاده
پیش رفت و [illegible] آن حال [illegible] سلطان و نجم الدین صغری فرمود که حضرت شیخ را بجای فرود آرید که
نزدیک تر از مقام من باشد از استماع این سخن نجم الدین را [illegible] در پهلوی قصر شاهی
خانه بود که دیوان در آنجا ساکن بود و مردم [illegible] مقفل بودی بیت الجن میخواندند آخر نجم الدین
[illegible] سلطان عرض کرد که اگر اجازت باشد شیخ جلال الدین را در بیت الجن فرود آریم چرا که
اگر ولی است آزاری نخواهد یافت و اگر مدعی و دروغ است بسزا خود خواهد رسید چون سلطان
[illegible] پرداخته بود که شیخ جلال الدین بنور باطن ازین حال واقف شده فرمود که کلید بیت الجن
[illegible] بیارید چون کلید حاضر شد در والی خادمی نمود گفت که در بیت الجن برو و آواز ده که ای جنان
[illegible] شیخ جلال الدین تبریزی درینجا می‌آید شما راه خود پیش گیرید و خود در آنجا نه
[illegible] نزول اجلال کرد چون قدر و منزلت شیخ روز بروز پیش سلطان در ترقی بود
نجم الدین [illegible] در آتش حسد و حقد [illegible] آن بود که [illegible] شیخ جلال الدین
[illegible] و ازین جا و [illegible] تا آنکه [illegible] شیخ جلال الدین در بیت الجن [illegible]
مبارک پوشیده بر چارپائی [illegible] و غلامی ترکی خوب [illegible] مبارک میمالید آن وقت شیخ نجم الدین [illegible]
از بالا قصر سلطانی [illegible] سلطان [illegible] گفت که سلطان [illegible]
درین وقت که [illegible] شیخ [illegible] نماز [illegible] بس عقل [illegible] میخواند که خالی
از شهوت باشد شیخ ازین حال [illegible] آگاه شده چادر از روی مبارک برانداخته آواز کرد
گفت که نجم الدین اگر [illegible] این غلام را در بغل من می‌یافتی نجم الدین از وقوع اینحال
بسیار منفعل [illegible] از آزار دادن شیخ باز نیامد و اراده آن کرد که تهمتی عظیم بر پاکی شیخ [illegible] دهلی

به بدترین احوال برد و خاطر سلطان بکلی از طرف شیخ پریشان گردد پس بهشتی بر انگیخت که در
شهر دهلی مطربه زنی بود جمیله و فاحشه که امرا و ملوک را بدان میلی تمام بود و گوهر نام داشت
نجم الدین او را نزد خود طلبید و گفت که اگر تو بزنا و فسق شیخ جلال الدین معترف شوی پیش پادشاه
و اقرار کنی که شیخ جلال الدین با من زنا کرده است پانصد دینار زر سرخ ترا خواهم داد
و بجمله آن نصف پیشگی ادا نمود و نصف باقی بر دوکان احمد نامی بقال امانت نهاد تا بعد
انجام کار از وی بگیرد چون کار این بهتان بخوبی استحکام یافت نجم الدین آن فاحشه را نزد
سلطان برد و تقریر زنا بنسبت شیخ زبانی آن زن بسمع سلطان رسانید سلطان گفت
که این زن اقرار زنا از زبان خود میکند لائق تعزیر است هنوز اثبات جرم زنا بنسبت شیخ بثبوت
نرسیده و دیگر خود مدعی شده و حالا حاکمی دیگر میباید که درین باب حکم کند چه تجویز شد که بهر
تحقیقات این مقدمه حالی از مشایخ عظام جمع گردد و بعد تحقیق حال بنسبت هر کسی که جرم ثابت
گردد لائق تعزیر است چون فیما بین شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی و شیخ جلال الدین کشیدگی بوقوع
آمده بود نجم الدین صغری شیخ بهاء الدین زکریا را از طرف خود برگزید و حکم ساخته امید داشت
که شیخ بهاء الدین بسبب رنجش خاطر خود حکم خلاف شیخ جلال الدین درین باب خواهد داد چون
شیخ بهاء الدین از ملتان بدهلی رسید بعد ادای نماز ظهر جمله مشایخ عظام در مسجد جامع آمدند و شیخ
نجم الدین آن مطربه را حاضر آورد و خادمی بطلب شیخ جلال الدین فرستاد چون شیخ تشریف آورد
و بدر دروازه مسجد پاپوش از پای کشید همگی مشایخ باستقبال وی شتافتند و شیخ بهاء الدین کفش
شیخ جلال الدین بدست مبارک خود برداشته در بغل خود گرفت باز وقوع این حال همه حاضران مجلس
حیران ماندند شیخ بهاء الدین فرمود که مرا واجب است که خاک کفش شیخ جلال الدین را سرمه
چشم خود کنم که شیخ جلال الدین تا هفت سال در سفر و حضر با شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی
پیر و مرشد من صحبت داشته پس آن مطربه را در برابر خود طلب کرد و گفت که بار آخر از حق بترس
ای لعبتک تا حالا تمام احوال راست راست بگو ورنه جان بسلامت نخواهی برد مطربه باواز
بلند گفت که حق سبحانه و تعالی حاضر و ناظر است که این همه محض کینه شیخ نجم الدین صغری [illegible]
که نصفی از آن گرفته ام و نصفی باقی نزد احمد بقال امانت است بنسبت شیخ جلال الدین دروغ

[illegible]

را افترا و تهمت ناحق بسته ام چنانچه احمد بقال این اهم و در آن محضر حاضر آورده بود و هم بجواب شیخ گواه دو
و بیچاره زینا امانت و تهمت نجم الدین کبری داده بود تهمت بر وی داشته بود و شرم هم بود و انده دراز او
از غایت انفعال شیخ نجم الدین بخود گشت و سلطان بعد از آن بها فوقت او را از عمل شیخ الاسلامی
معزول نمود و بجای ایش شیخ بهاء الدین زکریا مقرر گشت چون این قضیه بحضرت با تمام رسید شیخ جلال
در دهلی نماند و بجانب بداؤن آمده متوجه گشت و بعد رسیدن در بداؤن چند روز بر لب
آب که نزدیک شهر بداؤن است با اصحاب خود نشسته بود که از آنجا برخاست تجدید وضو کرد
و گفت ای درویشان بیایید تا نماز جنازه شیخ نجم الدین صغری بگذاریم که او همین ساعت در دهلی
انتقال کرده است پس نماز جنازه او بخواند و گفت که اگر من بوجه تهمت او از شهر دهلی بدر
آمده ام لیکن او هم بعقوبت پیران کبار من از جهان بدر رفت بعد چند روز خبر رسید که بهمان ساعت
روز که شیخ جلال الدین در بداؤن نماز جنازه شیخ نجم الدین بخوانده بود از جهان فانی
انتقال کرده بود و ذکر شاگردی خواجه بهاء الدین زکریا ملتانی با شیخ جلال الدین تبریزی
بطریق در کتب الاریب بنظر در آمده که هر دو شیخ بزرگوار باتفاق باهم سیاحت بسیار کرده اند
تا وقتیکه در نیشاپور که در آنجا شیخ فرید الدین عطار بود رسیدند شیخ بهاء الدین از شیخ جلال الدین جدا
شد و شیخ بهاء الدین بهمراه شیر شهر نیشاپور برون آنگاه که شیخ جلال الدین در لقاء شیخ
فرید الدین رفته بود چون فرید الدین را دید محو انوار کمالات او شد چون بخوانگاه باز آمد شیخ
بهاء الدین ذکر کرد که امروز شاهبازی دیدیم که از معاینه جمال با کمال او از خود رفتم شیخ بهاء الدین
فرمود که در آن وقت اوراد کمال مرشد خود را هم یاد آوردی ای گفت چنان محو تماشای جمال او
شدم که از هیچ کس خبرم نبود شیخ بهاء الدین را این سخن ناگوار آمد از آن روز ترک صحبت شیخ جلال الدین
نمود نقلست که روزی شیخ جلال الدین تبریزی در بداؤن بدهلیز خانه خود نشسته بود که شخصی
سبد جغرات فروشی در رسید شیخ را نظر بر وی افتاد در فی الحال زبان بتجدید اسلام برکشود
شیخ او را بنام علی موسوم کرد و در خانه خود رفته هر قدر که زر نقد داشت بدست شیخ آورد
و عرض کرد که من از سر ملک این مال درگذشتم هرجا که خواهید صرف کنید فرمود که این مال را
نزد خود نگاه دار هرجا که بگویم صرف کنی پس آن همه زر را هم بصرف انداخت شیخ در آمدن بهر کسیکه

عنایت کردی مگر از ده درهم نه داشت تا بعد یکی یک درهم نزد علی باقی بماند علی در دل خود
اندیشید که حالا هم اگر شیخ حکم عطای ده درهم بمن نماید خواهد کرد از کجا خواهم آورد همدرین
اثنا سایلی در رسید شیخ فرمود که ای علی یک درهم که پیش تو باقیست باین سایل بده نقلست
که فیمابین قاضی کمال الدین جعفری و شیخ جلال الدین کدورتی بود روزی شیخ در خانهٔ قاضی کمال الدین
تشریف برد قاضی در نماز بود از خادمان حال قاضی پرسید گفتند که در نماز است فرمود که قاضی
شما نماز خواندن میداند این بگفت و بمنزل خود مراجعت نمود روز دیگر قاضی بخدمت شیخ رفت و از
سخن دیروز که شیخ در باب نماز قاضی گفته بود شکایت آغاز نهاد فرمود که آن نماز فقرا نیست
که تا کعبه را بچشم نه بینند تکبیر اولی نگویند و این نماز در جداول ایشان نیست چون بمرتبهٔ عظیم
برسند بیرون عرش عظیم نماز کنند اگر شما را هم اینچنین بمرتبت نماز کردن میدانید و الا فلا قاضی چون
این سخن بشنید در دل خود پیچید و هیچ نگفت پس بعد از آنکه شب قاضی بخواب دید که شیخ جلال الدین
بر عرش معلی نماز میکند علی الصباح بخدمت حاضر آمد و عذرها خواست سیف الدین پسر خود را
بیعت شیخ مشرف ساخت نقلست که چون شیخ جلال الدین از بداؤن عزیمت سمت
بنگاله کرد علی نو مسلم که بعین عنایت شیخ خلعت اسلام پوشیده و در حلقه درویشان شده بود در پیاده
آنحضرت میدوید و گریه میکرد شیخ فرمود که ای علی برگرد گفت بی خواجه درین مقام ماندن منظور ندارم
فرمود که برو من این مقام را حواله تو کردم و ترا قطب این شهر گردانیدم و من هر وقت پیش تو حاضر
خواهم ماند میان من و تو جدائی نخواهد بود پس همچنان بوقوع آمد که علی قطب وقت شد و هر وقت
که خواستی صورت شیخ را پیش خود حاضر یافتی و شیخ چون در بنگاله رسید تمام مخلوق آن دیار رجوع
آوردند شیخ در آنجا خانقاهی بساخت و مقیم شد و چند باغ و زمین زر خرید نموده لنگر عام برای
خدام و خاص و عام وقف کرد و هزارها مسافر و مقیم از خوان نعمت آن کریم نان میخوردند و در آنجا
بتخانهٔ قدیم بود شیخ بکرامت خود آن بت ها را بشکست و در آنجا مسجدی بنیاد نهاد و بت پرستان
خدا پرست گردانید چنانچه مزار پر انوار شیخ بجائی میان بتخانه واقع است و در جامع الکلم که از
ملفوظ سید محمد گیسو دراز است منقول است که شیخ فرید الدین گنج شکر در خورد سالی ایام مسعود
بود ... مردم و پیر قاضی بچه دیوانه میگفتند بلکه پیر شیخ جلال الدین هم در شهر مسکن

شیخ فریدالدین رحمة الله علیه رسید که در آنجا درویشی است گفتند که کودکی دیوانه ایست که در
مسجد جامع میباشد شیخ جلال الدین بدیدن وی رفت و یکی انار که بدست داشت پیش شیخ
فریدالدین نهاد و چون شیخ فریدالدین روزه دار بود انار را شکست بحاضرین مجلس تقسیم نمود
یک دانه انار از اتفاقات در آنجا افتاده ماند وقت افطار بآن روزه کشاد و بمجرد خوردن
ترقی حالاتش مزید مدارج کرد و دهشت از یکی بیهوش شد گفت افسوس که آن تمام انار نخوردم چون بحضرت
خواجه قطب الدین بختیار رسید این ذکر بخدمت آنحضرت کرد هر دو باره از علم خود بوده آن انار نصیب
نمود شیخ فرمود که با فرید هر چه که بود همه در آن یک دانه بود که برای تو باقی مانده بود وفات
آن جامع البرکات در سال ششصد و چهل و دو هجری است **از مولف**

شد چو از دنیا جلال الدین بخلد — سال وصل آن شه والا مکان
زبده دین صاحب التوحید گو — نیز اکبر جلال الدین بخوان

شیخ محمد ترک نارنولی قدس سره

وطن اصلی وی ترکستان است و از آنجا در دیار هند آمده بمقام نارنول قیام کرده چه پیر ترک و سلطان
ترک اشتهار داشت و وی از خلفای عظام و مریدان خاص شیخ عثمان هارونی بود و خرقه
خلافت از دست خواجه بزرگ معین الدین حسن سنجری نیز پوشیده مدتی در نارنول سکونت
داشت و خلق خدا را براه راست آورد و چون در اوایل اهل هنود در نارنول بسیار فرو نشسته بودند
و مسلمانان همراهیان شیخ اندک بودند هنود وان در صدد آزار می شدند که مسلمانان را تکلیف
رسانند و منتظر وقت بودند تا آنکه روز جمعه مسلمانان برای ادای نماز عید بیرون شهر رفتند
چون در نماز قیام کردند هنود وان وقت را غنیمت دانسته بر اهل اسلام تاخت آوردند بسیاری را
از مسلمانان در حالت سجده شهید کردند و حضرت شیخ هم بهمان زخم شربت شهادت چشیده در
مسکن خاص خود مدفون شد و در آن شهر شهدای بسیار آسوده اند لیکن از آنجمله شهیدان
بزرگ یکی شهید بلند که مزارش بر بلندی است و دوم شهید در نشیب که مرقد مقدس وی
در پستی است از همه بزرگان شهدا نامی گرامی اند و خوارق و کرامات تا حال از خاک پاک
ایشان جاریست از مزار پر انوار ایشان اکثر اوقات آواز تلاوت قرآن بروز پنجشنبه
و جمعه می آید و **صاحب اخبار الاخیار** میفرماید که یکبار شیخ نصیرالدین محمود چراغ

دهلی را بادشاه آگاه بجانب شیخ روانه ساخت شیخ برای نارنول متوجه بهمت شد چندگشت چون
بفاصله یک کروه از نارنول رسید از چوڈول فرود آمد و با پیاده متوجه نارنول شد چون در
مقبره شیخ رسید در ان مقبره سنگی کلان مقابل قبر شیخ نهاده اند زبانی آن سنگ متوجه شده
ایستاده ماند بعد از ان بزیارت مزار پیر در خت چون فارغ شد شخصی سبب اشتغال نمود فرمود که
نسبت خدمتگاران که خداوند بوجه نحوی رضانه اش بیاید اول من که در ضل روضه شدم دیدم که روح
پرفتوح حضرت شاه رسالت صلی الله علیه وسلم برین سنگ مثل آفتاب جلوه گر است تا وقتیکه صورت
مبارک آنحضرت روبروی من بود متوجه سنگ بودم من بعد بزیارت مزار پر انوار شیخ پرداختم و بیاری
که هر کرا مهمی پیش آید و وی بابن روضه عالیه توجه نماید نا امید نگردد شخصی از نیکان حاضر مجلس گفت
کشاد ایم و بوقت مشکلی در پیش است جز آسایش هم دعا کرده آید یا نه فرمود که انشاء الله تعالی
آسان خواهد شد چون شیخ نصیر الدین محمود از نارنول روانه پیشتر شد خبر رسید که بادشاه دهلی انتقال
یافت همانندم شیخ باز پس آمده در دهلی رسید گویند که آن سنگ تا حال متصل مزار گوهر بار شیخ محمد ترک
موجود است و خلقی کثیر بزیارت آن مستفیض میگردد و وفات شیخ محمد ترک بقول صاحب تذکرة الاصفیا

در سال ششصد و چهل و دو هجری است از مولف		چون ز دنیای دون محمد رفت
سال ترحیل آن شه ذی شان	اولاً آن محب لا ثانی ۶۴۲	بعد از ان متقی محمد خوان ۶۴۲

خواجه فخر الملت والدین چشتی اجمیری قدس سره از فرزندان دلبند
و خلفاء ارجمند خواجه معین الدین حسن سنجری است جامع علوم ظاهری و باطنی و کمالات صوری
و معنوی بود و برای حصول قوت حلال بکسب زراعت اشتغال داشت و موضع ماندل که
متصل اجمیر است سکونت ورزیده تمام عمر در هدایت خلق گذرانیده در سال ششصد
و پنجاه و سه برحمت حق پیوست و وی بعد وفات پدر بزرگوار تا بیست سال بر مسند خلافت بود
وفات وی در قصبه سروار بوقوع آمده همانجا بر لب حوض سروار مدفون است **از مولف**

خواجه دین جناب فخر الدین	شد گل رفت چون بباغ جنان	وصل او جو ز خواجه والا
رحلتش خوان مقتدای زمان		

خواجه محمود موینه دوز قدس سره از اعاظم مریدان

بزرگ و عابد و زاهد و متقی و صاحب کرامت و خوارق بود و شوق سماع بسیار داشت **وفات**
وی در سال ششصد و پنجاه و پنج بوقوع آمد در روضه و متصل مقبره عالیه خواجه قطب الدین بختیار است و هر کرا
مهمی در پیش باشد شبی پنجشنبه از روضه مقدس وی بر سید ارو و بخانه خود می آرد چون حاجت بر می آید
بوزن سنگ شکر شیرینی تصدق کرده سنگ را باز بهمان جا که برداشته باشد میرساند **از مولف**

ایضاً بخوان ماتیا بحق محمود	هست آدمی مرشد کامل	سال ترحیل آن شه مسعود	شد چو محمود ز جهان فنا

شیخ بدر الدین غزنوی قدس سره از اعاظم خلفای حضرت قطب الدین بختیار اوشی

اصل وی از غزنی است و در علم علوم تمام داشت جمله مشائخ وقت به بزرگی وی معترف بودند
و او تذکیر گفتی و شیخ فرید الدین گنج شکر در مجلس تذکیر وی حاضر شدی چون از غزنین بطلب
حق عازم سفر هندوستان شد اول بلاهور آمد و از آنجا بدهلی آمده مرید قطب الدین بختیار
گردید و **صاحب سیر الاولیا** میفرماید که شیخ بدر الدین را با خضر علیه السلام ملاقات بود
و اکثر اوقات در مجلس وی تشریف آوردی وقتی پدرش گفت که اگر خضر را بمن نمائی نیکو باشد روزی
در مسجد بتذکیر میگفت شخصی دورتر از مردمان نشسته بود شیخ اشارت به پدر کرده گفت ببینید
آن خواجه خضر نشسته است پدرش در دل گفت که بعد فراغت از تذکیر خواجه را خواهم دریافت
چون تذکیر تمام شد خضر از آنجا گذشته بود غایب شد **وفات** شیخ بدر الدین در سال ششصد
و پنجاه و چهار است و مزار پر انوارش پائین مزار خواجه قطب الدین بختیار است **از مولف**

بدر دین جوان تخلد روشن شد	سال ترحیل آن شه حق بین	کاشف راز اولیا فرما

نیز پیر سعید بدر الدین

شیخ جمال الدین هانسوی قدس سره از اعاظم خلفای

شیخ فرید الدین گنج شکر است و خطیب و قطب خطاب داشت و نسب شریف وی بچند واسطه
با بو حنیفه امام اعظم کوفی رضی الله عنه میرسد و شیخ فرید الدین را چندان نظر توجه و عنایت بجمال شیخ
بود که تا دوازده سال بسبب محبت وی در هانسی قیام فرموده و در حق وی ارشاد کردی که شیخ
جمال جمال ما است و اکثر فرمودی که جمال الدین میخواهم که گرد سر تو بگردم و هر کرا که شیخ خلافت دادی
بعد تحریر خلافت نامه نزد وی فرستادی اگر وی قبول فرمودی خلافت وی درست بودی و اگر
جمال الدین رد کردی باز شیخ خلافت ورا قبول نداشتی و فرمودی که پاره کرده جمال را فرید

هرگز نمیتواند دوخت و لطائف است که شیخ جمال الدین از روزیکه حدیث شریف القبر روضة
من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران شنید از عذاب گور نهایت خائف بودی چون
برحمت حق پیوست چند جیله ها خواستند که بر سر قبرش گنبد عمارت کنند بوقت کندیدن بنای چبوتره
مزار رخنه از قبر شیخ پدید آمد که از آن رخنه بوی بهشت میرسید یعنی اهالی سد درو کردند تصنیف کرده
شیخ جمال الدین چند رساله هستند از انجمله رساله ایست بزبان عربی مشتمل کلمات که آنرا لمعات نیز
گویند که نهایت مرغوب و مطبوع افتاده است **وفات** آن جامع الحسنات در سال ششصد و پنجاه
و نه هجری است مزارش گوهربار بمقام هانسی است و بعد وفات شیخ را بخواب دیدند و احوال پرسیدند
گفت که چون مرا در گور کردند دو فرشته عذاب آمدند و خواستند که عذاب کنند که عقب آن شخص
دیگر آمده فرمان حق رسانیدند که این کس را بدو رکعت نماز بروج که متصل سنت نماز شام بقرأت
سورة بروج و والطارق بعد از فاتحه میخواند و نیز به برکت آیت الکرسی که بعد از هر نماز فرض
وظیفه داشت بخشیدیم **از مولف**

رفت چون از جهان بخلد برین	آن جمال و کمال و دین نبی
گفت سرور لبسال رحلت او	عارف حق جمال دین نبی
الفیا یافت چون از دهر عجب کمال	
شیخ حق آمین جمال اهل فقر	سال وصل او عجب گشته عیان
از جمال الدین جمال اهل فقر	

شیخ احمد نهروالی قدس سره از خلفای نامدار قاضی حمید الدین ناگوری است مردی
بزرگ و واقف اسرار حقیقت بود و شیخ الاسلام بهاء الدین زکریا ملتانی کم کسی را پسندیدی
و در باب شیخ نهروالی فرمودی که مشغولی شیخ احمد نهروالی باید ده صوفی است شیخ نظام الدین
اولیا فرمود که در آن سماع که واقع وفات خواجه قطب الدین بختیار اوشی بوقوع آمده بود شیخ احمد
نهروالی هم حاضر بود و شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی میفرماید که شیخ احمد نهروالی کار بافندگی
میکرد و گاه گاه بر سر کارگاه او را حالی پیدا شدی که از خود غائب شدی و دست از کار باز داشتی
و جامه از خود بافته شدی **لطائف است** که روزی قاضی حمید الدین ناگوری قدس سره برای دیدن
شیخ احمد تشریف آورد و شیخ بر سر کارگاه کار میکرد و بر سر همان کارگاه باهم ملاقات واقع شد وقت
وداع قاضی حمید الدین فرمود که احمد تا چند حصل کار را گذاشته و زمیکار کارگاه مقید خواهی ماند که
کار بکار آگاهان نمیتوان از نیکار دست بردار شو بکاری که بکار آید کار بند شو که از نیکار بیکاری به

[illegible]

چون قاضی حمید الدین رخصت شد شیخ احمد برخاست و چوب میخ کوب بدست گرفتن خواست که میخ را بکوبد و میخ را در زمین محکم سازد که میخ پیشانی وی سخت شده بود و چون چوب بر سر میخ زد بر دست آمد و دست می‌شکست و از کار بافندگی بالکل بیکار گشت تا از آن کار بالکل بیکاره دست بردار شده بدل و جان بعبادت حق مشغول گشت از مولف

شیخ احمد چون ز دنیا رخت بست	وصل فردوس شد آن چشتی	سال ترحیلش چو جستم از خرد
گشت احمد مرشد دین سجلے	نیز آمد ہست سال رحلتش	ہم شہنشاه است سال آن ولی

شیخ فرید الحق والدین گنج شکر اجودهنی قدس الله سره العزیز

از اعاظم اولیاء و ارکان اتقیا و عظمای اصفیا است و در ریاضت و مجاهده و تجرید و تفرید و کشف و کرامت آیتی و در ذوق و شوق و محبت علامتی بود و اول جدش جمال الدین سلیمان خواهر زاده سلطان محمود غزنوی بود که در عهد سلطان شهاب الدین غوری از کابل در لاهور رسید و چندے در شهر قصور که از مضافات لاهور است سکونت نمود و بعد به حکم پادشاه بملتان رفت و در آنجا با دختر ملا وجیه الدین خجندی که قریۂ کتوال نام داشت متاهل شد و از بطن عفت وی سه پسر والا گوهر بوجود آمدند یکی اعز الدین محمود دوم فرید الدین مسعود سیوم نجیب الدین متوکل پسر خورد و نسب شریف وی بهشت و سه واسطه بفرخ شاه پادشاه کابل و به هفده واسطه بسلطان ابراهیم بن ادهم قدس سره و به بست و سه واسطه بفاروق الاعظم عمر ابن الخطاب رضی الله عنه میرسد بدین طریق که شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سره بن جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شهاب الدین بن شیخ احمد المشهور بفرخ شاه پادشاه کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بشیبان شاه بن سلمان شاه بن سلیمان بن مسعود بن عبد الله بن واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن قطب العالمین سلطان ابراهیم پادشاه بلخ بن ادهم بن سلیمان بن ناصر بن عبد الله بن امیر المومنین فاروق الاعظم عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی الله عنه و بعد وفات فرخ شاه پادشاه کابل چون ملک کابل بدست شاهان غزنین افتاد و کار سلطنت خراب و ابتر گشت و فرزندان پادشاه در کابل بماندند تا وقتیکه چنگیز خان خروج کرد و بمملکت ایران و توران غلبه و شیخ

آمده بود بکابل مادر شد عظیم افتاد و در آن وقت جد بزرگوار شیخ در کابل شربت شهادت چشید
پس جد شیخ مع متعلقان خود روانهٔ هندوستان گردید و در بین الکه ولتی اقامت گشت **ولادت**
شیخ در سال پانصد و هشتاد و چهار در قصبهٔ کهتوال که از مضافات ملتان است بوقوع آمد
و نشو و نما در ملتان یافت خرقهٔ فقر و ارادت از دست خواجه قطب الدین بختیار اوشی پوشید
بقطب العالم جابرین قطب الزاهدین گنج شکر مخاطب شد و سلطان المشایخ نظام الدین اولیا
میفرماید که شبی والدهٔ ماجدهٔ شیخ در خانهٔ خود بنماز تهجد مشغول بود که دزدی از مفسدان آن
ملک باراده دزدی بخانه اش در آمد چون چشمش بر آن عفیفه افتاد کور شد و راه بیرون رفتن
نیافت آواز داد که ای بندگان خدا باراده دزدی آمده بودم حالا نابینا شدم و توبه کردم که
بار دیگر مرتکب این کار نشوم شیخ فرید که در آن وقت طفلی بعمر شش سالگی بود برخاست و در حق وی
دعا کرد فی الحال بینا گشت علی الصباح آن دزد با زن و فرزندان خود بخدمت حاضر آمد
بجامهٔ اسلام درپوشید و باسم عبدالله موسوم گشت تا حیات در خدمت آنحضرت حاضر ماند چون
وفات یافت در قصبهٔ کهتوال مدفون شد **نقلست** که چون حضرت شیخ بمکتب نشست
در اندک ایام از تحصیل علوم فراغت یافت و قرآن حفظ نمود بعد از آن در ملتان بمسجد مولانا
منهاج الدین کتاب نافع میخواند که خواجه قطب الدین بختیار اوشی در ملتان تشریف آورده
در مقام مسجد تشریف برده از شیخ فرید الدین پرسید که ای طفل چه میخوانی عرض کرد که نافع میخوانم
فرمود که نافع خواهد شد انشاء الله تعالی شیخ را این سخن چنان در دل موثر شد که مرید گشت
در وقت روانگی خواجه همراه وی بسمت دهلی روانه گردید خواجه منظور نکرده فرمود که بالفعل همینجا باش
و در تحصیل علوم ظاهری جهد بلیغ کن زیرا که زاهد بی علم مسخرهٔ شیطان است بعد از آن
شیخ از ملتان بقندهار رفت و بعد تحصیل علوم در بغداد رسید بشرف صحبت شیخ شهاب الدین
عمر سهروردی و سیف الدین باخرزی و سعد الدین حموی و بهاء الدین حموی و شیخ بهاء الدین زکریا
ملتانی و شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فرید الدین محمد نیشاپوری مستفید و مستفیض گشته بعد
بدهلی آمده بخدمت پیر روشن ضمیر خود حاضر شد خواجه قطب الاقطاب حجرهٔ علیحده برای عبادت
شیخ مقرر فرموده به تربیت و تکمیل آنجناب سعی بلیغ بکار برده خرقهٔ خلافت عطا فرمود **نقلست**

که چون آوازه کرامت و ولایت شیخ در اقصای عالم رسید هزار در هزار طلبگار بیرون از حد بیش
اندازه وی حاضر می‌شدند و وی حتی الامکان خود را از چشم خلق می‌پوشید چنانچه از دهلی در هانسی
تشریف برده چند سال در آنجا ماند بسبب اجتماع خلق از آنجا هم برآمد آخر بمقام اجودهن که مردم
سکنای آنجا خیلی درشت خو و منکران درویشان بودند رسیده بیرون شهر زیر درختان
کریر مقام کرد و در آنجا فرزندان و متعلقان آنجناب فاقه‌های شاقه می‌کشیدند و اکثر اوقات
بعد از سه روز بمشکل تمام افطار میسر می‌شد چنانچه بر آن قوی دانشت پوشیده نماند و فتوحات
بتدریج رسیدن گرفت همه نصیب ساکنین و مسافرین کردی و خود با ثمره درخت کریر که بهندی
آنرا ڈیله می‌نامند افطار فرمودی در آن وقت قاضی شهر اجودهن چون که ملای خشک
بود چون رونق بازار شیخ بدید در آتش حسد بسوخت و جاگیرداران اجودهن را
برانگیخت و گفت که این مرد غیر شرع هست سماع می‌شنود و رقص می‌کند از اینجا اخراج باید کرد لیکن
هواخواهی ایشان عریضه بنام حاکم ملتان بدین مضمون نوشت که اگر شخصی سرود می‌شنود و رقص کند
در حق او چه کرده آید حاکم ملتان جواب داد که اول نام آن کس تحریر باید کرد بعد از آن هرچه
حکم ناطق نفاذ خواهد یافت چون قاضی نام نامی شیخ در عریضه خود نوشت حاکم ملتان برآشفت
و بقاضی عتاب کرد که تو نام شخصی در عریضه کرده که بر اعمال و اقوال وی احدی را از علما مجال
انگشت نیست الا قاضی بر این هم راضی نشده قلندری را بقبول مبلغی زر مامور کرد تا شیخ را
بقتل رساند چنانچه روزی حضرت شیخ دلق بر روی مبارک انداخته بمراقبه مشغول بود که ناگاه
آن قلندر از در در آمد و متوجه شیخ شد شیخ بنور باطن از حال قلندر آگاه شده بخادم آواز
داد فی الحال سلطان المشایخ نظام الدین حاضر آمد فرمود که درویشانه قلندری با این شکل که تیغ
در کمر و حلقه [illegible] گوش و کنار و در بغل دارد آمده است او را از اینجا بیرون
[illegible] خواهد شد چون این آواز شنید فی الحال گریخت [illegible] که روز دیگر
شخصی قلندر [illegible] وقتی که شیخ در ریش مبارک شانه میکرد حاضر آمد و گفت که این
شانه شما را بمن بدهید فرمود که مستعمل است لایق دادن نیست قلندر آوازه بلند کرده بی ادبانه گفتگو
نمود و گفت که من خواهم گرفت اگر بدهی ترا برکت خواهد شد فرمود که ترا هم برکت ترا [illegible]

پس همان روز ملک بتقریب غسل بدریا رفت و در آب غرق شد و **صاحب تاریخ**
فرشته میفرماید که روزی شیخ شهاب الدین پسر بزرگ شیخ از طرف قاضی اجودهن حکایت
کرد که غلامیم را که مریدان مرا دشنام داده است و دقیقه از دقایق بی‌عزتی فرو نگذاشته شیخ از
سخنان فرزند دلبند متاثر شده عصای مبارک بر زمین زد همان زمان قاضی را درد شکم
در گرفت و فریاد برآورد که مرا بخدمت شیخ فریدالدین برید تا بخدمتش رسیده از تقصیر
خود تایب شوم متعلقانش او را برداشتند و خواستند که نزد شیخ آرند در راه هلاک شد **شعر**
هر آن کمتر که با مهتر ستیزد ٭ چنان افتد که هرگز بر نخیزد ٭ و **صاحب سیر المشایخ** میفرماید
که جوانی از شهر دهلی باراده توبه و ارادت بخدمت حضرت شیخ روانه سمت اجودهن شد در اثنای راه
بازنی مطربه فاحشه همراه گردید چون جوان جمیل نوخاسته بود زن او را بخود میخواند مگر او رغبت
نمیکرد تا آنکه روزی در راه هر دو را یکجا بمقام سرای اتفاق شب باشی شد چون جا خالی
از اغیار بود زن طالب هوای نفس گشت و بهر نوع دلارام را رام خود ساخت قریب بود که
ملوث بلوث زنا گردد درین اثنا شخصی در آنجا پیدا شده طپانچه سخت بر روی جوان زد و فرمود
که ای بی ادب بخدمت شیخ باراده توبه میروی و در راه با چنین کار بد مرتکب میشوی این گفت
و غایب شد جوان استغفار گویان از آنجا برخاست چون بخدمت شیخ حاضر شد اول این سخن
که شیخ بوی فرمود این بود که الحمد لله والمنة که [illegible]
و **صاحب سیر الاقطاب** میفرماید که روزی شیخ [illegible]
و باز خاص خود بمیر شکار سپرده حکم داده بود که این را آگاهی از دست خود بر شکار نیندازی
مبادا که پرواز گیرد و باز بدست نیاید و اگر خلاف حکم خواهی کرد قتل خواهی شد قضا را روزی
آن میر شکار با یاران خود در صحرا میرفت و حسب گفته یاران خود باز را بر شکار [illegible]
باز پرواز کرده از نظر غایب شد میر شکار سخت ناچار شده زار زار میگریست آخر کار از روی
صدق و یقین بحضور شیخ فریدالدین حاضر آمده با اضطراب کمال حال خود عرض کرد
شیخ او را نزد خود نشاند و باتفاق اصحاب طعام بخورانید بعد از فراغت دست میر شکار گرفته
بانگشت نشان داد و گفت که به بین بر فلان دیوار باز نشسته است برو و او را بگیر

که با ناز رفتن تو باز پرواز نخواهد کرد میر شکار برفت و باز را بدست خود گرفت و خوشحال شد
باز دار چون نزد حاکم رفت عذر خجالت کرد حاکم هم نادم بر بیهده میر شکار بخدمت حاضر آمد و مرید شد
و تارک الدنیا شده تا حین حیات بجا کردی دروازه فیض نداره شیخ مدت ماند و نیز
در سیر الاقطاب است که چون بادشاه دهلی لشکر بتاراج قصبه پاکپور که سکنا سے
آن اسلام قبول نمیکردند فرستاد و لشکریان در آنجا رسیده دست بقتل کشادند و زن و فرزندان
ایشانرا باسیری بردند در آنمیان زن بقال روغن فروشی هم باسیری رفت بر چند او اظهار
کرد که من مسلمانم هیچکس متوجه حال وی نشد آخر بقال بخدمت شیخ آمد و از مجبوری شوهر خود
ناله و زاری میکرد و شیخ چون احوال پر ملال او شنید به تسلی پرداخت و گفت که تا سه روز
نزد ما باش انشاء الله تعالی قادر است که شکوه تو بتو رساند روز سیوم بعالی نوبت [illegible] حاکم
دیپالپور از جای مجبور گردید و دیپالپور [illegible] تا بخدمت آن محبوب
کبریا حاضر آمد شیخ فرمود که اگر از قید خلاص یابی چه چیز در راه خدا بدرویشان نثار کنی گفت که
از همه مال و اموال خود دست بردار شوم فرمود که از مال تو مطلبی نیست ما آنچه که بعد خلاص خلعت
از حاکم حاصل کنی با این روغن فروش بدهی روغن فروش را نیز همراه خود ببر قبول نمود و روغن
فروش را همراه خود در دیپالپور برد چون نزد حاکم رسید حاکم فی الحال از سر جرم او درگذشت
و خلعت فاخره با اسپ زین و یک کنیزک جمیله بعیال عطا فرمود و باز او را بجای او رخصت داد
چون از حاکم رخصت شد حسب الاقرار آن همه چیزهائی که یافته بود مع کنیزک حواله روغن فروش نمود
کنیزک چون نزد روغن فروش آمد بشناخت که شوهر اوست فی الحال پرده از روی برانداخت
روغن فروش که همراه خود و زن بترک دنیا کرد و زن و شوهر هر دو بخدمت آنحضرت آمده مرید شدند
و بمراتب اعلی رسیدند. و صاحب اخبار الاخیار فرموده که روزی اهل بخارا بحضرت قطب الاقطاب
شیخ فرید الدین را بروزه طی ارشاد کرد که بعد سه روز طعام خوردی روز سیوم بوقت افطار
شخصی طعام بخدمت حاضر آورد و شیخ تناول فرمود و بعد لحظه قی گردید پا و دان کرد که
پیر روشن ضمیر حاضر شد فرمود یا فرید طعام شیخ از خانه خماری یعنی شرابفروش بود که
خورده بودی خدا پاک گرد که در شکم تو نماند حالا بعد از سه روز آنچه از غیب رسد بخور

کنی چون سه روز بگذشت شیخ چیزی نرسید بخورد افتاد تا شش روز بوی طعام نرسید شبانگاه که
پاسی از شب گذشت شیخ از شدت جوع بیطاقت شده دست بر زمین زد و چند سنگریزه
برداشته در دهان مبارک انداخت فی الحال شکر شدند چون دانست که شکر است از دهان
بیرون انداخت که شاید خطرهٔ شیطانی باشد وقت نیم شب باز همچنان از فاقه اضطرار
دو سنگ ریزه در دهان همچنان شکر شدند دانست که از موهبت الٰهی است بدان افطار کرده و علی الصباح
بحضور مرشد ارشاد ماجرا گردید ارشاد شد که هر آنچه از غیب بی عیب ترا عطا شد لهذا گنج شکر
شدی که حق سبحانه تعالی بپاس خاطر تو خاک را شکر کرده و صاحب تذکرة العاشقین
میفرماید که سوداگری شکر از ملتان بار کرده بسمت دهلی میرفت چون در اجودهن رسید شیخ
از وی پرسید که بر شتران چه بار کرده گفت نمک است فرمود که بهتر است نمک خواهد بود چون
بمنزل رسید و بارها بکشاد همه بارها از نمک برآمد ناچار بماند دانست که وقتی فی الحال از شامت
دروغگوئی من است بهمان وقت روانه خدمت شیخ گشته عذر آورده عذرخواهی نمود بار دیگر
که اگر شکر بود شکر خواهد شد همچنان بوقوع آمد چنانچه خاقان محمد بیرم خان در قصیده نظم کرده
شعر کان نمک جهان شکر شیخ بحر و بر آنکه شکر نمک کند و از نمک شکر اقتباس است که روزی شیخ
از صومعه خود برآمد و خواست که بخدمت پیر روشن ضمیر خود حاضر شود و چون ایام برشکال بود و شیخ نعلین چوبی
در پا داشت بسبب گل و لای پایش بلغزید و بیفتاد و در آنوقت پارهٔ گل از زمین در دهان شیخ
رسید فی الحال پارهٔ شکر شد پس برخاست و بخدمت خواجه آمد فرمود که فریدالدین اگر در پارهٔ گل
که بدهانت شکر شد از آنست که حق سبحانه تعالی ترا گنج شکر گردانید پس لازم که قدر این نعمت
عظمی بدانی و بعلت مهربانی با خلق خدا بگذرانی و هم از صاحب سیر الاقطاب منقول است که شیخ
فریدالدین را در ایام خوردسالی ذوق خوردن شیرینی بسیار بود و والده ماجده اش قدری شیرینی
بپاس خاطر شیخ هر شب زیر بالین میداشت علی الصباح چون از خواب بیدار میشد بعد ادای نماز
فجر بشیخ میداد و وی تناول میفرمود روزی آن عفیفه نهادن شکر پاره زیر بالین فراموش کرد
شیخ چون از نماز فارغ شد دید که والدهٔ ماجده در وظیفه مشغول است خود دست زیر بالین برد
شیرینی هر چند ان روز بوجود یافت خوردن آغاز نهاد چون والده از وظیفه فارغ

شد دید که فرزند دلبند شیرینی تناول میفرماید پرسید که این شیرینی از کجاست گفت که
الہامیکه شما همین میداوید یافتم دانست که از غیب بود چون نیاز بدرگاه بی نیاز نمود و گفت
الهی این پسر را گنج شکر گردان که مدام از شکر هم شیرین تر باشد و نیز از سیر الاقطاب منقولست که
چون شیخ فریدالدین چند سال ریاضت کمال و محنت شاقه در کوه و صحرا بسر کرد روزی از غایت
تشنگی بر سر چاهی رسید که رسن و دلو نداشت ناامیدانه بر سر چاه بایستاد درین اثنا دو آهوان صحرا
بکناره چاه آمدند از آمدن ایشان آب چاه چون فواره بجوشید تا کناره چاه آمد هر دو آهوان
سیر بخوردند شیخ هم خواست که آب از چاه بخورد فی الفور آب بعمق چاه در رفت حیرت بر حیرتش
بیفزود و دعا و مناجات کرد و گفت الهی آهوان از آب چاه سیراب شدند بنده را محروم گذاشتی آوازی آمد که
توکل بر ما بود و ترا توکل بر دلو و رسن بود ازین سبب تو محروم ماندی اما الحال آب
شد فرید با استماع این صدا امر خود بهیچ اجابت نمود و در آب بداد و در همان چاه تا
اربعین چله معکوس کشید چون تمام شد شخص خاک از زمین برگرفت و بالا در آورد و نعمت
فی الحال شکر شد هاتف غیب آواز داد که ای فرید چله تو قبول کردیم و برگزیدیم و در گروه شیرین
سخنان ترا گنج شکر گردانیدیم نقلست که روزی شیخ فریدالدین تکیه بر عصا زده ایستاده بود
که ناگاه عصا از دست بیفتاد و بانی متحیر و پریشان خاطر شد سلطان المشایخ نظام الدین که
حاضر الوقت بود این قضا را سوال نمود فرمود که چون من تکیه بر عصا کرده ایستادم از حضرت حق تعالی
شد که چرا بغیر ما تکیه کردی بنابران عصا از دست بیفتاد و از کرده خود پشیمان گشتم نقلست
که چون فریدالدین از انسی تجربه نمود و در اجودهن آمد در زیر درختان کریر در ویرانه مقام کرد روزی
بر سر راه نشسته بود که زنی سبوی شیر بر سر گرفته قدم برداشته میرفت فرمود که ای نیکبخت این چیز
دستندی کجا میبری و بر سر چه داری زن گفت شیر است که به روشنا درین قصبه یک کس جوگی ساحر
میماند و بر ما غربا چندان بلا نازل کرده است که خارج از تقریر است و هر چیزیکه از ما میطلبد اگر
بدهیم فبها ورنه در درد و رنج بلا ما خود میگیریم و شیر را تابع و در سر او بر هر یک کس از ساکنان این قصبه
مقرر است اگر نرود شیر او سایشم تمام شیر که در خانه ماست خون میگردد و حالا نیز رفتاری میشوم از ترس آنکه
که اگر دیر شود آفتی تازه بر ما خواهد شد از استماع آن شیخ او را فرمود که بنشین و شیر بفقرا تقسیم کن

زن نشست و سبوچه شیر از سر برآورده لفقرا پیش کرده خود سر اسیمه وار از خوف جوگی
بما قبت خوا نشسته بود که چیله از چیلهای جوگی در آنجا رسیده دید که زن شیر نشسته جوگی که فقرا دادن
از آتش حسد غیرت بسوخت و بدگفتن آغاز نهاد شیخ بوی مخاطب شده فرمود که زبان این
کلمات بندکن فی الحال زبانش بسته شده و زمین باسه ادب را آنجا همچنان محکم بگرفت که از جا خویش
جنبیدن نتوانست چون ساعتی بگذشت چیله [illegible] دید و دید که چیله اول دریش
بود همچنان تا چیله ماسه جوگی همین نوال گرفت [illegible] شدند آخر آن جوگی آمد
بحمایت چیله خویش آمد با لاحظ آن حال [illegible] شده کلمات اهانت گفتن
آغاز نهاد شیخ فرمود که ای زمین این بیدین را هم بگیر [illegible] چون شیخ در زمین قایم شد
هر چند خواست که بسحر و فسون خود در اخلاص کند ممکن نبود آخر [illegible] نیاز کرد و فرمود که
بیک شرط ترا ازین بلا خلاص و رهائی [illegible] وقت از [illegible] بار [illegible] باز روی
بسوی این زمین نکنی جوگی قبول نمود [illegible] خویش از آنجا راه خود
پیش گرفت نقل است که در قصبه [illegible] اجودهن عزیمت [illegible] وقتی
حضرت شیخ تشریف فرما شده مسواک کرد [illegible] مسواک را بدست مبارک خود در زمین
دفن کرد فی الحال درختی ظاهر شد که سبز و خرم بود و بعد چند روز چون شیخ از آنجا روانه خدمت اجودهن
گشته آن درخت هم بجای خود از زمین کنده به عقب شیخ روانه گردید شیخ چون درخت را
بدینحال دید فرمود که [illegible] شجر درخت نایستاد و همچنان می آمد باز همان کلمه ارشاد کرد لیکن درخت
آرام پذیر نشد دریای عشق و محبت سید و بسیوم بار چون نظر فیض اثر شیخ بر درخت افتاد دور
آمد و شاخهای او بحکم کرد بار از زمین بر داشته باز گونه بر زمین [illegible] و فرمود که همین جا باش ای [illegible]
[illegible] همچنان لیکن الا باد [illegible] شاخهایش بر زمین بجای بیخ رسته اند [illegible] چنانچه صاحب
سیر الاقطاب میفرماید که آن درخت را من بچشم خود زیارت کرده ام و نیز در سیر الاقطاب منقول است
که شیخ جمال الدین هانسوی که از خلیفه شیخ فرید الدین بود و آنحضرت نیز از همه خلفای خود
دوستر میداشت چنانچه بار شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی از حضرت شیخ در خواست التماس نمود که شیخ جلال الدین را
بمن بدهند که نزد ما باشد حضرت فرید هر بار جواب میگفت که جمال الدین جمال ما است کسی جمال

خویش بدیگری نسپرد چون شیخ بهاءالدین نا امید شد شیخ جلال الدین مجذوب باطن خود
را کشید بعد یکه شیخ جلال الدین خود بخدمت آنجناب درخواست رفتن خود بخدمت شیخ بهاءالدین
نمود شیخ هیچ جواب نداد و چون نوبت عرض دو سه بار بتکرار رسید کدورتی در خاطر مجذوب پدید
آمد و براه غضب فرمود که برو روی خود سیاه کن فی الفور همه نعمت وی سلب شد و روی شیخ
سیاه گردید آخر شیخ او را از خانقاه خود براند و ارشاد کرد که احدی از اصحاب بحمایت و سفارش
شیخ جمال الدین نپردازد شیخ جمال الدین بآن روی سیاه و حال تباه از خانقاه برآمده
در بیابان حیران و پریشان سر و پا برهنه میگشت از خوف غضب شیخ کسی را یارای آن نبود
که شفاعت وی پردازد و اقربا یکی عالم نامی بازرگانی مرید شیخ از ملتان سفر آمد
برآمد راه گذر کرد شیخ جمال الدین را بآن حال پرملال بدید دلش بسوخت اقرار کرد که چون
بخدمت شیخ برسم [illegible] جواب نماد الغرض چون عالم بازرگان در
[illegible] بخدمت شیخ [illegible] شد استفسار حال نمود که
[illegible] از کدام شهر آمده او همه احوال عرض نمود و گفت که چون در بیابان
نزد ملتان رسیدم شخصی دیدم سر و پا برهنه با حال زار و دل بیقرار چشم اشکبار با روی سیاه و حال تباه
[illegible] از چشم می ریخت [illegible] مرا بر وی رحم آمد چون نزدیک وی رسیدم شناختم که شیخ
جمال الدین [illegible] آه آخر [illegible] حالتی ذلیل بود [illegible] شیخ چون [illegible]
[illegible] شیخ جمال را بسیار دوباره کشید و بسر وی [illegible] حال سید [illegible] رقعه
[illegible] این رباعی در رقعه باشد رباعی [illegible] گرد جهان گرد و [illegible] کن
[illegible] شیخ باخلاص بیا بر در ما [illegible]
[illegible] شیخ جمال [illegible] قدم از سر ساخته بخدمت [illegible] شد
و سر [illegible] نهاده [illegible] شیخ [illegible] از زمین برداشته و بغلگیر فرمود و [illegible]
و [illegible] الاثر [illegible] رسانید و فرمود که جمال قطب العالم است بلکه قطب الاقطاب [illegible]
بمرتبه [illegible] رسانید پس از آنروز [illegible] بوقوع آید که از آنروز هر کسی را که شیخ خرقه خلافت
میداد [illegible] پشت [illegible] استحکام نمی پذیرفت [illegible] زمین [illegible] شیخ [illegible]

شخصے ناحق دعوی بالملکیت زمین نمود بتمام آنحضرت نزد حاکم دیپالپور پیش کرد بعد تحریر اظہار [illegible]
حاکم جواب طلب دعوی از شیخ نمود شیخ بجواب نوشت که تحقیقات از [illegible] سکنا نے
اجودھن نماید که وقت حالا [illegible] حاکم عدالت بجواب آن [illegible] که [illegible]
فیصل نخواهد شد تا وقتیکه [illegible] سند زمین پیش نکنند از زمین [illegible]
[illegible] گواه آرید گفته [illegible]
[illegible] زمین [illegible] حاکم [illegible]
[illegible] ازین [illegible] فاعل ازنام [illegible]
این کرامت عظیم [illegible] حاضر شد اول حاکم بان مدعی کاذب اشارت کرد که از زمین
[illegible] کلامی زمین [illegible] از آن من [illegible] با شیخ جواب [illegible] بعد از آن
از خدام شیخ که حاضر بود آواز [illegible] خواجه فریدالدین [illegible] که نو [illegible]
[illegible] از آن [illegible] از زمین [illegible] شیخ [illegible] ملکی از املاک خواجه فریدالدین
[illegible] این کرامت [illegible] از حاضرین [illegible] مدعی کاذب [illegible] شد و حاکم بعد تحقیقات
مقدمه چون [illegible] دیپالپور شد در راه [illegible] بر زمین افتاد و [illegible]
کتاب راحت القلوب تالیف کرده سلطان المشایخ نظام الدین بداؤنی قدس سره
مذکور است که روزے [illegible] شاه [illegible] از یاران شیخ [illegible] حاضر آمد و سر بر زمین نهاد و
پریشان [illegible] شیخ از وی موجب [illegible] پرسید عرض کرد که برادرم [illegible]
[illegible] است [illegible] خواب [illegible] یقین ندارم [illegible] باز رسید
[illegible] زنده [illegible] که [illegible] شاه از [illegible]
شاد [illegible] نشده بود [illegible]
در راحت القلوب [illegible] شیخ فریدالدین گنجشکر در ابتدا چون از سفر [illegible]
[illegible] در ملتان رسیدم با شیخ بهاءالدین زکریا ملاقات [illegible]
[illegible] گفتم [illegible] اگر [illegible] این [illegible]
[illegible] شیخ بهاءالدین [illegible]

کہ بحال خود باش باز پس بر زمین آمد گفت ای فرید کار خود بجای نیکو رسانیده و نیز حضرت
سلطان المشایخ نظام الدین در راحت القلوب می فرماید که روزی چند مسافران بخدمت
شیخ حاضر آمدند و چیزی جهت زاد راه خواستند شیخ خسته های خرما در پیش داشت یکیک مشت
بهر یکی از ایشان عطا کرد و فرمود که بروید و خیر راه یافتند درویشان چون مشتهای خود وا
کردند و دیدند که پر از اشرفی بود بار شکر موهبت بجا آوردند و روانه منزل شدند و نیز در کتاب
راحت القلوب است که روزی حضرت شیخ عند التذکره فرمود که وقتی در سیستان در مجلس شیخ
اوحد الدین کرمانی بودم و کسی درویشان دیگر هم حاضر بودند و بیکدیگر سخن در اظهار کرامت افتاد
بدانجا رسید که از هر یک درویش حاضر الوقت آنکه صاحب کرامت است کرامتی نماید اول حاضرین
روی بسوی اوحد الدین کردند و گفتند که مرتبه اول نوبت صاحب مجلس است فرمود که والی این
شهر ایستاده و انواع عقوبت با میباید بجست که امروز از میدان سلامت آید فی الحال
شخصی از در در آمد و خبر داد که این زمان والی این شهر در میدان گوی میباخت اسپش قدم خطا کرد
او از اسپ بیفتاد و سر و گردن او شکست شهر در نگاه و روی بدینجا کردند و گفتند کاشای کرامتی ظاهر
کنید و بجا گو سر در مراقبه برد و بعد زمانی بحاضرین گفت که چشم بند کنید درویشان چشم بند کردند
خود را همراه او در خانه کعبه ایستاده دیدند بعد از ساعتی بیان عام باز آمدیم بعد از آن چون نوبت
بهر دو درویشان افتاد درویشان سر اندرون خرقه کردند و غائب شدند چنانچه خرقه های ایشان
همانجا افتاده ماندند و ایشان باز نیامدند و نیز صاحب راحت القلوب میفرماید که روزی چند درویشان
از بیت المقدس بخدمت شیخ حاضر آمدند چون نشستند هر یکی از آن بزرگواران نظر تیز بروی شیخ
میدید و شیخ سر مبارک در پیش افگنده بود آخر یکی را از ایشان طاقت نماند و عرض کرد که یا مخدوم
من شما را در بیت المقدس دیده ام که هر روز جاروب آنجا میکردید و نام خود فرید الدین مسعود ظاهر
کرده بودید فرمود که آری همچنین است اما با تو در نیابت چه عهد بود که بتو گفته بودم که اینجا کسی ظاهر مکنی
حالا آن عهد را فراموش کردی و بگوش هوش بشنو که مردان خدا هر جا که هستند همانجا بیت المقدس همانجا
کعبه همانجا عرش همانجا کرسی است هر چه در آفرینش است پیش نظر ایشان موجود است اگر یقین نیست
چشم خود بپوش و روح پیش چشم بپوشید بعد ساعتی فرمود که باز چشم باز کردند بخلاف دیگر اهل مجلس بیان نمود

که هر چه که حضرت شیخ بزبان مبارک فرمود بچشم باطن معاینه کردم پس آن شخص بخدمت آنحضرت بیعت
کرده بتکمیل رسید و خرقه خلافت یافته بولایت سیستان مامور شد و نیز صاحب راحت القلوب مینگارد
که روزی مسمی شهاب الدین مرید شیخ از لاهور آمده بخدمت حاضر شد و پنجاه دینار حاضر آورده گفت
که حاکم لاهور نذرانه شیخ بمن داده است شیخ تبسم فرمود و گفت که شهاب الدین نیکو نکردی برادرانه
کردی که نصفی نزد خود داشته و نصف پیش ما آوردی درویشان را اینچنین نامناسب است
شهاب الدین از ظهور اینمعنی بغایت شرمسار شد و فی الفور پنجاه دینار باقیمانده هم بخدمت پیشکش
کرده و سر در قدم حضور آورده ملتجی معافی تقصیر گردید فرمود که بیعت جدید کن که در توبه تو فرق
راه وقوع آمده است چون بیعت جدید بعمل آورد روزی چند در نگارش تکمیل رسانیده بعد عطای
خرقه خلافت بجانب سمرقند رخصت فرمود و از آن شکستگی کارش درست شد و نیز درج کتاب
راحت القلوب است که روزی شخصی جوگی سر تراشیده و مجاهده دیده بخدمت حاضر آمده و روبرزمین
آورده و تا دیر سر بر زمین نهاده ماند شیخ فرمود که سر برکن پس سر برآورده دست بسته روبرو ایستاد فرمود
که ای جوگی از کجائی و چگونه آمدی هیچ نگفت و زبانش بسته تا آنکه جواب نداد چون مکرر
پرسید بشکل تمام آهسته گفت که از هیبت شما سخن از زبان بر نمی آید شیخ بحاضرین مجلس مخاطب شد
که این جوگی بدعوی مجاهده نزد ما آمده بود چون روی بر زمین نهاد در خاطرم گذشت که روی
این جوگی مدام همین طریق بر زمین بماند او هر چند که میخواست که سر بردارد نمیتوانست آخر در دل
توبه کرد اگر توبه نکردی تا قیامت سرش بر زمین افتاده بماندی بعد از آن از جوگی پرسید که در
جوگ کار خود تا کجا رسانیده عرض کرد که چون کار جوگی بکمال میرسد در هوا میپرد و منهم
میپرد از گردون میتوانم فرمود که بشتاب تا ببینیم جوگی فی الحال در هوا پرید چون جوگی بالا برآمد
شیخ به نعلین خود اشارت کرد و فرمود که بروید و آن جوگی را از هوا گرفته بر زمین بیارید بحکم
شیخ نعلین پرواز کردند و بهر طرف که جوگی میرفت ضرب نعلین بر سر جوگی میرسید آخر عاجز آمده روی
سوی زمین کرد و در رو برو آمده زبان بتصدیق اسلام برگشاد و مرید شد و از واصلان حق گشت
نقلست که وقتی شیخ جانب پارباله مسافر بود روزی بر سر تالاب قصبه برود نشسته بود که
بادی تند وزید و جهان تاریک شد اکثر رفیقان از بیخ و بن کنده شدند و زیر درختی شیخ

تشریف میداشت بالای سر وی شاخی کلان بود ناگهان شکسته از درخت جدا گردید و خواست که
شکستن آن بگوش آنجناب افتاد چشم بالا کرد چون نگاه آن شاهنشاه بر شاخ شکسته افتاد
شاخ همانجا در هوا بماند بلکه تا حال همانطور از درخت جدا شده معلق و به پوست متصل است
که روزی شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی را بشارت از غیب رسید که امروز هر کسی که روی تو
ببیند آتش غیب بر وی حرام است شیخ بهاء الدین خواست که مردم بسیار روی مبارک او ببینند
چون حاضر آمدن همه مردمان شهر در خانقاه والاجاه دشوار و مشکل بود و لیکن بر اسپ سوار شده
بشهر درآمد و در هر کوچه و بازار گشت و هجوم بسیار همراه شیخ بود در آن وقت شیخ فرید الحق والدین
هم در ملتان تشریف میداشت چون سواری شیخ بهاء الدین از پیش مسکن شیخ فرید گذشت
مسمی بهورا نامی خادم و غلام شیخ پشت بجانب سواری شیخ بهاء الدین نمود و گفت اگر
از کفش برداری فرید الدین آتش دوزخ حرام نشد از دیدن شیخ بهاء الدین کی حرام میشود
چون این حال بنور باطن بر حضرت شیخ روشن شد باز از میان بهورا خادم خویش دریافت حال
کرد او همان تقریر باز عرض نمود فرمود که شاید شیخ بهاء الدین را هم این مرتبه از درگاه فقیر فرید الدین عطا شده
و بدانند که هر که مرید فرید و مرید مرید فرید است هر که تا قیامت در زمرهٔ مریدان فرید باشد حق تعالی
آتش دوزخ بر او حرام کرده است الحمد لله و المنة که فقیر احقر غلام سرور جامع این اوراق هم از ادنی
درگاه شاهنشاه فرید است و مدایح خاندان چشتیه اهل بهشت یقین است و که بیعت ما ...
هم ببرکات این حضرات والا درجات از آتش دوزخ در امان بماند و لطایف است که درمیان
حضرت گنج شکر و بهاء الدین زکریا ملتانی نهایت محبت اتحاد بود و هر گاه که نام شیخ بهاء الدین
بر زبان راندی برادرم شیخ بهاء الدین فرمودی و سالها سال با هم صحبت و یگانگت بماند بلکه
نیز پیران خاله یکدیگر اند و بروزیکه شیخ بهاء الدین زکریا برحمت حق پیوست حضرت گنج شکر در
اجودهن بود و اول روز ذکر و مراقبه بماند بعد از آن بر بستر بوریا بیهوش افتاد و چون بیهوشی بطول
کشید خادمان متحیر شدند و خرقهٔ خواجه قطب الدین بختیار را در دم بر شیخ انداختند چون بهوش آمد
روی بسوی شیخ عبدالله احمد بلخی کرده فرمود که امروز برادرم شیخ بهاء الدین از این جهان رحلت نمود
همین زمان دیدیم که هزار فرشته پیش شیخ شهاب الدین سهروردی در پیش شیخ بهاء الدین ...

درمیان گرفته بسوی آسمان بردند اکنون بیایید تا نماز جنازه برادر خود بگذاریم چنانچه همان
وقت برخاستند و بامامت آنحضرت نماز جنازه شیخ بهاء الدین بگذاردند و این نقل
از حضرت سلطان المشایخ در راحت القلوب مفصل مرقوم است و منقولست که روزی شیخ
بهاء الدین زکریا ملتانی در خطی بطرف حضرت گنج شکر ارقام کرد که درمیان ما و شما عشق بازیست
شیخ بجواب نوشت که درمیان ما و شما عشق است بازی نیست و از کتاب فوائد الفواد
که ملفوظات حضرت سلطان المشایخ جمع آورده میر حسن علاء سجزی است منقولست که فرمود حضرت
سلطان المشایخ که در شهر دهلی همسایه داشتم محمد نام او را سه سال مرض نارو یعنی رشته عارض
حال شده بود چون مرا عزم زیارت حضرت گنج شکر شد بوقت رخصت او همین التجا آورد که چون
بخدمت شیخ برسی برای شفای من عرض کنی و تعویذی بیاری چون بخدمت شیخ رسیدم
احوال آن مرد گذارش نمودم و تعویذ هم خواستم فرمود که بنویس لله الکافی الله الشافی الله
المعافی نوشتم و بدست شیخ دادم مطالعه فرمود و بمن داد و گفت که او را بدهی چون از
خدمت شیخ رخصت شده باز بدهلی رسیدم تعویذ حواله بیمار نمودم او با خود داشت و
تا مدت العمر باز مرض نارو عارض حالش نشد و نیز از فوائد الفواد منقولست که حضرت
سلطان المشایخ فرمود که روزی بخدمت شیخ فرید الملة والدین نشسته بودم دیدم که تار موی از
محاسن مبارک جدا شده در کنار شیخ افتاده است عرض کردم که سوالی دارم اگر جناب قبول
فرمایند و عطا کنند فرمود که بگو عرض کردم که از ریش مبارک تار موی جدا شده است اگر فرمان باشد
من آنرا بگیرم و بجای تعویذ نزد خود نگاه دارم فرمود که بگیر من آن تار را باعزاز تمام گرفته در جامه پیچیدم
و بنا برخود در دهلی آوردم همان تار اثرها دیدم که هر رنجوری و دردمندی که بیامدی و از من تعویذ
خواستی من همان موی مبارک را بوی میدادم و ایشان می بردند و چند روز نزد خود داشته شفا
مییافتند بعد شفا باز پس می آوردند در زمانیکه تاج الدین مناوی که از محبان بود بیمار شد
داد همان تعویذ از من درخواست کرد و من آن موی مبارک را در طاقی نهاده بودم هر چند برای
دادن تاج الدین تلاش کردم نیافتم و آن دوست نامراد برگشت و بیشتر درمیان زحمت
وفات یافت بعد از چند روز دیگر دوستی بیامد و آن تعویذ طلب کرد چون نگاه کردم درهمان

اتفاق نماده او دید احتیم روشن الوصف کردم ازین معلوم شد که حیات شیخ سراج الدین با تیقن بود و ازین نسبت
آن تعویذ را از نظر من پوشیده بودند و مخفی ساختند که زود چنانکه حضرت شیخ شکر گنج
اول بی بی هزیره دختر غیاث الدین بلبن بادشاه دهلی است که قبل از متمکن شدن بر تخت سلطنت
دختر خود را بآنحضرت داده بود دوم کنیزکان یا هر یکی بی بی ساره و دوم سیم نام داشتند که از
ایلاک در زوجه حضرت شیخ بودند و از بطن عفت حضرت بی بی هزیره شش پسر والا گوهر و سه دختر
نیک اختر بوجود آمدند و از آن همه گوهران دریای ولایت اولاد کثیر بوجود آمد نخستین از
پسران خود آنجناب که شیخ عبید الله نام داشت هیچ اولاد نبود و مفسدان ورا در غزو روستا
شهید کردند مرقدش در پاک پتن بیرون شهر بجانب جنوب قریب دفن مقدس شیخ آنست
و شیخ عبید الله شهید پانی شهرت دارد دیگر از صاحبزادگان اسد الیقین شیخ بدر الدین سلیمان
صاحب سجاده و جانشین پدر بزرگوار خود بود و شش پسر شیخ دختر داشت مرقد مقدسش
اندرون گنبد متصل به شیخ بدر الدین سلیمان ز اسوای سلسله پدری نسبت ارادت
سلیمانیه هم بجا نداران چشت اهل بهشت بود که خواجه نور و خواجه زور توأمان چشتی
حیات شیخ از مقام چشت در اجودهن تشریف آورده بودند شیخ تیمار تکمیل شیخ شهاب الدین
و بدر الدین هر دو صاحبزادگان کلان خود را خرقه ارادت از ایشان پوشانیده خلافت
دیگر مخدوم زاده شیخ بهاء الدین که شهاب الدین لقب داشت بخطاب شیخ العلم ملقب
بود او در علوم ظاهر هم عالم متبحر شد و وی پنج پسر داشت و مرقد اقدس وی هم متصل روضه
بیرون گنبد واقع شده بود و بعد از آن خلفای آنجناب گنبدی دیگر به پهلوی آن بنا
تعمیر ساخته نعش مبارکش از آنجا برآورده اندر اندرون روضه دفن کردند دیگر پسر والا گوهر
آنحضرت شیخ یعقوب است او را نیز دو پسر بودند مرقد مقدسش معلوم نیست گویند که بعالم
الغیب پیوست و از چشم مردمان غائب شد دیگر مخدوم زاده شیخ نظام الدین است که شربت
شهادت چشید و وی محبوب ترین پسران شیخ بود کار سپاهیانه کردی و در جهاد رفتی
و وقتی که شیخ برحمت حق پیوست وی همراه سلطان غیاث الدین بلبن در قصبه
پٹیالی بود همان شب که شیخ رحلت کرد از راه کشف خبردار شد تا صبح حاضر گشت

ومشرف بجنازهٔ شیخ شد و فرزندان دیگر میخواستند که شیخ را در مقبرهٔ شهدا دفن کنند و سے
مصلحت در آن دید که همدران جا که حالا مقبرهٔ مقدس شیخ است دفن سازند پس متابعت
او همانجا دفن کردند و وی در حرب کفار بشهادت رسید و گویند که مدفن مطهر وی در
پیشنور است و دیگر مخدوم زادهٔ شیخ نصیر الدین بحرف نصر الله است که شش پسر داشت و
معروف است که وی حبشی بود و از بطن شاره خدمتگار متولد شد و بعضی بر آنند که حضرت
شیخ زنی دیگر خواسته بود ام کلثوم نام داو بیوه بود و شیخ نصر الله پسر او از شوهر اول همراه بود و
شیخ او را بمنزله فرزند تربیت فرموده و بسیار دوست میداشت و مرقد او در موضع چاولی
از مضافات پرگنه قبوله واقع است چنانچه قبر والد بزرگوار حضرت شیخ اعز الدین برادر
کلان حضرت شیخ هم همانجا است و متصل آن قریه چاهی است که حضرت شیخ در آنجاه خود را
آویخته چله معکوس کشیده بود و اسامی هر سه دختران حضرت شیخ این اند یکی بی بی فاطمه
دوم بی بی شریفه سیوم بی بی مستوره و بی بی فاطمه را آنحضرت به شیخ بدر الدین اسحاق
که سید صحیح النسب بخاری و خلیفه اعظم شیخ داده بود و از وی دو پسر با هم خواجه محمد و خواجه موسی
متولد شدند و بی بی مستوره در حبالهٔ نکاح شیخ محمد صوفی الفاروقی در آمد و از وی یک پسر
شیخ محمد بوجود آمد و بی بی شریفه در عمر جوانی بیوه شده بود و اولاد نداشت تا آخر در عبادت
مشغول ماند و او ولیه بود چنانچه پدر بزرگوارش میفرمود که اگر خلافت سجاده بعورت دادن
روا بودے هر آینه بی بی شریفه سزاوار آن بود و معلوم نیست که نسبت آن پاکدامن بکه شد
و بعضے بر آنند که حضرت شیخ چار دختر یک اختر داشت دختر چهارم آنجناب منکوحه حضرت شیخ علی احمد
صابر بود چنانچه صاحب اخبار الاخیار میفرماید که شیخ علی احمد صابر که داماد و خلیفه خاص شیخ
فرید الدین گنج شکر است و سلسلهٔ شیخ عبد القدوس گنگوهی وغیره باو منتهی میشود قبر او در
کلیر است از این عبارت و نیز از تحریر صاحب معارج الولایت و سیر الاقطاب صحیح پیوسته
که شیخ علی احمد صابر خواهرزاده و داماد و خلیفه شیخ فرید الدین است والله اعلم بالصواب
و واضح باد که تعداد خلفاے حضرت فرید الدین از احاطهٔ تحریر و تقریر افزون است چنانچه
بعضے گویند که شیخ هفتاد هزار خلیفه داشت و در ملفوظ شیخ که مسمی بجواهر فریدی است پنجاه هزار

دہشتصد وچہل و دو خلیفہ نوشتہ اند بدین تفصیل کہ دہ ہزار بر روی زمین و نہ ہزار در دریا
و ہفت ہزار در کوہ قاف و پانصد وچہل و دو در ہوا و چہارصد بالای آسمان چہارم و چہاردہ
ہزار بر آسمان ہفتم و ہشتصد در غیب شدہ اند کہ غیر از حق تعالی ایشان را کسی نمیداند و از جملہ ہزار
خلیفہ کہ بر روی زمین اند اسامی چند کس کہ در میان ایشان و حضرت شیخ فرق نمیتوان کرد
بحوالہ قلم می آید اول سلطان المشایخ نظام الدین بداونی دوم علاء الدین علی احمد
صابر کلیری سیوم جمال الدین قطب ہانسوی چہارم بدر الدین سلیمان بن فرید الدین
گنجشکر پنجم شیخ شہاب الدین گنج العلم بن شکرگنج ششم نظام الدین شہید بن شکرگنج
ہفتم یعقوب بن شکرگنج ہشتم شیخ نصر الدین شکرگنج نہم بدر الدین اسحاق غزنوی
دہم شیخ دارو خادم یازدہم شیخ زین الدین دمشقی دوازدہم شیخ شکربار سیزدہم
شیخ علی شکربار چہاردہم شیخ علاء الحق سیالکوتی پانزدہم شیخ محمد سراج شانزدہم شیخ
وجیہی دیابی ہفدہم شیخ جمال عاشق کامل ہژدہم شیخ نجیب الدین متوکل برادر حقیقی ایشان
نوزدہم شیخ عارف سیستانی بستم شیخ زکریا سندہی بست و یکم شیخ صدر دیوانہ بست و دوم
داود پالہی بست و سوم شیخ جلال الدین بست و چہارم شیخ رکن الدین بست و پنجم سید
محمد بن محمود کرمانی بست و ششم شیخ منتخب الدین برادر شیخ برہان الدین غریب
بست و ہفتم شیخ یوسف بست و ہشتم برہان الدین صوفی ہانسوی بن شیخ جمال الدین
قطب ہانسوی کہ در عمر خوردی خرقہ خلافت یافتہ بست و نہم شیخ محمد شاہ غوری سی ام
مولانا محمد ملتانی سی و یکم مولانا علی بہاری سی و دوم شیخ محمد نیشاپوری سی و سوم
شیخ حمید الدین مکانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین **وفات آنحضرت** بقول صاحب
اخبار الاخیار و سفینۃ الاولیا بتاریخ پنجم محرم روز سہ شنبہ سال ششصد و شصت و چہار و بقول
صاحب تواریخ فرشتہ ششصد و شصت است و صاحب مجمع الواصلین و تذکرۃ العاشقین
و شجرہ چشتیہ باقوال معتبر ششصد و ہفتاد و یک فرمایند و صاحب سیر الاقطاب ششصد و نود
تحریر کردہ و این قول خالی از ضعف نیست و مزار پر انوار در پاک پٹن زیارتگاہ
خلق است و در روز عرس سالیانہ آنجناب ہزاران ہزار خلق بزیارت گوہر بار حاضر میشوند

و دروازه در روضهٔ عالیه را دروازهٔ بهشتی تصور نموده از آن عبور میکنند و دروازهٔ فیض اندازه بتاریخ پنجم محرم هر سال میگردد و وجه تسمیهٔ آن در بدروازهٔ بهشتی این است که بعد وفات آنجناب وقتی سلطان المشایخ نظام الدین قدس سره بر مزار پیر انوار حاضر شده در واقعه دید که رسول صلی الله علیه وسلم درمیان آن دروازه تشریف میدارند و میفرمایند که یا نظام من دخل فی هذا الباب کان آمنا یعنی هر که درین دروازه داخل شود در امان است لیکن از آن اشهر شد این دروازه بدروازهٔ بهشتی موسوم است و معتقدان هر سال فوج در فوج می آیند و داخل میشوند و نان چوبین حضرت فریدالدین که مشهور است که نزد مجاوران [illegible] از هیچ کتاب اخبار به ثبوت نه پیوسته که آنحضرت برای تسلی خاطر خود نان چوبین ساخته بود از [illegible]

مقتدای دین فریدالدین ولی
از خرد تولید آن قطب الزمان
نیز تولیدش نجم اهل صفا
سال تولیدش عیان شد از جهان
عاشق حق کامل آمد رحلتش
شمع نور آمد دگر ای دوستان
باز عالیجاه قطب الحق فرید
سال وصل آن شه عالی مکان
ایضاً مقتدای اهل دین فریدالدین
سال تولید آن شه ذیشان
زبدهٔ دین فرید دهر آمد
حسب مولا فرید هر دو جهان
بندهٔ حق فرید قطب الهند
شه فرخ لقا فرخنده آئین
بخوان وصلش فرید الدهر اسلام

شیخ عالم پیشوای در جهان
هم فرید الاولیا پیر آمده است
شد فریدالدین عیان
شد دگر مهدی فرید العاشقین
زاهد دین پیر عالمگیر دان
هم حبیب حق فرید الدهر گو
بنده فرد الفرید ای مهربان
پس مه کامل فرید الدهر گو
پیشوای جهان ولی زمان
نیز شد واجد فرید دل
نیز سال ولادتش بزبان
قطب دوران فرید شد پیدا
وصل او گفت سرور نادان
فرید الهند قطب پاک فرما
دگر سالک فریدالدین حق بین

گشت ظاهر چو [illegible] الفرید
سرورا تولید آن شاه جهان
زینت عالم فرد عالم فرخ تر
سال تولیدش نمود از آسمان
رحلتش گو نیز شاه دین فرید
صوفی کامل فریدالدین بخوان
عاشق صادق دگر فرما سخی
سرورا سال وصالش بیگمان
عمدهٔ دین فرید حق گفتم
سال تولید او شد است عیان
سال ترحیل او خرد فرمود
رحلت آن شهنشه دوران
ایضاً فریدالدین فرید عالم
بگو تولید پاک آن شه دین
ایضاً پیر شکر گنج فرید زمان

[illegible]

حضرت مسعود دوست سعید	سالک مسعود فرید آمده است	مادهٔ تولید وی از دل بجو
سال وصالش چو بجستم ز دل	گفت بگو بادشه دین فرید	ایضاً شیخ دنیا و دین بدرالدین
چون زدنیای دون بخلد رسید	رحلتش بندهٔ خدا میخوان	هم بدان فرد دین فرید جو

شیخ نجیب الدین متوکل قدس سره برادر حقیقی و خلیفهٔ شیخ شیوخ فریدالدین

گنج شکر است در ظاهر و باطن درجهٔ علیا و مرتبهٔ والا داشت و بغایت متوکل بود و تا هفتاد سال در شهر دهلی بماند و بخانهٔ شخصی از دنیا داران نرفت با وجود کبر سن و پیرانه سالی چیزی در کار نداشت و از غایت مشغولی ندانستی که امروز کدام روز است و کدام ماه و کدام سال و بیگانه و درویش و منعم پیش شیخ یکسان بود نقلست روزی از وی پرسیدند که برادر شیخ فریدالدین مسعود اجودهنی تو ای گفت برادر مسعودی هم برادر منی کسی دیگر باشد اما نه پرسیدند که متوکل تو ای گفت نجیب الدین هم متوکل کسی دیگر باشد که من توکل ندارم و صاحب اخبار الاولیا و اخبار الاخیار می نویسد که روزی بروز عید درویشان در خانه نجیب الدین متوکل جمع آمدند و حاضری خواستند وی اندرون خانه رفت و از اهل خود حاضری خواست گفت که از دو روز بوی طعام بمشام ما و بچه های ما نرسیده است گفت اگر چادری باشد بده که گرو کنم اهل بیگفت چادرے حاضر آورد رقعه بر رقعه دوخته آن هم قابل گرو نبود آخر ناچار شد و کوزهٔ آب پر کرده پیش درویشان آورد و گفت که حاضری همین است درویشان اهل حال بودند آن آب را بتعظیم گرفته خوردند چون رخصت شدند شیخ شکسته خاطر شد و بالای بام رفته مشغول در خاطرش گذشت که امروز روز عید بگذرد و در خلق بر فرزندانم بوی طعام نرسید و درویشان که آمدند محروم رفتند درین اندیشه بود که شخصی از بالای بام فرود آمد و گفت که ای متوکل فرشتگان کوس توکل تو بر عرش میزنند و تو برای طعام در دل خود تنگ میکنی من هم طلبگار طعام آمده ام برو و برای من طعام بیار شیخ دانست که خضر است تسلیم و تعظیم کرد و گفت که در خانه من طعام موجود نیست در حق میدانند که بهر نفس خود ملتفت بطعام نشده ام بلکه بهر نفس مستحقان در دل فکرے بود گفت که بر نفس خود را

ابر ... در خانه تفحص کن شاید که طعام بیابی و برای من آری پس شیخ برخاست و
بر در آمد دید که یک خوان با الوان طعام در صحن خانه موجود است از غیب فرستاده گرفته
پیش ایشان برد ازان طعام حصه تناول کرده و بالا آمد دید که خضر موجود نیست
نقلست که در دهلی متصل خانه شیخ متوکل تیمور نامی ترکی بود او مسجدی بنا نموده
به پهلوی مسجد خانه تعمیر کرده امامت مسجد و تولیت خانه بوی ارزانی داشت و وظیفه هم
مقرر نمود و چون چندین برین بر آمد تیمور اراده شادی عروسی دختر خود کرد و خواست
که یک تنکه چندین هزار تنکه صرف بر شادی دختر صرف کند شیخ باو نصیحت کرد و گفت که اگر
اینقدر زر کثیر براه خدا بمستحقان برسانی بهتر از آنست که در عروسی دختر خود صرف کنی که صرف
کردن آن محض اسراف است تیمور ازین سخن برنجید و شیخ را از امامت مسجد معزول ساخت و وظیفه هم
موقوف نمود و شیخ از دهلی روانه شده در اجودهن بخدمت حضرت گنج شکر حاضر شده گذارش
حال ساخت فرمود که حق تعالی میفرماید ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها اگر حق تعالی
این وظیفه شما موقوف فرموده است دیگر بهتر از آن مقرر خواهد ساخت همچنان بوقوع آمد که
چون شیخ متوکل باز بدهلی رسید ترکی دیگر پیدا شد و منزل بجوار متوکل ساخت و مرید شد
و تا دم حیات آنجا بخدمت مشغول ماند و نقلست که در خطه بداون درویشی صاحب کمال
بود موسوم باسم وحیدالدین شیخ متوکل از دهلی بدیدن او در بداون رفت و در خانه او در آمد
او را دید که بر حصیری نشسته است شیخ نزدیک حصیر رسیده کفش از پا بر آورد و بر حصیر برابر
وی بنشست وی ازین سبب برنجید و تعظیم شیخ نکرد و ساکت بنشست و پیش او کتابی بود
بر حصیر نهاده چون شیخ متوکل دید که وی اصلاً متکلم نمی شود کتاب ابدست گرفته بکشاد
و در سطر اول از غیب نوشته نمودار گشت که در آخر زمان درویشان متکبر پیدا شوند
که اگر صالحی نزد ایشان بیاید و نزدیک حصیر ایشان پاپوش از پا بر آورد در دل ایشان
از آتش تکبر بسوزد و در پی ایذای وی شود شیخ آن کتاب را بدست او داد و گفت که سطر
اول را بخوانید که مضمون آن مطابق حال شما است درویش بخواند و منفعل شد و شیخ
از آنجا برخاست و در دهلی براه شتاب و نقلست که در غیاث پور عورتی صاحب کشف

[illegible]

ذکر است صاحب ولایت رابعهٔ عصر بود و او را فاطمه سام میگفتند و حضرت گنج شکر نیز بسیار
تعریف او کردی و فرمودی که این عورت برابر دو مرد اولیا است آن ضعیفه شیخ
متوکل را برادر خود خوانده بود و چون بجانب شیخ در وسط قدم بگذاشتی آن ضعیفه را کشف مکشوف
شدی و مقدار یکمن کلیچه بجانب شیخ فرستادی و شیخ هم قبول فرمودی وفات شیخ
حسب قول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال ششصد و هفتاد و یک هجری است از مولف

چون نجیب الدین متوکل ولی هست سال وصل آن اهل کمال	وقت رحلت زین جهان پر ملال باز سال انتقال آن جناب	راستی و نیز محمود دعا ثبت قطب دین متوکل آمد سن سال

شیخ نظام الدین ابوالمؤید قدس سره از عظمای خلفای خواجه قطب الدین

بختیار اوشی است جامع علوم ظاهری و باطنی در زهد و ورع و تقوی بود و در فقر شانی
عالی و مراتب علیا داشت صاحب فواید الفواد میفرماید که بنده بخدمت سلطان
المشایخ نظام الدین عرض کرد که حضرت شما هم گاهی در مجلس تذکیر حضرت نظام الدین ابوالمؤید
یافتی فرمود که کودک بودم روزی در مجلس تذکیر وی رفتم او را دیدم که بیرون در مسجد نعلین از پا کشید
و بدست بگرفت بمسجد درآمد و دوگانه براحت تمام بگذارد و بعد ازان بر منبر برآمد و شخصی مقری
بود که او را قاسم گفتندی او آیتی بخواند بعد ازان شیخ کلام آغاز نهاد و گفت که خطی بخط پدر
خود نوشته دیدم هنوز سخن دیگر نگفته بود که از غایت تاثیر و اثر این سخن مرا حالتی و رقت
و بگریه آغاز کردم آنگاه این بیت بخواند بیت بر عشق تو و بر تو نظر خواهم کرد جان
در غم تو زبر و زبر خواهم کرد از استماع این بیت غوغای عظیم از خلق برآمد و سه بار
همین بیت را تکرار کرد و گفت ای مسلمانان دو مصرع دیگر ازین رباعی یاد نیست چه کنم
که مرا یاد نمی آید و این سخن باچنین عجز ادا نمود که سوز حاضرین از یکجهت شد بعد ازان
قاسم مقری آن دو مصرع دیگر را هم یاد دانید بیت پر درد دلی بخاک در خواهم شد
بر عشق سری نه گور بر خواهم کرد این رباعی بگفت و از منبر فرود آمد و صاحب
معارج الولایت میفرماید که در عهد سلطان غیاث الدین بلبن در شهر دهلی
امساک باران شد بادشاه بخدمت شیخ ابوالمؤید التجا برد دعای برای نزول

باران رحمت الهی شود شیخ بر منبر بر آمد و در اثناء دعا دست در آستین کرد و جامهٔ کهنه
بیرون آورد و بسوی آسمان دید و آن جامه را بجنبانید و چیزی زیر لب گفت فی الحال
ابر سیاه شد و باران بی انتها بارید چون بمنزل خود آمد مولانا وجیه الدین که مرید و
خلیفه خواجه قطب الدین و مصاحب وی بود گفت که این جامه که از آستین بر آوردی
و بسوی آسمان دیدی لبها بجنبانیدی از چه بود گفت و اینی بود که حضرت خواجه
قطب الدین بختیار ریوال و ناجاره من عطا فرموده بود از برکت او باران رحمت نزول
شد و مخفی مباد که پیر طریقت شیخ نظام الدین ابو المؤید شیخ عبد الواحد غزنوی که
بشمس العارفین اشتهار داشت بود چون در دهلی آمد از صحبت خواجه قطب الدین بختیار
فائده بسیار حاصل نمود و از پیران خاندان چشت شمار کرده شد و شیخ نظام الدین
ابو المؤید را شمس العارفین نیز گویند و این خطاب را پیر روشن ضمیرش بمثل خطاب قطبه
عنایت کرده بود و شیخ جمال گوپاموی که از اکابر اولیا است و مقبره عالیه وی در گوپامو است
از اولاد حق یاد اوست **وفات** شیخ نظام الدین در سال ششصد و هفتاد و دو
در عهد سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن بوقوع آمد رحمة الله علیه **از مولف**

چون نظام الدین شمس العارفین نیز سندی بو موید مقتدا	رفت در جنت از این دار فنا | کامل اشرف بگو سال وصال

شیخ حمید الدین صوفی السعید الناگوری

قدس سره لقب او سلطان التارکین و کنیت او ابو احمد است از اعاظم خلفای
خواجه بزرگ معین الدین حسن سنجری است و در تجرید و تفرید قدم راسخ و همت عالی و شان
عالی داشت و وی از اولاد حضرت سعید الدین زید است که از اصحاب جناب رسالت
مآب و عشرة المبشرین بود و از متقدمین مشایخ هند است عمر طویل یافته چنانچه
از عهد ولایت خواجه معین الدین حسن سنجری تا اوایل ولایت سلطان المشایخ نظام الدین در قید
حیات بود **نقل است** که روزی حضرت بزرگ خواجه معین الدین حسن سنجری را وقت
خوش بود فرمود که از حاضرین مجلس هر کسی که چیزی بخواهد بخواهد که در اجابت مفتوح
است یک کس دنیا خواست دیگر طلب عقبی نمود سیوم بمقصود رسید نه بجز از آن

خواجه روے بسوے شیخ حمید الدین صوفی نمود و فرمود که از براے تو از خدا خواستم که دنیا و عقبی
معزز و مکرم باشی شیخ عرض کرد که بنده را چه مجال که زبان بسوال بجنباند خواست من خواست
مولی است من بعد متوجه بخواجه قطب الدین بختیار اوشی شده ارشاد کرد که تو هم بخواه آنچه
میخواهی وے بجواب پرداخت که **بیت** هرچه تو خواهی بخواهم روی سر بر آستانم *
بنده را فرمان نباشد هرچه فرمائی بر آنم * خواجه بزرگ ازین هر دو خوشدل شده فرمود
که التارک من الدنیا والفارغ من العقبی والموصول الی الله سلطان التارکین
حمید الدین صوفی و قطب الابدال قدوة الواصلین قطب الاقطاب قطب الدین بختیار
اوشی از آن روز شیخ حمید الدین بخطاب سلطان التارکین شد و **وفات** شیخ
حمید الدین باقوال صحیح بتاریخ بست و نهم ماه ربیع الثانی سال ششصد و هفتاد و سه هجری
و مرقدش منور او در ناگور است و آنجناب را با شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی در باب سماع مباحثه
فقر و فنا مراسلات و مکاتبات بسیار اند و شیخ بهاء الدین هرچند که تحریر مکاتبات پرداخته
است الا از عهده جواب آن بر نیامده * **از مولف**

چون حمید الدین صوفی شیخ دین		
ز جهان در روضه جنت رسید	لا جرم چون عقل قطب اولیا دین	بهر تاریخش ندا از دل شنید
نیز سرور گفت سال رحلتش	سالک دوران حمید الدین سعید	

قاضی حمید الدین ناگوری سهروردی ثم الچشتی قدس سره نام او محمد بن عطا است وطن اصلی او بخارا
اوّل همراه پدر خود عطاء الله محمود از بخارا در عهد سلطان معز الدین سام بمقام دهلی آمد
و تحصیل علوم ظاهری نمود پدرش هم در دهلی برحمت حق پیوست پس او را قضاء
ناگور دادند تا سه سال قاضی ناگور بود شبی حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را
در خواب دید که گویا او را بسوے خود میخوانند علی الصباح از قضا دست بر داشت
و ترک و تجرید اختیار کرده مسافر شده در بغداد رسید و بشرف ملازمت شیخ شهاب الدین
عمر سهروردی مشرف شده مرید گشت و تا یک سال کسب سعادت نموده خرقه خلافت
حاصل کرد دران ایام خواجه قطب الدین بختیار اوشی هم در بغداد بوده و هر دو
حضرات باهم بدرجه غایت محبت و اخلاص بوقوع آمد من بعد بمدینه منوره رسید

و تا سه سال بجوار روضهٔ مطهرهٔ نبوی علیه الصلوٰة والسلام قیام پذیرفت پس بشرف
زیارت بیت الله شد و تا دو سال در آنجا قیام نمود باز بدهلی آمد و صحبت خواجه
قطب الدین بختیار در حیات و ممات با او نگاهی جدا نشد و مدفن هم در دهلی
یافت اکثرین بسبب مشایخ عظام او را از مشایخ خاندان چشت شمار کرده اند نقلست
که وقتی قاضی حمید الدین برگرد کعبه طواف میکرد بزرگی را دید که او هم در طواف است
بمتابعت او گام زدن آغاز نهاد وی روی باز پس کرد و گفت حمید الدین متابعت
ظاهری کردن آسانست اما متابعت باطنی مشکل است گفت که متابعت باطنی را
ارشاد فرمایند گفت مرا در طواف بهر قدم ختم قرآن میسر است اگر توانی متابعت کن
قاضی متحیر گشت و در دل گذرانید که شاید این بزرگ معانی قرآن در دل می اندیشد بمجرد
این خطره وی باز روی باز پس کرد و گفت که نی حرفاً حرفاً لفظاً لفظاً بدرستی اعراب
از اول تا آخر نقلست که قاضی حمید الدین طبعی لطیف و ظریف داشت و هر یک سخن وی
خالی از لطیفه نمی بود چنانچه روزی شیخ کبیر خوارزمی و شیخ حمید الدین در راه باهم سوار
میرفت و مرکب قاضی حمید الدین خورد بود شیخ کبیر فرمود که قاضی مرکب شما صغیر است
گفت آری بهتر از کبیر است و نقلست که شیخ شهاب الدین عمر سهروردی اکثر در باب
قاضی حمید الدین میفرمود بلکه بقلم خود در رسایل خود درج فرموده که خلفای فی الهند کثیر
منهم حمید الدین من اعظم خلفائی نقلست که قاضی حمید الدین بسبب این صحبت
دوام خواجه قطب الدین بختیار در سماع و وجد غلوی تمام داشت لهذا علمای وقت
بر ایشان محضرے نوشتند و در پی ایذاے ایشان شدند تا آنکه روزی نزدیک کوشک
سفید سلطان شمس الدین در خانه درویشی مجلسے بود و خواجه قطب الدین بختیار و قاضی
حمید الدین هر دو بزرگوار درآن مجلس ذوق افزا بودند ناگاه مولانا رکن الدین سمرقندی را
که از اجل علماے عصر بود خبر کردند وی با چند غوغایان را از جای خود برداشته باهتمام
مجلس سماع رسیده معترض حال اهل سماع گردید عزیزی که اهل درویش نام داشت قاضی
حمید الدین را از آن حال آگاه کرد وی صاحب خانه را نزد خود طلبید گفت که تو برو و بجاے

له در بعضی نسخه [illegible] ۱۲

مخفی بپایان باشی هر چند ترا طلب کنند حاضر نشوی و اگر مولانا رکن الدین بی اجازت
صاحبخانه بالا خواهد آمد از آنجهت شرعی مواخذه خواهم نمود صاحبخانه فی الحال بجای مخفی
گشت و قاضی میزبان اصحاب خویش باستماع مشغول بانذ چون مولانا رکن الدین بر در رسید
صاحبخانه را طلب کرد گفتند که او حاضر نیست مولانا با خود اندیشید که اگر بی اجازت صاحبخانه
اندرون در آیم مواخذه کرده باشم پیش نمانی بایستاد درین وقت نقلست که قاضی حمید الدین
در تمام عمر خود یکبار مرید گرفته است و بکمال رسانید یکی شیخ احمد نهروانی که ذکر خیرش سابق
در پیچ مخزن ندامت واز حال وی منقولست که شبی دزدی در خانه وی آمد هر چند جست هیچ
نیافت خواست که بیرون رود خواجه آواز داد که زمانی بایست تا نا امید و محروم نروی
بعد ازان برخاست و چند گز پارچه که در کار خانه بافندگی او بود جدا کرده پیش او نهاد
و عذر خواست که این بضاعت قلیل لایق تو نیست دزد گرفت و علی الصباح با اهل و عیال خود
بخدمت حاضر شده توبه کرد و مرید گشت دوم مرید قاضی حمید الدین علیه الرحمه قصابی بود
که در زمره یافت گشت ثانی ندامت و هر چه از زبان خود فرمودی همچنان بوقوع آمدی
چنانچه قاضی فخر الدین قبل از منصب قضا بخدمت وی حاضر آمد و التجای فاتحه برای حصول
منصب قضا کرد فرمود برو که قاضی شدی لیکن اندک قاضی شد همچنان هر کسی که بخدمتش
حاضر آمدی محروم نرفتی سوم خلیفه قاضی حمید الدین شیخ حسن تابست که کار رسن
تابی کردی و در بدایت وی حکایتی مشهور است واز حال وی نقل کنند که روزی در میان یاران
خود نشسته بود و شیخ گفته فرستاد که شیر و برنج برای یاران بپزید چون طعام پخته حاضر
آوردند با اول لقمه گفت که درین طعام امروز البته خیانتی واقع شده است عرض کردند
که خیانتی معلوم نمیداریم الا شیر در دیگ جوشید و کفک ظاهر گشته از کناره دیگ بر زمین
می ریخت اما او را در آوندی جمع کردیم و بخوردیم گفت اگر بر زمین بریختی مضایقه نبود و اگر
در کاسه اندوخته بودید بایستی که آنهم نصیب حاضرین مجلس می شد لیکن شما بتنهایی خوردید
که ایشان را در آفتاب گرم ایستاده کنند تا هر قدر شیر که پیش از یاران خورده اند از اندام
ایشان عرق شده بیرون آید همچنان کردند چون از گرمی آفتاب عرق ایشان بر ریخت

ایشان را در سایه بخوانند و حجام طلب کرده فصد خود کنانید تا بر قدر عرق که از جسم ایشان
ریخته است با نقد زر چون از انعام او بر آید نقلست که شیخ نظام الدین ابوالمؤید
دو قصبه در بداؤن سخت بیمار بود و شیخ حسن رسن تاب بعبادت او برفت شیخ فرمود که ای
حسن در حق من دعای صحت کن گفت که یاری دارم شرف الدین نام که در بازار
خیاطی میکند اگر او را هم طلب کنید ازاله مرض کرده خواهد شد پس او را طلب کردند چون
حاضر شد شیخ حسن بوی گفت که از تو التماس ازاله امراض شیخ بزرگ من از ذات تا بحدیکه
پابند رگست پس هر دو بزرگوار متوجه گشته بهمت عالی خود در ازاله مرض مصروف نمودند
بعد از زمانی سر بر آوردند در حالیکه شیخ نظام الدین شفای کامل یافته بود نقلست
که چون شهره کرامات و مکاشفات شیخ حسن در عالم گرفت خلق کثیر در خانقاه والا جاه او
جمع آمدند درویشی دیگر که موسوم بنام شیخ محمد نحاسی بود در بداؤن سکونت داشت در
روزی با شیخ در مسجد ملاقی شد و گفت ای حسن بسیار هنگامه مجلس گرم ساختی ترسم که
در آن گرمی خود سوخته نگردی بغفران الهی همان روز در خانه شیخ حسن آتش در گرفت
مریدان اندرون آمدن نتوانستند شیخ در میان آتش بسوخت وفات شیخ حسن بهمین موقع
بوقوع آمد باز آمدیم بذکر مناقب شیخ حمید الدین منقولست که بعد وفات خواجه قطب الدین
بختیار رحمه الله باران رحمت الهی نازل نشده خلق بسبب امساک باران به تنگ آمد
سلطان شمس الدین استمداد دعا از بزرگان عصر نمود قاضی حمید الدین با خاطر آورد که اگر
درویشان دعوتی کنی و اهل سماع را حاضر آری درویشان سماع کنند شاید آنزول باران
رحمت الهی گردد سلطان دعوت کرد هنگامه سماع گرم نمود چون درویشان بسماع مشغول شدند
ابر پیدا شد و بارش باران شروع گردید چندان بارید که گاهی نادیده بود و مخفی مباد
که قاضی حمید الدین را تصانیف بسیار است در عوارف و عشق و محبت از انجمله کتاب
طوالع شموس از تصانیف او مشهور تر است در آن کتاب شرح اسمای حسنی میکنند
و سخنان بلند میگوید وفات قاضی حمید الدین بتاریخ دهم ربیع الثانی و بقول
بعضی بتاریخ نهم ماه رمضان سال ششصد و هفتاد و هشت هجری است از مولف

چون حمید الدین حمید و جهان	رفت از دنیا و در جنت رسید	گشت سال رحلتش پیدا دگر
تاج اهل حق ولی آشنا حمید	هم حمید الدین وصی پدر شهید	گشت وصلش از دل سر پدید

شیخ محمد صابر چشتی قدس سره از مریدان خاص خدام خاص الخاص فرید الدین گنجشکر است صاحب اخبار الاخیار بحواله کتاب سیر الاولیا میفرماید که چون حضرت گنجشکر او را اجازت طریقت عطا کرد فرمود که صابر زندگانی خوش خواهی کرد پس همچنان بوقوع آمد که حق تعالی او را صبر و قناعت عطا فرموده که گاهی هیچ غم و الم و اندوهی بخاطر او نگردید مدام بخوشی باشی و کشاده پیشانی زندگانی میکرد **وفات** او حسب قول صاحب شجره چشتیه در سال ششصد نهتاد و نه هجری تاریخ او ستار از مولف

رفت از دنیا چو در خلد برین	شد بحق مطلوب صابر اهل صبر	سال وصلش صابر منصور دان
هم بجوان محبوب صابر اهل صبر		

شیخ داود پالی قدس سره از عظمای خلفای شیخ فرید الدین گنجشکر است در زهد و ریاضت یگانه و فرد زمانه بود و عادتش آن بود که بعد نماز صبح از خانه بیرون آمدی و در بیابان رفته بعبادت حق مشغول شدی چون آواز ذکر وے در صحرا بلند گشتی آهوان و غیره وام و ددان صحرائی مے آمدند و گرد وی حلقه زده می نشستند **وفات** وے در سال ششصد و هشتاد قطعه از مولف

	قطعه از مولف	حضرت داود شیخ با کمال
یافت چون جنت الفردوس جا	مرشد کونین پیش و پیشوان	گفت سرور سال وصلش برملا
شد عیان یار گرامی سال	بنده داود و هادی مقتدا	شیخ عبد العزیز علی بن

شیخ حمید الدین ناگوری صوفی قدس سره از عظمای خلفای پیر بزرگوار خود است وی در عین عمر جوانی در حالت سماع جان داد و احوال وفاتش بدینطور درج اخبار الاخیار و سیر الاولیا و غیره است که روزے بجائے یکی از صوفیان مجلس سماع بود و قوال این بیت میخواند **بیت** جان بده و جان بده و جان بده * فائده در گفتن بسیار چیست * باستماع این قول از قوال شیخ علی نعره بزد و گفت دادم دادم دادم و جان بحق تسلیم نمود وی را سه پسر بودند شیخ وحید و فرید و نجیب وی در باره این هر سه کس پسر زاده بود که وحید وحید است بجز خدا یکتا بود و فرید فرد عالم و صاحب سجاده و نجیب نجیب شریف **وفات** وی در سال ششصد و هشتاد و یک قطعه از مولف

رفت از دنیا چو در خلد برین	شیخ عالم متقی عبد العزیز	والی خلد است سال وصل او
نیز شاه دین علی عبد العزیز		

شیخ سید امام علی لاحق سیالکوٹی قدس سره

از اعاظم احباب کبرای اصحاب جناب فرید الدین گنج شکر است از کمال اولیا و صاحب تصرف ظاهر و باطن و زہد و ورع و تقوی و خوارق و کرامت بود و بعد تربیت و تکمیل و عطای خرقه خلافت بصوب سیالکوٹ شرف ترخیص یافت و در آنجا رسیده ہزارہا خلق را بخدا رسانید و ہمانجا مدفن یافت چنانچه مزار پر انوار وی در سیالکوٹ زیارت گاه خلق است صاحب معارج الولایت میفرماید که حضرت گنج شکر را بوقتیکه علی لاحق بخدمتش حاضر شد قبل ازین دو علی یعنی علی احمد صابر و علی بہاری مرید شده بودند چون علی لاحق حاضر شد فرمود که این علی نیز بآن ہر دو علی لاحق باشد و ذکر و شغل نیک پیدا کند لہذا از آن روز بخطاب لاحق مخاطب شد و صاحب تذکرة العاشقین نیز ہمین تقریر درباره علی لاحق تحریر فرموده است وفات شیخ علی حسب قول شجره چشتی و صاحب سیر الاصفیا در سال ششصد و ہشتاد و شش ہجری است از مولف

علی اعلی لقب شیخ زمانه	که در ملک ولایت بود والی	چو از دنیا بفردوس برین رفت
زمین از نور رویش اند حالی	علی شاه کریم آمد وصالش ۶۸۶	دگر فرما علی شیر دار عالی

شیخ برہان الدین محمود ابی الخیر اسعد البلخی قدس سره

از اکابر علمای وقت سلطان غیاث الدین بلبن بود فرد علم و حال و وجد و سماع جامع بود میان علوم شریعت و طریقت بگفتن شعر نیز میلی داشت و اشعار وی مشعر احوال مضامین عارفانه بودند شیخ میفرمود که من خورد بودم عمرم شش ساله ہمراه پدر خود در شہر بدایون بودیم ناگاه سواری مولانا برہان الدین میرسید اتفاقاً مشغله بود نزدیک سید لبیب ہجوم مردمان پدر را از من جدا شد و یکه و تنها ماندم ہرچند پدر رفت من ہمانجا ماندم چون سواری مولانا نزدیک من رسید پیش شده سلام کردم و او نیز بمن نگاه کرد و گفت خدای تعالی مرا چنین میگوید که این کودک در روزگار خود علامه عصر شود من این سخن شنیدم و بخیال در رکاب او روان شدم چون چند قدم دیگر رفت باز من پیش شدم گفت که خدای عز جلاله مرا چنین میگوید که پادشاہان دست بر در این کودک بایستند و از علمای عصر شیخ نظام شود

نفاست که شیخ او را فرمودی که خدای عز و جل مرا از هیچ کبیره نخواهد پرسید مگر از سماع چنگ که بسیار شنیده ام وفات شیخ برهان الدین بسال ششصد و هشتاد و هفت هجری اتفاق افتاد

رفت در جنت چو از دنیای دون	شیخ عالم مقتدا برهان دین	وصل او سرور دین محسن بگو
هم ولی پیشوا برهان دین	خواجه علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سره	

از عظمای خلفای حضرت شکر گنج و کبرای اولیای معرفت شیخ و پیر طریقت و امین حقیقت عارف کامل و ابدال مکمل صاحب کرامات عالی نعمت بود و به بیعت شیخ و منزلتی بلند داشت و خرقه فقر از خواجه اکبر فرید الدین گنج شکر پوشیده علاوه بر آن نسبت فرزندی و خواهرزادگی هم [illegible] بود و حضرت گنج شکر اکثر در بابش می فرمودی که علوم ظاهری و باطنی من در شیخ نظام الدین سرایت کرد و علوم ظاهری و باطنی پیران کبار من در شیخ علاء الدین احمد صابر اثر کرده و همچنین فرمود که علم سینه من شیخ نظام الدین بداونی و علم دل من خواجه علی احمد برده [illegible] سیر الاقطاب مسطور است که در اوایل حال قسمت لنگر فقرا و خدمت مطبخ نامزد او بود حضرت فرید الحق والدین تا دوازده سال بذات علی احمد تفویض بود اما چون حضرت شیخ اجازت طعام خوردن نداده و ارشاد نکرد که تو نیز طعام از همین لنگر خواهی خورد تا دوازده سال قطعا از طعام لنگر هیچ نخورد بعد دوازده سال شیخ کمال ضعف اشتغال شنیده گفت که بلا اجازت شیخ بنده را این حال کی پیدا شد از مطبخ [illegible] بیعت و بکاره [illegible] شیخ ازین حال خبر شد و فرمود که علاء الدین علی احمد صابر است پس از آن روز بخطاب صابر مخاطب شد و خرقه خلافت یافته بدین امور شد و ارشاد یافت که اول به اجودهن روانه شده و با شیخ و مهر شیخ جمال الدین هانسوی بر فرمان قطبیت [illegible] روانه سمت کلیر خواهی شد پس حضرت علاء الدین از اجودهن روانه هانسی شد چون در انجا رسید بر چودول سوار بود همان سواری اندرون خانقاه شیخ جمال الدین در آمد [illegible] تا دروازه باستقبال برآمد مگر علی احمد از چودول فرود نیامد جمال سواری [illegible] اندرون نشست [illegible] جمال الدین را [illegible] از آنحضرت [illegible] و اکرام [illegible] باتفاق [illegible]

برآورد و حقیقت رخصت خود و صعوبت بلی معلوم ساخت چون چراغ حاضر شد و مجلس توقف
در میان آمد بعد از آن چراغ آوردند و شال بکشادند از اتفاقات بادی وزید و چراغ
گل شد حضرت صابر نے انتقام خود بر چراغ دمید فی الفور چراغ افروخته شد شیخ جمال
چون این چنین حال بدید شال را از دست خواجه بگرفت پاره پاره ساخت گفت بلی بجاه
تاب دم آتشین شما ندارد اگر خواهید فتنه بکیدم خواهید سوخت از این حرکت حضرت صابر برغضب
شده فرمود که تو شال مرا پاره کردی من سلسله ترا پاره کردم گفت از اول یا آخر فرمود از اول
پس همان وقت برخاست از آنجا برگشته در اجودهن بخدمت فرید الملة والدین آمد و گذارش
حال نمود فرمود که پاره کرده جمال الدین را فرید نتوان دوخت پرسید که چون شیخ جمال ترا
پاره کرد تو هیچ گفتی عرض کرد که از غایت غضب گفتم که تو شال مرا پاره کردی من سلسله ترا
پاره ساختم او گفت از اول یا آخر گفتم از اول حضرت شیخ فرمود که تیر پهلوانان بی خطا
نمی رود اما بخیر گذشت که از اول گفتی آخر سلامت ماند که مریدی از مریدان تو دعا خواهد
و سلسله او جاری خواهد شد و این بشارت بحضرت شیخ جلال الدین پانی پتی بود که ذکر شیخ
درج خواهد شد آخر بتاثیر نفس حضرت صابر که بر زبان راند همچنان بوقوع آمد که پسر کلان شیخ
جمال الدین هانسوی که مردی دانشمند عظیم بود دیوانه شد و پسر خورد سال می برهان الدین
اگر چه بر وقت اخیر وی حاضر بود و شیخ هر چند خواست که او را تلقین کند میسر نشد من بعد حضرت
فرید الملة والدین ملک کلیر را بحکم الهی بنام نامی خواجه صابر مقرر کرده فرمان خلافت عنوان
بخط پاک خود تحریر فرموده بعد عطای خرقه رخصت کلیر داد و وی چون آنجا رسید آن خطه را بنور ولایت
منور ساخت و در آنجا اقامت ورزید در آن وقت در شهر کلیر انبوه علما و فضلا بکثرت بودند
که بروز جمعه چهار صد چهل سوار برای نماز بر آمدندی و حضرت صابر که برای نماز جمعه تشریف می آورد
از هجوم و ازدحام خلائق درون مسجد جا نیافت کسی از ساکنان شهر پرسان حال وی نبود پس
وجه بتنگ آمد و حقیقت حال بحضور پیر روشن ضمیر خویش تحریر فرمود و اجازت طلبید که در این
باب هر چه که حکم صادر شود بر آن عمل کند حضرت فرید الدین بجوابش نوشت که آن ولایت
بامر الله متعلق شماست اختیار کار ریاست آن برخوردار است چون این اجازت نامه رسید

و بروز جمعه حضرت صابر باز برای نماز بمسجد جمعه تشریف برده جائی که برای خود بسابق قایم
و مقرر یافت چون نماز تمام شد امام خطبه آغاز کرد و حضرت صابر بطرف مسجد بچشم غضب
دیده فرمود که ای مسجد مردمان نماز خوانده اند و تو هنوز در سجده نیامده ترا هم چه باید کرد بفرود
فرمودن آن مسجد جامع از بیخ و بنیاد برفتاد و همه حاضرین زیر عمارت مسجد در آمده هلاک شدند
از ظهور این کرامت عظیم بعض مردمان معتقد شدند و باقی اجل گرفته همچنان برابر بر اصرار
ماندند و همان سال وبای عظیم ظاهر شده همه سکنای شهر را هلاک کرد و شهر کلیر بالکل ویران
گشت و حضرت صابر بفراغ خاطر بریاضت و مجاهده مشغول شد چنانکه روز و شب صحبت
وی اکثر بوحوش و طیور می بود و جاروب کشی خانقاه عالیجاه حواله شیر ولی بود که هر روز
حاضر شده بدم خود در صحن خانقاه جاروب میکرد و از خادم حاضر باش شب و روز سوای شیخ
شمس الدین ترک پانی پتی که از اجودهن همرکاب آنجناب آمده بود واحدی از بنی آدم نبود
چون خواجه را شوق و ذوق سماع دامنگیر حال شدی شیخ شمس الدین قوالان را از
آبادانی دور می آورد و صاحب مصابیح الولایت قصه خرابی شهر کلیر را بتغیر چند دیگر
در کتاب خود فرموده است که چون حضرت صابر در خطه کلیر رونق افروز شد همه علمای ظاهری
و بعضے مشایخ بانکار وی برآمدند و خادمان و مریدان آنجناب را آزار میدادند چنانچه
وقتی حضرت صابر با یاران خود پیش از نماز جمعه در مسجد جامع تشریف برده بمقام صف
اول نشست چون جماعتی از علما و مشایخ در مسجد در آمدند جای خود را خالی نیافتند
بخادمان شیخ گفتند که ازینجا برخیزید و بجاے لایق خود بنشینید ایشان جواب دادند
که پیشتر ازین اینجاے خالی بود ما آمدیم و نشستیم شما بجاے دیگر بنشینید علما بدرشتی سخن
در آمده گفتند که اینجاے نشستن ماست دیگر کسے لایق اطلاق اینجا نیست چون گفتگو
بلند شد حضرت صابر سر از مراقبه برآورد و گفت صاحب ولایت این دیار برای نشستن
بمقام پیش از همه لایق و سزاوار است ایشان گفتند که برهان شما چیست فی الحال
با یاران خویش از مسجد برآمد و گفت برهان ولایت ما این است که شما همه درین
ساعت بمیرید بلکه از ساکنان این شهر هم احدی زنده نماند و باز تا مدت مدید این شهر

آباد گشت بجز این که مسجد ویران شد و چند هزار کس زیر آن هلاک شدند و سکنای شهر هم
بعد ازین بلاهای ناگهانی گرفتار شده در اندک ایام جان بحق تسلیم کردند و نیز صاحب
معارج الولایت میفرماید که ولایت حضرت علی ثانی امیر کبیر بر ولایت موسوی بر قلب موسی
بر قلب اسرافیل علیه السلام واقع بود و هر که نفس از خیر و شر زدی همچنان واقع شدی و مناسبت
در طریقت با شیخ نجم الدین کبری داشت که وی نیز بولایت موسوی مناسبت تمام حاصل
کرده بود و صاحب سیر الاقطاب مینگارد که بعد رحلت حضرت امیر ازین جهان
فانی اهل شهر کشمیر ویران شد و مجاوران روضه عالیه هم بسبب ویرانی و آمد و رفت
شیران اژدها و غیره جانوران از روضه عالیه رفته سکونت گرفتند ازین سبب قبر حضرت روضه منوره
غیر آباد ماند بعد ازان هنودان دیوی پرست قریب روضه منوره جای آباد کرده
در حریم روضه بتخانه و دیوی تیار کردند و قریب بود که روضه منوره منهدم شود لیکن روزی
شیری از صحرا در آنجا رسید و بسیار کس از هنودان هلاک کرد و باقی راه فرار پیش گرفتند
و جای روضه از دست معاندان خالی شد و نیز در سیر الاقطاب است که روزی شخصی سنیاسی
از قوم جوگیان از آن راه گذر کرد و بسبب حاجتی از حاجات انسانی اندرون حریم روضه
عالیه در آمد و دید که مقبره در آن مقام دلارام نیست و مزاری از اهل اسلام اندرون روضه
مقدسه تعمیر است آن شخص بجهت عداوت قدیم که با این طایفه و اهل اسلام داشت
مستعد بدین امر شد که مزار مبارک را مسمار کند و تیشه آهنی که با خود داشت بانهدام مزار مشغول
شد چون چند خشت برآورد و از اندرون قبر روزنی نمودار شد جوگی سر اندرون کرد و خواست
که ببیند که اندرون چیست فی الحال بغضب حق گرفتار شد و نتوانست که سر خود باز
از آن روزن بیرون آرد و آخر دم وی بند شد و هلاک گردید چون شب شد مجاوران آنجا
در خواب دیدند که گویا شیخ تشریف آورده و فرمود که شخصی بی ادب بمزار ما آمده بسزای
کردار خود رسید و تا حال در روزن مزار گرفتار است بیایید و او را از آنجا بدر رسانید
علی الصباح مجاوران بیست تمام در روضه عالیه رسیده و سر جوگی را از روزن
برآورده نعش او را از آنجا دور تر انداختند و آخر روز شهر کشمیر از آبادانی قیمت کالاول

مجاوران هم در آنجا سکونت گرفتند و بشهر پیران کلیر اشتهار یافت **وفات** حضرت صابر بقول صاحب معارج الولایت بتاریخ سیزدهم ماه ربیع اول سال ششصد و نود بعهد سلطنت جلال الدین خلجی است که در حالت سماع ازین دار پر ملال درگذشت **از مولف**

شد چو از دنیا علاء الدین علی احمد جلیل
هم علاء الدین صابر صادق آمد ارتحال
سال وصل او شد از نور عیان
وصلت آن پادشاه اهل جاه
شد از لفظ مخدوم صابر عیان

سال وصل آن شه الا قدر اهل کمال
ایضاً چون علاء الدین ز دنیا رخت بست
هادی محبوب صابر پادشاه
ایضاً چو صابر ز دنیای دون رخت بست
وگلش رقم متقی تسلیم

گو علی احمد علاء الدین صابر ایزدی
گشت روشن ز رجبان شد ماه
هم بگو صابر سراج الطالبین
شد رونق افزای خلد قدیم

شیخ بدرالدین بن علی بن اسحاق سید بخاری از اعاظم خلفاء فرید الحق والدین از مشایخ کاملین عهد خود بود از **سیر الاقطاب** و **معارج الولایت** به ثبوت پیوسته که وی مردی بود مقبول و منظور و در علمای دهر ثانی نداشت اول در بخارا اقامت پذیر بود آخر بر آمد بحث علمی و حل چند مشکلات مسایل علمی از بخارا بدهلی آمد چون در اینجا نیز در باب مسایل تسلی خاطرش نشد ناچار بار دیگر از راه ملتان روانه بخارا گشت چون بمقام اجودهن رسید همراهیانش اراده حاضری بخدمت حضرت گنج شکر کردند او که منکر درویشان بود قبول نکرد و گفت شیخ را چه بینید آخر کار یاران همراهی کشان کشان او را بحضور شیخ آوردند چون حضرت شیخ بنور باطن از حالش آگاه شد اول جواب مسایل علمی که محض بهر حل آن بدرالدین آنقدر رنج سفر می کرد بیان فرمود چنانکه تسلی خاطر وی گشت من بعد چون لایق کار یافت بجذب باطنی وی را بخود کشیده فرمود که شما چرا برای دیدن ما نیامدند اگرچه صحبت علما اکسیر اعظم است اما با مسکینان و درویشان نیز صحبت کردن از شعار اسلام مردی است بدرالدین چون این سخن شنید سر بر قدم آورد و بارادت باطنی مرید شد و عزم رفتن بخارا موقوف ساخت و بخدمت لقا آنحضرت اختیار کرد که هر روز بصحرا رفتی و پشتاره هیزم بر پشت خود بسته بیاوردی تا آنکه کارش بتکمیل رسید و خرقه خلافت یافت و بعزت فرزندی معزز گشت **وفات** آن جامع الکمالات در سال ششصد و نود و هجری است و کتاب اسرار الاولیا از تصانیف وی است **از مولف**

کرد بدرالدین چو از عالم سفر	سال وصل او زگو بے قال وقیل بدر دین مهدی و بدر دین بدر کمال
هم بفرما شاه بدرالدین ولی	**شیخ منتخب الدین چشتی قدس سره** از کبار خلفائے

حضرت گنج شکر است داود را آقائے منتخب نیز گویند وی برادر کلان شیخ برہان الدین غریب است و ملقب بلقب زرزری زربخش بود و صاحب معارج الولایت میفرماید که سبب ملقب شدن او بدین لقب آن است که از غایت ریاضت و مجاہدات شیخ منتخب الدین بمرتبہ محبوبی رسیدہ بود و او را دو قلعت زرین بوقت صبح و شام از غیب فرود آمدے وی آنرا فروخت نمودہ بمصرف درویشان صرف کردی و خود استعمال نمودی از این سبب بلقب زرزری زربخش شد و چون در ملک دیوگیر کفر و بدعت بسیار بود حضرت گنجشکر او را بحکم غیب بجانب دیوگیر رخصت نمود وی چون آنجا رسیدہ بہدایت خلق پرداخت و اکثرے را بہدایت راہ نمود و آنانکه انکار نمودند و در حق ایشان دعائے بد کرد تا بسیارے از ایشان مسخ شدند چنانچہ تا حال صورتہائے مسخ شدہ از سنگہای کوہ دیوگیر بعضے جا یافتہ میشود و چون وفات یافت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین بجایش شیخ برہان الدین غریب قدس سرہ را مقرر فرمود و وی بیخ کفر و بدعت در آن دیار نگذاشت **وفات** شیخ منتخب الدین بقول صاحب معارج الولایت بتاریخ ہفتم ماہ ربیع الاول سال

ششصد و نود و پنج است **از مولف**	شیخ عالم پیر دوران منتخب	شد چو از دنیا سوئے دار البقا
کاشف حق صوفی آمد رحلتش	ہم بخوان مہدی کامل مقتدا	**سید محمد بن سید محمود**

کرمانی قدس سرہ از علماۓ صحابۂ اجل احباب حضرت گنجشکر است اصل او از کرمان بود اول بتقریب تجارت در لاہور آمد و از آنجا باجودہن رفتہ بپابوسی حضرت گنجشکر مشرف گشتہ بود از آنجا در ملتان که سید احمد عم وی در ملتان بود رسید و ہر بار که برائے تجارت بسوی اول در لاہور و بعد از آن در اجودہن و از آنجا در ملتان رفتی و در بین آمد و شد ارادت شیخ فرید الدین چشتی پیدا شد و کار تجارت را بکلی ترک دادہ بحق مشغول گشتہ مرید حضرت شیخ گردید و بعد وفات شیخ بخدمت سلطان المشائخ نظام الدین حاضر شدہ بتکمیل رسید و داخل یاران اعلی شد **وفات** سید محمد بقول صاحب اخبار الاخیار شب جمعہ سال

هفتصد و یازده هجری است مزار پر انوارش در دهلی بر چبوتره یاران شیخ نظام الدین قدس سره است از مولف
محمد بن محمود آن پیر کرمانی شه عالم که از تن محبوب سبحانی بود فانی | تاریخ وصالش شد رقم سالک تارک از دل
درگذشت محمود پیر کرمانی | شیخ نظام الدین شیرازی قدس سره از خلفای

خلفای شیخ نظام الدین بداونی دهلوی است ظاهر و باطنش با اوصاف حمیده و اخلاق عالیه آراسته و بشیوه درویشی پیراسته بود و بغایت شیفتگی سماع داشت میان یاران اعلی سرافراز و ممتاز و بزیارت حرمین الشریفین نیز شرفیاب شده بود وفات وی حسب قول صاحب شجره چشتیه در سال هفتصد و هژده هجری است مزار پر انوار در دهلی است از مولف

رفت از دهر چون نظام الدین | متقی سید شیرازی
پیر ارشاد سال وصلش گو | هم ولی سید شیرازی

شیخ شمس الدین یحیی پانی پتی قدس سره از خلفای نامدار و مریدان با وفای شیخ علاء الدین علی احمد صابر است مقامات عالیه انفاس جلیله آثار کثیره از این تبرکه داشت صاحب سیر الاقطاب میگوید که وی سوای خلافت حضرت صابر از شیخ فرید الملة والدین هم خرقه خلافت پوشیده و حسب الحکم گنج شکر و الهام غیبی بار رکاب جناب صابر از اجودهن بکلیر شریف برد وطن اصلی او ترکستان و از سادات عظام است بطلب حق از وطن بر آمد و باجودهن رسیده مرید جناب گنجشکر شد و چندگاه بخدمت آنحضرت گذرانیده خرقه خلافت یافت بعد آزان بالهام خالق اکبر و اجازت گنجشکر همراه حضرت صابر در خطه کلیر رسید و از نهایت خدمتگذاری بخطاب فرزندی مخاطب شده سر حلقه گروه حق پژوه صابریه گشت و تا پانزده سال بخدمات غسل و وضو و پختن طعام و هیزم کشی مامور بود بعد اجازت یافت که چندگاه در لشکر سلطان نوکری کند چنانچه وی در دهلی آمده در لشکر سلطان غیاث الدین بلبن بزمره سواران نوکر شد در آن ایام سلطان بر سر قلعه از قلعهای هندوستان لشکر کشیده بود خواجه هم همراه بود چون در فتح قلعه توقف افتاد سلطان چندماه در آنجا توقف نمود تا آنکه موسم برشکال نمودار شد و ابر و باران غلیظ برخاست و در لشکر هیچ جا آتش نماند سقای چینی خانه سلطانی برای تلاش آتش جابجا میگشت ناگاه دید که در خیمه سواری از سواران شاهی چراغ

روشن است چون نزدیک رسید دید که درویشی در روشنی چراغ بتلاوت قرآن مشغول است
و باوجودیکه نیز است نقصان بآن چراغ نمیرساند سقا نزدیک خیمه رسید و از غایت هیبت
در عقب باتش بسوال آتش نجنبید تا آنگاه شیخ سر برآورد و بسقا آواز داد که بیا اگر آتش میخواهی
بگیر سقا پیشتر رفت چوبی به آتش روشن نمود و آتش در چینی خانه سلطانی برد علی الصباح
باز همان سقا بگرفتن آب بانطرف گذر کرد و شیخ را در خیمه ندید چون بر سر تالاب رسید دید که
شخصی سپاهی مسلح بر سر تالاب وضو میکند چون نیک شناخت همان بزرگ بود بعد وضو بهمان خیمه
تشریف برد و سقا از همانجا که وی وضو کرده بود آب در مشک پر کرده دید که آب تالاب
از آنجا گرم است بخلاف دیگر تمام آب که بسبب سردی یخ بسته بود و پس سقا را تا شش روز
همان اتفاق افتاد که آب از مقام وضوی آنحضرت گرم در چینی خانه شاهی می برد رفته رفته
این خبر بسلطان رسید علی الصباح همراه سقا بر لب حوض آمده تصدیق گرمی آب نمود و بعد ازین
بر همراهی سقا بخدمت آنحضرت حاضر آمد و عرض کرد که زهی بخت نیک بخت من که در لشکرم
مثل شما مردان خدا قیام پذیراند لکن افسوس که با وجود موجودگی شما در فتح قلعه توقفست آنگاه
شیخ دست بفاتحه برداشت و به بشارت فتح قلعه امیدوار ساخت چنانچه هم روز قلعه مفتوح
گردید چون باز لشکر شاه شیخ از آنجا برآمده بخدمت پیر روشن ضمیر مشرف گشت و بعطای
خرقه خلافت بولایت پانی پت سرفراز گردید و شیخ غلام معین الدین صاحب معارج الولایت
مینویسد که خواجه شمس الدین ترک پانی پتی از فرزندان شیخ احمد یسوی است سلسله نسبش
بچند واسطه بمحمد حنیفه بن علی المرتضی کرم الله وجهه میرسد و بعد از تحصیل علوم ظاهری از ترکستان
بطلب حق برآمد و اکثر بزرگان ماوراء النهر را دریافت بعد ازان بهندوستان آمد چون
در کلیر شیخ علی احمد صابر را دید مرید شده و مدتی بخدمت مشرف ماند و خوارق عجیبه و
احوال غریبه پیدا کرد چون ایام وفات حضرت صابر نزدیک رسید خرقه خلافت بوی
عطا کرده اجازت رفتن بولایت پانی پت مرحمت فرمود و ارشاد نمود که بعد تو تا ... بین
بعد شنیده و زره وا نمودست پانی پت شده دری البرفین پیرو گفت که صاحب ولایت آنجا
شرف الدین ابو علی قلندر بهتت ماندن من در آنجا بچه طور صورت پذیر تواند شد فرمود

کرد لاجرم آخر رسید چون تو در آنجا خواهی رسید و از شهر بدر نخواهد آمد پس چون حضرت
صابر وفات یافت بعد سه روز شمس الدین روانه پانی پت شد چون در آنجا رسید جاے
معین بر شهرت نزیبا به دیواری نشست شیخ بوعلی از حال نور باطن آگاه شده از حجره
برآمد پسر حلوا فروش که محبوب منظور بوعلی بود پرسید که کجا میروی دمن ترا نمیگذارم زیرا
که ولایت این اقلیم حواله دیگرے شده و حکم نیست که حالا تا وقتیکه در حیاتم درین شهر بیایم
پسر حلوا فروش گفت که صاحب ولایت این ملک را بمن بنما گفت در فلان محله مردے
بلباس چرمی و قلندرانه نشسته است و زیر دیوار قیام دارد هر روز زیارت کن پسر
حلوا فروش در آنجا رفت باز دو زانو نگاه کرده باز آمد حضرت بوعلی از شهر برآمده بیرون
شهر قیام نمود و شیخ شمس الدین اندرون شهر بحجره بوعلی فرود آمد تا حیات بوعلی باهم
بیگانگی صحبت و اتحاد گرم ماند و صاحب سیر الاقطاب میفرماید که روزی سیدے
از اکابران پانی پت بخدمت حاضر بود و در اثناے سخنان گفت که سیادت شما بچه طور
به ثبوت پیوسته است فرمود که از آبا و اجداد خود شنیده ایم و نسبنامه هم داریم گفت
اثبات آنچنین خیلے دشوار است چگونه تسلی گردد از استماع این سخن ملال غایت مزاج گشت
آمد و گفت که در عوام الناس مشهور است که شخصیکه صحیح النسب از اولاد مرتضی باشد موی
مبارک وی آتش نمیسوزد اگرچه آنچنین تا حال تجربه نیامده لیکن بجز یک من بدین تحقیق
نیست که او شما در آتش آئیم هر که در آتش نسوزد او سید است این بگفت بدر تنور
آتش که در خانقاه می تافتند در آمد و ساعتی در آنجا قیام نموده بشتاب آواز داد که شما
اندرون تنور بیائید که دعوی سیادت دارید آن شخص از روی انفعال جواب نداد
داد و نزدیک تنور رفته دید که حضرت شیخ چون در آتش آرام گرفته است
بیرون خواست که فی الحال برآید فی الحال شعله آتش از تنور برآمد و بر او آتش
درگرفت و سوختن شروع گشت فریاد الامان الامان برداشت آخر شیخ از تنور برآمد
و دست مبارک بر آتش زد فی الحال سرد گشت
و نیز صاحب سیر الاقطاب از شیخ شاه چشتی نقل کرده که شبی بر آستانه خواجه بودم

که یکے از برادران نامهربان که در پئے قتل من بود در آمد و شمشیر علم کرده خواست که بر من
زند درین اثنا بیدار شدم و چشم باز کردم دیدم که شخصے شمشیر برهنه بر من قادر است در دل
متوجه بجناب شمس الدین ترک شدم ملاحظه کردم که دستی با انگشتری نقره از غیب پیدا شد
و آن ظالم را از گردن گرفته دفع ساخت برخاستم و تجدید وضو کردم و همان وقت بروضه مطهره
شیخ رفتم دیدم که یک دست از مرقد منور بر آمد و بر سر من فرود آمد تا دیرگاه و تیمناً آن دست
حق پرست را بهر دو دست گرفتم و بر سر و چشم مالیدم و در دل آرزو کردم که افسوس این وقت شب تاریک
است اگر روشنی بودی بهر آئینه بزیارت دست مشرف میشدم درین اثنا از شکاف قبر
لمعه روشنی پیدا شد و تا آرنج نمودار شد چون نیک ملاحظه کردم همان دست با
انگشتری بود که برائے دفع قاتل من نمودار شده بود هزار هزار شکر خدا ادا نموده
و تحفه فاتحه گذرانیده رخصت شدم و نیز از سیر الاقطاب منقول است که شیخ شمس الدین
ترک پانی پتی در هندوستان آمده متاهل نشده است نه اولاد بوجود آمد الا در سنه
یکهزار و پنجاه مسمی صفدر خان سید که از پیشگاه شاه جهان بادشاه بحکومت اکبرآباد
مامور بود بسبب حوادث روزگار از حکومت معزول شده خواست که بوطن رود و چون
در پانی پت رسید بزیارت روضه حضرت شمس الدین مشرف شده تمام نشان و احوال
تشریف آوری شیخ از ترکستان در هندوستان از مجاوران مزار پرانوار دریافت کرد
و زار زار بگریست و گفت که من خاکسار از اولاد حضرت شمس الدینم در هندوستان محض بزیارت آنجناب
آنحضرت آمده بودم لیکن معلوم نبود که روضه مقدس آنحضرت کجا است پس نسب نامه عالیه از نزد خود
بر آورده بمجاوران نشان داد و چون اسامی بزرگان مقابله کردند مطابق نسب نامه فرزندی آنحضرت بود
و صفدر خان بیان کرد که چون شیخ در ترکستان تشریف داشت متاهل بود و سید احمد نام پسری داشت
و بعد از تشریف آوری شیخ اولاد کثیر از صلب سید احمد بوجود آمد بعهد شاه جهان سید صفدر خان
باز محض بپاس ادب صاحبزادگی معزز کرده بحکومت کابل و قندهار مامور ساخت وفات شیخ شمس الدین
حسب قول صاحب سیر الاقطاب و تذکرة العاشقین و معارج الولایت وغیره در سال هفتصد و پانزده و بقول
صاحب شجره چشتیه در سال هفتصد و شش بود و همین قول اول اقرب بصحت است که در هر کتاب بنظر فقیر

گذشته که سال وفات شیخ هفتصد و پانزده از هجرت شه انبیا صلی الله علیه وآله وسلم

رفت از دنیا چو شمس الدین جلیل	سال وصل آن امام پیشوا	طالب مقبول شمس الدین بگو
نیز شمس الدین ولی باصفا	شمس دین سلطان هادی شد عیان	باز شمس دین آشنا آمد بدا
نیز شمس الدین اکمل گفته ام	سال وصل آن ولی مقتدا	اصفیا شمس دین از جهان کرد سفر
هست ترحیل آن شه حق بین	اهل دین شمس دین ولی حق	هم محب یقین شمس الدین

قاضی محی الدین کاشانی قدس سره از اجل خلفای سلطان المشایخ نظام الدین بدوانی است بوده بزهد و تقوی موصوف بخوارق و کرامات معروف بعلوم حدیث و تفسیر استاد تمام شهر بود و در ابتدای ارادت از تعلقات دنیاوی دست بر داشت و منشور قضا که از بادشاه بحصول آمده بود یعنی فرمان قضا گرفته بخدمت شیخ آورده پاره پاره ساخت و فقر و فنا به پیش گرفت و خرقه خلافت حاصل نمود **لطیفه** که چون بعد ترک اسباب دنیا فقر و فاقه لاحق حال قاضی محی الدین کاشانی شد و متعلقان و توابعان قاضی هم که بناز و نعمت خو کرده بودند تاب فقر و فاقه نیاورده تنگ حال شدند آخر شخصے از آشنایان احوال افلاس او بسمع سلطان علاء الدین خلجی رسانید سلطان قضای اوده که ورثه آبا و اجداد او بود بوی ارزانی داشت چون این خبر بگوش او رسید بخدمت شیخ آمد و عرض کرد که این معنی بغیر خواهش من بظهور آمده است حکم مخدوم درین باب چیست شیخ فرمود که البته خیال این معنی بخاطر تو گذشته است هنگام بر آن توجه پیش آورده اند قاضی ازین معنی نهایت منفعل شد روزگاری مشوش پیش آمد و شیخ خلافت نامه را که برای او نوشته داده بود واپس طلبیده بگوشه نهاد و تا یکسال از شیخ بر قاضی تغیر بود و بعد یکسال از مهربانی گردید و قاضی را بتجدید بیعت مشرف ساخت و بکمالات اعلی رسید **وفات قاضی** در سال هفتصد و نوزده هجری هم در حین حیات حضرت شیخ بوقوع آمد از مولف محی الدین مقتدای مهر و جهان
رفت چون از جهان بخلد برین وصل او هست صاحب تحقیق نیز هست یاسین محی الدین

خواجه علاء الدین بن شیخ بدرالدین سلیمان قدس سره نبیره و صاحب سجاده حضرت گنج شکر بود و بعمر سیزده سالگی بر سجاده شیخیت نشست و تا مدت پنجاه و چهار سال حق آن سجاده بوجه استقامت ادا کرد و در حالت بسط غلبه مستغنی

او در عالم منتشر گشت و قدم مبارک شیخ سوای مسجد جامع بجای دیگر نرفتی از ملوک و امرا بغایت مستغنی و صایم الدهر و قایم اللیل بود بوقت یکپاس شب گذشته افطار کردی و در جود و سخاوت بی‌نظیر و در طهارت و لطافت بمثل خلق او را فرید ثانی میگفتند گویا دریای پر از فیض بود که بعد از فرید بر روی زمین جاری گشت و خواجه خسرو در مدح آن فرد عالم قصیده تصنیف فرموده است که مطلعش این است شعر علای دنیا و دین شیخ و شهزاده نصیر گشته بمرتبه قایم مقام شیخ فرید ۰۰ و در معارج الولایت درج است که سلطان غیاث الدین تغلق که در اوایل ملک غازی نام داشت و بحکومت صوبه دیپالپور مامور بود مرید شیخ علاء الدین شده بود و چون شیخ در سال هفتصد و بیست وفات یافت در اجودهن مدفون گشت ملک غازی بعد وفات شیخ بر تخت دهلی نشست و بر مزار پر انوار وی که بجوار حضرت گنجشکر بود گنبد عالی عمارت ساخت و گویند که اگرچه این گنبد از روضه عالیه گنجشکر بلند تر است اما بینندگان را از دور خورد تر می نماید **از مولف**

شد ز دنیا چو در بهشت برین ۔ شیخ مخدوم خلق علاء الدین
بهر تاریخ رحلت آن شاه ۔ شد رقم شمع حق علاء الدین

خواجه شمس الدین خواهر زاده امیر خسرو قدس سره

از افاضل روزگار بود و بدرجه نهایت محبت بحضرت سلطان المشایخ داشت گویند که بوقت تحریمه بستن نماز تا جمال شیخ ندیدی تحریمه نبستی و حضرت شیخ در مرض موت بعیادت او رفت و راستی راه بود که خبر فوت وی آوردند چون بشنید گفت الحمد لله که دوست بدوست پیوست **وفات** وی در سال هفتصد و بیست و دو هجری است **از مولف**

بشد بجنت ز رنج دنیای فانی	چو شمس الدین ولی مهر منور
عجب تاریخ وصلش جلوه گر شد	ز شمس الاولیا هادی اکبر

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی

قدس سره از اولیای نامدار و مجاذیب با وقار و مشایخ صاحب الاسرار چشت اهل بهشت است در اوایل حال تحصیل علم کرده طریق مجاهده پیش گرفت چون جذبه سکر بنهایت رسید کتاب ها را در دریا انداخت و ارادت بخاندان چشت آورد و صاحب معارج الولایت میفرماید که وی خلیفه خواجه قطب الدین بختیار اوشی است و بعضی بشیخ نظام الدین بداونی نسبت کنند و او را تصنیفات بسیار است در بیان عشق و محبت و عوارف حقایق توحید

و ترک و محبت معقولی و مکتوبات وی که بنام اختیار الدین مرید خود تحریر کرده است کتابی است
جامع علوم توحید و رساله دیگر هم مشهور و معروف است که او را حکمنامه شیخ شرف الدین میگویند
و سوای ازین مثنوی است مختصر که مخزن رموز توحید و معارف است علاوه بر آن دیگر اشعار هم
از قسم غزل و رباعی از شیخ نقل میکنند وی از قدیم ساکن شهر پانی پت است و نام والد
ماجدش سالار فخر الدین و نام والده اش بی بی حافظه جمال بود که مقبره ها هر دو در پانی پت
در جوار شهر بطرف شمال واقع است و شیخ مریدان و خلفای بسیار داشت علاء الدین و خضرخان
پادشاهان دهلی هم حلقه ارادت آنحضرت بگردن خود داشتند و صاحب سیر الاقطاب
میفرماید که شیخ شرف الدین بوعلی از اولاد امجاد امام اعظم ابوحنیفه کوفی رحمة الله علیه است
و نسب شریف وی بچند واسطه با امام اعظم میرسد بدینطریق که شیخ شرف الدین بوعلی قلندر
بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبدالرحمن
بن عبدالرحیم بن محمد بن دانک بن امام نعمان ابوحنیفه کوفی بن ثابت بن نعمان رضی الله تعالی
عنهم اجمعین و نیز صاحب سیر الاقطاب اسامی شجره پیران کبار وی که بحضرت خواجه قطب الدین
بختیار میرسد بدینط تحریر فرموده که شیخ بوعلی قلندر مرید و خلیفه شیخ عاشق خدا و وی مرید
شیخ امام الدین ابدال و وی خلیفه شیخ بدر الدین غزنوی و وی خلیفه حضرت خواجه قطب الدین
بختیار اوشی است و مخفی مباد که شیخ شرف الدین بوعلی هم عهد و هم عصر شیخ شمس الدین
ترک پانی پتی است و چون حضرت شمس الدین از کلیر در پانی پت تشریف برده و در شهر مقام
فرمود سابق ازین مقام شیخ بوعلی هم در شهر بود چون چند روز گذشتند روزی خادم شیخ
شمس الدین بطرف مسکن شیخ بوعلی گذر کرد دید که شیخ بشکل شیر متمثل شده نشسته است متحیر رسید
و از آنجا بخدمت شیخ شمس الدین حاضر آمده حال واقع عرض نمود فرمود که باز پس برو و اگر شیخ
بوعلی حالا هم بهمان شکل متمثل باشد او را بگو که شیر را بیشه می باید در آبادانی جای شیر مناسب
نیست پس خادم در آنجا رسید و شیخ بوعلی را باز بهمان شکل متمثل دیده گفت که پیر من
میفرماید که جای شیران آبادی شهر نیست شیر را در بیشه ماندن مناسب تر است فی الحال
شیر از جای خود برخاسته بهمان شکل بیرون شهر رفت و بجای دورتر از شهر مقام کرد

که ایشان آنجا مقام ساختند آنکه بشهر بعلت عرف مشهور است و آنکه در سند می شیر اگویند
و بعضی گویند که مقام شیر است و آن مقام تا حال زیارتگاه خلق است شیخ چند سال
در آنجا ماند و باز بموضع بدهانگیر که قریه ایست از مضافات کرنال است تشریف برده سکونت
اختیار نمود و صاحب اخبار الاخیار میفرماید که وقتی در حالت مستی در غیب
شد و شیخ شرف الدین را از شاره بود سنگ مهابت احوال آن بود که بوی مراتم الحال
کرده ... الدین نام که ... شیخ ... گرفت
... بیش ... گذشته ... بحکم شرع ... میگویند که بعد از آن شیخ
... سیدی ... کاین ... است که در راه شرع محمدی گرفته
شیخ شرف الدین ... مبارک خان نام که محبوب نظر آنحضرت بود و تعلق خاطر
... شیخ عرض کرده ... کفایت
میرسانید وفات شیخ بقول صاحب سیر الاقطاب و تذکرة العاشقین بتاریخ سیزدهم
شهر رمضان المبارک سنه هفتصد و بیست و چهار هجریست مزار پر انوار شیخ پانی پت کرنال است از مولفه

چون شرف از جهان بجنت رفت	منتقل شد بوصل رب ودود	سال وصالش شرف ولی زمان
نیز فرما شرف و سید محرم	بار دیگر شرف سعید بگو	سال ترحیل آن شه با جود
نیز شد سال رحلتش پیدا	زیب عالم ثلث رسعود	اتقیا تاج بوعلی چون ز جهان رفت
کز نامش شرف این بو	مخدوم اجل سالش بیدا	اکرم سید این است و محمود
شرف محبوب مولی گفته سرور	بسال رحلت آن معدن جود	اتقیا مظهر نور بشیر بوعلی
شیخ عالم شاه اکبر بوعلی	گشت تاریخ وصال و عیان	طالب عالی قلندر بوعلی
نیز سرور گفت سال رحلتش	طالب محمود سرور بوعلی	شیخ نظام الحق والدین

پیر او و قدس سره از خلفای نامدار و محرمان اسرار و محبان باوقار شیخ فرید الملت
و الدین گنج شکر اجودهنی است نام گرامی او محمد بن احمد بن دانیال بن علی بخاری است
و لقب سلطان المشایخ و سلطان الاولیا و سلطان السلاطین و شهنشاه و بخطاب محبوب الهی
... بود و در ... هندوستان از آثار و برکات او معلوم است جد بزرگوار او ... از ...

هر دو از بخارا با شیخ احمد دانیال جد پدری الاکوهری بسبب حوادث روزگار هجرت نموده
اول در لاهور تشریف آورده و چندی در آنجا مانده بعد ببداون آمده سکونت پذیر شدند
و در آنجا شیخ نظام الدین اولیا در سال ششصد و سی و چهار هجری مقدسی که سال وفات
سلطان شمس الدین التمش و خواجه قطب الدین بختیار بود متولد شد چون پنج ساله رسید
پدر بزرگوارش وفات یافت و در سواد بداون مدفون گشت والده ماجده شیخ که مسماة بنام
بی بی زلیخا بود پسر را در تربیت پسر الاکوهری بکمال جانفشانی نمود و شیخ بعمر قلیل
فائده کثیر از علوم حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی حاصل نموده بعد از دوازده سالگی
و دستار فضیلت بست و بعمر بیست سالگی بشرف صحبت شیخ نجیب الدین متوکل برادر حقیقی شیخ
فرید الملة والدین حاضر شده بوسیله جمیله وی بخدمت حضرت گنج شکر در اجودهن حاضر گشته مرید شد
و سبب این حال شعله شوق این بود که شیخ ابوبکر نامی قوال از سفر آمده تذکره شیخ بزر
رگوار شیخ میکرد و گفت من پیش شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی سماع گفتم و شیخ همی
عابد و زاهد متقی و صاحب کرامت و خوارق بود ذاکر در خانه وی کنیزکان نیز که آرد آس میکنند
هم ذکر میگویند بعد از آن در اجودهن آمدم در دلیشی بادشاهی دیدم فرید الدین نامی
که در کرامت و القا در ربع ثانی خود جز در روی زمین نه دارد و طالبان را بجز بیعت بخدا
میرساند حق تعالی او را بر روی زمین قاسم نعمت و بیدار کرده شیخ نظام الدین از استماع
این سخن آتش عشق بجوش آورد و همان وقت بخدمت شیخ نجیب الدین حاضر شده بوساطت آنحضرت
بخدمت حضرت فرید شکر بار باریاب شد [illegible] که بوقتیکه شیخ نظام الدین بخدمت حضرت
فرید رسید نخستین سخنی که از زبان گهر افشان فرید بر زبان آمد این بود شعر ای آتش
فراقت دلها کباب کرده سیلاب اشتیاقت جانها خراب کرده و این سخن گویا تیرے بود که
از زبان فرید بر سینه شیخ رسید فی الحال سر در پای آنجناب آورده مرید شد و در سیر الاقطاب
و سیر الاولیا و غیره روایت است که چون سلطان المشایخ خرقه خلافت از پیشگاه پیر و مرشد بدولت
دهلی مشرف گشت در دهلی [illegible] با نهایت [illegible] بمقام [illegible] سکونت ورزید و معاش روز اینها
او نهایت تنگ بود تا یک [illegible] چار [illegible] ایشان رسید که بدان افطار کنند

عورتی صالحه عفیفه در همسایگی شیخ بود که ریسمان باجرت بریسیدی و از اجرت آن جو خرید
کرده و نان پخته بمکس پخته افطار کردی روزی باستماع حال فاقه درویشان یک سیم آثار آورده
که موجود داشت بخدمت شیخ آورد شیخ شیخ کمال الدین یعقوب که از یاران اعلی بود فرمود که
این آرد را بگیر و در دیگ گلی با قدری آب بپزند و خته بجوشان تا باید که نصیب آینده از بندگان خدا
شود چون دیگ بر دیگدان نهاده آتش افروختند و دیگ بجوش آمد ناگاه درویشی دلق پوشی
از در درآمد و به بانگ بلند آواز داد که ای نظام الدین ای حضرت اگر داری بیار جواب داد که دیگ
در جوش است زمانی متوقف شو بیدرنگ گفت تو خود برخیز و دیگ را بیار وریگه دست گرفته پیش آن
شیخ برخاست و دست خود را بجامه آستین پیچیده و کناره های دیگ بهر دو دست گرفته دیگ را از
دیگدان برداشته پیش روی آن درویش نهاد درویش دست های خود تا قبضه در دیگ فرو می برد و لقمه ها
گرم گرم در دهان خود می انداخت و گرمی طعام هیچ بدستش اثر نمی کرد تا بقدر حاجت از آن بخورد
بعد از آن برخاست کناره های دیگ بدست گرفته دیگ را از زمین برداشته باز بر زمین زد
چنانکه بشکست و گفت ای نظام الدین نعمت باطنی از فرید یافتی و دیگ فاقه و افلاس ظاهری را
ما شکستیم حالا سلطان ظاهری و باطنی شدی این بگفت و از نظر مردمان غایب شد پس از آن در
چندان فتوح و نذر اندر رسیدن آغاز شد که حساب نماند و صاحب تذکرة العاشقین می نویسد
که حضرت سلطان المشایخ فرمود که چون در غیاث پور معز الدین کیقباد شهر نو تعمیر کردن آغاز
نهاد آمد و رفت امرا و وزرای سلطان در آنجا بسیار شد بسبب هجوم و انبوه خلق به تنگ آمدم
و در اراده نقل مکان مستحکم گشتم روزی در این اندیشه بودم که جوانی از در درآمد اول سخنی که کرد
این بود شعر روزیکه تو مه شدی نمی دانستی / کانگشت نمای عالمی خواهی شد و نیز فرمود که اول
مشهور نمی بایستی شد چون که مشهور شد چنان سعی کند که در روز قیامت از روی رسول
صلی الله علیه وسلم شرمنده نگردد از خلق گوشه گرفتن و بحق مشغول شدن سهل است امر دانگی
و کار مردی آنست که خلوت در انجمن باشد و با وجود انبوه خلق در شغل غافل نشوند چون این سخن
تمام کرد برخاستم و قدری طعام حاضر آوردم توجه نکرد دانستم که بی ملال است پس از دل با او
نیت کردم که از اینجا نقل مکان نخواهم نمود و همین جا بعبادت خلق و عبادت حق مشغول

خواهم ماند فی الحال جوان مسیر رشد و آثار بشاشت بر روی پیر انوار دیده نمود و ارشاد شد و وقت
طعام دراز کرد و تجویز روزه هر خصوص گشت و باز گاهی اورا ندیدم نقلست که سلطان المشایخ
برای ادای نماز جمعه هر روز جمعه از غیاث پور در کیلوکهری را و اوایل ایام با پیاده تشریف میبرد
روزی در خاطرش گذشت که اگر اسپ تازی داشتی بسوار آن میرفتمی روز دیگر شیخ نور الدین
ملک یار پران دو راس اسپ تازی بخدمت آورد و گفت که شب پیر روشن ضمیر من بخواب شما و گرد
که اسپ تازی که داری بشیخ نظام الدین بده که روز جمعه با پیاده در کیلوکهری میرود پس اسپ
تازیها که داشتم حاضر آورده ام قبول فرمایند فرمود که شما صاحب الاجازت پیر خود اسپ تازیها نزد ما آورده اید
و ما هم گرفتن نمی توانیم تا وقتیکه از پیر دستگیر خود اجازت گرفتن حاصل نکنیم چون شب شد حضرت سید الملت
والدین شیخ را بخواب اجازت داد و فرمود که اسپ تازیها بگیر که پیر ملک یار پران باجازت ما اسپ تازیها
نزد تو فرستاده است علی الصباح شیخ اسپ تازیها بهزار خورسندی بگرفت و شکر عطیه حضرت پیر بجا
آورد و در اخبار الاولیا وغیره است که چون سلطان علاء الدین خلجی از دار نا پایدار
رحلت کرد سلطان قطب الدین مبارک شاه بر سریر سلطنت دهلی متمکن شده فرزند علاء الدین
خضر خان را که مرید سلطان المشایخ بود و این عمارات عالی که مقبرهٔ حضرت شیخ در صحن اوست
او ساخته بود شهید کرد و بران شد که شیخ را نیز اذیتی برساند مگر چونکه تمام لشکر شاهی
و تمام امرا و صغار و کبار مریدان و معتقدان شیخ بودند بر ایذای آنحضرت مبادرت نکرد روزی
از قاضی محمد غزنوی که مشیر خاص سلطان قطب الدین بود پرسید که این خرچ کثیر که شیخ
نظام الدین را است و خلقش از کجاست قاضی که از شیخ راضی نبود گفت که اکثر امرای
شاهی بلکه از وزیر تا سپاهی هدیه و شکرانه معظم بشیخ میرسانند ازین سبب بکشاده پیشانی
خرچ میکنند بحدیکه دو هزار تنکه سرخ روزانه خرچ مطبخ شیخ است سلطان چون بشنید از آتش
حسد بسوخت و حکم داد که هر که در خانهٔ شیخ رود و هدیه یا نیازی فتوح برساند خلیفهٔ او
از خزانهٔ شاهی موقوف خواهد شد شیخ با استماع این خبر بخواجه اقبال که غلام خادم و خانسامان
شیخ بود حکم داد که از امروز خرچ مقرره روزانهٔ مطبخ وغیره دو چندان کنید و بوقت حاجت
زر خرچ دست بطاق بینداز و بسم الله الرحمن الرحیم خوانده زر مطلوب بیرون آرد و خرچ

اقبال همچنان بیکر و وزر لقد سر نهند که مجموعه ستار طاقی بیرون می آورد چون این خبر انتشار
یافت سلطان نهایت منفعل شد و شخصی را از امرای خود بخدمت شیخ فرستاد و پیغام داد که شیخ
رکن الدین ابوالفتح ملتانی بدیدن ما می آید و بدهلی تا قدم رنجه فرموده اند و شما که همین
در دهلی تشریف میدارید بدیدن ما نمی آئید این سبب عجب تقاضا است شیخ بجواب گفت
که عادت پیران ما نیست که بدیوان روند ما را معذور باید داشت سلطان چون این سخن
بشنید ساکت ماند و بخود پیچید و گفت که شیخ را البته باید آنچه امر کرده ام تعمیل کردن خواهد بود
حضرت سلطان المشایخ شیخ حسن علی سنجری را پیش شیخ ضیاء الدین رومی که مرشد سلطان
قطب الدین و خلیفه شیخ شهاب الدین عمر سهروردی بود فرستاد و پیغام داد که سلطان را
از دیدن فقرا باز داشته دید و از دیدن خود ایشان فلاح او نیست شیخ حسن چون نزد
شیخ ضیاء الدین رسید دید که او از حد بیمار است بازگشت و صورت حال بخدمت شیخ عرض کرد
و بعد سه روز چون شیخ ضیاء الدین برحمت حق پیوست بتقریب فاتحه سوم جمیع مشایخان و
اکابران دهلی و سلطان قطب الدین بمقبره شیخ ضیاء الدین حاضر گشتند و سلطان قرآن
میخواند که سلطان المشایخ هم رونق افزای آن مقام شد و جمیع حضار تعظیم برخاستند مگر
سلطان قطب الدین که بتلاوت قرآن مشغول بود در آنوقت بعضی اهل غرض بر دار فرمانست شیخ
شدند که پادشاه درین مجلس حاضر است اگر سلام علیک نمائید اعلاش هم بیم فرمود که حاجت
نیست که او بقرآن مشغول است تشویش نباید داد درآنوقت سلطان بگوشه چشم دید از
نهایت غم و غصه مبتلا گردید آخر الامر پادشاه مجلسی ساخت و مشایخ وقت را طلبید و گفت که شما
همه بشیخ نظام الدین بفهمانید که هر روز بدیدن ما بیاید و هر روز نتوانند یک هفته و الا تعمیل یک ماه
سر روز غره ماه تو ملاقات کند و اگر ایشان نیایند شما هم قبول کنید اعلام و لیکن با فکر او کنم چنانچه سید
قطب الدین غزنوی و شیخ عماد الدین طوسی و شیخ وجیه الدین و میر رکن الدین با او سلطان
بخدمت حضرت سلطان المشایخ رسیده و در باب اقرار حسب مصلحت گفتند و شیخ با ایشان
فرمود و گفت انشاء الله تعالی تا چه بظهور آید ایشان را از لفظ انشاء الله تعجب آمد که شیخ در باب
رفتن نزد سلطان راضی است زیرا چه بایشان جواب دادند که شیخ از آمدن غره ماه راضی شد

از استماع این سخن بادشاه خوشحال شد چون آخر روز بیست و هشتم ماه صفر بود بالتماس الجدهیه
فرزند شیخ علاؤ الدین علی بهاری و امیر خسرو بخدمت شیخ حاضر شده عرض کردند که ما شنیده ایم که
شیخ برای رفتن بدیدن شاه راضی شده اند فرمود که من هرگز خلاف پیران طریقت نخواهم کرد
ایشان متحیر شدند که سلطان در انتظار است که کی شب آید و بیاید که شیخ بدیدن ما بیاید
و شیخ را هرگز اراده رفتن نیست بوقوع آمدن فتنه عظیم بر پا خواهد شد حضرت شیخ چون حیرانی
ایشان دید فرمود که سلطان قطب الدین بر من هیچ وجه ظفر نخواهد یافت چنانچه شب
در واقعه دیدم که بالای صفه مسجد بمقابله نشسته ام و گاوی بشاخ قصد من کرده خواست که
ضرری رساند من بر خاستم و هر دو شاخ او بدست گرفته او را بر زمین انداختم که بماند و هلاک
شد از شنیدن این واقعه یاران را تقویتی بحال دستان او یافت القصه چون تاریخ بیست و نهم
ماه رسید بعد نماز ظهر خواجه اقبال فرزند و خادم بخدمت شیخ عرض کرد که امشب شب دعوت برای
ملاقات سلطان بزرگی که تعلیم شود موجود گردانم فرمود که حالا ساکت باش چون نماز عصر خواند
باز خواجه اقبال عرض بدو دفعت هیچ جواب نشنید دانست که شیخ بهر ملاقات پادشاه نخواهد رفت
غرض شیخ بدیدن پادشاه تشریف نبرده همان شب چون پاسی از شب بگذشت خسرو خان
که پرورده و از خاک برداشته سلطان قطب الدین بود و سلطان او را خسرو خان پنجاه هزار سوار
و مصاحبت خاص خود سرفراز کرده بود باراده سلطنت بجرم خویش سلطان را در کوشک هزارستون
با قاضی محمد غزنوی از دست جاهریا نامی قاتل قتل کنانید بلکه اطفال خوردسال
پادشاه را قتل هم ساخته اهل پادشاه را نیز زیر تیغ خود کرده و بر تخت سلطنت تا دو چهار
ماه حکمرانی کرده از دست سلطان غیاث الدین تغلق شاه کشته شد و نقلست که سلطان
علاء الدین خلجی پدر سلطان قطب الدین نیز اراده کرده بود که حضرت سلطان المشایخ را
نزد خود بطلبید بدین بهانه گفته فرستاد که مدتی است که من لشکر عظیم در برابر مغلان
برادر خود بطرف آن ملک فرستاده ام و تا حال هیچ خبر از ایشان نرسیده در فکر هستم و
نمیدانم که لشکر دیگر بفرستم اگر خواجه بیرا ساعتی تشریف آرد و درین مصلحت شامل گردد خالی
از عنایت نخواهد بود باستماع این سخن شیخ زمانی سر در گریبان ماند بعد از آن فرمود که سلطان

بگو بیاید که حاجت آمدن او هیچ نیست انشاء الله تعالی فردا وقت چاشت شما را فرزند و فتح از کل و
سلامتی بیاد در خواهد رسید چون رسید بود الغ خان هم سالم و غانم میرسد سلطان ازین خبر خوشنود شد
و نذر کرد که اگر این خبر رسید پانصد دینار سرخ بخدمت شیخ نذر کنم پس همچنان بوقوع آمد که روز دوم
خبر فتح و سلامتی لشکر و الغ خان رسید سلطان پانصد دینار سرخ بخدمت آنحضرت فرستاد چون
پانصد دینار فرستاده شهریار بخدمت شیخ رسید قلندری اسفندیار نامی بخدمت حاضر بود چون دینارها را
بدید نصفی بخود بکشید و گفت الهدایا مشترک فرمود که تنها خوشتر که همه بوی بخشید و نقلست که
شمس الدین نامی شخصی متمول در شهر دهلی کار بزازی کردی و در باب شیخ بدگفتی و با آنجناب عداوت
قلبی داشتی روزی به تقریب صحبت افغانان در سبزی باغ و مجمع یاران نشسته اراده خوردن شراب
داشت چون شراب آورده خواست که بخورد شیخ را بچشم ظاهر دید که ایستاده و دست باشارت انگشت از
خوردن شراب منع میفرماید فی الحال ظرف شراب بشکست و بخدمت حاضر آمد فرمود که شمس الدین هر کرا
که سعادت مساعدت نماید همچنین میشود که ترا پیش آمد پس مرید شد و بسعادت ابدی رسانید
و نقلست که چون قاضی محی الدین کاشانی سخت بیمار شد و در حالت نزع بود که سلطان المشایخ
بعیادت او تشریف برد دید که قاضی بحالت نزع است شعور آدم شناسی هم ندارد دست مبارک بر
رویش فرود آورد فی الحال بهوش آمد و صحت کلی یافت و نقلست که روزی در خانه مریدی
از مریدان سلطان المشایخ مجلس سماع بود و طعام نیز برای مریدان همراهی شیخ پخته بود چون
هنگامه سماع گرم شد چندین هزار کس از صوفیان و عوام و خواص جمع آمدند طعام آن قدر هم
نبود که به پنجاه کس هم کفایت کند لیکن صاحب مجلس متحیر شد حضرت شیخ حیرت صاحب خانه
بنور فراست دریافته بشیر که خادم خاص آنحضرت بود فرمود که برو و همه خلق را بنشان و ده ده کس را
بیک یک جا بنشان و هر یک را چهار چهار کاسه بده و در طبق بنهاد و بالای آن را بچادر بپوش
و بسم الله گفته بهر یک تقسیم کن پس حسب الحکم شیخ همچنان کردند و چندین هزار کس ببرکت
شیخ سیر گشتند و هنوز همان قدر طعام که بود در طبق باقی ماند و نقلست که دشمنی
در قصبه سماد و سیامد از اتفاقات در جا خواهش آتش و جنگ گرفت و فرمان شاهی که در باب عطای
جاگیر او بود بسوخت از بیم سبب باز هم بدهلی آمد و بعد مشقت تمام فرمان از دیوان سلطان حاصل نمود

چون از دیوان بیرون آمد اشتر از بغل شے بیفتاد و گم گشت گریه و زاری آغاز نهاد و بخدمت
حاضر آمده استمداد دعا کرد شیخ تبسم فرمود و گفت که اکنون چون فرمان خود دیناری حلوا بروح
پاک حضرت فرید الملت والدین نیاز کنی دانشمند قبول کرد باز فرمود که مولانا چه خوب باشد
که همین وقت بروی و حلوا خرید نموده حاضر آرے وی فی الحال برخاست و بر دکان حلوائے
که بر در خانقاه عالیجاه شیخ دوکان داشت رفت و چند درهم برائے خرید حلوا حواله حلوائی
نمود و حلوائی حلوا وزن کرده کاغذی برآورد و خواست که پاره نموده حلوا در پاره آن نهاده
حواله دانشمند کند دانشمند چون بخوبی نگاه کرد آن کاغذ فرمان جاگیر دانشمند بود فی الحال
از حلوائی بگرفت با حلوه و فرمان بازیافته بخدمت شیخ آمده مرید گشت ومنقولست که روزے
شیخ فرید الملة والدین در حجرهٔ مقدس حالت خوش داشت و مجموعات حقانی بوده بهزار
اشتیاق حقانی این رباعی بخواند ؏ خواهم که همیشه در هوای تو زیم ؛ خاکی شوم و بزیر پای
تو زیم ؛ مقصود من بنده ز کونین توئی ؛ از بهر تو میرم و برای تو زیم ؛ و دران وقت مولانا
بدرالدین اسحاق را بر در حجره نشانده حکم داد که اندرون حجره شخصے را راه ندهد از اتفاقات
مولانا بدرالدین را حاجتی از حاجات انسانی لاحق حال شد و شیخ نظام الدین را بجای خود
نشانده بتقضاے آن برفت سلطان المشایخ از سوراخ دروازه نظر کرد دید که شیخ از جام شوق
مدهوش است و دست مبارک بر پشت نهاده تواجد میفرماید و بهزار شوق آن رباعی را ورد
دارد با خود اندیشید که درینوقت خوش از عطای شیخ محروم نباید ماند بهر حال اندرون
باید رفت و توکل بخدا کرده قدم در حجره نهاد و سر بر زمین نهاد بمجرد نگاه شیخ فرمود که نظام الدین
بخواه آنچه میخواهی گفت دین عقبی و سوال دیگری دارم فرمود دادیم چنانچه همه بتوجه پیر حاصل شد
لیکن در تمام عمر افسوس میکردم که چرا آن وقت چرا نخواستم که وفات من در حالت سماع بود ومنقولست که روزے سلطان المشایخ بزیارت مزار پر انوار خواجه قطب الدین بختیار
تشریف برده بود چون از انجا واپس آمد بکناره دریا گذر افتاد و دید که میر حسن علای سجزے
شاعر با یاران خود بکنار حوض شراب میخورد چون نظرش بر شیخ افتاد منفعل شد و این شعر بخواند
رباعی سالها باشد که تا ما صحبتیم ؛ گر ز صحبت تا اثر بود وی کجا است ؛ زهد تا فسق از دل ما کم نکرد

فسق یاران بهتر از زهد ترشان است ۰ از شنیدن این رباعی خواجه فرمود که آری صحبت را
اثرها است این سخن در دل وی اثر کرد و سر برهنه ایستاد و سر در قدم شیخ آورد و با یاران
خود تائب گشت و بشرف ارادت مشرف گردیده بهره یاب نیاز آخرت شد چنانچه وی اکثر اوقات
این شعر میخواند شعر ای حسن توبه آنگهی کردی + که ترا طاقت گناه نماند ۰ وفاتش این بود که توبه
بعمر هفتاد و سه ساله بوقوع آمده بود و کتاب فواید الفواد از ملفوظات حضرت شیخ تالیف
کرده وی است و نهایت مقبول افتاده که خواجه امیر خسرو رحمة الله علیه بوی میگفت که ای
حسن کاش تشریف قبول نسخه فواید الفواد که از تالیف تست بمن منسوب گشتی و تمام تصنیفات
من بتو منقولست که چند کس از طالبان حق روزی بمجلس شیخ حاضر آمدند و هر یک کس
از ایشان بطور تحفه اشیای مختلف در کاغذها پیچیده پیشکش کردند لیکن شخصی از ایشان بنظر امتحان
سراوات و گشت آنحضرت خاکی از راه برداشته در کاغذ پیچیده و پیش نهاد شیخ قبول فرمود
و خادم برای برداشتن آنها حاضر آمد و همه اشیا را برداشت چون خواست که خاک را هم بردارد
شیخ منع فرمود و گفت که این را همین جا بگذار که سرمه چشم ما است از اظهار این کرامت همه
حاضرین سر در قدم آورده مرید شدند منقولست که حضرت سلطان المشایخ متاهل نبود و تمام
تجرید گذرانید و گویند که روزی شیخ بحضور پیر زاده شیخ نصیر حاضر بود و فرمود که چیزی بیار تا بخورم
سلطان المشایخ دستار مبارک بمن ساخت و قدری لوبیا خرید کرد و نمک انداخته پیچانیده و حاضر
ساخت شیخ بزرگ بیاران خود بخورده و فرمود که خوش نمکین پخته از خدا میخواهم که بهره از نفقا و بهره من
نمک و پختگی طعام شیخ نصیب آید باستماع این سخن والا و نیز عنایت آمیز شیخ نظام الدین بتعظیم
برخاست چون ازار شیخ پاره شده بود نظر شیخ بزرگ بر ازار افتاد و از راه عنایت
ازار خود طلب فرموده بشیخ نظام الدین داد و ارشاد کرد که بپوش شیخ از غایت فرحت
در حضور شیخ بزرگ آن ازار بالای ازار خود پوشیدن گرفت و از غایت بیخودی ازار بکمر
از دست رها شده و ازار بیرون افتاد شیخ بزرگ فرمود برادر ازار بند محکم ببند گفت کرده چگونه
به بندم فرمود که سوال روز قیامت و انشود و اگر چه شود در حوران بهشت و اگر دو شیخ سر
بر زمین نهاد و عرض کرد که بهتر است از این سبب در تمام عمر نکاح نکرده و از فرقه نسوان

بغایت تشنه بود. گویند که روزی بخانقاه عالیجاه شیخ مجلس سماع گرم و شیخ در حالت وجد بود ناگاه یکی صوفی آهی کشید و آه آتش در نهادش افروخت و سراپا بسوخت و خاکستر شد چون شیخ بهوش آمد پرسید که این خاکستر از چیست بعرض حال گذارش نمودند شیخ آب طلبید و از دست مبارک بر آن خاکستر زد. آن صوفی فی الحال زنده شد بپا او را فرمود که تا پخته نشوی باز در مجلس سماع نیائی. گویند وقتی که از لکهنوتی سلطان غیاث الدین تغلق که بعد قتل خسرو خان بر تخت دهلی نشسته بود از مهم بنگاله مراجعت کرد و از اثنای راه بشیخ نوشت که وقتیکه ما در دهلی بیائیم شما از غیاث پور بیرون روید که بسبب سکونت شما کثرت مردم از این جا بسیار شد و جای سکونت سلاطین یا شاهی نمی ماند. حضرت شیخ در آن وقت مجوّر بود بعد مطالعه فرمود که هنوز دهلی دور است. این هم آنچنان ظاهر شد که بادشاه در دهلی نرسید و در تغلق آباد زیر سقف آمده بمرد چنانچه ضرب المثل هنوز دهلی دور است در اهل هند تا حال اشتهار دارد. و نقل است که چون عمر حضرت سلطان المشایخ به نود و یکسال رسید تا شش روز با استفراغ و بول و غائط بیمار ماند و بروز هشتم از عرض خواجه اقبال خادم فرخنده فال خود را نزد خود طلبیده فرمود که هر چه اسباب نقود در ملک من باشد حاضر گردان تا بمستحقان بخش کنم. عرض کرد که فتوحی یا اسبابی که می آید تا روز دیگر نمی ماند مگر چندین هزار من غله که در انبار است هر روز بخرچ لنگر صرف میگردد. فرمود که همه غله از انبار بیرون آرد و بمستحقان برسان. چون از تقسیم فراغت شد بقیه جامه های خاص طلب نمود و از آن بقیه یک دستار خاص و پیراهن و مصلا و شال خلافت بمولانا برهان الدین غریب عطا کرده بجانب دکن رخصت فرمود و یک دستار و پیراهن خویش بمولانا شمس الدین یحیی مرحمت فرمود همچنین همه جامه های بقیه بهر یک خلیفه از خلفای خویش تقسیم کرده در بقیه هیچ نگذاشت. در آن وقت شیخ نصیر الدین چراغ دهلی هم حاضر بود و باو هیچ مرحمت نشد. حضار مجلس متحیر ماندند که آیا موجب محرومی شیخ نصیر الدین چیست. بعد ساعتی شیخ نصیر الدین را هم نزد خود طلبیده خرقه و مصلا و تسبیح و کاسه چوبین آنچه از حضرت فرید الملة والدین بوی مرحمت شده بود تمام و کمال بشیخ نصیر الدین عطا کرد و گفت که شما را در دهلی باید بود و جفای مردم بباید کشید. بعد از آن نماز عصر ادا کرد و هنوز آفتاب غروب نشده بود که آن آفتاب دین شاهنشاه سلطین

در پرده کل نفس ذائقة الموت مستور گشت و این حادثهٔ عظیم بروز چهارشنبه بتاریخ هژدهم ماه ربیع الآخر
سنه هفتصد و بست و پنج بوقوع آمد چنانچه در تاریخ و سال وفات آنحضرت همه اهل تواریخ را اتفاق
است لیکن در سنین عمر آنجناب اختلاف است که صاحب مخبر الواصلین و شجرهٔ چشتیه نود و چهار و صاحب
تذکرة العاشقین و سیر الاصفیا نود و یک سال بشمار آینده و در وفات حضرت سلطان المشائخ نظام الدین
و وفات سلطان غیاث الدین تغلق صرف فاصله یک ماه و هژده یوم در میان است که غیاث الدین
قبل از وفات سلطان المشائخ بیک ماه و هژده روز وفات یافته بود **و خلفای حضرت**
سلطان المشائخ و مریدان آنجناب اگرچه خارج از حد تحریر و تقریر اند اما تبرکا چندی از میان
خلفاے نظامیه بحیز تحریر مے آیند و سر دفتر خلفاے سلطان المشائخ شیخ نصیر الدین محمود چراغ
دهلی است سوائے ازین سراج الدین عثمان و شیخ قطب الدین منور پسر شیخ برهان الدین و شیخ
حسام الدین ملتانی و مولانا جمال الدین نصرت خانی و مولانا فخر الدین و مولانا ابوبکر مندی
و مولانا فخر الدین مروزی و مولانا علم الدین نیلی و شیخ برهان الدین غریب و مولانا وجیه الدین
یوسف و مولانا شهاب الدین امام و مولانا شیخ محمد قاضی محی الدین کاشانی و مولانا وجیه الدین
پائلی و مولانا فصیح الدین و مولانا شمس الدین یحیی و خواجه کریم الدین سمرقندی و شیخ جلال الدین
اودهی و مولانا جمال الدین و قاضی شرف الدین و مولانا کمال الدین یعقوب و مولانا بهاؤ الدین
و شیخ مبارک و خواجه معز الدین و خواجه ضیاء الدین برنی و شیخ تاج الدین اودهی و مولانا موید الدین
انصاری و خواجه شمس الدین خواهرزاده امیر خسرو و نظام الدین شیرازی و خواجه سالار و شیخ
فخر الدین میرتهی و شیخ علاء الدین اندپتی و شیخ شهاب الدین کنتوری و مولانا حجة الدین
ملتانی و شیخ بدر الدین توار و شیخ رکن الدین چنیری و شیخ عبد الرحمن سارنگپوری و حاجی احمد
بدایونی و شیخ لطیف الدین و شیخ نجم الدین محبوب و شیخ شمس الدین دهاری و خواجه یوسف
بدایونی و شیخ سراج الدین حافظ و قاضی شاه علی و مولانا قوام الدین یکشاه و مولانا
برهان الدین ساوری و مولانا جمال الدین اودهی و شیخ نظام الدین مولی و قاضی عبد الکریم
قندهاری و قاضی قوام الدین قندوری و مولانا علیشاه جانداره و خواجه تقی الدین خواهرزاده سلطان المشائخ
و سید محمد کرمانی و سید یوسف حسنی و حمید قلندر و امیر خسرو دهلوی و امیر حسن علاء سجزی

و قاضی فخر الدین ابجلوری از خلفای نظام حضرت سلطان السلاطین اند رحمة الله علیهم اجمعین از مؤلف

نظام الدین نظام دین احمد
ز محبوب الٰهی سرور دین
عیان شد سن و سال انتقالش
خلیفه کن رقم با زیب تزئین
خلد کن تاریخ تولیدش رقم
سال تولیدش شد از دل منجلی
نیز شمع دین سلطان الکریم
گشت ظاهر وصلش از طبع ذکی
ایضاً نظام الدین نظام شرع عالم
که گردد سال تولیدش هویدا
ز قطب الاصفیا کاشف شود
از جهان چو در خلد والا یافت جا
مقتدا مسعود گو سال وصال
رحلت آن هادی راه خدا

ولی محبوب حق حقگوی حق بین
دگر هادی حق بدر منیر است
فرید ملک سلطان السلاطین
ایضاً آن نظام الدین نظام دین جهان
نیز فرما هادی دین مصطفے
سال تاریخ وصال آنجناب
کن رقم سال وصال آن ولی
هم شهنشاه جلال آمد عیان
ولی مقتدا شیخ معلے
فرید الدهر اهل دین رقم کن
وصال آنجناب شاه والا
خدای حبیب چشت سال وصالش
نیز کن تحریر مسکین مقتدا
باز سرور گفت سال آن ولی

عجب تاریخ تولیدش عیانست
بتولیدش گواهی فرخ آئین
علیم اهل دل آن عالی وصالش
پیر اکبر دستگیر معنوی
تاج اهل دین امام اولیا
هست حسن فقر سلطان الولی
پیر اهل دین سلطان اکبر
سال وصل آن ولی دهلوی
بگو مهتاب دین هادی ایمان
که تولیدش شود زین ره هویدا
ایضاً چون نظام الدین شه بنیاد دین
هم بگو سرور آرد حق قطب الهدا
هم شه سلطان کریم آمد عیان
زنده دل سر الٰهی پیشوا

ایضاً نظام الدین دین حق سلطان فی بیت | که روشن شد ز روی او روشنش انوار یزدانی
چه سرور جست تاریخ وصالش از دل پرغم | ندا آمد که محبوب الٰهی بحر عرفانی

خواجه امیر خسرو شاعر چشتی دهلوی قدس سره که وی سلطان الشعرا و برهان الفضلا است اگرچه با پادشاهان صحبت داشت اما از دل متوجه بجناب مشایخ بود چنانچه بحضرت سلطان المشایخ نظام الدین کمال اعتقاد بهم رسانیده بود و حضرت شیخ را نیز مثل وی محرم اسرار یار وفادار و محبوب مطلوب نبود نام اصلی وی ابوالحسن و تخلص خسرو داشت و در آن وقتیکه پدر و برادران وی مرید شیخ نظام الدین شده بودند وی هشت ساله بود و تولد خواجه خسرو در قصبه مومن آباد عرف پٹیالی بکنار گنگ واقع شده و پدرش امیر سیف الدین او چنان که پیری بی نظیری خدا پرستی بود

در عمر شصت و سالگی تربیت سعادت چشید و بوقت انتقال خواجه خسرو العمر سال گذشته بود و در بیان
دین کرمانی طوطی بخطاب والا کستی یکی از اولیای زمانه بوده چون هشت ساله عمر داشت خواجه
خسرو را تربیت کرد و حضرت سلطان المشایخ خواجه نظام الدین اولیا به ترک الله مخاطب فرموده بود
چنانچه از این بیت که تصنیف خواجه خسرو است نیز بشنید و همین بیت بر آن ثابت است چون خطاب
بنده ترک الله رفت و بیت ترک الله کبیر الزجر بالآتش بیا را چون من سکین تا وارم بیضا جرم
شیخ من این خواجه آخر کار سلطان المشایخ در حق وی فرمودی که از ترک
من از وجود خود در تنگم لیکن از تو نه تنگم و برادر بزرگ خواجه خسرو که اعز الدین علی نام داشت فوق الحد
منظور و محبوب سلطان المشایخ بود که او را شیخ در باب تبحر او در علم معقولات خاص خود ساخت
و خواجه خسرو هر شعری که میگفت تا از نظر او نمیگذرانید ظاهر نمی ساخت و چون حضرت شیخ سماع
شنید در ابتدای سماع خواجه خسرو غزل خواندی الطرف آخر شیخ خواجه حسن شدی و بطرف شیخ
خواجه حسن که ... نظام ... در چشم صورت و معنی وارد بقول شیخ نظیر بود کشتی و شیخ
نظام الدین اولیا خواجه خسرو را اکثر ... فرمودی که خواجه خسرو در حسن
و لطافت نظم ... مثال خود ندارد ... خوش مقال که در ادای سماع مرغان
هوا از ... می آید و ... در سماع و ... شیخ ... سماع میگفتند و لقبش ... خواجه
خسرو هر شب در تهجد هفت سپاره قرآن بخواندی و هر شب بعد نماز عشا بخدمت شیخ رفتی و از هر باب
سخن راندی و از یاران نیز هر که کاری داشتی ... از طرف وی بگوش حق نیوش شیخ رسانیدی
روزی بخدمت شیخ عرض کرد که میخواهم که بعد از رحلت آنحضرت ازین دار پر آفت بقای من در دنیا
نباشد و مدفن من نیز در پهلوی آنجناب باشد فرمود که همچنین خواهد شد انشاء الله تعالی و نیز تحفه
بعرض شیخ رسانید که میخواهم که بروز حشر فرشتگان مرا بنام خسرو یاد کنند که این نام تلیک است فرمود که
بروز قیامت نام تو محمد کاسه لیس خواهند گفت این دو بیت از تصانیف حضرت سلطان المشایخ است
که در حق خواجه خسرو فرموده است بیت خسرو که در نظم و نثر مثلش کم خاست ملکیت
که ملک سخن آن خسرو راست این خسرو ماست ناصر خسرو نیست زیرا که خدای ناصر خسرو ماست صاحب
حقیقة الاولیا میفرماید که سوز سینه و گریه و آتش دل عشق منزل خواجه خسرو اینقدر بود

که پیراهن مبارک وی از بالای قلب وی همیشه سوخته میبود و هرگاه که جامه نو پوشید
همان وقت از بالای قلب سوخته میشد و خواجه خسرو چهل سال صایم الدهر ماند و همراه پیر روشن ضمیر
خویش بطریق طی زمین حج گذارده بود و گویند که تصانیف خواجه خسرو از نظم و نثر نود و دو است
و اشعار هرانچه مشهور اند از پنج لک کم و از چهار لک زیاده اند سوای تصانیف اشعار هندی که از
احاطه تحریر و تقریر خارج اند و در اشعار رقی البدیه گفتن طبع مبارکش آنچنان قادر بود که کتاب
مطلع الانوار که در جواب مخزن الاسرار شیخ نظامی گنجوی فرموده است در دو هفته تمام کرده
و این رتبه و شیرین کلامی محض او را از برکت آب دهان مبارک پیر روشن ضمیر حاصل شده بود که
سلطان المشایخ از راه غایت عنایت بدهانش انداخته بود و این شعر نیز از اشعار رقی البدیه
خواجه خسرو است **شعر** زلفت زهر دو جانب تیر عاشقانست · هر سه نی تا آن نگفت روی تو
دنیا است **نقلست** که روزی درویشی بخدمت سلطان المشایخ بجهت گدائی رفت
فرمود که امروز آنچه فتوح خواهد رسید بتو داده خواهد شد اتفاقاً در آن روز هیچ فتوح نرسید
فرمود که فردا آنچه خواهد رسید بتو خواهم داد روز دیگر هم هیچ نیامد آخر شیخ کفش پای مبارک خود
بآن درویش داد وی نیز باعتقاد تمام بگرفت و از شهر برون شد در اثنای راه خواجه خسرو که همراه
پادشاه بجای رفته بود و از آنجا بازگشته بسوی دهلی می آمد بآن درویش دوچار شد و پرسید
که از سلطان المشایخ خبرے داری گفت بصحت و عافیت است گفت که مرا از تو بوی پیر روشن ضمیر
من می آید شاید که از شیخ نشانی نزد خود داری گفت آرے کفش مبارکش نزد من است که بمن
عطا فرموده است گفت این کفش میفروشی گفت بلے پس خواجه خسرو پنج لک تنکه نقره که در صله
قصیده از سلطان دهلی یافته بود تمام و کمال بدرویش داد و کفش شیخ از وی بگرفت
و بر سر نهاده بخدمت پیر دستگیر حاضر گردید فرمود که ای خسرو این کفش به پنج لک تنکه ارزان
خریدی عرض کرد که درویش بر همین اکتفا کرد ورنه اگر تمام جان و مال من هم بعوض این کفش طلب
میکرد حاضر میکردم و آورده اند که چون حضرت سلطان المشایخ برحمت پیوست خواجه
خسرو حاضر نبود بطرف بنگاله همراه پادشاه تشریف برده بود بعد استماع این خبر وحشت اثر بدهلی آمد
و روی خود گرد آلوده خود بخاک مزار پرانوار مالید و لباس سیاه پوشید و اند روان و ضمیر مبارک

تا شهنشاه بماند بی‌شما برور چهارشنبه بتاریخ هژدهم شوال بسال هفتصد و بیست و پنج از این دار ملال

بقربت پیر و استاد خود پیوست وقبول شیخ دفن گردید رحمة الله علیه — از مولف

خواجه خسرو امیر دو جهان | یافت وصل گل چو در جنت مقام
رابع ابرار و بهر و بالا اقطاب جهان | نیز فرما بلبل شیرین کلام

ایضاً

آن امیر الاولیا آن شهر ملک سخن | شد چو از دنیا بجنت گل ز باغ جهان
مخزن الاسرار جهان سال از عرش | گفت زیبا طوطی گویندهٔ هندوستان

مولانا موید الدین قدس سره از اجلهٔ خلفا سلطان المشایخ

نظام الدین است و در اوایل بکار دنیا اشتغال داشت امیر صاحب شاه و ثروت بود و در عهد امیر سلطان علاء الدین کارها شگرف و خدمات نمایان بجا آورد بعد به شرف ارادت سلطان المشایخ مشرف شد بی اختیار از سر دنیا برخاست چون سلطان علاء الدین بر تخت پادشاهی هندوستان تمکن شد خواجه موید الدین را یاد کرد و بخدمت شیخ پیغام داد که موید الدین را نزد ما رخصت فرمایند که با وی کارها دارم شیخ در جواب گفت که او در کار ما است دیگر در پیش او نمانده در سر انجام آن مصروف است با کار ظاهری او را کاری نمانده سلطان از این جواب بر نجید و گفته فرستاد که مخدوم شما نمی‌خواهید که ما همه مثل او شویم و کنیم و فروشویم کسان چه باشند بلکه میخواهم که بهتر از ما باشد سلطان چون این سخن شنید دست از وی باز داشت وفات

چون موید الدین بسال هفتصد و بیست و شش است — از مولف

چون موید رفت از دنیا بخلد | سال وصلش آن شه عالی لقا
عاشق صادق موید کن رقم | نیز فرما پیر مهدی مجتبی

شیخ وجیه الدین یوسف قدس سره از عظمای خلفا شیخ نظام الحق والدین است

مرحمت و شفقت شیخ در حق او بسیار بود گویند که چون وی بخدمت شیخ حاضر شدی بیا رفتار نکردی بلکه پا با بطرف آسمان و سر بزمین بودی و بهر دو دست رفتار کردی آخر او را بدعای شیخ قوت طیران حاصل شده بوقت حاضری در هوا پرواز کردی و بعد تکمیل شیخ او را بهدایت خلق بطرف چندیری مامور کرده همانجا قیام پذیر ماند و همانجا بسال هفتصد و بیست و نه وفات یافت و مقبره وی در چندیری است — از مولف

شد ز دنیا چو در بهشت برین | شیخ مسعود یوسف ثانی
یوسف ثاقب بگو سالش | هم بخوان بود یوسف ثانی

خواجه محمد امام قدس سره از عظمای مشایخ چشت بکبیر شت است

پسر دختر شیخ فرید الحق والدین گنج شکر است و الد بزرگوارش شیخ بدر الدین اسحاق بخاری بود و وی اگرچه ارادت بخدمت والا ماجد خود داشت اما فیض کثیر از صحبت سلطان المشایخ برداشت

از مجمع الاولیاء [illegible]

بلکه در ملفوظات سلطان المشایخ کتابی جمع آورده بافوائد المجالس موسوم ساخت و وی در علوم ظاهری و باطنی و علوم موسیقی آیتی از آیات حقانی بود وفات وی در سال هفتصد سی و چار

بحر بیت از مولف	رفت چون از جهان بخلد برین	شیخ محمد امام عارف مهر
	ارتحالش شهیر حبیب بگو	هم محمد امام عارف مهر

شیخ حسام الدین ملتانی قدس سره

از خلفاء نامدار سلطان المشایخ نظام الدین است بزهد و ورع و تقوی از یاران محمد مختار بود و اکثر اوقات حضرت شیخ در حق وی فرمودی که شهر دهلی در ظل حمایت اوست نقلست که روزی در راه میگذشت از غایت مشغولی مصلا از کتف وی بیفتاد شخصی از عقب بصدای بلند آواز داد یا شیخ یا شیخ میگفت شیخ را هیچ خبر نشد چون نزدیک آمده بدست آگاه کرد و گفت چند بار یا شیخ یا شیخ گفتم نشنیدی و مصلا را برداشتی گفت ای عزیز من شیخ نیستم مردی دریوزه گرام بدین نام اگر آواز میدادی البته من میشنیدم نقلست که وقتی باجازت پیر روشن ضمیر بحرمین الشریفین رفت و بعد حج کعبه و زیارت روضه مصطفویه چون باز آمد شیخ فرمود که اگر کسی خواهد که بزیارت حضرت رسول صلی الله علیه وسلم مشرف شود باید که بجهت زیارت روضه عالیه نبویه نیت علیحده کند تا مستفید بشرف زیارت خاص حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت گردد و بذریعه حج کعبه هم اگرچه حاضری آنجا لیکن بشرف زیارت آنحضرت شهنشاه نبوت مشرف نشود شیخ حسام الدین چون این بیان از زبان گوهر افشان شیخ شنید بهان وقت باز عزم سفر مدینه منوره کرد قدم در راه نهاد وفات شیخ حسام الدین بقول صاحب معارج الولایت در سال هفتصد سی و چار است مزار پر انوار در شهر پتن که شهر قدیمه گجرات است واقع شده و با آنکه سلطان محمد تغلق دهلی را ویران کرده سکنای دهلی را بدیوگیر فرستاده بود شیخ حسام الدین نیز از دهلی برآمد و بگجرات رسیده قیام کرد و همانجا وفات یافت

از مولف	چون حسام الدین ملتانی ولی	رفت مثل گل بگلزار جنان
	ارتحالش اشرف ولی حق بگو	هم حسام الدین ملتانی بخوان

خواجه فخر الدین مروزی قدس سره

از مریدان و مصاحبان سلطان الاولیا بود بکمال تقوی و ورع آراسته پیوسته کتابت قرآن مجید کردی و از خلق مجرد ماندی و رجال الغیب اکثر اوقات پیش وی آمدندی نقلست که روزی بخدمت حضرت سلطان المشایخ عرض کرد که روزی مرا تشنگی غالب بود کوزه آب از غیب

چند پشت شکستیم و آبش بر نچشیم و گفتم که آب کراست نخواهم خورد شیخ فرمود که با لبستی خورد که آنچه
از غیب رسیده است بی تکلیف است و وقتی مرا نیز خواهش کرد شانه کنم شانه حاضر نبود در دیوار شگافت دستی
پیدا شد که شانه بدست داشت بگرفتم و شانه کردم و نیز وقتی مرا وضو باید دیدم و خواستم که در پیش شانه کنم
و شانه اندرون خانقاه در طاق بود از خود غیبت در نزد من رسید بگرفتم و شانه کردم نقلست
که شیخ فخرالدین بکتابت قرآن هر روز یک جزو ختم ساختی مردمان حیرت کتابت بخوشخطی خودش آن
بی جزو میدادند لیکن او چهار آنه بگرفتی و بمصرف خود آوردی چون عمرش با آخر رسید بعبارت تمام شد
از کتابت باز ماند آخر قطب الدین ملک النجبا از حال او بخدمت سلطان علاء الدین خلجی عرض کرد
سلطان یک تنکه یومیه او از بیت المال سلطانی مقرر ساخت مولانا منظور نکرد و گفت که زیاده
از چهار آنه یومیه که از کتابت قرآن پیدا میکردم نخواهم گرفت سلطان هر چند بسیار اصرار کرد آخر کار
بهزار حیله چهار آنه یومیه او مقرر گشت و وفات آن جامع الکمالات بسال هفتصد و سی و شش هجری

حکومت سلطان محمد عادل تغلق شاه بن غیاث الدین است | از مولف | فخر زمن چون شد بخلد برین
وصل شد با وصال رحمانی | سال وصلش بگو خلیل الله | هم بدان شاه نسبت حقانی

میر حسن علاء سجزی قدس سره از سادات عظام و خلفای ذوی الاکرام سلطان المشایخ
نظام الدین است و از دیوان فضلای عصر و شعرای بهر عرقی و مکانی دیگر بوده در حضرت
سلطان المشایخ بتقریب شاعریت امتیازی تمام داشت و در قصاید بسیار در مدح سلطان
غیاث الدین و خان شهید پسرش تحریر کرده است و بار لیه شعرا از شعرای عصر گوی سبقت برده
بود و در دیوان [illegible] و سیاگی توبه کرده مرید
شیخ شد و باندک زمانی یافت آنچه یافت صاحب تولی ظاهری و باطنی شیخ گشت و کتاب
فواید الفواد از ملفوظات شیخ جمع آورد چون بخدمت پیرا فرستاد بغایت مقبول افتاد
مولد و منشای میر حسن دهلی است و در آخر حسب الحکم سلطان محمد تغلق همراه او بکار رفتن رفت و
همانجا در سال هفتصد سی و هشت رحلت یافت همانجا و مزارش | از مولف | میر حسن در فانی
از حسن شد حسن بجنت مزید | شد میر حسن مرحوم فرمانی | از وصل میر حسن
مولانا ضیاء الدین برنی قدس سره از عظمای خلفای سلطان المشایخ است

وازبس نعمتها یافت و مستمد بعطایات شیخ بود و مجموعه لطایف و ظرایف روبروی شیخ اکثر حکایات
و کلمات خوش گفتی و بخواجه خسرو و میر حسن علائی سنجری صحبت تمام داشت و هر سه بزرگوار بهم
و بیکجا زندگانی میکردند و جامع کتاب تواریخ فیروزشاهی وی است که بموجب حکم سلطان جلال الدین
فیروزشاه بن یک خلجی جمع آورده بود و وی در حسرت نامه خود آورده است که وقتی من بخدمت حضرت
نظام الملة والدین حاضر بودم و در آن وقت در دل من گذشت که مشایخ سلف در گرفتن بیعت
مریدان بسیار احتیاط میکردند و شیخ من بالعموم و کرم بخاص و عام بلا احتیاط دست بیعت میدهد
درین چه حکمت باشد و خواستم که سوال کنم هنوز خطره من تمام نشده بود و سخنی بزبان نرانده بودم
که شیخ نور الله مرقده بر خطره من آگاه شده و فرمود که حق جل و علی در هر عصری بحکمت کامله خود خاصیتی نهاده
است که حسب آن در آن عصر خاصیتی پیدا می آید و طبیعت هر اهل عصر با یکدیگر مشابهت میدارد و
اصل در ارادت مرید انقطاع از غیر حق است و اشتغال بحق و بزرگان سلف تا مرید انقطاع کلی
از غیر حق دست نمیداد دست بیعت نمیدادند تا از عهد ابوسعید ابو الخیر که آیتی از آیات الهی بود تا عصر
شیخ سیف الدین باخرزی و از عهد شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی تا عهد ولایت شیخ فرید الحق
والدین بر درهای این بادشاهان هجوم خلق کثرت پیشه و امرا و وزرا و ملوک عام و خاص حاضر
شده خود را از خوف آخرت در پناه این عاشقان الهی می انداختند و این مشایخ از راه
لطف عام دست بیعت بخاص و عام میدادند و هیچکس نتواند که معاذالله محبوبان خدا را مقیس علیه
سازد و منهم بمتابعت پیران عظام در گرفتن مریدان احتیاط نمی کنم که درین چند فواید حاصل اند اول
آنکه متواتر میشنوم که این عمل بیعت بسیار کسان را از مریدان من از تقاصیر باز میدارد و نماز با جماعت میگذارند
و در اوراد و نوافل مشغول میشوند و اگر من در ابتدا با ایشان شرط حقیقت ارادت بگویم شاید که از
ایشان بر نیاید و از این قدر ثواب هم محروم مانند دوم آنکه در خاطر گذرانم و با وسیلتی انگیزم
و با شفیع درمیان آرم شیخ کامل و مکمل در دادن بیعت مرا اجازت فرموده و می بینم که مسلمانان
بعجز و خشوع از پیش من می آیند و میگویند که از جمله گناهان توبه کرده ایم من بنیت آنکه شاید که سخن
ایشان راست باشد دست بیعت میدهم و خاصه تر آنکه از صادقان می شنوم که ارادت
مرد اهل بیعت را از معاصی باز میدارد سیوم هیچی قوی تر از همه اسباب آنست که روزی پیر و شیخ من

فرید الحق والدین دوات پیش من نهاده فرمود که تعویذها بنویس و بحاجتمندان بده من از
تفویض این کار در دل تنگ شدم چون آثار ملال در روی من مشاهده فرمود ارشاد کرد که
نظام الدین همین وقت ملول شدی وقتیکه حاجتمندان بسیار بر در تو هجوم خواهند کرد حال تو چه خواهد
بود من در پای شیخ در افتادم وگریه کردم و عرض نمودم که مخدوم مرا بزرگ گردانید و بعزت خلافت
خود معزز ساخت و من فقیری ام از اختلاط خلق متنفر و انکار خلافت بس کار بزرگ است انجام
آن اندازه من بیچاره نیست باستماع این عرض خواجه را حالتی رو داد و در راست نشست و مرا
نزدیک خود طلب کرد و پیش خود نشاند و فرمود که نظام الدین بدانکه فردای قیامت مرا در درگاه
بی نیاز آبروی خواهد بود با تو عهد میکنم که پای خویش در بهشت نهم تا ایشان را که تو دست بیعت
بایشان داده باشی با خود در بهشت نبرم پس من بدین سبب باکثر مردمان دست بیعت میدهم
که خلق خدا گنهگار است و توفیق نکوئی کمتر پس هر قدر که خلق بوسیلهٔ جمیلهٔ پیر دستگیر من از
آتش دوزخ خلاص یابد از مغتنمات است **وفات** مولانا ضیاء الدین برنی در سال هفتصد و سی
و هشت هجری است و گویند که چون شیخ برنی ازین جهان فانی رخت سفر بعالم جاودانی بست
بر جنازه فیض اندازه وی حصیر بوریای کهنه که انداخته بودند بود و در جوار روضهٔ عالیه سلطان المشائخ
در پایان قبر والد خودش دفن کردند

از مولف

چون ضیاء الدین برنی شیخ دین | رفت زین دنیا بجنت یافت جا
وصل با مخدوم امجد کن رقم ۷۳۸ | نیز فرما پیر برنی پارسا ۷۳۸

شیخ برهان الدین غریب قدس سره از کبرای خلفای شیخ نظام الدین و عظمای
مشایخ با تمکین است صاحب ذوق و شوق و عشق و محبت و سماع و وجد بود و با فضلای عصر
مثل خواجه خسرو و میر حسن علای سنجری وغیره اختلاطی تمام داشت و شیخ نصیر الدین محمود چراغ
دهلی اکثر اوقات بخانه وی تشریف بردی و ویرا بخدمت پیر روشن ضمیر خود اعتقادی کمال بود
بحدیکه در مدت عمر خود پشت بجانب غیاث پور که مسکن حضرت سلطان المشائخ بود نکرده و دو
دو بار خرقه خلافت از پیر دستگیر خود یافت چنانچه اول روزی خواجه شیراز و میر حسن خلفای نامدار شیخ
بخدمت حاضر بوده عرض کردند که مولانا برهان از مریدان قدیم است بوی خرقه خلافت عطا گردد
و یاران دیگر هم درین شفاعت با ایشان یار شدند و خواجه اقبال خادم نمک حلال شیخ

هم پیراهن و کلاه حاضر آورد و دست شیخ بان کلاه و پیراهن نهاده در نظر شیخ بمولانا برهان الدین
پوشانید و گفت که مولانا شما خلیفه اید درآنوقت شیخ ساکت بود و سکوت هم دلیل رضامندی است
بعد از آن وقتی شیخ علی زنبیلی و ملک نصرت که از اقارب سلطان علاء الدین بودند و دعوی ارادت
بخدمت شیخ داشتند بسمع شیخ رسانیدند که مولانا برهان پیر زمن شده است در خانه خود بدین
طریق که گلیمی زیر پا و خرقه بالای دوش می نشیند و دکان شیخی گرم کرده و خلقی کثیر را نزد خود
جمع آورده بر سجاده شیخی قیام میدارد و رعایت اینکار بر طریق مشائخ عظام نگاه نمیدارد شیخ ازین معنی
برنجید و چون مولانا بخدمت حاضر آمد بوی سخنی نفرمود و خادم فرمان شیخ برهان الدین رسانید
که شما همین ساعت ازینجا بروید که حکم نشستن شما درینجا نیست وی برخاست و حیران و پریشان
بخانه رفت و تعزیت نشست مردم شهر بدیدن وی آمدند آخر کار خواجه خسرو وقت شب لشفاعت
مولانا برهان الدین دستار در گردن انداخته در نظر شیخ بایستاد شیخ فرمود ای ترک الله چه حاجت است
عرض کرد که عفو جرائم مولانا برهان الدین از حضرت التماس دارم شیخ تبسم کرد و فرمود که عفو کردم
ورا حاضر کن بعده مولانا و خواجه خسرو هر دو دستارها در گردن انداخته بخدمت آمدند و سر بر
زمین نهادند شیخ باز مولانا را بتجدید بیعت سرافراز کرد و از سر نو خرقه خلافت بنواخت و مولانا
بعد وفات شیخ هم خلق کثیر را بخدا رسانید **و صاحب معارج الولایت** میفرماید
که چون شیخ برهان الدین همراه دیگر رعایای دهلی بدیوگیر تشریف برد و نیز از پیشگاه پیر رفته شد که هم
بدان طرف مامور بود در آنجا رسیده قبولی عظیم یافت در آن اثنا شیخ زین الدین داود شیرازی
آوازه کرامت و بزرگی وی شنیده از شیراز بطی مسافت دراز بدیوگیر رسید چون از
اکثر مردم شنید که شیخ در سماع غلو دارد و اکثر مردمان بسجود وی قیام دارند از استماع اینحال متنفر
شد شیخ برهان الدین ازین خطره وی بنور باطن آگاه شده گفته فرستاد که چندین مسافت برای
ملاقات عزیزی طی کردن و باز بمنزل مقصود رسیده توقف کردن کار خردمندی نیست اگر
خطره یا وسوسه شیطانی مانع اوست آنرا بحضور ما آمده استفسار نماید انشاء الله تعالی رفع خواهد
از استماع اینحال شیخ زین الدین فی الحال بخدمت حاضر آمد درآنوقت شیخ در سماع بود بی اختیار سر
بر زمین آورد و بسماع درآمده تواجد کرد و خطرها که در دلش بودند یکسر رفع و دفع شدند فی الحال

مرید شد و در چند ایام بصدق و یقین از کامل ترین اولیای روی زمین شد چنانچه شیخ زین الدین شیرازی و شیخ فرید الدین و شیخ کمال الدین کاشانی و شیخ رکن الدین حسام کاشانی از خلفای کامل ترین شیخ برهان الدین غریب اند و شیخ زین الدین شیرازی را مریدی بود شیخ حسین نام که از ملفوظات وی کتابی جمع آورده به هدایت القلوب موسوم ساخته است **وفات** شیخ برهان الدین غریب بقول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال هفتصد و چهل و یک ہجری است مزار پر انوارش در دولت آباد زیارتگاه خلق است و شهر برهان پور که از شهرهای مشهور هندوستان است بنام وی آباد کرده اند که بسلام شیخ صلاح الدین و شیخ رمضان خلفای آن جناب بآبادان شده ۷۴۱

بود **از مولف**

چو شد برهان دین از دار فانی
خرد سال وصال آن شهِ دین
الٰهی فرمود عاشق شیخ حق
وگر ابدال صفا برهان دین ایم

شیخ حسام الدین سوخته قدس سره نبیرهٔ شیخ فخر الدین بن شیخ المومنین خواجه معین الدین حسن سنجری است سوختهٔ آتش محبت و دوختهٔ ناوک عشق بود و به شیخ نظام الدین بدا و نی بسیار صحبت داشت پدر بزرگوارش او را بنام برادر خود حسام الدین بن خواجه بزرگ معین الدین موسوم کرده بود که او غائب شده بصحبت ابدال پیوسته بود **وفات** وی بقول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال هفتصد و چهل و یک رسالت قائم فرمود و ہست مزار پر انوارش در قصبهٔ ناگور بجانب غروب بر سر راه اجمیر است و وی عمر طویل یافته که زیاده از صد سال بود و از غایت سوز عشق و محبت مخاطب بخطاب سوخته شد **از مولف**

چون حسام الدین ز دنیا رخت بست
سال وصل آن ولی متقی
عاشق الله صدیق آمده است
هم حسام الدین شهید حقیقی

شیخ عزیز الدین صوفی قدس سره از عظمای اصحاب و کبرای احباب حضرت سلطان المشائخ است والده ماجدهٔ وی دختر نیک اختر حضرت گنج شکر بود و فیض تام از سلطان المشائخ یافت و وی از ملفوظات حضرت شیخ نظام الدین کتابی دارد که به تحفة الابرار موسوم است و در علوم ظاهر شیخ عزیز الدین شاگرد قاضی محی الدین کاشانی است و در کتاب تحفة الابرار میفرماید که وقتی بخدمت شیخ نظام الملت والدین حاضر شدم و دیدم که شیخ تنها نشسته است رو بقبله و چشم مبارک بآسمان و مستغرق جمال حق است چون بوقت نازک آمدم در عالم تحیر تا یکساعت ایستاده بودم دیدم که شیخ را مزید و ماشید کنشک خود را بگفته اند و بعالم صحو باز آمد و دست مبارک مالیده گفت تو کیستی گفتم عزیز گفت

عزیز خواهی بود انشاء الله تعالی **وفات** شیخ عزیز در سال هفتصد و چهل و یک هجری است **از مولف**

رفت چون از جهان بخلد برین	شیخ اهل یقین عزیز الدین	حلتش آفتاب نور گو ۷۴۱ه
نیز خوان رفیع دین عزیز الدین ۷۴۱		

شیخ شمس الدین یحیی قدس سره

از اعاظم علما و کبرای اولیاء و اعز خلفای سلطان المشائخ نظام الدین است و میان احباب و اصحاب شیخ مکرم و معظم بود اکثر علمای هندوستان شاگردان وی بودند و علمای وقت بشاگردی وی افتخار میکردند اصل وی از ملک اوده است و برای حصول تحصیل علوم در دهلی تشریف آورده بدین غایت کمال علم حاصل نمود که احدی را در علم و در علوم فقه و حدیث و تفسیر وغیره با وی تاب مقاومت نماند چون آوازهٔ کرامت حضرت شیخ شنید بوسیلهٔ جمیلهٔ شیخ صدر الدین بخدمت حاضر آمده مرید شد و در اندک ایام بکمالات باطنی فائز گشت و تمام عمر بتجرید و تفرید گذرانید و از تعلق تزویج معترا ماند و بعد حصول خلافت کم کسی را مرید ساخت و شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی این شعر در اوصاف وی فرموده است **شعر** سالت العلم من احیاک حقا ٭ فقال العلم شمس الدین یحیی ٭ **وفات** آن جامع الکمالات در سال هفتصد و چهل و هشت هجری است **از مولف**

شمس دین ماه اوج برج کمال	شد ز دنیا چو در بهشت برین	رحلتش ماه یحیی آمد ۷۴۸	هم بخوان شاه شمس الدین

خواجه ملک زاده احمد قدس سره

از معتقدان پاک اعتقاد شیخ محمود نصیر الدین چراغ دهلی است و از غایت عشق و محبت پیر روشن ضمیر فنا فی الشیخ شد بیکه مریدی بران متصور نیست چنانچه صاحب معارج الولایت از جواهر الکلم نقل میفرماید که وی مردی بود که پیوند بیعت ظاهری با شیخ محمود نداشت گفتند که چرا پیوند ظاهری بشیخ نمی کنی گفت طاقت آن ندارم که دست بر دست شیخ نهم و طعامی که پیش وی می آوردند ساعتی جانب آن طعام بدیدی و دست در آن نبردی و گفتی تا وقتیکه شیخ را زیارت نکنم طعام بر من حرام است آنگاه بحضور شیخ بردی و بخوردی و نوشیدن آب وی هم همین طریق بود و آخر کار بنهایت سوز و درد بمرض رعاف گرفتار شد و هر قطرهٔ خون که از بینی وی چکیدی بدهان بردی و بخوردی گفتند این چه میکنی گفت جسم من سراپا جسم شیخ است ترک ادب است که بر زمین بیفتد و قطرهٔ که بی اختیار بر زمین افتاد نام شیخ نوشته بید چون این خبر بسید... سید این قصه پیش شیخ گفتند بیچاره

بسوخت برای ندا خبرش بگیر پیر شیخ بنا، مهربانی بر بالین وی تشریف برد و فرمود که وای صد وای
کار احمد تمام شد چرا پیشتر خبر نکردید شیخ احمد چون نظر بر روی شیخ انداخت جان بحق تسلیم کرد

وفات وی در سال هفتصد و پنجاه و هفت بوقوع آمد از مولف | شیخ احمد عاشق دلسوخته
گشت چون در خلد اعلی جایگیر | بهر سال ارتحال آنجناب | شد ندا از دل که احمد دستگیر

شیخ دانیال قدس الله سره المتعال از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود چراغ

دهلی است ملقب به لقب مولانا عود بود نسب شریف وی به پنج واسطه بحضرت عباس بن علی المرتضی
میرسد بدین طریق که شیخ دانیال بن میر بدر الدین بن فضل بن حسن بن عبد الله بن عباس بن
علی المرتضی کرم الله وجهه که به پنج واسطه درمیانی بحضرت شیر یزدانی میرسد و بزرگان وی عمر دراز یافتند
چنانچه پدرش میر بدر الدین صد و چهل و دو سال عمر یافت و باعث تشریف آوردن وی در
هندوستان این است که اول پدر بزرگوار وی شیخ دانیال در عهد سلطنت سلطان غیاث الدین
بلبن در هندوستان تشریف آورده بمقام ستر کهه قیام پذیر گشت و شیخ دانیال در هندوستان متولد گردید
چون ببلوغ رسید در قصبه ساته رفت و بخدمت قاضی عبد الکریم بتحصیل علوم پرداخت چون جوهر
والا گوهر وی دید قاضی عبد الکریم وی را بفرزندی قبول فرمود و بدختر خود تزویج کرد و از آنجا بجذب جاذب حقیقی
در دهلی رسیده مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی گردید و بکمالات ظاهری و باطنی سرفراز و ممتاز شد
شیخ بعد تکمیل او را بخرقه خلافت بنواخت و ارشاد کرد که بوطن خود رسیده بهدایت خلق مصروف
باشد وی از شیخ شرف ترخیص حاصل نموده اول بمقام ساته رسید از آنجا با اهل و عیال و رخت
و اموال که قاضی بدختر خود بوقت رخصت داده بود روانه سمت وطن خود شد چون از لکهنو گذشته
قریب به ستر کهه که وطن وی بود رسید راهزنان بطمع مال و اموال بر ایشان تاخت آوردند و شیخ را
شهید ساختند و خواستند که اهل و عیال شیخ را هم بکشند و جمله مال شیخ را بخاطر جمع بردارند که ناگاه
آوازی مهیب از جسم بی سر شیخ ظاهر گشت فی الحال راهزنان نابینا گشتند و راه گریز هم ندیدند
آخر بدست حکام ماخوذ گشتند و بعوض قتل شیخ مقتول شدند و فادمان جنازه فیض
انداز شیخ را از آنجا برداشته در ستر کهه آورده مدفون ساختند و این واقع در سال

هفتصد و چهل و هشت بوقوع آمد از مولف | دانیال از عالم دنیا چو رفت | سال وصل آن ولی پاکان

هم ولی شهزاده عالم را امان || که ولی دین حمید پیشوا

مولانا فخر الدین زرادی قدس سره

از خلفای فاخره و صاحبان خاص الخاص و یاران وفادار و مریدان جان نثار حضرت سلطان نظام الحق والدین است بزرگی بود جامع علوم ظاهری و باطنی و ورع و تقوی و ذوق و شوق و عشق و محبت و در چند علم مهارت داشت و در فقه و حدیث و تفسیر مفتی وقت بود و در اوائل از مولانا فخر الدین هانسوی در دهلی بتعلیم علم اشتغال داشت چون از تحصیل علوم فارغ شد در خوش طبعی و خوش کلامی و خوش تقریری و فصاحت نثر و نظم و لطافت شعر و سخن از همتایان زمانه گردید آخر جاذبهٔ عشقی او را بجور کشید و کشان کشان بخدمت سلطان المشایخ حاضر آورد و وی از صدق اعتقاد مرید شد و در سلک درویشان منسلک گشت و سکونت در غیاث پور ورزید و چند بار بزیارت روضهٔ مطهرهٔ خواجه بزرگ معین الحق والدین در اجمیر و بزیارت مزار پر انوار حضرت فرید الملة والدین گنج شکر به اجودهن رفت و بیشتر اوقات در سفر بودی و شب و روز در کوه و بیابان گذرانیدی و شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی میفرماید که آنچه ما را بیک ماه منکشف شدی فخر الدین زرادی را بیک ساعت حاصل گشتی و وقتیکه سکنای دهلی بحکم بادشاه محمد تغلق از دهلی جلا وطن شده در دیوگیر رفتند وی نیز رفت و از آنجا روانه سمت بیت الله شد و بعد از ادای مناسک حج کعبه و زیارت روضهٔ عالیهٔ نبوی علیه الصلوة والسلام به بغداد رفت و بعلمای عصر در علم حدیث بحث کرد و از آنجا در کشتی نشسته مراجعت بهندوستان کرد و از اتفاقات کشتی بدریا غرق شد و مولانا هم غریق لجهٔ فنا گشت و این واقعهٔ وفات مولانا در سال هفتصد و چهل و هشت بوقوع آمد از مولف

چو رفت از دهر در خلد معلی || جناب شیخ فخر الدین مطلوب
چو پرسیدم ز دل سال وصالش || خرد گفتا بگو مخدوم محبوب

شیخ ضیاء الدین نخشبی

قدس سره از عظمای مشایخ و کبرای خلفای شیخ فرید الدین نبیرهٔ حضرت سلطان التارکین حمید الدین صوفی است از مشاهیر اولیای هندوستان است در شهر بداون بزاویهٔ خمول بکار خود مشغول بودی و از صحبت خلق متنفر و با عتقاد و انکار کسی کاری نداشت و تصنیفات بسیار دارد مثل سلک السلوک و عشرهٔ مبشره و کلیات و جزئیات و شرح دعای سریانی و طوطی نامه وغیره و این همه کتب مملو از قطعات رنگین و دلچسپ که بیک طریق و یک طرز واقع شده اند چنانچه قطعه

کشتی خضر با زمانه بسانه	ور بحر خورد انشا نه با فلک است	حاقان تیغ نامه بیگو بیشد	عاقلی بازیابد سا قبل بست

وفات وی بقول صاحب معارج الولایت در سال هفتصد و پنجاه و یک است از مولف

چون نصیر الدین که محمود است لقب	سال وصل آن ولی محبوب	واقف اسرار اهل الله دان	
نیز مرشد هادی عالم بگو	نیز دان مخدوم شاه رحلتش	هم ولی دین کامل متقی	

شیخ فرید الدین ناگوری قدس سره نبیره سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی

ناگوری است پدر بزرگوارش شیخ عبد العزیز صوفی بعمر جوانی در حالت سماع جان داد و وی
در عمر خورد سالی فیض تام از جد بزرگوار خود حاصل نمود و در سایه عاطفت وی پرورش یافت و کتاب
سرور الصدور که ملفوظات شیخ حمید الدین است جمع کرده وی است و تمام عمر که زیاده از یکصد
بود در هدایت طالبان حق گذرانید آخر در عهد بادشاهی سلطان محمد تغلق از ناگور بدهلی تشریف
آورده و همین جا وفات یافت و همین جا دفن شد و نزد مزار پر انوارش سنگی است که مانند
سنگ فراس مدور است گویند که شیخ در حالت سماع این سنگ را در گردن خود می انداخت
و تواجد میکرد و همین سنگ در گلو انداخته در حالت وجد از ناگور بدهلی تشریف آورده بود وفات
شیخ فرید بقول صاحب شجره چشتیه در سال هفتصد و پنجاه و دو است و مزار پر انوار در ناگور یادگار

خلق است از مولف	چون فرید الدین فرید دو جهان	آمد سوی جنت شد ز خاک بام
بنده فاصل است سال رحلتش	هم فرید فرد عالم پاک شاه	و در همین سالی وفات شیخ

فرید الدین ناگوری یعنی بسال هفتصد و پنجاه و دو سلطان محمد تغلق عادل شاه بن غیاث الدین
محمد تغلق در تغلق آباد برحمت حق پیوست و این بادشاه در ماه ربیع الاول سال هفتصد و بست و پنج
بر تخت سلطنت قیام نمود و بعد سلطنت بست و هفت سال بتاریخ ۲۱ محرم الحرام سال هفتصد و
پنجاه و دو وفات یافت و این بادشاه جامع الاضداد بود و در عهد او خلیفه بغداد وکیل خود با خلعت و عطا به
سلطان نزد او فرستاد و وی بکمال ادب باستقبال او برآمد و خلعت پوشید و این بادشاه شهر
دار الخلافت دهلی را ویران کرده دولت آباد شهر آباد کرده و آنجا را دار الخلافت مقرر ساخت و رعایای
دهلی را حکم شد که خورد و کلان از دهلی برخاسته در دولت آباد روند رعایا بسبب تحمل دوری وطن
تباه و خراب گردید و دولت آباد هم بسبب ناخواه آباد نشد و این بادشاه یک لک فوج خود را برای تسخیر

ملک چون فیروزشاه که از انجمله یک شخص هم واپس نیامد و با وجود این همه بربادی با چند صوبها
مثل صوبه بنگاله و تلنگانه و صوبه اوده و پنجاب را که براه خودسری و هم مخالفت میرفتند بادشاه
رام خود کرد و لیکن ملک دکن از قبضه این بادشاه بدر رفت و حسن نامی شخصی که هوای اولوالعزمی در
سر داشت بنیاد سلطنت ملک دکن نهاد که تا عرصه دوصد سال در قبضه تصرف اولاد وی ماند و این
بادشاه باوصف دشمن حضرت مشایخ بود و بسیار اذیت ایشان میرسانید تاریخ وفات از مؤلف

چون ببست و دوم شهر صفر رفت از جهان در جهان محمد شاه	سالِ وصلش شه ذوالآیات آن نیز نور زمان محمد شاه

شیخ کمال الدین علامه قدس سره

از کبرای اولیای و اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی و خواهرزاده حقیقی وی است سلسله نسب وی بامیرالمؤمنین حسن رضی الله عنه میرسد چون در علوم حدیث و تفسیر و فقه و اصول طاق و یگانه آفاق بود لهذا بخطاب علامه مخاطب گشت اول بعد اخذ خرقه خلافت از پیر خود بحسب حکم پیر باحمدآباد و گجرات تشریف برد و درانجا قبول عظیم یافت و خلق بیشمار بحلقه ارادت وی درآمد بعد از آن در دهلی تشریف آورده بهدایت خلق مشغول گشت و اولاد و خلفای وی تا حال در احمدآباد موجود هست وفات مولانا کمال الدین علامه بقول صاحب شجره چشتیه و شجرة الانوار در سال هفتصد و پنجاه و شش قبل از رحلت شیخ نصیر الدین بیک سال است مزار پرانوار وی در دهلی است از مؤلف

چون کمال الدین ولی با صفا رفت از دنیا بفردوس برین	رحلتش حق گو وصال پاک او هم بفرما متقی اہل یقین ۷۵۶

شیخ نصیر الدین محمود اودهی چراغ دهلی قدس الله سره العزیز

از اشهر اصحاب و اعظم احباب و اکبر خلفای سلطان المشایخ نظام الدین است صاحب الاسرار و زبدة الابرار و عابد عظیم و زاهد کریم بود و ولایت دهلی بعد از انتقال سلطان المشایخ بوی قرار یافت و طریقه وی صبر و شکر و فقر و فاقه و رضا و تسلیم بود و جد بزرگوارش عبداللطیف یزدی و جد عالی گوهر وی یحیی نام داشت و از سادات حسنی بودند و تولد والد ماجد وی در لاهور بود و تولد شیخ نصیر الدین در ملک اوده بوقوع آمد چون بعمر نه سالگی رسید پدر بزرگوارش از جهان انتقال نمود والده ماجده اش که ستیده روزگار و رابعه عصر بود در تربیت و تعلیم علوم وی جهد بلیغ بکار برد چنانچه اول بخدمت مولانا عبدالکریم شیروانی و بعد از رحلت وی بخدمت مولانا افتخار الدین گیلانی بهره وافر از علوم ظاهری یافت و هم در عهد خوردی آثار ترک و تجرید و محاسن اخلاص و مجاهده نفس از ناصیه حال شیخ عیان بودند

نماز با جماعت گاهی از وی فوت نشدی و بصیام و دوام قیام در شب و التزام اوقات افطار وی
بهر گ سنبهالو که در زمین هند گیاهی مشهور است واقع میشد آخر در عمر چهل سالگی از خطه اوده بدهلی
تشریف آورده بارادت و خدمت سلطان المشائخ سرفراز و ممتاز گشت و مدتی در حضرت وی
ملازم بود و بخطاب محمود گنج شرف اختصاص یافت و بلقب چراغ دهلی ملقب گشت و ادای خدمات
وی بجدی بود که شب و روز در خدمت پیر دستگیر کمر بسته بودی و حضرت نظام الملت والدین را
در کیلوکهری بالاخانه بود و بکناره آب درانجا مشغول بودی دران خلوت سوای شیخ نصیر الدین دیگر
کسی حاضر نمی ماند که وی هم بگوشه دران بالاخانه مشغول بودی وقتی چند درویشان از مریدان
خاندان شیخ بهاء الدین ملتانی درانجا آمده شب باش شدند علی الصباح درویشی ازان برای
غسل و تجدید وضو بکنار جوی که متصل آن مکان بود درفت و جامه های خود بکناره جو نهاده خود
بغسل مشغول شد یکی درانجا رسید و جامه های وی دزدیده ببرد درویش عریان درانجا آمد و بسبب
گم گشتگی رخت خود غوغا برداشت شیخ نصیر الدین درانجا تشریف آورده جامه های خود از جسم مبارک
برآورده بوی ارزانی داشت و گفت خاموش باش مقصودش از عطای جامه آن بود که مبادا
از غوغای درویش در مشغولی پیر دستگیر من خللی واقع آید حضرت پیر روشن ضمیر بنور باطن ازین
نیت خبر آگاه شده بعد نماز چاشت نصیر الدین را نزد خود طلبید نوازشهای بسیار نموده بعطای
کسوت خاص خود مشرف ساخت **و صاحب اخبار الاولیا** میفرماید که شیخ نصیر الدین
را در خطه اوده خواهری بود از وی کلان و عفیفه زمان وی نیز دو پسر داشت یکی مولانا زین الدین
علی و دوم کمال الدین جامد شیخ نصیر الدین گاه گاه از حضرت شیخ اجازت گرفته برای زیارت همشیره
مکرمه در اوده تشریف بردی و بعد حصول ملاقات باز حاضر آمدی **نقل است** که روزی
شیخ برهان الدین غریب که خواجه تاش و رفیق هم جلیس شیخ نصیر الدین بود کلاه نمد عطیه
سلطان المشائخ گم کرد هر چند جستجو کرد نیافت و ملال عظیم عاید حال برهان الدین شد تا آگاهی
اینحال بوی فرمود که غمگین مشو ان شاء الله امروز حضرت شیخ تحفه عمده تر ازان بتو عطا خواهد فرمود
و کلاه گم گشته خویش نیز خواهی یافت پس همچنان بوقوع آمد که حضرت شیخ جانماز و مصلای خاص
خویش بشیخ برهان الدین مرحمت کرد و کلاه گم گشته خود نیز از بقچه خود یافت **نقلست**

که در مجلس سماع شیخ نصیر الدین مزامیر نبودی صرف بصوت دستک سماع شنیدی روزی
بسماع این بیت حالتی و وجدی عظیم کرد * بیت * نظر در دیده ها ناقص فتاده است *
وگرنه یار ما از کس نهان نیست * و صاحب اسرار الاصفیا میفرماید که چون سلطان
محمد تغلق بگفته عمید سمرقندی و علی قندزی که معاندان خاندان مشایخ عظام بودند دل خود با شیخ
نصیر الدین بد کرد و خواست که ایذای رساند بنابران روزی حضرت شیخ را بهانه دعوت نزد خود
طلبید و طعام و ظروف زر و نقره پیش نهاد و مقصودش ازین معنی این بود که اگر خواهد خورد تکلیف شرعی رفقا
خواهد گردید وگرنه مورد عتاب سلطانی خواهد شد شیخ که بنور باطن ازین نیت وی آگاه بود چند لقمه از طعام
از ظروف برداشته بر دست نهاده باکراه بخورد و فاسد قائب فاسد نماند بعد ازان سلطان فرمود
که مرا نصیحتی فرمائید فرمود که غضب سباعی که در طبیعت شما پایدار است و حسد درویشان از دل بدر
باید کرد بعد ازان سلطان یک بدره تنگه نقره و دو قطعه جامه صوف پیشکش کرد درین اراده که شیخ
خود خواهد برداشت شیخ اصلا بدان ملتفت نگشت درین میان خواجه نظام الدین پسر خاص سلطان
که از خویشان بادشاه هم بود و بخدمت حضرت سلطان المشایخ ارادت کامل داشت و بدره
تنگها و هر دو جامه صوف از پیش برداشت و کفش شیخ را نیز بجامه های خود غبار صاف کرده پیش نهاد و
تا دروازه دیوان سلطان همراه شیخ آمد و جامه های صوف و بدره تنگها حواله خادم شیخ نموده از خدمت
مرخص شد چون باز نزد سلطان رسید سلطان بروی نهایت شوریده و غضبناک شد بحدیکه دست
بقبضه شمشیر برد و گفت ای پسر ترا چه حد بود که بدره تنگه و جامه صوف از پیش شیخ برداشتی و کفش
او از جا گرفته پیش نظر من آوردی و پیش پایش نهادی شیخ را از شمشیر من خلاص دادی خواجه
نظام الدین جواب داد که من غلام خانه زاد خاندان شیخ نظام الدینم خدمت ایشان فخر منست و
کفش ایشان تاج سر این فقیر و اگر بکشتی این جان ناتوان نیز فدای خاکپای ایشان است تا تمام این سخن
سلطان در دل پیچید و هیچ نگفت و از توجه شیخ هیچ آسیبی بوی نرسید * نقلست که روزی شیخ
نصیر الدین را بدین بیت که قوال میخواند حالتی و وجدی عظیم دار و در حال شد * بیت * جفا بر عاشقان
گفتی نخواهم کرد دیدم کردی * قلم بر بیدلان گفتی نخواهم راند دیدم راندی * مولانا مغیث که شاعری تیز طبع
بود چون این حال بشنید در احوال این مجلس رساله نوشته تحریر کرد که معنی این بیت هیچ لی بحقیقت نمی ادا

بره اگر جور و جفا ست بخداوند عز و جل نسبت کردن کفر است امثال این کلمات بسیار بشیخ کرد و پیر
مولانا معین الدین عمرانی فرستاد و دیگر فت بخدمت شیخ فرستاد شیخ مولانا معین الدین را نشر و خود طلبید و آن
رساله واپس بدست وی داد و پنج نقره سود و دستار و وداع پوشانید و رخصت ساخت روز دیگر باز
مجلس سماع گرم بود شیخ نصیر الدین برین بیت بسیار اضطراب نمود و تواجدها کرد شعر ما اهل مغانه
دوش بیباک زدیم ٭ نالی بلند بر سر افلاک زدیم ٭ از بهر یکی جرعهٔ میخواره ٭ صد بار کلاه توبه بر خاک زدیم ٭ آن
چون بهوش آمد بالای بام تشریف برد و بنشست و مغنی شاعر را طلب کرد و چون حاضر شد فرمود که با
مولانا امروز رساله دیگر بنویسید تحریر کنید که این چه جهل است که شیخ را برین بیت حالتی و وجدی
صعب برویدا و این بگفت و باز گردانید مولانا مغیث بغایت خجل و شرمسار شد و باز در خانقاه نیامد
و بعد چندی فوت کرد **نقلست** که روزی بعد نماز ظهر شیخ نصیر الدین در حجرهٔ خاص خود مشغول
بود شیخ زین الدین که مرید و خادم خاص و همشیره زاده شیخ بود و هم حاضر نبود و شیخ تن تنها سر در مراقبه فرو
برده و بیخبر از دنیا و علائق دنیا بود و درین اثنا قلندری بیباک که تراب نام داشت از سالها سال در آتش
حسد و بغض آنحضرت میسوخت اندرون آمد چون میدان خانقاه از خویش و بیگانه خالی دید بیسبب
هراس و بی وسواس در حجرهٔ شیخ رسید و کاردی که در بغل داشت برآورده یازده زخم کاری
بر وجود مسعود خواجه محمود زد و بدانست خویش کار شیخ با نجام رسانیده راه خود پیش گرفت که شیخ
از غایت مشغولی از آن زخم با بیخبر بود وقتیکه خون جسم مبارک شیخ از راه ناودان حجره بیرون رسید مریدان
و خادمان بدویدند و خواجه را بدان حال دیدند فی الحال قلندر را گرفتار کرده بخدمت آوردند و خواستند
که ایذائی بوی رسانند لیکن حضرت شیخ نگذاشت که احدی مزاحم حال وی شود و شیخ صدر الدین طبیب
و شیخ زین الدین را قسم داد و فرمود که هرگز اراده ایذائی قلندر نکنید و قلندر را نزد خود طلبیده بیست
تنگه سرخ انعام فرمود که مبادا وقت کارد زدن آزاری بدست او رسیده باشد و بعد ازین واقعه چند روز
غسل صحت فرمود و تا سه سال دیگر بر صدر حیات بود و **وفات** آن والا درجات بقول صاحب
سیر الاولیا و سفینة الاولیا و تذکرهٔ شجرهٔ چشتیه و غیره کتب والا رتب در سال هفتصد و پنجاه و هفت
بتاریخ هژدهم ماه رمضان و بقولی سیزدهم رمضان المبارک بشب جمعه بوقوع آمد و همین قول اقرب
بصحت است صاحب خزینة الواصلین سال وفات آنحضرت هفتصد و پنجاه و دو تحریر میفرماید و آنجناب

بوقت رحلت خود وصیت فرمود که بوقت دفن خرقهٔ سلطان المشایخ بر سینهٔ من نهاد زید و عصای پیر دستگیر برابر من در قبر نهید و تسبیح حضرت شیخ بسر انگشت شهادت من بپیچید و نعلین چوبی در اغوش من دارید چنانچه خدام همچنان کردند تبرکا اسامی چند حضرات والا درجات درج مخزن هذا میشوند که اول اعاظم ترین خلفای آنجناب میر سید محمد گیسو دراز هست علاوه ازان میر سید محمد بن جعفر المکی الحسینی و ملک زاده احمد و مولانا معین الدین عمرانی و میر سید علاء الدین برادرزاده مخدوم جلال الدین جهانیان جهانگشت و شیخ یوسف صاحب تحفة النصائح و محمد و جیه ادیب سید علاء الدین کنتوری و قاضی محمد ساوی فاضل و شیخ سلیمان رودولی و شیخ محمد متوکل کنتوری و شیخ دانیال و شیخ قوام الدین و قاضی عبد المقتدر و مولانا خواجگی و مولانا احمد تهانیسری و شیخ زین الدین خواهرزادهٔ آنجناب و شیخ صدر الدین حکیم و شیخ سعد الله کیسه‌دار وغیره از خلفای عالیشان وی هستند **از مؤلف**

گشت چون جلوه گر نصیر الدین	جهان چون چراغ پر انوار	هست مهتاب نیر دهلی	سال ترحیل آن شه ابرار
هم بخوان آفتاب روح جهان	تا شود سال رحلتش اظهار	قبلهٔ حق نصیر دین محمود	سال نقلش بگو تو با تکرار
یار محبوب نیر اکبر	هم بگو پیر شیخ و سردار	کن رقم باز رحلت آن شاه	طالب الله واقف اسرار
نیر صدیق حق نصیر الدین	گفت دل سال حالتش ای یار	شاه ناجی نصیر شد تحریر	رفت پاک او ز سرو زار
ایضاً چو از دنیا بجنت گشت	چراغ دهلی آن ماه پر انوار	ولی مشکل‌کشا سالش رقم شد	دگر هم شاه والا جاه ابرار
ولی حق نصیر الدین محسن	نصیر عاقد فان کن برو اظهار	اگر تاریخ او رهبر نصیر است	بدین نام نصیر آمد بتکرار
بخوان محبوب رب بیتاب دهلی	نصیر مطلع الانوار حق یار	دو باره واقف اسرار حق گفت	بتاریخ وصالش سرور ابرار
ایضاً آن نصیر الدین [illegible]	شهسوار عرصهٔ [illegible]	جسم پاک او چو جان [illegible]	گشت پیدا سال رحلتش [illegible]

شیخ اخی سراج الدین بداؤنی قدس سره

از مشاهیر خلفای سلطان المشایخ نظام الدین است آورده اند که چون شیخ اخی سراج الدین در عنفوان شباب که هنوز آغاز محاسن مبارک هم نبود بارادهٔ ارادت بخدمت نظام الملة والدین حاضر آمد از علوم ظاهری بهره نداشت در آنوقت حضرت شیخ بشیخ فخر الدین زرادی فرمود که این جوان طبع خوب و صورت مرغوب دارد چه کرده آید که از علم بی بهره است و زاهد بعلم بسخرهٔ شیطان میباشد فخر الدین چون گوشه چشم عنایت شیخ بسوی سراج الدین دید عرض کرد که گر ارشاد شود من این جوان را شش ماه در صحبت خود دارم بتعلیم علوم کنم بلطف

و کرم شیخ تعلیم خواهد یافت فرمود که بسیار سخن نیست و بکار خیر حاجت استخاره نیست پس
مولانا فخر الدین زرادی شیخ اخی سراج الدین را بخانه خود آورد و بتعلیم او مشغول شد و در شش ماه بدین
رتبه فایز گشت که هیچ دانشمندی را یارای آن نبود که با او بحث کند پس بشرف ارادت مشرف
گشت و عالم بعلوم ظاهری و باطنی گردید بعد خرقه خلافت یافت و بسوی بنگاله مامور گشت بارها شیخ در
حق او فرمودی که او آئینه هندوستان است وفات شیخ اخی سراج الدین در سال هفتصد و پنجاه

و هشت هجری است از روی وثوق	چون سراج الدین شد از دنیا و کون	سال وصل آن شه والا مکان
عارف امجد سراج الدین بگو	نیز اکرم محرم سراج الدین بخوان	شیخ صدر الدین

حکیم قدس سره از اجل خلفای شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است و منظور نظر حضرت
سلطان المشایخ نیز بود والد ماجدش سوداگری بود و از مریدان سلطان المشایخ بغایت که این
و هیچ اولادی نداشت و اکثر اوقات از عدم حصول اولاد متالم می بود روزی بحالت وجد شیخ
برای حصول اولاد بخدمت حضرت نظام الحق والدین عرض کرد و شیخ پشت خود به پشت وی
مالید و بتولید پسری نیک اختر بشارت داد و بهمان شب منکوحه وی که زن پیرساله بود حامله
شد بعد از نه ماه شیخ صدر الدین متولد گشت پدرش در بخدمت شیخ حاضر آورد شیخ او را در کنار گرفت
و از جبه مبارک خود پارچه جدا کرد و برای وی بدست خود خرقه ساخت و پوشانید و در کنار شیخ
نصیر الدین داد و تاکید نمود که در تربیت ظاهری و باطنی وی حتی الامکان دقیقه از دقایق فرو نگذارد
چنانچه وی بسایه عاطفت شیخ نصیر الدین پرورش یافت و یکی از کاملین وقت شد و ویرا تصانیف است
بس فصیح و متین مشتمل بر معارف و حقایق و در علم طب هم ید بیضا داشت نقل است که یکبار شیخ
صدر الدین را پریان برای علاج یک پریزاده که بیمار بود همراه برده بودند چون صحت یافت باز او
بجای وی رسانیدند و خطی نوشته دادند و گفتند که در فلان کوچه از کوچه های شهر سگی
بدین رنگ و صورت بیاید این خط باو بنمائید پس شیخ همچنان کرد و آن سگ چون خط را بدید
روان شد و بر سر زمینی رسید و بایستاد آن زمین را بکاوید گنجی از زیر زمین ظاهر شد که پایانی
نداشت شیخ آن گنج را برآورد و براه خدا صرف کرد وفات شیخ صدر الدین بقول صاحب
شجره چشتیه در سال هفتصد و پنجاه و نه هجری است از سو رفت چون از جهان بخلد برین

شیخ اهل یقین صدر الدین شاه جنت بگو تواریخش هم بگو ان شاه دین صدر الدین

شیخ قطب الدین منور قدس سره وی از اعاظم خلفای حضرت نظام الملت والدین است جامع کمالات و مظهر کرامات بود و در تجرید و تفرید یگانه عصر و سر غوغای خلق نداشت و در تمام عمر از حجره خویشتن باختیار قدم بیرون ننهاد و در خانه امرا نرفت پدرش شیخ برهان الدین بن جمال الدین قطب هانسوی بود که در عمر خوردی بعد وفات پدر خویش از حضرت فرید الحق والدین خرقه خلافت یافت و آنجناب تربیت ظاهری و باطنی وی بسلطان المشائخ نظام الدین تفویض کرده بود وی هر سال از هانسی بخدمت سلطان نظام الدین آمدی و تربیت یافتی نقلست که وقتی سلطان محمد تغلق قاضی کمال الدین صدر جهان را بخدمت شیخ قطب الدین منور فرستاده و فرمان چند مواضع با وی همراه کرد تا او را بدنیا بفریبد من بعد سلسله اینها بجنباند چنانچه عادت او در حق درویشان حق بود چون قاضی کمال الدین بخدمت وی رسید و آنچه از بادشاه آورده بود پیشکش نمود وی قبول نفرمود و گفت که پیران ما قبول کرده اند و نه ما قبول داریم این را باز پس برید که طالبان بسیار اند نقلست که وقتی سلطان محمد تغلق بطرف خطه هانسی رفته بود و در موضع هانسی که چهار کروه از هانسی است نزول کرد و نظام الدین عرف مخلص الملک را که شخصی درشت خوی سخت گو بود بدیدن نواح هانسی فرستاد و وی زیر حصار شهر میگشت چون نزدیک خانه شیخ قطب الدین رسید پرسید که اینخانه از آن کیست گفتند که در اینخانه شیخ قطب الدین منور خلیفه حضرت نظام الملت والدین سکونت میدارد او گفت که عجبی ست که بادشاه عصر باکوکبه و دولت در اینجا بیاید و خلیفه نظام الدین اولیا بدیدن او نیاید چون پیش سلطان رسید و ذکر آن پیش کرد سلطان حسن سر برهنه را که مردی عالیجاه بود بطلب شیخ قطب الدین فرستاد و گفت که شیخ را نزد من حاضر آر چون وی بدهلیز خانه شیخ رسید نور الدین پسر شیخ بیرون آمد و حسن سر برهنه را پیش شیخ برد و حسن پیغام سلطان بشیخ رسانید فرمود که در این طلب ما قدری اختیار بدست بنده هم است یانی حسن گفت نی بلکه مرا حکم سلطان است که طوعاً و کرهاً شما را پیش سلطان برم فرمود که الحمد لله باختیار خود نمیروم بعد از آن هر دو از خانه را بخدا سپرد و مصلای مبارک بر دوش انداخته پیاده روانشد هر چند حسن التماس کرد که اسپ برای سواری حاضر است سوار باید شد شیخ قبول نکرد

چون نزد شیخ جمال الدین و برهان الدین آب و بهه خود رسید از حسن پرسید اگر اجازت شد باشد بدیدار
مزارات بزرگان کنم گفت نیکو باشد پس پایان قبر پدر و جد خود رفت و باواز بلند گفت که من
از گنج ولایت شما باختیار خویش بیرون نمیروم و چند نفر بندگان خدا در گنج خانه برای ایشان
هیچ خرچی نگذاشته ام این بگفت و از روضه بیرون آمد فی الحال شخصی از غیب پیدا شد و مبلغی سیم
پیشکش کرده گفت که این برای خرچ وابستگان شما است فرمود که این بجا نه من برسان که خرچی
ندارند چون در لشکر بادشاه رسید سلطان از وی اغماض کرده پیش خود نطلبید و از آنجا بدهلی روان
شد و بدهلی رسید و شیخ را برای ملاقات پیش خود خواند و چون خبر رسید که اینوقت شیخ می آید نشسته
بود قبل از آمدن شیخ برخاست و کمان در دست گرفته به تیراندازی مشغول شد چون شیخ را دید
طاقت نیاورده و بتعظیم تمام پیش آمد و مصافحه کرد و شیخ دست سلطان محکم گرفت و آنچنان بادشاه
جبار که چندین مشایخ و علما را بزیر خنجر خونخوار خود آورده بود معتقد شیخ شده گفت که ما در دیار شما
رسیدیم لطف نفرمودید و بملاقات خود خورسند نکردید فرمود که درویش در گوشه فقیر خانه
نشسته بدعاگوی کافه اسلام مشغول است معذور باید داشت پس سلطان از حسن تقریر و
گفتگوی دلپذیر شیخ خورسند شده گفت که آنچه مقصود شیخ است همچنان کنند اگر مطلوبی دیگر هم لایق
خدمت من باشد بفرمایید شیخ گفت مطلوب همین است که از ینجا رخصت حاصل گردد تا بگنج خانه خود
روم پس سلطان شیخ را رخصت داد و شیخ فیروز و ضیاء برنی را با یک لک تنکه انعام پیش شیخ
فرستاد شیخ منور چون کیسه های تنکه را بدید گفت نعوذ بالله من ذلک درویش را صد
هزار تنکه چکار پیش سلطان واپس برند چون واپس شد سلطان پنجاه هزار تنکه از آن منها کرده
پنجاه هزار باز نزد شیخ ابلاغ نمود شیخ از گرفتن آنهم انکار نمود آخر بهزار رد و کد یکهزار تنکه قبول فرمود
و همانجا براه خدا بمستحقان رسانید **وفات** شیخ قطب الدین منور در سال هفتصد و شصت هجری بیست از

مولد چون جناب شیخ قطب الدین ولی	رفت از دنیا بفردوس برین	سال ترحیلش ندا شد از فلک	قطب دنیا آفتاب اهل دین
هم بخوان مهر منور قطب حق	سال وصل آن شه اهل یقین		

خواجه معین الدین خورد قدس سره

بزرگ شیخ حسام الدین سوخته است خرقه فقر و ارادت و خلافت از شیخ نصیر الدین چراغ دهلی
پوشیده و بکمال کرامت معروف و بریاضت مجاهده موصوف بود کار بجائی رسانیده

رسانیده بود که بلا توسط غیری از روحانیت خواجه بزرگ معین الحق والدین حسن سنجری استفاده
میکرد و برادر خوردش شیخ قیام الدین نام داشت که بغایت حسن صورت و شجاعت و هیبت و عظمت
بود و از هر دو بزرگوار اولاد بسیار ماند **وفات** شیخ معین الدین در سال هفتصد و شصت

و یک هست **از مولف**

معین الدین چو از دنیا سفر کرد
به پیش اهل جنت گشت منظور
بیا تخشش چو سر در گشت ماموا
دگر سال وصال او رقم کن
معین الدین متوکل رقم کرد
معین الدین کامل مطلع نور

شیخ علاء الدین نیلی قدس سره از اجل علمای
اوده بود درویشی ملا داشت و با وصاف تصوف نیز موصوف بود اگرچه خرقه خلافت و اجازت
تلقین از حضرت سلطان المشایخ پوشید لیکن تا بعدی هم دست بیعت نداد و مرید نگرفت و میفرمود که
اگر پیر روشن ضمیر من بر صدر حیات بودی من اجازت نامه واپس بخدمت وی رسانیدمی که از دست
من هیچ کاره اینکار عظیم بر روی کار نمی آید و کتاب فوائد الفواد که جمع کرده میر حسن علای سنجری از
ملفوظ سلطان المشایخ هست خط خود نوشته مدام نزد خود داشتی و شب و روز بمطالعه آن پرداختی
از وی پرسیدند که هزار ها کتاب از علوم تصوف و فقه و حدیث و تفسیر نزد شما موجود اند شما را به هیچ
یکی ازان رغبتی نیست سوای فوائد الفواد که تعویذ سینه و حرز جان شما هست جواب داد که تمام جهان
از کتب سلوک مملو هست الا ملفوظ روح افزای پیر دستگیر من چیزی دیگر است **وفات**
او در سال هفتصد و شصت و دو است **از مولف**

علاء الدین چو از دنیا سفر بست
بذات ایزدی شد محو مطلق
رقم شد بهر سال انتقالش
علاء الدین عارف مرد حق

شیخ سراج الدین چشتی قدس سره خلیفه اعظم و پسر بزرگ کمال الدین علامه هست از حد بزرگ صاحب کشف
و کرامت و عشق و محبت و شوق و ذوق بود در ستر کرامت و خوارق خود بسیار کوشیدی و پدر
بزرگوار بوقت رحلت خود وی را بخلوت نزد خود خواند و نعمتهای بزرگ بروی ایثار کرد و از آن روز
بهر که نظر انداختی مست محبت الهی میشد **وفات** آن جامع الکمالات در سال هفتصد و شصت
و دو هجریست و تاریخ یکم جمادی الاولی بود و قبر شریف وی بیران پتن احمدآباد هست **از مولف**

شیخ دنیا و دین سراج الدین
رفت چون از جهان بباغ جنان
سال آن شیخ ادب اهل خلوص
هم دگر مقبول کرامت خوان

شیخ جلال الدین محمود بانی پتی الکازرونی قدس سره صاحب کشف و کرامت و عشق و محبت مالک

بعلوم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت از عظمای خلفای شیخ شمس الدین ترک پانی پتی است
و در اصل نام نامی و اسم گرامی وی محمد بن محمود بوده از پیشگاه پیر روشن ضمیر مخاطب بخطاب جلال الدین شد
و نسب بزرگان آنحضرت بچند واسطه بحضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی الله تعالی عنه می پیوندد
و در عهد طفلی بجذبه محبت عشق دامنگیر احوال آن صاحب کمال بود و باخر عمر استغراق و بیهوشی
بدین غایت غالب آمد که چون وقت نماز در آمدی خادمان حق حق حق سه مرتبه در گوش حق نیوش
آواز دادندی تا بهوش آمدی و بادای نماز پرداختی و باز سر بمراقبه فرو بردی و شیخ جلال بوجد و
سماع اشتغال تمام داشت و دعای از جناب حق آگاهی رد نگردیدی و هرچه که از زبان مبارک فرمودی همان
شدی و خلفای کاملین وی جمله چهل تن بودند که از چهل تن سلاسل علیحده علیحده جاری شده بودند و
کتاب زاد الابرار که از عمده تصانیف اهل حقیقت است از تصانیف شیخ جلال الدین پانی پتی است
میگویند که شیخ جلال الدین دو بار بزیارت حرمین الشریفین مشرف شده بود و در مطبخ وی کم از یکهزار
کس صبح و شام طعام نمی خوردند و اگر گاهی از خادمان و مریدان آدمیان کم می بودند و یکهزار کس
بشمار نمی آمدند از بازار دیگر مردمان را طلب کرده یکهزار مهمان بر سفره نان تمام کرده می نشاندند شیخ
را ذوق شکار هم بسیار بود و چون از شکار تشریف بردی طعام هزار کس از غیب نمودار گشتی و صاحب
سیر الاقطاب میفرماید که وی سلسله باطنی شیخ جمال الدین هانسوی که بدعای شیخ علاء الدین علی احمد
صابر رضی الله عنه مسدود شده بود بدعای خویش اجرا فرمود که بتاثیر دعای وی شیخ برهان الدین
هانسوی و قطب الدین منور هانسوی و شیخ نور الدین نور هانسوی صاحب کرامات بلند و مقامات
ارجمند شدند اگرچه ارادت بخدمت سلسله نظامیه چشتیه داشتند **نقلست** که وقتی شیخ
جلال الدین در سفر بود اتفاقاً شبی در موضعی فرود آمد دید که ساکنان دیهه بقچه ها بسته اراده
فرار دارند از ایشان دریافت حال فرمود گفتند که امسال بسبب ژاله زدگی زراعت ما برباد رفت
و غله پیدا نشد حاکم از آفت ارضی و سماوی غرضی ندارد کل زر باج دیهه میطلبد چون طاقت
ادای آن نداریم اراده فرار داریم فرمود که اگر شما این قریه را بدست من بفروشید و به جلال آباد
موسوم سازید زر وافر بشما میدهم که بادای زر باج هم کفایت کند و آنچه باقی بماند به آن حیله
سکنای دیهه متمول شوند سکنا سے دیهه قبول کردند بسر گذشت که هر قدر آلات آهنی

در قریه شما باشند سر بسر هیچ گنید و همه خشک بکثرت حاضر آرید چون همه آلات و همه هیچ آمد آتش افروخت
و آلات آهنی را در آتش نهاد فرمود که علی الصباح این آلات را بیرون بینید و خود بوقت نصف
شب پوشیده از همه راه خویش گرفت سکنای دیه علی الصباح چون آلات خود برآوردند
دیدند که همه آلات آهنی زر خالص شده اند پس حال و اهی حاکم اوانمود و مقبول شد و آن
قریه را بجلال آباد موسوم کردند و ذکر این کرامت آنحضرت در سیر الاقطاب مذکور است
ونیز از سیر الاقطاب منقول است که وقتی شیخ جلال الدین بر لب دریا رسید دید که جوگی هندو
بر لب دریا چشم بربسته نشسته است چون چشم بکشاد گفت که ای شخص عمری آهی نزد من سنگ
پارس است و در دل گذرانیده بودم که هر کس که بوقت کشادن چشم پیش من آید با و خواهم داد
این سنگ پارس بگیر و بکار خود آر که بدولت لازوال رسیدی شیخ سنگ از جوگی بگرفت فی الفور
بدریا انداخت از وقوع این حرکت جوگی خشمناک شد و گفت که قدر این سنگ ندانستی
و بدریا انداختی حالا خیر در همین است که سنگ من بمن باز دهی شیخ جواب داد که چون تو سنگ
بمن بخشیدی پس من هر چه خواستم کردم ترا باینمعنی چه کار جوگی دست تاسف بمالید و بنالید
وی گفت که آه چرا این دولت عظمی را بدریا انداختی حالا دست از تو باز نخواهم داشت تا وقتیکه سنگ
من بمن حواله نکنی باستماع این سخن شیخ متبسم شد و گفت که بدریا برو و سنگ خود بیرون آر
زنهار اگر دیگر سنگ ها بجنبانی بر بینی طمع نکنی صرف سنگ خود بچنگ آورده بیرون آری جوگی قبول
نمود و بدریا در آمد دید که هزاران هزار سنگ پارس در دریا موجود اند از راه طمع بسنگ خویش یکباره
سنگ دیگر بگرفت و خواست که پنهان کند که شیخ بانگ بر وی زد و گفت که ای سنگدل عهد
خود فراموش کردی جوگی شرمنده شد و از دریا برآمد و هر دو سنگ پیش شیخ نهاد و سر در پای
شیخ آورده زبان بتصدیق اسلام بکشاد و مرید شد و بکمالات کامل رسید و نیز در سیر الاقطاب
میفرماید که شخصی احمد قلندر نام خراسانی و جوانی مرشد کامل از ترکستان بهندوستان آمد و در
الکهی جنگل قیام ورزید و مشائخ پانی پت را بدعوت طلب کرد و اکثر مشائخ با شیخ جلال الدین در آنجا
تشریف آوردند چون خوان طعام حاضر آمد سر پوش از طبق برداشتند همه طعام نامشروع بود
که خوردن آن بشرع محمدی حرام بود چون کله های هر یک گوشت تمام و کمال پخته بر سر خوانها

نهاده بودند مشایخ رانسایت مکروه گذشت بملاحظه اجلال حضرت شیخ جلال الدین بدیده مشایخ مخالفت شده فرمود که جای کراهت چیست از خدا بخواهید که این طعام حرام از سفره شما دور شود پس بمجرد فرمودن هر حیوانی که گوشت آن پخته بودند زنده شده راه خویش گرفت احمد قلندر چون این کرامت بدید سر در پا آورد و عرض کرد که این عمل از بنده محض بنظر امتحان کمال مشایخ ذی کمال بوقوع آمد حالا که شیخ کامل یافتم امیدوارم که مرا بشرف ارادت مشرف سازند پس مرید شد و بکمالات ظاهری و باطنی رسید نقلست که روزی شیخ جلال الدین در راه پیر زالی ضعیف احوالی سبوچه آب بر سر برداشته باراده گرفتن آب میرفت پرسید که ای مادر هیچکس دیگر نداری که برای تو آب از جا بیارد گفت محض بیکس هستم پس شیخ سبوچه از وی بگرفت و بدست خود پر کرده بدوش خود برداشت و بخانه وی رسانید و فرمود که حالا باذن الله تعالی این سبوچه آب تا دم حیات تو ختم نخواهد شد چنانچه همچنان بوقوع آمد که تا دم حیات پیر زال آب از سبوچه کم نگشت هر قدر که او خرج میکرد همچنان پر می یافت نقلست که در عهد سلطان فیروز الدین مخدوم جهانیان جهان گشت از مقام اوچ در دهلی تشریف آورده بغایت بیمار شد و بحالت نزع رسید پس شیخ جلال الدین پانی پتی را بالهام غیبی اشاره رفت که در دهلی رود و ده سال از عمر خود بمخدوم جهانیان بدهد پس شیخ بزور کرامت در یک ساعت بدهلی رفت و بر بالین مخدوم رسیده السلام علیک گفت مخدوم چشم باز کشاد و جواب گفت فرمود که برخیز و وضو کن چون وضو تمام شد گفت که هر دو دست پیش کن مخدوم هر دو دست پیش کرد فرمود که ده سال از عمر خود بتو دادم گفت قبول کردم این بگفت و از آنجا مراجعت کرد و بطرفة العین بپانی پت رسید و مخدوم شفا یافت باستماع خبر شفای مخدوم سلطان فیروز الدین بدیدن مخدوم آمد و دریافت حال کرد گفت که شیخ جلال الدین پانی پتی ده سال از عمر خود بمن عطا کرد ورنه از عمر من هیچ باقی نبود پس سلطان را اشتیاق قدمبوسی شیخ دامنگیر حال شد و از دهلی به پانی پت آمده مشرف بشرف زیارت گردید و مخفی مباد که شیخ جلال الدین را پنج فرزند دلبند بودند اول خواجه عبد القادر دوم خواجه ابراهیم سوم خواجه شبلی چهارم خواجه کریم الدین پنجم خواجه عبد الاحد که هر پنج چون پنج گنج ولایت در پانی پت آسوده اند و اگرچه خلفای آنحضرت از چهل کس زائد اند لیکن سلسله عالیه وی از شیخ احمد عبد الحق

زیاده تر جاری گردید **وفات** شیخ جلال الدین پانی پتی بقول صاحب سیر الاقطاب وغیره بتاریخ سیزدهم ماه ربیع الاول سال هفتصد و شصت و پنج هجری بیست مزار پر انوار در پانی پت واقع شد **از مولف**

چون جلال الدین جهان سفر ورزید	یار حق بود وصل شد بایار	زاهد پاک اشرف الاقطاب ۶۶۵	هست تاریخ آن شه ابرار
بنده مقتدا جلال الدین ۶۶۵	سال ترحیل وی بگفت بکرار	گشت هم پیر والی ارشاد ۶۶۵	ارتحالش رقم نمیر درزار
ایضاً چون جلال الدین بفضل ایزدی	یافت با وصل خداوند وصال	بحر عرفانی جلال بی نیاز	هست وصل آن شه اهل کمال
گشت کامل پیر عالیشان عیان ۶۶۵	پیر مفتاح جلال حق جلال ۶۶۵	ایضاً جلال الدین جهان بحق پیوست	بترحیل آن شیخ اهل کمال
رقم ساکن خلد شد از قلم ۶۶۵	دوباره خداوند اهل جلال ۶۶۵		

شیخ حمید قلندر قدس سره از مریدان

پاک اعتقاد سلطان المشایخ نظام الدین است و در اوائل عمر همراه پدر خویش بخدمت حضرت نظام الملت والدین رفت و بارادت هم مشرف شد چون شیخ برحمت حق پیوست وی از خلفای شیخ فائده عظیم بردا شت چنانچه اول بصحبت مولانا برهان الدین غریب و بعد از آن بصحبت شیخ نصیر الدین چراغ دهلی فائز گشت من بعد بخدمت دیگر خلفای هم صحبت می بود و از ملفوظ شیخ نصیر الدین کتابی جمع آورده به بحر المجالس موسوم ساخت چنانچه ابتدای آن تالیف سال هفتصد و پنجاه و پنج و اتمام آن هفتصد و شصت است که بعد فوت شیخ نصیر الدین تمام رسید و وی شاعری بدل بود و شیوهٔ قلندری هم پیدا شت اما سبب شهرت او باسم قلندر اینست که روزی مولانا حمید بعمر خورد سالی بخدمت سلطان المشایخ همراه پدر خود حاضر بود بعد افطار چون خوان طعام حاضر آمد حضرت شیخ یک قرص نان بشکست نیمی پیش خود نهاد و نیمی بحمید عطا فرمود مولانا حمید آنرا در آستین خود کرد و پیش از پدر بیرون آمد اتفاقاً چند قلندران بر در خانقاه حاضر بودند بحمید گفتند که ای شیخزاده چیزی بده که افطار کنیم گفت من چیزی ندارم گفتند که نیمه قرص در آستین خود پنهان میداری ما یان را بده قلندران چون کشف کردند حمید حیران شد و نیمه قرص حوالهٔ ایشان نمود قلندران باهم تقسیم کرده بخوردند درین اثنا پدر حمید بیرون آمد و بحمید گفت که آن نیمه را چه کردی گفت که درویشان را دادم پدرش بغایت افسوس کرد و گفت چرا دادی آن نعمتی بود که تا هفت پشت بکار ما می آمد پس باز وی حمید بگرفت و بخدمت شیخ برده اظهار حال ساخت شیخ متبسم شد و فرمود که حق درویشان بدرویشان رسید و به پدر وی که مولانا تاج الدین نام داشت ارشاد کرد که فاطر جمع دار که این پسر تو

قلندر عالی گوهر خواهد شد پس از آن وز مولانا حمید بخطاب قلندری مخاطب گشت **وفات** شیخ حمید در سال هفتصد و شصت و هشت هجری است **از مولف**

چون حمید از لطف و فضال خدا			
رفت از دنیا در جنت سعید	شاه عالیشان بگو سالش ز حق	هم بخوان اش سرور شه عرفان سعید	

سید محمد بن سید مبارک بن سید محمد کرمانی قدس سره از مریدان سلطان المشایخ و اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود است در خورد سالی بیعت سلطان المشایخ مشرف شده و تربیت و تکمیل از شیخ نصیر الدین یافت و ویرا بار دها نیست سلطان المشایخ هم رابطه اویسیه بود که بارها در خواب و بیداری انوار شیخ مستفید شده و بتجدید بیعت مشرف گشت و پدر وجد بزرگوار وی نیز از مقربان و مصاحبان شیخ بودند و وی جامع کتاب سیر الاولیا است و آن کتابی هست جامع احوال بزرگان اهل چشت نیک سرشت و درین خاندان دو کتاب بنام سیر الاولیا معروف و مشهور است یکی تالیف بدر الدین اسحاق که از ملفوظات خواجه فرید الحق والدین جمع آورده است دوم سیر الاولیا تالیف سید محمد بن مبارک کرمانی رحمة الله علیه **وفات** سید محمد بقول خزینه چشتیه در سال هفتصد و هفتاد هجری در عهد سلطنت فیروز شاه تغلق است **از مولف**

حق بگشود بروی جنتی باب	محمد بن مبارک میر عالم	
محمد بن مبارک میر الطاف	دگر سرور بنا بخشش را هم	بخوان تحریر کن بشمار دریاب	عجب سال وصالش خیر پایاب

شیخ یوسف چشتی رحمة الله علیه از مریدان پاک اعتقاد و خلفای نیک نهاد شیخ محمود چراغ دهلی است بزرگی بود عالم بعلم ربانی و فقه و حدیث و تفسیر و او را کتابی است موسوم بتحفة النصایح که بسیاری از احکام شرع و فرائض و سنن و آداب در آن کتاب درج فرموده است و در نظم بغایت مطبوع افتاده چنانچه هر یک بیت آن برای جمله ختم میشود و در آخر کتاب گوید بیت پیر روشن ضمیر خود میفرماید شعر شیخ معظم پیر ما محمود آن صاحبقران ٭ چون او نباشد بیگمان هم محتشم هم مستند عالم بعالم مثل او هرگز ندیده مردمی ٭ اندر کرامت مثل او خیر دیگا در قمر ٭ او بود شیخ مقتدا از وی جهانی منشد گشته شاه عمی دیده ها چون رفت آن اهل نظر ٭ گوید همی یوسف گدا در وعظ سخنی چند را ٭ از بهر خلفت خویش بود الفتح آن نور البصر ٭ **وفات** شیخ یوسف در سال هفتصد و هفتاد و چهار است **از مولف**

یوسف دین احمدی یوسف	کرد چون از جهان بخلد مکان	رحلتش یوسف حقیقت گو	یوسف حسن تاج بان و آن

سید تاج الدین شیر سوار قدس سره از خلفای بمدار و مریدان با وفای شیخ قطب الدین منور

انسوی است مدام در زهد و ریاضت و محنت شاقه بسر بردی آخر کارش بجای رسید که وحوش
و طیور و دام و دد دام او شدند چون در بیابان بخواست که بزیارت حضرت پیر روشن ضمیر خود بهانسی
رود بر شیر دلیر سوار شدی و مار خونخوار بجای تازیانه بدست گرفتی و متوجه سمت شهر شدی
چون نزدیک شهر رسیدی مار و شیر را بیرون شهر گذاشته بخدمت پیر آمدی روزی در
حالت بیخودی همچنان بحالت سواری شیر دلیر رو بروی پیر آمد پیر در آنوقت بالای دیواری
نشسته بود چون تاج الدین را بسواری شیر دید فرمود که ای تاج الدین رام کردن شیران
وغیره حیوانات که ذی جان اند کاری ندارد هر دان خدا اگر بدیواری که از خشت و سنگ باشد
حکم فرمایند که روان شود فی الحال به رفتار در آید هنوز این سخن از زبان گوهر فشان شیخ قطب الدین
تمام نشده بود که دیوار به رفتار در آمد شیخ بر دیوار پای زد و فرمود که این سخن که در باب رفتار دیوار
بر زبان آوردم تمثیلاً گفته ام ترا نه گفته ام که به رفتار در آئی تو همین جا که جای تست ساکن باش
و شیخ تاج الدین را پسری بود که او را شیخن ابدال گفتندی نهایت بزرگ و تارک الدنیا و زاهد
و عابد بود و بر در خانه او سنگی افتاده بود که هنوز هم آن سنگ بیرون دهلی در خانه موجود است
و بالای آن سنگ کاسه چوبین نهاده می بود آیندگان و روندگان حتی التوفیق خود ها نقد یا جنس
در آن کاسه می انداختند وقت شام شیخن ابدال آن همه چیز موجوده کاسه را خود میگرفت و بقدر
ما یحتاج خود می آورد و معمول آن کاسه این بود که اگر غله گران بودی فتوح بیشتر آمدی و اگر ارزان
بودی کمتر رسیدی **وفات** شیخ تاج الدین در سال هفتصد و هشتاد و چار است از مولف

شیخ تاج الدین شه عالم که در اوصاف او	تاج دین اعزاز دنیا شیخ حق بین گفته اند	گر چو رحلت بجنت خلق تاریخ وصال
تاج فقر و نیز تاج شاهی دین گفته اند	و بموجب قول صاحب اخبار الاخیار مزار پر انوار سید تاج الدین در	

نارنول است **شیخ عبد المقتدر قدس سره** از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است
دانشمندی عالم و عامل و درویشی صاحب باطن و کامل بغایت فصیح و بلیغ بود پدرش قاضی رکن الدین
الشریحی الکندی نیز از علمای عالم و فضلای عامل بود و در اوائل از منکران درویشان بود و برای
بحث مسائل شرعی اکثر اوقات بخدمت حضرت چراغ دهلی میرفت مدتی در بحث و انکار بماند
... باطن معتقد بن گردانید و در کتاب مناقب الصدیقین

که از تالیفات اوست مناقب حضرت شیخ بسیار صحیح فرموده است و قاضی شهاب الدین که از اجل
علمای متقدمین است از شاگردان وی است **نقلست** که روزی قاضی شهاب الدین از جای
زری نقد یافت و با خود گفت که این زر را بجای که مخفی باشد از چشم مردمان پوشیده کنم در
همین خیال بخدمت شیخ عبد المقتدر رسید بمجرد آنکه نظر شیخ بر قاضی بیفتاد گفت که قاضی شما
در خیال دفن کردن زر اید بار علم کجا خواهند برداشت **وفات** شیخ بتاریخ بست و ششم محرم سن
هفتصد و نود و یک هجری است و مرقد منورش متصل قبر والدش در حریم مزار خواجه قطب الدین
بختیار اوشی در خانقاه شیخ عبد الصمد چون پوری است **از مولف** چون باکرام خداوندی فضل لایزال
رفت از دار الفنا در خلد عالی مقتدر صاحب مخدوم شد سال وصالش عقل گفت اولی مقتدر فرمود ولی مقتدر ۷۹۱
و صاحب معارج الولایت در باب وفات شیخ قاضی عبد المقتدر دو قول تحریر فرموده یکی
آنکه شیخ ممدوح بتاریخ بست و ششم محرم سال هفتصد و نود و یک بطوریکه مذکور شد دوم آنکه بست
و ششم ماه مذکور در سال هفتصد و هشتاد و نه وفات یافت **از مولف** شیخ عبد المقتدر شیخ زمان
شد چو از دنیا بگلزار بهشت گشت آخر سال وصل آن عیان از خرد مرور محب اهل بهشت

شیخ علاء الدین

علاء الحق بن اسعد لاهوری بنگالی **قدس سره** از خلفای عظیم الشان شیخ سراج الدین
اخی عثمان است و در اوایل حال از اغنیا و اکابر و علمای وقت بود بعد از آن بسلک مریدان
سلسله نظامیه منسلک شده بدرجات اعلی رسید **و صاحب** اخبار الاخیار میفرماید
که چون شیخ سراج الدین اخی بعد عطای خرقه خلافت از پیشگاه سلطان المشایخ بجانب
وطن خود شرف ترخیص یافت بخدمت شیخ التماس کرد که در آنجا شیخ علاء الدین مردی است
دانشمند و عالیجاه مارا با وی تاب مقاومت و طاقت مکالمه نیست فرمود که غم مخور او مرید تو خواهد
شد پس همچنان بوقوع آمد که شیخ فرموده بود **و صاحب** معارج الولایت میفرماید که
شیخ علاء الدین از قریشیان صحیح النسب هاشمی است و نسب شریف وی بحضرت خالد بن ولید
رضی الله عنه منتهی میشود و گویند که وی پیش تشریف بری شیخ اخی سراج الدین در وطن از غایت
تکبر و غرور دولت و احتشام گنج نبات خود را ملقب ساخته بود و چون این سخن بسلطان نظام الدین
اولیا رسید در غضب شد که پیر من گنج شکر است او خود را گنج نبات ملقب ساخته است

پس از گنج شکر هم خود را بدرجهٔ اعلی شمارسکند الهی زبانش گنگ گردان بمجرد این سخن زبانش
گنگ شد بعد از آن چون بارادت شیخ سراج الدین عثمان مشرف گشت زبانش
بگشاد و از غایت زهد و ریاضت بدین رتبهٔ اعلی رسید که میر سید اشرف جهانگیر سمنانی
بعد ترک سلطنت ظاهری برهنمونی خضر علیه السلام بخدمت وی حاضر شد و بسن تکمیل وی
بتکمیل رسید و فرزند صاحب سجادهٔ وی شیخ نور الدین قطب العالم متوجه وی قطب عالم شد
و شیخ نصیر الدین مانک پوری که صاحب مقامات عالی و درجات متعالی ست از مریدان وی گشت
و حقتعالی او را بمقام ابدال رسانید و از اخبار الاخیار منقولست که چون شیخ علاء الدین بخدمت
شیخ سراج الدین اخی مستفید گشت از جمله مال و دولت و جاه و حشم تارک شده کمر همت بخدمت پیر خود بر
بست و چون شیخ سراج الدین اکثر اوقات بسفر بودی طعام پخته همراه وی میکردند و خدام دیگ طعام
گرم گرم بر سر شیخ علاء الدین می نهادند ازین سبب موی سر وی رفته بودند و چون اکثر اوقات
اتفاق گذر شیخ اخی از پیش خانه برادران و خویشان علاء الدین که امیر کبیر و رؤسای با توقیر بودند بوقوع
آمدی وی پا برهنه همراه سواری شیخ بودی و از دیدن برادران خود هیچ تغیری و تاثیری در دل
علاء الدین راه نمی یافت و منقول است که روزی چند کس قلندران در خانقاه عالیجاه
شیخ علاء الدین فرود آمدند و گربه همراه داشتند آن گربه از نزد ایشان گم شد و بجای برفت قلندران
پیش وی آمدند و گفتند که گربهٔ ما از خانقاه تو گم گشته است پیدا کرده بده فرمود از کجا پیدا کنیم
شخصی از ایشان گفت که از شاخ آهو پیدا کن ما چه دانیم که از کجا پیدا کنی فرمود که تو سزای خود
از شاخ آهو خواهی یافت دیگری از ایشان زبان به بدگوئی دراز کرد و گفت که اگر تو ندهی ما
گربهٔ خود از کجا یابیم آیا از خصیه های خود بگیریم فرمود که بهتر است تو از خصیه خود خواهی یافت
چون قلندران از خانقاه برآمدند قلندری که ذکر شاخ کرده بود گاوی بیامد و او را از شاخ خود
هلاک ساخت و دیگری که نام خصیه بر زبان آورده بود و هر دو خصیه های او چنان آماسیدند
که بهمان مرض هلاک شد و هر دو سزای بی ادبی که کرده بودند یافتند و نقلست که شیخ
علاء الحق و الدین خرج بسیار داشت که هزارها کس از خدام خاص و عام و مساکین و مسافرین
در خانقاه والاجاه وی طعام خوردندی و هر حاجتمندی که آمدی محروم نرفتی چون این خبر بپادشاه وقت رسید

رفیک بود گفت که تمام خزانه من پیش شیخ علاء الدین ذره هم نیست پس چنین کسی را که
بدین قدر اسراف دارد در شهر داشتن مصلحت نیست حکم کرد که شیخ از شهر برآمده در سنارگانون
سکونت پذیر گردد از این سبب شیخ از شهر برآمد و تا دو سال در سنارگانون بماند و خادم را فرمود
که خرج روزمره ما چندانکه هست نصف آن کم کن که فقر در چشم حاسدان فقر ابتر است و ظاهر است شیخ هیچ
وجه دخلی نداشت صرف دو باغ از میراث بزرگان در فیض شیخ بودند که حاصل آنها هشت هزار تنگه
نقره بود آخر آنهم بسائلی بخشید و همه صرف او که می بود از خزانه غیب بود **وفات** آن سیع الکرامات
بقول صاحب اخبار و معارج الولایت و شجره چشتیه وغیره بتاریخ غره ماه رجب سال هشتصد هجری است

وهذا تاریخ انوار در سنه ۸۰۰ از مولف	بفردوس معلی شد علاء الدین ز عالم	زر دیش زینت تازه گلزار جنان آمد
ولی رهبر علاء الحق والدین تاریخش	ذگر والی علاء و حق و الملت عیان آمد	بی حسابش معلی متقی رشد دل گفتم
ز مهر متقی سال شیخ عیان هم بیکبارگی	ایضاً پیر و نیاد دین علاء الدین	شد ز روی زمین بجلد برین
گفت سرور لیسال رحلت او	طالب و متقی علاء والدین ؛	**مخدوم حسام الدین**

فتحپوری قدس سره الاکمل خلفای شیخ قاضی عبدالمقتدر است با صفات عرفانی موصوف
و بکشف و کرامت معروف و صاحب معارج الولایت میفرماید که شیخ حسام الدین از اولیای نامدار
و مشایخ با وقار است و خلقی کثیر را بتوجه خویش بخدا رسانیده و شیخ بدهن چشتی که از اکمل
خلفای وی است از خورد سالی در سایهٔ عاطفت وی پرورش یافته بکمالات ظاهری و باطنی رسید
و گویند که چون شیخ بدهن بعمر شش ساله رسید پدر بزرگوارش وی را بخدمت شیخ حسام الدین آورد
و عرض کرد که چندان پسرانم قبل از این بعالم طفولیت ضایع شده اند حالا میخواهم که این پسر
بدعای شما از عمر طبعی برخوردار باشد فرمود که ان شاء الله تعالی پیر کبیر خواهد شد باز عرض کرد که اگر
قدری علم هم نصیب این برخوردار گردد بهتر است فرمود که عالم متبحر گردد ان شاء الله تعالی باز عرض نمود
چه دولت است که علم بی معرفت قدری ندارد فرمود که بعنایت ربانی هم عارف و هم عمر دراز خواهد شد
و پس حسب فرمودهٔ شیخ بوقوع آمد که شیخ بدهن بهمه اوصاف موصوف بود **وفات** شیخ
حسام الدین بقول صاحب معارج الولایت در سال هشتصد هجری است از مولف

شد بجنت چو زجهان فنا	شیخ دین حق حسام الدین	گفت سرور لیسال رحلت او	شاه سرور ولی حسام الدین

نیز دان علمی صحبت بحق	آن ولی متقی حسام الدین قاضی سماوی چشتی قدس سره از فضلای

نامدار و علمای کامگار و خلفای با وقار شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است بغایت بزرگ و متقی و متورع بود و بسیاری خلق بتوجه و وجود وی بخدا رسید چنانچه خواجه اختیار الدین عمر ایرجی از خلفای کاملین وی است و وفات آن جامع الکمالات حسب قول صاحب شجره چشتی و دیگر کتب اهل رتب در سال هشتصد و یک هجری است و صاحب معارج الولایت سال وفات وی هفتصد و هشتاد و شش تحریر فرموده اما قول اول مقرون بصدق است که جمله اهل اخبار بر آن متفق اند

قاضی سماوی که فضلش بد در عالم تمام	شد چو از دار الفنا آن شیخ والا قدر	کن بیان مشفق خالق سال وصل دگر
سالک مخدوم و هم مجدد عالی کرام	شیخ سعد الله کیسه دار بن شیخ متوکل قدس سره	

از کبرای خلفای و عظمای اصحاب شیخ نصیر الدین چراغ دهلی است و سوای از آن پدر بزرگوار خود نیز خلافت داشت بغایت بزرگ و متقی بود صاحب معارج الولایت میفرماید که شیخ سعد الله را حضرت خضر علیه السلام کیسه عطا کرده بود که مدام پر از درهم و دینار میماند و شیخ آنچه میخواست از آن کیسه برآورده صرف میکرد و آن کیسه هرگز خالی نمیشد ازین سبب شیخ سعد الله کیسه دار اشتهار داشت و وی خرقه خلافت از پیر سید اشرف جهانگیر سمنانی نیز پوشیده بود وفات وی بقول صاحب معارج الولایت در سال هشتصد و شش هجری است

شیخ سعد الله کیسه دار پیر	شد چو از دنیای دون اندر جنان	ناصر دین کاشف آمد رحلتش
هم عیان گردید تاریخ عارفان	نیز سال ارتحال آن جناب	چشمه انوار سعد الله بخوان

پیر سید اشرف جهانگیر سمنانی قدس الله سره السامی از عظمای اولیای کبار اتقیای خطه هندوستان است مرید و خلیفه شیخ علاء الدین علاء الحق بنگالی و فیض یافته پیران چهار خانواده فقر است زیرا که جمیع مشایخ وقت را دریافته از هر یک پیر دستگیر نعمت وافر و فیض تام یافته بود و پدر عالی قدر وی سلطان ابراهیم پادشاه سمنان بود چون او وفات کرد وی بر تخت سلطنت اجلاس نمود و چند سال بحکومت ظاهری پرداخته تارک گشت و بفقرا پیوست صاحب معارج الولایت از لطائف اشرفی تحریر میفرماید که سید اشرف جهانگیر ولی مادرزاد بود در عمر هفت سالگی قرآن مجید را با هفت قرائت حفظ کرد و در چهارده سالگی

از تحصیل علوم عقلی و نقلی فراغت یافت همان سال والد ماجدش فوت گردید اگرچه طبع مبارکش
بسلطنت راغب نبود لیکن امرا و وزرای سلطنت طوعاً و کرهاً او را بر تخت سلطنت سمنان نشانیدند
وی بعد از فراغ امور سلطنت با شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی و دیگر مشایخ عظام صحبت ها
میداشت روزی حضرت خضر علیه السلام پیش وی تشریف آورده فرمود که اگرچه ترا از امور سلطنت
فراغ حاصل نیست لیکن بر سبیل اجمال ملاحظه معانی نقش اسم الله بی توسط زبان در دل صنوبری
میکرده باش و واقف انفاس می باید بود وی حسب الحکم بدین شغل اشتغال نمود فائده عظیم ظاهر شد
بعد از آن حضرت خواجه اویس قرنی قدس الله سره العزیز در خواب تشریف آورده او را از اذکار
اویسیه مشرف گردانید و وی تا هفت سال بدان اذکار و اشغال مشغول ماند تا آنکه شبی از
شبهای ماه رمضان که شب بست و هفتم بود وی احیای شب نموده بذکر مشغول بود که خضر
علیه السلام باز تشریف آورد و فرمود که ع هم خدا خواهی و هم دنیای دون :: این خیال است
و محال است و جنون :: ای پسر طلب خدا با معاملات دنیا جمع نمیشود اگر طلب محبوب مطلوب
است از کار سلطنت دست بردار و بزودترین اوقات در هندوستان بخدمت شیخ علاء الدین بنگالی
حاضر شو که او ترا بخدا رساند حضرت میر بحکم ارشاد خضر تارک الدنیا و سلطنت شده و امور سلطنت
حواله سلطان محمود نموده برای حصول تشخیص بخدمت بی بی خدیجه بیگم والده ماجده خود رفت و
اجازت سفر هندوستان خواست والده اش فرمود که ای فرزند سعادتمند پیش از آنکه تو از عدم
بوجود آئی روحانیت خواجه احمد یسوی قدس سره بمن اشارت کرده بود که ترا فرزندی شود که
تمام آفاق از نور ولایت او منور گردد الحمد لله که آن وقت رسید مبارک است من حق
خود بتو بخشیدم و ترا از حق خود بر آورده بحق سپردم پس حضرت میر جهانگیر بعمر بست و سه سالگی از سمنان
بطلب حق بر آمد و از آنجا اول بخطه اوچ بخدمت مخدوم سید جلال الدین جهانیان جهان گشت
مشرف گشت و نعمت بیعت حاصل کرده بعد در دهلی آمده بزیارت مزارات خواجگان چشت
اهل بهشت مشرف گردید و از آنجا راهی سمت شهر مسکن شیخ علاء الدین علاء الحق بنگالی شد
چون شیخ علاء الدین بنور باطن و اطلاع خضر علیه السلام از آمدنش مطلع گردید با جمیع اصحاب
باستقبالش بر آمد چون دریافت از راه کمال مهربانی بر پالکی خود سوار نموده بخانقاه رسیده

همانروز بشرف بیعت مشرف ساخت و بلباس خویش ملبّس کرد و در چند مدت بتکمیل رسانیده و بلقب جهانگیر ملقب ساخته بعد عطای خرقهٔ خلافت بدیار جونپور رخصت فرمود بوقت رخصت حضرت میر بخدمت پیر روشن ضمیر عرض کرد که در دیار جونپور شیری هست سبب مرا با وی چگونه تاب مقاومت باشد و از آن شیر مراد شیخ حاجی چراغ هند سهروردی خلیفه شیخ رکن الدین ابو الفتح نبیرهٔ شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی بود شیخ بجواب فرمود که ترا هم شیر بچه بهم رسد که کار آن شیر باتمام رساند فتح اول تو در ظفرآباد هست پس حضرت میر حسب الحکم پیر روانه سمت جونپور شد و اول در قصبه محمدپور رسید جماعتی از علما و فضلا برای ملاقات حاضر شدند در عین سخن رانی سخن در مدح هر چهار خلفای راشدین رضی الله تعالی عنهم اجمعین افتاد چون حضرت میر رساله دلپذیر در مناقب خلفای راشدین تصنیف کرده بود در روبروی ایشان بخواند چون در آن رساله تعریف و توصیف حضرت علی المرتضی کرم الله وجهه از صحابهٔ ثلاثه اندکی زیاده بود ازین سبب علما در بحث در آمدند و حضرت میر را برفض منسوب کردند هر چند جناب میر تقاریر دلپذیر ایشان را قائل ساخت فائده نداشت روز دیگر علما باهم اجتماع کثیر نموده و محضرنامه بهوای خود ها نوشته خواستند که بروز جمعه بعد از نماز در مجمع عام از تیغ بیتیغ میر رسانند و منجمله ایشان شخصی سید خان نامی مردی عالم متبحر و فاضل اکبر و سر حلقهٔ علمای شهر بود او بشب جمعه حضرت رسالت علیه الصلوٰة والتحیت را در خواب دید که میفرماید که سید اشرف از جگر گوشه های ماست و وی آنچنان نیست که شما نسبت او الفاظ غیر واقع میگوئید و قوت منافات او بمانزد وی شما نیست پس اگر خیریت مطلوب است تائب شوید و بمعذرت بیش وی خود را حاضر کنید چون این واقع بوقوع آمد سید خان علی الصباح بخدمت آن شاهنشاه حاضر شده سر و قدم آورد و عرض کرد که جواب استفتار علما من خوابهم داد شما از انجواب تشویش مبادا بیست غرض بعد نماز جمعه در مجمع عام همه علمای عظام کاغذ استفتا برآورده پیش آنحضرت انداختند و درباب فضیلت صحاب ثلاثه که بر علی المرتضی هست سوال کردند هنوز آنجناب زبان حق ترجمان بجواب نکشاده بود که سید خان مخاطب بعلما شده گفت که اعتراض شما بر میر اشرف بسبب مناقب و مدح علی هست که اندکی از خلفای ثلاثه زیاده بوقوع آمده است گفتند آری گفت این اعتراض بر شخصی هست که سید نباشد نه که بر سید چرا که اگر کسی مادر و پدر خود را العلوم اتیب لستاید

باک نیست علما گفته‌اند که ما را درین باب قول مجتهدی می باید که از کتاب معتبر مستند باشد سید خان از
جامع علوم نقل کرد که اَلنّاسُ اَبْنَاءُ الدُّنْيَا لَا يُلَامُ الرَّجُلُ عَلَى حُبِّ اُمِّهِ وتوجیههما بجهر دستماع این روایت
معاندان دم در کشیدند و منفعل گشتند که باز بجواب رد جواب آن جواب پرداختند حضرت میر چون
در مجمع عام ظفر یاب شد بر مخالفان تنها کرده و سید قانع کری اولاد محض بود بچهار پسر عالم و عامل و
فاضل و کامل بشارت داد آخر چنان بوقوع آمد و در حق معاندان و منافقان نفس بد راند
که همگی ببلا مبتلا شدند سید بر واند از ین سوخت که با شمع در افتاد با سوختگان هر که در افتاد بر افتاد
و نیز در مدرج معارج الولایت هست که چون حضرت میر در ظفر آباد تشریف برد روزی مسخره های
چند که بزبان هندی ایشان را بهاند میگویند باشارهٔ بعضی حاسدان شخصی زنده را کفن کرده
بر چار پالکی بطور مردگان انداخته جنازه اش برداشتند و از پیش مسکن حضرت میر گذرانیده بآنجا
متقاضی شدند که خود امام شده بهراهی خدام عالیمقام خود نماز جنازه اش بخوانند و مقصود آن مسخره ها آن بود
که چون حضرت میر تکبیر نماز بگوید مرده مذکور از چار پالکی برخاسته پیش آنحضرت آید و سلام کرده بگوید که یا حضرت
در کرامت شما شکی نیست که من مرده را زنده کرده آمدید از وقوع این حال آنجناب را انفعال و خجالت
رو خواهد نمود و موجب رسوائی و خواری خواهد بود حضرت میر که بنور باطن از ینحال بخوبی آگاه بود چشم
از نکار سید و تغافل نمودند آخر برخاسته خدام را نیز همراه خود گرفته بر سر جنازه تشریف
آوردند و خود امام شده تکبیر نماز گفتند چون تکبیر حضرت میر باتمام رسید روح آن شریر قبض کرده چون آن مرد
جعلی برنخاست مسخره ها بر بالینش آمدند و دیدند که مرده جعلی بحقیقت مرده است فریاد و فغان بر داشتند و هر چند
که بعد از آن توبه پیش آمدند سود نبود چون این کرامت عظیم بوقوع آمد طالبان حق از دور و نزدیک
بخدمت آنحضرت چون مور و ملخ گرد آمدند شیخ حاجی چراغ هند که صاحب ولایت آنجا بود و از این
ازدحام و قبول آنجناب خوش نیامد لیکن طاقت هم نداشت که دست باز دارد آن محبوب پروردگار کشاید
درین اثنا شخصی شیخ کبیر سهروردی که از امرای نامداران شهر بود بعد تحصیل علوم ظاهری میخواست
که جای مرید شود و کسب کمالات باطنی نماید شبی در خواب دید که شخصی سرخرو با جمال او را
مرید خود نموده است او در دل خود اندیشید که صاحب ولایت اینجا شیخ حاجی است بخدمت او
بروم چون بخدمت وی رسید صورت شیخ حاجی را با صورتی که در خواب دیده بود هم صورت نیافت چند

بخدمت وی ماند لیکن بیعت نکرد من بعد بخدمت حضرت میر اشرف جهانگیر حاضر آمده بشناخت
که این همان صورت مبارک است که او سبحانه تعالی مرا در خواب به بیعت او مشرف ساخته بود فی الحال
سر در قدم آورد و مرید شد و آنجناب با صحاب و احباب خویش خطاب کرد که شیخ کبیر همان شیر بچه است که شیخ
علاء الدین پیر روشن ضمیر من بارادت وی مطلع فرموده بود چون خبر مرید شدن شیخ کبیر بخدمت
میر سجاجی رسید در غضب آمد و از غایت جلال فرمود که شیخ کبیر جوان بمیرد باستماع این خبر
شیخ میر به شیخ کبیر فرمود که غم مخور که پیر کبیر خواهی شد و بحالت پیری خواهی مرد و لیکن هرچه در حق
شیخ حاجی نفس خواهی راند همان ظهور بوقوع خواهد آمد شیخ کبیر بر زبان راند که اول شیخ حاجی بمیرد بعد
از آن شیخ کبیر پس از ارشاد هر دو ولی الله ظهور که شیخ کبیر را در عمر بیست و پنجسالگی آثار ضعف پیری
ظاهر شدند و موی ریش و سر وی سفید گشتند و شیخ حاجی چراغ هند پنجسال پیشتر از وفات شیخ کبیر بحضرت
حق پیوست بعد از آن شیخ کبیر هم که بعمر جوانی و به آثار پیری بود وفات یافت صاحب تذکره
چشتیه میفرماید که چون حضرت میر جهانگیر بعد از سیر شهر جونپور بمقام کچهوچهه تشریف برد و در آنجا جوگی
کامل با پانصد مرید اهل کمال که در هوا می پرید سکونت داشت میر جهانگیر با وی مقابله در پیش آمد جوگی
انواع انواع تصرفات خود بر آنحضرت جاری کرد آخر عاجز آمد و بخدمت حاضر آمده زبان بتصدیق اسلام
بکشاد و با مریدان خود مرید گردید و میر جهانگیر بجائیکه وی سکونت داشت خانقاه عالیجاه و حجره خاص تعمیر
فرمود و باغ فرحت بخش بنا نهاده بروح آباد موسوم ساخت بعد از آن بهمراهی شیخ بدیع الدین مدار بسفر
بیت الله تشریف برد و بعد زیارت حرمین الشریفین جناب شاه مدار بهندوستان رونق افزا شد و میر
جهانگیر از مدینه منوره به نجف اشرف و کربلا معلی سفر فرمود و از آنجا بروم رسید و صاحب سجاده مولوی
جلال الدین رومی و پسرش سلطان ولد و دیگر مشایخ عظام را دریافت و من بعد بطرف شام
متوجه گردیده در دمشق زیارت شیخ محی الدین عربی حاصل نمود و از آنجا باز بمکه معظمه فائز شد و بعد
ادای مناسک حج به بغداد آمد و زیارت مزارات حضرت غوث الاعظم و امام ابوحنیفه و امام احمد حنبل
و دیگر مشایخ عظام و ائمه کرام نمود و بکاشان رونق افزا گشت و شیخ عبد الرزاق کاشانی را
دریافت و از آنجا بشهر سمنان وطن اصلی خویش رسید چون خواهر والا گوهرش زنده بودند
بدلداری وی پرداخت من بعد بمشهد مقدس رفت و چندی باستانه فیض کاشانه امام علی رضا

مشرف ماند و همدران ایام امیر تیمور گورکان بجهت زیارت مزار حضرت امام در آنجا رسیده بود و
نیز بخدمت میر جهانگیر باعتقاد پیش آمد بعد از آن بهرات آمد و از هرات بماوراءالنهر رسیده شرفیاب
زیارت خواجه بهاء الدین شاه نقشبند شد و مدتی در آنجا قیام پذیر شده خرقه خلافت طریقه عالیه
نقشبندیه حاصل کرد و از آنجا بترکستان تشریف برده بخدمت فرزندان شیخ احمد یسوی مشرف
گشت و از آنجا بطرف قندهار و غزنین و کابل و بخارا سیر کرده در ملتان رسید و از آنجا باجودهن
آمده بزیارت مرقد مقدس حضرت گنج شکر پرداخت بعد بدهلی و از دهلی بدار الخیر اجمیر مستفیض
گشت پس از آن بدکهن بملازمت میر سید محمد گیسو دراز رسید و از آنجا بسراندیپ رفته از آنجا بگجرات
آمده بسیر تمام هندوستان اشتغال کرد و من بعد چندی آرام پذیر شده بار دوم باز بهمراهی میر کبیر
سید علی همدانی بسیر تمام ربع مسکون پرداخته بخدمت پیر روشن ضمیر علاء الدین به بنگال آمد و تبرکات حضرات
چشت حاصل کرد غرض درین سفر کبیر میر جهانگیر از یکصد و نود پیر فیض باطنی حاصل کرد و بکرت ثالث
و در اوچ بخدمت مخدوم سید جلال الدین مخدوم جهانیان تشریف برده فیض کامل که حضرت مخدوم
از چهارصد و چند پیر حاصل کرده بود حاصل نمود و مخدوم آن نعمت را بهزار خورسندی بوی ایثار کرد و باز
در مقام خویش آورده قیام فرمود و نقلست که میر جهانگیر روزی بمقام روح آباد نشسته بود
و اکثر بزرگان آن وقت حاضر بودند که علی نام قلندری با پانصد قلندر دیگر که خادم و رفیق او بودند بی ادبانه
بمجلس در آمد و سخنان لاطائل آغاز نهاد و گفت که خطاب جهانگیری از که یافتی فرمود که از پیر دستگیر خود
حاصل کرده ام گفت تصدیق جهانگیری تو چیست و بچه یقین کنم که تو میر جهانگیر هستی باستماع این
سخن آثار غضب و جلال بر بشره آن اهل کمال نمودار شدند و فرمود که من صرف جهانگیر نیستم بلکه
جانگیر ام بمجرد این سخن علی قلندر از پا درافتاد و جان بجانستان داد و غریو از اهل مجلس برآمد و
همراهیان علی قلندر سر در پای آنحضرت آورده مرید شدند و صاحب معارج الولایت
مینویسد که روزی حضرت میر جهانگیر را با زمره جوگیان در بتخانه بحثی و تنازعی بوقوع آمد ایشان
برهان قاطع ولایت آنحضرت طلبیدند وی بتی سنگین را از بتان بتخانه نزد خود طلبید بت فی الحال
حاضر آمد و زبان بتصدیق ولایت آنحضرت بکشاد و از ظهور این خوارق چندین هزار کفار خلعت
اسلام پوشیدند و نیز درج معارج الولایت است که از ایام حیات حضرت میر جهانگیر تا امروز احدی

ازجانوران بیچال در باغ انجناب نمی انداز د و آب آن حوض که روضه مقدسه در وی واقع است گاهی نشود
می‌گیرد و آسیب زده بجهت دیدن روضه مبارک آنحضرت شفا می‌یابد نام نامی آنجناب اگر
خوانده بر آسیب زده دم کنند آسیب دفع میگردد واقعه وفات آن قدوة الکمالات
بدینطور بوقوع آمد که اول بتاریخ بست و هفتم ماه محرم الحرام میر جهانگیر شیخ بزرگان خود را جمع کرده
پدرود کرده و وداع فرمود و فرزند دینی خود حاجی عبدالرزاق را خرقه خلافت عطا کرده و بار دیگر
خود ساحت و بعد از نماز ظهر قوالان را طلبیده مجلس سماع گرم فرمود چون قوالان این
شیرازی آغاز کردند شعر گر بدست تو آمده است اجلم ؛ قد چشنا بماجری قلمی ؛ از این بیت حالت
وجد و احوال مدهوشی و تواجد بر میر جهانگیر طاری شد و چندان تواجد فرمود که غبار ... از قد ...
بست بعد از آن لمحه تسکین یافت و قوالان این شعر آغاز کردند شعر خوبتر زین دگر
چه باشد کار ؛ یار خندان روده بجانب یار ؛ سیر بیند جمال جانان را ؛ جان سپارد و گار خندان
را ؛ از استماع این بیت چنان آتش شوق ذاکر و اشتیاق در دل عشق منزل حضرت میر
در گرفت که از غایت مستی و شور چون مرغ نیم بسمل می طپید مانند ماهی بی آب بر خاک می
طپید آخر آه سرد از سینه پر درد برآورد و جان بجانان تفویض نمود انا لله و انا الیه راجعون وفات
حضرت میر جهانگیر بتاریخ بست و هفتم محرم الحرام سال هشتصد و هشت هجری است و عمر شریفش یکصد
و بست سال رسیده بود و در روح آباد که باغ تعمیر کرده وی است اندرون حوض مدفون شد
و حضرت میر جهانگیر تصنیفات بسیار دارد چنانچه بشارت المریدین و مکتوبات از تصنیفات وی است
و کتاب اشرفی نیز در احوال وی بغایت مطبوع در لسند افتاده است از مولف

چو رفت از عالم دنیا بجنت	جناب میر اشرف شیخ حق بیر	بسال انتقال آن شه دین	عیان شد شاه برقطب جهانگیر
دگر فرما بسال انتقالش	امام مومنان میر جهانگیر	دوباره گفت سرور انجمنش	اکمل عارف دال جهانگیر
دها گشش واصل کامل شریف	اگر خواهی بکن ای یار تقریر	ولی هند میر جنت آمد	چو شد رحلتش بوک فا محرر
الصفا رفت اشرف چو زجهان فنا	بسال رحیل آن شه مومو	بکن رقم سید شریف سعید	بهم بود واحد الشرف مقبول
الصفا رفت چو از بر تخلید بنا	اشه ... بسلم اسلم حنیف	بگفت بتاریخ وصالش خرد	سید محمود ولی شریف
الصفا شیخ شریف شریف ...	فنا دل بود تا بجنت صاف	بیرد تاریخ رحلتش گفتم	تاج ابرار و بمهر کشاف

شیخ اختیار الدین عمر ایرجی قدس سره از خلفای نامدار و مریدان با وقار قاضی سادے چشتی است آبا و اجداد وی از امرای نامدار شهر ایرج بودند لیکن وی بجذب جاذب حقیقی از جمیع اموال دنیا بر آمده و تارک محض شده اول بکسب علوم ظاهری پرداخت بعد ازان برای تحصیل سعادت باطنی بخدمت قاضی محمد سادی که از عظمای خلفای شیخ نصیر الدین چراغ دهلی بود حاضر شده مرید گشت و بتوجه سوجه آن ولی کامل بکمال تکمیل رسید و خرقهٔ خلافت یافت **وفات** وی حسب قول صاحب معارج الولایت و شجرهٔ چشتیه در سال هشتصد و نه هجری است **از مؤلف**

چو رفت از فنا سوی دار البقا ‖ عمر پیشوا رهنمای یقین
بگو سال وی قدوهٔ دستگیر ‖ الفرما عمر پیشوای یقین

مولانا خواجگی قدس سره از اخص خلفای شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است و شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شهاب الدین است صاحب **اخبار الاخیار** می فرماید که در ایامیکه مولانا خواجگی در دهلی بتحصیل علم مشغول بوده بخدمت مولانا معین الدین کسب علوم مینمود و میخواست که باستفادهٔ رموز باطنی بملازمت شیخ نصیر الدین حاضر شود لیکن مولانا معین الدین را بسبب نقاری که به نسبت شیخ نصیر الدین میداشت اینکار از مولانا خواجگی پسندیده نداشت و مولانا خواجگی را اکثر اوقات از حاضری خدمت شیخ نصیر الدین منع میکرد و مولانا خواجگی که بهرهٔ وافر از اعتقاد تمام داشت از نقار هر دو حضرات ایذا کشیدی اتفاقا مولانا معین الدین را مرض سرفه و ضیق النفس لاحق حال شد و بدینغایت رسید که اطبا از علاج آن مرض عاجز آمدند و مولانا از حیات خود نا امید شد روزی مولانا خواجگی موقع وقت یافته بمولانا معین الدین گفت که اطبا از علاج مرض شما جواب صاف دادند حالا مناسب آنست که باری استمداد دعا از مردان خدا کرده آید و درین ایام شیخ نصیر الدین چراغ دهلی نیز از اولیای مستجاب الدعوات است اگر نزد وی قدم رنجه فرمائید و استمداد همت و دعا از آن مقبول درگاه کبریا نمائید یقین کامل است که از برکت صحبت و تاثیر همت و یمن نظر کیمیا اثر وی شفای کامل و صحت عاجل حاصل شود باستماع این معنی اگرچه مولانا را اول نخواست اما بسبب اضطرار و تکالیف مرض که عاید حال مولانا بود راضی شد و بدیدن شیخ نصیر الدین روانه گردید شیخ چون خبر آمدن مولانا معین الدین شنید باستقبال بر آمده و اندرون خانقاه برده با عزاز تمام بنشاند و سفرهٔ الوان طعام پیش کشیدند

داشت طعام برنج ساده و مزعفرات که ظاهر آنها لطف مرض سرفه و ضیق النفس بود پیش مولانا اظهار نمود و فرمود که بسم الله کنید و بخورید مولانا طوعاً و کرهاً چند لقمه از آن تناول کرد چون سفره برداشتند ضیق و سرفه و بلغم بمولانا نهایت زور کرد و دو نوبت قی رسید فی الحال طشت حاضر ساختند و آنچه ماده و سواد سرفه و ضیق و بلغم بود تمام و کمال برگشت و هماندم صحت کامل یافت و صحیح البدن بخانه خود بازگشت از آن روز مولانا معین الدین هم از معتقدان شیخ نصیر الدین شد و نقل است که چون مولانا خواجگی بنور باطن از آمدن امیر تیمور و لشکر مغل خبردار شد از دهلی برآمده در کالپی تشریف آورد و چندی در آنجا سکونت ورزید آخر در سال هشتصد و نوزده هجری وفات یافت و مقبره وی هم در کالپی

زیارتگاه خلق است از مولف	خواجگی چون رفت زین دار فنا	سال وصل آن ولی متقی
خواجه صدیق دل فرمود نیز	خواجگی نامی ولیّ ایزدی ۸۱۹	شیخ احمد تهانیسری

قدس سره از مریدان پاک اعتقاد و خلفای حق یاد شیخ نصیر الدین چراغ دهلی است اگرچه میان وی و مولانا خواجگی مواخات بود اما وی در برآمدن از شهر دهلی با وی موافقت نکرد تا آنکه فوج قاهره امیر تیمور گورکان بدهلی رسید و دیار دهلی را تاراج کرد و مولانا احمد با متعلقان خویش اسیر شد و بقصد تسکین فتنه و خلاصی یافتن بمجالست امیر تیمور رسید و میان ایشان و شیخ الاسلام که نبیره مولانا برهان الدین مرغینانی صاحب هدایه بود جهت تقدم و تاخر مجلس گفتگوی سخت واقع شد امیر تیمور گفت که مولانا برهان الدین صاحب هدایه بود و نبیره وی لایق آنست که پیش از شما در مجلس بنشیند مولانا احمد فرمود که خود برهان الدین پدر کلان شیخ الاسلام در چند مقام در هدایه خطا کرده است و عزت بعلم است شیخ الاسلام جواب داد که محل خطا بیان باید کرد و مولانا احمد اشارت بفرزندان و شاگردان خود نمود تا تقریر کنند و خطاهای صاحب هدایه بیان سازند امیر تیمور برعایت عزت صاحب هدایه و ناموس شیخ الاسلام تقریر ایشان بمجلس دیگر انداخت و باز موقع بحث همدیگر نشد بعد ازین مولانا احمد از دهلی برآمده با اهل و عیال خود بکالپی رفت و همانجا متوطن شد و طریق موافقت که با مولانا خواجگی بود مسلوک میداشت و همانجا در سال هشتصد و بیست هجری وفات یافت چنانچه مقبره مقدس وی نیز در کالپی است پر از انوار و برکت و محل اجابت دعا است و مشهور است که هر کسی که از صدق دل چهل روز متواتر بر مرقد مقدس وی حاضر گردد و دعا کند بمراد خود میرسد و بعد مدت یکسال مدام هجوم کثیر برقرار

بیکسر و نیمروز با ثیاب بستۀ خود بوی درست میکشیدند از راه دور و ورا خود را دارآنجا میرسانیدند از مولف

شیخ دین آن مهر جواز فضل خدا | رفت از دنیا بجنات النعیم
سال ترحیلش بگو فیض خدا | نیز احمد متقی عابد سلیم

شیخ فتح الله اودهی قدس سره از خلفای سیّد ابوالقاسم و یاران شیخ محمد کرمانی و مریدان قدیم شیخ صدر الدین حکیم است و در اوائل حال از علمای دهلی بود و در مسجد جامع دهلی درس گفتی چون جذب حقیقی او را بجود کشید مرید شیخ صدر الدین حکیم شد و ریاضات و مجاهدات پیش گرفت لیکن با وجود ریاضات شاقه و فقر و فاقه فتوح کارش نشد شکایت این امر پیش پیر روشن ضمیر خود برد فرمود که ترک تدریس کن و کتابها را که در مالک خود داری بیرون آر و همچنان کرد الا کتابی چند که الطف و انفس آنها بودند نزد خود نگاه داشت هنوز گشود باب مقصودش حاصل نشد آخر بقیه کتب را نیز از خود جدا نمود و او را دیدند که بر لب آب نشسته کتب ها را می شست و دریای اشک از قلزم چشم وی جاری بود تا لوح خاطر از نقش ما سوا پاک شد و بصحرای باطن خود حرف مقصود و رب المعبود منقش یافت و از کاملین وقت گشت و بمراد طالبان حق را بحق رسانید چنانچه شیخ قاسم دهلوی از خلفای وی است و نیز شیخ محمد عیسی تاج جونپوری مرید و خلیفه او بود و شاه عاشقان صوفی خلیفه شیخ حاجی چراغ هند ظفرآبادی و شیخ جمال گوجر خلیفه شیخ مظفر بلخی معاصر شیخ فتح الله بودند مزار منور وی در اوده و وفات آن جامع الکمالات در سال هشتصد و بیست و یک است از مولف

جناب شیخ فتح الله مقبول | چو حق بگشود بر وی فتح باب
بگو وصلش امام اولیا ست | رقم کن نیز مجذوب الکتاب

قطب الاقطاب نور الدین فتاح ابواب شیخ علیم الدین

ثنال قدس سره المتعال مرید و خلیفه پدر عالیقدر خود شیخ سعد الله کیسه دراز و مرید سید امیر ماه بهرایچی نیز بود و چون بخدمت سید امیر ماه پیوست مدتی بحضور وی حاضر مانده بریاضات شاقه و مجاهدات عالیه مشغول ماند و بکمالات ظاهری و باطنی رسید بعد از آن بخدمت پدر عالی گوهر در کنتور آمده متوطن شد و طریقه ملامتیه شعار خود ساخت و بشرب شراب و دوام خمر اشتغال کرد علمای دهر از وقوع این حال شکایت این امر بخدمت پدرش بردند شیخ سعد الله او را ازین حرکت مانع آمد پس از هر سوی که آب برای خوردن یا طهارت پیش آوردند شراب می بود پس شیخ فرمود که آب از چاه بیارید چون از چاه آوردند آنهم شراب بود پس از دریا طلب کردند دیدند که دریا نیز در آن وقت خمر شده بود چون ازین معنی از وی چشمک آمد مطلق العنان ساخت آخر چون وقت

وفات شیخ سعد الله نزدیک رسید معین الدین پسر کلان شیخ سعد الله در آن وقت حاضر نبود شیخ او را
طلب کرد عرض کردند که موجود نیست فرمود که اگر او حاضر نیست همان شراب باقی بدعتی را حاضر آرید
در آن وقت شیخ معین الدین در میخانه نشسته بود چون فرستادهٔ شیخ را از دور بدید نظر بسوی آسمان کرد
و بساقی گفت که یک پیاله دیگر که نصیب من است بمن بده ساقی پیاله پر کرده بدستش داد وی
بنوشید و سبوی شراب بر زمین زد و بشکست و بخدمت پدر خود حاضر آمد شیخ خرقه خلافت و جمیع امانت های
خواجگان چشت بوی حواله نمود و برحمت حق پیوست و وی بعد از پدر بر سجادهٔ شیخیت بنشست و
چنان متقی و پرهیزگار و مقتدای شریعت و طریقت شد که مزید بر آن متصور نیست **وفات**
شیخ معین الدین در سال هشتصد و بیست و دو مزار پر انوار در کنتور است **از مؤلف**

چو معین الدین ولی هادی فقال	ز دنیا سوی جنت گشت در حال	عیان شد طرفه سال انتقالش	ز نور العین علاء الدین محمود ۸۲۲
هم معین الدین ولی هادی قبال	ز دل سال وصالش گشت مجهود	قطب الحق حبیب متقی نیز	عیان شد رحلت آن حق آگاه

سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف حسینی چشتی دهلوی قدس سره از علمای
اولیای حق بین و کبرای مشایخ متقدمین و خلیفه بر حق شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است جامع
بود میان سیادت و نجابت و کرامت و ولایت شانی رفیع و مراتب منیع و کلامی عالی داشت او را
در میان مشایخ چشت اهل بهشت مشربی است خاص در بیان اسرار حقیقت و طریقت است مخصوص
در اسرار معرفت در اوائل حال هم بدهلی سکونت داشت و بعد از وفات شیخ نصیر الدین پیر روشن ضمیر
خود در دیار دکن تشریف برد و قبول عظیم یافت اهل آن دیار از خورد و کبار همه مطیع و منقاد وی گشتند
و هزاران هزار از طالبان صداقت شعار به توجه منوجه آن سید نامدار بقرب حق رسیدند و سلسله عالیه وی
در تمام دکن رائج و شایع شد و شهرت آن غریب نواز بسید محمد گیسو دراز ازین سبب است که روزی
وی با دیگر چند مریدان چوڈول سواری شیخ نصیر الدین محمود بر دوش خود برداشته می‌برد و بوقت برداشتن
گیسوی مبارکش بسبب درازی که داشت در پایه چوڈول بند شد و وی بسبب غایت استغراق
بر آوردن موی گیسو مقید نشد و همان طریق مسافت بعید طی کرد چون شیخ را بدین حال اطلاع داده شد
خوشحال گشت و بر صدق عقیدت وی آفرینها کرده فرمود شعر هر که مرید سید گیسو دراز شد والله 2
خلاف نیست که او عشقباز شد و شیخ محمد نامی مریدی از مریدان حضرت کتابی از ملفوظات وی

صحیح او و در جوامع الکلم موسوم ساخته است که بغایت مطبوع و مقبول مشایخ عظام است و القول صاحب معارج الولایت سال ولادت باسعادت حضرت سید محمد سال هفتصد و بست و سه و فات هشت صد و بست و پنج و مدت عمرش یکصد و پنجسال است و وفات آن جامع الکمالات در عهد سلطنت فیروز شاه بن غیاث الدین بن محمد شاه بن سلطان علاء الدین بهمنی بوقوع آمد و مزار پرانوارش بملک دکهن بشهر کلبرگه موجود است و صاحب تحفة الواصلین نیز سال وفات حضرت سید سال هشتصد و بست و پنج تحریر

فرموده از مولف	اشرف الاولاد آل مرتضی	شیخ دین سید محمد پیشوا	هادی محبوب آن پیر هدی
کن رقم تولید آن شاه هدا	مرشد دین رهنما ان گفته‌اند	سال تولیدش بقول اصفیا	نیر تاج اولیا صدیق دین
از زیب دین محمد مقتدا	زیب تاج عارفان صاحب لوا	هم رقم کن بادشاه اتقیا ۸۲۵	سرور مخدوم حق آگاه گو ۸۲۵
تا بیابد بهر وصالش مدعا	شد عیان عقل هادی آن شاه	رحلت آن سید دین رهنما	قطب ایمان نور ابصار نبی
کن رقم ترحیل آن قطب الهدا	ایضاً از دنیا رفت در فردوس والا	چو آن سید محمد شاه حق بین	ز محبوب خدا هندی محمد ۸۲۵
عیان شد سال وصل آن شه دین	دگر قطب الهدا اشرف محمد	وصالش هست با [illegible]	و قبل از وفات حضرت سید

سید محمد گیسو دراز بیک سال پیشتر بتاریخ هفدهم جمادی الاول سنه هشتصد و بست و چهار سید خضر خان بن ملک سلیمان شاه دهلی بعد سلطنت هفت سال و دو ماه و دو یوم در دهلی برحمت حق پیوست و بکناره دریای جون بمقام کهلی خضر مدفون شد و این بادشاهی است که آغاز سلطنت خاندان سادات خضر خانیه از وست و احوال مجمل ایشان اینست که اول خضر خان در عهد سلطنت ناصر الدین محمود شاه تغلق حاکم ملتان بود چون امیر تیمور برای تسخیر هندوستان وارد هند شد وی خدمات شایان و کارهای نمایان رو بروی تیمور نمود و پس امیر تیمور بوقت واپسی تمام ملک مقبوضه بوی حواله کرد و حکومت اقلیم گجرات و مالوه و بنگاله بهمین تفویض نمود چنانچه تا زمان شاهرخ مرزا ابن امیر تیمور وی نیابتا سلطنت کرد و سکه و خطبه بنام تیمور و شاهرخ مرزا مقرر داشت بعد از آن اصالتا سلطنت کرد و این بادشاه در سخاوت و شجاعت و دادگستری مشهور بود و ملک و مملکت را نگهبانی و رونق آباد ساخت و دلهای خلق از خود خورسند کرد چون وفات یافت معز الدین ابو الفتح مبارک شاه برتخت سلطنت قیام نمود از مولف

چو شد سید خضر خان بادشاه	ز دنیای فانی بجنت قریب	بگو خواجه دهر تاریخ او	دو باره شهنشاه عالم جبیب

شیخ محمد متوکل کنتوری قدس سره از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین چراغ دهلی است

پدرش شمس الدین از ولایت هرات بهندوستان آمده در اچه متوطن شده وی تربیت و تکمیل از شیخ نصیر الدین یافته خرقه خلافت یافت نقلست که وی وقتی در شهر اچه بحجره خود نشسته بود و شیخ بگوشه چشم بسته بود ناگاه دید که جوگی بر تمام بدن خاکستر مالیده بگوشه حجره نشسته است شیخ بگوشه چشم در وی دید و دانست که از تصرف خود در حجره آمده است بحال خود مشغول ماند و هیچ تفرقه بخاطرش راه نیافت آخر جوگی سلام گفت شیخ جواب سلام داد جوگی برخاست و مصافحه کرد و سخن گفتن آغاز نهاد و در آن اثنا شیخ بهر طرف که نگاه مے کرد در و دیوار حجره تمام از زر بنظر می آمد شیخ بدانهم هیچ التفات نفرمود جوگی دانست که شیخ مرد مستغنی است پس سر در قدم شیخ آورد و گفت که من هشتاد سال عمر و ریاضت کرده با شاهی آزمودم این بگفت و زبان بتصدیق اسلام بکشاد و مرید شد شیخ بجوگی فرمود که حالا از آن طلسم ظاهر کن هرچند جوگی جهد کرد ممکن نشد منقول است که شخصے عزیز نام بخدمت شیخ محمد حاضر شده عرض کرد که در علم کیمیا و سیمیا تصرفی تمام دارم و بشما میگویم قبول فرمائید شیخ قبول نکرد و باز گفت که قدری اکسیر موجود دارم بگیرید اگر یک ذره از آن بر یک من مس خواهند انداخت زر خواهد شد شیخ علاء الدین خواهرزاده خود را بشاگردی او داد و او را از بیشتر اچه بدر کردند وفات وی در سال هشتصد و بست و هفت است وی عمر طویل یافت که زیاده از صد بود از مولف

چون محمد شیخ متوکل امین
رفت از دنیا بفردوس برین
گفت سرور سال نقلش آنجناب
مرشد کامل محمد اهل دین

شیخ یوسف بده ایرجی قدس سره مرید و خلیفه شیخ اختیار الدین عمر ایرجی است و نیز از خدمت مخدوم جهانیان سید جلال الدین اچی و شیخ صدر الدین راجن قتال برادر مخدوم جهانیان که هر دو از مشایخ عظام سلسله سهروردیه بودند خرقه خلافت یافت و ذات بابرکات وی مجمع البحرین بود که از هر دو سلاسل عالیه فائده کامل و نصیب وافر حاصل کرد و صاحب معارج الولایت فرموده است که آبای کرام شیخ یوسف ایرجی از ولایت خوارزم بسبب حوادث روزگار در هند آمده بقصبه ایرج سکونت پذیر شده بودند و شیخ یوسف را حق سبحانه تعالی بجهت ادلیاء الله بمقامات بلند و کرامات ارجمند رسانیده و در ارشاد طالبان و تربیت مریدان ید بیضا داشت و کتاب منهاج العابدین را که از تصنیف امام محمد غزالی است بوجه حسن ترجمه بزبان فارسی نوشت و مخدوم شیخ سارنگ که از اعاظم مشایخ اقلیم هند است نیز از وی خرقه خلافت داشت و رساله

مدید بخدمت وی خوانده و صاحب تاریخ محمدی نیز نسبت ارادت بخدمت وی داشت خوارق و کرامات بسیار از شیخ یوسف درج کتاب خود کرده است **وفات شیخ یوسف** بقول صاحب معارج الولایت در سال نهصد و سی و چار هجریست که در عین حالت سماع جان بحق تسلیم کرده و در صحن خانقاه خود دفن شد و بادشاه مالوه بر مزار پر انوارش گنبد عالی تعمیر ساخت **از مولف**

یوسف ابن نبی شیخ زمان	رفت از دنیا چو در باغ جنان	گفت سرور سال نقل آن جناب	یوسف ثانی محبوب جهان
ایضاً تو گل حسن یوسف ثانی	داو از روی خود بجنت آب	گفت سرور بسال رحلت او	یوسف وقت مهدی اقبال

شیخ احمد عبد الحق ردولی قدس سره قدوهٔ اهل طریقت قبلهٔ ارباب حقیقت واقف رموز معرفت از اعاظم خلفای شیخ جلال الدین پانی پتی است و از عمر خورد سالی ولوله محبت و شور عشق در سر داشت و پیش از صحبت مرشد ارشاد ارادت بمجاهده و ریاضت عظیم پرداخت بعد ازان بخدمت شیخ جلال الدین رسیده مرید شد و بمدارج بلند و کرامات ارجمند رسید و بعد از وفات پیر روشن ضمیر بجای وی بر مسند ارشاد نشست **نقلست** که وی هفت ساله بود که چون مادر او برای تهجد بر خاستی او نیز پوشیده از مادر بر خاستی گوشه از گوشه های خانه خود بنماز مشغول شدی چون مادرش را خبر شد بسبب محبت مادرانه او را ازینکار منع کرد از آنجا که محبت حق جل و علا بر دل محبت منزل وی غالب بود بعمر دوازده سالگی از خانه فیض کاشانه بطلب حق بر آمد و در دهلی رسید شیخ تقی الدین برادرش دانشمندی اکبر و عالم متبحر در دهلی سکونت داشت بخدمتش رفته بسبب تعلیم که داشت تقی الدین او را بعلم ظاهری مشغول ساخت او نخواند و گفت که مرا علم معرفت بیاموزید آخر چون سبق علم ظاهری موافق طبعش نیامد از آنجا بر آمده در صحرا و بیابان بعبادت حق مشغول شد و در ریاضت و مجاهده از حد زیاده بجا آورد و بعد ازان بالهام غیبی در پانی پتی بخدمت شیخ جلال الدین پانی پتی رسیده از عارفان حق شد **نقلست** که چون شیخ جلال الدین پانی پتی از آمدن احمد عبد الحق بنور باطن آگاه شد بخدام عالیمقام فرمود که طعامی پخته سازند و سفره عظیم مرتب ساخته اقسام تکلفات و شهیات نیز بر سفره حاضر آرند و نیز چند اسپان خوب عمده بازین زرین آراسته بر دروازه خانقاه حاضر دارند که مهمانی می آید و امتحان اعتقادش مرکوز خاطر است چون همه چیز آماده گردید و سفره آراسته شد شیخ احمد عبد الحق در رسید اول بر دروازه

فیض اندازی خانقاه ایشان همراه با اصحاب ترتیب داده بود و باول قصد دیدگر شخصی که اینقدر حشمت دنیا
دارد اورا از محبت الٰهی چه ذوق خواهد بود و از غایت چون بر شهر رسید و دید که منهیات هر قسم از
شراب و غیره همه بر سفره نهاده اند از همانجا باز گشته رو براه آورد و تمام روز قطع مسافت
کرده وقت شام قریب شهری رسید پرسید که این شهر را چه نام است گفتند پانی پت
دانست که راه گم کرده ام شب بیرون شهر گذرانید و علی الصباح باز قدم در راه نهاد و تمام روز
سیر و گشت و وقت شام خود را باز بر دروازهٔ شهر پانی پت دید حیران ماند شهر را باز شب گذرانید و در
صبح باز روانه گشته دید آخر باز شهر راه گم کرده در صحرا افتاد که راه نداشت و دید که بر سر درختی خشک
جوانی حسین کلاه بر سر گذاشته نشسته است از وی پرسید که ای جوان راه آبادانی کدام طرف است
جواب داد که ای گمراه راه الٰهی بی ارادت شیخ جلال الدین پانی پتی گم کرده آمده الحال باور نداری که
از آن دو کس که می آیند بپرس شیخ احمد چون قدمی چند دیگر برداشت دید که دو کس سبز پوش
مشکل بشکل مشایخ می آیند نزدیک ایشان رفت و نشان راه پرسید گفتند که راه راست بر دروازهٔ
شیخ جلال الدین گم کرده آمده شیخ بیقین دانست که این هدایت غیبی است پس با عقیدهٔ درست
از آنجا در آن شهر در دل گذرانید که چون بخدمت مخدوم جلال الدین برسم و وی کلاه خود فرود
آورده و بزرگ گوهر بار خواجه شمس الدین ترک مس کرده بر سر من نهد و نان و حلوا عنایت
فرماید چه خوش باشد پس طی مسافت کرده قریب شام در خانقاه عالیجاه شیخ جلال الدین
رسید معلوم شد که شیخ در روضهٔ عالیهٔ شیخ شمس الدین ترک تشریف میدارد و
از غایت اشتیاق در آنجا رسید و اندرون روضهٔ مقدس بخدمت شیخ رسیده
سر در پای آورد شیخ فی الحال کلاه عالیجاه خویش از سر فرو آورده و بر فرق
منور شیخ شمس الدین ترک مس کرده بر سرش نهاد درین اثنا شخصی نان و حلوا
نیز حاضر آورد از وی گرفته حوالهٔ شیخ احمد فرمود و گفت که این آرزوی شما است و
بگرفت و از راه تصدیق سه بار حق حق حق گفت شیخ هم سه بار حق حق حق فرمود و دستش
گرفته مرید خود کرد و در اندک زمانه کارش بتکمیل رسانید و خرقهٔ خلافت عطا کرد و فرمود
که از خدا خواسته ام که سلسلهٔ ما از تو جاری شود همچنان بوقوع آمد که هزاران هزار از خلفای

با مدار و مریدان صدق شعار بتوجه آن مقتدای روزگار بدرجه ولایت و خلافت رسیده
و بهر اقلیم و دیار رسیدند و از عرب و عجم جای و ملکی نماند که در آنجا خلیفه از خلفای شیخ احمد رسیده
باشد و پسر والاگوهر شیخ احمد محمد عارف و نبیره وی شیخ محمد بن عارف و شیخ عبدالقدوس گنگوهی
بن اسماعیل حنفی و شیخ جلال الدین محمود تهانیسری و شیخ عبدالغفور اعظم پوری و شیخ جان جونپوری
وغیره خلفای شیخ احمد گوی سبقت از اولیای وقت بردند و از هر یک خلیفه سلسله علیحده
جاری شد بلکه سلسله عالیه صابریه چشتیه از شیخ احمد عبدالحق رونق تازه و زینت بی اندازه
پذیرفت و شیخ عبدالقدوس گنگوهی در کتاب انوار العیون که از تالیفات وی است بسیاری
از احوال و اقوال و خوارق و کرامت شیخ احمد درج کرده است و صاحب معارج الولایت
میفرماید که نسبت جدی شیخ عبدالحق بچند واسطه بخلیفه ثانی رسول رب العالمین فاروق اعظم
عمر ابن الخطاب رضی الله تعالی عنه میرسد زیرا که جد بزرگوار وی شیخ داؤد و از اولاد عمر
فاروق بود و در بلخ سکونت داشت آخر در عهد هلاکو خان یا معدودے چند از بلخ برآمده به هند
رسید سلطان علاء الدین خلجی شاه دهلی وجه معیشت وی درجه وی او وجه مقرر فرمود لهذا مرقد
منورش در قصبه رودلی واقع شده نبیره وی یکے شیخ تقی الدین دوم شیخ عبدالحق از مقتدای
زمانه بودند شیخ تقی الدین عالم و فاضل بود و بدهلی سکونت داشت و شیخ احمد عبدالحق در علم باطنی
عالم گشت که بوقت خود ثانی نداشت و صاحب سیر الاقطاب میفرماید که در
خانه شیخ احمد عبدالحق اول پسرے تولد شد و موسوم باسم عزیز و بوقت تولد اسم پاک حق بر زبان
راند چنانچه همه حاضرین شنیدند و خوارق عادات بسیار از وی ظاهر میشدند روزی خوارق عجیب
از وی ظاهر آمد و غوغا در مردم افتاد شیخ فرمود که چه غوغاست گفتند که امروز از صاحبزاده شما
کرامتے ظاهر شده است مردم در دیگر آن غوغا میکنند گفت در خانه ما غوغائی باید پس از خانه
بیرون آمد بگورستان رفت و جای اختیار کرده فرمود که درینجا گور عزیز باشد همان روز صاحبزاده
جان بحق تسلیم کرد و غرض بعد از آن نیز پسر بخانه شیخ احمد متولد شدند که بوقت تولد حق حق
میگفتند چون از ظهور این کرامت در شهر غوغای افتاد باز بدعاے آنجناب فوت میشدند
آخر شیخ عارف پسر طبعه اختر وے زنده ماند که صاحب کرامات بلند و مقامات ارجمند بود

ونقلست که شیخ احمد عبد الحق اول وقت در مسجد تشریف می برد و جاروب بدست خود میداد
و تا چهل سال بر سجده برفت و ندیدانست که آن مسجد کدام سمت است از غایت مشغولی معلوم
نمیکرد که این وقت روز یا شب یا کدام و یا کدام روز است چون در ردولی رسید مریدان
پیش پیش ذکر نفی اثبات کرده حق حق میکردند و شیخ بر نشان آن آواز قدم بر میداشت و در سلسله
عالیه احمدیه چشتیه همین عادت معمول و جاری شد که مریدان بوقت سلام و ملاقات یکدیگر حق
حق میگفتند و در فتح و عنوان مکاتیب باهمی همین سه کلمه می نوشتند یعنی در آغاز و انجام هر کار ذکر
و سوی همین کلمات میگفتند و تا حال همین علامت مریدان این خاندان است اما چون بعضی
خلاف سنت نبوی بود علما و مشایخ متاخرین این خاندان ترک آن اولی دانسته اند و بعضی جا بر
عنوان مکاتیب تا حال جاری است و محض بسبب کثرت ذکر حق حق حق شیخ جلال الدین پانیپتی
محمد را مخاطب بعبد الحق مخاطب ساخت و اکثر مریدان این خاندان همین کلمه حق میگفتند و از غایت
عشق و محبت حق جان میدادند و در سیر الاقطاب است که روزی شیخ احمد عبد الحق
با یاران خود فرمود که چراغ خواجه ابو اسحاق گازرونی بر خانقاه او روشن است و تا قیامت
روشن خواهد ماند ما نیز دیگی از طعام سیر کنیم که تا انقراض عالم از آن طعام بخورند و هیچ از آن کم
نگردد پس دیگی آورده بر دیگدان نهاد و آتش افروخت و طعامی بپخت و دیگ را در میانه
راه بگذاشت و صلا درداد که هر کسی از آینده و رونده و غیره باشد از آن طعام بخورد پس خلق
خدا از آن دیگ طعام میخوردند و هیچ از آن کم نمی گشت بعد سه روز گفت ای عبد الحق رزاق
خلایق حق است در باب رزق او داند و کار او تو خود را ازینکار بیرون آر این بگفت دیگ
از دیگدان فرود آورد و وفات شیخ احمد عبد الحق بقول صاحب سیر الاقطاب و معارج الولایت
بتاریخ پانزدهم جمادی الثانی سال هشتصد و سی و شش هجری است از مؤلف

شیخ عبد الحق چو رفت از دار دهر	شد بجنت جلوه گر آن ماه حق	مقتدای اهل حق کامل ۸۳۶
سال وصل او بگو از راه حق	بادشاه شاه حق هادی ۸۳۶	شیر حق عشق رهنمای راه حق ۸۳۶
پس خلیل حق سرود گفته اند ۸۳۶	هم ولی الله رهبر شاه حق	ارتحالش او ز سرور شد عیان
حق شه مسعود حق آگاه حق ۸۳۶	شیخ شیر خان پاک قدس سره از اقربای سلطان فیروز است	

مدتی در لباس اغنیا بماند بلند رتبه از رفاقت تکبیر و تجرید و درستی با کسی اختلاط نکردی ناگاه جذبه
از جذبات حق دامنگیر حال وی شد و مرید شیخ رکن الدین بن شیخ شهاب الدین امام گردید و از
غایت سکر و جذب مدام گریان بودی و بسلسلهٔ چشتیه عالیه بکسی اسرار حقیقت فاش نگفتی و تقی نکرد
کرا و کرده است نیک چشم پر شور شی بحدی گرم بودند که اگر قطرهٔ از آن بر دست کسی بیفتادی بسوختی
بعلم تصوف و تزکیه رساله ها دارد و دیوان اشعار امیر خسرو را جواب گفت و تهیه ها بر طبق تمهیدات
عین القضات و ام الصحائف و یوسف و زلیخا و مرآة العارفین بغایت مقبول طبع خاص و عام تصنیف
کرده و در عالم بخطاب مقبول الله مخاطب شد و وفات خواجه شیرخان در سال هشتصد و سی و شش است از هفو

شیرخان چون دار فانی دهر | یافت وصل بقرب سبحانی
دل بسال وصال ای همدم | گفت شیر دلیر یزدانی

و بعد از وفات حضرت شیرخان چشتی بیک سال یعنی بسال هشتصد و سی و هفت سید معز الدین ابو الفتح
مبارک شاه پادشاه بن خضرخان از دست میران صدر و قاضی عبد الصمد امرای نمک حرام خود
مقتول شد و بمقام مبارک پور کوتله که آباد کردهٔ او بود مدفون گشت و سیزده سال و یک ماه و
چند یوم سلطنت کرد و این پادشاه در خوش خویی و خوشگویی و نیک سیرتی انتها تمام داشت و بعد
از وی محمد خان برادر زادهٔ وی پادشاه شد و خود را بخطاب محمد شاه مخاطب ساخت از مولف

چو شد مظلوم زین دهر آفت | مبارک شاه والاجاه مقبول
بسالش گو این دهر بوالفتح | وگر والی دین سلطان مقتول

شیخ قوام الدین چشتی و سهروردی قدس سره از عظمای خلفای شیخ محمود نصیر الدین چراغ
دهلی است چون وی وفات یافت بخدمت جلال الدین مخدوم جهانیان اوچی حاضر شده بمقامات
بلند و کرامات ارجمند رسید مردی بود متقی و شیخی صاحب حال و قال که در زهد و ورع و حسن
اخلاق ثانی نداشت و در اوصاف خوارق و کرامت و تربیت طالبان و ارشاد مریدان موصوف
و او را مریدان صاحب کمال بسیار اند و صاحب ملفوظات شیخ میفرماید که روزی
شیخ قوام الدین در سماع بود ذوقش دست نداد در خانه در آمد و پرسید که امروز ذوق سماع
حاصل نشده است شاید که چیزی از اسباب دنیا در خانه ام نهاده است مردمان خانه انکار نمودند
اما چون نیک تفحص کردند پاره قند سیاه بر آمد که برای خوردن مشکوهٔ وی که حامله بود داشته بودند
پس آن قند سیاه را بگرفت و بصدقه داد و بسماع مشغول و ذوق کامل حاصل کرد نقل است که

چون وفات مخدوم جهانیان نزدیک رسید از شیخ قوام الدین مصطفی پرسیدم که نعمت سجاده و
امانت پیران کجا رسید بسیار هم گفت که به سید صدر الدین راجن قتال به حضور فقیر باید
نمود پس حضرت مخدوم جهانیان کرد و سید صدر الدین را خلیفه خود گردانید و صاحب سجاده نمود
و یک خرقه تبرک سید میر ناصر الدین فرزند دلبند خود عطا فرمود چون اخبر الدین زاده سید ناصر الدین را دید
فرمود که قوام الدین که بصلاح وی پسرم از خلافت و سجاده مشیخت محروم مانده است از خدا امیدوارم
که نعمت را دهم بفرزندان وی نصیب نگردد شیخ قوام الدین باستماع این معنی بسیار خورسند شد
و گفت که الحمد لله بی بی صاحبه در حق ایمان من دعای ربانی کرده است اگرچه فرزندانم ازین
نعمت محروم خواهند ماند هرگاه که فرزندان معنوی مرا نیز برای حصول این امر است کافی اند چنین
همچنان بوقوع آمد که نعمت خلافت از قوام الدین بشیخ بیارسید و فرزند شیخ که پسر شیخ بیسه نام
نظام الدین بود بسبب اشتغال بدولت دنیا ازین نعمت محروم ماند وفات شیخ قوام الدین
بقول صاحب شجره چشتیه در سال هشتصد و چهل هجری است و مزار شریف او در
لکهنو است از مولف قوام الدین چو از فضل الهی ز دنیا رفت و فردوس آمد وفاتش گفت سلطان عالم

ذکر فرمود مخدوم معظم شیخ سارنگ چشتی و سهروردی قدس سره

صاحب تاریخ اولیا از ملفوظات شیخ بینا نقل کرده است که شیخ سارنگ اول از امرای نامداران مقبولان بند
افتخار قوم هنود بود چون مسلمان شد همشیره اعیانی وی بقصد نکاح سلطان محمد بن فیروز
شاه بادشاه دهلی در آمد بدین وسیله در خدمت سلطان قیام داشت و او را ملک سارنگ
میگفتند وی شهر سارنگ پور که از بلاد مشهوره هندوستان است بنام خود آباد کرد و
وقتی که سید مخدوم جلال الدین اوچی و سید صدر الدین راجن قتال در دهلی تشریف آورده بودند
ملک سارنگ جوان نو خاسته بود سلطان فیروز شاه اکثر اوقات طعام و دیگر ماکولات بخدمت
آن هر دو حضرات بدست ملک سارنگ میفرستاد روزی شیخ صدر الدین راجن قتال فرمود
که ملک سارنگ اگر تو نماز پنجگانه بخوانی من طعام پس خورده مخدوم جهانیان بتو دهم چون وقت
هدایت او رسیده بود وی بلا تامل قبول کرد و به پس خورده مخدوم مشرف گردید باز شیخ صدر الدین
فرمود که اگر نماز چاشت و اشراق بر خود لازم گیری من و تو طعام بیک جا خوریم وی آنرا نیز

ناقل اند که در آن زمان مخدوم جهانیان و سید صدر الدین با وی در یک طبق طعام خورده‌اند و نور باطن
وی از آن منور گشت بعد چندی روز مرید شیخ قوام الدین شد و هنوز در لباس اغنیا بود که شیخ
قوام الدین او را بشغل پیران چشت مشغول ساخت چون فیروزشاه وفات یافت و نوبت
سلطنت دهلی بعد سلطان محمد بسلطان محمود بن سلطان محمد رسید شیخ سارنگ تمام اسباب
و دولت و حشمت بیکبارگی ترک کرده بقدم تجرید و تفرید با اهل و عیال خویش پاپیاده همراه
قافله بسفر حرمین شریفین روانه گردید چون استعمال رفتن پیادگی نداشتند در پا آبله‌ها
برآمدند ناچار از قافله جدا ماندند سیوم روز نیم شب پیری رسید و با اهل و عیال گفت که چشم پوشید
و سه گام عقب من بیایید ایشان همچنان کردند چون چشم واکردند خود را قریب قافله یافتند
مدتی در مکه و مدینه مجاور بوده باز بهندوستان آمد و بخدمت شیخ رسید و از وی خرقه خلافت
پوشید و در آن اثنا چند بار بصحبت پیر روشن‌ضمیر خود در لکهنو هم می‌آمد لیکن بوقت وفات پیر خود نبود و شیخ
قوام الدین بوقت وفات خود فرموده که چون شیخ سارنگ در بیابانست اگر خرقه خاص پیران
خود بری سید ادهم الخال بگذاری مگر نظر... خود کرد
نمود و ارشاد کرد که این امانت با شیخ سارنگ رسانید چنانچه وی بعد وفات پیر روشن‌ضمیر در لکهنو رسید
و امانت خود باز گرفت و شیخ محمد مینا را تربیت نموده بکمال رسانید و گویند که شیخ صدر الدین چند
مثال تبرکات بزرگان خود از خود نزد شیخ سارنگ فرستاد اول وی قبول نکرد باز بعد تاکید تمام
قبول نمود وفات وی در سال هشتصد و چهل و هفت هجری است از مولف

چو سارنگ از جهان بست سفر بست	بجنت شد بفضل ذوالجلالی	چو سرور از خرد پرسید سالش	ندا آمد ولی مخدوم عالی

قاضی شهاب الدین دولت آبادی قدس سره از علمای نامدار شاگردان قاضی عبد المقتدر
و کبرای خلفای مولانا محمد خواجگی است و از سید میر اشرف سمنانی نیز استفاده نموده در علوم
ظاهری طاق و در رموز باطنی شهره آفاق بود قلم و زبان را طاقت آن نیست که تحریر و تقریر
اوصافش پردازد و در عهد خود قبول عظیم یافت تصانیف و تالیف عالی دارد چنانچه از تصانیف
وی یکی شرح کافیه است که در لطافت عبارت بی‌نظیر دوم کتاب الارشاد که در علم نحو مفید است
سیوم بدیع البیان که در علم بلاغت لاثانی است چهارم بحر مواج تفسیر قرآن که

بعبارت فارسی نہایت مقبول بحجم رسالہ در تقسیم علوم مشتہر رسالہ در تقسیم صنایع کہ ہر یک کتاب
وی بعبارت عمدہ و خوش افتادہ است و در فن شعر نیز مہارت تام داشت چنانچہ این قطعہ
کہ بیکے از ملوک در باب طلب کنیزک نوشتہ بود مشہور است قطعہ این نامہ کسی
کہ آتش منزلے اوست * بربادگشت لائق بی آب کردن است * شخصی چنان فرست کہ پا
بر سرم نہد * چند عنہ و جبینی دگر کہ در مس است * و نیز یک رسالہ در اوسطی در مناقب السادات کہ در
عقیدت محبت خود بال بیت بشت باحسن وجوہ بیان کردہ است * سبب تصنیفش این بود کہ اول
بایک شخص از سادات کہ سید اجمل نام داشت بسبب تقدم و تاخر در مجلس ملوک نزاع وسے
بوقوع آمدہ بود و ازین سبب کتابی در ذکر فضیلت علما بر سادات تصنیف کردہ و در آن کتاب
درج کردہ کہ فضیلت علما بسبب علم کہ ہست در عالم اظہر است و فضیلت علویت سادات مبہم
کہ اثبات آن بسا مشکل بعد از آن حضرت شاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت را در خواب دیدہ بود کہ
عتاب نمود و برا استرضای سید اجمل تحریک فرمود علی الصباح قاضی چون از خواب برخاست
بخدمت سید رفت و توبہ کرد و کتابی را کہ تصنیف کردہ بود دور بینداخت و بجای آن
در مناقب سادات رسالہ تالیف کرد * وفات قاضی شہاب الدین بقول صاحب اخبار الاخیار

درسال ہشتصد و چہل و ہشت ہجری است ازمولف	شہاب الدین چو رفت از عالم دہر
بجنت گشت روشن آن مہ علم	وصالش کن رقم توقیر اسلام
	دگر فرما شہاب الدین مہ علم

میر سید ید اللہ قدس سرہٗ نبیرۂ سید محمد گیسو دراز است و در عالم خوردی خلافت
از وی یافت صاحب معارج الولایت میفرماید کہ سید ید اللہ روزی در ایام طفولیت
بخدمت جد امجد خود حاضر بود حضرت میر وضو میکرد و چون عمامہ مبارک بضرورت مسح از سر برآورد
و بر زانو نہاد و سید ید اللہ آن عمامہ را برداشت و بر سر خود نہاد حضرت میفرمود کہ ترا این خلعت مبارک باد
الحمد للہ کہ امانت باہل خود رسید پس از آن و ہر کسے را کہ مریدی خود قبول فرمودے نابعت سید ید اللہ
فرمودی و مرید را مرید سید ید اللہ قرار دادہ خود بترتیب تکمیل مشغول پرداختے و صاحب اخبار الاخیار
میفرماید کہ سید ید اللہ را بازن یا کہ ... ہمہ ید ابتلای مجتبی واقع شد آخر آن زن را در حبالہ
نکاح خود درآورد و چون لیشب نکاح عقد نکاح منعقد شد وقت سحر حسب عادت

که در هندوستان است عروس را جلوه می دادند بحیرت آنکه نگاه والا جاه سید بدالله بر جمال باکمال زن افتاد یکبی ذوقی و حالتی حقیقی از او دست داد و آهی برکشید و جان عزیز بمعشوق حقیقی تفویض کرد بعد فوتش عروس در عشقش بنشست و او را در کنار گرفت و جان بجان آفرین تسلیم نمود پس هر دو عاشق را در پهلوی یکدیگر در قبر نهادند و فات سید بدالله در سال هشتصد و چهل و دو هجری است

از وصل شاه مغرب عیان تاریخ	امیر بدالله شهید قدوة الدین	مرد خداساز و مالک مخزن	نیز بدالله شهنشاه حق

شیخ نور الدین المشهور بقطب عالم بنگالی قدس سره فرزند دلبند و خلیفه راستین شیخ علاء الدین علاء الحق بنگالی و از مشاهیر مشائخ هند است صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق و تصرفات و کرامات بود و در ترک و تجرید و ریاضت و مجاهدت شایسته پیاآورد و بدرجات نهایت رسید و بقطب عالم خطاب یافت چنانچه صاحب اخبار الاخیار می نگارد که جمیع خدمات خانقاه پدر نیک اختر از قسم جاروب کشی و فقرا و کم کردن آب برای وضو و آب و هیزم کشی متعلق بوی بود بلکه خدمت بیت الخلا و خانقاه هم بوی حواله کرده بودند الغرض در میان ایام روزی دره پیشین را درد شکم بود ناگاه او را حاجت شد قضای حاجت شد و در بیت الخلا رفت چون شیخ نور الحق در آن زمان بصفائی نجاست بیت الخلا مصروف بود حاجت درویش در بیت الخلا رسید بی اختیار صادر شد و جامه های شیخ بنجاست آلوده گشت و نجاست بر اندام پاک وی هم افتاد و شیخ علاء الحق چون فرزند خود را بدین حال دید بسیار خورسند شد و فرمود که تا الا این ملفوظات شیخ حسام الدین مانکپوری است و مسطور است که در آن ایام که شیخ نور الدین قطب العالم بخانقاه پیر و الد خود هیزم کشی میکرد و شیخ اعظم خان برادر بزرگ وی بوزارت سلطان تعلق داشت روزی شیخ نور الدین را بحالتیکه پشتاره هیزم بر دوش داشت دیده گفت قاضی نور الدین تا چند هیزم خانقاه بر دوش خواهی کشید و پیش پدر بدین بلا مبتلا خواهی ماند نزد من بیا تا ترا بدولت و جاه مستغنی کنم با استماع آن شیخ جواب داد که بنده را بدولت و حشمت تو که فانی هست هیچ احتیاجی نیست هیزم کشی خانقاه را بهتر از منصب وزارت که تو داری میدانم وفات حضرت نور الدین بقول صاحب تذکرة الاقطاب در سال هشتصد و پنجاه و یک

ومزار پر انوارش در قصبهٔ پنداده است و شیخ رفیع الدین بن شیخ انور پسر و صاحبزادهٔ آنحضرت بودند که بعد وفات

پدر بر مسند ارشاد نشستند از سر لطف	چو نور الدین انور زین دنیای فانی	بمسند رشد الفر و دین معلی
بگو تاریخ او شمس الهدایت ۹۵۱	دگر قطب الهدا انور هدایت	شیخ شبلی بن شیخ جلال الدین پانی پتی

چشتی صابری قدس سره از اعاظم خلفای والد بزرگوار خود است عالم بعلوم شریعت و طریقت بود و در فقر شانی عظیم و رتبهٔ عالی داشت و در تجرید و تفرید یگانهٔ زمانه و از اهل دنیا و اهل دنیا حذر کلی میکرد صاحب سیر الاقطاب میگوید که هر دو پای شیخ شبلی بسبب عارضهٔ جسمانی از رفتار بیکار بودند لیکن در وجد و سماع در آمدی از غایت ذوق بر جستی و بر خاستی و تواجد نمودی بطوریکه تندرستان را حاصل نمی بود روزی در عین وجد سماع بر خاسته وجد میکرد که درین اثنا شیخ انور عم بزرگوار وی هم بمجلس در آمد و هر دو دست شیخ بدست حق پرست خود گرفته فرمود که شبلی از بر خاستن تو بحالت وجد شوری در خلق افتاده است و میگویند که شیخ کرامت خود ظاهر میکند تا سماع نمی شیخ همانوقت بنشست و باز تا حیات بود گاهی بحالت وجد بر نخاست و نقلست که وقتی شیخ شبلی در حق افغانان که مریدان وی بودند از غایت عنایت فرمود که از خدای تعالی خواسته ام که تیر شما گاهی بر خطا نرود و پس از آن روز گاهی تیر ایشان بخطا نه رفتی روزی شخصی از ایشان در خاطر آورد که تیر ما بارشاد شیخ هرگز بخطا نمیرود دیده باید که باسمان چه چیز هدف تیر ما خواهد شد این بگفت و تیر باسمان پرتاب کرد چون تیر بر زمین آمد دید که پیکان تیر از سر ماری گذر کرده است حیران بماند و دانست که کرامت اولیا حق است و تیری که از زبان حق ترجمان ایشان پرتاب میکند خطا نمیرود وفات آن جامع الکمالات بقول صاحب سیر الاقطاب در سال هشتصد و پنجاه و دو هجری است و مادهٔ تاریخ وفات

مرشد دوران در کتاب خود درج فرموده است از سر لطف			شد چو از دنیا بجنت یافت جا
دل مرید شبلی شه بود و سرا	سال وصل او بگو شبلی سخی	نیز شبلی ذات دین پیشوا	شیخ علاء الدین قریشی

قدس الله سره العزیز مرید و خلیفهٔ سید محمد گیسو دراز است و بعلاء الدین قریشی گوالیاری اشتهار داشت جامع بود میان علوم ظاهر و باطن در تجرید و تفرید تمام عمر در گوشهٔ خانه گذرانید و بغیر حق کاری نداشت بحدیکه خادم را امر فرمود که کناسه و خاکروب که از خانه بیرون آید پیش در خانه جمع نماید که مردم محله آبادانی این خانه نکنند اندرون نیایند و مشوش اوقات عزیز من نشوند وفات وی

ودرسال هشتصد و پنجاه و سه هجری بیت از مولف	رفت چون از جهان بخلد برین	هادی مقتدا علاء الدین
سال ترحیل وی عیان گردد	ز ولی خدا علاء الدین ۸۵۳	

شیخ بهرام چشتی صابری قدس سره

از مریدان باکمال و خلفای صاحب حال شیخ جلال الدین پانی پتی است بعد تکمیل لعمر آغاز جوانی بعد
عطای خرقه خلافت در قصبه برناوه مامور شد و چون قصبه بیدولی متصل دریای جمن بود اتفاقاً دریا
روی بسوی آن قصبه کرد و قریب بود که قصبه را خراب کند شکنای قصبه بیدولی که از مریدان
شیخ جلال الدین بودند استغاثه طغیانی دریا بخدمت شیخ آوردند شیخ خطی بنام شیخ بهرام نوشت که از برناوه در
بیدولی برود و دریا را از خرابی قصبه باز دارد و تا حیات خود در آن قصبه باشد پس شیخ بهرام در بیدولی
رفت و بکناره دریا فرود آمده عصا بر زمین زد دریا همانروز از آنجا بفاصله دو کروه دورتر رفت و تا
زنده بود در آنجا بود و مقبره منوره او نیز در آنجا زیارتگاه خلق است و مشهور است که اگر کسی بیمار باشد
او را اندرون روضه منوره اش می آرند فی الحال شفا می یابد و از سیر الاقطاب منقول است
که در سال یکهزار و پنجاه و هفت ظفر بیگ عامل دهلی هندو ری راجکوت قصبه بیدولی مامور که و چون
وی در آنجا رسید معامله بر خلاف انصاف نمود و مجاوران خانقاه شیخ بهرام که اراضی معافی از قدیم معافی
داشتند ضبط کرد و بلکه قطعه زمینی که بخرج خاص روضه متبرکه آن تعلق داشت خواست که ضبط کند
اکابران قصبه او را از ینکار مانع آمدند فائده نکرد تا آنکه خود بر سر آن قطعه زمین آمد و جریب کشانید
حکم داد که بر آن زمین هم جریب بکشند مجاوران چون این چنین دیدند یکی از ایشان اندرون روضه آمد
و فریاد کرد که یا حضرت این عامل بیداد اکنون ما را ضبط کرده ما را از لقمه نان محتاج کرده است حالا زمین
خاص خانگی خرج روضه شما را هم زیر جریب آورده است برای خدا امداد فرمایند و درین سخن بود که غوغای
عظیم از بیرون روضه بگوش شان رسید که اسپ آن عامل از پا در افتاد و او از زین اسپ بر جست و در هوا
معلق در هوا ماند آن مجاور چون این بشنید و بسوی مرقد مطهر عرض کرد که یا حضرت او را معلق در هوا
چرا داشته آید بر زمین بزنید که گردنش بشکند فی الحال بر زمین افتاد و گردنش بشکست متعلقان
او را برداشته نزد روضه معلی آوردند چون اندرون روضه رسید فریاد برآورد که مرا از ینجا بیرون کنید که از
غیب مرد سخت بر سرم میزنند و میگویند که از ینجا دور شو و بعد از آن هر دو دستش بر کتف بسته شدند
هر چند خواستند که گشاده شوند جدا نگشتند چون بر چارپایی انداختند فی الحال بر زمین بیفتاد

چون چاره نیافتند بسبب تعلقاتش نالان و گریان او را پیش مجاوران روضهٔ عالیه بردند و عذر تقاصیر بسیار خواستند آخر مجاوران اندرون روضه رفتند عرض کردند که یا حضرت این گنهگار حالا بسزای کردار خود رسیده است امیدوار عفو جرایم است عرض مجاوران قبول افتاد و آن بلا از بیمار فی الجمله تخفیف حاصل شد و در چند روز شفا یافت و از سر اراضی ملکیت مجاوران خانقاه درگذشت و با کسانی دیگر هم بسیار سلوک کرد وفات شیخ بهرام در سال هشتصد و پنجاه و چهار هجری و مزار پر انوار در قصبه بیه دلی بکناره دریای جمن است وی عمری طویل یافت که یکصد و بیست و پنج رسیده بود از [illegible]

شد چو از دنیا بفردوس برین	حضرت بهرام شیخ اولیا	سال وصل وی شد از سرور ندا	زبدهٔ آفاق قطب الاتقیا

شیخ کبیر چشتی قدس سره از اولاد شیخ فرید بن عبد العزیز بن حمید الدین صوفی ناگوری است بزرگ بود و صاحب مقام جامع علوم ظاهر و باطن کتاب شرح فصوص و مصباح از تصانیف وی است و در ناگور سکونت داشت آخر بجهت تفرقه که در ناگور از دست معاندان اهل اسلام افتاد و از ناگور هجرت ورزیده بجانب گجرات رفت و همانجا بتاریخ پنجم ربیع الاول سال هشتصد و پنجاه و هشت وفات یافت رحمه الله و

بجنت چو رفت از جهان فنا	کبیر آن شه و پیر برنا و پیر	بتاریخ ترحیل آن شاه دین	بگو قبلهٔ اهل جنت کبیر

شیخ ابو الفتح جونپوری قدس سره مرید و خلیفه و شاگرد شیخ عبد المقتدر جد امجد خود است عالمی فاضل و دانشمندی کامل و از کبرای مشایخ وقت بود و در فقر و ریاضت و وجد و حالت نظیری نداشت و صاحب معارج الولایت و مولف مکارم اخلاق آورده که شیخ ابو الفتح جونپوری تا چهارده ماه در بطن عفت والدهٔ ماجدهٔ خود ماند ازین غم قاضی عبد المقتدر جد بزرگوار وی بغایت متفکر بود تا آنکه شبی شیخ رکن الدین ابو الفتح سهروردی ملتانی را در خواب دید که میفرماید ای قاضی در خانه تو پسری خواهد شد او را بنام من که ابو الفتح است موسوم کنی و همان روز که چهاردهم ماه بود شیخ متولد شد و همان روز شیخ جمال الدین مرید شیخ عثمان سیاح در خانه قاضی عبد المقتدر آمد چون نظر وی بر جمال با کمال شیخ ابو الفتح افتاد بقاضی عبد المقتدر گفت که خانه تو از کرامت این پسر پر نور خواهد شد آخر الامر شیخ عبد الحی پسر قاضی عبد المقتدر و پدر شیخ ابو الفتح در حین حیات قاضی عبد المقتدر وفات یافت و نعمت خلافت خواجگان چشت بشیخ ابو الفتح رسید و بر مسند ارشاد نشست و چون بزرگان شهر دهلی بسبب آمدن افواج امیر تیمور گورکان متفرق شدند وی در جونپور رفت و آنجا سکونت ورزید و فاقه

بسر می برد و فاقه نداشت زیر سایه دیواری اوقات میگذرانید و اکثر وقت گرسنگی و فاقه طعام چندان ضعف و بیطاقتی عاید حال وی شد که دست و پای وی میلرزید روزی سوداگری از مریدان قاضی عبد المقتدر بخدمت وی حاضر شده عرض کرد که فلان خانه متصل مسجد است و مالکان به بیعانه تنگه میفروشد اگر شیخ خرید کند خیلی خوش است و اگر تنگه وجود نیست نزد من حاضر است چندانکه تنگه باشد پیش شیخ نهاد شیخ قبول نفرمود و بعوض آن ابواب خزانه غیب بر روی شیخ از غیب بگشودند تا آن خانه را بسهولیت تمام خرید کرد و خانقاه عالی تعمیر نمود روزی باز آن سوداگر بود آمد شیخ او را از راه محبت نزد خود طلبید وی حیران شد و خطره در خاطرش خطور کرد که کسیکه چنین عمارت عالی تعمیر کند زر بسیار داشته باشد شیخ بر خطره وی آگاه شده فرمود که من زر بسیار دارم یکی حجره من پر زر دیگری پر از نقره است هرچه میخواهم صرف میکنم دست دزدان و رهزنان بر خزانه من نمیرسد و اموال دیگر از دزدان متصرف میشوند آن شخص چون بشنید تصور کرد که ظاهر این بد دعا در حق مال من است شیخ گفت مرا اختیاری نیست هرچه که میگویانند میگویم و همدران ایام چند هزار تنگه و بسیاری از مال تجارت وی بدزدی برفت و صاحب اخبار الاخیار میفرماید که یکبار در خانه شیخ ابو الفتح قراضه های زر بارید بود و شیخ فخر الدین بجنوری و شیخ محمد آب کش دریاآبادی از کاملین خلفای شیخ ابو الفتح است ولادت باسعادت شیخ ابو الفتح بقول صاحب معارج الولایت بتاریخ چهاردهم ماه محرم الحرام سال هفتصد و هفتاد و دو هجریست وفات آن جامع الکمالات بروز جمعه سیزدهم ربیع الاول سال هشتصد و پنجاه و هشت در عهد سلطان محمد بن سلطان ابراهیم شرقی بمقام

چو نیز هست از مولف	شه دنیا و دین ابو الفتح حق بین	که ذاتش مرشد راه صواب است	ولی حق نما بو الفتح تولید
وفاتش نور حق فتاح باب است	شیخ عارف قدس سره فرزند دلبند شیخ احمد عبد الحق و از اعاظم خلفای		

وی است بعد وفات پدر والا گوهر بر سجاده مشیخت نشست و صدها طالبان حق را بحق رسانید صاحب معارج الولایت میفرماید که هر پسری که بخانه شیخ احمد عبد الحق بوجود می آمد زیست آخر روزی منکوحه وجوجه شیخ شکایت این امر بخدمت شیخ کرد و گفت که از شما یک فرزند هم نصیب من نشد هر پسر یکه متولد میشد حق حق گویان می آید و عنقریب برحمت حق می پیوندد فرمود که یک فرزند دیگر در صلب خود دارم بتو خواهم داد اما هنوز پخته نشده است در سفر میروم واد را پخته

میکنم بعد از آن بعد تسلیم کنم بشرطیکه او را هیچ دخلی در رضا و تسلیم وی باشی بعد چندگاه پسری
بوجود آمد و بنام عارف موسوم گشت و این شیخ عظیم الشان بود که در شریعت و طریقت و
معرفت ثانی خود نداشت و او را پسری بود شیخ محمد نام که در تجرید و تفرید یگانهٔ روزگار بود و شیخ
عبدالقدوس گنگوهی از مریدان وی است **وفات** شیخ عارف بقول صاحب شجرهٔ چشتیه
در سال هشتصد و پنجاه و نه هجری است و عمر مبارکش چهل سال است از مولف

چو زین دنیای دون رخت سفر بست	جناب شیخ عارف واقف حق	عجب تاریخ وصلش جلوه گر شد	ز قطب الحق ولی عارف حق ۸۵۹

شیخ ابوالفتح علای قریشی کالپوی قدس سره از مریدان نامدار و خلفای بلند اقتدار
سید محمد گیسو دراز است جامع بود میان علوم ظاهر و باطن و مهر شریعت و طریقت و بزیارت
حرمین الشریفین نیز مشرف گشته و او را تصانیف بسیار است چنانچه کتاب عوارف المعارف
از اعلی تصانیف وی است دیگر تصانیف هم دارد مثل تکمله در نحو و مشاهده در تصوف وغیره وفات
وی در سال هشتصد و شصت و دو هجری است و مزار پر انوار در کالپی است از مولف

چو رفت از عالم فانی بجنت	شه اهل یقین هادی ابوالفتح	چو سال انتقالش جستم از دل	بگفتا سرور دین هادی ابوالفتح ۸۶۲

شیخ پیارا قدس سره از مریدان پاک اعتقاد سید یدالله است و تربیت و تکمیل از سید محمد
گیسو دراز یافته بود گویند که وی بروز اول چون بخدمت میر سید محمد رسید حضرت میراز وی پرسید
گرامی طالب اگر جای قبل ازین عاشق شده پیش من اظهار کن او از اظهار اینحال اعراض کرد و
عرض نمود که بنده برای اموختن عشق بخدمت حاضر شده است من عشق چه دانم که چه چیز میباشد
که از اظهار اینحال مقصود امتحان حال و دانستن مشرب تست اگر درین باب گاهی اتفاق واقع بوقوع
آمده باشد بگو و پرده مکن عرض کرد که وقتی من بر زن هندو نگران بودم و هیچ وجه دولت
دیدار دست نمیداد آخر زنار بستم و پیش گاه هندوان که اکثر اوقات معشوقهٔ من در آنجا
بی حجاب میرفت سکونت ورزیدم تا او را ببینم باستماع این تقریر حضرت میر او را در کنار گرفت فرمود
که در باب عشق عجب عالی همتی من دیگر کسی چنین عالی همت از کجا یابم که او را طریق عشق خدا
بیاموزم و اینکار عالی همتان است و عزیزتر از ایمان چه چیز است چون تو آن را در راه محبت صرف
کردی اکنون بیا که ترا عشق حقیقی بیاموزم و او را به بیعت سرفراز کرده در شجرهٔ شیخ فریدالدین

گفته شد که درجوار روضه متبرکه خواجه قطب الدین بختیار است بعبادت حق مشغول ساخته باندک ایام کار سلوک بتکمیل رسانید وفات شیخ یارا در سال ششصد و شصت و پنج هجری است از مولف

چو از دنیا بفردوس برین رفت	ولی صاحب تفرید یارا	ابشر شد عیان سال وصالش	ز کامل صاحب التوحید یارا ۶۶۵

شیخ محمد المشهور بشیخ مینا چشتی و سهروردی قدس سره صاحب ولایت و یار الکفوست

وازخورد سالی در سایه عاطفت شیخ قوام الدین پرورش یافته مشرف بشرف ارادت و خلافت شده باعث موسوم شدن او باسم محمد مینا این است که شیخ قوام الدین را پسری بود مسمی بنام نظام الدین محمد مینا و در بقیه غلبه شهوات و ایام جوانی پیش سلطان محمد بن فیروز شاه بادشاه رفته اختیار خدمت کرده و بمراتب عظیم رسید ازین سبب شیخ قوام الدین از طرف فرزند مکدر خاطر گشت و شیخ محمد نظام الدین مینا هرچند در خدمت شاهی بیشتر [illegible] از دنیا [illegible] آخر خواست که بوطن مراجعت کند و در پای پدر بیفتد و عفو تقصیر خود [illegible] بجانب وطن نهاد و بوطن رسیده بحالت سواری [illegible] خانقاه پدر آمد چون نظر پدر بر او افتاد گفت ای ناخوردار در صحن خانه قوام الدین درویش بسواری اسپ در آمدی و عنان اسپ باز پس کرد و خواست که اسپ از خانقاه بیرون کند تا پیاده بخدمت حاضر شود که درین اثنا قدم اسپ خطا کرد و وی از اسپ بیفتاد و بمرد درآنوقت شیخ قطب الدین نام درویشی از مریدان خادمان خاص شیخ حاضر بود بوی فرمود که میخواهم که ترا پسری از حق عطا کند و موسوم باسم شیخ محمد مینا شده بجای فرزند متوفی من بحکم نعم البدل داشته باشد آخر بتاثیر نفس مبارک شیخ بخانه قطب الدین شیخ محمد مینا متولد شد و مورد عنایت و منظور نظر شیخ شده بجای فرزندان پرورش یافت و بعد تکمیل و تربیت سجاده نشین و خلیفه راستین شیخ قوام الدین گشت و صاحب اخبار الاخیار مینویسد که شیخ محمد مینا ولی مادرزاد بود چون او را بطفلگی بخدمت استاد بردند استاد گفت بگو بسم الله الرحمن الرحیم او بخواند بعد از ان گفت بگو الف چون الف گفت فرمود که بگو ب گفت چون الف خواندم حاجت ب خواندن ندارم و الف من صرف بالف الهی کافی است و در ذکر الف چند معانی حقایق بیان فرمود نقل است که شیخ مینا مجرد بود و مجرد از دنیا و اهل دنیا از عیال و اطفال کاری نداشت و در حین سلوک بسیار ریاضت شاقه کشید و بوقت شب بر سر دیوار نشسته عبادت میکرد که اگر خواب غالبه کند بر زمین بیفتد و بیدار

گردد و اگر بر زمین نشستی خارها بهر چهار سوی خود نشاندی که اگر در حالت خواب بیفتد نوک خارها در پهلو نیش بخلید و بارها در موسم زمستان پیراهن بآب تر کردی و در صحن خانقاه نشسته بعبادت حق مصروف شدی **وفات** شیخ محمد مینا در سال هشتصد و هفتاد و هجریست از رسول لطف

چو از دنیا بفردوس برین رفت | محمد شاه دین مقبول احمد
وصالش کن بیان مخدوم محمد | دگر فرما خلیل حق محمد

شیخ شمس الدین طاهر قدس سره از مریدان پاک اعتقاد و خلفای حق یاد شیخ نور الدین قطب العالم صاحب اخبار الاخیار میفرماید که وی شیخ بزرگ کبیر السن بود عمر او بصد و پنجاه سال رسیده بود و سوای از مرشد ارشد خود فیض کامل و فائده عظیم از روحانیت خواجه بزرگ معین الحق والدین حسن سنجری یافت و از غایت محبت و اعتقاد مدام در شهر اجمیر سکونت داشتی و بدین درازی عمر هیچگاه در کوچه های اجمیر آب دهن بینی نینداخت و بول و غائط نکرد و در شهر بی طهارت نماند چون حاجتی از حاجات انسانی شدی فی الحال از شهر بدر رفتی **وفات** وی در سال هشتصد و هشتاد و یک هجریست از رسول لطف

چو شمس الدین بفردوس برین رفت | وصال پاک آن شمس آفاق
باول جلوه گر شد تاج عزت | دوباره گشت روشن شمع عشاق

شاه جلال الدین گجراتی قدس سره

از خلفای نامدار و مریدان بلند اقتدار شیخ پیاره است شیخی بود کامل مکمل و صاحب تصرف و کرامت در ظاهر و باطن مرتبه رفیع و شانی منیع داشت اصل وی از گجرات است و در بنگاله بماند صاحب اخبار الاخیار و معارج الولایت میفرماید که وی در خانقاه عالیجاه خود چون بادشاهان تختی بنا کرد و بادشاهانه بر آن تخت اجلاس کردی و بر مریدان و معتقدان خود حکام جاری فرمودی آخر شخصی از حاسدان سیاه رو و حاسدان بدخواه این خبر بپادشاه رسانیده سخنان غیر واقع در حق شیخ گفتند بادشاه را از استماع این حال دغدغه کمال در خاطر راه یافت و فوجی برای قتل شیخ و تابعین وی مامور کرد و قاتلان در خانقاه شیخ رسیده شیخ را با مریدانش بتیغ بی دریغ تیغ آوردند و بیگناه شهید ساختند نقل است که چون قاتلان در خانقاه شیخ در آمده مریدانش را می کشتند شیخ میفرمود یا قهار یا قهار و چون تیغ بر سر شیخ کشیدند گفت یا رحمان یا رحمان یا رحمان و همین کلمه سرش از تن جدا گشت و در حالیکه سر مبارک شیخ از جسم جدا شده بر زمین افتاده بود بار الله الله گفت و خاموش شد و این واقعه

شاه جلال در سال هشتصد و هشتاد و یک بوقوع آمد از رسول لطف | رفت چون آن جهان بجلد برین

شیخ والاجلال عالیجاه	آنکه هست سرور بستان خلد شاد	والی حق جلال شاهنشاه ۹۹۰	شاه کاکو قدس سره

از خلفای نامدار شیخ نور الدین قطب العالم است و نسب شریف وی بچند واسطه بحضرت فرید الحق والدین
گنج شکر میرسد و از شیخ پیر محمد چشتی لاهوری نیز فیض وافر و خرقه خلافت یافت و وی بعد تکمیل
و عطای خرقه خلافت بلاهور مامور شد و خلقی کثیر را بخدا رسانید و خوارق و کرامت بی اندازه
از وی بظهور آمدند وفات آن جامع الکمالات بقول صاحب تذکره شیخ جوهر قطب العالم
در سال هشتصد و هشتاد و دو هجری است و مزار پر انوارش در لاهور است از مولف

چو از دنیای دون رخت سفر بست	جناب شاه والاجاه کاکو	چو سرور جست تاریخ وصالش	ندا شد شاه اکبر شاه کاکو ۸۸۲

شیخ حسام الدین مانکپوری قدس سره از اعاظم خلفای شیخ نور الدین قطب العالم
و از اعیان مشایخ وقت بود و عالم بود بعلوم شریعت و طریقت او را ملفوظات است مسمی به رفیق العارفین
که جمع کرده بعضی از مریدان وی است در آن میفرماید که بعد از خلافت تا هفت سال فقر دیدم و فاقه
کشیدم چون تشنگی میگرفت آب میخوردم و مشغول میشدم روزی یکی از فرزندان گرسنه شد و بر من آمد
و گریه کرد در آنوقت از گریه فرزند موثر شده اینقدر سخن از زبان من برآمد مصرع ع ای عجبا چون تو
بیچونی را نه بس پس همانوقت شخصی یک طبق طعام برای من فرستاد که قبل ازین گاهی چیزی
نفرستاده بود دیگر هیچ وقت نه پیش من باز فرستاد چندان پشیمانی حاصل شد که از برای چه اینقدار
از زبان من برآمد بخود زجرها کردم و فرمود که من بیشتر کتابها یاد داشتم چون بپابوس شیخ رسیدم
همه آن فراموش شد اما علمی دارم از آن خوبتر که اگر کسی بخواهد تمام هدایه بمعانی سلوک گفته آید
و فرمود که حضرت والد در ابتدا از من میرنجیدی که چرا ترک علم کرده است این سخن بقطب عالم رسید
فرمود درویش میخواهد که در تتبع خویش دارد و علما میخواهند که در تتبع خویش دارند پس مرد
آنست که هر دو کار کند از آن روز چیزی گفته می آید بعد از آن العلما بحاله والرجل بحاله
در بودگی و جذبه بدین غایت بود که نام الله از زبان گفتن ممکن نبود اگر میگفتم بیتاب می گشتم
و مردمان گمان دیوانگی در حق من میکردند و فرمود که چون بقصد ملازمت شیخ از وطن آمدم بهر منزل
در خواب میفرمود که من برابر تمام ام غم مخور یک روزی در کشتی سوار شدم درویشی ژنده پوشی نیز با من
سوار شد چون کشتی از آب برآمدن آن درویش در آب افتاد و کس از حال او خبردار نشد چون دیدم و

رسیدیم جای چوبی شیخ حاصل کردیم دیدیم که در صورت شیخ و صورت بیان در درویش که تا برافتاده بود
تجاوزی نبود وفات شیخ حسام الدین در سال هشتصد و هشتاد و دو است از مولف
چون حسام الدین شیخ بهر دو سرا رفت از عالم بفردوس برین گفت سال انتقال او خرد بادی مشکلکشا مطلوب دین

شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس سره مرید شیخ مینا است بزرگ بود و حافظ قدس سره
و آداب طریقت همتی عالی داشت و موصوف بود بترک و تجرید و بر طریقه پیر خود مصدر و مشتاق بوجد
و سماع بود و در علم نحو و فقه و اصول تصنیفات دارد مثل شرح مصباح و کافیه وغیره و یک رساله
شیخ نوشته است مسمی بمجمع السلوک بر طرز خزانه جلالی که از ملفوظات مخدوم جهانیان است
بعضی از ملفوظات و حالات شیخ مینا در آن درج کرده و وی در علوم ظاهر شاگرد مولانا اعظم است
که از فقهاء علمای عصر بود و پیر وی شیخ مینا نیز کتاب عوارف المعارف پیش مولانا میخوانده و شیخ
سعد الدین را مریدان اهل کمال بسیار اند منجمله ایشان شیخ صفی بزرگی صاحب ذوق و حال
و بر قدم پیر خود مجرد و دوم شیخ مبارک سندیله که باصناف شریعت و طریقت موصوف بود
وفات شیخ سعد الدین بقول صاحب تذکرة الاقطاب سال هشتصد و هشتاد و دو است از مولف
سعد دین اسعد سعید دین شد ز دنیا چو بهشت برین گفت هم سال تاریخش کاشف حق سعید سعد الدین

شاه میانجی بیک واسطه مرید سید محمد گیسو دراز است درویش کامل و اکمل بود در زمان وی
در ولایت مند وکسی از وی بزرگتر نبود وی شیخ آن ولایت بود صد و بیست سال عمر داشت و از سی
و پنجسالگی بود و صاحب اخبار الاخیار مینویسد که وی از ابتدای شهر رجب تا ایام عاشوره
بیمار افتاد در حجره اعتکاف در سنگ بند میکرد و در خصوص شاه وی بی طعام و شراب بسر
در روزی که میخواست که از حجره بیرون آید فریاد میکرد که تا همه مردمان حاضر شوند از حجره
تر رفته چون جای خالی بنشیند شیخ از حجره قدم بیرون می نهاد و اگر اتفاقاً کسی حاضر نبود از
جلالت شیخ بر او می افتاد تا در روز بیخود افتاده قاضی آن شهر منکر شیخ بود با او بیحیا
بیکار و در روزی بوقت بر آمدن حجره قاضی حاضر بود نظر شیخ بر وی افتاد و از حال خود بیهوش شد
دو روز بیهوش بماند نقل است که روزی قاضی بقصد ایذا شیخ آمده بود و
ازین بر شیخ رسید شیخ از بر شد از غرفه بام بجانب قاضی اشاره کرد در دل نابرابر افتاد

دو سه درّه از دست قاضی بیفتاد و قاضی نیز در شریعت قدمی راسخ داشت درّه برگرفت و قصد بالای
بام کرد شیخ از بام برآمد و دست قاضی بگرفت و بالا برد قاضی را نظر بر شیشه شراب افتاد گفت
این چیست و ظرفی بر داشته پیاله پر کرد و شربت نبات خالص بود شیخ گفت بسم الله بخور الله و
خوش شد قاضی بخورد و بیرون آمد وفات شاه میانجی در سال نهصد و هشتاد و نه هجری است از مولف
میانجی شاه شاهنشاه عالی چو رفت از دار دنیا سوی جنت رقم کن کاشف اسرار تاریخش دگر فرما زهی پیر با کرامت
سید محمد بن جعفر المکی الحسینی چشتی قدس سره از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی
است و در توحید و تفرید مقام عالی دارد و آنچه وی از اشغال ظاهر و باطن خود نوشته است عقل
حیران است و در زمره کاملان وقت خود است و او را تصنیفی است مسمی به بحر المعانی و در وی بسیار از
حقایق توحید و اسرار معرفت بیان فرموده سخن مستانه میگوید و در کتاب دیگر یعنی حقایق المعانی و
حقایق المعانی نیز وعده میکند آیا آن تصنیف یافته شد یا نی و او را تصنیفات دیگر هم است و رساله وارد در بیان
اسرار روح و رساله ایست مسمی به پنج نکات و بحر الانساب که دران بیان نسبت اهل بیت رسالت کرده
و نسبت آبا و اجداد خود هم ثبت نموده و وی کثیر الدعوی است و از آنچه از احوال خود بیان فرموده
تحقیق میشود که دعوی او حق است و عمری دراز یافته چنانچه از ابتدای سلطنت تغلقیه تا زمان
سلطان بهلول لودی در قید حیات بود و سن شریفش که اند و صد سال است آبای کرام وی
شرفای مکه معظمه اند بعد ازان بدهلی آمده در سرهند قیام کرده الحال هم مقام مدفن وی بهمان
شهر است و در بحر المعانی میفرماید که مدت شصت سال در عالم ظاهر بودم و در کسب کمالات میکوشیدم
و از محبوب ازل و مقصود ابد غافل بودم حالا هیچ آنچه دیده ام نتوانم دید و شنوم آنچه گوش نشنیده و هم
دران کتاب حالات ابدال و اوتاد و اقطاب و افراد و سائر رجال الله و بیان اعداد و اسامی
و مراتب و احوال و اقسام ایشان را بیحی تفصیل داده است که فوق آن ممکن نیست و گفته است
که با همه ملاقات کرده ام و فیض ها یافته ام و مقامات همه را مشاهده کرده ام و نیز فرموده که سیصد و پنجاه
و هفت ابدال دیگر اند و ایشان را فقیر در کوه سر چشمه دریای نیل ملاقات کرده است و ایشان در
کوه ساکن اند و خوردن ایشان شلغم و دنباست و ملخ بیابان و طائفه افراد را عدد نیست بسیار اند
و از چشم خلق ظاهر مستور و بعضی ایشان را اقطاب دانند و بینند و منجمله اولیا و اقطاب ذکرش مقام

معشوقی رسیده اند سبحان الله یکی لسان ایشان دیگری رسیده یکی شیخ محی الدین عبد القادر گیلانی دوم
نظام الدین بداونی و مرید را مشارب اند روح احمدی بود چنانچه روزی این فقیر بر کشتی دریای نیل
مصر با خضر علیه السلام مصاحب سوار بود و سخن در بیان مشاهده لایزالی میرفت خضر فرمود که
شیخ عبد القادر گیلانی و شیخ نظام الدین بداونی در مقام محبوبی و معشوقی بودند و نیز میفرمایند که
نوزده سال در محو بودم و بست و یکسال در سکر ماندم بعد یک هیچ خبر نداشتم اما دو از شیخ بقیه بعد
یعنی قطب اقلیم بودی بود هم ایشان از مدت سکر من روایت کردند آنگاه معلوم شد که بست و یکسال
در سکر بوده ام حالا مدت چند سال که از هستی و من و انیت نزول کرده ام سه فرید هم فرو نشستیم
که هر خود را ز فرو بیت بسی انبار دارم + اگر موسی نیم موسی چه هستم + درون سینه موسیقار دارم
و چون از دولت فرد حقیقت شیخ نصیر الدین محمود در سلوک سلوک ترقی شده تجلی
تجلی ذات که مقام نزد انیت است نزول کردم فرد حقیقت را در واقعه دیدم که ذکر خفی میکنند دلم
در وی نیاز بجا که مالیدم بزبان راندکه ای شهباز میدان لاهوت دامن پاک آمد و از عالم
جبروت واسطه باز یافته عالم ملکوت و ناسوت بعد از آن میلی در چشم من کشیده فرمود این میل
از نور جمال ذات است و این واقعه در سال هشتصد و یازده بود چون شب شد و ظاهر شدم و از شهر
نظلان در مصر رفتم بپای بوس شیخ اوحد سمنانی مشرف شدم در آن وقت قطب عالم ایشان
بودند ایشان نیز همان کلمات که فرد حقیقت فرموده بود بفرمودند بنده را ایشان در حجرهٔ خویش
کنج تجرید فرمودند دران حجره دو نفر دیگر بودند یکی صوفی دوم متعلم بعد نماز شام در طلب شدند
نماز عشاء بجماعت با قطب العالم شیخ اوحد سمنانی گذاردم تا وقت تهجد آن شب سه ختم قرآن ختم نمود
سیزده سپاره بر آن زیادت خواندم بعد از آن قالب من دور شده محیط عرش عظیم گشت
و دیدم که عرش عظیم در دیدهٔ من مثال خردلی شده است بعده در خود نظر کردم دیدم که
موهای وجود من صورت شده و همه صورتها بصورت خویش دیدم بعده صورتها محو شدند
گرفت جمیع عالمها و افلاک و انفس بلا کیفیت شدند و جمیع تجلیات صفات و افعال و اسماء
آثار محو گشتند و در طرفة العین هشتاد هزار عالم تجلیات را سیر کردم و کلام بیواسطه شنیدم فرمان
شد که یا سیدی جلالی حجاب جمالی انوار جلالی و انت بین التجلی الجلالی و الجمالی ... تجلی ذات

مشرف شدم که کیفیت آن بمشاهده تعلق دارد و از آن تاریخ در مقام لاهوت که مقام فردانیت است
نزول کردم و بعد از تجلی ذات هفتصد سال روز در عالم صحو آمدم و درین هفتصد روز بیهوشی شیخ احمد
نهانی در حجره من می آمد و بوسه بر پیشانی من میداد و میرفت اگر شیخ مطلع حال من نمی بودے
سقایان حجره مرا مرده پنداشته دفن کردندے و خضر در بحر المعانی از من سوال کرد یعنی با وی
و تا حال بسر سید والله نمیگویم بسبب آنکه در مبداء حال چند سال این فقیر را تمنای ملاقات او بود
چون ملاقات شدی ازین کلمات از خضر علیه السلام چیزی میپرسیدی مرا شفا حاصل نمیشد امروز
او را تمنا بسیار است و من محترزم بدین سبب که او در حفظ جان خود است یعنی نیچان را حفظ میکند
و مرا اگر هر دم هزار جان دهند شرک آن منظورم و مرا فکر خیر الکلام باقی و دل در اشکر حال است
کلمات باجمال در قلم می آرم اگر بتفصیل مشغول شوم مثل توریت شتران بار شوند اما این کلمات
شرح فرقان عظیم است از آن خیر الکلام آمده و هم در بحر المعانی میگوید که مدت بیست سال بر آستانه حضرت
پیر پیشانی نیاز سوده ام و بعد از ارادت در سه کار مصروف بوده ام اول هر وقت آب وضوی شیخ بر دست
فقیر بود و وضو میکنانیدم دوم شغل روغن چراغ ایشان بر دستم بود سیوم شغل کلوخ استنجا حضرت
پیر در دست میداشتم که هر روز کلوخ را بر رخساره های خویش گرم کرده صاف نموده بجای استنجا
می نهادم و این خدمت در عهد سلطنت سلطان محمد تغلق میکردم من بعد بحکم و اجازت پیر خود سه صد
و هشتاد و دو ولی را یافته خدمت کردم و هر یکی نعمتی وافر در حق این فقیر ارزانی داشت و هم
در بحر المعانی آن سه صد و هشتاد و دو بزرگ از مشاهیر دهر هم نام بنام با اماکن و ملاقات از
اقطار عالم و غرائب احوال که در سفر و حضر در خدمت ایشان دیده و یافته و مدت مکث خود به هر یک
بیان میکند و نیز میفرماید که صفوان بن قصی برادر عبد المناف را که در پیش حضرت شاه رسالت
صلعم بشرف ایمان مشرف شده بود دیدم که در غار کوهی مشغول بود و در آن روز که خدمت ایشان را
قدمبوس کردم نه صد و دوازده سال بود ایشان فرمودند که رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
در حق من بدرازی عمر دعا کرده بود و این قصه صفوان که درین کتاب مذکور است در بحر الانساب نیز
که تصنیف کرده وی است ذکر کرده است که خالی از غرابتی نیست و با کتب احادیث و سیر موافق نه والله
اعلم بالصواب و در آخر کتاب بحر المعانی میفرماید که روز پنجشنبه بیست و هفتم ماه محرم مکتوب سنه ششصد

می نوشتم و قلم در اسرار عشق میراندم و قلم درین محل که زبر خبا نزد و خبا رسید و فهم در حال دیگر در آمد آنگاه
سر بر زانو نهادم و بیخود شدم حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را دیدم که در مسجد قبا بجمیع اصحاب
کرام و اولیای عظام از امیر المومنین علی المرتضی کرم الله وجهه تا قطب عالم شیخ نصیر الدین محمود
حاضر اند حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت بلفظ فارسی بمن متوجه شده فرمود که ای فرزند
مست حضرت لم یزل و لا یزال بحر المعانی را بیار فی الحال من سی و پنج مکتوب سی و ششم که درین
محل رسیده بود بخدمت بردم و بدست حق پرست آنحضرت دادم حضرت رسالت پناه بسبعیت
تمام بخواند و فرمود الحمد لله الذی الهمک یا ولدی علم الاسرار و ارشدک الله فی زیاده علمک و فرمود
که ای یاران مصنف بحر المعانی مردی است که جمیع کلام مجید را معانی حقیقت بیان کند و اگر تمام
علم روی زمین همه شسته گردد و یک ورق نماند این شخص قلم بدست گیرد و همه را از سر نو نویسد من بعد
فرمان شد که ای فرزند پیش ازین اسرار حقیقت را در صحرا منه که امور شریعت در جهان قصور پذیرد
و پس قبول کردم و بحر المعانی را هم برین مکتوب سی و ششم باتمام رسانیدم من بعد آنحضرت
بحر المعانی را بدست علی المرتضی کرم الله وجهه و ایشان بعد از مطالعه بدست خواجه حسن بصری
داد و ایشان بدست خواجه عبد الواحد بن زید همچنین بجمیع مشائخ سلسله تا قطب العالم شیخ نصیر الدین
رسید وفات سید محمد در سال هشتصد و نود و یک قبل از وفات سلطان بهلول شاه لودی بادشاه
واقع شد و از حضرات چشت اهل بهشت عمری طویل مثل وی کم یافته است **از مولف**

چون محمد ابن جعفر میر دین + گشت از دنیا بجنت جایگیر + گفت سرور میر کامل متقی + سال وصل آن شه برنا و پیر
باز سال رحلت آن گفت دل + سید آل محمد دستگیر **شیخ محمد ملاوه قدس سره** در اوایل مرید
شیخ احمد بداولی بود و ریاضات و مجاهدات شاقه بخدمت وی کشید و در آخر بصحبت جلال گجراتی
رسید و نسبت عشق ازو درست کرده شیخی کامل و صحیح الحال شد و بخطاب مصباح العاشقین
مخاطب گشت نقلست که یکبار شیخ محمد در سماع بود و قوال در برو وی بیتی میگفت که مشتمل
بر حالات بعد و فراق بود و شیخ را در وجد حال بحدی رسید که نزدیک باحتراق روح رسید شخصی از حاضرین
که بدین حال وقوف داشت قوال را گفت که چیزی دیگر بگو که مخبر از حال قرب و وصال باشد چون
قوال قول وصل شروع کرد از شنیدن آن تازگی و فرحت در شیخ پیدا شد گویا از سر نو جانی

ماند در طلب نشسته یکیست نقلست که وقتی در خانهٔ شیخ آتش افتاد و غلهٔ شالی که بجهت خرچ درویشان
نگاه داشته بودند تمام و کمال بسوخت چون وقت تخم افشانی رسید کیفیت حال بایشان گفتند
گفت که سوختگان را چرا تخم سوخته دیگر چه خواهد بود و دست بدعا برداشت و بزبان آورد که خداوندا
هر بار بحکمت کار خود کار میکردی این بار بالتجای بندهٔ خود کار کن خداوندا شالی که داشتم در آتش
بلکه سختی که آنرا بسوخت حالا دیگر ندارم چه کنم تخم شالی سوخته باید تو در زمین می اندازیم
رضای بدست تست اخراز خاکستر شالی سوخته شالی برآمد چون وقت پختگی رسید دیدند که در خوشه‌ها
شالی دو برنج بودند پس دانه‌های شالی پیش سکندر لودی که پادشاه هند بود بردند او دوگانهٔ
شکرانه ادا کرد که درین عصر چنین مردان اهل کرامت هستند که هرچه از خدا بخواهند
بیابند نقلست که روزی شیخ در سماع بود و نوابی بود در راه هند از امرایان آنجا بر
سماع گذر کرد چون نظرش بر جمال شیخ افتاد بیخود گشت و بهمراهیان خود گفت که مرا بگیرید که
رفتم از دین خود درگذشتم همراهیانش فی الحال او را از آنجا کشیده بردند بعد از زمانی در حال
خود باز آمد کیفیت حال از وی پرسیدند گفت این ملامات خدا را درکنار خود گرفته وجد میکند اگر
شما مرا بیرون نمی‌کشیدید در پای ایشان می افتادم و ترک دین خود میکردم وفات شیخ محمد قبول صاحب سماع
در سال نهصد هجری بیست و مزار پر انوارش در قصبه بلاده است که قصبه ایست از مضافات شهر قنوج
رحمة الله علیه و برکاته از مولف چو از دنیا بفردوس برین رفت + محمد عارف معراج ابرار + وصال او ز پیر محترم گیر
دگر فرما محمد تاج ابرار شیخ جنید حصاری علیه رحمة الله الباری از اولاد شیخ فرید الدین
گنج شکر است بزرگ عالیمرتبت بود عمری دراز یافته و نعمتی ظاهر داشت و سرعت کتابت او
بحدی بود که از احتمل حیز خوارق عادات دانستوان نمود و در سه روز تمام قرآن مجید با اعراب و صحت
می نوشت خوارق دیگر هم از وی بسیار نقل کرده شده است و او در بعضی رسائل خود از غرایب
نوادر که در عالمی از عوالم ولایت بوی رو نموده بود نوشته است اکثر از حد عقل و فهم خارج است خداوند آنرا
چه تاویل کرده است اما اولاد او بجهت استبعاد خلق آنرا شسته و محو کرده اند وفات شیخ جنید
سال نهصد هجری است و مزار پر انوارش در حصار واقعست از مولف شد چو از دنیا بفردوس برین
شیخ عالم عامل جنید + سال ترحیلش چو جستم از خرد + گفت کامل خواجه اصل حاجب شیخ حسین ناگوری

قدس سره خلیفه اسیتن شیخ کبیر است جامع بود میان علوم ظاهر و باطن و شریعت و طریقت
و حقیقت اهل هندوستان بر ولایت و عظمت او متفق اند ذوقی بکمال و عشقی تمام و علمی وافر
و غایت زهد و تقوی داشت و در ولایت گجرات مدتی در خدمت پیر خود بوده تحصیل علوم کسبی
و دینی وغیره نموده بوطن خود رجوع فرمود و سالها آنجا در مزار گوهربار خواجه معین الحق والدین
حسین سنجری کرده بعبادت مولی مشغول ماند در زمانیکه شهر اجمیر خراب بود و حوالی او مسکن
دد و دام شده بود وی در حجره مقدس خواجه بزرگ سکونت میداشت و چون هنوز بنای مرقد متبرکی
عمارت نبود وی بغایت محنت و عرق ریزی بنیاد عمارت نهاد و نیز باشارت روحانیت
خواجه بزرگ از اجمیر بناگور رفت و بتعلیم علوم دین و تلقین طلبا مشغول گشت و تفسیری دارد موسوم
بنور النبی که سی اجزا است و هر جزوی از قرآن جزو علاحده باحسن وجه تحریر نموده است
و حل تراکیب و بیان معانی قرآن از آنچه در تفاسیر می باشد بتفصیل و تسهیل بر وجه تمام شرح داده
و بر قسم ثالث مفتاح نیز شرحی نوشته است و رسایل مکتوبات نیز دارد و سوانح شیخ احمد غزالی را
نیز شرحی کرده است و وی بغایت مولع بود بمحبت حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیات
و هر چه او را بود از خانه و چاه و باغ وغیره همه را در تسمیه نسبت بدان حضرت کرده وقف کرده بود
نقلست که او در فصلی عرس حضرت سرور خود کرده طعام بکثرت بمردمان بخش نموده بود و حصه از
طعام برای وقت افطار نگاهداشته بود ناگاه چهار تن از مردان غیب بشکلی که کسی ایشانرا نشناسد
مبتلا به بلای جذام در رسیدند بحالیکه از سر انگشتان ایشان ریم و خون می چکید در فنای او دیده طعام
از وی طلب کردند شیخ طعامی از قسم برنج و خیرات و ساگ و امثال آن که برای خود نگاهداشته بود
حاضر آورد آن چهار کس بر آن تناول کردند و آنچه در ظرف باقی ماند او را فرمودند که بخور او بغایت صدق و
طلب پس مانده ایشانرا بخورد از همانروز او را فتحی ظاهری و باطنی نصیب گشت نقلست که شیخ
را عرابه بود بر وی سوار میگشت و عرابه را خود میراند و برگاوان که عرابه میکشیدند هم خود نگاه میداشت
و خدمت میکرد و بغایت جامه های کهنه و درشت و چرکین میپوشید چنانچه صاحب اخبار الاخیار
مینویسد که فقیر آن جامه های شیخ را زیارت کرده است و شیخ عبدالقادر که بود از اولاد ملک
بی مناسبت داشت بدهلی آمده بود اکثری از تبرکات آن بزرگ نزد او بود در آنجا دیده بود

که هر سه جامه یعنی دستار و پیراهن و ازار یک جنس پارچه بودند آنچه ذراعی بیک فلس هم زیرا
نقل است که روزی شیخ را حالت سماع در گرفته بود و هم بدان حالت راه صحرا در گرفت و کسانی که
که بر دست او مشرف باسلام شده طهارت ظاهری و باطنی حاصل کرده بودند و قوال هم در پس
شیخ روان شدند چون بر لب حوض که بیرون ناگور بسیار عمیق است رسیدند شیخ بر آب حوض رفت و آنچنان
بطوریکه کسی که در خشکی می رود و آن کسانی که مسلمان هم به متابعت شیخ پا بر آب نهادند در رفت مگر قوال که شیخ همراه
رفتن نتوانست و بر لب حوض بایستاد نقل است که در عهد سلطان غیاث الدین پادشاه هند
بسیار مطلب او اجابت نمیکرد و یکبار موی مبارک حضرت سرور انبیا صلی الله علیه وسلم پیش
سلطان هند آوردند مردم گفتند که اگر این خبر بشیخ حسین ناگوری برسد بی اختیار قصد این
دیار خواهد کرد سلطان این خبر بسمع شیخ رسانید او همان ساعت بی توقف سماع کنان در دو گویا
احرام دیار هند بست چون قریب آن دیار رسید پادشاه باستقبال برآمد مردی دید کهنه پوش
غبار آلوده بر چهره نشسته خیال کرد که مگر شیخ دیگری خواهد بود گفتند شیخ همین است قصد دریافت
او کرد شیخ را از شوق زیارت موی شریف فرصت آنکه به پادشاه بلکه بخود می پرداز نبود آخر موی
مبارک بنظر شیخ آوردند بمجرد آنکه نظر شیخ بر موی شریف افتاد آن موی بپرید و بر دست شیخ
رسید سلطان او را بر گور پدر خود برد و برای نکویی عاقبت خیر درخواست نمود شیخ دعا کرد و از آنجا
احوال آن قبر بر وی کشف شد بعد ازان فرمود سلطان تحفه های عالی پیش آورد و زر کثیر پیشکش نمود شیخ
قبول نکرد گویند که پسر شیخ را از آن ملیه دادن پیدا شد شیخ آن را دریافت و به پسر گفت که این مال را
هرگز کسی بار ندیده و نگاه ندارد اما اگر پاره ازین بگیری و در صرف تعمیر روضه خواجه بزرگ رضی الله
عنه خود صرف کنی اختیار است که درین باب نفس شیخ کبیر پسر روشن ضمیر رفته است و از
که تا از زر می بدست خواهد آمد آن را صرف روضه های مشایخ عظام نمی گویند که در تمام عمر او در زر
بدست نیامد غیر همین زر که سلطان هند بوی داد و وی آن را به تعمیر عمارات روضه های خواجگان
صرف نمود پس عمارتی که بر سر مزار پر انوار خواجه بزرگ است و دروازه روضه خواجه را دیگر
کسی از ملوک هند و بعد از وی ساخته است و عمارتیکه در دروازه روضه شیخ حمید الدین ناگوری است
آن هم به تعمیر ساخت و چار دیوار مقبره ناگور ساخته سلطان محمد تغلق است وفات شیخ حسین ناگوری

باقوال اہل اخبار الاخیار در سال نہصد و یک ہجریست از مولف				گرد رحلت چو از جہان فنا
شد بدار السلام خاص حسین	عارف متقی است تاریخش	ہم نصیر ما امام خاص حسین باد	راجی حامد شاہ	

قدس سره مرید شیخ حسام الدین مانکپوری است وی بزرگ بوده صاحب نسبت درست و حال صحیح و صفای باطن نقلست که در زمان سلطان شمس الدین التمش دو برادر یکی سید شمس الدین دوم سید شهاب الدین از سادات گردیز بدهلی آمدند و سید شمس الدین در زمین میوات سکونت ورزید و سید شهاب الدین بدهلی ماند و اسم راجی خطاب سید شهاب الدین که جد سید راجی حامد شاه در اوایل حال بلباس سپاهیان بماند آخر بصحبت شیخ حسام الدین مانکپوری مشرف شد و در ریاضات شاقه کشید و صفای باطن و حضور وقت نصیب او گردید و از علم ظاهر بقدر ما یحتاج کفایت کرده بود لیکن دانشمندان و مردم علما عصر بسیار حلقه ارادت بوده گویند که اگر وی خواستی که از معارف و کشف عیانی کسی ظاهر کند حکایتی از سرگذشت احوال خود بیان میکرد و در ضمن آن مقصود ذی اللب هم بحصول می انجامید وفات سید راجی حامد شاه در سال نهصد و یک هجری مزار پر انوار وی در مانکپور است و راجی سید نور که از سادات نور علی پور و اولیای عصر هم است فرزند و خلیفه وی است که مثل پدر خود بزرگ و صاحب برکت و کرامت بود در لباس

سپاهیان هم [illegible] از مولف	رفت چون از جهان بخلد برین	سال وفات احمد سحری	گفت شمع [illegible]	

قطب دین حامد مقتدای شیخ ۹۰۱

شیخ حسن طاهر قدس سره

مرید راجی حامد شاه است و از سید راجی حامد شاه نیز نسبت خلافت یافته بود والد او شیخ طاهر از ملتان بطلب علم در دیار دهلی افتاد و بعد بلده بهار سکونت کرد و پیش شیخ بده حقانی تحصیل علم نمود و شیخ حسن هم در ملک بهار متولد شد و از عنفوان شباب در حین تحصیل علم در طلب حق و آشنگی حال وی می شد بصحبت درویشان پیوست نقلست که وی همدران ایام کتاب فصوص الحکم پیش یکی از مشایخ خواندن آغاز کرده بود و از طریق فصوص منکر و بیگانه بود و در وی آرزوی تحقیق مسئله توحید وجودی استفسار نمود وی این مسئله را بوجهی که خاطر نشان علمای ظاهر تواند شد تقریر فرمود موجب انحلال عقده اشکال مولوی گشت و اصلا که او در خواندن این کتاب بسیار کرد باز آمد هم دران ایام آوازه شهرت راجی حامد شاه در میان خاص و عام افتاد شیخ حسن بدین حامد شاه رفت در ملاقات اول

نعمت نوال بنشستند مانعی نیست و اگر خود بعناد در سر ... باشند اجازت نیست وقت شام بود که آن توانگر بخانه شیخ متوکل آمد دید که خانه تاریک است و چیزی در خانه شیخ برای خرید روغن چراغ هم نیست بوقت رخصت با پسر شیخ گفت که فردا سبوهای روغن چراغ نفرستم خرج کنند و چون تمام شود اعلام فرمایند تا دیگر فرستاده شود غرض توانگر روغن چراغ بکثرت فرستاد چون روز دیگر شیخ مشاهده کرد که چراغهای بسیار گرد خانه افروخته اند پرسید که این همه چراغ از کجاست حقیقت حال باوی عرض کردند راضی نشد فی الحال آن روغن موجود بفقرا و مساکین تقسیم نمود و آن توانگر را منع کرد که آینده باز روغن چراغ نفرستد وفات شیخ [illegible] سال نهصد دوازده هجریست از مؤلف

چون عزیز الله متوکل فقیر	از فنا شد در بقا فی قدیم
سال وصلش از سپهر شد عیان	از حبیب حق عزیز محترم

مولانا الله داد جونپوری قدس سره

از اعاظم علما و کبرای فقهای جونپور است شارح کافیه و هدایه ... بود و در تحریر و تنقیح مطالب علمی قدری عالی داشت و بیک واسطه شاگرد قاضی شهاب الدین بود و در طریقت مرید راجی حامد شاه نقلست که چون شیخ حسن طاهر در سلسله ارادت سید راجی حامد شاه در آمد مولانا الله داد که یار همدم و رفیق جانی شیخ حسن بود بوی گفت که بیا که حسن شاه عزت طالبعلمان بر باد داد دیده که مرید سید حامد شده اید گفت شما نیز یکبار بخدمت ایشان رسید و امتحان کنید تا مارا معذور دارید روز دیگر هر دو یار باتفاق همدیگر قصد ملازمت شیخ حامد کردند و مولانا الله داد مسئله چند از هدایه و بزدوی که بسبب اشکال موسوم بود بر تصور کرده با خود راست کرد چون بخدمت سید راجی رسید او بهمان عادت خود سرگذشت احوال خود حکایت کرد که جز رفع اشکالات مولانا الله داد بود مولانا همان وقت مرید حضرت سید شد و بطریق سلوک در مجاهده مشغول گشت وفات وی در سال نهصد و بیست و ... هجریست از مؤلف

گفت مصباح الله داد	عقل سال انتقال آن جناب
روح او را حق بجنت راه داد	جان الله داد چون الله داد

شیخ احمد مجد شیبانی قدس سره

بزرگی بود جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت و ورع و تقوی و ذوق و حالت و در امر معروف و نهی منکر جانباز و در علوم ظاهر و باطن شاگرد و مرید خواجه حسین ناگوریست گویند که در عمر هژده سالگی انواع علوم را درس

میگفت مولد او نارنول و منشای او اجمیر و مدفن او ناگور است پدر بزرگوار او قاضی حمید الدین بن
قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی از اولاد حق یاد امام محمد شیبانی شاگرد رشید امام اعظم ابوحنیفه
کوفی رحمة الله علیهما است و قاضی حمید الدین پدر بلند اختر شیخ را هفت پسران گوهر بودند همه دانشمند و متقی
متدین بزرگترین ایشان شیخ احمد که در علم و عمل از همه فائق تر بود و در قوت علمی با دانشمندان وقت بحث کرد
و در زبان عربی و فارسی تقریر نمودی و هم در عنفوان شباب مرید خواجه حسین ناگوری شده از بحث و
و علم طریقت پیش پیر خود خوانده و در سن هژده سالگی از نارنول باجمیر در آمد و هفتاد سال در آن
بقعه شریف بزهد و ورع و ریاضت و انواع خیرات بسر برد و دست عنایت محبت خاندان
نبوت علیه السلام والتحیت موصوف بود گویند که در عشره عاشور بلکه تا دوازده روز از اول ماه محرم لباس
جامه کبود و جامه سیاه پوشیدی و در لیالی این ایام بستر و پلاس گستردی و در مقابر سادات
معتکف ماندی و هر چه در نقد و اسباب بود بروح حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم و با ازواج و اهل بیت
مطهر توسع طعام کردی چون روز عاشوره شدی گونه گونه از شربت و شیر کرده و در سر خود نهاده
در خانه سادات زنان و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی و در آن ایام چندان بگریستی که
گویا واقعه کربلا در حضور او شده است و چون آواز ناله و فریاد دلسوز و دعا آن که در ایام عاشوره
متعارف این دیار است بگوش او رسید وجد کردی و خون از چشم باریدی و سوای آن ایام
جمیع ایام و شام مشائخ عظام بایام وفات ایشان مدام بکردی و سماع را بسیار دوست داشتی
و رقص نکردی و اکثر احوال جامه های خسیس و کم شوکه نهایت سفید نباشد پوشیدی مانند پشمینه
ولهم در مجلس نشستی و ما قال الله و قال الرسول بهیبت و عظمت تمام گفتی چنانکه زهره او
آب شدی و بمجانین و مجاذیب بسیار اعتقاد داشتی و تعظیم و توقیر خود را دوست نداشتی
و اگر پیش آمده اظهار کردی که من رسول صلی الله علیه وسلم را در خواب دیده ام پیش خود
یا دست نشستی و تمام قصه وی بگوش رغبت شنیدی و پای وی ببوسیدی و دامان آستین وی را
بر روی خود مالیدی و در جائیکه آن شخص میگفت که در فلان مقام بخواب مشرف شده ام پیدا از آنجا
ببوسی رفته ام آنجا رفتی و غبار آنجا بر روی خود مالیدی و اگر سنگ بودی آن سنگ را بشستی و آب
بخوردی و بر جامه های مانند گلاب پاشیدی و اگر کدام شخص او را سید دعوی خطه شرعی

بودی بکثرت و بحاجت تصفیه کردی و گفتی که با عبادات عظام که اهل بیت نبوی اند سخن شریعت
نباید کرد و بخدمت ایشان توجه باداب واجب و چون در اجمیر خلل شد و قلعه را از نامسلمانان گرفتند
عنایم بود از دست اهل اسلام بگرفت و اکثر مسلمانان را شهید ساخت شیخ احمد قصد ارادت
واقعه بگذشت بعد باشارت خواجه بزرگ معین الحق والدین بسیار کس را از شهر برآورد
اهل اسلام خبر کرد که یک هفته درین شهر ... فرمان حضرت خواجه چنین است که
مسلمانان از اینجا برآیند ... و با جماعه اهل اسلام از اجمیر برآمد
چون یک هفته بگذشت ... آوردند و ...
یافتند نقلست که روش شیخ احمد این بود که بوقت نیم شب بروضه خواجه معین الحق والدین
قدس سره درآمدی و نماز تهجد بگذاردی و تا نماز چاشت با کسی کلام نکردی و بعد از فراغ
نماز چاشت درس علوم دینیه گفتی و بوقت دوپهر بعد از قدری قیلوله برخاستی تا وقت عصر
باد راو متوجه بودی بعد از ان تفسیر مدارک پیش اهل مجلس بیان کردی و در بیان معنی آیات
وعده و وعید بغایت بگریستی و حالت کردی و چشمان مبارکش مدام از کثرت بکا و بیداری سرخ
و مرید بودندی و این وظیفه تفسیر مدارک طریق و سلوک مشایخ ایشانست که خواجه حسین ناگوری
شیخ حمید الدین صوفی نیز همچنین میکردند نقلست که چون وی بوقت نیم شب از خانه برون
بمقبره خواجه بزرگ می آمد دروازه روضه از خود کشاده میشد و چون آن راز در میان مردمان
فاش شد شخصی پوشیده بقصد امتحان نیم شب دنبال او گرفت چون شیخ در دروازه درآمد آن
شخص نیز خواست که درآید هر دو تخته دروازه او را چنان با هم گرفتند فریاد برآورد و گفت
که یا شیخ توبه کردم و امیدوار عفو تقصیرم فی الحال خلاص یافت و مولانا محمد ... از استاد
خود مولانا عبدالمقتدر که مردی عالم عامل ... و مرید شیخ احمد بود نقل میکرد که من
در بار اول با چند مریدان دیگر این کرامت فتح باب از شیخ احمد بچشم خود معاینه کردم
شیخ ... بوقوع آمده بود مخفی مباد که شیخ احمد بعمر هژده سالگی در اجمیر درآمد و تعلیم بود
از انجا برآمد بعد از ان چهار سال با علم ... در بار اول بود که روزی اله دین ...
درآمد و گفت که شیخ احمد ترا باسمان می طلبند پیش پیر روشن ضمیر خود رو بس ...

روایتی ناگوریست چون در انجا رسید از ین دار ملال بقرب ایزد متعال پیوست و گویند که در حالت
سکر چون اندکی افاقت دست میداد زبانها بر آوردی و تکبیر تحریمه گفتی و بیخود شدی و همچنین حال
الله اکبر گویان جان بحق تسلیم نمود و بتاریخ پنجم ماه صفر سنه ششصد و بست و هفت از ین دار فانی
بسرای جاودانی شتافت و در روضه عالیه سلطان التارکین حمید الدین در پایان قبر شیخ فخر
مدفون گشت چنانچه صاحب اخبار الاصفیا رقطعه تاریخ وفات آن جامع الکمالات مصنف مجمع
بشیا درج احوال شیخ احمد کرده است قطعه

از نظر سته بود احمد مجید سلیمان		زد ورن حدا بحق رابیرنشانه
که تاریخ آن بیر خود نیاز لولی	برادر او از جمله شیخ زاهد — از مولف	رفت چون احمد به برج احمد
سال وصل آن شه روحانیین	هست محبوب نبی نیکو خصال	نیز شد حاصل ز احمد خیر دین

شاه سید قدس سره از مریدان نیک اعتقاد و خلفاء عالی نژاد شیخ حسام الدین
مانکپوری است در اوائل حال در خدمت ملوک بود و دولت بسیار داشت بعد ازان بجذبه کشش عشق
حقیقی از متاع دنیوی باختیار خود بر خاست و بخدمت شیخ حسام الدین مانکپوری حاضر شده مرید
و بعد تکمیل خرقه خلافت یافت گویند که وی در عهد سابق بر زنی عاشق بود چون جامه فقر پوشید
بدان جامه هم پیش آن زن رفت زن گفت ای سید والیه شدی یعنی گدا و فقیر را در کار
آمدی یار الیه گویند از آن روز او را سید والیه لقب شد و آن زن نیز بعلاقه محبت در خدمت
در آمد و فقیر شد و شاه سید در اشعار بسیار است از انجمله این بیت از نتایج اوست
دل گویدم سید و بگو احوال خود دیگیاب دست آمدم که خود می آید او سید و کجا گفتار کو و وفات وی در سال

ششصد و سی و شش هجری — بیت از مولف	چو شد بسر دار جنت سید مخلد	جناب شاه سید دین پرور
بتاریخ وصال آن شه دین	بگو سید ولی میر جنت	

شیخ محمد حسن قدس سره که پیر طریقه
شیخ حسن طاهر است از عارفان روزگار بود و حال صحیح و مشرب عالی داشت صاحب
اخبار الاخیار می نویسد که چون وی از خلوت بر آمدی از هندو و مسلمان هر کرا نظر بر سیدی بروی
افتادی تکبیر گفتی و تعجب که وی جامع بود میان علوم حال و قال اصل نسبت وی از جانب پدر
چشتیه است لیکن ارتباط او بسلسله عالیه قادریه نیز بود و در حرم محترم مدینه منوره سالها سال
مجاور گشته و از مشائخ قادریه که در مدینه بودند بیعت و اجازت یافت ولادت با سعادت وی در جونپور اتفاق

وی در آگره و قبر او نیز در دهلی است گویند که وی بعد نماز عصر در آمدن شب چنان منتظر بودی
که کسی منتظر آمدن محبوب خود باشد همینکه شام شدی در خلوت رفتی و در حجره بستی و شمع افروختی
و با حق مشغول شدی و گاهی از آنچه وقت اقتضای کردی رسالها از علوم تصوف انشا و املا کردی
چون تمام گشتی بسوختی یا متفرق کردی بعضی از مریدانش او را شاه خیالی نیز مشهور کرده اند
و او را مریدان بسیار اند چنانچه شیخ فضل الله عم بزرگوار شیخ عبد الحق محدث دهلوی صاحب اخبار الاخیار
از خلفای کاملین وی است وفات شیخ محمد حسن بقول صاحب اخبار الاخیار بتاریخ بست و ششم ماه رجب سال نهصد و
چهل و چهار هجری است از مولف

چون حسن گشت جلوه گر بجنان | صورت ماهتاب پر انوار
ذاکر پاک سال وصالش ۹۴۴ | هم بخوان آفتاب پر انوار

شیخ عبد القدوس گنگوهی قدس سره

از مریدان کاملین شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق چشتی صابری است صاحب علم و عمل و ذوق و حال و
علاقه وجد و سماع بود وی اگرچه بظاهر بیعت در سلسله ارادت بشیخ محمد داشت اما نسبت اویسیه
در سلسله باطنی وی بشیخ احمد عبد الحق [illegible] بود و از روحانیت وی تکمیل رسیده و او را کتابی است
مسمی بانوار العیون مرتب بهفت فن در فن اول مناقب شیخ احمد نوشته در اظهار کرامت و
خوارق وی و اعتقاد و شیفتگی خود با وی بسیار [illegible] در این مقام ارقام [illegible] و عالم
سکر و مستی بر زبان حق ترجمان شیخ عبد القدوس [illegible]
نبود چون بعالم صحو آمد خادمان عرض [illegible] که چنین سخنان
صادر شده است [illegible] چون در آن زمان
موسم سرما بود بوقت نیم شب [illegible] تا گلو به آب می در آمد و بر یک پا
ایستاده [illegible] محمد قاسم دائم الخمر از شدت سرما گوشت
از جا بجا ترقید و خون روان گشت و مدت شش ماه در این مجاهده بود تا آنکه تسکین یافت
نیز از قاسم [illegible] که شیخ احمد کار [illegible] و ریاضت بنهایت رسانید که وقتی از صحبت اهل دنیا
به تنگ آمده [illegible] گوری بکند و خود در گور در آمد و روی گور بپوشید و در شش ماه در آن گور
بماند تا آنکه از جمیع مقامات تجلیات عبور کرد و بعد از شش ماه روی گور کشادند دیدند که روح مقدسش
از جان پاک [illegible] خادمان جسم مبارک را [illegible] از گور بیرون آورده [illegible] بعالم

و دیگری از وجیع و شریف و دور و نزدیک بمراد حصول دیدار فیض آثار حاضر میشدند و سیر ماید که از جمله
تصرفات خواجه احمد آنست که وی بعد از مرگ خود به پنجاه سال بنده ناچیز عبدالقدوس را بفیض
روحانیت خود بتربیت و تکمیل رسانید و صاحب معارج الولایت میگوید که شیخ عبدالقدوس
ولی مادرزاد بود و هنگام طفولیت هم هرچه که از زبان مبارکش بر آمدی همانطور رسیدی و برای حصول
قوت حلال بکار زراعت پرداختی و چون غله مهیا گشتی اول بدرویشان دادی بعد از ان
بقدر سد رمق نزد خود داشتی و صاحب سیر الاقطاب مینویسد که وقتی که شیخ عبدالقدوس
در موضع چهاچپور که از مضافات پرگنه پانی پت است تشریف آورده بود بوقت نصف شب
در عین مشغولی آواز برآورد که ای ساکنان قریه زود از خانه های خود برآئید و مواشی و اسباب
خود را بیرون کشید که آتش نمودار میشود و تمام قریه خواهد سوخت و چند بار آواز بلند کرد و مردمان
قریه بر گفته شیخ عمل نکردند بعد از ساعتی آتشی از عین قریه پیدا شده همه قریه را بسوخت و صاحب
اخبار الاخیار مینویسد که شیخ عبدالقدوس را مریدان و خلفای بسیار بودند چنانچه از خلفای
کاملین وی شیخ بهپور بود که در اوائل حال بتجرید و تفرید مشغول بود و در اواخر بخدمت
شیخ آمده مسلمان شده و مرید شده بمقام ولایت رسید و در سال نهصد و هشتاد و دو وفات یافت
دیگری از مریدان خاص وی شیخ عمر نامی بود چون بکمال رسید روزی شاه عبدالرزاق
بملازمت شیخ آمد شیخ همه مریدان خود را بشاه عبدالرزاق نمود و آخر شیخ عمر را بگرفت گفت
که این مرید شما است و همراه او کرد و دیگر از اعاظم خلفای وی شیخ عبدالغفور اعظم پوری است
از حد بزرگ بود و صاحب واقعات و کرامات و گویند که وی حضرت رسول مقبول صلی الله علیه
وسلم را در خواب دید و آنحضرت این کلمه صلوٰة از زبان حق ترجمان خود بوی تعلیم فرمود اللهم
صل علی محمد و علی آل محمد و اسئلک الحسنی و شیخ عبدالقدوس را اولاد بسیار است از
پسران شیخ رکن الدین مردی متبرک بود و بمشرب فقر و محبت موصوف و قدم بر قدم والد خود
می نهاد و شیخ عبدالکبیر مخاطب بخطاب بالا پیر هم از پسران عالی گوهر وی است که بعد پدر بر سجاده مشیخت
نشست و یکی از نبیره های شیخ عبدالقدوس شیخ عبدالنبی بود که با پدر و اعمام خود در مسئله
سماع در افتاد و آنکه پدرش رساله در باب اباحت سماع نوشته بود او بخلاف آن رساله در حرمت

تصنیف کرد و بر مسائل پدر خود نمود آخر پادشاه او را بر مسند صدر جهانی مامور کرد از سبب
هوای نخوت و غبار تکبر در سرش پیچید و با اکابر و افاضل عهد به بدسلوکی پیش آمد و نتیجه
مزاج پادشاه از وی برگشت و بمحبس فرستاد و وی در حبس بسال نهصد و نود و یک بمرد وفات
شیخ عبدالقدوس بقول صاحب اخبار الاخیار و سفینة الاولیاء و سیر الاقطاب و شجرهٔ چشتیه در سال
نهصد و چهل و پنج هجری است و مزار پرانوار بمقام گنگوه است که دهی از توابع دهلی است از مولف

چو شیخ قدس اقدس عبد قدوس	بملک قدس از حق یافت شاهی	ز مشتاق جهان سالش عیان شد	دگر مشتاق حق ۹۴۵ بالهی
بگو هم شاه هند شاه اقطاب	اگر تاریخ ترحیلش بخواهی	شیخ عبدالکبیر بالا پیر بن شیخ	

عبدالقدوس گنگوهی قدس سره از خلفای ارجمند و فرزند سعادت پیوند شیخ
عبدالقدوس گنگوهی است در سخاوت و شجاعت و خوارق کرامت و وجد و ذوق و سماع و
شوق بوقت خود ثانی نداشت نقل است که روزی سلطان سکندر بن بهلول با دو کس وزرای
خود بنظر امتحان بخدمت شیخ حاضر شد و هر کس علحده علحده در دل خود گذرانیدند که اگر شیخ اهل کشف است
زرا طعام عبدا که خواهش ما است پیش خواهد آورد چون شرفیاب خدمت شدند شیخ
گوشت آهو پیش سلطان سکندر نان و تخنی پیش میان بدهاد حلوا پیش ملک محمد وزیر سلطان نهاد
که آرزوی هر سه کس همین بود ایشان از وقوع این معنی حیران ماندند فرمود که بابا جای حیرت
چیست خدا تعالی دوستان خود را پیش اهل دنیا شرمسار نمی کند و هر چه که دوستان او
میخواهند میسر سید وفات شیخ عبدالکبیر در سال نهصد و چهل و هفت هجری است از مولف

درجهٔ کبری ز حق چو خلد یافت	چون کبیر آن شیخ اکبر دستگیر ۹۴۶ هشت تاج الاتقیا تاریخ او	هم فرید الدهر سلطان الکبیر ۹۴۶

شیخ بهاؤالدین جونپوری قدس سره از مشاهیر مشائخ آن دیار است و مرید
شیخ محمد عیسی است در ترک و تجرید و صدق و ورع قدمی راسخ داشت گویند که یک مردی
شیخ حسین نام از دولت آباد گجرات بشوق دریافت صحبت شیخ محمد عیسی بجونپور آمده بود و شیخ
بهاؤالدین دران ایام طالب علمی نوجوان و قابل بود بصحبت او افتاد و شیخ حسین علم کیمیا
میدانست چون شیخ بهاؤالدین را جوانی فقیر و مستحق دید روزی دلش بروی بسوخت
و گفت ترا همراه ما بصحرا باید رفت پس همراه خود بصحرا برد و کیمیا بعمل آورد و بوی داد

وگفت که سرت مایحتاج خود کن و بوقتیکه باز احتیاج شود با ما بگو که برای تو دیگر عمل کنیم
شیخ بهاء الدین عرض کرد که بنده را از شما امید کیمیای دیگر است این کیمیا بکار من نیاید
شیخ را بر وی دل خوش شد و در تربیت باطن وی بفزود تا وقتیکه مدت ملاقات
شیخ حسین با شیخ محمد عیسی بآخر رسید و نعمت خلافت و خرقه تبرک از شیخ یافته بجانب
ذو لقه مرخص شد شیخ بهاء الدین دست بدامان شیخ حسین زده التماس ارادت و اجازت
نمود و گفت که پیر تو درین شهر است و از ما ترا همین قدر فیض صحبت نصیب بود بعد از مدتی
شیخ بهاء الدین را دل بملازمت شیخ محمد عیسی کشید بخدمتش حاضر شده مرید شد و نعمتها یافت
و هنوز بنعمت خلافت مشرف نشده بود که وقت رحلت شیخ در رسید فرمود بهاء الدین
خرقه خلافت تو پیش سیدی است که از ما یک پور خواهد آمد بعد از آن راجی حامد شاه
بجونپور رسید و شیخ بهاء الدین باستقبال وی بر آمد و در ملاقات اول خرقه پوشید و خلافت
یافت وفات شیخ بهاء الدین در سال نهصد و چهل و هفت هجری است از مولف

رفت از دنیا بفردوس برین	چون بهاء الدین ولی نیکو شعار	اتقیا جنتی شد جلوه گر	بهر سال وصل آن عالی تبار
بین ولی متقی عارف بگو	هم ولی هتا جنت کن شمار	شیخ خانو گوالیری قدس سره	

از مریدان پاک اعتقاد خواجه حسین ناگوری است و از مشاهیر وقت خود بود و خرقه شیخ
اسماعیل فرزند شیخ حسین سرپرست چشتی که در چند پیری بود نیز داشت سوای آن فیض باطن
از روحانیت خواجه بزرگ معین الدین حسن سنجری حاصل میکرد و اعتقاد تمام بجناب
وی داشت شیخ نظام نارنولی و شیخ اسماعیل برادر شیخ از خلفای وی است
وفات شیخ خانو بقول صاحب اخبار الاخیار در سال نهصد و چهل و بقول صاحب شجرۀ چشتیه
در سال نهصد و چهل و هفت است و الله اعلم بالصواب از مولف

شیخ خانو چون بفضل کردگار	خوان نعمت یافت از خوان خدا	شاه خلد است ایجاد تاریخ او
نیز کامل حق نما خانو بخوان	شیخ علاء الدین بن شیخ نور الدین اجودهنی	

قدس سره از اولاد امجاد شیخ فرید الدین گنج شکر اجودهنی است فرید الدهر و حید العصر
بود صاحب اخلاق حمیده و صفات ملکیه جامع صفات علم و حلم و لطف و کرم و سجادۀ نشین

با دنیا و اہل دنیا کاری نداشتی و از انچه از اسباب حظ نفس و آرایش در آسایش تن باشد
بجز در راه بودی و او را در زبان دیگر مریدشانی گفتندی و او را بارد حانیت خواجه قطب الدین
بختیار رحمة الله خاص بود و اعتقاد کامل داشت و گویند که روزی در دلیشی بخدمت شیخ
آمد که تریاق اکبر با خود داشت و خاصیت این بود که هر جاندار زهر خورده را می داد شفا میافت
شیخ فرمود که نزد ما بجز تریاقی عظیم است بارے امتحان بکنیم پس گنجشکی زنده طلب کرد
و قطرهٔ زهر هلاهل در دهان وی ریخت فی الحال بمرد بعد از آن پارهٔ کاک خشک لنگر خواجه
قطب الدین بختیار را از خود آورده در آب حل کرده در کام گنجشک مرده بینداخت
فی الحال زنده شد و پرواز کرد ولادت با سعادت وی بقول صاحب خبار الاخیار در
سال هشتصد و هفتاد دو و وفات در سن نهصد چهل و هشت هجری است مزار پر انوار در دهلی است از مولف

ولی و متقی بود شیخ دو عالم	علاء الدین جناب شاه معصوم	ز هاتف یافته مخدوم آفاق	پی تولید او گردید معلوم
رقم کن مرشد ابرار سال وصلش	بفرما حق آگاه سیدی مخدوم	سلطان جلال الدین قریشی قدس سره	

در درویشی بود از یقین یافتگان خاندان چشت صاحب احوال غریب و مقامات عجیب بباطن
سالک و بظاهر مجذوب کرده و بیرانه نگشتی و از پوشش بقدر ستر عورت کفایت داشتی در
علوم عقلی و نقلی درسی و تحقیقی همه از بر داشت و گاهی که در ذکر آن افتادے بیان وافی کردی
مردی مجرد و جوان بود به هیچ چیز تعلق نداشت و مرید نگرفتی و فرمودی که یک مرید دارم هشام
نام که در بیابانها میگردد و بزبان فارسی و عربی و هندی تقریر کردی و اکثر اوقات
چون در سخن آمدے بسیار گفتے چون گرم سخن شدے برخاستے و رو بصحرا نهادے
ملا محمد نارنولی سیفی آورده که بیک یار در مسجد جامع از محتسبان نشسته بود در وقت نماز بامداد
بود وی در آمد و صف را بشکست و پیشتر رفت و تحریمه نماز بربست و چون رفت نماز تنگ شده بود
قرائت هم طول بخواند و سر به سجده نماز کرد و مردم را این ادای وی خوش نیامد از بن سبب
با وے بجدال پیوستند بجواب آن چندان از روایات فقهی بخواند که مردمان حیران ماندند
چون گرم سخن گشت برخاست و رو بصحرا نهاد و گویند که شخصی از معتقدان او
از سخنان وے کتابی جمع کرد و پیش وی آورد کتاب از دست وی بگرفت و در چاه انداخت

ودی بنهایت قلق محبت داشت بارها این بیت بخواندی ~~ حاصل عشقت سه سخن بیش نیست
سوختم و سوختم و سوختم * وگاهی این مصرع بخواندی ~~ خام بدم پخته شدم سوختم * گویند
که وی تا پنجسال بیواسطه کتاب علم حقیقت خوانده بود ودرین پنجسال روی آدم ندیده و
جز برگ درختان نخورده واستاد او رجال الغیب بود و قصه جذب او صاحب اخبار الاخیار
بدینطور تحریر میفرماید که در اوائل وی بر شخصی عاشق بود ودر اثنای عشق مجازی هم ویرا جذبه
محبت محبوب حقیقی دست داد و در دوران جذب بصحرای اجمیر افتاد و در آن صحرا مردی روحانی
حقیقی را دید که غایت حسن و جمال داشت دنبال او گرفت شخصی از وی پرسید که شاید
آن شخص خضر باشد گفت نه که علامت دیدن خضر آنست که پیش از آن باد و بارانی تنگ بیارد و آن
اینچنان نبود بلکه از مردان غیب بود و صاحب شجره چشتیه میفرماید که آن خضر بود و خلاصه مضمون الاخبار
که در آن مندرج است که او مردی از مردان غیب بود که مقصد و نسبت و تعلیم علم داشت و شیخ
جلال الدین میفرماید که حضرت استاذی انس جنسی داشت که اگر یوسف داشته باشد الحانی
داشت که سوای داود دیگری را نباشد و میفرمود که چون مرید شدم فرمود برو نوکر شو چون
آمدم شخصی پیش آمد و گفت که نوکر میشوی پس نوکر شدم و اموال بسیار جمع کردم باز فرمود
آنهمه بتاراج ده تا همه بارا اموال جمع کرده خود و حسب الارشاد مرشد خود بتاراج دادم بعد از آن
همراه وی در بیابانی رفتم که کسی نشان آن نداده اند و در آنجا حجره بود و اندرون حجره چشمه آب بود
شیخ اندرون حجره بودی و من بیرون آن و تا پنجسال هم برین طریق بودم و با پیر بشخصیص
غیر وقت نماز ملاقات شدی و درین پنجسال سه صد و چند علم مرا بیاموخت و باقی را گفت که برو
حوصله نداری آخر آن بزرگ روحانی از پیش من گذشت من دنبال او کردم هرچند سعی کردم باو
نرسیدم تا از چشم من غائب شد از آن روز در فراق او ام و شیخ جلال الدین بارها در فراق پیر خود
گریه ها کردی و سر بدیوارها زدی و این ابیات بخواندی ~~ دریغا مونس تنهائی ما * دریغا سر بینائی ما
دریغا رفت دولت از سر ما * هما سر پیدا از کشور ما * و این بیت نیز خواندی ~~ من مست
می عشقم هشیار نخواهم شد * از سر زمی و قلاشی بیزار نخواهم شد * نقل است که روزی پیش
سلطان جلال الدین ذکر کیمیا میکردند تف کرد و گفت تف بر عمل کیمیا گر از اتفاقات تف و

بر طبیعت مستی افتاد و در همان سال بر رشد و وی چند گاه در دهلی باند و در نواح اگره و غیره نیز بود وفاتش وی در سال ششصد و چهل و هشت و عمر وی بقول صاحب اخبار الاخیار بیست و سه ساله بود و قبرش در بعضی از قریات هند و است از مولف

سید جلال در خلد برین رفت	چو سلطان بابا الدین
بگو تو در دیگر رحلت و جمال الدین	جلال الدین قریشی هند ذات	سید سلطان بهرائچ قدس سره

صاحب اخبار الاخیار مینویسد که وی از درویشی اهل دل و از خاکسارد... صحبت شیخ علاء الدین اجودهنی بود اما تلقین از خاندان شطاریه یافت و در لباس اکثر سیر می نمود و در اکثر اوقات سیر شهر بودی گاهی با جامه فقرا و گاهی تنها سیر میبرد و ضرب ذکر جهر به قلب صنوبری نیز در همین شغل آواز سندان داشت و گویند که وی را با هندو زنی محبت واقع شد بود و صحبت توجه او بشرف اسلام مشرف شد قبیلا آن زن پیش سلطان که از آقا سید نصیر الدین محمد باشاه بود داد خواه رفتند وی شیخ را گفت فرستاد که زن را از خانه خود بیرون کنند و گرنه بر سر شما آیم شیخ تیغ در دست گرفت و بیرون آمد و گفت مسلمان شده است و با کافر سپردن جائز نیست و اگر در عمده جنگ مرکوز خاطر است بیایند تا خدا چه کند از گفتن شیخ رعبی در دل آن کار گر شد و از آنچه میگفت پشیمان گشت وفات وی در سال ششصد و چهل و هفت هجری است از مولف

سید نور دو جهان شد با عز و جاه	چونکه سلطان	ارشاد حق
دیگر کن بیان مشتاق حق	سید علی قوام قدس سره	

خاص حق سلطان وفاتش کن رقم با دیگر کن بیان مشتاق حق

از ارباب کمال و صاحب جذب و سکر و وجد و حال اما مقید بیک حال نبود گاهی خرقه مشایخ پوشیدی و گاهی لباس سپاهیانه در بر داشتی اصل وی از سادات سوانه است و مرید و خلیفه شیخ بهاء الدین جونپوری است قبول خاص و حالتی مخصوص نصیب وی شده و ابواب فتوح بر وی مفتوح گشت چهار سکوجه داشت و وظیفه داران بسیار بودند و آنچه فتوح رسید نصف بوظیفه و نصفی بچهار سکوجه تقسیم کردی و وصول فتوحات بر وی متواتر و متوالی بودی و گاهی منقطع نگشتی گویند که وی تا چهل سال هیچ خادمی امر نکرد و خدمت نفس خود بخود بود و شبی خفته بود تشنه شد و خادمی که هر شب از خود آب نزد شیخ می نهاد فراموش کرده بود دست بهر جانب زد و ظرف آب بدست نیامد باز بخفت باز تشنگی غلبه کرد و آب بجست نیافت چون تشنگی به نهایت رسید

بالکت کشید نخواست که از کسی بطلبد تقصیر مهدی که با خدا الست بود کنند تن هر گه در رود و بار دیگر
حکم حضور از دست بدهند سید فراد کرد و کوزه آب از سبب یافت بخورد و خدا را شکر کرده
فرمود که پیغمبر خدا را بخواب دیدم که فرمود ای علی تو اهل بیت منی زهد دینی و دانه احوال خلق بخبر دار
مبتلی خوشنودی کرده ام یا رسول الله اگر دین است از ان تست و اگر دنیا از ان تو علی بیچاره
درمیان نیست باز فرمود که ای علی در حق خلق دعای خیر کن که دعای تو مستجاب است
و هر چه بگوید که هر [illegible] زیر از ان طائفه که بر در ان حکم کنند که فلان قول و فلان قول
بگویند و هر امر به ایشان بگویند خوش آید و هم بدان ذوق میکنم وفات آن جامع الکمالات
بقول صاحب اخبار الاخیار در سال نهصد و پنجاه هجری [illegible] رحمة الله علیه از مولف

یافت ز حق رتبه عالی ز حق | سید مسعود علی [illegible] سال وصالش [illegible] | گفت که مخدوم معلی [illegible]
الشیاز دنیا شد [illegible] | علی مخدوم عالی شاه [illegible] وصال [illegible] | [illegible]

شیخ عبد الرزاق جهنجانوی قدس سره مرید و خلیفه شیخ محمد حسن [illegible] است صاحب
کشف و کرامات و خداوند خوارق عادات بود و در کشف [illegible] کمال
بود که چون خواستی که از خواجگان عظام یا غوث الاعظم امری معلوم کند از وقت [illegible]
و بجانب اهل بیت بسیار اعتقاد داشت چنانچه صاحب اخبار الاخیار و معارج الولایت مینویسد
که وقتی سیدی بدست یکی از امرای شهر تغلق گرفتار بود شیخ او را در [illegible] دید [illegible] او شد
و گفت تو از شهر بیرون رو که من بیجای تو [illegible] بود [illegible] بر سر شیخ [illegible] شد
رو نمود شیخ [illegible] شیخ عبد الرزاق را [illegible]
و [illegible] با مریدان بود که در کتب متقدمین است و سید علی چشتی که [illegible]
آسوده است از مریدان شیخ عبد الرزاق است بسیار [illegible] بود وفات شیخ
عبد الرزاق بقول صاحب اخبار الاخیار و معارج الولایت در سال نهصد و چهل و نه
بود و صاحب شجره چشتیه در نهصد و پنجاه هجری است از مولف عبد الرزاق از جهان چون [illegible]
هست وصل آن شه اهل تمیز عابد رزاق ولی الله [illegible] قطب جنت عابد رزاق نیز [illegible] شیخ یوسف
[illegible] شاه جوسی چشتی قدس سره از اولاد [illegible] حضرت فریدالدین گنج شکر [illegible]

ونسبت ابای وی بچند واسطه بحضرت گنجشکر قدس سره بدین طریق میرسد که شیخ یوسف بن شیخ محیی الدین المعروف شاه حیلو بن شیخ ... الدین المشهور بشاه شجو بن شمس الدین بن نصیر الدین بن بدر الدین سلیمان بن حضرت فرید الحق والدین گنجشکر نور الله مرقده ولایت کرامت موروثی تو قدم بقدم پدر و جد بزرگوار خود داشت اول بمقام اجودهن قیام پذیر ماند و در اطاعت و ریاضت و مجاهده بسر می برد روزی از هاتف غیب ندا رسید که ای یوسف متوجه بیت الله شو و زیارت روضه مطهره نبوی کن باستماع این ندا حکم جل و علا حضرت شیخ باسه برادر دیگر از راه خشکی متوجه سمت بیت الله گشت و درانجا رسیده بعد اداء مناسک حج در مدینه رسیده بدولت زیارت حضرت شاه رسالت مشرف گشت و چون ازانجا بر گشت بطرف قلعه امیر متوجه شد چون در امیر رسید عینا عادل شاه که والی خاندیس بود بقدوم شاه بسیار مبتهج و مسرور گشت و حضرت شاه از عینا عادل مرخص شده در اجودهن رفته عیال و اطفال را در پانی پت برد و همانجا سکونت ورزید و اگرچه صاحب معارج الولایت که بنده ناقل اینحال ازان کتاب است تاریخ وفات شاه یوسف تحریر نفرموده اما صاحب شجره چشتیه وفات آن جامع الکمالات در سال نهصد و پنجاه تحریر فرموده است از مولف

چو یوسف یوسف مصر محبت
ز دنیا رخت خود در جنت بست
خرد ... محبت گفت تاریخ
دگر فرمود کامل یوسف چشت

شیخ امان پانی پتی قدس سره

نام وی عبد الملک و لقب امان الله و در طریقت مرید شیخ محمد حسن و وی مرید پدر خویش حسن طاهر و وی مرید راجی سید حامد شاه است و در علوم ظاهری شاگرد شیخ مودود لاری بود سوای توسل خاندان چشت بدیگر سلاسل هم پیوند داشت چنانچه در مشرب قلندریه بچند واسطه بشاه نعمت الله ولی میرسد و وی از علماء صوفیه از تابعان شیخ محی الدین ابن العربی است و در تقریر مسئله توحید بیانی وافی و کافی داشت و اورا در علم توحید و تصوف کتب و رسائل بسیار است چنانچه اثبات الاحدیت از تالیفات وست و نیز بر لوایح مولانا عبد الرحمن جامی شرحی در غایت بسط و تطویل نوشته و فرموده می که اگر پایه انصاف درمیان باشد علم توحید بر سر منابر بیان نتوان کرد و میفرموده که مراد ما ابتدای حال دو دلیل بر اثبات مسئله توحید بود و در انتهای الهی شانزده دلیل کافی حاصل است و میفرموده که درویشی بیش یا دو چیز است

ومحبت اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود کہ علامت کمال محبت آنست کہ از محبوب متابعت
او بجا آورد پس علامت کمال محبت حق آنست کہ محبت حق متابعت پیغمبر کند و علامت محبت
پیغمبر اینکہ اہلبیت او را از دل و جان دوست دارد و صاحب اخبار الاخیار
میفرماید کہ شیخ امان اللہ را بدین حد محبت اہلبیت نبوی بود کہ اگر در وقت درس او طفلی
از سادات بازی کنان دران کوچہ رسیدی او بہمان حالت کتاب در دست گرفتہ ایستادی
مادامیکہ آن طفل درآنجا موجود ماندی نقل ست کہ شیخ امان را بارہا دیدند کہ در نماز چون ایاک نعبد
و ایاک نستعین شروع نمودی ہمین کلمہ را بار بار تکرار کردی آخر بیخود بیہوش افتادی و در شروع
نماز رنگ روی وی بگردیدی و حالت وی دگرگون شدی و طاقت قیام نماز نماندی ازین
موجب اکثر اوقات نماز از وی فوت شدی نقل ست کہ یکروز اول از رحلت خود بیاران
فرمود کہ عنقریب مرا سفری در پیش است شیخ زکریا اجودہنی کہ اخص اصحاب او بود از احباب
بود التماس کرد کہ یاران نیز درین سفر در رکاب خواہند بود فرمود کہ اگر سفر ظاہر است یاران
است و اگر سفر دیگر است یاران را ہیچ بسپردم بعد ازان در خانہ خود در رفت و ہمہ را الوداع
و کتابہا را کشاد و نظر کرد و وداع فرمود و گفت کہ از شما بسیار محظوظ شدہ ام [illegible]
خلوت [illegible] دیوار را وداع کرد و درین اثنا [illegible] حال وی شد فرمود کہ [illegible]
بیار [illegible] تمام [illegible] چون آنروز [illegible] ربیع الاخر [illegible]
[illegible] طعام [illegible] روز [illegible] تاریخ دوازدہم ربیع الثانی
[illegible] مشائخ طریقت [illegible]
کلمات توحید [illegible] دہم ربیع الثانی سال [illegible]
[illegible] شیخ امان [illegible] مریدان و شاگردان بسیار بودہ [illegible]
ایشان شیخ تاج الدین زکریا اجودہنی و شیخ رکن الدین اجودہنی از خلفای او
ہستند و شیخ سیف الدین والد ماجد شیخ عبد الحق محدث دہلوی نیز [illegible]

از جہان با ایمان رفت	شیخ حق گو امان حق آگاہ	رحلتش ظاہر است بہشت	[illegible]
فاضل گوہر تقدیش	شیخ والی و شیخ و الاجاہ ۹۵۷	شیخ حمزہ رہرو قرشی	

از اولاد امجاد شیخ الاسلام بهاء الدین زکریا ملتانی است در سلسلهٔ طریقت بشیخ سید ... گردیده
میر سید ... خطیب با برکت و نعمت و کرامت و معمور الاوقات و دائم العبادت بود در زمان
بهلول تا زمان اسلام شاه باقی بماند و در ابتدای حال بخدمت ... مشغول بود و
پاسبانی شهر ... سلطان می کرد ناگاه در خاطر وی بگذشت که ... باید کرد که در حافظ ... باشد
نه که من حافظ ... با این خیال از آنجا برآمد و بزیارت حضرت خواجه بزرگ اجمیر رفت و در آنجا دیوانه
موسوم باسم حمزه بود و از وی نعمت باطنی یافت بعد از آن بفیض صحبت شیخ احمد مجد شیبانی
فائز شد من بعد باز خود آمده در قصبه دهرسوه که بفاصله سه کروه از نارنول است سکونت ورزید
و سادات دهرسوه که بسبب ... از وضع شرافت برآمده بودند از علوم ظاهری و باطنی واقف
در آنجا ابواب فتوح بر روی ایشان مفتوح بود همه را صرف بخدمت فقرا کردی و متعلقان خود را نیز
حسب قسمت دادی و صاحب اخبار الاخیار می فرماید که مریدی از مریدان شیخ حمزه میگفت که
یکبار شیخ مرا برای کاری بطرف ریگستان فرستاد ناگاه در بیابانی بی آب افتادم و از غایت
تشنگی دل بر مرگ نهادم و گفتم مشائخ متقدمین چون مریدان را بجایی میفرستادندی مریدان
ایشان را در راه بجای آب شیر حاصل میشد و من درین بیابان بی آب هلاک میشوم ناگاه
چوپانی را از دور دیدم که گوسفندان می چرانید و در بغل مشکیزه بود نزدیک وی رفتم و آب خواستم
گفت درین بیابان برای آب کجا است البته درین مشکیزه شیر است اگر بنوشی بتو بدهیم پس
قدری شیر از وی بگرفتم و بخوردم بعد ساعتی باز تشنگی غالب شد ناگاه در میان ریگ دیدم که بجایی
آب شیرین خشک پر شده موجود است شکر کردم و سیر بخوردم و متوجه پیر روشن ضمیر ... حیات از سر یافتم
وفات شیخ حمزه بقول صاحب اخبار الاخیار بتاریخ بست و پنجم ماه ربیع الآخر وقت شام سال نهصد و هشتاد و چهار
هجریست که دو رکعت نماز شام تمام کرده و در رکعت سیوم بحالت سجده جان بحق تسلیم کرد از مولف

مقیم روضهٔ خلد برین شد ... چو قطب دین و دنیا مخدوم حمزه
بگو افضل ولی تاریخ رحلت ... دگر اهل صفا مخدوم حمزه

شیخ حسام الدین متقی ملتانی قدس سره از اعاظم خلفای خاندان چشت است و از
خاندان عالیه سهروردیه نیز فیضی کامل یافت عالم بود و زاهد و متقی و عاشق بعشق الهی با سوی الله
کاری نداشت و در لقمه بغایت احتیاط میکرد و بجهت حصول قوت حلال در زمین جراحی ...

در اواخر چون بسبب حوادث تقریباً و تحلیل در زمین خراجی کار زراعت هم موقوف ساخت گرسنگی
و فاقه اختیار نمود چنانکه بعد یک یک هفته هم لقمه حاصل نمی‌شد و اگر کسی دیگر طعام می‌آورد بسبب اشتباه
مشتبه نمی‌خورد آخر در حالت جوع از دنیا رفت و از شیخ علی متقی منقول که روزی پیش شیخ
حسام الدین طعام حاضر آوردند چون یک لقمه برداشت گفت که امروز از خوردن این لقمه
کدورتی بر دل طاری شده است سبب این چیست گفتند طعام اندرچه حلال است الا چونکه
از خانهٔ همسایه آتش آوردیم چند خس و خاشاک از صحن خانهٔ همسایه برداشتیم و بر آتش نهادیم
تا روشن گردد باستماع این شیخ برخاست و نزد همسایه رفته حق گرفتن خس که بی اذن
او گرفته شده بود معاف کنانید چیزی بوی داد و طعام تناول کرد نقل است که روزی
شخصی از مجلس شیخ برخاست و نادانسته کفش شیخ پوشید و برفت چون خبردار شد کفش را باز
بخدمت آورد شیخ نگرفت تا وقتیکه قیمت آن ادا نکرد و گفت ما تمام اشیاء خویش از ملک
خود برآورده‌ایم تا اگر بالفرض شخصی دارد تصرف نماید در حرام نیفتد و شیخ حسام الدین
را پسری بود بایزید نام بغایت متقی مدام در گوشهٔ خانه نشسته میگریست و با اهل دنیا و دنیا
کاری نداشت یکبار وقتی شخصی یک روپیه فتوح پیش وی آورد چون روپیه گاهی ندیده بود
پرسید که این چه چیز است و چه کار می‌آید چون او بیان کرد دانست که از جنس نقود است وفات
شیخ حسام الدین در سال نهصد و شصت هجری است از مؤلف چون حسام الدین حسام حق
سالک بی‌نهای متقی شد چو زین عالم تاریخش بگو زاهد فرید پیشوای متقی میر سید عبد الاول
بن علای حسینی قدس سره مرید بعضی از اولاد میر سید محمد گیسو دراز است که در زمان
اندر جامع جمیع علوم عقلی و نقلی و رسمی و حقیقی بود و در اکثر علوم تصنیفات دارد و بر صحیح بخاری
شرحی نوشته و الفیض الباری موسوم ساخته و رساله فرائض سراجی را نظم کرده و در رساله
دیگر فارسی در تحقیق نفس و معرفت بعبارت محققانه نوشته است و مختصری در سیر تحریر فرموده مستخرج
از کتاب سفر السعادت علاوه بر آن بر اکثر کتب حواشی و شروح دارد بغایت حسن و معمور بود
و در آخر عمر نسبت انکسار و غربت بر حال وی غالب آمد و صاحب اخبار الاخیار
و معارج الولایت میفرماید که آبای کرام سید عبد الاول از قصبه زید پور که در مضافات

جونپور است نقل کرده بدیار دکن رفتند و حضرت سید هم در دکن متولد شده و همانجا تحصیل علم نمود و در آخر حال بگجرات آمد و از آنجا بحرمین الشریفین رفت و از آنجا باز باحمدآباد عود نمود و چندی در آنجا قیام پذیرفت و در آخر عمر باستدعای خانخانان محمد بیرم خان متوجه ولایت دهلی شد و تا دو سال در دهلی ماند و در سال نهصد و شصت و هشت برحمت حق پیوست مزارش در دهلی است

از مولف	عبد الاول اول از روی قیام
رفته مثل گل بباغ جنتی	سال وصل شیخ محبوب سید بگو
هم هو الاول هو الآخر ولی	

شیخ قاضی خان ظفرآبادی قدس سره مرید و خلیفه شیخ حسن طاهر است شیخی بود صاحب استقامت و کرامت و زهد و ورع و تقوی بحد تجرید و تفرید که میفرمود سی سال جان کندیم تا بدین درجه رسیدیم و دانستیم که نفس اماره بچه طریق راه بیچاره میزند و چند کمین گاه. **نقل است** که نصیر الدین محمد همایون بادشاه هر چند التماس قبول نذر بخدمت شیخ کرد او قبول نفرمود بلکه یکبار کاغذ سفید مزین بمواهیر دیوان شاهی بخدمت شیخ فرستاد و التماس نمود که هر مقدار ده و مواضعات که شیخ بخواهد در آن کاغذ بنویسید جواب داد که ما را احتیاجی نیست و بخدمت پیر خود عهد کرده ایم که هر چه بخواهیم از خدا خواهیم بادشاه فرمود که بفرزندان خود عطا بکنید گفت درین باب اختیار بدست فرزندان است آخر فرمان پیش شیخ عبد الله پسر کلان شیخ بردند او هم قبول نکرد و بدنیا فریفته نشد وفات قاضی خان بتاریخ پانزدهم صفر سال نهصد و هفتاد هجری است و مزار پرانوار در ظفرآباد

از مولف	از قضای قاضی هر دو سرا
کرد قاضی خان چو جنت مکان	سال وصلش قاضی [illegible]
قاضی مقتدا است و قاضی جهان	

شیخ عبد العزیز بن حسن طاهر قدس سره از خلفای عظام قاضی خان و از مشاهیر مشایخ چشتیه است بسیار بزرگ و عالم علوم شریعت و طریقت ریاضت و عبادت و یگانه عصر بود و در تواضع و حلم و صبر و رضا و تسلیم و شفقت بر خلق خدا نظیر نداشت و در دهلی خلقی کثیر را بخدا رسانید و در حالت وجد و سماع بسیار اضطراب و اضطرار نمودی آخر در حالت سماع و وجد از عالم رفت و خاتمه وی بر سماع این آیت شد فسبحان الذی بیده ملکوت کل شیء و الیه ترجعون و هر کرا که در ایام جوانی نظر بر جمال با کمال شیخ افتادی بی اختیار حالت یکادست داد که بسبب شوق و غربت که در صورت وی مشاهده می افتاد و لا دست

باسعادت وی در جونپور بسال هشتصد و نود و هشت و وفاتش بتاریخ ششم جمادی الثانی سنه
نهصد و هفتاد و پنج بوقوع آمد شیخ عبدالحق محدث دهلوی صاحب اخبار الاخیار قطعه تاریخ وفات
شیخ که درج کتاب خود فرموده است اینست قطعه شیخ کامل عارف دوران خود عبدالعزیز
آنکه میداد اهل دل را مجلسش یاد از بهشت ✦ هر چه از اوصاف اهل الله در عالم بود ✦ حق تعالی
ز اول فطرت بذات او سرشت ✦ یادگار اهل چشتیه او بود در دوران خویش ✦ گشت زان تاریخ
فوتش یادگار اهل چشت ✦ از مولف شیخ دین عبدالعزیز محتشم ✦
بود دنیا پیش او ناچیز چیز ✦ هست تولیدش بقول اهل خیر ✦ چشتی کامل عزیز با تمیز ✦ گفت سرور ارتحال او خرد
هادی مخدوم ذی عبدالعزیز

شیخ علی متقی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان چشتی القادری الشاذلی المدینی قدس سره العزیز

آبای کرام وی در جونپور بودند و تولد وی در برهان پور بوقوع آمد اول پدر والاقدر
او در عمر هشت سالگی بخدمت شاه باجن چشتی که در برهانپور سکونت داشت و سلسله
پیران عظام وی بواسطه خواجه بزرگ معین الدین حسن سنجری بخواجه مودود چشتی قدس سره
میرسید مرید گردید چون پرورش یافت بکار دنیا مشغول شد و بخدمت بعضی از ملوک مشغول ماند
و مالی فراوان بهم رسانید در بیست سالگی ناگاه بسبب جاذب حقیقی از دنیا و مافیها برآمده همه را تباراج داد
و بخدمت شیخ عبدالحکیم بن شاه باجن رسیده کسب طریقت کرد و بخرقه خلافت سلسله عالیه چشتیه
مشرف گشت پس از آن بملتان بخدمت شیخ حسام الدین متقی ملتانی حاضر شده فوائد عظیمه حاصل
نمود و از آنجا بحرمین الشریفین مشرف شد و از آنجا الشیخ ابوالحسن بکری که قطب الاقطاب وقت
خود بود صحبت ها داشت و از شیخ محمد بن محمد سخاوی خرقه خلافت خاندان قادریه عظیمه
پوشید و نیز اجازت تلقین طریقه شاذلیه که به شیخ ابوالحسن شاذلی منتهی است از شیخ ممدوح
حاصل نمود و نیز خرقه خلافت طریقه مدینیه که منتهی بشیخ ابومدین شعیب المغربی است از شیخ محمد
پوشید و در مکه معظمه سکونت ورزید و کتب تصنیف فرمود که از صد جلد زیاده بودند چنانچه
کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر و شین الطرق و مجموعه حکم کبیر از تصانیف وی است و شیخ
ابن حجر که اعلم علمای مکه معظمه بود و دیگر علما و فقهای بسیار مرید وی شدند بعد از آن بدیار گجرات

دکن تشریف آورد و سلطان بهادر حاکم گجرات التجای حاضری بخدمت کرد قبول نیفتاد آنگاه
سلطان قاضی عبدالله سندی را درباب حاضری خود شیخ آورد و اجازت یافت و بدیدار
مشرف شد بعد از آن سلطان یک کرور تنکه گجرات نذرانه شیخ فرستاد و شیخ آن همه نقد بقاضی
عبدالله عطا فرمود و گفت که چون وسیله ملاقات سلطان شما بودید این فتوح هم از شما باشد
و در اخبار الاخیار است که وقتی یکی از وزرا شیخ را بدعوت و ضیافت تکلیف نمود شیخ
انکار نمود او گفت مطلب من ازین دعوت اینست که شیخ در خانه من قدم رنجه کند و برکت
بظهور آید فرمود به سه شرط قبول است اول بهر جاییکه خواهم بنشینم دوم هرچه خوشش آید بخورم
سوم هر وقت که خواهم رخصت شوم آن شخص قبول نمود روز دیگر شیخ یکپاره نان خشک
در کیسه انداخت و بخانه امیر رفت و نزدیک دروازه بمکان که بی فرش بود نشست آن
عرض کرد که بر فرش ملوکانه که حاضر اند تشریف بیارید فرمود حسب الاقرار بجاییکه خواستم نشستم
چون الوان طعام حاضر آورد شیخ نان پاره خشک که با خود داشت از خریطه برآورد
و خوردن آغاز کرد و صاحب ضیافت عرض کرد که قدری ازین طعام هم تناول فرمایند
گفت بموجب شرط هرچه که خوش آید میخورم بعد از آن برخاست و وداع فرمود و نیز صاحب
اخبار الاخیار میگوید که شیخ میفرمود که چیزیکه از مال حلال پیدا گردد ضایع نمیشود چنانچه وقتی
در کشتی دریای شور نشسته بودم طوفانی برخاست و کشتی بشکست و با چند فقرا بر پاره تخته
بماندیم و بعد چند روز بساحلی افتادیم کتابی چند که همراه داشتیم تر شده بود و بسبب سفر
پیاده با پیر داشتن نتوانستیم ناچار در زمین دفن کردیم و علامتی مرا آنجا گذاشته روانه سمت مکه
معظمه شدیم در اثنای راه تشنگی [illegible] آب موجود نبود پیش حق نالیدیم حق تعالی باران
فرستاد سیراب شدیم و آب برداشتیم چون در مکه رسیدیم روزی در میان کوه صفا و مروه سعی
می کردیم دهقانی چند بارها بر سر کرده پیش ما آمدند و گفتند که کتابها داریم اگر بخرید چون
کشادند همان کتابهای ما بود که دفن کرده آمده بودیم بهای کتابها بایشان داده خریده بودیم
و اوراق کتابها که با هم چسپیده بودند با آب تر کرده از یکدیگر جدا کردیم بقدرت ایزدی یک ورق
از کتابها ضایع نشده و مانع استفاده نگشته نقل است که چون شیخ علی در مرض موت بیمار شد

فرمود که مادر میک انگشت شهادت مادرم انبالغ حرکت و ذکر متحرک می بیند میدانید که هنوز روح در وی باقیست
در وی ساکن گردد پس روح مادر ان خواه بود چنانچه آخر دم همچنان بوقوع آمد ولادت باسعادت
آنحضرت بقول صاحب بهار الاخیار و معارج الولایت در سال هشتصد و هشتاد و پنج ۸۸۵ و وفات وقت
صبح دوم ماه جمادی الاول سال نهصد و هفتاد و پنج و مزار پرانوار در مکه معظمه است و صاحب
اخبار الاخیار ماده تاریخ وفات آنجناب شیخ مکه و متابعت ۹۷۵ تحریر فرموده و نیز مولف اخبار الاخیار
مینویسد که بعد وفات حضرت شیخ فقیر تا وقتیکه در مکه معظمه بود بخدمت شیخ عبدالوهاب خلیفه رازی
آنحضرت میماند روزی بزیارت مزار پرانوار شیخ رفتم و صورت حال خود روبروی مرقد
مقدس عرض نمودم که حالا شده در خدمت خلیفه شما میماند سفارش من بخدمت ایشان
بفرمائید و عنایت و الطاف زیاده تر بحال بنده نمایند شب بخواب دیدم که شیخ بر بالا
مقام حنفی بر سریر تشریف میدارد و فقیر در حضور ایستاده پس متوجه بفقیر شده فرمود که
عرضداشتی که بر سر قبر ما کردی شنیدم خاطر جمع دار که مقصود تو حاصل است و نیز در
اخبار الاخیار است که بعد وفات شیخ بدوازده سال سید احمد پسر برادر وی فوت کرد خواستند
که مرده را در قبر یکی از صلحا و اولیاء مشهوره دفن کنند چنانچه عبدالله یافعی را در قبر فضیل
ابن عیاض دفن کرده بودند و او را نیز در قبر شیخ نهند چون قبر را بکشادند وجود مبارک شیخ را
بهمان طور موجود یافتند حالانکه خاصیت زمین مکه آنست که در سه چهار ماه نعش مرده

خاک میگردد واثری از آن نمیاند از مؤلف | حامی دین رهنمای راه حق

مرشد اعلی علی والی ولی | سال تولیدش بقول معتبر | شد دل مخدوم صاحب تجلی | باز شد پیدا علی مصباح جلی
سرور اولیا ... جلی | سال ... | هم بجوان محمود ... عالی علی | شیخ ادهن

جونپوری قدس سره پسر شیخ بهاء الدین جونپوری است از عظمای مشایخ وقت بود عمر
شریف وی از صد متجاوز گشته و ضعف بر اعضای وی چنان استیلا یافت که تا دو کس بازو
هر دو طرف نگرفتندی ایستادن نتوانستی اما در حالت سماع و تواجد چنان برخاستی و وجد
نمودی که ده کس نتوانستندش گرفت نقل ست که در وقتیکه شیخ بهاء الدین پدر شیخ ادهن
بخدمت شیخ محمد عیسی پیر خود بود مهر خانه باراده شیخ را در تکبیر اول در یافتی و گاهی

از ادراک این سعادت محروم گشتی مگر روزی که پسر بهاء الدین فوت شده بود وی در کار تجهیز و تکفین
وی مشغول ماند ازین سبب در آخر شد بجماعت رسید چون از نماز فراغت یافت شیخ
محمد عیسی رو بجانب بهاء الدین کرد فرمود که بعد ازین مخور انشاء الله تعالی [illegible]
متولد شد حق تعالی به برکت دعای پیر در عمر او و اولاد او برکت داد وفات شیخ بقول
اخبار الاخیار و شجرهٔ چشتیه در سال نهصد و هفتاد و شش هجری است و مزار پر انوار در
جونپور است از مولف چو تو افتاد شد کینیت شش ماه چونکه او بود مظهر نور جمال
رحلتش شاه فرد لایت الہ است فیض مولا نیز تاریخ وصال شیخ سلیم بن بهاء الدین
چشتی قدس سره از اولاد امجاد فرید الدین گنج شکر است نام نامی وی در هندوستان
شیخ سلیم و در عرب شیخ الهند و نام پدرش بهاء الدین و نام والده بی بی احد است پدر
پیش از ولادت آنحضرت متوطن قصبهٔ لدهیانه بود بعد ازان بحکم الهی از انجا انتقال فرموده
در دهلی آمده بجائی که پسران علاء الدین زنده پیر مشهور بود سکونت ورزید ولادت شیخ در همانجا
در سنه هشتصد و هشتاد و چهار بقول صاحب معارج الولایت و بقول صاحب اخبار الاخیار
در سال هشتصد و هفتاد و هفت بوقوع آمد چون متولد شد سر مبارک آن سرور بر زمین
بر زمین افتاد و داغ شالی بر پیشانی مبارک حاصل شد چنانچه اثر آن تا ایام پیری باقی بود و
میفرمود که یاد دارم در آن زمانه که داغ شالی [illegible] می آید [illegible] گشتم نخواستم [illegible]
[illegible]
از دهلی بفتحپور توطن اختیار فرمودند [illegible] شیخ موسی برادر آنحضرت با موسی
قیام فرموده چون فرزندی داشت شیخ را بجای فرزندان بلکه زیاده تر ازان می پرورد [illegible]
چون بلوغ رسید عازم سفر شد و از برادر اجازت خواست گفت میخواهم که از شما [illegible]
کو فرزندی دیگر ندارم فرمود که حق سبحانه تعالی شما را فرزندی عطا خواهد کرد چون
فرزندی بخانه شیخ موسی متولد شد شیخ از فتحپور بجانب سرهند مسافر گشت و از شیخ مجد الدین
که ملک العلماء وقت خود بود بکسب علوم ظاهری اشتغال نمود گاه گاه از
سرهند بقصبهٔ بیدال که بفاصله یک فرسخ از سرهند است بمزار شیخ زین الدین چشتی

آمد و شد میکرد و بقول صاحب اخبار الاخیار در سال نهصد و سی و یک روانه بیت الله گشت و
در آنجا رسیده حج های متعدد بجا آورد و مدتی مجاور روضه منوره نبوی بوده از آنجا هم رخصت شده
بسیر اقالیم عرب و عجم پرداخت و بفیض صحبت ها اندوخت و کارها کرد و در اثنای سیر بقطب العارفین
شیخ ابراهیم چشتی بیعت کرده خرقه خلافت یافت و بسیاری را به بیعت خود در عرب
مشرف کرده خرقه خلافت عطا فرمود چنانچه سید محمد لولی و شیخ محمود شامی و شیخ جبلی
متولی روضه منوره حضرت شاه رسالت و دیگر شرفای عرب مرید آنحضرت شده خرقه خلافت
یافتند چون باز بهندوستان تشریف آورد بر کوه سیکری گوشه گرفت و بریاضت و
مجاهده مشغول گشت و متاهل شده فرزندان و اهل و عیال بهم رسانید و عمارتها و باغها
و چاهها تعمیر ساخت و بار دیگر هم در سنه نهصد و شصت و دو بسبب بعضی پریشانیهای
همه مقصد متوجه سفر حرمین الشریفین شد و سفرها کرده باز تشریف آورد و در مدارج معارج الولایت
است که چون اسلام شاه بعد فوت شیر شاه بادشاه اراده ریاست کرد همه لشکر شاهی با عادل خان
برادر کلانش پیوست اسلام شاه معتقدی برای طلب امداد و دعا بخدمت آنجناب فرستاد
آنحضرت فرمود که فی الفور سوار شده بیرون برو هر که با برادر تو رجوع کرده است با تو اتفاق
خواهد نمود که کارپردازان تقدیر توقیع آن کار بنام تو نوشته اند اسلام شاه تعمیل حکم نمود
و برادر رسید نقل است که قاضی غیاث الدین قاضی ابراهیم آباد که یکی از خلفای آنجناب
عرض کرد که بسلطان محمد عادل معرفتی دارم میخواهم که بدیدن او بروم اسپ عراقی که در
طویله خاص است مرحمت شود تا بدیدن برم فرمود که اسپ است هم شب بطویله سلطان [illegible]
نذر و سوار خود دارد و اگر بدیگری خواهد داد دولتش رو بتنزل خواهد نهاد قاضی
وعده کرد و اسپ با خود برد حقیقت حال بسلطان اظهار نمود وی هم قبول کرد قضا را
یکی از خاصان وی درخواست عطای آن اسپ کرد سلطان بوی داد قاضی چون از آنجا
باز پس آمد ماجرا عرض نمود فرمود که وی دولت خود را بهم زد چنانچه در چند روز دولتش
بر باد در آمد و نیز در مدارج الولایت است که پیش از عمارت مسجد آنحضرت [illegible]
بر زبان مبارک راند که بالای این کوه عمارت عالی شده خواهد و هر یکی از ساکنان

حویلی های کلان وجای وسیع برای خود تجویز کنند که باینجای یکدرعه درینجا سکونت نخواهد آمد اما مردم
از خوف سباع که بسبب کثرت بیشه در اینجا می آمدند حویلی های وسیع بنا نمی کردند چون اکبر
بادشاه درینجا آمد و بخدمت آنحضرت اعتقاد کلی بهم رسانیده بدعای آنحضرت شاهزاده سلیم جهانگیر
متولد شد و بادشاه زاده را برای تربیت و پرورش حواله شیخ نمود و فرزندان شیخ بمکانهای انعام
عنایات بادشاهی مخصوص گشتند عمارات عالی در آنجا تعمیر شدند و شهر عظیم بنا گشت چنانچه
روزی شیخ بمیان عمارت عالی و محلهای شاهی تشریف بردند فرمود که این عمارت که این
نموده اند بغیر این عمارت است و نقشه آن ها لیبا نمیده بیاران نمود همچنان بوقوع که بادشاه
خانقاه و مسجد عالی که تا امروز بر روی زمین کم باشد در آنجا برای شیخ تعمیر نموده و در روبروی
شیخ و بعد ایشان باتمام رسید چنانچه تاریخ تاسیس آن ثانی المسجد الحرام و تاریخ اتمام
خانقاه اکبر است و نیز در مدارج الولایت است که چون شیخ بمرتبه ثانی از سفر کعبة الله
تشریف رسید بیاران فرمود که یکی از دو امر میخواهم اختیار کنم یا ترک طعام یا سکونت دوام
یاران عرض کردند که از سکوت دروازه فیض بسته میگردد و در زیارت ترک طعام اختیار
آخر اتفاق بر ترک طعام افتاد و تا آخر عمر بطعام نه فرمود گاهی بعد هفت و گاهی بعد دوازده
روز ببلیاهی ندر گوشت نمیبود افطار میفرمود منقول است که روزی شخصی در سرود افتاده بود شخصی
نقل کرد که در شهر آنها یک گویان پیش بادشاه دهلی عرض کرد که اگر حکم شود استخوان پدر خود بدکن بهم
بادشاه گفت نشانی از او نمانده چگونه او را شناسی عرض کرد که در استخوان تا کنگان
سوراخ بیاشد از آنکه سرود با ایشان این عمل کرده است شیخ فرمود که سبحان الله گوینده ها
که با آهنگ میگویند یک سوراخ در استخوان دارند و در ایشان اتمام سوراخ در سوراخ بود
استخوان ها است این گفت و پوست و گوشت زانوی مبارک را بکارد پاره کرد استخوان ظاهر
ساخت و دیدند که تمام استخوان در خانه زنبور سوراخ در سوراخ است فرمود که قدر سرود این مردم ندانند
گوینده ها چگونه راز معنی این کجا واقف است نقل است که روزی که شیخ به سفر بود خبر گیری
متعلقان شیخ بر باطن معلوم میکرد و قدر احتیاج الیه از عالم غیب میفرستاد و تحریر میفرمود که از عالم
غیب پایان حضرت شیخ احوال شما معلوم گشت احتیاج الیه به بیت سپردن فرستاده شد و آن ها الخ

از خود در خانهٔ ایشان یافته میشدند نقل است که وقتی شیخ از حجرهٔ اعتکاف بجهت ادای صلوٰة
متوجه مسجد شد در اثنای راه درویشی در ایوان حجره بخواب بود چون شیخ بالای سرش رسید
او را بیدار کرد و فرمود نزاع و ستیزه با کسی لایق حال درویشان نیست آن درویش منفعل گشته
و اظهار کرد که فی الحقیقت من در خواب با شخصی نزاع و خصومت میکردم و شخصی مرا آگاهید
خلفای کاملین شیخ در عرب و عجم و هند بسیار اند اما اسامی بعضی از آنها که بسمع فقیر رسیده رقم میشوند مثل شیخ
فتح الله سنبهلی و شیخ کمال الدین و شیخ چاپا مانڈوی و شیخ محمد مرادلی و شیخ محمد بخاری و شیخ
سید محمود دهلوی و شیخ کبیر سارنگپوری و شیخ محمد غوری و شیخ حسین مبارکی و شیخ ولی ساکن
قصبه مو و شیخ حماد گوالیاری و شیخ یعقوب کشمیری و شیخ رکن الدین و شیخ حاجی حسین
و شیخ بکهاری و شیخ سعد امادی ابنی اسرائیل و سید حسین و شیخ عبدالواحد ساکن اگره و شیخ
جلال حافظ امام و شیخ امام صوفی سرهندی و غیرهم رحمة الله علیهم اجمعین و در مدارج الولایة
است که شیخ اسلیم را پسری بود خورد سال تاج الدین نام در عمر یک سالگی از وی اظهار
خوارق عادات میشد چنانچه روزی آن پسر شیرخواره از نظر مردم خانه غائب شد و شیخ در بالاخانه
بود چون جستند نزد شیخ یافتند حیران ماندند که این شیرخواره چگونه بالای بام رفت آخر بعمر دویم
سالگی وفات یافت **وفات** حضرت شیخ در روز پنجشنبه بست و نهم ماه رمضان سال نهصد
و هفتاد و نه بوقوع آمد و بجمله هر دو فرزند سعادتمند که شیخ احمد و شیخ بدرالدین بودند شیخ بدرالدین
را آنحضرت بجای خود قائم مقام خویش نمود و بر سجادهٔ شیخت بنشاند و فرمود که حضرت
گنج شکر فرید الدین فرزند خود را قائم مقام خود فرموده بود متابعت ایشان ضرور
است و مزار پر انوار شیخ در فتحپور زیارتگاه خلق است **از مولف**

اسلم الاولیا سلامت رو	شیخ اسلیم سلیم با اسلام	گشت مخدوم صدق و عشق	سال تولیدش از خرد الهام
قطب الاسلم مخدوم است	سن ترحیل آن ولی الاکرام	نائب سال وصال او تقیم	پیر محمود قوت الاسلام ۸۸۴
ایضا شیخ الاسلام مسلم دان	شاه اسلیم مسلم الایمان	شیخ زینت شد ز بحر کرم ۹۷۹	طرفه تولید آن شه دهر
وصالش نور اکبر جو ۹۷۹	زبدهٔ حق سلیم چشتی دان ۹۷۹	ایضا [illegible]	زهد با پیر حامی عام اسلیم
بگو تاریخ وصل آن یگانه	موحد حرمت اسلام اسلیم ۹۷۹	ایضا خادم علی مسلم	کریم الاصفیا اسلیم چشتی

زدل تاریخ ترحیلش عیان شد | ولی الاولیا اسلم چشتی | شیخ حسن محمد بن شاه میانجیو بن شیخ

نصیر الدین بن شیخ امجد الدین بن شیخ سراج الدین بن کمال الدین علامه قدس سره
از عظمای خلفای خاندان چشت اهل بهشت است و ارادت بخدمت شیخ جمال الدین
المشهور بشیخ جمن و وی بخدمت شیخ محمود المعروف بشیخ راجن و وی بخدمت شیخ علم الدین
و وی بخدمت شیخ محمود نصیر الدین چراغ دهلی داشت و در علوم ظاهری نیز عالم اعلم و فاضل
فهیم بود وفات آن جامع الکمالات در سال نهصد و هشتاد هجری بتاریخ بست و ششم

ذیقعده و قبر شریف در احمدآباد است | از مولف | حسن چون بحکم شد ذو الجلال
ز دنیای دون رخت بسته | بتاریخ ترحیل آن شاه دین | ندا شد محمد حسن حق پرست

شیخ ذاتی جابک قدس سره در اصل جولاهه بود و ارادت بخدمت شیخ اسلم
داشت حق سبحانه تعالی او را ورع و زهد و توکل روزی گردانید و صاحب کرامت و کثیر
خوارق عادات شد و نام او برای دفع زهر هوام خصوصاً زهر مار نهایت موثر است و
در کوه مانک پور سکونت داشت وفات او بقول صاحب شجره چشتیه در سال نهصد و هشتاد

و نه هجری است | از مولف | بیا زاران آنکه شد در بهشت | چون ذاتی شیخ شیخ حق پرست | بهر سال ارتحال آن حبیبا
۹۸۹
شد ندا از عقل پیر حق پرست | شیخ محمد طاهر گجراتی قدس سره از مریدان پاک اعتقاد

شیخ علی متقی است و شخصی بود از دهقانان قوم بوهره که بجوالی گجرات میباشند حق
تعالی او را علم و فضل و کرامت وافر عطا کرده و بحرمین الشریفین تشریف برده و علما
و مشایخ آنجا را دریافت و ارادت بخدمت شیخ علی متقی آورده و باز ببرکت و کرامت
بوطن خود آمد و اصل بدعتها که در قوم خود یافت دور کرده و در علم حدیث توالیف مفیده
جمع کرد از انجمله کتابی است که متکفل شرح صحاح است مسمی به مجمع البحار و رساله دیگر مسمی
به مغنی که در تصحیح اسمای رجال فرموده بی تعرض بیان احوال بغایت مختصر تصنیف
فرموده و در آن کتب مدح شیخ علی متقی بسیار کرده و وی بوصیت پیر دستگیر خود سیاهی بجهت
امداد کتابت طالبان است میکرد و بوقت درس نیز به عمل کردن آن مشغول میماند و منبر بوده
که دست با کار و دل با محبوبان در تفکر میباید و چون وی به امداد مسیح که در آن بدایه

عالی بود حتی الامکان دقیقه از دقایق فروگذاشت ازین سبب از دست معاندین شهادت یافت و صاحب اخبار الاخیار واقعه شهادت او در سال نهصد و هشتاد و دو بتحریر در آورده است از مولف

پاک رفت از جهان بخلد برین	شیخ دیجاه متقی طاہر
ارتحالش بدان که تاج شریف	

ہم بخوان وارث نبی طاہر ۹۸۲

شیخ نظام الدین بکهاری علیه رحمة الله الباری

فرزند دلبند شیخ یوسف المشهور بشاه بدهن است و صاحب ولایت عظیم بود و صاحب تقوی و ورع و ذوق و شوق صاحب معارج الولایت مینویسد که چون والده ماجده شاه بکهاری باو بسبب حمل شده تا دوازده سال وضع حمل بعمل نیامد هر چند معالجه نمود و سعی کرد سود نداشت آخر بعد دوازده سال شیخ متولد شد بعد غسل چهار روز بروز حضرت بی بی بجا شده فرزند دلبند دید و تبسم شده گفت اسے فرزند من چرا اسے تو تا دوازده سال از دیدن دیده ما و بغایت محنت بسر بردم شاه بکهاری چشم باز کرده و فرمود راست میگوئی اما آن همه اروبه من خورده ام و تا دوازده سال در شکم تو منتاق مانده ام والده از استماع این گفتار از طفل چهل روزه نهایت متحیر و متعجب گشت و بهان تحیر جان بحق تسلیم نمود و بی بی الله دی که همشیره کلان حضرت شاه بود متکفل امور پرورش وی گشت چون از سن رشد و تمیز رسید و در مدرسه اجودهن بتحصیل علوم نمود شبی در خواب دید که حضرت گنج شکر سر و کلاهی نهاد و فرمود که ای نور العین حق جل و علی ترا خرقه خلافت عطا کرد و حکم فرمود که لطائف حرمین الشریفین زیارت نمائی چون بیدار شد کیفیت حال بخدمت والد بزرگوار شاه یوسف گفت ... و الده و همراهی شیخ بسکهن و شیخ سونا و نیز شیخ حمید الدین و شیخ محمود فرزند ان شیخ حسین روانه سمت بیت الله شد و بهان ایام شاه یوسف از اجودهن با یمای غیب در قلعه بهکر آمده ساکن گردید و عینا عادل شاه نهایت اعتقاد بخدمتش بهم رسانید چون عمر شاه یوسف باخر رسید عینا عادل شاه را وصیت فرمود که فرزندم شاه بکهاری براه خشکی بکعبه رفته و حج بجا آورده باین صوب خواهد آمد باید که در خدمت او سرگرم باشی و هر مرادے که داری ترا از وی حاصل خواهد شد و شیخ حسین را مثال خلافت عطا فرموده برحمت حق پیوست چون حضرت شاه از مکه معاودت فرموده بموضع بنکری متصل بهکر تا ولی رسید

عینا عادل شاه باستقبال برآمد و بخدمت حاضر گشت و مالی چند روز نقد حاضر کرد قبول نفرمود
و گویند که حضرت شاه پنج مرتبه حج بجاآورده و بوقت آمدن و رفتن پشت بجانب کعبه نکرده و پاپوش
چرم نپوشیده و طرفی پر از گندم سیاه و سفید همراه داشتی چون خواب غلبه کردے دست
دران طرف انداختی تا گندم بگزیدے و غلبه خواب از در دم مرتفع شدے و حضرت شاه
صائم الدهر و قائم اللیل بود و بعد شش ماه چون افطار کردی نان از جو بدست خود پختی و خود
تناول فرموده بیاران تقسیم فرمودی چنانچه سه صد کس را سیر شدے وقتی یارے از یاران
شاه درخواست کرد که نان بهاکهری من خواهم بخت فرمود نتوانی پخت چون بسیار الحاح
کرد اجازت فرمود وی آماده پختن نان بهاکهری شد و خواست که آتش افروزد آتش
در ریشش افتاد و تمام بسوخت چون این چنین بدید فرمود که نگفته بودم که بهاکهری نتوانی پخت
بهاکهری پختن کار بکهاری است و شیخ حمید الدین چشتی در ملفوظ آنحضرت تحریر فرموده است
که روزی حضرت شاه نظر بجانب آسمان کرد لوح محفوظ بر ایشان نمودار شد و اسم
دعاگوی را بر لوح محفوظ نوشته یافت پس برخاست و دعاگوے را بجای خود نشاند
مثال و عصا و سجاده عطا فرمود و دستار خاص از سر خویش بر آورده بر سر دعاگو نهاد و جبه
مبارک خود پوشانید و در معارج الولایت است که چون شاه بکهاری در بلده بیجاپور
متوطن شد اب از برائے وضو انجناب از رود بهیمتی مے آوردند و شیخ محمود نام درویشی بدین
خدمت مقید بود روزی حضرت شاه شیخ محمود را یاد فرمود گفتند که برای آوردن آب بجانب
رود بهیمتی رفته است باستماع این سخن بسیار تاسف کرد و فرمود چرا برائے کوزه آب چندان تکلیف
به بنده از بندگان خدا باید داد پس برخاست و بجائیکه حالا رود اتاولی جارے است
عصای مبارک بر زمین زد و آب بکثرت از آنجا بیرون آمد و بوقت مراجعت آنحضرت تنها
نمود و حضرت شاه چون بعقب نگاه کرد دید که آب مثل کوه دویده می آید فرمود که اے آب
اتاولی یعنی زود می کن و باهستگی چنان روان شو که ماندن با قریب تو باشد فی الحال
آب در زمین غائب شد و مثل چشمه جاری شدن گرفت و باسم اتاولی موسوم گشت و
گرد آن رود عینا عادل شاه والی برهان پور خانقاهی عظیم برائے شاه تعمیر ساخت

چنانچه مزار پر انوار شاه هم در انجاست وفات حضرت شاه بقول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال نهصد و هشتاد و پنج هجری

بیت از مؤلف

یا رب چون شاه عالم شد بجنت	بسال وصل آن محبوب باری
فرشته گو نبیره مصرعه حضرت عنوان	دگر فرما نبی عابد بمولانا نبی

شیخ پیارا چشتی قدس سره

مرید و خلیفهٔ شیخ اسلیم چشتی است از خلفای مشهور وقت خود بود نقل است که شاهزاده اسلیم جهانگیر را جلال الدین اکبر پیش شیخ همراه خویش برای زیارت روضهٔ منوره حضرت خواجه بزرگ باجمیر برد شیخ اسلیم شیخ پیارا را که یکی از خلفای آنجناب بود بجهت خبرداری شاهزاده همراه کرد اتفاقاً چون شاهزاده در اجمیر رسید بیمار شد اکبر بادشاه را ازین سبب کمال اضطراب و اضطرار رو نمود شیخ پیارا را گفت که حضرت شیخ شما را برای همین همراه شاهزاده کرده اند که از احوال شاهزاده خبردار باشید شیخ پیارا جواب داد که عریضه اشتی بآنحضرت ارسال نمایم هرچه که ارشاد باشد تعمیل کرده خواهد شد پس عریضه اشتی مصحوب قاصد بادشاهی بنام حضرت شیخ فرستاد شیخ در جواب تحریر فرمود که بپادشاه بگویند که انشاءالله شاهزاده صحت میشود و چون شما را محافظت شاهزاده تفویض است بیماری شاهزاده بخود جذب کنید چون قاصد رسید شیخ پیارا تسلی بادشاه کرده بیماری شاهزاده بر خود گرفت و شاهزاده شفا یافت و شیخ پیارا به بیماری تا چند ماه محنت صعب کشید نقل است که وقتی شیخ پیارا از شهر بادشاهی بجانب در اثنای راه فیل مست بروی حمله کرد چون فیل نزدیک تر رسید شیخ از مرکب خود فرود آمده مستقبل قبله دست بسته ایستاده شد فیل برگشت و اصلاً متعرض نشد وفات شیخ پیارا در سال نهصد و هشتاد و شش هجری است و مزار پر انوارش بلب آب نربده از راه دکن و گجرات است

چو از دنیا بفردوس برین رفت	شه مطلوب پیارا رحمة الله علیه
شد مخزن الانوار تاریخ	دگر محبوب پیارا رحمة الله

شیخ جلال الدین تهانیسری الکابلی قدس سره

از اعاظم خلفای شیخ عبدالقدوس گنگوهی است از جانب پدر و مادر فاروقی و اصل وی از بلخ و نام پدرش اختر قاضی محمود بود در سن هفت سالگی قرآن را حفظ کرد و در هفده سالگی تحصیل علوم نمود و درس میگفت و فتوی میداد آخر بجذب جاذبهٔ حقیقی مرید شیخ عبدالقدوس شد و بکمالات ظاهری و باطنی رسید نقل است که در ابتدای حالش

روزی شخصی غزلی باواز خوش میخواند چون آواز وی بگوش شیخ رسید بیهوش شد و از بام بزیر افتاد چون مرغ نیم بسمل می طپید و می غلطید چون بحال خود باز آمد بهاتر و زنده داخل طریقه چشتیه صابریه و بکمالات رسید و خوارق و کرامت بی شمار از وی سر میزد و استغراق بحدی کمال میداشت که چون وقت نماز میرسید مریدان ندای الله اکبر الله اکبر بگوش حق نیوشش وی میگفتند و وی از جذب و استغراق بحال خود باز می آمد و نماز میگذارد و در حالت سماع وجد بسیار می کرد و از مشایخ متاخرین سلسله چشتیه صابریه احدی از ان بزرگتر نبوده نقل ست که شخصی از مریدان شیخ جلال چندین سال بخدمت آن صاحب کمال گذرانید و هیچ فائده ظاهر نشد آخر روزی بحضور شیخ نشسته بود و در خاطر گذرانید که در زمان سابق شیخ نجم الدین کبری اینچنین صاحب کرامت بود که بر هر که نظر کرامت اثر میکرد بمرتبه ولایت میرسانید امروز اینچنین مرتبه کرا حاصل ست شیخ جلال بنور کرامت از آن آگاه شده فرمود که تا امروز هم اینچنین مردان خدا در دنیا هستند که بیک نگاه طالب را بحق میرسانند این بگفت و بنظر تیز در وی نظر کرد او فی الحال از پا در افتاد و تا سه روز بیخود ماند چون بهوش آمد سر در پای شیخ آورد و عرض کرد که چندین سال نیافتم آنچه بیک نگاه شما حاصل کردم و بهمان هفته برحمت حق پیوست و انتقالش خبر بشیخ رسانیدند فرمود که هر کسی را طاقت برداشت این بار نیست این شخص را نیز تاب برداشت این بار نبود چون بردی افتاد و جان بحق تسلیم نمود نقل ست که شیخ جلال را پسری فوت کرده بود و دو سه ازان چند گاه که در مصیبت او داشت سماع نکرد تا آن ورد و پدر در محبت و حقائق تصانیف نگرید و ذکر را مکتوبات اند بجواب مکتوبات شیخ عبد القدوس که بنامش نوشته بود و وفات شیخ جلال الدین باقوال معتبر بتاریخ چهاردهم ماه ذی الحجه سنه نهصد و هشتاد و نه هجری است و عمر مبارک وی نود و نه سال و قبر در تهانیسر است از مولف جلال از جهان چون بجنت رسید

پی سال ترحیل آن ذی کمال	یکی شیخ پاکیزه دل شد عیان	دگر هست مهتاب عزت جلال شیخ

رزق الله قدس سره یکی از مریدان محمد ملاوه یعنی مصباح العاشقین است و پدر بزرگوارش او را بحالت شیرخواری بخدمت ملاوه برد و وی از توجه دل بوی نظر کرد

وگفت این مرید ما باشد و بعمر چهار سالگی وے شیخ وفات کرد بعد بلوغ بتوجه روحانی حضرت شیخ و فیض نظر کیمیا اثر فاضل و عارف کامل شد و در عشق و محبت مشهور و استقامت یگانهٔ عصر گردید سفرها کرد و صحبت ها اندوخت و اشعار آبدار بزبان هندی و فارسی میگفت چنانچه رسالهٔ پیمائن و جوت نرنجن از تصنیفات وی مشهور است اندر عشق شیخ در اشعار هندی تخلص راجن و در فارسی خود را بمشتاقی تخلص میکرد و این شیخ از بزرگان دهلی و عم کلان شیخ عبد الحق محدث دهلوی است ولادت با سعادت وے بقول صاحب اخبار الاخیار در سال هشتصد و نود و هشت و وفات بتاریخ بستم شهر ربیع الاول سنه نهصد و هشتاد و نه هجریست و صاحب اخبار الاخیار که قطعهٔ تاریخ وفات وے درج کتاب خود کرده است اینست قطعه مخدومی عاشق زمان مشتاقی ✽ وی گفت بوقت نقل مشتاق حقم ✽ دیدا چو بتاریخ وفاتش نگریست ✽ نوک قلمش همین سخن کرد رقم ✽

از مولف

شیخ رزق الله بیر نامور ✽ اهل حق و عاشق اکرم متقی ✽ بیگمان تولید آن شیخ هدا ✽ هست و شد پیدا ز مشتاقی وصے ✽ شد عیان وصلش ز قیام زمان ✽ گشت حافظ ارتحالش منجلی ✽ رحلتش فرما بگو مشتاق حق ✽ هم حبیب دین ز مشتاق نبی ✽

شیخ اسحاق قدس سره

از بزرگان اهل چشت بود سیاحت بسیار کرد و ریاضت بیشمار کشید آخر از ملتان در دهلی رسیده همانجا متوطن شد و عمر کبیر داشت و میگفت که من منتظر پسرے ام چون پسر موجود خواهد آمد رخصت خواهم شد پس حق تعالے ورا آن کبرسنی اور اپسرے عطا فرمود روزے که وقت پیر بروز جمعه بجماعه در رگرفت که پسرے در خانه است بیار تا ببرکت نماد گفت که ترا ... چیزے در خانه بود تا امروز باشد گفت هرچه که ... انداخ که ... بسیار نهاد ... و دوجام کنه حاضر آورد آنرا الفقر ادا و اعداد آنان فرمود میل سماع دارم مطربے را بیار گفت که تو چه داری که مطرب بارهی گفت و دستار خود و جبار در سے که پوشیده ام ... پیم ... بخانه یار برفت که در همسایگی آن ... سرود ... میگفتند بشنید و گریه و حالت بسیار کرد چون حالت بے اختیاری غالب شد بخانهٔ خویش آمد و قیلوله کرد بعد از ساعتے برخاست و گفت که امروز روز جمعه است غسل نه کرده ام حجام را طلبید و از یاران وداع شد و غسل نمود و منزل قرآن بخواند و جان بحق تسلیم نمود و وفات

وی بقول صاحب اخبار الاخیار در سال نهصد و نود هجری بیست **از مولف**

چو اسحاق از جهان رخت سفر بست	بسال رحلت آن شاه آفاق
بگو اسحاق مخدوم مکمل	دگر فرما شیخ خاص اسحاق

شیخ عثمان زنده پیر بن شیخ عبد الکبیر پانی پتی

صابری پانی پتی قدس سره از عمده مشایخ عصر و زبده اولیای دهر بود و در علوم ظاهری و باطنی کامل و اکمل و وی را سه برادر دیگر بودند یکی شیخ حسین برادر بزرگ دوم شیخ برهان الدین و شیخ محمود برادران خورد چنانچه شیخ حسین رو بروی والد بزرگوار انتقال کرد و شیخ نور الدین و شیخ نفور فرزندان گذاشت چون شیخ عبد الکبیر وفات کرد عثمان بر سجاده مشیخت نشست نور الدین و نفور پسران شیخ حسین دعوی سجاده نشینی و زر آمدنی نذرانه مزارات شیخ شمس الدین ترک و شیخ جلال الدین پانی پتی بحضور سلطان ابراهیم لودی نمودند و سلطان برای تصفیه این مقدمه از دهلی در پانی پت تشریف آورد و اگرچه والده ماجده و دیگر مریدان و روسای شهر به سجاده نشینی شیخ عثمان راضی بودند اما بسبب حمایت سلطان و اهل دیوان شاهی سجادگی بهر دو فریق تقسیم شد و در عید اول هر دو سجاده نشین از شهر بیرون آمدند و در میان هر دو فریق جنگ عظیم واقع شد و پسران شیخ حسین از صدر دل بزمین افتادند و مجروح شدند و تا عیدگاه نتوانستند رسید از آن روز عیدیان را تا به ... و خدمت سجادگی بشیخ عثمان قرار یافت و صاحب سیر الاقطاب می فرماید که یکبار قوم ... هنود و یکی مسلمان باهم مناقشه داشتند که هیچ وجه فیصله نمی یافت هر دو بحضور حضرت شیخ آمدند شیخ تقریر هر دو شنید مسلمان را راست پنداشت ... بحق مسلمان فیصله نمود هندو فریاد برآورد که شما محض بسبب لحاظ اسلام مقدمه بطرف مسلمان فیصل کرده اند و رفته از وجد تسلیم باستماع این سخن شیخ زمانی سر در مراقبه فرو برده فرمود که زنان شما هر دو فریق حامله اند الحال حکم در میان شما هر دو فریق همین است که بچگانه راست گو پسر و بچگانه دروغگو دختر بزاید هر دو فریق بر این امر راضی شدند بعد انقضای میعاد بچگانه مسلمان پسر و بچگانه هندو دختر متولد شد و حکم

شیخ راست آمد و خصومت از فریقین برخاست و نقل است که شیخ نظام الدین فرزند
شیخ عثمان چاه نو تعمیر کرد بهر آبادانی آن از پدر التماس فاتحه نمود فرمود که اول مهمانی کن
و یک ماده گاو و چند من پیده گندم وغیره لوازم آن بیار و پخته کرده بفقرا بده بعد از ان فاتحه
خوانم عرض کرد که یک گوسفند نر دارم بیشت زیاده ازین چیزی ندارم فرمود آنچه اندر زبان
من بر آمد تیر بر هدف نشد اگر یاری بهتر بود چاه هم مسمار خواهد شد و همان شب عمارت
چاه مسمار گشت **وفات** شیخ عثمان در سال نهصد و نود و سه است از مولف

شیخ عثمان پیر عالمگیر چشت | رفت از دنیا سوی دار جنان
رحلتش کن حق جهان عثمان بگو | نیز قطب الواصلین عثمان بخوان

شیخ دانیال چشتی قدس سره

مرید و خلیفه سید راجی حامد شاه است و صحبت دار حضرت خضر علیه السلام بود و فیض باطنی از روح خواجه
بزرگ معین الدین حسن سنجری حاصل میکرد و بثبوت پیوسته که حضرت خواجه بزرگ او را
باطن بخضر علیه السلام حواله کرده و این شعر هندی که درج کتاب معارج الولایت و شرح حروف
العالیات است یعنی دال است سه جگ جاگے عمر جو حضرت خواجی + حضرت نبی رسول نواجی
دانیال جو پرگٹ کینیان + حضرت خواجه خضر سته دینا + یعنی حضرت خواجه بزرگ که عمر دائمی باطنی
دارند خواستند که دانیال را ظاهر کنند و از جمله اولیاء الله گردانند در واقعه دانیال را حواله
خضر علیه السلام کردند **وفات** شیخ دانیال در نهصد و نود و چهار و عمر شریفش یکصد و پانزده
سال است از مولف

چون جناب دانیال محترم | یافت از دنیا سوی دون باغ حرم
سال وصالش او بگو مختار وقت | هم بخوان بدر الکرامت دانیال

شیخ فتح الله ترین سنبهلی چشتی قدس سره

مرید خلیفه خواجه اسلیم چشتی است و بالای کوه فتحپور حسب الحکم
پیر روشن ضمیر مشغول میماند روزی شیخ سد هاری که او هم خلیفه شیخ اسلیم بود برای
دیدن شیخ فتح الله بر کوه فتحپور رفت بعد از ساعتی شیخ فتح الله در هوا طیران در آمد
شیخ سد هاری او را چون بدین حال دید دامنش بگرفت چنانچه باز بجای خود
آمده بنشست و گفت که شیخ سد هاری میدانی که کجا میرفتم گفت نه گفت
امروز در خانقاه حضرت مرشدم اسلیم جماعه بزرگان جمع شده بودند چون حضرت

غوث الاعظم از انجا مراجعت کرد باین همت گذر کرد منهم بخدمت ایشان میر فتم چون تو دامن من گرفتی غوث الاعظم مرا رخصت فرمود بجاے خود آمدم ورنه دامن بدست شما میماند ومن میرفتم و صاحب معارج الولایت مینویسد که چون شیخ فتح امی و ناخوانده محض بود علماء بعضی اعتراض آوردند که ولی بیعلم نمی باشد و اینمعنی بر شیخ وجیه الدین خلیفه وے بسیار ناگوار گذشته روزے شیخ وقت خوش داشت و وجیه الدین بخدمت حاضر بود در انحال شیخ بر زبان راند که اے وجیه الدین بخواه انچه میخواهی او این تذکره بر زبان آورد و تسلی خود درخواست نمود گفت که معترض را نزد ما حاضر کن وجیه الدین شخصے را از علما بخدمت حاضر آورد او بوے مخاطب شده فرمود که هر کتابی که بگوئی بخوانم آن عالم هدایه پیش کرد فرمود از اول بخوانم یا از آخر یا از میان گفت از میان پس شیخ وجیه الدین فرمود که من میخوانم و تو بنویس چنانچه قریب دو صفحه بخواند و نوشته بآن عالم داده فرمود که به کتاب مقابل کن از وقوع این کرامت همه علما معتقد شیخ شدند و نقل ست که بعد وفات شیخ اسلیم وقتی در فتحپور امساک باران شد و شیخ احمد پسر کلان شیخ اسلیم خطے بنام شیخ فتح الله در باب استدعاے دعاے نزول باران تحریر فرمود چون نامه رسید شیخ فتح الله در جمعه براے اداے نماز جمعه تشریف میداشت بمجرد خواندن خط برخاست و بصحرا درآمد و در آفتاب گرم نشست و التجا بجناب کبریا نمود تا وقتیکه باران در فتحپور نبارد از ینجا نخواهم برخاست و بحاضران فرمود که در آسمان نگاه کنید که ابرے بر آسمان بجانب فتحپور پیدا شده است یا نه همه آنها بجانب فتحپور دیدند و اطلاع شیخ کردند از انجا برخاست و جواب نامه نوشت که اگر بوقت نماز جمعه باران رحمت در فتحپور باریده باشد خواهند نوشت و فی الواقع در آنوقت بفتحپور آنقدر باران رحمت بارید که مردم از ان مستغنی شدند و وفات شیخ ابو الفتح در سال نهصد و نود و نه هجریست از مولف

یافت چون بو الفتح شیخ فتح کار خویش	
با هزاران در ملک جنان	سال او بگو مفتاح عشق ۹۹۹
هم بخوان فیاض حق او مهربان ۹۹۹	

شیخ نظام نارنولی قدس سره از مریدان پاک اعتقاد و خلفای حق یاد شیخ خانو چشتی است که در گوالیار توطن داشت از کبار شیخ وقت خود بود و تا چهل سال با جناب(؟) طالبان حق مشغول ماند و جمعی کثیر به برکت توجه پاک وی بحق رسید ند صاحب سفینة الاولیا می‌فرماید که شیخ نظام هر سال پاپیاده از نارنول بزیارت مزار پرانوار خواجه قطب الدین بختیار بحالت ذوق و وجد و سماع می آمد و از انجا باجمیر بمزار خواجه بزرگ تشریف می برد و حق تعالے او را قبولی تمام عطا فرمود و مریدان کامل و مکمل بسیار داشت شیخ خانو گوالیاری پیر روشن ضمیر وی مرید خواجه حسین ناگوری بود و خرقه فقر از شیخ اسمٰعیل فرزند شیخ حسن یافت که در چندیری میر زید اشت و برد جانشینی خواجه بزرگ معین الحق والدین بنایت متوجه و فانی بود و شیخ اسمٰعیل برادر شیخ نظام هم نعمت فقر و کمال از شیخ خانو یافت و شیخ خواجگی سپری از مریدان او ست و شیخ منور که در آگره شهرت تمام دارد از مریدان شیخ خانو است وفات شیخ خانو گوالیاری بقول صاحب سفینة الاولیا و اخبار الاخیار در سال نهصد و چهل و وفات شیخ نظام نارنولی در سال نهصد و نود و نه هجری است تاریخ وفات

شیخ خانو گوالیاری
رفت چون خانو ازین دار فنا　　صورت گل شد بگلزار جنان
شاه خلد است ایجوان تاریخ او　　باز شد ابر عطا خانو عیان ۹۴۰

تاریخ وفات شیخ نظام نارنولی
نظام از دار دنیا چون سفر کرد　　خدا بخشود سر و سه پا سبب(؟)
عیان شد سن و سال انتقالش　　محب اولیا مهتاب جنت ۹۹۹

شیخ طاها چشتی قدس سره

مرید و خلیفه شیخ اسلم چشتی است و در سفر حرمین الشریفین همرکاب آنجناب بود و بعد از مراجعت از حج چون شیخ اسلم عازم هندوستان شد و به گجرات رسید شیخ طاها را در احمدآباد نصب فرمود و شیخ محمد رشید والی(؟) و بعضی اعزه دیگر را بوی حواله نمود و در آنحال شیخ طاها بعبرتی(؟) پرداخت که درین بسه بود و بعضی مشایخ دیگر صاحب اسم و رسم هستند با ایشان شبره(؟) در هیچ باب طور صورت خواهد بست فرمود که همه را مطیع و منقاد تو خواهند شد و چون شیخ طاها با احمد آباد متوطن شد محمد ادخان(؟) بالمرة جمله مشایخ بنام بخدمت شیخ طاها آمده مستفید(؟) و مستفیض شدند تا ...

صاحب مرآة الولایت میفرماید که چون مظفر گجراتی را بعد اکبرشاه تسلط بر گجرات پدید آمد بخدمت شیخ حاضر شده التماس همتی نمود که شیخ بدست مبارک خود شمشیر بکمر او به بندد تا بر سلطنت هندوستان یابد شیخ بجوابش پرداخت که حق سبحانه این ملک را به اکبرشاه داده است من که باشم که در تغییر آن کوشم از استماع این معنی مظفر آشفته شد و گفت پس بجای لشکر اکبر اول شمشیر بخون شما رنگین میکنم شیخ گفت یک هفته میان من و تو مهلت است بعد از آن هرچه خواهی بکنی هنوز هفته نگذشته بود که فوج بادشاهی بگرد وی تاخت و ملک گجرات از تصرف مظفر برفت وفات شیخ طاها در سال یک هزار هجری است از

مولف چو طاها بلطف خداوندی	ازین دهر دون شد بجنت روان
شود سال ترحیل آن شاه دین	ز مخدوم مرحوم طاها عیان

شیخ منهه کاکروی قدس سره

درویشی کامل و مکمل بود تربیت از روحانیت حضرت خواجه بزرگ معین الحق والدین یافت و گویند که وی تا بست سال خدمت روضه منوره خواجه بزرگ میکرد و جاروب میداد بعد از بست سال از روضه منوره آواز بشنید که ای منهه ترا بحق رسانیدیم و والی ولایت کاکوری کردیم و تصرف آنجا بتو بخشیدیم پس شیخ منهه از اجمیر در کاکوری آمد و مقامی اختیار کرد و بارشاد طالبان مشغول شد وفات وی در سال یکهزار و سه بوقوع آمد و مزار پر انوارش هم در کاکوری است از مولف

لذت وصل خدا و خلد یافت	منهه پیر باخبر شیرین کلام
از دل سرور وصال پاک او	شد عیان ذو الاقدر شیرین کلام

شیخ کبیر جولاهه قدس سره مرید و خلیفه شیخ تقی است از کمال اولیاء اکثر و مشاهیر زمان خود است و جمال ولایت خود را در طریق ملامت مستور داشتی و در هند آن وقت موحد ممتاز بوده اورا در زبان هندی کلام بسیار عالی است که بر علو درجات او دال است و اگر در کلام او تفحص و تجسس کرده آید نوعی از قسم وصال یافته میشود و فراق را در ساخت و صفات او اصلا عبور نیست و اول کسیکه بزبان هندی حقایق و معارف بیان فرموده اوست و انواع اشعار هندی را لیکن اکثری از جنس بشن پد بسا کی او وی مشغول است و اگر سلوک

در کلام وی به معنی جواهر دقایق لآلی حقایق بمیزان زبان سنجیده است که مثل آن در کلام دیگری یافته نمی شود و محقق هندی که ذکرش خواهد آمد در کلام خود تتبع وی کرده آنچه کبیر در سالها گفتن پدما گفته محقق هندی در یک سوریشه دو دوهره نظم کرده است و از قوت باطنی او آنکه اهل اسلام و هنود هر دو فریق بروی اعتقاد کامل دارند و از خود شمارند چنانچه در اهل اسلام به پیر کبیر و در هنود به بهگت کبیر اشتهار دارد وفات وی در سال یکهزار و شش هجری

تاریخ بیست از مولف	
چون کبیر از عطای رتبهٔ قدیر	شد ز دنیا به جنت اکبر
رحلتش صاحب بشارت خوان	هم بدان بلبل بهشت کبیر

شیخ ولی چشتی قدس سره

نام پدر بزرگوارش یوسف چشتی است مرید و خلیفهٔ شیخ اسلیم است گویند که وی نهان که بخدمت پیر روشن ضمیر حاضر شد منظور نظر شیخ شد و بتاج خلافت متوج گردید بوقوع انجال یاران دیگر بخدمت شیخ عرض پرداختند که ما از سالها بخدمت قیام داریم و هنوز باین شرف مشرف نگشتیم و شیخ ولی در اول روز باین سعادت فایض گشت درین حیرت فرمود که شیخ دیگی پر از همه چیز کرده بروی بایست نزد من آورد و صرف حاجت نمک ندا درو نمک انداختم یعنی وی مستعد شده آمده بود وفات شیخ ولی بقول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال یک هزار و چهار هجری

تاریخ بیست از مولف	
چون ولی خدا وی دالا	یافت از حق ولایت جنت
جامع فیض گو بتاریخش	هم ولی شیخ اولیا فرما

مولانا عبد الله الانصاری السلطانپوری از اکابر علمای و اعاظم فقرای هند بود و ارادت بخدمت حضرات چشت داشت و از عهد شیر شاه تا عهد اکبر شاه بخطاب مخدوم الملک مخاطب ماند چون عالم متشرع و عارف متورع بود در دفع کفر و بدعت بسیار کوشید و در اعلان کلمهٔ توحید و احیای سنت جد و جهد کثیر بکار برد حتی که چون اکبر شاه ابداع مذهب الٰهیه کرد و خلق را بدان دعوت تنویر و شمس پرستی و غیره احکام را جاری کرده حکم داد که بجای کلمهٔ محمدی لا اله الا الله اکبر خلیفة الله بخوانند مولانا عبد الله با او در جهاد بود و آخر الامر اکبر را از ملک خود اخراج کرد و مسجد معتکف گشت اکبر گفت که مسجد هم در زمین [illegible]

بدر رود و راه ملک دیگر پیش گیر وی راه حجاز پیش گرفت و بزیارت حرمین الشریفین مشرف گشت و باز در هندوستان آمد آخر بحکم بادشاه زهر در طعامش کردند و وی شربت شهادت چشید و او را تصانیف بسیار است چنانچه کشف الغز و منهاج الدین عقیقة الانبیا وغیره از توالیف اوست و واقعه شهادت وی در سال یکهزار و شش هجریست از مولف

از عبادت یافت عبدالله خلد	رحلت آن عابد عالی مکان	آفتاب مجتهر عبدالله گو	نیز فرما آفتاب عاشقان

شیخ اختیار الدین مروانی قدس سره مرید و خلیفه شیخ نظام الدین نارنولی است

نام اول اختیار خان بود و چون جذبهٔ الهی دامنگیر وقت او شد در اجمیر رفت و در روضه منوره شیخ بزرگ معتکف گشت بعد از مدت مدید حضرت خواجه را در واقعه دید که میفرماید که پیر تو در نارنول که نظام الدین نام دارد او را دریاب پس اختیار الدین روانه نارنول شد چون در آنجا رسید شیخ را دید که بر چارپائی کهنه نشسته و سرنگون انداخته است در خاطر خطور کرد که شخصی که در خواب سرنگون باشد کار من از وی چگونه برآید شیخ بنور باطن بر خطره او آگاه شد و سر برآورد و فرمود تو فرستاده خواجه بزرگ هستی و بحسب فرموده ایشان نزد من در آمده پس درینصورت چه جای شک و قطره است وی از آن خطره پشیمان شد و سر در پای شیخ آورده مرید گشت و تربیت و تکمیل یافت و از اختیار خان باختیار الدین موسوم گشت و شیخ بعد عطای خرقه خلافت بوطنش رخصت داد و اول وطن وی نزدیک کالپی بوده و حالا مرقد شیخ اختیار الدین است بعد از آن اولادش از آنجا آمده در [illegible] آباد متوطن شدند وفات وی در سال یک هزار و یازده هجریست از مولف

اختیار الدین چو با صد اختیار	گشت خود مختار در خلد برین	سن وصال ارتحالش اعظم آت	نیز شد از دل عیان شیخ الدین

شیخ جلال الدین کاسی چشتی قدس سره

در اوایل نام وی جلال خان بود و در قوم افغانان کاسی عزتی تمام داشت و در زمان شیر شاه بادشاه بامارت منسوب بود چون در سلطنت افغانان تخلل پدید آمد و دولت از آن درگاه رو بگردانید شیخ جلال الدین زنگ آمیزی دنیا دیده ترک کلی گرفت و بخدمت شاه محمد چشتی که در بنگر موآسوده است پیوست

دمرید گردید آنا فتح باب میسر گشت بعد مدتی شیخ شاه محمد گفت که کشود کار تو در آستانهٔ حضرت شیخ
بدرالدین صاحب ولایت است تا آنجا باید رفت پس شیخ جلال بموجب اشارت آنجا رفت و
بجاروب کشی آن آستانه مشغول گشت و اکثر اوقات تلاوت قرآن میکرد و بعد از ریاضت و
مجاهدات او را با روحانیت صاحب ولایت حضور تمام پیدا گشت و از مرقد مقدس آواز برآمد
که جلال بدرالدین و بدرالدین جلال و کار او بکارگاه کمال رسید و شهرتی عظیم یافت
و خلقی کثیر بحلقهٔ ارادتش درآمد روزی در خاطرش خطور کرد که اگر فرزندی لایق این کار بودی
او را بجای خود نصب میکردم همین روحانیت از صاحب ولایت او را خبر رسید که فرزندی
رشید برای تو هم آرم از تربیت او خود را معاف ندار اتفاقاً در آن ایام در شهر
آنسونی از اعمال سرکار لکهنؤ هندوی از قوم کایته بود و پسری دوازده ساله بغایت
حسن و جمال داشت و پیش معلمی کتاب گلستان میخواند چون به این شعر رسید بلغ العلی
بکماله کشف الدجی بجماله حسنت جمیع خصاله صلوا علیه و آله رسید از معلم
پرسید که این کس را چه بزرگی و شفاعت مراتب که بود معلم نعت حضرت شاه رسالت علیه الصلوة
والتحیة بیان کرد بمجرد شنیدن نور اسلام در باطن و [illegible] زبان به تصدیق
بکشاد چون خبر اسلام وی بسمع متعلقانش [illegible] ارادهٔ قتل کردند پسر از خانه
برآمد و راه پیش گرفت حتی که در شهر پانیپت بر دروازهٔ فیض اندازهٔ شیخ جلال الدین
رسید روحانیت صاحب ولایت او را آگاه ساخت که فرزند موعود بدر تو
رسیده او را مخدوم عبد الله نام کن که جانشین تو خواهد بود شیخ جلال او را تربیت
نموده او را نیز با روحانیت صاحب ولایت حضور پیدا شد الغرض شیخ جلال را عادت
بود که تا نصف شب در آستانهٔ صاحب ولایت تلاوت قرآن میکرد و مشغول میبود و بعد
از آن در شهر بجائی که فرزندان او میبودند میرفت شبی در اثنای راه دزدان آمدند
و شیخ را مخل وقت خود دیده یکبارگی تیرها انداختند یک تیر قضا بر بدن مبارکش هم
رسید و بشهادت رسید و قریب مرقد صاحب ولایت مدفون گشت و این واقعه [illegible]
شیخ جلال در اواخر سلطنت اکبر بادشاه در سال یکهزار و سیزده بوقوع آمده مخدوم عبد [illegible]

بجائیش بر مسند ارشاد نشست و شهرت بسیار یافت و کشف کرامت بسیار از وی سر
بر میزد و در شغل باطن اشتغال تمام شب خواب نکردے و اکثر شب بر پا ایستاده
بماندے مردم آن دیار اکثر حلقهٔ ارادت وے بگوش خود گرفتند چنانچه شیخ طاها یکی
از اکابر زادهاے قصبهٔ برایلی بخدمت وے پیوست و ترک دنیا نمود و به
مطلوب حقیقی فائز گشت آخر در اواخر سلطنت جهانگیر بادشاه در سن یکهزار و سی و
چهار وفات یافت و به پهلوے شیخ جلال مدفون گشت و شیخ طاها بعد از وے
بر مسند ارشاد نشست رحمة الله علیهم **تاریخ وفات شیخ جلال از مولف**

چون جلال آن ولی اهل کمال	صورت سرو شد بباغ جنان	هست شیخ زمانه تاریخش ۱۰۳۴
نیز مشتاق حق جلال بخوان ۱۰۳۴		

سید مزمل چشتی قدس سره که مرید و خلیفه شیخ جلال
است و نام پدر وی حاجی عبد الوهاب بود از اکابر سادات هند است چون سید مزمل
بخدمت آنحضرت پیوست هم در عمر جوانی بریاضات و مجاهدات مشغول شد و فیض تمام
از خدمت پیر روشن ضمیر حاصل کرد صاحب خوارق عادات عجیبه و کشف و کرامات غریبه
شد صاحب معارج الولایت میفرماید که وقتی سید مزمل را شوق ملاقات والد
مرحوم خود شد که از سر او بعالم طفولیت درگذشته بود و در بنباب عرض بخدمت پیر دستگیر
خود نمود آنحضرت سه بار امتناع آورد چون وے الحاح بسیار کرد فرمود که برو
نوکر شیرشاه شو بعد از نوکری تو بچهار سال بادشاه براے تسخیر قلعهٔ گوالیار
خواهد رفت و خیمه فراشان بیرون لشکر در ویرانه نصب خواهند کرد چون آنجا
بنشینی بعد از ساعتی درویشی بوضع قلندران پیدا خواهد شد باید که باستقبال وے
برخیزی و شرط احترام بجا آری و هر چه گوید قبول داری پس سید مزمل نوکر شیرشاه شد
بعد از مدت معهود بادشاه براے تسخیر قلعه گوالیار رفت و نزدیک قلعه رسید و
فراشان خیمه را بجاے معهود نصب کردند و سید در خیمه فرود آمد بعد از ساعتی
قلندری بدان شکل و شباهت پیدا شد و وے تعظیم و احترام وے بجا آورد قلندر
گفت میخواهی پدر خود را ببینی گفت بلی آرزو دارم پس برخاست و از خیمه بیرون آمد

و باز بخیمه مراجعت کرد و گفت برخیز اینک پدر تو بر در ایستاده است سید مزمل از غلبهٔ شوق
فریاد کنان برخاست چون نظر بر لقای پدر انداخت بی صبرانه سر در قدم پدر کشید چون سر
برداشت برداشت نه پدر را دید و نه آن قلندر را و از آنجا بخدمت شیخ حاضر آمد و عرض حال
نمود فرمود که اگر عجلت نمی کردی و با هستگی پیشش می آمدی صحبتش هم میسر میشد بعد از آن سید مزمل
بخدمت شیخ کار سلوک تمام کرد و بخلافت مشرف گردید و مدتی در ارشاد و هدایت مشغول ماند
وفات سید مزمل بقول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال یکهزار و پانزده هجری است از مؤلف

سخنت رفت از دنیای دنی چون آن سید مزمل خواجهٔ دهر	ولی شیخ جهان آن وصلش دگر گفت
بخوان شد سید مزمل خواجهٔ دهر	شیخ سید جیو قدس سره مرید و خلیفهٔ شیخ اسلیم چشتی است

گویند که پیش از آنکه مشرف شود از جملهٔ اکابر علما و امرای ذوی الاحتشام
شهر دهلی بود وقتی با مریدی از مریدان شیخ اسلیم در مجلسی باهم اتفاق ملاقات افتاد
گفت میخواهم بکسی که بمجرد ملاقات جذب کند و مرا از من تجلی رباید توسل جویم و بیعت کنم
آن مرید گفت آن کس پیر من است بفتحپور اگر متوجه بآن شوم چند منزل باستقبال من آید
پس هر دو باتفاق همدیگر متوجه فتحپور شدند و در هر منزل از منازل میگفتند که
هنوز باستقبال نیامد تا آنکه بخانقاه شیخ اسلیم رسیدند و اندکی در انتظار ماندند
چون شیخ از درون محل برای قبول اسلام ایشان هم بیرون نیامد عرق احتشام قدیم
شیخ جیو در حرکت آمد و با غم و غصه متوجه دهلی شد چون قدری راه برفت آنحضرت
یک کس را همراه ایشان روانه کرد تا باز گردانیده بیارد چون بآن کس مواجه
یکدیگر واقع شد بلا آنکه سخنی بر زبان آید زمام اختیار از دست شیخ جیو برفت
از اسپ بزیر آمده پاپیاده بادست تمام متوجه چون بدر دولت آنجناب رسید منظور نظر
عالی گشت از پا در افتاد و بیخود گشت و تا سه شبانه روز بیخود ماند بعد از افاقه بشرف
بیعت مشرف گشت و بعد تکمیل بخرقهٔ خلافت معزز گردید و بوطن رخصت یافت
وفات شیخ سید جیو در سال یک هزار و پانزده هجری است و مزارش در دهلی است از مؤلف
رفت چون سید جیو جاودان　یافت از دیر فانی امان　گو بسال وصل تاریخ [illegible]

مقتدای اہل عرفانی بخوان | شاه نعمان چشتی برہانپوری قدس سرہ

مرید و خلیفه شاه بکہاری چشتی صاحب برہانپوری است و پیش از آنکه بخدمت شاه بکہاری بیاید در دولت آباد بخدمت پیر خود حاضر بود و چون وقت وصال پیر قریب رسید بوی گفت که پیش شاه بکہاری برہانپوری حاضر شو و حصه خود بگیر پس شاه نعمان بعد وفات پیر بخدمت شاه بکہاری برہانپوری حاضر شد و پیش از آنکه عرض خود کند فرمود که سفارش پیر تو پیش از رسیدن تو بمن و بما رسید بعد از ان تسبیح خاص عطا کرد و بمصلای خود فرست نمود و بیک نظر کیمیا اثر بکمالات رسانید و بسوی قلعه اسیر رخصت فرمود و صاحب معارج الولایت مینویسد که چون شاه نعمان از پیشگاه شاه بکہاری بطرف قلعه اسیر شرف ترخیص یافت شاه نعمان عرض کرد که پیش ازین شاه محمود بولایت قلعه اسیر مامور است در رفتن بنده چه حکمت است فرمود که امروز تمام اولیاء الله بحضور پر نور محمد صلی الله علیه وسلم حاضر بودند بنده عرض کرد که مقام اسیر شاه نعمان را عطا شود و با شاه محمود ارشاد نبوی صادر شد که شاه نعمان را عطا نمودیم و شاه محمود حکم گردید که مصلای خود از آنجا بردارد پس شاه نعمان در قلعه اسیر مقام کرد اما پیوسته بوقت درس علمی بطی زمان و مکان در مجلس شاه بکہاری حاضر شدی و بعد از اتمام وقت رخصت شده نزد و کرامت باز بمقام خود رفتی و اگر چیزی تحفه موجود میشد از مقام خود دست دراز کردی و بخدمت حضرت شاه رسانیدے وفات شاه نعمان

در سال یک هزار و شانزده هجری است از مولف	برفت از جهان گشت سال
چو آن شاه مردی زدین شاه نعمان	بگو عاشق مقتدا ارتحالش
بگو عاشق مقتدا ارتحالش	هم دگر پیشوای حقائق شاه نعمان

شیخ حاجی اویس قنوری قدس سرہ از اولاد حضرت پیر کیار است و در افغانان قوم قنوری مردی با عظمت و نعمت بود و فیض از روحانیت پیر کیار داشت و چون بحرمین الشریفین مشرف گشت برای زیارت حضرت اویس قرنی در قرن رفت و از انجا معاودت بوطن نمود و در معارج الولایت است که چون در خانه شیخ حاجی پسر متولد شد بنام داود موسوم ساخت و شکوه رسم تہنیت نمود گفت این پسر از ان قسم نیست که تہنیت را شاید چون جوان شد دیوانه و خبطی بود و نیز شیخ حاجی را

دختری بود چون ببلوغ رسید شیخ یوسف نام مردے گفت کہ دختر خود بمن بدہم اگر قبول کنی گفت
بروم و با مادر خود مشورت کنم فرمود وے در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست چون دختر را قبول
نکردی تا مدت عمر دختری نہ بینی پس ہمچنان بوقوع آمد کہ شیخ یوسف را شمار نکاح زنان
بہ بیست رسیدہ بود ہیچ یکی از ایشان دختری نبود مولد و مسکن و مدفن شیخ حاجی قصبہ قصور
است و وفات وے در سال یک ہزار و ہفت ہجری است چون درین مقام تقریباً ذکر
خیر حضرت پیر کیار چشتی درمیان آمد بنا بر آن شمہ احوال آن صاحب کمال نیز از معارج الولایت
و اخبار الاولیاء و شجرۂ چشتیہ حوالہ قلم میگردد کہ نام نامی وے شیخ [illegible]
بن شورہ بن خویشگی است کہ از قوم افغان بود و قوم شوریانی و خویشگی کہ فرقہ در فقرائے
اہل چشت است از اولاد او ہستند و شورہ افغان سہ پسر داشت یکی پیر کیار دوم
حسین خویشگی سوم خلیل خویشگی و از ہر سہ پسر پیر کیار ارشد و رشید گشتہ بود چون بیاد
شوق الہی دامنگیر وقت او شد در طلب شیخ کامل و مکمل متردد گشت و بسیار جا از مشائخ نیز
دریافت و از ہیچ یکی تسلی خاطر او نشد آخر در قصبۂ چشت خطۂ بہشت نشان بخدمت قطب الدنیا
خواجہ مودود چشتی مشرف گردید و حضرت مودود بحکم رب العلی او را نزد خود داشت و
انگشتی بطبخ مامور کرد و وے تا چہل سال درانجا بسر برد بعد رحلت حضرت خواجہ مودود
رسید حضرت پیر کیار را نزد خود خواند و بخلافت و خرقۂ خاص خود ممتاز کردہ بطرف وطن رخصت نمود
آن پیر کیار از [illegible] کہ [illegible] داشت بعد انتقال پیر ہم [illegible] گوہر بار بخدمت [illegible]
[illegible] تا کہ پیر [illegible]
[illegible] چون بوطن [illegible] قوم افغان کوہستان پشاور کہ [illegible]
[illegible] اعتقادی آوردند [illegible] ولایت طلبیدند و گفتند کہ اگر ہمین وقت دو کبوتر چشتی
بیایند و از جانب گریبان در پیراہن تو درآیند و از آستین برآیند اعتقاد ما بر ولایت
تو قایم میگردد پس ناگاہ دو کبوتر چنانکہ میخواستند از غیب ظاہر شدند و از جانب
گریبان در پیراہن درآمدہ از آستین بیرون رفتند از ظہور این کرامت خلقے
از مردم کوہستانی معتقد و مرید شدند علی الخصوص افغانان خویشگی بالکل مرید

و مستفاد گشتند و حضرت پیر کیار در حق کبوتران دعای خیر کرد و مریدان و قوم خود را از شکار و
ذبح کبوتران منع فرمود و ارشاد کرد که از مریدان من هر که بکبوتر ایذا دهد یا بمیرد یا اولادش
نباشد یا تنگ روزی گردد چنانکه تا حال این رسم در افغانان خویشگی رائج است چنانکه
در کتاب تلقین المریدین آورده است بیت چون ز تو خوارق عادات ز خواست قوم بهر
مکشوفات ز دو کبوتر موافق گفتار ز راستین دو شیخ شد طیار ز قوم را گفت شیخ بود از ارادت
چونکه شد بر ولایتش برهان ز جنس این طیر را ضرر نه رسانید ز گر مریدان خاص از ان شنید ز
این یکی خوارق از هزار بود ز خارقش را کجا شمار بود ز و اگرچه بتوجه موجه پیر کیار خلقی
بیشمار بهدایت و ارشاد رسید اما از اکمل مریدان وی یکی شیخ تبک بود که صاحب کشف و
کرامت و ولایت و هدایت و ارشاد شد بعضی بر آنند که پیر خویشگی و مرید و برادر زاده پیر کیار
بود و بعضی میگویند که نبیره شیخ الاسلام خواجه مودود چشتی است و مرید و خلیفه پیر کیار و نام پدرش
خواجه عمر است و حضرت پیر کیار در حق وی دعا فرمود که تا قیام قیامت اولاد و مریدان او از
معرفت خالی نباشد وفات پیر کیار در سال پانصد و پنجاه هجری است تاریخ وفات

شیخ حاجی از مولف	شد چو از دنیا بفردوس برین	شیخ حاجی مقتدای اهل دین
شمع نور عارف رقم کن سال او از جهان چون شیخ و تو شیخ دین	نیز فرما شیخ حاجی پاک بین رفت در در بار جنت یافت بار	تاریخ وفات پیر کیار از مولف متقی آمد وصال پاک او

هم ولی دو جهان شیر کیار | **اخوند سعید شوریانی قدس سره** | ثانی ابو الحسن

خرقانی بود زیرا که خواجه ابو الحسن خرقانی از روحانیت سلطان العارفین تربیت
یافته و وی از روحانیت پیر کیار تربیت یافت و بمرتبه کمال و تکمیل رسید و بهدایت و ارشاد
و استعداد بخدمت شیخی و پیری نرفت و در ادای احکام شرع نهایت مقید بود و در صحبت
شاه و گدا درجه برابری میداشت بلکه فقرا را مواسات و مدارات کردی و از
اغنیا متنفر بودی و مرید و خادم نگرفتی و سماع را بسیار دوست داشتی و در مجلس سماع
بی تکلف تشریف بردی و وجد و رقص کردی و صاحب اخبار الاولیا و معارج الولایت
کرامات و خوارق عادات بیشمار از وی نقل فرموده چنانچه منقول است که یک وقت

همچنین دیگ بسیار انداختی و چون طعام را انچه حاضر آوردندی نمک موافق آمدی و اندر دیگ
معهود در لذت تفاوت نکردی و گویند که وقتی مردی بگجرات رفته بود و هیچ خبری اندر مدتی
متعلقین نرسید روزی شخصی بخدمت حضرت اخوند آمده از حال غایب استکشاف کرد
اندکی تامل کرده فرمود او در فلان ماه و فلان روز از دار الفنا بدار البقا شتافت بعد از
چند روز خبر فوت او از گجرات آمد که بقول اخوند مطابق بود و نیز گویند که وقتی شخصی راجپوت
بخدمت اخوند حاضر آمده بعرض رسانید که اکبر بادشاه بر من متغیر است همتی
فرمایند که بادشاه از سر تقصیر من درگذرد و هر هدیه که بفرمایند حاضر خواهم کرد فرمود که
پیش بادشاه برو و اندیشه مکن که من زبان او را بسته ام و بعطای خلعت زبان او را
حرکت خواهم داد چون خلعت یابی و از پیش بادشاه مراجعت کنی یک بز فربه برای
من خواهی آورد آخر راجپوت بفراغ خاطر پیش بادشاه رفت و خلعت یافت و بز باخمی پیشکش
بخدمت اخوند هدیه آورد فرمود که همان یک بز هدیه من است وفات در سال
یکهزار و هژده هجریست و بمقام قصور دفن شد از مولف | اول شد با وصل حق چون از جهان
پیر حق گو شیخ حق آمین سعید | فضل حق دان شیخ حق گو جلیل | نیز کن تحریر خیر دین شفیق

شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زنده پیر پانی پتی قدس سره

از عظمای مشائخ مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود است باوصاف زهد و قناعت موصوف
و به ریاضت و عبادت معروف و بذکر مولی مستغرق و از خلق جهان مستغنی بود و ایشان
دو برادر عالی گوهر بودند برادر کلانش شیخ کمال بسیار اهل کمال و صاحب جلال
و جمال بود و جذبهٔ عشق الهی از حد داشت بعد فوت پدر اکابران شهر او را بسجاده
مشیخت نشاندند او قبول نکرد و شیخ نظام الدین برادر خود را از دست خود بر مسند
سجادگی پدر نشانید و وی جانشین پدر بزرگوار شده بهدایت خلق مشغول شد وفات
شیخ نظام الدین در سال یکهزار و هژده هجریست و یکصد و چهل و هفت سال عمر
داشت و مزار گوهر بار در پانی پت واقع است از مولف | چون نظام الدین ولی زاهد دنیا
از جهان آخر بجنت شد مقیم | سال ترحیلش بخوان از خرد | شد عیان مخدوم غوث کریم

شیخ رحمت شوریائی چشتی قدس سره از اولاد حضرت پیر کبار است و تربیت نیز
از روحانیت پیر کبار یافته صاحب معارج الولایت میفرماید که بحکم علمنا منطق الطیر حق سبحانه
تعالی ابوی زبان وحوش و بهائم و طیور تعلیم فرمود و اکثر اوقات با حیوانات متکلم بود و سے
و ایشان باوے کلام کردندے وقتی با مارهم کلام بود چون مردمان در آمدند مار در
سوراخ خزید وفات آن جامع الکمالات در سال یک هزار و بست و پنج و مزار در قصور
است وی در حالت اخیر وصیت فرمود که بر جنازه من مردے از غیب ظاهر شود
او را امام کنید و نعش مرا در قصور برده در گورستان آبائے من دفن کنید پس همچنان بوقوع

آمد که گفته بود از مولف	چونکه رحمت ابر رحمت بحر رحم	از جهان در رحمت حق شد نهان
سال وصلش پیر رحمت اقدس است	مقتدائی عشق هم آمد عیان	شیخ محمد

فضل الله قدس سره نام جد بزرگوار وی شیخ محمد صدر است و نسب آبائی کرام
وی بحضرت صدیق اکبر رضی الله عنه میرسد اول بزرگان وی در جونپور بودند و تولد شیخ در
گجرات است و شیخ هنوز صغیر بود که والد بزرگوارش برحمت حق پیوست و وے در ابتدائے
جوانی اول بخدمت شیخ صفی گجراتی رسید و خرقه اجازت پوشید بعد ازان بمکه معظمه رفت
و تا دوازده سال بخدمت شیخ علی متقی گذرانید و از انجا معاودت کرده باحمد آباد آمد و متاهل
شد و مدتے بخدمت شیخ وجیه الدین گجراتی تعلیم علم ظاهری نمود و بصحبت شیخ ماه جونپوری
که در گجرات بود رسید شیخ ماه چون از زبان والد ماجد وی شنیده بود که پسر ما خود قطب الوقت
خواهد شد وی را محترم میداشت و شیخ ابو محمد خضر تمیمی که مرید والد وے بود در قلعه اسیر
کتابتی به شیخ وجیه الدین و شیخ ماه نوشت که شهباز شما چرا در پرواز نمی آید ایشان در جواب
نوشتند که پرواز وے بدست شما دست و شیخ محمد را بطرف اسیر رخصت کردند وی
در انجا رسیده نعمتی که والد بزرگوار وے به شیخ ابو محمد اسیری سپرده بود حاصل کرد
در برهانپور سکونت ورزیده به تدریس ظاهری و باطنی اشتغال نمود و از بزرگان
متاخرین اهل چشت شد و شیخ را ارادت و محبت و اخلاص بخدمت حضرت شاه نبی
صلی الله علیه و سلم بکمال بود و هر سال از غایت محبت بے اختیار

شده روانه مدینه منوره میگشت و بعد از طی چند منازل باز بابشارت سید عالم صلی الله علیه
وسلم مراجعت نمود و طریق وی تمام و کمال مطابق شرع و سنت نبوی بود و آنچه فتوح میرسید
سه حصه میکرد یک حصه بعیال خود میداد و یک حصه بدرویشان خانقاه و بعد از آن تقسیم نمود
و حصه ثالث نذرانه سرور کائنات علیه السلام را علیحده هر سال بمدینه روانه میکرد و بقول
شیخ محمد مقبول صاحب سفینة الاولیا در برهان پور بشب دوشنبه دوم ماه رمضان سال
یکهزار و بست و نه هجری بیست و خواجه هاشم رحمة الله علیه تاریخ وفات وی از این فضل الله
اخذ کرده است مدت عمر او هشتاد و شش سال و مزار پر انوار وی در برهانپور است

چون محمد ابن فضل الله فضل دو جهان	رفت از دنیا بتاریخ ...	... فضل ...
بهر تاریخ زبان فضل بگو یا صمد نیاز	سال ترحیلش ... فضل الله	بازگو ... فضل الله ...

مولانا شیخ احمد شوریانی قدس سره از اولاد پیر کبار است و جد پدری خواجه
غلام محی الدین عبدالله خویشگی چشتی صاحب معارج الولایت و اخبار الاولیا است از
عظمای علما و کبرای اتقیای خطه پنجاب بود و بعلوم ظاهری و باطنی شاگرد و مرید شیخ اسحاق
بن حضرت شاه کاکو چشتی لاهوری بود که از اولاد حضرت فریدالدین گنج شکر در لاهور
علم مشیخت و فضیلت می افراخت و خلقی کثیر در حلقه ارادت و شاگردی بود و شیخ احمد
بخدمت شیخ اسحاق از قصور مسکن خویش حاضر آمده سرمایه سعادت علمی و عملی اندوخت
و اول کسیکه در قوم خویشگیان و افغانان شوریان علم ظاهری و باطنی در خود جمع کرد او
بود و در زهد و ریاضت و عبادت نظیری نداشت و ادعیه ماثوره چنانچه چهل اسم و دعای سیفی
و حزب البحر به آداب شرائط آن هر روز مره و نوافل شب و اشراق و ضحی و زوال و تهجد
مشغول بود و مسائل مشکل که از علمای لاهور و ملتان وغیره حل نگشتندی بخدمت
وی پرسیدندی و وی با سهل ترین وجوه حل فرمودی و وی معاصر شیخ احمد فاروقی سرهندی
کابلی مجددی و شیخ عبدالحق محدث دهلوی و شیخ عیسی سندی برهانپوری بود و این هر سه
عزیزان بسیار عزت و توقیر وی کردندی و شیخ عبداللطیف برهانپوری میفرمود که
در عمر خود دو کس را از علمای ظاهر و باطن یکی استاد شیخ عبدالوهاب حسینی و دوم شیخ احمد

شوریانی ملاقات کرده ام و مثل ایشان دیگری ندیدم بلکه هر طالبی که از قصور محبت شیخ
عبداللطیف در برهانپور رفتی او را باز گردانیدی و گفتی که چون در مسکن خاص تو شیخ احمد
شوریانی دریای شریعت و طریقت جاریست تو چرا تشنه کام در اینجا آمدی نزد همش برو که
ترا بمقصد رساند و شیخ احمد اکثر از تصانیف کتب اجتناب کردی و گفتی که تصانیف و تالیف
متقدمین بس اند حالا چرا اوقات خود ضائع کنم الا کتاب سوالات احمدی که در رد
ملاحده و زنادقه اکسیر اعظم است در تمام عمر خود تصنیف کرد وفات شیخ احمد در سال یکهزار و سی و هشت

از مولف شد چو در بزم محمد در جنان	احمد آن حامی دین احمدی	احمد ۱۰۳۸ و اعظم بگو تاریخ او
نیز هادی احمد فاضل ولی ۱۰۳۸		

شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاهوری رحمة الله علیه از خلفا
کاملین شیخ محمد صدیق چشتی لاهوری است جامع بود میان عشق و محبت و جذب
و سکر و سماع و وجد در فقر مقامی بلند و درجه معلی داشت و او را بوقت سماع حالتی دست
دادی که نوبت بافتراق روح رسیدی تا در دو سه روز مست و بیخود افتاده ماندی
بحالیکه خلق او را مرده پنداشتی آخر در سال یکهزار و سی تاریخ سوم ماه ذی الحج ازین دار
پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست و در لاهور بجوار مزار پیر خود بمقام میران زین خان

مدفون شد از مولف	چو از دنیا بفردوس برین رفت	سلیم آن شیخ عالم شاه دینها
حبیب کبریا مرد سلامت ۱۰۳۰	بگو سال وصال آن شه دین	دگر فیض سلیم آمد وصالش ۱۰۳۰
رقم کن باز فارغبال شیخ ۱۰۳۰		

میر سید محمد کالپوی قدس سره اول بخدمت
ابوالعلی نقشبندی ارادت آورده کسب نسبت نقشبندی نمود چون [illegible] دست [illegible]
در اجمیر بزیارت مزار خواجه بزرگ تشریف برد در واقعه خواجه بزرگ برو پیدا شده فرمود
که چون در سلک ما آمدی باید که طریقه ما پیش گیری و سماع و رقص و شغل ذوق کسب از خواجه
بزرگ بعالم باطن فیض چشتیه حاصل کرد و اجازت [illegible] اعلی
رسید و در سماع غلو تمام داشت و هر سال بزیارت مزار خواجه بزرگ در اجمیر شریف
میرفت [illegible] دست [illegible]
حضرت خواجه شریف آورده [illegible] بحال خود باز آمد [illegible]

برگی تنبول در دستش موجود بود و در روحانیت حضرت خواجه را بادی ملاقات روحانی بود هر وقت
و هر جا که خواستی ملاقات حاصل نمودی و فایده ها برداشتی و مدام بتدریس مشغول بودی و مریدان
در هر سلسله که مطلوب طالب بودی مرید ساختی و از صحبت اغنیا متنفر بودی و بتواضع فقرا بر جا
و اگر پادشاه بدیدار وی آمدی تعظیم نکردی و رساله ولایت در تفسیر سوره فاتحه از تصانیف شیخ
وفات شیخ کالپوی در سال یک هزار و سی و یک هجری است از مولف

چو در خلد منور گشت روشن	جناب مه لقا شیخ محمد	ز شمس المتقین جو سال نقلش
دگر شد بهر خدا شیخ محمد	شاه اعلی چشتی پانی پتی قدس سره صاحب آنه	

اعلی مدارج معلی بود و خرقه خلافت از نظام الدین پدر خود داشت و نیز از شیخ نظام نارنولی
خرقه خلافت و تبرک پوشید که در این باب شخصی بتعریف وی تصنیف کرده است شعر
نظامش پیر و هم پیرش نظام است * نظام دو جهان بر وی تمام است * و شیخ الله دیا
هر یک کتابی از ملفوظات و واقعات وی موسوم به جواهر الاعلی تالیف کرده است که
جامع جمیع احوال وی است و نام نامی شاه اعلی عبد السلام است و از پیشگاه شیخ نظام
نارنولی مخاطب به خطاب شاه اعلی شد و صاحب سیر الاقطاب مینویسد که در اوایل
عمر شاه اعلی اول بکار نوکری قراخان امیر که از امرای بابری بود چندی روزگار رانید و کار سپاه
بدین کمال رسانید که در تمام فوج بابری در تیراندازی همتای خود نداشت بعد از آن
بجذبه شوق الهی از دهلی به پانی پت بخدمت پدر خود آمد و حسب الارشاد پدر در حجره که متصل
روضه عالیه حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی است در چله نشست و در ریاضت و مجاهده
سعی بلیغ نمود و هنوز چله تمام نشده بود که صورت شیخ نظام نارنولی از دروازه حجره با وجود
که در بسته بود نمودار شد و فرمود که حصه باطنی تو پیش من است و نارنول بیا پس شیخ شتابان
و سهو شانه در نارنول رسید و بسعادت ارادت شیخ نظام نارنولی مشرف شد و کار خود
بتکمیل رسانید و بعطای خرقه خلافت و خطاب شاه اعلی ممتاز گشت و شیخ الله دیا که مولف کتاب
سیر الاقطاب است و نیز از مریدان وی بود مینویسد که وقتی من نذر حضرت شیخ شرف الدین بوعلی
قلندر بدیه خود قرار داده بودم چون مراد حسب المراد حاصل شد روزی که اوادای نیاز بهر کار سجاده

شاه اعلی روانه سمت بارگاه عرش پایگاه بوعلی قلندر شدیم اتفاقاً در حین روانگی باران سخت
در آن روز باریدن گرفت تمام شهر غرق شد و معلوم گشت که هیچ قسمت باران بر شما نخواهد بارید چنین دیدیم که تمام صحرا
ده در ده خاصه ما تنها بالای ما یک قطره هم نمی افتاد تا آنکه به روضه حضرت قلندر رسیدیم
و طعام پخته تقسیم کردیم و هیچ اثر از بارش باران بما نرسید و هر چهار سوی ما باران سخت بارید
و نیز درج سیر الاقطاب است که وقتی مریدی از مریدان شاه اعلی چند اشرفی در آوند
پنهان کرده در حجره خانه خود دفن کرد و بعد چند ماه چون ضرورتش پیش آمد هر چند تلاشش کرد و زمین
خانه را کاوید نیافت اشرفی ها که خود دفن کرده بود نیافت ناچار به بارگاه شاه اعلی حاضر آمد
و عرض حال کرد شاه بذات بابرکات خود تشریف بردند چون بخانه اش رسیده بود که در حجره
پیش خانه وی کلندی بدست گرفت و بر زمین زد و فرمود از همینجا تلاش زر خود کن در همین
همان وقت زمین بکنید و اشرفی ها که خود در همان آوند که نهاده بود از آنجا یافت حیران
بماند و عرض کرد که من اشرفی ها که خود در حجره دفن کرده بودم حالانکه از همین راه برآمدند
چه حکمت حکیم مطلق است فرمود که سرّی است از اسرار الهی که انکشاف آن ممنوع است
و منقول است که حضرت شاه اعلی را دو پسر بودند یکی شاه منصور دوم شاه نور بردند
رو به بزرگی بجنت عقبی پیوستند و از شاه منصور فرزندی باقی ماند شاه محمد نام که بعد
از جد بزرگوار خود بر مسند ارشاد نشست و منقول است که در خانقاه عالیجاه حضرت شاه
چاهی است که خود تعمیر کنانیده بود چون آب او شور و تلخ شد مریدان شکایت تلخی آب
بحضور آنجناب کردند آنگاه در آن وقت شخصی چند کاک تبرک از مزار حضرت خواجه قطب الدین بختیار
بخدمت حاضر آورد آن حضرت شاه کاکهای مذکور را بدست خود شکسته در چاه انداخت
و فاتحه خواند و فرمود که آب از چاه بکشید و بخورید چون کشیدند و خوردند شیرین و سرد
بود و ولادت باسعادت شاه اعلی بقول صاحب سیر الاقطاب در سال نهصد
و نود و وفات آن جامع الکرامات در سال یکهزار و سی و سه بوقوع آمد و عمر شریفش یکصد
و چهل و دو سال بود و صاحب سیر الاقطاب تاریخ ولادت وی از لفظ فیاض
تاریخ وفات از جمله شیخ اعلی بود ۱۰۳۳ اخذ کرده است و ابیات آن جناب بمثال

پیرزادی عفیفه از خاندان شاهی بنای روضهٔ عالیه پرداخت و عمارت شروع کرد بعد شروع عمارت معماری یکه مهتمم عمارت روضه بود بخواب دید که حضرت شاه در روضه بصورت ایستاده است و میفرماید که اینجا عمارت چبوتره گرد صندوق نقش ما کرده از کوفت آن تخته صندوق ما شکسته شده است و خشتی در صندوق ما در آمده بر زانوی چپ ما رسیده است پس مناسب آنست که چبوتره باز مسمار کنی و خشت از صندوق برآورده باز تخته صندوق را درست کنی و بار دیگر تعمیر چبوتره پردازی علی الصباح معمار بخدمت مساة مذکوره که او سرکرده آن کار نام داشت حاضر شد و قصه خواب بیان نمود فرمود که حسب الارشاد حضرت شاه عمل باید کرد پس همه اکابر و اهالی شهر حاضر شدند و عمارت چبوتره نو تعمیر را باز مسمار ساخته صندوق برآوردند و دیدند که فی الواقع تخته صندوق از جانب چپ شکسته است و پارچه خشت اندرونش رسیده و خشت زیر زانوی آن حضرت شاه والا بیت افتاده است و پای راست دراز است و پای چپ که پارچه خشت بدو رسیده است ایستاده است و تمام جسم مبارک صحیح و سالم موجود و مخروطهای چشم هم بحالت اصلی است گویا آنحضرت بخواب ناز رفته و به بستر افتاده پس سکنای شهر از صغار و کبار بدیدار پر انوار آنحضرت مستفید گشتند و باز تخته صندوق درست کرده از سر نو باز بنیاد عمارت نهادند از مولف

نظام دین و دنیا شیخ والا	عجب تولید آن پیر صفاکیش	جناب شاه اعلی پیر اسلام
دو باره شاه اعلی شمع ذی شان	بی تولید آن پیر مزکی	شده روشن زهی تابش تجلی
دگر مرد معالی شاه اعلی		بگو بالغ بجوان غالب بتحل

بایزید تیک زی چشتی قدس سره از کاملین مشایخ وقت بود و تربیت از روحانیت شیخ تیک یافت و در احوال او صاحب معارج الولایت میفرماید که وقتی وی در سماع بود و وقت خوش داشت گفت کسی هست که پیش من آید و او را بخدا رسانم سه کس از افغانان خویشگی یکی شیرخان احموزی دوم شیخ پاینده جوری سوم شیخ صدر الدین دوتوزی برخاستند و با شیخ معانقه نمودند فی الحال هر سه اند واصلان حق گشتند غرض هر بار که شیخ سماع کردی بحالت وجد همین سخن بزبان آوردی و بسیار کس از طالبان بحق رسانیدی روزی شخصی بیگانه

که قابل عطای این نعمت نبود خواست که بشیخ معانقه کند درمیان و شیخ خندقی پر آتش
دید. و آورده‌اند که شیخ بایزید میفرمود که چون شیخ بعد نماز بامداد بر مصلای نشستی می‌دیدم گاه
بصورت پیری معمر و گاه بصورت جوانی جمیل و گاهی بصورت کودکی و گاه بصورت شیر
می‌بینم و مرتبه اول که بصورت شیر دیدم ترسیدم و خوف و هراس مرا احساس کرد فی الحال
بصورت اصلی معاودت کرد و گفت مترس که در خانه شیران حقانی شیر مخفی آید و منقولست
که وقتی شیخ در سفر بود چون قریب بلده آگره رسید استخوان سر آدمی پوسیده بر زمین
افتاده بود پا به تکلم در آمد و احوال سرگذشت او پرسید او هم احوال خود ظاهر ساخت
بعد از آن در حق وی فاتحه خیر خواند و روانشد منقولست که شیرخان انجوزی که فیض از آن
حضرت یافت روزی فیل مستی در راه وار در وقت او شد فیلبانان فریاد بر آوردند که از راه
دور شود فرمود که مست با مست کاری ندارد و چون فیل نزدیک رسید سر بر زمین آورد و
شیرخان سر او را بر داشت [illegible] گفت اگر سر او را بر نداشتی تا قیامت همچنان سر بر زمین
میماند وقتی شیرخان در [illegible] بخدمت حاضر آمد و گفت پسر مریضی دارم
که از حیات او رمقی باقی است برای شفای او دعا فرمایید سر فرو کرد و گفت ای شیر
پسر تو عمر ندارد هرچند تفحص کردم عمرش در دنیا نیافتم پس سوای این چاره نیست که عمر باقیمانده
خود با دهم این گفت [illegible] بر زمین بگستر [illegible] و جان بحق تسلیم نمود و پسر از آن
شفا یافت و شیخ [illegible] الدین المشهور بشیخ [illegible] خلیفه ثانی آنحضرت هم مردی کامل
و اولیاء الله گذشت طفلان بروی هجوم میکردند و نان می‌طلبیدند وی از راه کرامت نان
گرم از بغل بر آورده بطفلان میداد وی با یاران خود در راه بود باران رحمت شروع
شد در جای امان نبود گفت [illegible] که باران بر شما نخواهد بارید پس همچنان بوقوع آمد
که چهار صد یار بودند بر ایشان قطره [illegible] نبارید و شیخ [illegible] خلیفه ثالث وی هم
از عظمای اولیای عهد خود بود هرکه آب باقیمانده وضوی وی میخورد ولی از اولیاء الله میشد
آخر بسبب رنجش برادران از قصور بمقام خورجه رفت و همانجا متوطن شد و در آنجا قبولی عظیم
یافت و وفات شیخ بایزید در سال یکهزار و سی و پنج هجری است از مولف

رفت از دنیا چو در خلد برین	عالم اسرار عارف با یقین	ارتحال حق فیاض گو تاریخ او
نیز قطب شیخ کامل با یقین	خواجه نظام الدین بن شیخ عبد الشکور بلخی تهانیسری	

قدس سره از اعاظم اولیای هند صاحب تصرف ظاهری و باطنی جامع کمالات
صوری و معنوی بود نسبت ارادتش در طریق چشتیه صابریه داشت نسب آبای کرام وی به
فاروق اعظم می‌رسد برادرزاده و داماد و خلیفه ارشد و جانشین و صاحب سجاده شیخ
جلال الدین تهانیسری بود اگرچه بظاهر علوم نقلی از استادان خوانده اند و دست حق پرست
[illegible] گرفته بود لیکن [illegible] علم لدنی پیدا کرده و اسرار کمالات علوم ظاهر
باطنی به اوصاف [illegible] گردانیده [illegible]
سلوک [illegible] شرح [illegible] قدیم و جدید و رساله
در بیان [illegible] و شرح سوانح امام غزالی
و رساله [illegible] بسیار است و [illegible]
[illegible] خاص [illegible]
گردید و [illegible]
برده سوای ایشان در [illegible] بسیار بودند و [illegible]
و وفات [illegible] بعد وفات پیر [illegible]
[illegible] کمالات [illegible] در عالم عالمیان رفت و نور الدین
جهانگیر [illegible] شد [illegible] سلطنت [illegible]
اکبر بادشاه بسال یک هزار و چهارده هجری وفات یافت شهزاده سلیم مخاطب جهانگیر شاه بر تخت
سلطنت نشست و پسرش شهزاده خسرو از پدر مخالف شده باراده فساد از اکبرآباد
بسوی پنجاب گریخت در راه در تهانیسر بخدمت شیخ آمد و التجای دعا کرد و شیخ هرچند
نصائح مریاد او را از فساد باز داشت سخنان شیخ در خسرو هیچ اثر نکرد چنانچه
[illegible] رفت و در آن وقت [illegible] سازان شیخ را [illegible] افتاد [illegible] شیخ [illegible]
آمد و خلاف واقع بعرض بادشاه رسانیدند که شیخ برای حصول مرام شهزاده

دعا کرد و بسلطنت بشارت داده است از استماع این معنی جهانگیر شاه از شیخ رنجیده
خاطر گشت و حکم جابرانه نمود که شیخ از ملک هند برود و باز نیاید چون شیخ را قبل ازین اراده
سفر بیت الله پیش نهاد خاطر بود از هند بسوی کعبه سفر کرد اول بحرمین رسید و فریضه حج بجا آورد
و بمدینه تشریف برد و چند سال قیام فرمود و شرح لمعات تصنیف نمود و از انجا
باشارت روحانی سرور عالم صلی الله علیه وسلم راهی بلخ شد و در انجا رفته مقیم گشت و صحبت
تربیتش [illegible] کس طالبان حق بکمال رسیدند بادشاه بلخ امام قلی خان ازبک ایشان در حلقه
ارادتش درآمد و خلقی کثیر و جم غفیر از علمای آن دیار غاشیه ارادت آنجناب بر دوش گرفتند
نقل است که بروز اول چون شیخ داخل بلخ گردید در راه حاکم آنجا که از جانب بادشاه
بحکومت آنجا مقرر بود پیش آمد چون او بر اسپ بادی و فرزند دلبند خواجه شیخ ابوسعید برابر
سوار بود اسپ او بجانب حاکم میل کرد و برو بخورد حاکم در غضب آمد و تازیانه که در دست
داشت بر پشت شیخ ابوسعید زد چنانچه داغ تازیانه بر پشت شیخ آمد و بخدمت پدر رفته نشان
تازیانه نمود [illegible] انحال بصفت جلال بر طبع آن اهل کمال غالب آمد [illegible]
که گردن آن ظالم تا حال نشکسته باشد چون این کلمه حاکم از اسپ بر زمین افتاد و همچو گردن
او شکست و بمرد نقل است که چون شهره کمالات خواجه در بلخ زیاده گردید و بادشاه [illegible]
نیز مرید وی شد علمای شهر از حسد رنجیدند و ببادشاه گفتند که شیخ نظام الدین
ترک سنت میکند برای ادای نماز جمعه در مسجد جامع نمی آید در خانقاه خود میخواند حالانکه
بموجب حدیث در یک شهر در دو مقام نماز جمعه جایز نیست بادشاه در جناب شیخ التجا آورد
که نماز جمعه در جامع مسجد باجتماع اهل شهر بخوانند خواجه فرمود که امام شما رافضی است مرا منظور
نیست که باو اقتدا کنم باستماع این معنی بلوای عظیم در شهر بلخ شد و گفتند که اگر شیخ
نظام الدین رفض امام ثابت نکند او را با بادشاه بقتل رسانیم بادشاه باستماع این
سراسیمه نزد شیخ آمد و از کیفیت آگهی داد شیخ اطمینان وی نمود و گفت که غم مدار
همین وقت سامان سزای اعمال خود میرسند هنوز این سخن تمام نشده بود که اهل
بلوا بجمعیت دوازده هزار کس بر در خانقاه ظاهر شدند و امام تیغ برهنه در دست گرفته

روبروی شیخ آمد و زبان درازی آغاز نهاد و گفت که شما بر من ناحق تهمت رفض بسته اند
خون شما بر من مباح است شیخ بپادشاه گفت که همین وقت موزه از پای امام کشیده ته
آن بشگافند که رفض این کس ثابت گردد پادشاه برخاست و موزه از پای امام کشیده
ته آن بشگافت کاغذی برآمد که بر آن نام شیخین رضوان الله عنهما نوشته بود چون اهل شهر
این کرامت عظمی بدیدند امام را بقتل رسانیدند و باعتقاد دلی همه مرید شیخ گشتند نقل است
که وقتی شیخ بنواحی کوه بلخ رسیده که آب در آنجا مفقود بود چون نماز را احتیاج آب
افتاد شیخ عصا بدستی بر سنگ زد چشمهٔ آب خوشگوار از زیر آن جاری گردید حکیمی
در شهر بلخ بود چون این ذکر بگوش وی رسید گفت وقتیکه شیخ عصا بر سنگ زده باشد
زده ستاره های آبی در برج سرطان بوده اند از اثر آن آب از زیر سنگ جاری گشت این
معنی دال بر کرامت شیخ نیست شخصی این سخن حکیم بگوش شیخ رسانید و بعد چند روز شیخ
برای سیر و بیرون بلخ تشریف برده بود همان حکیم را همراه گرفت چون در بیابانی
رسید بحکیم مخاطب شده فرمود که درین وقت ستاره های آبی در برج سرطان هستند یا
نی حکیم در علم نجوم غور کرده گفت که درین وقت ستاره های آتشی در برج آتشی هستند
آنگاه آب از هیچ جا ممکن نیست شیخ عصا بر زمین زد فی الفور چشمهٔ آب خوشگوار
جاری گشت حکیم متحیر ماند و بصدق دل مرید گردید نقل است که وقتی شخصی چوپان
که از علم ظاهری هم بهره نداشت بطالب حق تجدید شیخ آمد شیخ توجه بحال وی نمود
جامع کمالات ظاهری و باطنی شده اسرار علوم دینی و دنیوی بر وی مکشوف
گشتند وفات آن جامع الکمالات بقول صاحب سواطع الانوار بیست و هشتم ماه رجب
المرجب روز جمعه سال یکهزار سی و شش در بلخ بوقوع آمد و مزار گوهربارش بیرون
در بلخ است و شیخ را اولاد صالح بسیار بود و منجمله آن خواجه محمد سعید و عبدالحق
در هندوستان آمدند محمد سعید در تانیسر و عبدالحق در کرنال طرح اقامت انداخت
و خلفای کاملین شیخ اگرچه از احاطه شمار بیرون اند اما ذکر خیر چند کس از ایشان
مرقوم میگردد اول خواجه ابوسعید گنگوهی که ذکرش در محل موقع محرر است دوم شیخ حسین

سوهدری که مرقدش در قصبه سوهدره است و شیخ ولی محمد نارنولی از خلفای کاملین پیوست
سیوم شیخ پاینده بنوری که در بنور آسوده است چهارم سید الله بخش لاهوری پنجم
شیخ عبدالکریم لاهوری که در لاهور متصل موضع اوکوت مزار اوست ششم بندگی شیخ الله داد
لاهوری هفتم شیخ دوست محمد لاهوری هشتم شیخ مصطفی نهم شیخ عبدالفتاح ساکن اندری
دهم شیخ عبدالرحمان کشمیری یازدهم سید قاسم بیاپوری دوازدهم قاضی اسمعیل
ولد قاضی سالم سیزدهم شیخ صادق بیاپوری چهاردهم شیخ تقی که شیخ اسمعیل
اکبرآبادی از خلفای او است و بیست پانزدهم شیخ جان الله لاهوری که در لاهور
باغ میان سنگه مزار اوست قطعه تاریخ وفات او [illegible]

نظام الدین ولی پاک بلخی	چو از دنیا بجنت گشت راهی	وصالش ناظم پاکیزه [illegible] ۱۰۴۳
دوباره شد عیان ناظم الهی	شیخ جان الله لاهوری	از کاملین خلفاست شیخ

نظام الدین بلخی است در علوم ظاهری و باطنی [illegible] داشت و مدام در لاهور
بتعلیم علم مشغول بود چون [illegible]
و تعلیم [illegible] الطالب [illegible] به تهانیسر رسید و مرید شیخ نظام الدین گردیده کار زهد و
ریاضت و عبادت را باتمام رسانید و همراه پیر به بلخ رفت بعد از آن [illegible] آمد و خرقه خلافت
یافت چون بلاهور رسید شهره کرامتش مشهور شد [illegible] در آمد
آن [illegible] کمالات [illegible] در سال [illegible] در لاهور [illegible]

شیخ جان الله چون [illegible]	ز دنیا ان رفت سوی [illegible]	[illegible] تاریخ [illegible]
[illegible] جان [illegible]		

سید علی غواص ترمذی قدس سره

مرید و خلیفه شیخ نظام الدین تهانیسری است از کاملان اولیای عصر و مشایخ عظام است
وقتی که شیخ نظام الدین از هند بجانب بلخ شد سید علی مرید گردیده در صحبت پیر
مانده بکمال رسید و بعد تکمیل سلوک یوسف زئی شرف ترخیص یافت چنانچه در آنجا
رفته مردم کثیر را از افغانان یوسف زئی مرید خود کرده بحق رسانید چنانچه
مولانا درویزه و [illegible] شیخ عبدالکریم مرید آنجناب شده بکمالات رسیدند و [illegible]

مخزن الاسلام بسیار تعریف آنحضرت کرده نوشته اند که حضرت سید در زمان خود ثانی غوث الاعظم بوده اند یعنی بدرجه قطبیت و غوثیت رسیده بود و آنجناب سماع بلا مزامیر می شنید و چون غواص دریای معانی بود از پیشگاه پیر روشن ضمیر مخاطب بخطاب غواص شد وفات سید علی در سال یکهزار و چهل در عهد سلطنت شاه جهان بادشاه است و مزار پر انوار

در ملک یوسف زمان واقع شد از مولف	چو زد غوطه در بحر وصل خدا
علی شاه غواص والی ولی	سیمی پیر امجد علی سال اوست بفریاد کرد شیخ با دلها علی

سید محمد مهدی قدس سره نام پدر وی یوسف و اصلش از جونپور است مرید و خلیفه شیخ دانیال از اولیای مغلوب الحال و صاحب سکر بود و در حالت سکر چنانچه بعضی اکابر انا الله و انا الحق و سبحانی امثال آن گفته اند او لفظ انا مهدی هم بر زبان آورد اما در حالت صحو مثل دیگر بزرگان از دعوی مهدویت تائب شد و به مهدی موعود اقرار نمود اما مردم جهلا که در زمان سکر او حاضر بودند معاودت او را اعتبار نکرده در سخن اول او اصرار نموده او را مهدی موعود دانستند و در چاه ضلالت و بطالت افتادند و به ضلالت دو دولت مذهبی دیگر مخترع نموده خود را فرقه مهدویه نامیدند اگرچه بعضی گفته اند که مراد از انا مهدی که بر زبان سید محمد آمد مراد از مهدی موعود نبود بلکه بمعنی هادی و مهدی است چنانچه اکثر اولیاء الله را بوصف هادی و مهدی تعریف میکنند و طرفه تر آنکه بانی فرقه مهدویه خود سید محمد هر چند که به پند و نصایح کرد و از مهدی موعود شدن خود انکار آورد و ایشان منظور نداشتند و بیان مذهب قایم داشتند. وفات سید محمد مهدی در آخر سال یکهزار

و چهل و دو هجریست از مولف	چون محمد مهدی دنا دی دین	جان بجانان داد در خلد برین
گو بتاریخ وصال آن بلیغ +	هم محمد مهدی فیاض خوان	شیخ محمد المشهور به شیخ

محمد اعظم چشتی قدس سره از خلفای نامدار و فرزندان کامگار شیخ محمد چشتی بود و خرقه خلافت خانواده چشتیه و قادریه و نقشبندیه و سهروردیه از دست والد بزرگوار خود پوشید و قائم مقام سجاده پدر عالی قدر شد جامع علوم ظاهر و باطن عالم صوری و معنوی و کاشف دقائق حقائق و معارف بود چهل و دو نسخه کتاب از تالیفات او

ومریدان کامل و مکمل بسیار داشت ودر وقت سماع وجد و اضطراب بسیار کردے وفات
آن جامع الکمالات بتاریخ نهم ربیع الاول سال یکهزار و چهل و دو هجری است و قرار پر انوار

در احمد آباد ست از مولف	نعت بهشت شد چو در خلد معلی	محمد اعظم آن فرخنده انجام
وصالش فضل اسلام است پیدا	دگر از دل عیان شد شیخ اسلام	شیخ حاجی گگن شو بالی

قصوری قدس سره از اولاد پیر کبیر است و در اوائل بفقر و تجرید و تقوی را بدرجهٔ
کمال رسانید و هفت حج بجا آورد و همیشه برقع بر روے خود داشتی تا نظر بنا محرم نیفتد
لیکن فتح باب او درست نمیداد و هر چند باولیای وقت خود التجا آورد و استمداد نمود آخر بعزم
حج کعبه رفت و در آنجا پیش حق بنالید هاتفی آواز داد که فتح باب تو نزد شیخ عیسی مشوانی است
پس بهندوستان مراجعت کرده بخدمت شیخ عیسی مشوانی رسید چون شیخ عیسی طریق ملامتیه
داشت واکثر اوقات بشرب شراب مشغول ماندی بلاحظه حال شیخ حاجی که در اتقا قدم راسخ
داشت بے اعتقاد شده از راه انکار خواست که باز گردد شیخ عیسی از راه کشف
بر خطره اش واقف شده آواز داد و گفت پیش هر شخصی که رفتی کشود کارت میسر نشد آخر
از کعبه نزد من مامور شدی حالا پیش از آنکه ملاقات واقع شود برگشتن دور از عقل است
باستماع این تقریر دلپذیر از زبان آن پیر دستگیر شیخ حاجی بهزار اعتقاد بخدمت حاضر
گشت و سر در قدم آورده روبرو نشست شیخ اشارت به شیشه شراب کرد و گفت این را
بردار و نزد من آر شیخ حاجی قدرے تامل نمود و بانگونه غبار و انکار در دل پدیدار گشت
شیخ عیسی خود برداشت و آن شیشه را گرفت و تمام و کمال در دهان شیخ حاجی فرو ریخت
بمجرد ریختن شیخ حاجی بیخود گشت و چون بهوش آمد لباس زهد و تقوی را از سر بدر کرد و بلباس
عشق و محبت ملبس گشت و از لباس بستر عورت کفایت نمود چون سکر غالب داشتی بحکم
ولا تقربوا الصلوة و انتم سکری باداى نماز هم کم پرداختی بدنیا و اهل دنیا اختلاط کم کردے
وموی سر و ریش و ابرو و مژگان دور ساختی و گفتی که این زینت دنیا است از خود دور باید کرد
و حصور و مجرد بودے در سماع ذوق بسیار داشتی و بآتش بسیار مشغول بودے چنانچه
مداوم آتش در خدمت آنجناب روشن کردندی و هر چه بخدمت وے هدیه آوردندی

در آتش انداختی و فرموده معارج الولایت است که وقتی افغانی که اولاد نداشت بخدمت حاضر آمد و استدعای دعا بجناب کبریا برای حصول اولاد نمود فرمود که پسر اولین من دهی ترا پسران بسیار از پروردگار عنایت خواهند شد او قبول نمود و چون پسر اول متولد شد بخدمت شیخ حاضر آورد شیخ پسر از دست وی بگرفت و در آتش انداخت آن مرد از وقوع این حال بسیار پشیمان شد و گفت که من پسر خود را برای سوختن نیاورده بودم فرمود که بگذار تا پخته شود او باز مقید شده گفت پسر من که در آتش سوختی از آتش بیاور و بمن باز ده گفت من پسر ترا نسوختم ام برو بخانه خود که در گهواره او را خواهی یافت وی بخانه رسید و پسر را صحیح و سالم در گهواره دید و سبب مدام افروختن حضرت حاجی آتش را بسبب غلبه جلال بود که بر مزاج حق امتزاج وی استیلا داشت و آتش هم مظهر جلال الهی است و بعد از وفات شیخ حاجی نیز مردمان بنام وی آتش می افروختند و نذر میکردند که اگر فلان حاجت از حاجات ما بر آید آتش را در شب جمعه بنیت شیخ حاجی افروخته کنیم چون حاجت بر می آمد وفای عهد و نذر میکردند وفات شیخ حاجی در سال یکهزار و چهل و سه هجری نبوت و مزار پر انوار

وی در قصبه قصور است از مولف	چو حاجی قبله اهل جهان شد	بسال رحلت آن شیخ اعظم
دلم فرمود حاجی صاحب ذکر	خرد گفتا که حاجی فخر عالم	شیخ عبد الجلیل چشتی

لکهنوی قدس سره از مشاهیر مشائخ وقت است و طریق او طریق اویسی بود زیرا که در ظاهر مرشدی نداشتی بلکه از روحانیت خواجه بزرگ معین الحق والدین حسن سجزی تربیت یافته بود و شجره که بمریدان خود نوشته دادی واسطه درمیان نام خود و نام حضرت خواجه ننوشتی و بی واسطه دیگرے نسبت سلسله خود با آن حضرت درست کردی و در کتب و رسائل خود نیز آورده که مرا فیض از حضرت خواجه بزرگ بی واسطه دیگرے حاصل است و او را تصانیف بسیار است چنانچه مکتوبات و رموزات و اسراریه و امثال آن و در آن کتب اسرار حقائق افکار میگوید وفات وی بقول صاحب شجره چشتیه در سال یک هزار و چهل و سه هجری است از مولف

ز دنیا چو شد در بهشت برین	ولی شیخ عالم خلیل جلیل	بجو از محمد فیض تاریخ او	بفرما مکرم خلیل جلیل

شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاهوری قدس سره نام پدرش شیخ مخدوم الملک عبدالله انصاری و در خاندان عالیه چشتیه صابریه مرید شیخ نظام الدین بلخی است و چون پدر بزرگوارش را اکبر شاه از ملک هند اخراج کرده در حرمین الشریفین تشریف برد شیخ عبدالکریم هم همراه بوده مناسک حج بجا آورده همراه پدر باز بهندوستان رونق افزا گشت و در ایامیکه پدرش بعده بزهر شربت شهادت چشید در لاهور آمده قیام پذیرفت و بهدایت خلق مشغول گشت و خلقی کثیر در حلقه ارادتش در آمده خوارق و کرامات بسیار از وی بظهور رسید

منقولست که حضرت حاجی دو بار بسفر حج تشریف برد یکبار همراه پدر بزرگوار چنانچه سابق ذکر یافت دوم بار بپای تجرید پا پیاده همراه چند احباب براه خشکی روانه سمت بیت الله شد و در راه براه غلط کردند و بیابانی افتادند که آب نداشت تشنگی بر اصحاب غالب شد روی بر آسمان کرده دعا فرمود و قبول شده همانوقت دراجی بر سر وی آمده آواز کرد دانست که بجائی طیور اند آب هم خواهد بود چون چند قدم برداشت بر چشمه آب رسید بغایت محظوظ شد نوشید و شکر و غسل فرمود و گفت که چون موجب سلامت ما این دراج است پس هر کسی که از مریدان ما باشد دراج را شکار نکند و گوشت آن نخورد پس آن روز خوردن گوشت دراج در مریدان ممنوع گشت **نقلست** که روزی حاجی عبدالکریم از خانقاه خود که متصل باغ زیب النسا بیگم است بمزار سید زاهدی تشریف می برد در راه شخصی شیر نامی ریشم باف ملاقی شد چون روز عرفه عید اضحی بود شیر بزبان آورد که امروز روز حج است خوشا بخت آن نیکبختان که امروز در طواف اند وای بر حال ما که ازین دولت محرومیم باستماع این سخن فرمود که اگر تو هم میخواهی که امروز شامل اهل حجاز شوی چشم خود به بند و قدم بر قدم ما بیا وی همچنان کرد بعد یکدم چون چشم بگشاد خود را با شیخ در عرفات دید و بفراغ خاطر مناسک حج بجا آورد و بعد فراغ همانطور باز در لاهور آمد و به ثبوت پیوسته که حضرت حاجی چهار فرزند دلبند داشت یکی شیخ یحیی دوم اله نور سیوم عبدالحق چهارم اعلی حضور منجمله ایشان شیخ یحیی بسیار صاحب کمال و اهل قال و حال بود و خلقی کثیر بهدایت آن هادی حقیقی بحق رسیدند چنانچه مشهور است که روزی خیر محمد نام دزدی رهزنی از موضع سیدواله باراده دزدی در لاهور آمد و هر چند گشت موقع

نیافت

وزدی بیافت آخر شبی بخانقاه شیخ یحیی آمده نقب زد و دو راس نرگاو ان شیخ دزدیده
از راه نقب بیرون برد چون بیرون رسید نابینا شد بهمان حال باز اندرون آمد و بینا
گشت همچنین چند بار اتفاق افتاد آخر نرگاوان بجای خود بسپت و خود در حالت نابینائی
بگوشهٔ نشست چون روز شد خادمان خانقاه خبردار شده گمراه را بخدمت آن شاهنشاه بردند
دزد بهمان حال بی کم و کاست بخدمت عرض کرد فرمود که چون کلمهٔ حق بر زبان آوردی
واجب الرحم شدی این بگفت و دست حق پرست بر چشم وی مالید فی الحال بینا گشت
و وی در مریدان شیخ منسلک شده بکمال رسید و مخفی مبادا که شیخ عبدالکریم عالم عامل
و فاضل کامل بود در علوم ظاهری هم بفضیلت و کمالیت اشتهار داشت و از تصانیف وی
شرح فصوص الحکم فارسی مقبول عام و خاص و رساله دیگر بنام اسرار عجیبه در بیان ذکر و شغل سلسلهٔ
عالیه چشتیه هم دارد وفات شیخ عبدالکریم در سال یکهزار و چهل و پنج هجری بتاریخ بست و نهم
ماه رجب المرجب است مزار گوهر بارش در لاهور متصل باغ زیب النسا که حالا بنج کوت اشتهار
دارد و قطعه از مؤلف

شیخ اکرم کریم با اکرام	مکرمت یافت چون بخلد برین	
مقتدای شفیق و آن سالش	نیز بر حق کریم کاشف دین	[illegible]

چشتی قدس سره مرید و خلیفه میر سید علی غواص است جامع علوم ظاهر و باطن بود و کمال
ولایت خود را در پردهٔ تدریس و تعلیم طلاب پوشیده میداشت و در دفع زنادقه و ملاحده و فسقه
بسیار میکوشید و هرجا که ملحدی یا رافضی شنیدی نزد او رسیدی و با او مذاکره کردی و او را ملزم ساختی
خصوصا با عیسی پلوتی بسیار مذاکره کرده با پیر بلیحی که خود را پیر روشن نام نهاده بود و با او مذاکره
کردی و او را بنام تاریکی یاد فرمودی و ذکر این هر دو کس در کتاب مخزن اسلام آورده است و
مخزن اسلام کتابی است که او را مولانا بزبان افغانی تالیف نموده است اما ناتمام ماند بعده
الیشان مولانا عبدالکریم پسرش آن کتاب را به تمام رسانید پس آنچه از تالیف مولانا است در وی
و معارف تذکره احکام شریعت بسیار است و آنچه از تالیف پسر وی است در و اکثر حقائق
و معارف مذکور است و صاحب معارج الولایت بر مخزن اسلام شرحی نوشته و بنام شرح
کلمات الوافیات موسوم ساخته وفات مولانا درویزه در سال یکهزار و چهل و هشت هجری است از مؤلف

زدنیا رفت در فردوس والا	چو آن دریوزه درویش معظم	ز دالی رضا چو ارتحالش
بجو آن شاه دریوزه معشوق مکرم		

ذکر بندگی شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوهی بن [illegible]

بن شیخ عبدالقدوس گنگوهی از اکمل خلفای شیخ نظام الدین تهانیسری بلخی است
اول ارادت بدست شیخ عبدالقدوس جد بزرگوار خود آورده مرید شد و بعد وفات وی
باشارت روحانیت جد خویش در بلخ رفته از شیخ نظام الدین تکمیل یافت و صاحب
مراة الاسرار و سواطع الانوار می نویسد که شخصی منکر حال درویشان بخدمت
شیخ آمد و عرض کرد که من طالب خدا هستم مگر طاقت محنت و ریاضت ندارم و میخواهم
که شما بنظر کیمیا اثر خویش مرا بخدا رسانید شیخ آنوقت عصای مبارک در دست داشت فرمود
گر آری من بسه ضرب چوب طالب را بخدا میرسانم این بگفت و یک ضرب عصا بر سرش
زد عالم ملکوت بر وی کشف شد و در ضرب دوم عالم جبروت و در ضرب سوم عالم شهود
لاکیف لقدر وقت وی گردید و بیهوش شده بر زمین افتاد و تا سه روز مست و محو بماند چون
بهوش آمد مرید گردید و بکمالات رسید و نیز بقول صاحب سواطع الانوار صحبت پیوسته که شیخ
ابوسعید خلفای کامل و مکمل بسیار داشت که اسامی گرامی بعضی از آن مذکور میگردد اول خلیفه
اعظم و جانشین وی شیخ محمد صادق گنگوهی است دوم شیخ محمد ابراهیم که بمقام سعید پور نزدیک
گنگوه سکونت داشت سیوم شیخ محب الله صدرپوری که در اله آباد مجلس ارشاد و هدایت گرم
داشت و بسال یکهزار و پنجاه و هشت درگذشت چهارم شیخ ابراهیم سهارنپوری پنجم شیخ خواجه
پانی پتی صاحب حال و قال بود وفات وی بقول صاحب مراة الاسرار در سال یکهزار و چهل و نه
هجری است و مزارش بهر بار در گنگوه است قطعه از مولف

چو آخر بحکم قضا رخت بست ۱۰۴۹	ز دنیا برای لقای سعید
ندا شد ز دل سال تاریخ او	که مخدوم اهل صفا بوسعید

شیخ اله داد [illegible] قدس سره از اولاد پیر کبار است مردی متوکل و متورع
و منزوی بود و [illegible] حجره شکاف ماندی و بغم و شادی هم بیرون نیامدی چون نفس بلذات
گرفتی و خواستی که [illegible] بیرون آید دیوار اندرون حجره راست کردی و بعد اتمام دیوار
باز منهدم ساختی [illegible] ماندی شدی و درون حجره قرار گرفتی و آخوند سید شور بانی [illegible]

واحترام وی بجا آوردی و گویند که وقتی مناجات کرد و گفت که خداوندا مرا اولاد بسیار داری بعضی از سعداء و بعضی از اشقیا میخواهم که همه را بخشی هاتفی آواز داد که کمانی بدست بگیر و تیرے در روی بنه و کشش نموده بنید از که بمقام هر قدم تو اولاد ترا خواهم بخشید چون شیخ تیر انداخت بر چهار قدم از شیخ دور افتاد دانست که چهار پشت مرا خواهند بخشید وفات وی در سال یکهزار و چهل و نه ومرقد او در قصبه است ومردمان حجره دو بگیدان شیخ را طواف میکنند و بمقصود میرسند

از مولف رفت از دنیا بفردوس برین	چون اله داد آن ولی اهل جاه	گفت رقم مجذوب صدیق نگر نیز ۱۰۴۹
بهر سال انتقالش خواه واه	نیز میگو دو جهان سال وصال	هادی نیز هست محبوب اله ۱۰۴۹

ملک محمد جایسی قدس سره واو را شیخ شد جایسی نیز میگویند و لقب او محقق هندی است مرید و خلیفه شیخ اله داد خلیفه محمد مهدی است الحق از کلام وی مفهوم میگردد و همین است و در کتب خود مدح او بسیار کرده و او در عهد اکبر بادشاه بجا ایتهی لوتره لیست شده بود آورده اند بادشاه هیئت او دید بخندید گفت ای بادشاه بر کلال میخندید یا بر آورنده که ساخته او است بادشاه متنبه شد و بر فطانت او آفرینها کرد و او را در زبان هندی کتب و رسائل چنانچه پدماوت و لتاوت و اکهر وتی و کهر آنامه و پوستی نامه و دهولی نامه و مانند آن بسیار است سوا آن اشعار بسیار است که از طرز سوره شعر بنظم در آمده صاحب شجره چشتیه میگوید که وی باخر عمر ارادت بخدمت اله داد آورد و در اندک زمان از کاملین وقت شد و در سال یکهزار و چهل و نه وفات یافت و صاحب معارج الولایت نوشته که وی تا آخر خلافت اکبر شاه در قید حیات بود

اما حال و فاتش به کتاب درج نفرموده از مولف		محمد چون ز دنیا نزد حق رفت
بسال رحلت آن شاه عالی	بگو فضل کمال اولیا خوانا ۱۰۴۹	دگر فرما محمد شیخ ولی ۱۰۴۹

مخدوم شیخ عبد الرشید جونپوری قدس سره نام اول وی محمد رشید است و همین نام را دوست داشتی و در مراسلات و مکاتبات نوشتی و لقب او شمس الدین و فیاض و دیوان است مرید پدر خود شیخ مصطفی عبد الحمید عثمانی است و پدر او مرید بن شیخ نظام الدین امیتهی که مرید شیخ معروف جونپوری و وی مرید شیخ اله داد و شیخ وهدایه و وی مرید بدایی چهار شاه و وی مرید نصیر الدین است بود و خلافت از پدر

ومشایخ دیگر خانواده و دیگر خواجگان سلاسل نیز داشت و از کمال مشایخ وقت و مشاهیر
اولیای زمان خود بود و در اوایل بدرس و تدریس اشتغال داشت و در اواخر همه را ترک نموده
و اکثر کتب حقایق و معارف را مطالعه میکرد و به کتب عربی ذوق بسیار داشت و در کتاب
اسرار المخلوقات که مختصری از تصانیف شیخ محی الدین است شرحی بنهایت مستحسن جهت [illegible] نوشت
ذکر جهر بسیار کردی و در سماع غلو داشتی و کتاب رشیدیه در علم مناظره و زاد السالکین و
مقصود الطالبین و دیوان و اشعار از تصانیف و توالیف آنجناب است و در اشعار خود
تخلص شمسی متخلص کرده است وفات شیخ عبد الرشید در سال یکهزار و پنجاه و پنج هجریست از مولف

چون رشید آن مرشد اهل تقاو	باهزاران رشد و رحمت رسید
افضل الاقطاب گو تاریخ او ۱۰۵۵	نیز قطب الاولیا عارف رشید ۱۰۵۵

و تاریخ وفات شیخ نظام الدین او نبهتی که ذکر خیر وی در [illegible]
مناقب تقریبا در عرصه بیان آمده بقول صاحب اخبار الاخیار و معارج الولایت سال [illegible]
و هشتاد و یک است مطابق این قطعه از مولف

چون نظام حق نظام الدین ولی	یافت از دنیای دون با حق وصال
ارتحالش گو وصال مستقیم ۱۰۸۱	نیز کن حاصل تو از فیض کمال ۱۰۸۱

میر سید احمد گیسو دراز کالپوی قدس سره پسر و مرید سید محمد است جامع علوم ظاهر
و باطن و سکر و جذبه و حقایق و معارف و عشق و محبت و سماع و وجد بود و اشعار هندی
و فارسی گفتی و با منکران و مدعیان مذاکره و مناظره کردی و مسایل توحید و مقدمات شیخ محی الدین
بن عربی را علانیه تقریر کردی و لیکن ادای نماز فرایض متصل سلام نه بار کلمه توحید با واز بلند گفتی
چون مردمان شاه جهانپور که خود را بسلسله نقشبندیه عالیه منسوب میکردند با او بمسئله توحید [illegible]
و مناظره گر کردندی از ایشان متنفر بودی و سوای ایشان نیز هر کسی که با وی مناظره کردی
با وی فرمودی که شاید تو طریقه نقشبندیه داری و چون او را با خواجگان چشت خصوصیت
خاص بود و در متابعت ایشان حتی الوسع کوشیدی علی الخصوص میر سید محمد گیسو دراز را
بسیار دوست داشتی و گیسو دراز کردن او نیز بمتابعت ایشان بود و کتابی بعبارت
عربی در شرح اسمای حسنی موسوم بجوامع الکلم و مختصری بعبارت فارسی در حقایق معارف
تحریر فرموده که مسمی بمشاهدات است وفات وی در سال یکهزار و پنجاه و [illegible] هجریست از مولف

زجهان چون نور چشم احمدی	رفت در بزم محمد یافت جا	رحلتش فیاض حق مهدی بجوان
هم جوان احمد شفیع مقتدا ۱ +	شیخ محمد صادق بن شیخ فتح الله گنگوهی حنفی	

قدس سره برادرزاده و خلیفه راستین شیخ ابو سعید گنگوهی است در ذوق و شوق و وجد و سماع و عشق و محبت یگانه روزگار بود و در تربیت و تکمیل مریدان ثانی نداشت خوارق و کرامات بی اختیار از وی بظهور می آید **نقل است** که وقتی شیخ در قصبه سهارنپور در بازار میرفت ناگاه نظر مبارکش بشخصی هندو دوکاندار که صاحب مال و دولت بود افتاد بمجرد نظر کیمیا اثر آتش عشق الهی در کانون سینه وی مشتعل شد و از دوکان خاسته سر در پای شیخ آورد و زبان بکلمه توحید بکشاد و مرید گردید شیخ او را بنام عبد السلام موسوم کرده ذکر حق تلقین نمود تا از کاملان وقت گشت و صاحب سواطع الانوار ذکر شیخ میفرماید که وقتی شیخ در حالت سفر بمقام جگناته رسید و در بازار میگشت ناگاه بتی سنگین را دید که هنوز بر پرستش وی قیام مینمودند شیخ هم محو تماشای وی گشته و در آن بالبت در بت در کلام آمد و گفت انا المعبود لا تعبد سوای شیخ اگر چه در آنوقت مغلوب الحال بود اما بپاس شریعت اقدس بجانب قبله سجده کرد بت بار دیگر بکلام آمد و گفت فاینما تولوا فثم وجه الله شیخ جواب داد که راست میگوئی لیکن چون حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیة با وجود کمال مشاهده که حق را هر سو و هر جا میدید بپاس شریعت بجانب کعبه سجده کرد حالا از من مخالفت پیغمبر چه طور بظهور آید باستماع این جواب بت بر دی ثنا گفت و خاموش گشت حاضرین وقت بظهور این کرامت مشرف بپابوس شیخ گشته مرید شدند نقلست که شیخ عبد الحق نام مرید شیخ نوکر خدا شد و شیخ در باغ وی برای سیر تشریف برد و ارشاد کرد که از باغ خود چند دانه میوه آم حاضر کنند چون موسم آم رو باختتام آورده بود عبد الحق بعد تلاش بسیار هفت دانه آم شش سالم و یکی ناقص بخدمت آورد تناول فرموده ارشاد کرد که حق تعالے از بطن منکوحه شما شش پسر سالم و یکی ناقص خواهد داد پیشگوئی بوقوع آمد که شش پسر صحیح الجسم بوجود آمد و یکی ناقص که گنگ بود بعد یازده سال باز شیخ را اتفاق تشریف بردن بخانه عبد الحق گردید مریدان آن ده شیرینی بسیار پیشکش کردند

شیخ همه را به حاضرین مجلس تقسیم نمود و هفت پسران عبدالحق را هم حصه داد اما شش پسران سالم حصه پسر گنگ از دی بزور گرفتند و وی فریاد آغاز نهاد صدای فریادش بگوش شیخ رسید و استفسار حال نمود عرض کردند که حصه پسر گنگ عبدالحق دیگر پسران وی که سالم اند از وی بزور برده اند و وی فریاد میکند فرمود که پسر گنگ عبدالحق را نزد من بیارید که از زبان خود عرض حال کند چون نزدیک آمد شیخ لعاب دهن خود بر زبان گنگ بمالید فی الحال گویا گشت وفات آن جامع الکمالات بتاریخ بستم ماه محرم سال یکهزار و پنجاه و هشت هجری است و مزار پر انوار در قصبه گنگوه است و وی خلفای کامل و مکمل بسیار داشت که ذکر بعضی از ایشان مذکور میگردد اول خلیفه راستین وی شیخ داود فرزند وی است دوم شیخ محمد گنگوهی پسر ثانی وی است سیوم شیخ ابراهیم مرادآبادی چهارم شیخ عبدالسبحان سهارنپوری پنجم شیخ عبدالجلیل اله آبادی ششم شیخ جمال کاجو هفتم شیخ مبارک هشتم شیخ یوسف کابلی

قطعه تاریخ وفات از مولف

رفت صادق چون ز دار الفنا ۔ سال ترحیلش بصد صدق و صفا
وارث دین محمد صادق است ۔ بار دیگر صادق حبیب کبریا

شیخ عبدالخالق لاهوری چشتی صابری قدس سره از اجل خلفای شیخ جان الله لاهوری است در فقر شانی بلند و مقامات ارجمند داشت و در وجد و سماع اضطراب تمام میکرد و در حالت وجد بر هر کسی نظر انداختی و بیهوش گشتی لنگر وی بر سالکین و محتاجان عام بود و خلقی کثیر بحلقه ارادت وی در آمد و بکمالات رسید وفات وی بتاریخ دوازدهم رجب المرجب سال یکهزار و پنجاه و نه هجری است و مزار در لاهور در خانقاه

قطعه

سید آن زین جهان است از مولف ۔ چو شد عبدخالق ز دار فنا
مکان کرد در دار خلد برین ۔ ز ممالش بگو فیض حقانی است
دگر عبد خالق امام الیقین ۔ ۱۰۵۹

شیخ عارف چشتی لاهوری قدس سره از مریدان با کمال و خلفای اهل حال و قال شیخ اسحاق بن شاه کاکو بود و بیان عارف وقت بود و در عهد شاهجهان بادشاه در لاهور علم مشیخت می افراخت و مریدان کثیر داشت و سه ماه بعشره اخیر باعتکاف نشستی و در آن روز در حجره بر روی خلق بسته کرده بخور و خواب در آنجا گذرانیدی چون بتاریخ اول ماه از حجره بیرون تشریف می آورد خلق

عام و خاص را از در حجره دور میکردند و اگر کسی بر در حجره موجود بودے و نظر جلالت اثر شیخ بروی افتادے تا سه روز بیهوش ماندی و تارک الدنیا گشتی و وی بر درِ حجره بیرون می آمد تمام روز تنهای نشست و احادیث نزد خود راه ندیدادی و چون در سماع نشستی تواجد و اضطراب بسیار کردی بحدیکه نوبت بافتراق روح میرسید و در آخر عمر هم در حالت اعتکاف جان بحق تسلیم نمود **وفات** آن جامع الکرامات در سال یکهزار و شصت و چهار هجری است و مزار پر انوار در لاهور در گورستان میانی بجوار مزار حضرت شیخ محمد طاهر محمدی لاهوری است

از مولف چون جناب عارف چشتی ولی	سوی جنت شد ز دنیا مردوان	سال وصلش گو فرید چشتیه
بار دیگر عارف چشتی بخوان		

شیخ اسمٰعیل چشتی اکبرآبادی قدس سره

از اعاظم اولیاء و کبرای اصفیای اکبرآباد است در علوم ظاهری و باطنی طاق و یگانه آفاق بود و در ارشاد طالبان آیتی و هر کسی طالب دنیا و عقبی بخدمتش حاضر آمدی محروم نرفتی و فرمودی که اگر طالب دنیا مراد خود میرسد در ولیش نسبت اولیاء الله می افزاید و آخر رفته رفته طالب حق میگردد و باز طالب مولی شده نزد ولی حاضر میگردد و چون ذات مبارکش جامع حصول مطالب دین و دنیا بود از جهت خلقی کثیر بخدمتش حاضر آمدی و اجتماع کثیر گشتی در سماع و وجد غلو تمام داشت **وفات** وی بقول صاحب مخبر الواصلین در سال یکهزار و شصت و شش هجری است و مزار پر انوار در اکبرآباد است **از مولف**

خلیل دهر اسمٰعیل تا سے	بهشتی شد چو آن نیکو سرشتی	تبارنج وصالش گفت سرور
ولی الاتقیا اسمٰعیل چشتی	دوبارہ بهر سال ارتحالش	بگو کامل ولی پیر بهشتی

سعید خان میانه چشتی قدس سره صاحب حال و قال و شوق و ذوق بود و در سماع غلو تمام داشت و نسبت ارادتش بیک واسطه بشیخ نظام الدین نارنولی میرسید و بعضی برانند که مرید شاه اعلی پانی پتی است و وی مرید شیخ نظام الدین است و چون در سماع در آمدی سماع وی در جانوران صحرائی اثر کردی و از هوا در محفل سماع فرود آمدی اند افتادند و چون مرغ نیم بسمل می طپیدند چنانچه روزی شیخ در زمین درختی سماع میکرد و شیخ در تواجد بود فاخته از بالای درخت بر زمین افتاد و طپیدن گرفت

ازین حال بخبر آن مرغ نیم بسمل را بسمل نمود و بغیر شیخ رسانید بااطلاع این حال شیخ برومی بسیار ناراض گردید و گفت یا بارک الله شیخ فرزند آن شیخ را بوده بشد و سرود خود را بناحق قتل ساخت و بعوض آن بقتل رسید وفات شیخ سعید خان در سال یکهزار و شصت و هفت [illegible]

در سپهر با نور است از مولف	با سعادت چو در خلد برین	شیخ اسعد بادی رهبر دین
قلزم فیض است سال وصل او	هم مسلی اتقی اکبر سعید ۱۰۶۷	شیخ بهوگی افغان [illegible]

قدس سره بقول صاحب معارج الولایت مرد کامل و مکمل بود و تربیت از ید حضرت پیر کبار یافت و در سماع غلو داشتی و چون در سماع شدی چند روز در سماع ماندی گویند که شبی در سماع بود و منقول است که شب آخر شد و چون صبح نزدیک رسید اشارت به قوالان کردی باز شب معاودت کردی مردمان متعجب شدند و اظهار این حال پیش شیخ سبا گو که هم عصر شیخ بهوگی بود نمودند فرمود که علم محو دیدا امشب شیخ بهوگی در سماع است و می خواهد که شب با تمام رسد پس آن شب نهایت طول کشید و نیز گویند که چون شیخ بمرض موت بیمار شد و وقت رحلت او رسید همه مردم را از خود دور کرد و گفت تا وقتی که بدیدار پر انوار رسول صلی الله علیه وسلم مشرف نشویم جان بحق تسلیم نکنم و شما مردم را تاب دیدار آنحضرت نیست پس ازینجا بروید و در را ببندید و چون بعد از وفات من سقف خانه را شگافته یابید بدانید که حضرت شاه رسالت ازان راه درینجا تشریف آورده اند چون برحمت پیوست در خانه کشادند دیدند که سقف خانه شگافته است وفات شیخ بهوگی بقول صاحب شجرهٔ چشتیه در سال یکهزار و شصت و نه و مزار گوهر بارش بمقام قصور است از مولف

از مولف		حضرت شیخ جهان پیر بهوگی دلی
شد ازجهان سوی جنت روان	شد و سال ترحیل تاریخ او	زمستانه عشق بهوگی عیان ۱۰۶۹

شیخ محمد عارف چشتی صابری لاهوری از خلفای نامدار شیخ عبدالخالق چشتی لاهوری بیست و در فقر و تجرید شانی بلند داشت هرچه از زبان فرمودی همان طور بوقوع آمد نقلست که روزی در خانقاه وی محفل سماع گرم بود و قوالان این بیت میخواندند بیت آن مسیحا که جان بدست اوست ٭ سید هر جان گرم چند بار شیخ از ذوق این سخن سرمست جام تواجد بود ناگاه شخصی پسر خود را که بیمار بود و رمقی از حیات مستعار باقی داشت

بر چارپائی انداخته در مجلس آورد و التجای دعای شفا نمود شیخ دست حق پرست بر رسیکی
بیمار آورد فی الحال شفا یافت وفات شیخ عارف بتاریخ هفتم ذی الحجه سال یکهزار و هفتاد و دو
هجری است و مزار گوهربار در لاهور است از مؤلف

شیخ عارف عارف اهل کمال ‖ شد چو از دنیا بخلد جاودان
رحلتش عارف ثریا جاه گو ‖ هم بخوان عارف شهنشاه جهان

مولانا عبد الکریم پیشاوری قدس سره فرزند مولانا درویزه و مرید و خلیفه میر سید
علی غواص است و تربیت ظاهری و باطنی از پدر نیک اختر خود یافته و از او اخوند کریمداد نیز
گویند و وی در اشعار خویش هم همین نام را اختیار کرده وی را از محققان این طائفه و عارفان
این جماعت است صاحب شریعت و طریقت و حقیقت بود و از کلام او که در تتمه مخزن الاسلام
واقع شده علو مراتب او اظهر من الشمس است و در کتاب خلاصة البحر تحقیق افغانستان نگاشته
است و گویند که چون مولانا کتاب مخزن الاسلام را باتمام رسانید بوقت شب خبری از
کاغذ سفید درون حجره مبارک همراه برد و بی وسیله آنکه چراغ روشن کند تحریر نموده علی الصباح
بیاران خود داد و همچنین تمام مخزن را باتمام رسانید و در معارج الولایت است که شخصی از
مولانا پرسید که غوث کرا میگویند و تعریفش چیست فرمود که چون غوث بمیرد دیگری قائم مقام او
کنند او تبسم کند چون وفات یافت آن شخص بنظر امتحان در روی نگاه کرد و مولانا تبسم نمود و قریب
بود که تبسم کلان در آید آن شخص از آن خطره تائب گشت و گفت که زیاده ازین برهانی نمیخواهم نقل است
که روزی مولانا عبد الکریم با پدر خویش گفت که چون مادرم را برای عقد نکاح بخانه
می آوردی و در راه خواستی که قبل از نکاح با او دست اندازی کنی و انگشتی که قریب بود
از وی ندای بگوشت رسید که هنوز نامحرمی و پیش از آنکه نکاح شود دست انداختن
و مس کردن حرام است آن ندا کننده من بودم وفات مولانا عبد الکریم در سال
یکهزار و هفتاد و دو هجری است و مزار در ملک یوسف زیان است از مؤلف

چون کریم و اکرم اهل کرم ‖ با کرامت گشت در جنت مقیم
ارتحال دیده سال وصلش بگو ‖ ...
والی عرفان کریم ابن الکریم ‖ ۱۰۷۲

شیخ یحیی پیشاوری قدس سره فی الاصل از قوم ...
گوهر پاک از مشایخ کاملین وقت خود بود و در عبادت و ... ... مستغنی و در طریقه ...

از اهل چشت سماعی و سرگرم و طریقه اش عین طریقه مولانا در دیره پشاوری بود بحضرت اهل اسلام را نهایت دوست داشتی و مردمان را به تعلیم علم رغبت دادی اگرچه تکلم بزبان افغانی نمودے اما اشعار فارسی گفتی و بزبان هندی نیز تکلم کردی و مریدانش بسیار صاحب جمال و حال و قال بودند چنانچه مولانا چالاک میان و شیخو شاه جهانپوری و شیخ علی وغیره و هر که بصحبت او پیوست نصیبی از علوم دینی یافت وفات وی در سال یکهزار و هفتاد و سه هجری است و مزارش در پشاور است از مولف

چو پیر رستم سر خیل عشق	ز دنیا گشت در ذات خدا طاق
وصالش عارف اخلاص گفتم	دگر گردیده قیم فیاض آفاق

شیخ پیر محمد سلون قدس سره

جامع علوم ظاهر و باطن بود و ارادت بشیخ عبد الکریم داشت که نسبت وی بشیخ حسام الدین مانک پوری منتهی است و اکثر از مریدانش صاحب علم و عمل و ریاضت و مجاهده بودند و با پیر محمد لکهنوی حاضر بود و مردم آمد بار از علما و فضلا از شیخ پیر محمد لکهنوی نفرت و بوی رجوع می آوردند از آنکه شیخ پیر محمد لکهنوی مشهور و مجرد بود و تلبیس بلباس فقر داشت و پیر محمد سلون متاهل و عیالدار بود و لباس مشایخ می پوشید و صاحب اخبار الاولیا از وی کرامت بسیار نقل میکند و میگوید که شیخ پیر محمد در شطح صورت آیتی بود و بهر صورتیکه خواستی صورت خود را تغیر دادی وفات وی در سال یکهزار و هفتاد و چار هجری است و اشعار بزبان هندی و فارسی گفتی از مولف

رحلتش گو عارف جنت کریم	واصل وصل محمد پیر دین
هم بخوان پیر محمد حق پرست	یافت از حق دولت وصلت یقین

شیخ یحیی اکبرابادی قدس سره

در خاندان چشت اهل بهشت مردی بابرکت و عظمت و شیخی باوقار و قربت بود و سلسله ارادت و نسب آبای وی بقطب المشایخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی میرسد در زهد و ریاضت بسیار کوشیدی و چند بار بزیارت حرمین الشریفین مشرف شد آخر الامر در مدینه منوره بامر حضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والتحیت سکونت ورزید و مشایخ و علمای حرمین الشریفین بمشیخت و کرامت وی معترف گشتند اگرچه در آن دیار از زمان خواجه فضیل بن عیاض و سلطان ابراهیم ادهم و خواجه عثمان هارونی وغیره آوازه فضل و فضایل و کرامت حضرات چشت مشهور بود لیکن بسبب تشریف بری شیخ در حرمین شریفین بازه

رونق تازه بوقوع آمد وفات شیخ یحیی در سال یکهزار و هفتاد و پنج و مزار پر انوار در

مدینه معلی است از مؤلف

یافت در جنت حیات دائمی
چونکه یحیی زنده دل پیر هدا
بود عشق حق سراپا ذات او
ارتحالش شد عیان عشق خدا

۱۰۷۵

شیخ جنید صوبه پایتختی
چشتی قدس سره ثانی سید الطائفه جنید بغدادی بود و در شریعت و طریقت نصیبه
بهره بکمال داشت اول در قصبه سوهان سکونت ورزید بعد از ان در سرهند آمده توطن
گزیدند و در ایام که در سوهان بود شبها بر لب آب رفتی و ذکر جهر گفتی و وقت تجلیه
در آب در آمدی و بذکر خفی مشغول شدی و چون ذکر خفی بکمال رسانید بذکر خفی اشتغال
ورزیدی و در صحرا رفتی و هیزم می آوردی و بفروختی و قیمت آن بصرف
باحتیاج صرف کردی و آنچه باقی ماندی بفقرا تقسیم نمودی و در سماع غلو تمام داشت
و اشعار بزبان فارسی و هندی و عربی بغایت فصاحت و بلاغت گفتی و او را تصانیف
بسیار است و از انجمله کتابی است منظوم بر طبق نام که او را شرحی نیز کرده است و حاوی
اکثر مسائل فقه است وفات وی در سال یکهزار و هفتاد و هشت و مزار در سرهند زیارتگاه

خلق است از مؤلف

شیخ عالم جنید وقت جنید
شد چو شبلی بسوی خلد برین
خواجه مخفی بگو سالش
هم بفرما جنید شیخ امین

۱۰۷۸

شیخ حبیب چنیری قدس سره اصل او از بنگاله است و ارادت بخدمت شیخ محمد جالیه داشت مردی با قدر
و صاحب عظمت اول در قصبه جالینه سکونت داشتی بعد از ان بچنیر رسیده تا مدت
سی سال از حجره خود بغیر ضرورت پا بیرون ننهاد صوم دوام داشتی و نذر و فتوح کثیر قبول
و بذکر اسم ذات اشتغال داشتی و کشف و کرامات بسیار از وی بظهور می آمد چنانچه
صاحب معارج الولایت میگوید که وقتی شیخ عبد الستار برادر من گفت که کار عجیب کرد خدا
تو در خانه فلان منصب دار خواهد شد که فلان نام و فلان نشان دارد پس همچنان
بظهور آمد که او گفته بود و روزی شخصی سپاهی گفت که از نوکری تو در سرکار شاه عالم
خواهد شد چنانچه او بچند روز نزد شاه نوکر شد وفات وی در سال یکهزار و هفتاد و هشت و

مزار گوهر بار در اورنگ آباد است از مؤلف

چون محب خدا حبیب زمن

شد بجنت ابسال رحلت آن	متقی شاه اکبر الشت بگو	نیر اعظم ولی حبیب سخوان

شیخ پیر محمد لکهنوی قدس سره درویشی کامل و مکمل بود و شیخی عاقل و متوکل بزیارت حرمین مشرف شد اصل او از جونپور است و در اوائل تعلیم علم نمود و بعد از آن در جونپور آمد و از انجا در دهلی رفت و بعضی کتب را تکمیل نمود بعد از آن بقنوج آمد و بعضی کتب پیش علمای آن شهر بخواند و از انجا در لکهنو رسید و پیش شیخ عبد القادر قاضی لکهنوی تحصیل علم باتمام رسانید و در انحال جذب شوق الهی دامنگیر حال وی گشت درین شاه عبد الله سیاح چشتی که سکونت در کوهستان داشت و تمام ربع مسکون را سیاحت نموده بود بر سر وقت وی در رسید و او را مرید خود کرد و از خاندان چشتیه عالیه حصه وافر بوی بخشید و بسلاسل دیگر هم اجازت و خلافت داد بتدریس و درس و هدایت ارباب ضلالت وصیت کرد و بسکونت لکهنو فرمان داد وی برلب آب گومتی قیام پذیرفت و به درس علما و هدایت مریدان مشغول گشت و ابواب فتوحات بروی کشاده شد نیمه آن در راه خدا صرف کردی و بجز قوت یکروزه خود نگرفتی و هر وقت طعام از بازار طلبیدی و باتفاق حاضرین خوردی بسماع بسیار ذوق داشتی و چند قوالان مدام بلکه صبح و شام حاضر خدمت وی بودندی و ربع حصه به ایشان بخشیدی فقرا و علما و مساکین لکهنو را نیز از فتوح خود محروم نساختی و چون خواستی که از آب گومتی عبور کند اگر کشتی حاضر بودی با همراهیان بر کشتی سوار شدی و اگر کشتی نبودی بر روی آب رفتی و همراهیان را نیز با خود بردی و قدم هیچکس بآب تر نشدی و صاحب معارج الولایت می نویسد که چون من بسفر بنگاله در لکهنو رسیدم بخدمت شیخ پیر محمد رسیدم شفقت و مرحمت بسیار کرد و کتاب بحر الفراست شرح دیوان خواجه حافظ که از تصنیفات من بود ملاحظه فرموده بسیار پسندید و فرمود که بحریست محیط انواع علوم و چند ماه مرا پیش خود داشت و تعلیم اشغال خواجگان چشت اجازت داد و خرقه تبرک او پوشانید و بعضی ادعیه ماثوره جهت [illegible] بجا آوردن نموده رخصت فرمود و وی را تصنیفات بسیار است چنانچه سراج [illegible] شرح هدایه [illegible] فتاوی در فقه و مکتوبات در تصوف و اربع منازل در سلوک از

تصانیف و توالیف بسیار است وفات شیخ محمد در سال یکهزار و هشتاد هجری و مزارش

انوار در بهشت بود است از مولف | محمد شد در بزم صحبت | چو شد تاریخ آن سرور آفاق
بگو شیخ یقین و شیخ حق بین | ابو بر باشد محمد شیخ عشاق | شیخ محمد صدیق چشتی

صابری لاهوری قدس سره از عظمای مشایخ چشت اهل بهشت است و در فقر شانی عالی و رتبه بلند داشت در علوم شریعت و طریقت فرید و وحید بود تمام روز در تدریس طالبان علم گذرانیدی و بعد شام به تلقین طالبان حق پرداختی خلقی کثیر از سکان پنجاب از انجناب بهره یاب علوم دینی و دنیاوی شد و در حالت وجد و سماع هر کسی که از نظر فیض اثر وی گذشتی تارک الدنیا گشتی و وی خرقه خلافت از شیخ محمد عارف لاهوری پوشید و در لاهور سکونت ورزید وفات وی بتاریخ هشتم ذی الحجه در سال یکهزار و هشتاد و چهار هجری است و مزارش پر انوار در لاهور در قبرستان میدان زین است از مولف

ز دنیا رفت در خلد معلی | چو صدیق آن ولی راه تحقیق | رقم شد شیخ قدسی سال تاریخ
بگو یکبار شمع عشق صدیق ۱۰۸۴ | شیخ محمد داود بن شیخ محمد صادق گنگوهی چشتی

صابری قدس سره مرید و خلیفه پدر عالیقدر خود بود و همتی بلند و حالی قوی داشت آثار کمال ولایت از ناصیه حال وی هویدا بودند صاحب سواطع الانوار کرامات بیشمار و خوارق لاتعد و لاتحصی از وی درج کتاب خود نموده است که مشتی از خروار یکی از آنها مذکور میگردد نقل است که شیخ شب عرس سالیانه حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر گیلانی رضی الله عنه مجلسی عالی ترتیب میکرد و طعام وافر بفقرا و عزا میداد و چون ایام موقع عرس حضرت غوثیه قریب رسید چیزی موجود نداشت به شیخ سوندها خلیفه خود را ارشاد کرد که برای مصرف فاتحه حضرت غوث الاعظم از کسی دوصد قرض حسنه بگیرید بعد اصدار این حکم خود بخواب قیلوله بحجره تشریف برد بعد ساعتی بیدار گشت و شیخ سوندها را طلبیداشته فرمود که برای صرف عرس شریف قرض نباید گرفت که حضرت غوث الاعظم باین کار خیر خود امداد کرده است و خرچ عطا فرموده یعنی چون بخواب رفتم روح پرفتوح حضرت غوث الاعظم تشریف آورده دوصد روپیه نقد و یک اشرفی بمن داد و ارشاد کرد که این نقدها در مصارف عرس

خرچ کن چون بیدار شدم زر نقد که پیرا در دست موجود یافتم نقلست که درویشی بحکم شیخ در
اربعین نشست چون در حجره درخت کنار بود در مدت چله اکثر اوقات برگ کنار خوردی
چون از اربعین برآمد عرض کرد که من در چهل روز خلوت هیچ نخورده ام شیخ فرمود که دروغ میگوئی اگر
این درخت غذای تو نبوده درویش انکار کرد شیخ ره به درخت آورده و استفسار حال نمود درخت
بسخن آمد و راست آمد و تصدیق قول شیخ کرد نقل است که چون اورنگ زیب عالمگیر
بادشاه در سال یکهزار و شصت هجری بر تخت شهنشاهی جلوس نمود بعضی معاندان این
خاندان بسمع بادشاه رسانیدند که شیخ داؤد شب و روز به بدعت سماع مشغول میماند
و از متابعت شرع شریف منحرف محض است باستماع این حال بادشاه فرمان طلبی شیخ جاری
ساخت و شیخ حسب الطلب در دهلی نزد بادشاه تشریف برد بادشاه ملا عبد القوی فقیه را
که از متعصبان وقت بود و با فقرا عداوت دلی داشت بجهت بحث و احتساب نزد شیخ
فرستاد او نزد شیخ آمد و از مسئله سماع استفسار نمود فرمود که اگر از روی ظاهر سنت
می پرسی السماع لاهله مباح در حدیث آمده است هر کسی که لائق سماع باشد او را سماع
و من خود را لائق شنیدن سماع میدانم و اگر از روی حال می پرسی آن جسم مقوطا میکرد
پس بقوالان که حاضر بودند ارشاد کرد که چیزی بگوئید قوالان قول آغاز کردند
و شیخ مست جام تولد شده بملا عبد القوی ارشاد کرد که ای اهل جاهل من خود
صاحب شرع و بانی احکام شریعت ام از من دلیل اباحت سماع میخواهی بمجرد این سخن
که لفظ جاهل از زبان شیخ برآمد ملا عبد القوی همه علوم خود فراموش کرد و جاهل محض گشت
هر چند خواست که حرفی از زبان بگوید قادر نگشت گریه آغاز نهاد و سر در پای شیخ
آورد و زاریها نمود و شیخ بر سر رحم آمد و گفت تو درین عهد ملک العلما و صاحب فتوی
هستی چرا درویشان را آزار میدهی همان وقت علوم فراموش کرده وی باز آمد
و بصدق دل مرید گشت نقل است که چون وقت وفات شیخ نزدیک رسید
پیش از وفات سه روز برادرزاده خویش شیخ محمد فرمود که تابوت برای من آراسته
کنید چرا که سه شب است که پی در پی پیغمبر عالم صلی الله علیه وسلم در عالم رؤیا مرا میفرماید

که ای داود ناشتاق تو بشنو زود تر عزدو ما بیا چنانچه شیخ محمد ثابوت حسب الارشاد شتیار
کرد چون شب پنجم ماه رمضان سنه یکهزار و نود و پنج رسید بعد افطار قوالان را طلب
فرمود و مجلس سماع گرم ساخت و تمام شب در وجد و تواجد بماند چون صبح دمید در حالت
وجد و سماع جان بجانان سپرد و در قصبهٔ گنگوه مدفون گشت شیخ سوندها بن عبدالمومن
و شیخ بلاقی کهتهلی و سید غریب الله ساکن کرانه و شیخ ابوالمعالی ساکن انبهٹه و شیخ عبدالقادر
ساکن سونه از خلفای ویست قطعهٔ تاریخ از مولف

چو داود شد از قضای اله	ازین دهر در خلد جنت نشین
بگو شیخ داود حق بین بسال	دگر بار داود شیخ یقین

حضرت شاه ابوالمعالی چشتی صابری قدس سره از سادات عظام و خلفای کرام
شیخ داود چشتی است اگرچه ارادت بخدمت شیخ محمد صادق گنگوهی داشت اما تکمیل
از شیخ داود یافت و خرقهٔ خلافت پوشید پدر عالیقدر وی سید محمد اشرف در قصبهٔ انبهٹه
متصل سهارنپور سکونت داشت چون او وفات یافت و حضرت شاه خورد سال بماند
والده اش او را نزد شیخ محمد صادق گنگوهی برد و برای تربیت و تکمیل وی التماس نمود شیخ
او را نزد خود داشت و به تعلیم علم ظاهری مشغول ساخت و بوقت وفات خود حواله اش
به شیخ داود نمود چنانچه شیخ داود او را بتکمیل رسانید و خرقهٔ خلافت داد نقلست
که شاه ابوالمعالی را همسایه بود حاسد و بدطینت و بدخو و بدگو که کمال عداوت داشت و مدام
وی را تحقیر میساخت و انواع آزار رسید او مریدان شاه هرچند برای تادیب
وی از شاه اجازت میخواستند اجازت نمیداد و در تحقیر وی راضی نمی‌شد اتفاقاً
آن همسایه وفات یافت حضرت شاه چون شنید [illegible] بگریه [illegible] گذرانید و
طعام تناول نکرد خدام باعث این غم و الم پرسیدند فرمود [illegible]
و اولیا را اکثر دامن حال [illegible]
و دیگری این نوع مردمان [illegible] که آن شخص وفات یافت [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت شاه [illegible]

که از دنیا و ما فیها خبری نداشت بلکه یکبار تا شش ماه از اکل و شرب هم دست بکشید چون
وقت نماز میر سید خدام بهزار مشکل آنگاه میکردند و وضو کنانیده بر مصلا ایستاده میکردند
بعد سه سال آن حالت رفع گردید و در امور دینی و دنیاوی با خبر شد مریدان استفسار
حال کردند فرمود که حالا فرض و سنت نماز مشکل بشکل شالی شده مرا برای ادای نماز
آگاه میسازند حاجت آگاهی شما ندارم نقلست که در خانه حضرت شاه تنگی و عسرت در حد
کمال بود اکثر اوقات بفقر و فاقه میگذشت خاصان این خبر بسمع میران سید بهیکه خلیفه اعظم
وی رسانیدند ایشان ظرف غله حضرت شاه را طلبیده در دست مبارک
و گفت حالا تا قیامت غله ازین ظرف کم نخواهد شد بی وسواس خرچ کرده باشند چون دو
ماه بفراغت گذشت شاه از اهل خانه استفسار حال نمود و اظهار حال کرد ظرف را نزد
خود طلبید و سرنگون ساخت و گفت که میران بهیکه در توکل ما خلل می اندازند نقلست
که روزی چند مشایخ در مجلسی که در قصبه تهانیسر انعقاد یافته بود مثل حضرت شاه ابو المعالی و
میران سید بهیکه و شیخ ابو الفتح و شیخ سوندا بهوهری و شیخ بلاقی و شیخ محمد و شاه محمد
و شیخ عبد القادر سنوری و شاه نصیر الدین کهری و اولاد سید غریب ساکن کرانه حاضر بودند
ذکر در کلمه طیب لا اله الا الله افتاد حضرت شاه فرمود که آنانکه این کلمه را از دل خوانده اند
اگر لفظ لا را در گوش کسی دمی جان بگویند بمیرد و اگر الا الله بگویند باز زنده گردد
حاضرین التماس این امر نمودند حضرت شاه برخاست و بگوش یک گاو میشی که در صحن آن خانه
بسته بود لفظ لا را بگفت ادنی الحال بیفتاد و بمرد باز الا الله بگوش وی گفت وی بخواند زنده
و برخاسته بچریدن سبزه مشغول گشت وفات شاه ابو المعالی بقول صاحب شجره چشتیه در
سال یکهزار و یکصد و شانزده هجری است و صاحب شجره سال وفات وی از ماه شهنشاه مجتبی اخذ نموده ۱۱۱۶

از مولف رفت از دنیا چو در خلد برین | پیر رهبر بو المعالی اهل فیض | سال وصل او شده تاج العارفین ۱۱۱۶

بار دیگر بو المعالی اهل فیض ۱۱۱۶

شیخ عبد الرشید جالندهری قدس سره

از سادات عظام شهر جالندهر است پدر بزرگوارش سید اشرف نام داشت در ایام
خورد سالی شوق عشق دامنگیر حال وی گشت و بعد تحصیل علوم متداوله بطلب خدا از وطن برآمد

بسیار کرد آخر بخدمت شاه ابو المعالی حاضر آمد چون حضرت شاه بطریقی بسید او را حواله
سید میران بهیکه فرمود و ارشاد و تربیت و تکمیل وی کرد وی از میران بهیکه سخت فیض حاصل
کرد و خلافت یافت و صاحب نزهة السالکین تحریر میفرماید که روزی حضرت میران
بهیکه بسید علیم الله جالندهری مخاطب شده فرمود که هر مریدی که بطلب خدا نزد من
حاضر میشود تا شش سال امتحان رسوخ وی کرده میشود اگر صاحب اعتقاد معلوم میگردد
او را از زمرهٔ خدام خود شمار میکنم سوای سید عبد الرشید که بروز اول اعتقاد راسخ
آورده است وفات آن جامع الکمالات بتاریخ غرهٔ ماه ربیع الاول روز جمعه سال
یکهزار و یکصد و بست و یک هجری بحین حیات مرشد خود میران سید بهیکه بوقوع آمد و در جالندهر
مدفون شد میران سید بهیکه بعد وفات وی سید غلام محی الدین خلف او را بصحبت خود ممتاز ساخت
و بکمال رسانید و قطعهٔ تاریخ منظومه مندرجه تذکرهٔ وی که براقم رسید این است قطعه

شیخ دوران سید عبد الرشید	شمع بزم چشت کان مجتبی	بحر علم و مخزن اعمال نیک
غنچهٔ باغ محمد مصطفی	یوم جمعه و غرهٔ اول ربیع	نیکبخت آن معدن صدق و صفا
گشت عازم زین جهان بی بقا	بر درخت خود سوی دار البقا	چون نمودم فکر سال رحلتش
هاتفم فرمود معشوق خدا ۱۱۲۱	از مؤلف	حضرت عبد الرشید آن دین پرور
چون ز دنیا رفت و در جنت رسید	سال وصل او ست عارف خوش بهشت	بار دیگر سرور عالم رسید ۱۱۲۱

شیخ سوندها ولد شیخ المومن چشتی صابری قدس سره مرید و خلیفه

و جانشین شیخ داؤد چشتی گنگوهی است در تربیت مریدان و تکمیل خدام نظر فیض اثر
وی حکم اکسیر اعظم داشت و در حالت وجد و سماع بر هر کس نظر کیمیا اثر وی افتادی
مست و بیخود گشتی و شجره آبای کرام وی بحضرت ابوبکر خلیفهٔ اعظم سرور عالم صلی الله
علیه و سلم میرسید پدر عالیقدر وی شیخ عبد المومن از امرای جاگیردار شاه دهلی
بود و در قصبهٔ سفیدون که در جاگیر وی بود سکونت داشت چون او وفات یافت شیخ خوردسال
بماند اما از عهد خوردی آثار بزرگی بر ناصیهٔ حال وی عیان بودند و خدا
پرستان اعتقاد کامل داشت آخر بشرف ارادت شیخ داود فایز شده بکمالات رسید

وصاحب خوارق و کرامات گشت و صاحب سواطع الانوار میفرماید که وقتی شیخ
در ابتدای حال از موضع سهو بهر دهلی مسکن خود بتقریب عرس بزرگی بموضع دیگر تشریف
برد اتفاقاً همدران روز پسر نوجوان حاکم آن دهیه بمرد و پدرش بکمال اعتقاد نعش پسر خود
برداشته در مجلس سماع فقرا که شیخ هم در آنجا تشریف داشت آورده اندرون مجلس نهاد
وزار زار گریست و گفت بیت مردان خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭ و
امیدوارم است که بتوجه انفاس مردان خدا پسر مرده من زنده گردد شیخ را بر حال پدر
رحم آمد و از مقام خود برخاست بر بالین مرده آمد و گفت برخیز ای پسر بحکم آنکه حی القیوم که زنده
است و نخواهد مرد پسر فی الحال چشم بگشاد و زنده گشت نقلست که وقتی شیخ در
حالت مستی در کوره آتش که آنجا خشت پزان خشت ناپخته میگذاشتند در آمد و تا یکپاس در آن
بماند موی از جسمش نیز نسوخته نشد نقلست که وقتی شیخ در مجلس سماع که بقصبه کیتهل بود
تشریف داشت درویشی از حاضرین مجلس در حالت وجد بر زبان راند که ای بغدادی
حاضرین خواجه معین الدین حسن اجمیری نبی هند تشریف آورده است چون ولی را چنین
گفتن خلاف شرع بود قاضی شهر در صدد قتل آن درویش گشت و بکفر منسوب ساخت
شیخ خود نزد قاضی رفت و گفت که العاشق والمجنون معذور باید درویش را معذور دارید
و در صدد قتل وی نشوید قاضی گفته شیخ قبول نکرد و از ین سبب بر طبع مبارک شیخ جلال [illegible]
شد و بقاضی فرمود که اگر تو قبول نکنی عاشقان الهی [illegible] انشاء الله مثل سگ [illegible] کرده
خواهی مرد قاضی را همان وقت تپ و شرفه دامنگیر گشت و در چند روز بهمان بیماری گذشت
نقلست که وقتی شیخ از عرس شاه جلال تهانیسری فراغت یافته شبانه
خود تشریف می آورد در اثنای راه رهزنان از موضعی بیرون آمده خواستند که شیخ را
با مریدان تاراج کنند اما از هیبت شیخ نتوانستند اما چون شیخ از آن موضع گذر کرد
درویشی را که از جمیع خدام بار پس تنها مانده بود تاراج کردند جامه و کالای او را بغارت بردند
درویش عریان دگریان نزد شیخ آمده حال ظاهر ساخت فرمود که عجب است که [illegible]
انگشتی [illegible] این سخن [illegible] [illegible] تا آن [illegible]

اقربه النهایی عفو و تقصیر کردند و کالای غارت کرده واپس دادند. و آتش سنگلی گشت نقلست
که روزی شیخ در مجلس سماع تشریف میداشت چون در وجد آمد اول سر مبارک باز
تمام جسم وی از نظر مردمان غائب شد و تا یکپاس مفقود ماند باز پیدا گشت بعد فراغ
سماع شخصی استفسار حال نمود فرمود که نور معشوق بر نور عاشق غالب گردید و نور عاشق
را در انوار خویش مستور ساخت نقلست که چون وقت وفات شیخ نزدیک رسید
قوالان را طلب کرده فرمود که این بیت حافظ شیرازی را تکرار کرده بگوئید شعر مطلب
نخواهم کرد بجز این قصه مرا ● با خیال او چرا با دگران پردازم ● چون قوالان این بیت را
آغاز کردند شیخ در وجد آمد و در همان ذوق و شوق بتاریخ بست و چهارم ماه جمادی الاولی
سنه یکهزار و یکصد و بست و نه بصحبت حق پیوست و در قصبه سفیدون مدفون شد شیخ
محمد علی بن شیخ الله بخش ساکن براس و شیخ پیر محمد ساکن تهانه و شیخ عثمان کرنالی و شیخ
محمد صادق گنگوهی و شیخ محمد اکرم براسوی مولف کتاب سواطع الانوار از خلفای نامدار

وی هستند ازانجمله اوست	شیخ سوندها چون ز دنیا رخت بست	سال وصلش سرور دانا بگوید
گفت سرور پاک سیر ولی ۱۱۲۹	قوم مشتاق فخر المسلمین ۱۱۲۹	سید محمد سعید الاولیا جناب

سید میران بهیکه چشتی صابری قدس سره خلیفه اعظم و جانشین رابشین
شاه ابو المعالی چشتی است صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند بود در ذوق و شوق
و وجد و سماع و استغراق و عشق و محبت ثانی نداشت در مشایخ متاخرین احدی را
کشف باطنی ظاهری و باطنی و قبولیت صوری و معنوی مثل وی حاصل نگشته و مریدانش
اکثر بمراتب اقطاب و ابدال و اوتاد رسیدند و وی اشعار هندی و دوهره بالمضامین
توحید بسیار گفتی که اکثر ازان قوالان در محافل صوفیان میگویند و موجب ازدیاد
ذوق و شوق میگردد و وی از سادات صحیح النسب حسینی ترمذی بود و شجره نسب
آبای کرام وی بچند واسطه در میان بدین اسامی بسید الکونین امام حسین رضی الله عنه
میرسد بدین طریق که محمد سعید میران بهیکه بن محمد یوسف سوانه بن سید قطب شاه بن
سید عبد الواحد بن سید احمد بن سید نظام الدین بن سید عزیز الدین

بن سید شاه تاج الدین بن عزالدین نوبهار بن سید عثمان بن سید شاه سلیمان کهاکی
بهنگمن بن شاه زید سالار لشکر بن سید امیر احمد زاهد بن سید امیر حمزه بن سید ابا بکر علی
بن سید عمر علی بن سید محمد تحفه بن سید علی شاه رسبرکاکی بن سید حسین ثانی الملقب
بحسینی بن سید محمد مدنی لقب حسین بن سید حسن شاه ناصر ترمذی بن سید محمد موتمن
حسین بن سید علی حسن حسین بن سید حسین بن علی اصغر بن زید العابدین بن سید الثقلین
امام حسین رضی الله عنه و والده میران شاه بهیکه بی بی ملکه هم سیده بود که نسبش بحضرت
دهلی سید محمد اسمعیل شاه زید سالار لشکر میرسید و از آبای کرام میران بهیکه سید زید سالار
لشکر با لشکر بسیار از قرباراده جهاد بهند آمده در سیوانه قیام گرفت راجه آنجا که سیا
نام داشت بکمال حسد و عداوت آنحضرت را در نبرد شهید کرد و بعد شهادتش صاحبزادگان
با راجه جنگ کرده فتحیاب شدند و سوانه را جای سکونت خود ساختند سلطان شمس الدین
التمش شاه دهلی چون آوازه کرامت و شرافت ایشان شنید دختر خود بسید شهاب الدین
بن سید زید شهید داد و دولت ظاهری و باطنی باین خاندان عالیشان رو
نهاد مولف کتاب ثمرة الفؤاد می‌نویسد که حضرت سید
میران بهیکه بعمر نه سالگی یتیم گشت یعنی پدرش وفات یافت و والده ماجده اش در
تربیت و تکمیل وی جهد بلیغ نمود و بمدت اندک فرید برای تعلیم علم فرستاد و ایشان بعد از
تحصیل علم حضرت میران بخدمت جاذب حقیقی و طالب خدا آگاه حضرت شاه ابوالمعالی حاضر
گشته و بکمالات رسیده خرقه خلافت پوشید نقلست که شخصی سفید باف مرید شاه بهیکه
در موضع تونهرین میماند اتفاقاً روزی پسر ده ساله وی وفات یافت و همالوقت
حضرت شاه در خانه وی تشریف برد او پسر فوت شده را در حجره بند کرده صحبت ماتم
برداشت و باهلیه خود تاکید کرد که تا وقتیکه پیر دستگیر من طعام تناول نکند احوال
وفات پسر ظاهر نکند زن نوربافت تعمیل حکم شوهر کرد و به پختن طعام مشغول گشت
چون طعام پخته شد و شاه بهیکه برای تناول نشست نوربافت عرض کرد که پسر خود را
بیار تا با ما طعام بخورد عرض کرد که او با کودکان در بیشه ببازی مشغول است درین وقت

حاضر شدن او ممکن نیست فرمود انشاء جائیکه باشد او را بیار که بے احضار او طعام نخواهم خورد
ناچار سفید باف حال وفات او ظاهر ساخت و بپاهای شاه بگریست گفت پسر تو مرده
نیست خفته است او را بیدار کرده بیار عرض کرد که او از نیم شب مرده است اگر زنده
میبود بخدمت حاضر میشد فرمود که تو اندرون حجره برو و ببین اگر مرده باشد خیر تقدیر الهی
و اگر خفته باشد بیدار کرده بیار نورباف حسب الحکم اندرون حجره برفت و دید که پسرش
مانند خفتگان نفس میزند آواز کرده بیدار ساخت و دستش گرفته نزد شاه آورد عجب نور
حاضرین مجلس برخاست و در آنروز صدها کس از ارادتمندان غاشیه خدمت شاه بر دوش
گرفتند نقلست که شخصی هندو بیربر نام ساکن موضع بی بی پور با مسلمانان کمال عداوت
داشت و تا یکپاس روز برآمده روی مسلمانان نمیدید اتفاقاً فالجملت مفسده پردازی
و مقابله بحکام وقت گرفتار شد و از پیشگاه صوبه سرهند حکم بکشتن او نافذ گشت و در بازار
سرهند در باب کشتن وی منادی گردید و او را از زندان بیرون آورده در چار سوی
بازار برای کشتن می بردند اتفاقاً در راه سواری حضرت شاه سکندر در آمد از پیش
محافظان بجست و سر بپای شاه آورد و نیاز بسیار نمود و گفت که حالا امید زندگانی
قطع کرده ام کوتوال بفرمان قتل من نشسته و جلاد تیغ در دست و خلایق بهر تماشای
خونریزی من جمع آمده است درین حالت بر آفت اگر مشکل کشای من بوقوع آید زبان
بکلمه توحید بکشایم و مسلمان شوم فرمود که خاطر جمع دار هیچ آسیبی بتو نخواهد رسید چون
سواری بگذشت سرهنگان بیربر را در قتل گاه بردند هنوز بقتل نیامده بود که حکم
صوبه بکوتوال رسید که بیربر بی بی پور را بحضور حاضر آرند چون مشرف احضار یافت
بیک چشم نمائی حاکم از سر خون او درگذشت و خلعت داده رخصت نمود بیربر فی الفور بخدمت
شاه آمد و زبان بکلمه توحید گشاده مرید گشت و باسم پیرشاه موسوم گردید و یکی از
واصلان حق شد نقلست که شخصی بارادهٔ بیعت بخدمت حاضر آمد و در دل آورد
که اگر این شیخ پیر کامل است درین موسم که موسم خربوزه نیست بمن خربوزه عطا خواهد
شاه از خطرهٔ وی بنور باطن آگاه شد و بخادمی ارشاد کرد که امشب در طاق حجره

خربوزه آرزو می این شخص نگاه داشته بودم بر داشته بیاره سوال اش کن سائل خربوزه
بگرفت و بتصدیق دل مرید شد نقلست که روزی یکهزار و چارصد فقرا و سناسی هندو
در دایره شریف میران سید بهیکه مهمان آمدند چون لنگر وی بر هندو و مسلمانان دیگر هم
عام بود کارپردازان لنگر عرض نمودند که در دایره شریف سوای سه تنکه من
آرد نیست چند صد من غله موجود است درینباب چه ارشاد است فرمود که آرد آمده و
شکر وغیره نزد ما بیارید چون آوردند دست مبارک بآنها رسانید و فرمود که حالا فی
نفر دو دو آثار پخته آرد و یکپاو شکر و یکپاو روغن بدهید و بسم الله الرحمن الرحیم خوانده
آغاز کنید خدا برکت خواهد کرد خادمان تقسیم آغاز کردند و بیکهزار و چارصد فقیر را بر
همینقدر آن اجناس ختم نشدند و باقی همانقدر که بودند ماندند نقلست که وقتی حضرت شاه
در شهر دهلی بخانه نواب تهور خان تشریف داشت که خادمی چند بیره پان در طشت نهاده
بخدمت آورد و وی بدست حق پرست خود بحاضرین مجلس تقسیم نمود مگر به تهور خان نداد این
وسوسه در دل وی گذشت بمجرد آن وسوسه یک بیره خود بخود از طشت بپرید و بر دست
تهور خان افتاد فرمود ای تهور خان مراد خود یافتی وی تسلیم بجا آورد و بخورد و ولادت با
سعادت آنحضرت نهم ماه رجب المرجب روز دوشنبه سال یکهزار و چهل و شش و وفات
آن جامع الکمالات نهم ماه رمضان المبارک سنه یکهزار و یکصد و سی و یک هجری در عمر شریف هشتاد و چار
سال و بمرض حبس البول ازینجهان انتقال نمود و در قصبه کهرام مدفون گشت روضه مبارک وی
نواب روشن الدوله ۱۱۳۱ که مرید با ارادت وی بود تعمیر نمود و صاحب ثمرة الفواد تاریخ وفات وی
از جمله شاه بهیکه مقبول خدا اخذ کرده است قطعه تاریخ از مولف
چو از حکم خدا گردید

براوج چاه روشن مثل مه بهیکه
الف ثانی چو بر تخت جاه داد
محرم نهم میران شاه بهیکه

بگفتا دل بسالش مفتی الشرع
شاه شاهان پیران شاه بهیکه

خرد فرمود تاج فقر شه بهیکه
گفت سرور مصرع تاریخ او

و مخفی مباد که حضرت شاه میران بهیکه خلفای کامل و مکمل
بسیار داشت که تذکره مفصل هر یک درین مختصر نگنجد لهذا بذکر مجمل کفایت کرده شد اول ایشان
شاه محمد باقر فرزند دلبند شاه ابو المعالی از یاران اعلی و خلفای کرام وی بود دوم شاه امام الدین

خلف شاه محمد باقر سوم شاه نظام الدین خلف ثانی شاه محمد باقر چهارم شاه محمد که هم در حیات
پیر روشن ضمیر در حالت وجد و سماع جان داد پنجم شاه عابد کوٹله واله ششم سید عبدالمومن
که ارادت بخدمت شاه ابوالمعالی داشت و خرقهٔ خلافت از شاه بهیکه گرفت هفتم شاه
کروسے هم مرید شاه ابوالمعالی بود و خلافت از شاه بهیکه حاصل کرد هشتم شاه نور
نهم خواجه مظفر نواب روشن الدوله ظفر خان بهادر دهم نواب بکباری خان خلف
روشن الدوله بانی مسجد طلای لاهور یازدهم شیخ امان الله دوازدهم سید محمد جواد
که از اولاد شاه زید شهید بود سیزدهم میان الله بنده چهاردهم سید محمد نعیم که بعد از تحصیل
علوم ظاهری بکسب علوم باطنی پرداخت و از کاملان وقت شد پانزدهم سید مرتضی
گردیزی شانزدهم سید غلام الله که حافظ کلام مجید و جامع زهد و ورع و تقوی بود هفدهم میان
شاهد که اول در سرکار شاهان چغتائی بمنصب سه هزاری ممتاز بود و باز ترک مال و جاه نموده
مرید شد و بکمالات رسید هژدهم شاه سجادل نوزدهم حاجی بیت الله که صاحب حال و قال بود
و کتابے عجیب در بیان حالات و کشف و کرامات شاه بهیکه بقلم آورد بستم میان کرم علی که از
محرمان راز و یاران دمساز شاه بهیکه بود و هر مریدی که باراده بیعت حاضر میشد بوسیلت او
باریاب می گشت و در قصبه کهتله مدفون است بیست و یکم شیخ محمد حیات که در موضع سارنگ پور
متصل انباله آسوده است بیست و دوم خواجه عبدالله پیرشاه که از هنودان متعصب موضع لی لی پور
بود و بردست شاه بهیکه مسلمان شده بکمالات رسید بیست و سوم شاه عبدالرحمن ساکن
بهلول پور بیست و چهارم شاه عنایت که مزارش در بهلول پور است بیست و پنجم میان
غلام محمد که صائم الدهر و قائم اللیل بود تا بیست و پنج سال معتکف ماند بیست و ششم شیخ
موسی خان که در گم تهله آسوده است بیست و هفتم مولوی غلام حسین که جامع علوم ظاهری
و باطنی بود و در موضع مجهتی متصل سهارنپور آسوده است بیست و هشتم شیخ محمد بیست و نهم
محمد افضل ساکن سامانه صاحب کمالات بود و یکبار بے مدد کشتی از دریای جمنا عبور
نمود و قدمش تر نشد مزارش در سامانه است سیم میان محمد اعظم که از محبان و وفادار
و یاران غمگسار شاه بهیکه بود و خدمت لنگرداری و تقسیم وظیفه غربا و فقرا بوی حواله بود

سی و یکم شیخ چهجو که بدائرهٔ شریفه آسوده است سی و دوم میان محمد طاهر سی و سوم میان
محمد افضل خان که در دائرهٔ مقدس آسوده است سی و چهارم شیخ محمد منیر ساکن شاه آباد
سی و پنجم جعفر علیخان بن میرزا یار بیگ که از منصب داران معتمد شاه دهلی بود و از خدمت
شاه بهیکه فوائد کثیر برداشت سی و ششم میان الله بخش که سالها سال بخدمت حاضر
ماند سی و هفتم سید علیم الله جالندهری که مزارش در جالندهر زیارت گاه خلق است
سی و هشتم صوفی محمد صدیق سی و نهم میان محمد مراد چهلم شیخ چیون و از هر یک خلیفه
سلسله های علیحده در روی زمین جاری و ساری است و درین سجاده نشین مزار
پر انوار سید بهادر علی شاه جامع اوصاف حمیده و اخلاق پسندیده است سید
عتیق الله چشتی قدس سره از سادات صحیح النسب جالندهری است صاحب
کمالات ظاهری و باطنی بود و بیعت بخدمت شاه ابو المعالی داشت تا مدت العمر در عبادت
و ریاضت گذرانید وفات وی بماه شعبان سال یکهزار و یکصد و سی و یک هجری است

از مولف
شهنشاه عشق است تاریخ او ۱۱۳۱
ز دنیای دون چون بفردوس رفت
دوباره بگو میر میران عتیق ۱۱۳۱
ز دنیای دون میر میران عتیق

شیخ یحیی مدنی
چشتی قدس سره از اعاظم خلفای شیخ محمد اعظم چشتی است و تکمیل علم
باطن نموده در مدینهٔ منوره بشرف بیعت شیخ محمد اعظم مشرف گشت و طالبان را بشرف
بیعت مشرف ساخته بمقصد اعلی می رسانید مریدان وی بسیار از اهل کمال بوده اند وفات
آن جامع الکمالات بتاریخ بیست و هفتم ماه صفر سال یکهزار و یکصد و چهل و یک و مزار
پر انوار در مدینهٔ منوره است و عمر شریفش تا یکصد و سی و پنج سال رسیده بود از مولف

باز یحیی زنده دل شد زنده باد
نیر یحیی جنتی مستقیم ۱۱۴۱
گشت چون زنده بجنات النعیم
اکمل رقم عاشق یحیی تاریخ او ۱۱۴۱

شیخ کلیم الله جهان آبادی قدس سره از اعاظم
مشائخ کبرای اولیای خاندان چشتیه نظامیه است و خرقهٔ فقر او ارادت از شیخ یحیی
مدنی و وی از شیخ محمد اعظم چشتی و وی از خواجه حسن چشتی و وی از جمال الدین المشهور
شیخ جمن و وی از شیخ محمود المعروف شیخ راجن و وی از شیخ علم الدین و وی

از شیخ سراج الدین و وی از شیخ کمال الدین علامه و وی از شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی و وی از سلطان المشایخ نظام الدین بداونی قدس الله سرهم العزیز پوشیده و حضرت شیخ کلیم الله اول در دهلی بتحصیل علوم ظاهری پرداخت و دستار فضیلت بست بعد ازان بحرمین الشریفین تشریف برده در مدینه منوره مرید حضرت شیخ یحیی مدنی گردید و وسے بخدمت آنحضرت مانده بتکمیل رسید و خرقه خلافت یافت و باز بشاهجهان آباد آمد و فیما بین قلعه و جامع مسجد بود ساخت و بتربیت طالبین خلق مشغول گشت و کتاب ها در علوم حقائق و معارف تصنیف کرد چنانچه کتاب سواء السبیل و کشکول و مرقع و عشره از تصانیف وی است و آنحضرت را مریدان صاحب حال و قال بسیار بودند بحالت سماع نظر فیض اثر وی بر هر که افتاد وے مست و بیخود گشتی وفات وی بتاریخ بست و چهارم ربیع الاول سال یکهزار و یکصد و چهل و دو هجری است و مرقد منور وی در دهلی زیارتگاه خلق است از خزینة الاصفیا

کلیم الله چو از فیض الٰهی بر آمد عازم سوی خدا لی کلیم الله چشتی شاه مبارک	ز دنیا شد بخلد جاودانی یکی موسی ثانی کاشف دین بگو ترحیل آن شیخ زمانی	ز دنیا رخت بست بهر سال وصالش دگر عرفان دین موسی ثانی شیخ نظام الدین ولی

اورنگ آبادی قدس سره از عظمای مشایخ متاخرین و کبرای علمای دین مبین است و از مشایخ عالیه چشتیه که در زمان آخرین بوده اند هیچکس را آنچنین فتوحات ظاهری و باطنی بوقوع نیامده است که وی را بود و نسبت آبای کرام وی بشیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی منتهی میشود نسبت ارادت بجناب حضرت شیخ کلیم الله جهان آبادی درست نموده خرقه خلافت و کلاه اجازت حاصل نمود و وے را مریدان از صد هزار کس زیاده که اکثری از ایشان صاحب حال و قال و اهل حسن و جمال ظاهر و باطن اند بودند خوارق عادات و کرامات بسیار لیل و نهار از وے ظاهر میشدند چنانچه دو سه بار احیای اموات هم بوقوع آمده بود وطن اصلی خواجه نظام الدین بلک بوسپار قصبه قصبات پوراست و از انجا بقصد تحصیل تقیه علوم ظاهری روانه سمت شاهجهان آباد دهلی شد چون در اینجا رسید زبانی عوام و خواص تعریف شیخ کلیم الله شنیده بارادة

حصول علوم ظاهری بخدمت شیخ حاضر آمد و صاحب مناقب فخریه می‌نویسد که روزی
که شیخ نظام الدین اورنگ آبادی حاضر خدمت شیخ کلیم الله قدس سره آمد و شیخ بسماع
و وجد مشغول بود و دروازه نقض اندازه بر روی اغیار موافق شرع سماع بسته بودند شیخ
نظام الدین چون بر دروازه رسید دروازه را مسدود یافت دستک زد شیخ کلیم الله
باستماع آواز دستک یکی از مریدان اذن استطلاع فرمود مرید بر دروازه رسید چون
بیگانه دید نام نامی پرسید و بعد دریافت بخدمت پیر روشن ضمیر رفت و گفت شخصی بیگانه ناآشنا
بصورت گدا باسم نظام الدین موسوم بر در ایستاده است فرمود که زود ترا و را در مجلس
بیارید باجرای حکم حاضرین با تمکین عرض کردند که دخل مرد بیگانه درین کاشانه
بروقت سماع صوفیانه و وجد عاشقانه و رقص مستانه ممنوع است فرمود که ازین
شخص و نام نامی وی بوی آشنایی می آید غیر نیست پس بعد حصول اجازت شیخ
نظام الدین را از در در آوردند و بعد استفسار حال از پیشگاه پیر روشن ضمیر ایمای
رفت که نظام الدین جلیس صحبت دوام و انیس صبح و شام باشد و وی صبح و مسا
بحضور آن مقبول کبریا حاضر مانده سعادت دارین می اندوخت و اکثر اوقات در خواندن
سبق و در تعلیم علم مشغول میماند و بعض اوقات که ذوق و شوق و سکر و شورش و ناله و آه
و زاری و بیقراری در محبت حضرت باری از مریدان شیخ مشاهده نمود متعجب میشد و در دل میگفت
که آیا چه چیز اینها را مدهوش کرده و از عقل و هوش گردانیده در ناله و فریاد می آرد تا آنکه روزی
شخصی از مریدان شیخ کبیر حضرت یحیی مدنی که پیر حضرت شیخ کلیم الله بود و در مدینه منوره
شریف میداشت نزد شیخ کلیم الله آمد و بمجرد یکه نظر محبت اثر وی بر روی شیخ افتاد مست
و مدهوش شده بر زمین بیفتاد و بمعاینه اینحال شیخ نظام الدین را کمال حیرت و ملال
دست داد و از حاضرین مستفسر اینحال شد چون ایشان بتفصیل بیان کردند خاطر وی هم
رجوع بفقر گردید و بر سر اعتقاد آمده اطوار ارادتمندان پیش گرفت تا آنکه روزی
وقتی مساعدت کرد و شیخ از مجلس برخاسته اراده رفتن خانه فیض کاشانه خود
نمود چون بر لب فرش رسید نظام الدین برخاست و نعلین شیخ برداشته و گردانیده

پیش پای فلک فرسای شیخ نهاد و شیخ بنظر غایت عنایت بسوی او دید و فرمود که نظام الدین
تو برای کسب علوم ظاهری نزد ما آمده یا برای حصول فواید باطنی گفت اولی و احسن است نظام الدین
جواب داد که سپردم بتو مایهٔ خویش را ﴿ تو دانی حساب کم و بیش را ﴾ از آنجا که شیخ یحیی
مدنی بوقت رخصت خود بطرف مدینه بشیخ کلیم الله ارشاد کرده بود که شخصی نظام الدین نامی
باین شکل و شباهت نزد تو خواهد آمد و در حین دعوت الی الله این بیت بر زبان خواهد آورد
مالک نسبت و خلیفهٔ راستین تو او خواهد بود از وی بیعت بستانی پس چون شیخ کلیم الله آن
بیت از زبان شیخ نظام الدین شنید فی الحال بشناخت که شخص موعود همین است و با او
از وی بیعت بگرفت و چندی بخدمت کثیر المنفعت خود داشته بتکمیل رسانید چون کامل
مکمل گشت بعد عطای خرقهٔ خلافت بطرف ملک دکهن رخصت فرمود تا آنجا رسیده طالبان
حق را بحق رساند پس شیخ نظام الدین در دکهن رسید قبولی عظیم داشت و خلقی کثیر در حلقهٔ
ارادت و سررشتهٔ بیعت وی درآمد و نواب نظام الملک آصف جاه که جد مرحوم نواب غازی الدین خان
مصنف مناقب فخریه بود قبل از همه مرید آنحضرت شد و کتاب احسن الشمایل در احوال شیخ تصنیف
کرد **وفات** آنحضرت بتاریخ دوازدهم ذیقعده سال یکهزار و صد و چهل و دو هجری است از مولف

چو از دنیا بفردوس برین رفت	نظام الدین ولی پاک محبوب	وصالش ظرفه شیخ العالمین آمد ۱۱۴۲
دگر فرما نظام الدین مطلوب ۱۱۴۲	ز مولی شد ز دنیا چو سوی خلد برین	راهبر رهنما نظام الدین
سال ترحیل او ست شیخ کبیر ۱۱۴۲	هم ولی هادی نظام الدین ۱۱۴۲	

شیخ محمد سلیم چشتی

صابری لاهوری قدس سره از عظمای مشایخ چشتیه صابریه است خرقهٔ خلافت
از دست شیخ محمد صدیق لاهوری پوشیده و خلقی کثیر را به بیعت خود مشرف ساخت مجلس
شریف وی گاهی از سماع خالی نبود در عهد محمد شاه پادشاه علمای لاهور بادی عداوت برخاسته
کردند و در پی آزار وی گشتند اما ظفر نیافتند آخر صوبهٔ لاهور در حلقهٔ ارادت وی درآمد
و دشمنان وی را گوشمالی بواجبی داد **وفات** وی بتاریخ سیوم ذی الحجه سال یکهزار
و یکصد و پنجاه و یک هجری است و مزارش در لاهور است از مولف

چون سلیم از قضای ربانی	شد ز دنیای دون بباغ جنان	سال وصلش سلیم اعظم گو ۱۱۵۱

بار دیگر سلیم شیخ کلان ۱۱۰۱	**شاه بهلول برکی چشتی صابری قدس سره**

از خدام والا مقام حضرت شاه بهیکه چشتی است از قوم افغانان بود و در جالندهر سکونت داشت عالم عامل و فاضل کامل بود علوم معقول و منقول از سید عبدالرشید و سید کبیر و سید عتیق الله جالندهری حاصل کرد و وضع قلندرانه داشت و بعد رحلت حضرت شاه در لاهور آمد و از شیخ شاه بلاق قادری لاهوری فیض کامل حاصل نمود و در تمام عمر خود نود کتب جلیله مثل فواید الاسرار و شرح دیوان خواجه حافظ و ذخیره تالیف و تصنیف نمود دیوان اشعار وی هم از اعلی ترین دیوانها است و با مولوی جان محمد ترکی که عالم اجل بود همیشه بحث علمی داشت فضیلت و کرامت وی از کتاب احوال نامه که تصنیف کرده وی است ظاهر میگردد و از شاگردانش سیما چند تخلص نادر و عظمت خان برکی صاحب دیوان اند و سید علیم الله جالندهری که هم در علوم ظاهری شاگرد وی بود وفات آن جامع الکمالات در سال یکهزار و یکصد و هفتاد و هفت است و مزارش پرانوار متصل عیدگاه جالندهر است از مؤلف

چو از حکم قضا رحلت سفر بست	ز دنیا شاه عالیجاه بهلول
منور تاج عشق آمد وصالش ۱۱۷۷	دگر مخدوم نامی شاه بهلول ۱۱۷۷

شاه لطف الله چشتی قدس سره

از مریدان پاک اعتقاد و خادمان حق یاد شاه بهیکه چشتی است در انباله سکونت داشت و از عهد خورد سالی در سایهٔ عاطفت شاه بهیکه پرورش یافت و تحصیل علوم دینی و دنیاوی نمود و کتاب ثمرة الفوائد در ذکر کرامات و خرق عادات شاه بهیکه تالیف نموده ذخیرهٔ عاقبت اندوخت وفات وی بروز شنبه بستم ذیقعده سال یکهزار و یکصد و هشتاد و شش هجری است و مزار گوهر بارش بفاصله یک کروه از جالندهر است از مؤلف

شد چو لطف الله با الطاف اله	بعد فوت خود بقرب حق قبول
کن رقم اهل نظر تاریخ او ۱۱۸۶	بار دیگر کن بیان فیض رسول ۱۱۸۶

مولانا فخر الدین فخر جهان شاه جهان آبادی

چشتی رحمة الله علیه از علمای اعلم و عظمای مشایخ کبرای خلفای شیخ نظام الدین اورنگ آبادی پدر خود است عالم علوم شریعت و واقف رموز طریقت محرم اسرار حقیقت جامع کمالات ظاهری و باطنی بود و نسب آبائی کرام وی از جانب پدر عالیقدر به شیخ شهاب الدین

سهروردی وارد جانب ما و سید السادات بنده نواز سید محمد گیسو دراز میرسد و آنجناب
پنج برادر حقیقی بودند اول محمد عماد الدین دوم غلام معین الدین سوم غلام بهاء الدین
چهارم غلام کلیم الله پنجم محمد فخر الدین فخر جهان یعنی خود آنجناب رضی الله تعالی عنهم اجمعین
نواب نظام الملک غازی الدین خان مولف کتاب مناقب فخریه میفرماید که چون
مولانا فخر الدین در اورنگ آباد متولد شد و شیخ نظام الدین او را بخدمت شیخ کلیم الله جهان آبادی
برد شیخ از دیدار وی بغایت خورسند گردید و از خرقه عالیه خود ملبوسات برای وی ترتیب
داد و مولانا فخر الدین نام نهاد و آنکه اول لفظ مولانا در حق فخر الدین گفت شیخ کلیم الله بود
و چون مولانا بعمر هفت سال رسید حضرت سید عالم صلی الله علیه وسلم او را در خواب چند دانه قهوه
عطا کرد چون بیدار شد دانه های قهوه بدست خود موجود یافت علی الصباح شیخ نظام الدین
والدش نزد وی تشریف آورد و او از راه کرامت واقف این حال شد و فرمود ای نور العین
در خوردن عطایای حضرت سید الکونین تنها خوری نباید روزی همان است که تنها نخورند
پس مولانا از هر پنج دانه دو دانه بتصرف تناول خود آورد و سه دانه بخدمت قبله گاهی پیش
پیشکش نمود و چون مولانا بعمر شانزده سالگی رسید پدر عالیقدرش وفات یافت و مولانا
تا هشت سال بزهد و ریاضت و عبادت شاقه مصروف مانده کار تکمیل رسانید
و در بست و پنج سالگی رونق افزای دهلی شد و تدریس ظاهری و باطنی طالبان حق نمود
من بعد پا پیاده بزیارت حضرات چشت بدار الخیر اجمیر و اجودهن تشریف برد و درین
سفر شیخ نور محمد مهاری ملتانی و میر کلو و خوشحال غلام که از خاصان مولانا بودند همراه
بودند و از آنجا در پانی پت رسید و بزیارات مزارات بوعلی قلندر و شمس الدین ترک
و سید جلال الدین مشرف شد بعد از ان در لاهور آمد و بخدمت محرم الله نقشبندی ملاقات کرد
و چندی بر مزار گوهر بار مخدوم علی گنج بخش هجویری معتکف مانده فیض وافر حصول نمود
و بر جمله مزارات لاهور فاتحه خوانده در دهلی تشریف برد و در سرج کتاب فخریه است
که مولانا را سوای حضرت نور محمد مهاری ملتانی و دیگر صدها خلفای کامل و مکمل بودند
چنانچه شاه عبد الله و شاه ظهور الله و مولوی روح الله و سید احمد و شمس الدین

و بدیع الدین و مولوی فرید محمد سلیم و مولوی مکرم و مولوی فخر الدین ثانی و
مولوی روشن علی و مولوی حسن محمد و محمد فتح الله و صوفی یار محمد و شاه محمد
المتخلص به بیدار و حاجی محمد و افضل و مولانا سید محمد و مولانا میر ضیاء الدین و سید فخر الدین
المتخلص به مست و شیخ گل محمد و حافظ سعد الله و شاه مراد و شیخ محمد مراد و شیخ عمران
و مولوی علاء الدین و شیخ ضیاء الدین و مولوی محمد صالح و عبد الوهاب بیکانیری و
محمد قطب الدین و حاجی خدا بخش و محمد غوث کرت پوری و محمد غوث صاحبزاده و دیگر جماعه
کثیر تکمیل یافت ظاهری و باطنی سرفراز شدند و منجمله ایشان حضرت شاه نیاز احمد بریلوی نهایت محبوب
مرغوب حضرت فخر جهان بود نقلست که شخصی صوفی یار محمد نامی مغل در خانقاه سلطان المشائخ
نظام الدین قدس سره سکونت داشت از اتفاقات بیمار شد بحدیکه امید زیست نماند
روزی بر زبان آورد که کاشکی مرا طاقت رفتار بودی تا من بخدمت سلطان المشائخ
مولانا فخر الدین حاضر شده دعای شفا خواستمی شب درخواب دید که آنحضرت تشریف آورده
و فرمود که یار محمد چون ترا طاقت رفتار نبود ما خود نزد تو آمدیم و خاطر جمع دار که شفا خواهی یافت
چون از خواب بیدار شد خود را صحیح و تندرست یافت و بادای شکرانه بخدمت مولانا حاضر
آمد و خواست که اظهار حال خود کند مولانا او را باشارت منع ساخت نقلست که
شخصی پیرزاده بمقام دواب گنگ و جمن در یک ده سکونت داشت که از دهلی بفاصله
چهل کروه بود روزی در دل خود تصور کرد که اگر مرا از کار فرصت شود در دهلی رفته بیعت
کنم و چه خوب باشد که مولانا خود درینجا تشریف آرد از اتفاقات همان روز مولانا رونق
افزای آن موضع شد پیرزاده چون دید سر در قدم آورد و مرید شد بعد ازان شنید
که مولانا ناگاه از دهلی قدم بیرون نهاده است و رفتن مولانا نزد وی محض نزد کرامت
و خوارق بود نقلست که قاضی ابو رضا ساکن سوهن پت بمرض تپ دق بیمار شد
چون تپ تا نه ماه طوالت کشید از حیات خود مایوس گردید و بهر طوریکه دانست خود را
بخدمت آنحضرت رسانید مولانا چون قاضی را باینحال دید از راه کمال ترحم بغلگیر فرمود
فی الحال شفا یافت نقلست که ده نفر از قوم افغانان دشمنان آنحضرت

در بازار با علانیه میگفتند که ما این بدعتی را که سماع می شنود قتل خواهیم کرد بارها این خبر بمولانا
رسید به تغافل گذرانید تا آنکه روزی بتقریب عرس خواجه قطب الدین بختیار کاکی مولانا هم
در آنجا تشریف بردند مجلس سماع گرم شد و آن ده کس معاندان هم بر دیوار قاضی حمید الدین
ناگوری که برابر قدم مبارک است با کاردهای برهنه آمده نشستند و بآواز بلند سخنان بد گفتن
آغاز کردند آخر شخصی بدیع الدین خادم مولانا بخدمت عرض کرد که یا حضرت تغافل تا کجا روا
داریم که از سخنان این نابکاران در ذوق سماع ما خلل می افتد از استماع این یعنی حضرت
مولانا نگاهی تیز بسوی آن نابکاران کردند ایشان بیهوش شده از دیوار بر زمین افتادند
و در رقص و حالت آمدند و سر در قدم آوردند و بشرف بیعت شدند بقول صاحب مناقب فخریه
حکایت دشمنان را دوست کرده اثرها در رگ و پوست کرده نقل است که روزی
مریدان مولانا در رقص و وجد بودند دو کس از اوباش که حاضر مجلس بودند بر زبان
آوردند که ببینید این بچه های بدعتی را که چطور رقص می کنند ناگاه این سخن در گوش مبارک
مولانا افتاد و بنظر تیز در ایشان دیدند فی الحال هر دو معترض در رقص و جوش آمدند و تا صبح
و جامه های خود را بقوالان بخشیدند و سر در پای مولانا نهاده درخواست بیعت کردند فرمود
که چرا میخواهید که با بچه های بدعتی در رقص و سماع آیم هر دو شنیدند ایشان گریه کردند و عذر تقصیر
خود آوردند مرید شدند و مولانا ده دینار از خود بقوالان عنایت فرمود و جامه های ایشان
واپس دهانید نقل است که روزی حضرت مولانا بر صفه خانقاه بتدریس علم مشغول بود که
افغانی کارد بدست گرفته در آمد و بعد از سلام علیکم پرسید که مولوی صاحب شما با این
همه فضیلت مرتکب شنیدن سماع میشوید از چه راه است فرمود که تقصیر وارم شما دعا کنید
که بیدار از استماع این سخن آن ناخدا ترس کاردی بر مولانا حواله کرد و تا زخم آن بمولانا رسید
و خواست که زخمی دیگر زند که خادمی از خدام مولانا دستش بگرفت مولانا بخادم خود تندی
تیز کرده فرمود که دست این شخص بگذار و سر مبارک را پیش او انداخته فرمود که ما حاضریم
میخواهیم که این سر بکار کسی بیاید پس آن بیرحم شرمنده شد و برفت فردای
آن روز بوقتیکه مولانا در دولتخانه تشریف میداشت دروازه فیض اندازه از اندرون بسته بود

باز آن بدبختان با وکس دیگر بیامد و در بکوفت فرمود که دروازه بکشائید و شخصی را که بر در است
اندرون بیارید چون در کشاده شد آن نا خدا ترس با همراهیان خود در دوید و آمد و مولانا حسب عادت
خود که برای تعظیم هر یک خورد و بزرگ که می آمد بر می خواست برای تعظیم ایشان هم برخاست و آن
گمراهان معاند باراده قتل به پشت گرمی همراهیان خود آمده است و نگاهی تیز بر ایشان کرد
چون نظر فیض اثر آن حضرت بر هر یک ایشان افتاد بوجد در آمدند و بر زمین افتاده چون ماهی بی آب
می طپیدند چنانچه سر و روی ایشان را از خشت و سنگ فرش حویلی بخوبی شکست و خون جاری
شد و بعد چندی ساعت بهوش آمده درخواست بیعت کردند و زار زار بگریستند مولانا از
جرم ایشان درگذشته ابا بیعت ایشان قبول نفرمود و چیزی نقد داده رخصت کرد
و نیز در مناقب فخریه است که روزی بر مقبره حضرت سلطان المشائخ نظام الدین مجلس سماع
گرم بود و مولانا فخر الدین هم در آن مجلس تشریف میداشت و جوانی بی ریش بدوست در آن مجلس
سرگرم حالت وجد بود ناگاه قوالان بسبب ضرورتی از ضروریات از قول ساکت شدند و سماع موقوف
شد چون دیدند آن نوجوان مرده بود و سرد شده همه اهل مجلس متوجه حال او شدند دیدند که
حسی و حرکتی ندارد و پدرش نالان و گریان بخدمت آنحضرت حاضر آمد و گفت که همین یک
پسر دارم و او درین حالت جان بحق تسلیم کرده حالا جان از زندگی خود سیر و حیات خود نمی خواهم
باستماع این گفتگو مولانا را بر حال زار وی رحم آمد و فرمود که این نوجوان هنوز جان عزیز بجان
آفرین نسپرده است خاطر جمع دار و بقوالان ارشاد کرد که بخوانید که (بیت) یک لب لعل تو
صد جان میدهد ۞ خضر آسا آب حیوان میدهد ۞ مرده گر باشم بعالم باک نیست ۞ جان بوصل
خویشتن جانان میدهد ۞ چون قوال خوش حال این سخن آغاز کرد و اهل مجلس در جوش و خروش
آمدند بعد ساعتی جوان هم متحرک شد و بحالت وجد بر زمین غلطیدن آغاز نهاد و بعد ساعتی
بهوش آمد و نقلست که شخصی مولوی مکرم نام در باب سماع بمولانا اجتناب میداشت
روزی در عین مجلس سماع باراده بحث و احتساب حاضر شد مولانا نگاهی تیز در وی فرمود
و آن نگاه گویا تیری بود که در دل مولوی مکرم نشست و بی اختیار بوجد آمد و فی الحال
بیعت کرد و ترک تدریس نموده از دل و جان مصروف بسلوک طریقت شد و فتحی زود بر وی از آنحضرت

نعره‌های عاشقانه میزد و میگفت که ای مردان بیائید بهترین دنیا و قضا پاشیدن عاشقان مولوی فخر الدین
را که بیکبار تیر نگاه مولوی محب بار شهید کرد و مولانا اینچنین بهتان بستانه و شنیده تبسم میکرد تا آنکه
روزی حضرت مولانا کودکی مبتدی را حواله مولوی مکرم کرد و ارشاد نمود که این را تعلیم علم صرف
از کتاب میزان الصرف بدهید چون مولوی از غایت عشق و ولوله محبت لایق دادن تعلیم نمانده
بود از نفاذ این حکم حیران بماند و طوعاً و کرهاً تا دو روز به تعلیمش پرداخت روز سوم چون کودک
ضرب زید عمرا بخواند از استاد پرسید که زید عمر را بچه گناه زد مولوی گفت که با معشوقان
و دین عاشقان بی گناه را ناحق میزنند این بگفت و جزو کتاب در چاه انداخت و دستار از سر افگند
و وجد آغاز نهاد و بیهوشش بر زمین افتاد چون این خبر بمولانا رسید فرمود که مولوی را کشیده نزد
ما بیارید چون بیاوردند بهوش آمد مولانا فرمود که مولوی صاحب از لفظ ضرب زید عمرا آنچه حالت است
عرض کرد که حضرت بس است دو روز بموجب حکم این طفل را سبق دادم حالا معاف بفرمایید اگر شهید
منظور است لیکن دماغ تعلیم صرف و نحو ندارم چنانچه مولوی مکرم در چند روز منظور نظر اشرف آن عالی گوهر منظور
نظر شده از کاملان وقت شد مکرم و معظم زمانه گشت نقلست که مولوی مکرم باری بتقریب
ملاقات سید محمد قان وارد شد در اله‌آباد رفته بود روزی در اله‌آباد در مجلس سماع گرم و مولوی
در وجد بود که ناگاه قاضی اله‌آباد در آنجا گذر افتاد و مولوی مکرم را بدان حال دیده از راه تمسخر گفت
که مولوی مکرم را چه شد که اینچنین سرین می جنباند همان شب قاضی در سرای خود بر سریر خوابیده
بود که بصورت مثالی حضرت مولانا فخر الدین در آنجا رسیده و قاضی را از سریر برداشته بر زمین
زد و فرمود که ای قاضی نابکار با مریدان ما اینچنین حرف بی ادبی بر زبان می آری علی الصباح
چون قاضی برخاست دنبل سخت بسرین قاضی پیدا آمده بود و از غایت درد و الم روز و شب
سرین میجنبانید چون هیچ چاره ندید بخدمت مولوی مکرم حاضر آمد و درخواست عفو تقصیر خود
نمود و بدعای مولوی مکرم شفا یافت نقلست که حاجی احمد خلیفه مولانا اول در مدینه منوره
داشت شبی در عالم رؤیا صورت حضرت مولانا بحضور جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم
دیده مامور به بیعت شد و از مدینه پاپیاده بدهلی رسید و بشرف بیعت مشرف شده بکمالات
ظاهری و باطنی رسید و صاحب مناقب فخریه میفرماید که باری در خانه بنده فرزند تولد شده بود

چون تسمیهٔ غلام زاده با خود آنحضرت میفرمود برای تسمیهٔ وی عرضی نوشتم بجواب آن تهنیت نامه
ارقام فرمود و تسمیه قلم انداز شد دانستم که این پسر نخواهد زیست آخر بعد یکماه فوت شد و نیز صاحب
مناقب فخریه میفرماید که حمد الله نام پسری داشتم در سن سه سالگی او را در سماع حالت وجد واقع
میشد اتفاقاً مریض گشت برای شفای وی از حضرت مولانا توجه خواستم فرمود که این مرتبه شفا
خواهد یافت چون یکسال دیگر برآمد بمرض چیچک درگذشت **نقلست** که در عرسی از اعراس
رؤسای دهلی جمع آمدند و حضرت مولانا سماع را موقوف فرموده بحافظ عبد القادر المتخلص
بقادری که از مریدان آنجناب بود ارشاد کرد که چند شعر از اشعار قصیدهٔ برده بخوانید وی
حسب الارشاد چند بیت بخواند وقت خوش شد و اهل مجلس در خروش آمدند
بسبب کثرت خلق عالی در وجد و ذوق بود و ناله ها میزدند و بر زمین می غلطیدند و جماعهٔ
کثیر از روز صاحب نسبت عشقیه شدند اتفاقاً همشیرهٔ من که بیمار سقیم الحال بود گریان گریان بپیش روی
آنحضرت آمد و حال خود عرض نمود نظر توجه بر وی انداخت فی الحال تندرست شد گویا گاه
بمرض بیمار مبتلا نشده بود و مولوی محمد روشن علی و سید محمد میرزا که از اقربای نواب
روشن الدوله بودند در همان روز بهره اندوز شرف ارادت شدند **ولادت**
باسعادت حضرت فخر الدین باقوال صحیح و تصدیق صاحب مناقب فخریه در سال یکهزار
و یکصد و بست و شش و وفات آن جامع الکمالات بتاریخ هفتم جمادی الثانی سن یکهزار و
یکصد و نود و نه ۱۱۹۹ هجری است و مزار پرانوار در دهلی ست و مولوی محمد صالح دهلوی تاریخ وفات
آنحضرت از لفظ غلام حسین برآورده است **از مولف**

حضرت فخر جهان فخر زمان مقتدای دین و هادی اتقیا سال تولیدش عجب شد جلوه‌گر
از جناب فخر قطب ۱۱۲۶ الاولیا گو وصال آن شه عالیجناب والی مهدی فخر الاصفیا ۱۱۹۹
ایضاً فخر دین فخر جهان فخر الانام هادی مطلوب و فخر المؤمنین گشت فخر الدین ۱۱۲۶ علامی عیان
سال تولیدش بصد صدق و تمیز طرفه سال انتقال آنجناب شد عیان محبوب ۱۱۹۹ فخر المسلمین
ایضاً جناب فخر دین فخر دو عالم ولی نیک محضر شیخ دین پیر ز فخر الاولیا زاهد ۱۱۲۶ معلی
بگو تاریخ تولیدش بتشهیر وصال او رقم شد واقف غیب دگر گشته عیان شیخ جهانگیر ۱۱۹۹

ایضاً شه کونین فخر الدین اسلام که ذاتش هادی راه یقین بود جستم سال ترحیلش خرد گفت
بگو مقبول دنیا فخر دین ۱۲۰۲ سید علیم الله بن سید عتیق الله چشتی
جالندهری قدس سره از سادات صحیح الطرفین قصبه جالندهر است شجره نسب
وی بحضرت زید بن حسن می پیوندد بدین طریق که سید علیم الله بن سید عتیق الله بن سید اخوند
فاضل بن سید مصطفی بن سید عثمان بن سید اله بخش بن سید قاسم بن سید اسماعیل بن شاه
ابراهیم بلخی ثم السرهندی الی آخره و ارادت بخدمت شاه ابو المعالی چشتی داشت
در علوم ظاهری هم گوی سبقت از علمای دهر برد و تصانیف بسیار مثل انهار الاسرار
شرح بوستان سعدی و رساله نزهة السالکین در علم سلوک و شرح اخلاق ناصری و
زبدة الروایات فقه و نثر الجواهر فارسی ترجمه نظم الدرر و المرجان عربی مولفه میرزا خان کی
محدث نوشت و وی در عمر خورد سالی بخدمت شاه ابو المعالی حاضر شده مرید شد و تربیت
و تکمیل از پیران سید بیکه یافت و خرقه خلافت پوشید و تمام عمر در تعلیم طلبا و تلقین خدام
گذرانید ۔ وی نظم عجیب و غریب می نوشت چنانچه مطلع و مقطع یک غزل تبرکاً و تیمناً درج
میگردد ؎ یار از خلوت که قدسی بمیدان تاخته ٭ تیغ استغنا بگردن هاے اغیار آخته ٭
از تلونهای تو شکر لبا گاهی علیم ٭ بیخ بیخ افسرده گاهی چون نمک بگداخته ٭ و اگر چه
کرامات آن جامع البرکات در کتاب اسرار العلیم مولفه شیخ عبد الله بسیار مندرج اند
اما ذکر یکی تصرف از تصرفات وی ذکر کرده میشود که در عهد وے آدینه بیگ خان فوجدار
دوآبه جالندهر شخصی صدیق بیگ نام را حاکم قصبه نور محل مقرر ساخت وی در نور محل
رسیده بفصل اول آمد سیدی از سادات نور محل ضبط کرد وسی روپیه تاوان طلب
کرد سید بخدمت شاه علیم الله آمده استدعای سفارشش نمود شاه علیم الله رقعه سفارش
بنام حاکم نور محل نوشته داد حاکم قبول نکرده و سخنان نالائق بر زبان آورد بروز دوم آدینه
بیگ حاکم نور محل را نزد طلبیده مقید ساخت وسی هزار روپیه تاوان گرفت ولادت
باسعادت وی بتاریخ بست و دوم جمادی سال یک هزار و یک صد و
نه و وفات بتاریخ شانزدهم صفر سنه یکهزار و دو صد و دو بوقوع آمده در روضه مطهره در

زیارتگاه خلق ست و مادهٔ تاریخ وفات وی آفتاب چشتیه ۱۲۰۲ بر دروازهٔ روضهٔ عالیهٔ وی تحریر یافت
و نود و سه سال عمر یافت از مؤلف حضرت شیخ علیم الله پیر صاحب صدق قدسی فاخر الانام
فیض پیراست تولید شد عیان سال رحلتش بگو شیخ الکرام ⁘ شیخ نور محمد بهشتی المشهور
شیخ نور محمد مهاری قدس سره از خلفای عظام و احباب ذو الاکرام سو
فخر الدین فخر جهان است و حضرت مولانا را آنچه عنایت بغایت و الطاف بیقیاس
بحق وی مصروف بود و بجال احدی از خلفای خود نبود چنانچه صاحب مناقب فخریه
میفرماید که شیخ نور محمد انیس روز و شبانه و همدم و محرم راز حضرت مولانا بود و در اوایل
بحق وی روزی فرمود که ای نور محمد خلق را با تو کارها خواهد بود وی متعجب شد و در دل
تصور دید که من بنده کمترین پنجابی ام باین رتبهٔ عظیم که آنحضرت بآن بشارت میدهند کو
لایقم آخر همچنان واقع شد که هزارها طالبان خدا بتوجه آن مقتدای اولیا بکمال ولایت رسیدند و بسا
خرق عادات و کرامات از خدام وی بظهور آمدند و بارها توقع می آمد که رو بروی وی هر کس را
دل خود چیزی تصور میکرد نور محمد جواب آن برملا میگفت شخصی مولوی غلام حسین که یکی ا
مریدان شیخ بود بمسافت صد کروه از جای اقامت شیخ فوت شد هر دم شیخ نور محمد را بر
جنازه وی حاضر دیدند و نقلست که شخصی از علاقه داران ملک دهلی حسب گفته کسی
معاندان بمراد دریافت حال مجلس سماع و تحقیقات خلوت حضرت فخر الملت والدین آنحضرت
بیعت منافقانه کرده بود سالها بیعت در حلقهٔ مجلس و زاویهٔ خلوت حاضر شدی و وقتیکه حالات و
وجوش و خروش بر یاران فخریه طاری گشتی او زیر لب خندیدی چون چند بار این حرکت
بد از وی بظهور رسید یاران حلقه اطلاع آن معنی بجناب مولانا کردند و آنحضرت بمقتضای حلم
نهایت لطف که از اخص شیوه فقر است تغافلی میگذرانیدند تا آنکه روزی بروز عرس حضرت
سلطان المشایخ مجلس سماع گرم بود میر سید بدیع الدین که از اخص اصحاب آنجناب بود در
مجلس از حال آن منافق خبردار شده بخدمت مولانا گذارش کرد که از برای یک
بیکاره کار چند کس بیکار ضایع میشود بهر حال علاج این بدمزاج باید کرد و باستماع این معنی مو
بذات بابرکات خود از مجلس برای وضو تشریف برد و بحضرت نور محمد مهاری ارشاد کرد که شما بجوی

این بحضرت نگبیرید که باز در کشش گنجایشش نماند پس شیخ نور محمد بنگاه پنهانی دو سه بار از
حرکات آن نابکار خبردار شده بنگاه تیز در روی نظر کرد او فی الحال مست شده جامه های
خود بدرید و برقص درآمد و بر زمین غلطیدن آغاز نهاد چون دلهای همه اهل محفل از حرکات
ناشایسته وی سرد شده بودند بعدی از مجلس نگبیری ها السش پیر وجهت و سرود ها
و دست و پایش بسنگ های فرش خانقاه عالی جاه تخت شکست و کارش بدین حال رسید
که سرد شد و نفس ساقط گشت و میر حسین حکیم دست بر سینه وی نهاده گفت که این کس
فوت شد حاضرین ناچار گین دویده خبر این حال بحضرت مولانا کردند مولانا چون خبر آن بحیات
بر سر وی رسیده گلاب بدست مبارک خود بر ... چکانید و عرق بید مشک بر ... پیشانی
دوباره بحال خود آمد و عرض کرد که با حضرت ایشان ... شنیده که با شهید عشق شده ای
سیر ... الدین قدس سره که شما با اینهمه اعمال و افعال بد حال خود لایق آن نبود که بایستی دولت
سرمدی رسید القصه وی از آن روز بصداقت و اخلاص بیعت کرد و از مخلصان حق
گردید و صاحب شجرة الانوار در احوال خواجه نور محمد مهاروی می نگارد که وی خلیفه اعظم مولانا فخر الدین
فخر جهان است و در مبادی احوال بعد حفظ قرآن شریف بقصد تحصیل علم از ملک پنجاب
در دهلی تشریف برد و بخدمت علمای دهلی بتحصیل علم پرداخت بعد چندی بشرف ملازمت
مولانا فخر الدین مشرف گشت و تکمیل علم ظاهری نموده بسال یکهزار و یکصد و پنجاه هجری
بشرف بیعت مشرف گردید و انواع نعمت باطنی حاصل نمود و خرقه خلافت پوشید و حسب ارشاد
پیر روشن ضمیر روانه پنجاب شد و در ریاست نواب بهاول خان بقریه مهاران که از پاک
پتن بجانب غرب بفاصله چهل کروه واقعست رخت اقامت انداخت و اکثر مریدان آنجناب
در تعلیم و تلقین مریدان ید طولی حاصل ساختند اما چهار کس خلیفه اعظم و مشهور عالم بودند
اول خواجه نور محمد ثانی که ملقب بلقب خلیفه صاحب مورد عنایت خاص آنجناب بود و مزار گوهر
بارش در حاجی پور است دوم مولانا قاضی محمد عاقل که در کوت مٹھن آسوده است و علم و فضل
وی در ملک پنجاب انتشار یافته سیوم خواجه محمد جمال که در ملتان آسوده است و مریدان و خلفای
ایشان در ... بسیار اند چهارم محمد سلیمان که خاتم خلفا و وفات شیخ نور محمد در قریه تاج سرور

که از موضع مهاران ده مسکن وی سه کروه است در سال یکهزار و دوصد و پنج بوقوع
آمده و همانجا مدفن مقدس وی هست از مولف شیخ دین نور محمد مقتدا
گشت زو روشن جهان شیخ پاک دور رفت از دنیا چو در خلد برین باغ جنت یافت زو نور نفور
نور حق مشتاق گو تو سال او هم ولی مجتبی مهتاب نور رحلتش نور خدا صدیق عام
واقف حق شیخ هم پا بد ظهور سید علی شاه چشتی جالندهری قدس
سره از عظمای مشایخ سید علیم الله جالندهری هست بعد وفات پیر روشن ضمیر
خود به سجاده مشیخت نشست و خلقی کثیر را بحق هدایت نمود وفات وی در سال
یکهزار و دوصد سیزده هجری هست و مزار در جالندهر هست و میان غلام رسول ساکن بانده
سال وفات وی از ماده رضی الله عنه بود اخذ کرده است از مولف
ز دنیا چون رفت اندر بهشت شهنشاه مهر ولایت علی یکی بختیار هست ۱۲۱۳ تاریخ او
دگر باد اهل سخاوت ۱۲۱۳ علی شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری
لاهوری قدس سره سرمست محبت الهی جامع کرامت و آگاهی بود و شرقپور
که قصبه بفاصله دوازده کروه از لاهور بجانب غرب هست سکونت داشت چون از
قوم خوجه یعنی نو مسلم بود و در اوایل حال دیگر خوجه ها بکار تجارت و مزدوری و سبزی فروشی
وغیره میکرد و بعض اوقات غله گندم و نخود وغیره از دیگر مواضعات خریده و بر
نگاد بار کرده در لاهور می آورد و میفروخت و از نفع آن گذاره اوقات میکرد وقتی
غله بر نگاد خویش بار کرده باتفاق دیگر خوجه ها روانه لاهور شد چون در راه بعد
عبور دریای راوی متصل موضع نیا بیگ بمقام گنبد مدرسه قدیمی رسید پای نگاد وی
بلغزید و بشکست و بار غله از پشت نگاد بیفتاد و هر چند همراهیان خویش التجا آورد و گفت
که بار غله من تقسیم نموده اندک اندک بر بارهای خویش نهید و غله را در لاهور رسانید لیکن
چون پاسی از روز باقی بود و بسبب خرابی سلطنت چغتائی و غارتگری سکهان راه پرخوف
هیچکس در آنجا متوقف شدن و تقسیم کردن بار وی قبول نکرد و او را بهمان حال گذاشته
راهی سمت لاهور شدند و وی بهمان حال زار اسیر و بیقرار در ویرانه بر خار بماند تا رفتن

و فسردی ماند چون روز با تمام رسید و شب سیاه چون کوه جانکاه بر سر ایشان تباه رسید
ناچار بهمان دشت بار و رخت اقامت انداخت و بجناب مسبب الاسباب دست دعا
برافراخت که از کتم عدم سببی بوجود آید که بار غله وی از آن جای مهیب بسلامت بمنزل
مقصود برسد چون نصف شب بگذشت اسپ سواری از دور پدید آمد چون نزدیک
رسید بانگ مهیب بر وی زد و گفت که درین شب سیاه در ویرانه جایگاه چه کسی
و چه نام داری و بار غله که نزد خود داری چند و من بیار محمد سعید دانست که این
راهزنی است که بتاراج من آمده است جواب داد که من شخصی غریب و مزدورم
و نام من سعید است و نزد من هیچ زر نقد نیست یک نرگاو و پای شکسته و یک جوال
پر از غله موجود است فرمود که جوال را نزد من بیار گفت که برداشتن نمی توانم و نرگاو
من لنگ است فرمود که لنگ نیست تندرست است گفت لنگ است که موجب
ماندن من درینجا بدین حالت محض بسبب شکسته شدن پای نرگاو است و همراهیان من در
لاهور رسیدند و من درین جای ویرانه به تنهائی خویش و بیگانه مانده ام فرمود که نرگاو
را ایستاده کن تا ببینی که پایش درست است چون محمد سعید نرگاو را ایستاده کرد
پایش صحیح و سلامت یافت دانست که این امداد غیبی است و این شخص راهزن نیست
بلکه راهنما است باز عرض کرد که جوال گندم گران است تنها دم برداشتن نمی توانم
اسپ سوار نزدیک تر آمد و بنوک نیزه که در دست داشت بر داشتن جوال مدد
فرمود فی الحال جوال چون برگ گل سبکبار شد محمد سعید را چون بخت و سعادت
یار بود برجست و قدم مبارک سوار بگرفت و عرض نمود که بنده بزیارت مستفید شده ام
حالا میخواهم که از نام و اسم گرامی آنجناب هم خبردار شوم و مطلب خاص من اینست که از
دنیا و مافیها بی پرواه شوم فرمود که ترا باین چکار برو و راه خود پیش گیر محمد سعید تضرع
و الحاح بسیار کرد فرمود که نام اینجانب اسد الله الغالب علی ابن ابی طالب است
که بسبب الحکم الٰهی بامداد تو رسیدیم و بمرد و ترا بخدا رسانیدیم این بفرمود و از چشم
ناپدید شد پس محمد سعید در شهر قنوج آمد و هرچه داشت براه خدا ایثار کرد و بریاضت و محنت و

وعبادت مشغول گشت وارادت بسلسلهٔ عالیهٔ چشتیه صابریه آورده از مقبولان
الهی شد واگرچه کرامت وخوارق هزاران هزار ازان جناب سرزده شده اند
ومشهور خواص وعوام اند که این مختصر گنجایش آن ندارد لهذا یکی از صد هزار
دو از هزار بار تحریر می آید که وقتی بموسم پختگی خربوزه آنحضرت بار خربوزه ها بمزدگار
بار کرده در شهر قصبه آورده بر چبوتره دوکان بلگریزی که کار رنگسازی نیل میکرد بار خربوزه
را افگندند. وفقرو فاقه آغاز نهاد واکثر مردم همان جا خربوزه ها خرید کرده میخوردند چون از
پوست وتخم خربوزه خم نیل خراب وابتر شده لایق رنگسازی نمی ماند رنگساز بلحاظ
آنچنین در دل اندیشید که مبادا پوستی یا تخمی از پوست وتخمهای خربوزه در خم نیل من
افتد ونقصان من بوقوع در آید مناسب آنست که اوکی من الانواع محمد سعید را
بگویم که خربوزه های خود ازینجا بردارد ومحمد سعید بخطره دلی بنور باطن مشرف شده
چند خربوزه ها که باقی بودند شکسته پوست وتخم در خم نیل آن رنگساز انداخت
وارشاد کرد که خم نیل ترا درست کردیم انشاء الله بار ترا حاجت انداختن نیل تازه در
خم نخواهد بود وهر قدر که خواهی پارچه ها وریسمان ازین خم رنگین کن که تا مدت عمر تو
کفایت خواهد کرد پس همچنان بوقوع آمد که ازان روز تا دوازده سال رنگریز مذکور
آنچه خواست پارچه ها ازان خم رنگین میساخت ونیل از خم ختم نمیشد وسلسلهٔ عالیهٔ شیخ
محمد سعید بچهار واسطه در خاندان عالیه چشتیه به شیخ جلال الدین تهانیسری میرسد
بدین طریق که شیخ محمد سعید بن محمد باقر تیموری مرید شیخ شاه مراد ملتانی ووی مرید
شیخ جیون شاه بحرانی ووی مرید شیخ زکریا ووی مرید شیخ حاجی قطب ووی مرید
شاه درگاهی لاهوری ووی مرید شیخ حاجی ابوسعید حنفی گنگوهی ووی مرید شیخ
نظام الدین بلخی ووی مرید شیخ جلال الدین تهانیسری است واز اعاظم خلفای شیخ
سعید شیخ شمس الدین بن محمد حسین لاهوری بود که بوجد وتواجد وشوق وذوق یکتا
وقت بود **وفات** شیخ محمد سعید باقوال صحیح درسال یکهزار ودوصد وچهارده هجری است
که از لفظ دریغ افزوده اند وهمین تاریخ بر مزار گوهربار شیخ تحریر است ومزار آنجناب در قصبه ...

زیارتگاه خلق است از مولف	عیان شد سن و سال رحلت شیخ	سعید از دهر چون رخت سفر بست
۱۷۹۶ یکی مهدی امین شیخ سعید است	دگر هادی اکبر عاشق مست	ایضاً چون جناب سید پیر سعید
روا رفنا بقصر جنان	گو چراغ هدا ابتار بخش	هم محمد سعید فخر زمان

شیخ محمد سعید چشتی قدس سره از عظمای خلفای ... علیهم الله جالندهری ... در علوم ظاهری ... است و در قصبه راهون که در دوابه جالندهر است سکونت داشت ... یگانه وقت خود و تمام عمر خود در تعلیم و تلقین خلق گذرانید **وفات** وی
۱۸۵۶ ... ۱۹ ذی الحجه در سال یکهزار و دوصد و بست هجری است و این مصرع تاریخ ...

از مولف	چون سعید آن اسعد و زبدهٔ ...
سعید شیخ زمان تاریخ وفات او	بار دیگر مفتی خواجه ...
... جهان در روضه جنت دید	همدم اسرار عشق آمد و صال

شیخ خیر الدین المشهور خیر شاه چشتی لاهوری از عظمای مشایخ

لاهور است ارادت بخدمت سلیم لاهوری داشت در وجد و تواجد و سماع یگانه
۱۸۱۳ روزگار بود لنگرش به غنی و فقیر عام و فیضش تام **وفات** وی بتاریخ نوزدهم
ذی الحجه سال یکهزار و دوصد و بست و هشت هجری است مزار پر انوار در لاهور است از مولف

شد چو از دنیا بملک جاودان	خیر شه آن پیر اهل عز و جاه	بحر فضل حق بگو تاریخ او
بار دیگر خوان همایون خیر شاه		

سید اعظم چشتی برودهی قدس سره

از اجل مشایخ سلسله پیران سید ... است و در طریقت مرید پیر عالیقدر خود سید سالم ... و وی مرید خلیفه پیران سید ... است جذبی قوی داشت هر کس که منظور نظر فیض اثر وی گشتی بجذ رسیدی نقل است که سید اعظم بر اسپ ماده سوار بود و از موضع خود بموضع دیگر میرفت رهزنان در راه متعرض حال وی گشتند و خواستند که اسپ ماده از وی بگیرند شیخ بکمال حلم بایشان گفت که این اسپ ماده که زیر سواری من است لاغر و کم قیمت است اسپ ماده دیگر که در خانه من موجود است کلان و بیش قیمت است اگر شما درینجا ساعتی توقف کنید آن اسپ ماده آورده میدهم پس شیخ در خانه خود آمد و اسپ ماده بیش قیمت همراه خود برده به دزدان داد دزدان گرفته بدر رفتند روز دیگر

همه رهزنان با عیال و اطفال بخدمت آمده تائب شدند و با آن همه پیاده و اسپ
دیگر هم نذر کردند و مرید گشتند وفات وی در سال یکهزار و دوصد و بست و

هفت تیر بیست هزار در روپڑ است از مولف	شد چو زین خاکدان بپایه بهشت
میر اعظم شه ولایت دین / رحلتش جو ز شیخ نورانی	هم بخوان شیخ قطب اهل یقین ۱۲۲۴

حافظ موسی چشتی مانکپوری قدس سره از خلفای سید اعظم روپڑی است

در ابتدای حال کاشتکاری میکرد و دو زوجه داشت چون جاذب حقیقی او را بجو کشید
هر دو زوجه را طلاق داد و بکلی تارک دنیا گشته بخدمت سید اعظم رسید و بحق مشغول
گشت بعد تکمیل خلافت یافت و مدتی مدید در روپڑ و بهلول پور مشغول ماند آخر در
مانکپور آمده قیام پذیرفت خلقی کثیر را براه خدا هدایت نمود حالت جذب و عشق وی بآن
حد رسیده بود که هر کسی که در حالت وجد منظور نظر وی میگشت مجذوب میشد چنانچه
چند اشخاص مثل کریم شاه و محمد شاه وغیره بتوجه وی مجذوب گشتند وفات وی
بتاریخ شانزدهم ماه رمضان روز یکشنبه سن یکهزار و دوصد و چهل و هفت هجری است
و مزار در قصبه مانکپور زیارتگاه خلق است خلفای اهل کمال وی مثل مولوی امانت علی
امروهی و غلام معین الدین عرف شاه خاموش دکهنی و خواجه عبید الله امروهی و میر امانت علی
ثانی و محمد بخش سهگاو والد پیر شاه سجاده نشین بسیار اند از مولف

بهر دیدار حق چو از دنیا / رفت در ملک جاودان موسی	این رقم سال رحلتش سرور
زیب دین حافظ جهان موسی	سید شاه نیاز احمد مولوی چشتی قدس سره

از اعاظم اولیای متاخرین و کبرای خلفای راشدین مولانا فخر الدین فخر جهان است
با ناز و نیاز همراز و در سوز و گداز دمساز و در عشق و محبت جانباز و در علوم ظاهر و باطن
یگانه و رموز صوری و معنوی یکتای زمانه بود و طالبان حق را بحق رسانیدی همه شوق
در میدان عشق دوانیدی بارگاه وی معدن فیوض ربانی خانقاه وی مطلع انوار
سبحانی بود صدها مهجوران بوسیله جمیله وی بقرب الهی و بیخبران بمراتب آگاهی رسیدند
نام والد بزرگوار وی سید حاجی حکیم شاه رحمت سرهندی است و مولد شریف حضرت

شاه نیاز هم شهر سرهند است چون پدر عالیقدر وی وفات یافت حضرت شاه خورد سال
بماند والده ماجده اش که رابعه وقت و عفیفه عهد بود او را در سایه عاطفت خود پرورش
نمود و بعد ازان برای تربیت ظاهری و باطنی حواله مولانا فخر الدین فخر جهان چشتی دهلوی
نمود و حضرت مولانا او را بکمال کوشش تعلیم علم ظاهری کرد و وی در عمر هفده سالگی
بکمال علوم معقول و منقول و فروع و اصول و حدیث و تفسیر و فقه رسید و دستار
فضیلت بر سر بست بعد ازان بعمر نوزده سالگی به دست حق پرست مولانا فخر الدین
بیعت کرد و در چند سال بکمال ولایت باطنی فائز گشت و بعد عطای خرقه خلافت از
پیشگاه پیر روشن ضمیر مامور بخطه بانس بریلی شد و آنجا رسیده بهدایت خلق مشغول گشت
و خلق بیشمار بحلقه ارادت وی در آمد و مردمان از اقالیم دور و دراز یعنی از کابل و قندهار و شیراز
و بدخشان بخدمت بابرکت وی حاضر آمده مستفید و مستفیض شدند و خلفای آنجناب بهر سمت باقالیم
بعید المسافت مامور شدند بعد ازان آنجناب بمقام رامپور بر دست حضرت شاه عبد الله بغدادی
قادری گیلانی که از فرزندان حضرت غوث الاعظم بود در خاندان عالیه قادریه بیعت کرد و
حضرت شاه ولی الله آگاه بشعر هم رغبت تمام داشت و اشعار آبدار متضمن حقایق و معارف
گفتی چنانچه دیوان نیاز که از تصانیف آنحضرت است بسیار مرغوب و مطبوع طبع جماعه صفیا است
ولادت باسعادت آنحضرت در سال یکهزار و یکصد و هفتاد و سه و وفات آن جامع الکمالات
بشهر بانس بریلی بتاریخ ششم ماه جمادی الثانی سال یکهزار و دوصد و پنجاه هجری است
و عمر هفتاد و هفت سال و مزار پر انوار در بریلی زیارت گاه خلق الله است از مولف

واقف سر احمدی احمد	عالم علم دین و محرم عشق	سال تولید او ست پاک نظر
رحلتش بی نیاز رستم عشق ۱۲۵۰	ایضاً خواجه دین پیر و پیران چشت	شه نیاز احمد ولی اهل ناز
فضل ربانی بگو تولید او	رحلتش دید از شیخ با نیاز	ایضاً شه نیاز احمد ولی باصفا
واقف سر الهی اهل راز	جلوه گر شد فدا محبوب الله	سال تولیدش بعد عز و ناز
گفت سرور سال ترحیلش خرد	صاحب مخدوم مولی شه نیاز	از سال ارتحالش شد عیان

باصفا مخدوم شاه نیاز

خواجه محمد سلیمان چشتی قدس سره

از خلفای نامدار و احباب باوقار خواجه نور محمد چشتی است و در کشف کرامات و زهد و ریاضت و عبادت از شرق تا غرب اشتهار داشت وطن اصلی وی در کوهستان مقام گرگوجی است و در مبادی حال در تونسه تحصیل به مدرسه قاضی محمد عاقل تحصیل علم و تدریس کتب درسیه توجه میفرمود که بعد چندی شیخ نور محمد باجهی از خلفا و مشائخ در آنجا تشریف آورد و به تمام خانقاه مخدوم جهانیان جهان گشت مقام نمود خواجه محمد سلیمان هم بجذب جاذب حقیقی در آنجا رسید و همانجا بشرف بیعت مشرف گشت و چند سال بحضور آن صاحب کمال بسر برده خرقه خلافت و تکمیل یافت حسب الارشاد پیر روشن ضمیر بمقام تونسه که از قصبه گرگوجی موضع مسکن وی بفاصله سی کروه است مقام فرموده به هدایت خلق مشغول گشت مریدان بیشمار و طالبان هزار در هزار بخدمت آنحضرت حاضر آمده بیعت نمودند چنانچه صد هزار کس از کفار و فساق و فجار بر دست آن محبوب پروردگار تائب شده بقرب ایزدی رسیدند و بیشتر را صاحب سجاده نموده خرقه خلافت و اجازت عطا فرمود اما سه کس از خلفای وی اعظم و مشهور عالم و رهنمای عرب و عجم گشتند اول شیخ محمد یار که در ریاضت و عبادت و کشف و کرامت فرید الدهر و وحید العصر بود دویم حافظ محمد علی خیرآبادی که اکثر مردمان هند و دکن و عرب بحلقه ارادت وی درآمدند سیوم مولوی محمد علی که بمقام مکهڈه اکثر مردمان خطه پنجاب را بفضیلت ظاهری و باطنی رسانید وفات خواجه سلیمان بقول صاحب شجرة الانوار بتاریخ هفتم صفر یوم پنجشنبه سال یکهزار و دو صد و شصت و هفت هجری است و مزار پر انوار در تونسه شریفه است و عمر شریف یکصد سال بود و بعد از وی حالا رونق افزای سجاده خواجه محمد سلیمان خواجه الله بخش نبیره وی هست

از مولف

رفت از دنیا بفردوس برین

چون سلیمان مرشد عالم پناه
گشت از دل سال ترحیلش عیان
قطب حق مرشد سلیمان بادشاه ۱۲۶۷

باغیب دین شد هم از سرور قمر
رحلت آن بادشاه اهل جاه

مولوی غلام مصطفی

خیرآبادی قدس سره از مشایخ چشتیه صابریه مرد اهل دل و صاحب باطن بود ارادت بخدمت شیخ الله دتا و وی بخدمت شیخ کریم الدین و وی بخدمت شیخ محمد غوث و وی بخدمت شیخ قادربخش و وی بخدمت حامد شاه و وی بخدمت محمد صدیق لاهوری

که ذکر خیر وی قبل ازین به احاطه تحریر درآمده است و وفات وی در سال یکهزار و دو صد و شصت و هفت هجری است و سید بهادر شاه لاهوری تاریخ وفات وی از لفظ نهایت پسند افکند و از خلفای وی سید چراغ شاه سبزواری لاهوری برادر خاله زاد جامع الاوراق شخصی نیکو رو و نیکو خو صاحب خلق و کریم الطبع است در علم طبابت بقراط ثانی است از

مولف چو از دنیا الفردوس بین رفت	غلام مصطفی هادی عالم	وصالش مخزن شرع هست سرور
دوباره جلوه گر شد نور اعظم		

مولوی امانت علی چشتی قدس سره

از خلفای شیخ حافظ موسی مانکپوری است مردی بزرگ صاحب عبادت و ریاضت بود با دنیا و اهل دنیا کار نداشت بعد وفات پیر خود به کشمیر رفت و از شیخ احمد شاه که از بزرگان کاملان کشمیر بود فیض تمام حاصل کرد و در لاهور آمده سکونت ورزید وفات وی بتاریخ نوزدهم ذیقعده سال یکهزار و دو صد و هشتاد هجری است و هفتاد و دو سال عمر یافت از اولاد وی سه فرزند در لاهور سکونت پیدا اند و مریدانش مثل شیخ عبدالرحیم و شیخ عبدالرحمان و شیخ

سمیع الله سالکان یا الهیا از مولفش	چون امانت علی امین نبی	رفت آخر بجنت از دنیا
سال وصالش تو خوش بگو سرور	رفت اهل امانت از دنیا	

شیخ حاجی رمضان لاهوری چشتی قدس سره

از مریدان نامدار و خلفای بلند اقتدار خواجه سلیمان چشتی است مردی بود زاهد و عابد و صایم و قایم صاحب ذکر و فکر و نماز و نیاز و عبادت بی انداز تجرد از خلق و وصل بحق که مدام در خانه خدا بجد اشتغول میماند و در حالت فقر و تجرد بیگذرانید و در سماع نشاط و اضطراب پیدا میکرد و زیارت حرمین الشریفین نیز فایز گشته و بخلق نیک با خلق خدا زندگانی میکرد و برای هر حاجتی که دست دعا بجناب کبریا برداشتی اکثر اوقات باجابت مقرون میشد غرض درین زمانه که نام نامداران دین گمنام است ذات با برکات وی از مغتنمات وقت بود ولادت با سعادت وی بماه رمضان سنه یکهزار و دو صد و دو و وفات بتاریخ سیوم رمضان سال یکهزار و دو صد و هشتاد و دو و عمر شریف هشتاد و سال و مزار گوهربار در لاهور متصل مزار شیخ محمد طاهر لاهوری است

از مولف حضرت رمضان که بهشتی	بود متبرک چو رمضان زبان	آمد اندر ماه رمضان برین

هم برمضان شد بلوح آسمان	قطب الرمضان و رمضان عالی است	بسال تولیدش بقول صالحان
گو چراغ علم سال رحلتش	نیر کامل زنده دل رسید الرحمن بخوان	شیخ فیض بخش لاهوری

قدس سره از اصفیای لاهور صاحب حال و وجد و سماع بود در حالت تجرید و تفرید میگذرانید ارادت بخدمت سید حیدر علی شاه و دی بخدمت شیخ خیر شاه لاهوری داشت و از دست کاری ریشم سازی گذاره اوقات میکرد و در هر سال هفده عرس مثل سالینه حضرت سرور عالم صلی الله علیه وسلم و علی المرتضی و ختم عاشوره مبارکه و سالینه غوث الاعظم و خواجه معین الدین و خواجه قطب بختیار و خواجه علی احمد صابر و غیره پیران کرام میکرد و ذکر کثیر جهر مینمود و در مجلس سماع اضطراب میکرد و بر هرکسی توجه مصروف مینمود مست و بیهوش میگشت مریدانش خرق عادات بی شمار از وی بیان میکنند که درین مختصر امکان گنجایش ندارد و در هر شب سه بار غسل میکرد و بعبادت الٰهی مشغول میماند و از غایت ترک لذات دنیا در حلوا چربی و نمک انداخته میخورد چون عهد اجل نزدیک رسید بعارضه تپ محرق مبتلا گشت و چند روز بیمار ماند چون شب نهم رجب سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و شش رسید حافظ قادر بخش مدح خوان را طلبید و گفت که از اوصاف حضرت سرور عالم صلی الله علیه وسلم چیزی بخواند و این مطلع آغاز کرد شعر منم خاک در کوی محمد اسیر حلقهٔ موی محمد قتیل نوک شمشیر نگاهش شهید تیغ ابروی محمد باستماع این قول حالت وجد بر شیخ غالب شد و لرزه بر اندام افتاد و

تمام جسم پر عرق گشت و بهمان حالت جان بجان آفرین سپرد از مولف	زد از انفاس سوی فردوس رفت

چو آن فیض بخش صفا اهل فیض ۱۲۸۶	بگو محرم فیض حق سال او	دگر مرو اهل عطا اهل فیض

مخزن چهارم در ذکر کرامات حضرت سلسله نقشبندیه قدس الله سرهم

اول امام ذوی الاکرام این خاندان عالیشان حضرت والا درجت یار غار محب جان نثار سید ابرار مقبول درگاه کردگار خلیفه رسول الله حامی دین متین امیر المومنین هادی راه تحقیق ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه است که مناقب و کرامات آنحضرت در مخزن اول بذکر خلفای راشدین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین تحریر یافت بعد ازان فیض

این نسبت از صدیق اکبر بحضرت سلمان فارسی رسید و از ذات با برکات وی
حصهٔ باطنی بمشایخ عظام نصیب گشت سلمان فارسی رضی الله عنه کنیت وی
ابو عبد الله است از کبار اصحاب حضرت پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام الاکبر و وطن وی شهر
اصفهان است عمری طویل یافت و او را سلمان بن اسلام میگفتند پدر وی گبری آتش
پرست بود و وی اول از دین مجوس بیزار شده در دین موسوی درآمد و بعد از آن در دین
نصارا مشرف گشت چون راهبی که سلمان بر دست وی باسلام نصاری مسلمان شده
بود قریب بمرگ شد سلمان را بشارت داد که از مدینه پیغمبری آخر الزمان مبعوث خواهد شد
باید که در دین وی درآئی و از آنجا راه مدینه پیش گیری چون او وفات یافت سلمان
از آنجا عزم سمت مدینه کرد و در راه شخصی او را بتهمت بندگی بگرفت و بدست یهودی
از یهودان مدینه بفروخت چون حضرت رسالت مآب مبعوث شد بدین اسلام درآمده
از غلامی یهود بامداد سرور کائنات خلاص یافت و در احباب و اصحاب جناب
رسالت مآب صلی الله علیه وسلم ممتاز شد و از انس بن مالک
رضی الله عنه روایت کنند که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم السباق اربعة انا
سابق العرب وصهیب سابق الروم وسلمان سابق الفرس وبلال سابق الحبشة و حفر
خندق آنحضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والتحیة در حق وی فرمود که سلمان منا
اهل البیت و امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه او را والی مداین ساخت و در عهد خلافت
خلیفه ثالث حضرت عثمان رضی الله عنه در مدائن وفات یافت نقل است که چون وفات
وی نزدیک رسید خاتون خود را گفت که مقداری مشک داشتی چه کردی گفت
موجود دارم گفت آنرا در آب کن و بجنبان و آن آب را در حوالی من بپاش
که حالا قومی خواهند آمد نه از انس اند و نه از جن خاتون وی همچنان کرد و بیرون آمد
از اندرون آوازی شنید السلام علیک یا صاحب رسول الله السلام علیک یا
حبیب الله باستماع این آواز باز اندرون رفت دید که روح وی مفارقت کرده
بود صاحب شواهد النبوة میفرماید که سعید بن مسیب از عبد الله

بن سلام رضی الله عنه روایت کرده است که روزی سلمان رضی الله عنه با من گفت که ای برادر از ما هر واحدی که اول وفات کند در خواب دیگری بیاید و از احوال خود خبر دهد گفتم که این میتواند بود و مرده را اختیار حاصل است که در خواب خود را بدیگری نماید گفت آری روح مومن در زمین و آسمان سیر کنان است هرگاه بخواهد خود را بدیگری بنماید و روح کافر محبوس است بعد از آن چون سلمان وفات کرد روزی بعد از چاشت قیلوله میکردم چون چشم من گرم شد ناگاه دیدم که سلمان رضی الله عنه در آمد و گفت السلام علیکم ورحمة الله تعالی و برکاته من گفتم وعلیک السلام یا ابا عبدالله خدا با تو چه کرد گفت کرم کرد و لطف بسبب توکل که بر خدا میکردم و بسبب رضا که بر قضای وی راضی میبودم وفات حضرت سلمان در سال سی و سه هجری است و مدت عمر شریف وی بقولی یکهزار سال و بقولی پانصد و بقولی سی صد و پنجاه و بقولی دو صد و پنجاه سال است و قول آخر صحیح ترست زیست

حضرت سلمان که با دانا بهشتر	یافت رحمت بر وی از افلاک باز	بود والشمس گوهر خاکی نژاد
صورت گنجینه شد در خاک باز	روح پاکش پاک بود و پاک رفت	هست سال ارتحالش پاکباز

ایضاً از مولف

ز فوتش ز عالم سفر کرد حق	چو سلمان بفضل خدای کریم	ز دنیای دون شد بخلد برین
	دگر ماند خالی ز سینه زمین	**امام قاسم بن محمد بن**

ابی بکر صدیق اکبر رضی الله عنه از کبار تابعین و اعاظم فقهای مدینه منوره است و در کاشانه فیض نشانه عایشه صدیقه عمه خویش تربیت یافت یحیی بن معاذ رضی الله عنه میفرماید که در مدینه هیچ یکی را افضل تر در علم و عمل و فضل و فقه و حدیث و تفسیر و علوم طریقت و حقیقت مثل امام قاسم ندیدم از عمر بن عبدالعزیز رحمة الله علیه منقولست که وی میفرمود که اگر کار خلافت باختیار من میبود با امام قاسم میگذاشتم **وفات** امام قاسم باقوال و اتفاق اکثر اهل اخبار در سال یکصد و هفت هجری است و بعضی یکصد و یازده و دوازده و یکصد و دو نیز گفته اند و عمری طویل یافت که زیاده از صد سال بود **قطعه از مولف**

قسمت خود یافت چون قاسم بخلد	سال وصل آن امام نیکنام	طالب الله و حق فرموده اند
زاهد کامل بقول خاص و عام	هادی مستطیب و اهل الله نیز	شد رقم ایمان وگر هادی امام

قطب دان سالک بخوان عارف بگو	هم ولی الله رقم کن والسلام	او مخفی مبا ذکر در سلسله عالیه

نقشبندیه پیران عظام در شجرهٔ معلی بعد از امام قاسم نام نامی و اسم گرامی حضرت امام جعفر صادق رضی الله تحریر میفرمایند که حضرت امام جعفر فیض این نسبت اطهر از امام قاسم نبیرهٔ صدیق اکبر حاصل کرده است و درینجا بسبب آنکه ذکر حضرت جعفر در مخزن اول در ذکر ائمه اهلبیت رضوان الله تعالی عنهم اجمعین درج گردیده است حاجت تحریر مکرر نیست که تحصیل حاصل است و از امام جعفر صادق نسبت سلسله نقشبندیه بدو طرف منتهی است یکی بطرف صدیق اکبر چنانکه تحریر شد و ثانی پشت به پشت بجناب اسد الله الغالب علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه **شیخ بایزید بسطامی قدس الله باسراره السامی** لقب وی سلطان العارفین و نام نامی وی طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان است از کبرای اولیای عصر و اعاظم خلفای امام جعفر صادق رضی الله عنه بود و جد وی از دین آتش پرستی بشرف اسلام مشرف شد و اصل وی از بسطام است و سید الطائفه جنید در حق وی فرمود که بایزید میان ما چون جبرئیل در فرشتگان است و وی ولی مادرزاد بود **و نقلست** که چون مادرش وی را نزد معلم نشاند و قرآن خواندن آغاز کرد روزی سورهٔ لقمان میخواند چون بآیه اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ رسید از استاد معنی این آیت پرسید او گفت حق تعالی میفرماید که شکر گو مرا و شکر گو بمادر و پدر خود معنی این آیه در وی کار کرد و پیش مادر آمد و گفت حق تعالی میفرماید خدمت من کن و خدمت مادر و پدر نیز کن از من بیچاره دو خدمت بهم ادا نمیگردد و مرا از حق بخواه تا بهمه تن خدمت تو کنم و یا مرا از حق خود جدا کن که بجان و دل در خدمت خداوند خود باشم مادرش فرمود که من از حق خود باز آمدم و ترا بخشیدم حق خدمت خالق خود بجا آر پس بایزید از بسطام برفت و تا سی سال در بادیه شام میگشت و ریاضت میکشید و صد و سیزده پیر روشن ضمیر را خدمت کرد و یکی از آن امام جعفر صادق است که فیض وافر از خوان نعمت وی نصیب او شد و از کامل ترین اولیاء الله شده و ببسطام تشریف آورد **و نقل است** که شیخ بایزید را اشتری در دشت که زاد و راحله خود و مریدان خود و اهل قافله بران بار کرده بود شخصی گفت برین شتر مسکین اینقدر بار

که بقدر قوت او نیست انداختن قلم صریح است گفت بردارنده این بار شخصی دیگر است
نیک بنگر که یقین حاصل کنی آن شخص چون نیک بنگریست بقدر یک بالشت بار از پشت
شتر برتر بود نقل است که چون شیخ بایزید از مکه می آمد به همدان رسید و از آنجا تخم معصفر خریده
در خرقه بست و به بسطام آورد چون بار بگشاد موری چند در آن یافت و بگفت مروت نباشد
که موران بیچاره را از جای ایشان آواره کنم پس به همدان رفت و موران را باز بهمدان
برده در جایی که معصفر خریده بود بنهاد و بیامد نقل است که باری در حالت مستی
کلمه سبحانی ما اعظم شانی بر زبانش رفت چون باز بخود آمد مریدانش از ظهور این کلمه
از زبان که پیر ایشان وی بود خبر دادند گفت اگر بار دیگر این کلمه از زبان من بشنوید
مرا قتل کنید [illegible] هر یک [illegible] کارد [illegible] تاکید نمود که بوقت ظهور
این کلمه از زبان من [illegible] بقتل رسانید اتفاقا روزی باز همان حالت بر شیخ
ظاهر شد و کلمه سبحانی ما اعظم شانی از زبان وی سر زد مریدانش حسب الارشاد قصد کشتن
وی کردند و هر چند کارد [illegible] کارگر نشد بعد از رفع غالبه اصحاب صورت حال بعرض
شیخ رسانیدند گفت بایزید آن نیست که در آن وقت با شما هم کلام است و شخصی که آن کلمه
بر زبان آورد بایزید نبود نقل است که شیخ ابوتراب را مریدی بود نهایت
گرم رو و صاحب وجد [illegible] ابوتراب بوی گفت نخواهی که بایزید را ببینی گفت
کسی که هر روز [illegible] بایزید را ببیند او چه حاجت دیدن بایزید دارد گفت خدا را
بچشم خود باندازه خود می بینی چون پیش وی بقدر وی می بینی که در دیده بالتفاوت
است پس [illegible] بایزید آمدند بایزید برای آوردن آب رفته بود هر دو
در عقب وی رفتند در راه شیخ را دیدند که می آمد سبوی آب در دست و پوستین
کهنه در بر چون چشم بایزید بروی افتاد مرید ابوتراب فی الحال بر زمین بیفتاد و جان
بتسلیم کرد شیخ ابوتراب گفت یا شیخ یک نظر و مرگ فرمود یا ابوتراب در
نهاد این جوان نوری بود که هنوز وقت کشف آن نرسیده بود و بمشاهده بایزید
بیکبارگی کشف شد و طاقت لقای آن نداشت فرو رفت نقل است که روزی

راعی بخدمت بایزید آمدند و از خشک سالی می نالیدند گفت بروید و ناودانها راست کنید
که باران می بارد فی الحال ابر پیدا شد و باران رحمت الهی باریدن گرفت **نقل است**
که روزی شیخ پای خود را دراز کرده نشسته بود مریدی هم پای خود را دراز کرد شیخ پای
خود بکشید مرید هم خواست که پای خود بکشد نتوانست و پایش همچنان
راست و دراز بماند تا آخر عمر وی همچنان بود و گویند این علت تا پیشین فرزندان وی
بماند پس بزرگی پرسیدند که چه سبب است که علت بی ادبی پدر فرزندانش را چه
رسید گفت همچنین است ... اند ... و ... صاحب
شیخ ... **تذکرة الاولیا** شیخ فرید است که شیخ یوسف همدانی همراه ... که ... است و خوارق ...
پیش بایزید آمد شیخ ... ابوسعید ... دعوی کرد و گفت که ...
بر دیگر کرامت و خوارق ... کرده ام پس ... از ... صحرا ... دیگر
برگهای انگور ... از نماز فارغ شد شیخ یوسف انگور خواست
شیخ ... و نیمه از طرف خود و نیمه از طرف دیگر
... انگور ... سپید رنگ و ... طرف
... سیاه ... این چه سبب است که اختلاف رنگ در میان آمد فرمود که
... چیزی لایق حال ... باشد
من ... شیخ ... و ...
... شیخ یوسف ...
چون ... بایزید ... پیش شیخ
راعی ... **فرید الدین** عطار ... که شیخ بایزید
... قائم شود تا من خیمه خود بر طرف دوزخ زنم و چون
... دوزخ ... و چون شیخ ... مرید
دوزخ ... خلق باشم و چون شیخ ... مرید
را ارشاد کند ... روز قیامت شیخ اهل دوزخ نشود و مرید من نیست
این سخن با بایزید گفتند گفت مرید من آن است که بر کناره دوزخ بایستد و هر کرا
... فرستد ... خود بجای خود بدوزخ درآید **نقل است**

... وسته ... و ...

که بقدر قوت اوست انداختن علم صریح است گفت بردارنده این بار شخصی دیگر است
نیک بنگر که یقین حاصل کنی آن شخص چون نیک بنگریست بقدر یک بالشت بار از پشت
شتر برتر بود نقل است که چون شیخ بایزید از مکه می آمد بهمدان رسید و از آنجا تخم معصفر خریده
در خرقه بسته و به بسطام آورد چون باز گشاد مورچه چند در آنجا دید گفت مروت نباشد
که موران بیچاره از جای ایشان آواره کنم پس بهمدان رفت و موران را باز بهمدان
برده و در جای که معصفر خریده بود بنهاد و نهاد نقل است که باری در حالت مستی
کلمه سبحانی ما اعظم شانی بر زبانش رفت چون باز بخود آمد مریدانش از ظهور این کلمه
از زبان گوهر افشان وی بوی خبر دادند گفت اگر بار دگر این کلمه از زبان من بشنوید
مرا قتل کنید پس هر یک از مریدان خود کاردی آماده کرد و تاکید نمود که بوقت ظهور
این کلمه از زبان من هر زبان ایجان بقتل رسانید اتفاقاً روزی باز همان حالت بر شیخ
ظاهر شد و کلمه سبحانی ما اعظم شانی از زبانش بر آمد مریدانش حسب الارشاد قصد کشتن
وی کردند و هر چند کاردها زدند هیچ کارگر نشد بعد از رفع آن حالت اصحاب صورت حال بعرض
شیخ رسانیدند گفت بایزید این است که در وقت با شما همکلام است و شخصی که آن کلمه
بر زبان آورد بایزید نبود نقل است که شیخ ابوتراب را مریدی بود بغایت
گرم رو و صاحب وجد همواره شیخ ابوتراب پیش وی گفتی چه خواهی که بایزید را ببینی گفت
کسی که هر وقت خدای را می بیند او را چه حاجت دیدن بایزید دارد گفت خدای را
بچشم خود و بقدر خود می بینی چون پیش وی بقدر وی ببینی که در دیده ها تفاوت
است پس با مرید بزیارت بایزید آمدند بایزید برای آوردن آب رفته بود هر دو
در عقب وی رفتند در راه شیخ را دیدند که می آمد سبوی آب در دست و پوستین
کهنه در بر چون چشم مرید بر وی افتاد مرید ابوتراب فی الحال بر زمین بیفتاد و جان
بحق تسلیم کرد شیخ ابوتراب گفت یا شیخ یک نظر و مرگ فرمود یا ابوتراب در
نهاد این جوان نوری بود که هنوز وقت کشف آن نرسیده بود بمشاهده بایزید
یکبارگی کشف شد او طاقت لقای آن نداشت فرو رفت نقل است که روزی

جماعتی بخدمت بایزید آمدند و از خشک سالی می نالیدند گفت بروید و ناودانها راست کنید
که باران می بارد فی الحال ابر پیدا شد و باران رحمت الهی باریدن گرفت **نقل است**
که روزی شیخ پای خود را دراز کرده نشسته بود مریدی هم پای خود را دراز کرد شیخ پای
خود را جمع کرد مرید هم خواست که پای خود جمع کند [illegible] نشست و پایش [illegible]
[illegible] تا آخر عمر وی همچنان بود [illegible] فرزندان وی
[illegible] بزرگی پرسیدند که چه سبب است [illegible] فرزندانش [illegible]
[illegible] گفت چنین است [illegible]
تذکرة الاولیا میفرماید که شیخ یوسف همدانی [illegible] کرامات و خوارق وی
پیش بایزید آمد [illegible] شیخ ابوسعید [illegible]
[illegible] کرامت و خوارق [illegible]
و گرگان پاسبانی گوسفندان وی می کنند چون از نماز فارغ شد شیخ یوسف انگور خواست
شیخ [illegible] دست [illegible] یک نیمه از طرف خود و نیمه از طرف
[illegible] انگور [illegible] سپید رنگ و بطرف
یوسف [illegible] این چه سبب است که اختلاف رنگ درمیان آمد فرمود آنکه
من [illegible] هر چیزی لایق حال وی می باشد
بعد از آن [illegible] شیخ یوسف داد و گفت [illegible]
چون [illegible] بایزید به بسطام آمد [illegible] شیخ
[illegible] **سفینة الاولیا** میفرماید که شیخ بایزید
[illegible] قائم شود تا من خیمه خود بر طرف دوزخ زنم و چون
دوزخ مرا ببیند [illegible] خلق باشم و چون شیخ حاتم اصم مریدان
را ارشاد کردی [illegible] اهل دوزخ نشود او مرید من نیست
این سخن با بایزید گفتند گفت مرید من آن است که بر کناره دوزخ بایستد و هر کرا
[illegible] فرشته [illegible] خود بگیرد و بدوزخ درآید **نقل است**

کہ بشب وفات شیخ بایزید شیخ ابوموسی قدس سرہ درخواب دید کہ گویا وی عرش الٰہی بر سر نهادہ می برد علی الصباح در تعبیر اینخواب حیران بماند آخر روانہ سمت خانہ شیخ بایزید شد تا حال خواب خویش پیش شیخ بگوید چون نزدیک رسید شنید کہ شیخ وفات کردہ است و انبوہی عظیم بر جنازہ شیخ حاضر است چون جنازہ بر داشتند ابوموسی ہر چند آن جہد کرد کہ پایہ جنازہ بدست من آید میسر نشد آخر بیصبر شد و زیر جنازہ رفتہ جنازہ را بر سر گرفت چون جنازہ نهادند وی مبارکش برای زیارت وا کردند شیخ چشم باز کرد و با بوموسی مخاطب شدہ فرمود یا ابوموسی امشب خوابی کہ دیدی تعبیرش اینست کہ جنازہ من بر سر گرفتی و مراد از عرش الٰہی جنازہ بایزید است **ولادت** باسعادت شیخ بایزید در سال یکصد و سی و شش **و وفات** بقول صحیح پانزدہم شعبان بروز جمعہ سال دو صد و شصت و یک است و عمر شریف وی یکصد و سی و سہ سال و مزار پر انوار در بسطام است و صاحب مخبر الواصلین و تذکرة العاشقین سال وصال آنحضرت در صد و شصت و نہ و شصت و دو و نیز فرمودہ اند **از مولف**

شیخ کونین بایزید ولی
کن رقم بایزید اہل اللہ
بازہد بی بدی آفاق
سر دفتر اولیا دلی اولی
روشن بود دلش مہر کامل شد
تولید ابویزید حب مولی
کنام اوست طیفور بن عیسی
وصال او بدان سلطان بسطام
سنین عمر او گردد ہویدا

شاہ والا ولی عالیجاہ
ہست دیندار انتقالش نیست
پس بخوان حق طلب ولی اللہ
ترحیل دلا دلش چو جستم دل گفت
وصلش ز ابویزید قطب اعلی

ایضاً از مولف

مجید الاولیا خواندش بتولید
دگر تحریر کن سلطان اعلی

سال تولید او اگر خواہی
اہل دین بایزید حق آگاہ
ایضاً سلطان ابویزید شاہ دیجاہ
گو قطب معلی و محب مولی
ہم قطب دو عالمست سال وصلش
جناب بایزید آن شاہ اکبر
محب اولیا والا بفرما
چو سر در طالب کامل رقم کرد

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ

باسرارہ الشامی نام نامی وی علی بن جعفر است و خرقان موضعی است نزدیک بقزوین کہ شیخ در آنجا سکونت داشت غوث قطب روزگار خود بود و سلطان المشائخ و

از مخبر الواصلین
محو حق بایزید بسطامی
نور اللہ روح سامی
آنکہ سلطان عارفین است او
بیگمان سعید دین است او
سال مولود آن شہ تقدیر
ولی کامل عارف بے نظیر
نور دل شیخ مہ سوی کان
از زمان شیخ رحلت آن سلطان
شب جمعہ کہ روز پنجم
پانزدہم دوازدہم شعبان

سال رحلت آن یکہ شیخ
شد منیر بایزید سلطان حق
شیخ انسان حق ستان
قد وہ سر بایزید عارفان

و قطب اوتاد و انتساب وی در طریقت بروحانیت شیخ بایزید بسطامی است **نقلست** که شیخ
در ابتدا تا دوازده سال نماز خفتن بجماعت در خرقان بگذاردی و روی بزیارت مزار شیخ بایزید
بنهادی چون آنجا رسیدی بایستادی و گفتی بار خدایا ازان خلعتی که نصیبی با بایزید عطا فرمودی با
با ابو الحسن هم نصیبه عطا کن و از آنجا برگشتی و در خرقان نهادی و نماز فجر بوضوی عشا در خرقان
گذاردی و بوقت باز آمدن پشت بخاک بایزید نکردی ابتدا دوازده سال از تربت بایزید
آوازی بر آمد که ای ابو الحسن گاه آن آمد که بنشینی و خلق را بحق رهنمای کنی گفت من امی ام
از قرآن و علم و رموز شریعت چیزی ندانم آواز آمد که ای ابو الحسن یافتی آنچه از حق خواستی
و فاتحه آغاز کن پس ابو الحسن فاتحه آغاز کرد و چون بخرقان رسید قرآن تمام کرد و باب
علوم ظاهری و باطنی بر خود مفتوح یافت **نقل است** که روزی **شیخ ابو العباس** و
و ابو الحسن باهم نشسته بودند و طاسی پر آب پیش ابو العباس نهاده بود شیخ دست
در آب کرد و ماهی زنده از آب طاس بیرون آورد و پیش ابو الحسن نها و ابو الحسن
نگاه کرد و در تنوری تافته بودند دست در تنور کرد و ماهی زنده بر آورد و گفت از آب ماهی
زنده بر آوردن سهل ست از آتش بر آوردن میباید **نقل است** که وقتی جماعتی بسفر
میرفتند بخدمت ابو الحسن آمدند و گفتند که راه پر خوف است ما را دعای بیاموز که
بوقت نزول خوف و بلا بکار آید فرمود در آنوقت ابو الحسن را یاد کنید ایشان را سخن
شیخ خوش نیاید و برفتند در راه راهزنان قصد ایشان کردند شخصی از ایشان فی الحال شیخ را
همانوقت او با مال خود از چشم راهزنان و اهل و اهل قافله غایب گردید و راهزنان دیگر متاع جمله
اهل قافله بغارت بردند چون راهزنان راه خویش گرفتند آن شخص با مال خود پدید آمد همه متعجب
شدند گفت از یاد کردن ابو الحسن بسلامت ماندم و **صاحب تذکرة الاولیا**
میفرماید که مریدی از مریدان شیخ اجازت خواست که اگر فرمان شود بکوه لبنان جهم
و قطب عالم را زیارت کنم شیخ اجازت داد و بهزار مشقت در آنجا رسید جمعی دید در
آنجا رو بقبله نشسته و جنازه در پیش نهاده پرسید که برین جنازه نماز چرا نمیگذارید گفتند
انتظار آمدن قطب العالم در پیش است و قطب العالم درینجا بهر وقت نماز پنج بار می آید

و بامامت شیخ نماز میکنند مرید بقفا شد بعد یکساعت همه باز جا بجستند و گفتند قطب العالم
آمد مرید چون دید پیروی شیخ ابوالحسن بود از غایت رعب و دهشت بیهوش شد چون بهوش
آمد مرده را دفن کرده بودند و شیخ باز پس رفته بود از ایشان پرسید که این شخص که بود
گفتند شیخ ابوالحسن خرقانی است و قطب العالم هم اوست حالا باز بوقت عصر خواهد آمد
گفت که من مرید اویم نمیدانستم که قطب العالم وی است و باراده زیارت قطب العالم
بدین سفر دور دراز آمدم حالا از کرده خود پشیمانم چون تشریف آرد شما نیز شفاعت
کنید که مرا همراه خود بخرقان برد چون وقت نماز آمد شیخ نمودار شد و بامامت نماز بپرداخت
مرید بعد ادای نماز سلام گفت و دست در دامن شیخ در آویخت و عرض کرد که از خود پشیمانم
حالا مرا نیز بخرقان ببر فرمود بشرطیکه آنچه دیده تا حیات باشی پیش کسی ظاهر نکنی
وی قبول کرد و عقب حضرت شیخ روان شد و در اندک فرصت در خرقان رسید و نیز
از تذکرة الاولیا منقولست که چون شیخ بوعلی سینا آوازه کرامت شیخ
ابوالحسن شنید قصد خرقان کرد و بخانه شیخ رسید شیخ در آنوقت برای هیمه آوردن بصحرا
رفته بود از اهل خانه شیخ که منکر شیخ بود پرسید که شیخ کجاست زن گفت که آن زندیق کذاب
را چه میگوئی و با وی چکار داری و سوای ازین دیگر سخنان بد هم نسبت شیخ بر زبان راند
در خاطرش گذشت که شخصی که زنش منکر حال وی است حال وی چه خواهد بود لیکن
بهر حال دیدن وی مناسب از آنجا عزم صحرا کرد و شیخ را دریافت که پشتاره هیزم
بر پشت شیر نهاده می آید بوعلی چون آنچنین بدید گفت یا شیخ این چه حالت است و
آنچه گفت از برای آنکه تا بار چنین گرگی که در خانه دارم یعنی زن نکشم این شیر بار ما
نکشد بعد ازان هر دو بزرگوار باهم در شهر آمدند و ابوالحسن بخانه خود رسیده
آب در گل کرد تا دیواری عمارت کند و بوعلی بنشست و ابوالحسن کلندی در دست
گرفته بر سر دیوار بر آمد ناگاه کلند از دست شیخ بیفتاد بوعلی برخاست تا آن کلند باز بدست
شیخ دهد هنوز بوعلی از جای خود برنخاسته بود که کلند خود بخود بر پرید و بدست شیخ رسید
نقلست که عضد الدوله وزیر خلیفه بغداد را درد شکم بود و هیچ دوا به نمی شد

آخر التجا به شیخ ابوالحسن آورد و شیخ کفش پای خود عطا فرمود و گفت که بمقام درد بنه چون
نهادند فی الحال شفا یافت نقل است که وقتی سلطان محمود غزنوی لباس ایاز غلام خود پوشیده
و لباس خود بایاز پوشانید و خود مانند غلامان همراه وی شد و نیز چند کنیزکان را جامهای
مردانه پوشانیده همراه گرفت و به اتفاق همه با در صومعه شیخ ابوالحسن در آمد و سلام
گفت شیخ جواب سلام گفت و هیچ متوجه حال وی نگشت سلطان محمود که بلباس خود را
پوشیده بود به شیخ گفت که بادشاه اسلام نزد تو آمده است و تو بتعظیم وی برنخاستی
و متوجه حال وی نشدی شیخ فرمود که سلطان کدام است مرا نشان بده پس سلطان اشاره
بطرف ایاز که بلباس بادشاه مبدل شده بود کرد شیخ تبسم کرد و گفت که این همه دام مکر و تزویر است
که گسترده خود را بلباس غلامان پوشیده این بگفت و دست سلطان بگرفت و پیش خود
نشاند و فرمود که این زنان نامحرم که بلباس مردان تبدیل کرده همراه خود آورده بیرون
بفرست سلطان همه را از خود جدا کرد و گفت مرا پندی ده که بکار آید گفت چهار چیز نگاهدار
اوّل احسن کما احسن الله الیک دوم فرمان خدا و رسول خدا بجا آر و آنچه مناهیست ازان
پرهیز سوم بنده خاکی هستی برجوع باصل خود کن مبادا که بآتش گرفتار شوی چهارم هر نفس را
نفس واپسین بشمار و از موت غافل مباش محمود گفت که در حق من دعای خیر کن گفت
هر روز اغفر للمؤمنین و المؤمنات میگویم پس تو هم درین شامل هستی گفت برین مزید
کن گفت ای محمود عاقبت محمود باد پس محمود بدره زر پیش شیخ نهاد شیخ قرص نان
جوین خشک پیش محمود آورد و گفت بخور که حلال است محمود لقمه در دهان انداخت و هرچند
بخایید در گلویش فرو نمیرفت گفت ای شاه مگر این لقمه خشک در حلقت فرو نمیرود
گفت آری گفت همچنین این زر که تو آورده در حلق ما نمیرود و این را بردار که بکار ما نمی آید
محمود بدره زر بر داشت و گفت که مرا چیزی یادگار خود بده شیخ پیراهنی از تن خود برآورده و بدو
داد و رخصت کرد و اتفاقاً سلطان بهمان ایام بمهم فتح هندوستان کوچ کرده و بسومنات
رسید چون سومنات معبد عظیم هندوان بود همه راجهای هند یکدل و یکتن شده
بمقابله سلطان لشکر آراستند و جنگ عظیم بوقوع آمد آخر کار بسبب قلت فوج اهل اسلام

قریب بود که لشکر سلطان شکست یابد و معاندان غالب آیند سلطان از وقوع اینحال پر ملال
جز این چاره ندید که بدرگاه الٰهی تضرع و زاری کند و امداد از غیب جوید پس از اسپ
فرود آمد و بگوشه رفته خرقهٔ شیخ ابوالحسن در پیش نهاد و روی بر خاک مالید و گفت الٰهی
بعزت و حرمت این پیراهن ابوالحسن دوست خود فتح و نصرت نصیب اهل اسلام کن
فی الحال تیر دعا بهدف اجابت رسید و در حالت جنگ انچنین واقع بوقوع آمد که معاندان
لشکر خود را لشکر سلطان تصور دیده و تیغ بر لشکر یکدیگر نهادند تا آنکه هزار در هزار بقتل رسیدند
و باقیمانده رو بفرار نهادند و فتح و فیروزی نصیب بادشاه اسلام شد همان شب سلطان
محمود در خواب دید که شیخ ابوالحسن میفرماید ای سلطان آبروی خرقهٔ من بر باد دادی اگر
در آن وقت میخواستی که همه اهل هند داخل اسلام شوند حقتعالی قبول میفرمود سلطان چون
بیدار شد دست تحیر بدندان افسوس میگزید چون وقت از دست رفته بود هیچ سود نداشت
نقل است که یک شب شیخ بحاضرین مجلس فرمود که امشب در فلان بیابان راهزنان
راه قافله زده اند و ایشان را قتل کرده مال و متاع کاروانیان بغارت برده اند چون
از آنحال تفتیش کردند همچنان بود و این عجب تر که همان شب معاندان سر فرزند شیخ
را بریدند و در آستان او نهادند شیخ هیچ خبر نداشت زنش که منکر وی بود گفت از چندین
فرسنگ حال بغارت رفتن قافله بیان کردی و حال کشته شدن فرزند که در خانهٔ تو
بوقوع آمد هیچ ظاهر نکردی گفت بوقتیکه مال قافله بچشم باطن دیدم پرده ها برداشته
و بوقتیکه پسر مرا شهید کردند پرده ها فرو هشته بودند که لی مع الله وقت بیران شاید
مقال است نقلست که شبی شیخ ابوالحسن نماز میگذارد و آوازی از غیب شنید که ای
ابوالحسن خواهی که آنچه از تو میدانیم با خلق بگویم تا سنگسارت کنند گفت خداوندا خواهی
تا آنچه رحمت بی نهایت تو من میدانم و می بینم با خلق بگویم تا هیچکس دیگر ترا سجده نکند
نقلست که چون وفات شیخ نزدیک رسید وصیت کرد که قبر من تا سی گز عمیق برند که زمین
بسطام زیر زمین خرقان است و ترک ادب است که جسم من بالای اندام بایزید باشد چون
وفات یافت همچنان کردند بعد از دفن سنگی بزرگ سفید بر سر تربت وی نهاده دیدند

[illegible marginal note]

چون بر زمین نشان قدم شیر موجود بوده است که شیر آمده است و تا چند مدت شیر را دیدند که برگرد مزار پر انوار وی طواف میکرد و نقلست که هرکه دست بر سنگ مزار شیخ نهد و حاجت از خدا خواهد دعای وی مقبول میگردد و صاحب تذکرة الاولیا این عمل را برای اجابت دعا مجرب تحریر میفرماید وفات شیخ ابوالحسن باتفاق اهل اخبار در سال چهارصد و بست و پنج هجری ست و صاحب مخبر الواصلین سال وفات شیخ چهارصد و هژده و نوزده تحریر میفرماید قطعه

یافت چون از دهر در جنت مکان
بوالحسن قطب جهان محمود گو [۴۲۵]
سیر دل فرمود وصل مهربان [۴۲۵]
گشت هم پیدا حسن بحر کمال
آنکه ثانی نباشد شمس ثانی
پیر اهل صفاست تاریخش
سید عارفست گردانی
زاهد کاشف است زبده کشف [۴۲۵]
سال ترحیل او چو برخوانی

سال وصلش بوالحسن صدیق بین
هم دگر قطب الحسن اقدس بخوان [۴۲۵]
سال تاریخش بقول مخلصت
رتحال آن شهنشاه جهان
رفت چون از جهان پر ادبار
هم رقم گشت نور حقانی [۴۲۵]
باز دریای صدق گو تاریخ
رحلت آن ولی سبحانی

شاه خرقانی جناب بوالحسن
میشود از خامهٔ سرور عیان
شاه احسن گفت سرور رحلتش [۴۲۵]
شد عیان قطب الحسن جان جهان [۴۲۵]
ایضاً پیر خرقان بوالحسن عالی
یافت منزل بقرب رحمانی
رحلتش مصدر کمال آمد [۴۲۵]
بهر سال وصال خرقانی
سالک اکبر کمال آمد [۴۲۵]

شیخ ابوعلی فارمدی قدس سره

نام نامی وی فضیل بن محمد است و فارمد قریه ایست که در آنجا سکونت داشت از مضافات طوس وی شیخ الشیوخ خراسان و فرد یگانه وقت خود بود و شاگرد امام ابوالقاسم قشیری ست و انتساب وی در طریقت بدو طرف است یکی بشیخ بزرگوار ابوالقاسم گورگانی طوسی و دوم بشیخ المشایخ ابوالحسن خرقانی قدس الله اسرارهم و شیخ ابوعلی میفرمود که در عنفوان جوانی در نیشاپور بطلب علم مشغول بودم که شیخ ابوسعید ابوالخیر از میهنه در آنجا تشریف آورد و مجلس میگفت بخدمت وی رفتم و عاشق جمال وی شدم و محبت این طایفه در دل من اثر کرد روزی بمجلس شیخ ابوسعید رفتم و پنهان از همه بگوشه نشستم و بطوریکه شیخ مرا نه بیند و شیخ

بسماع مشغول بود چون شیخ را وقت خوش شد و بوجد آمد جامهای خود بدرید و ساعتی
مشغول بوجد ماند چون فارغ گشت مریدان پاره های جامه شیخ را تبرک می بردند شیخ یک
آستین و یک تبریز از جامه خود بگرفت و آواز داد که ای ابوعلی طوسی کجائی جواب ندادم
بدین خیال که شیخ مرا نمی شناسد و در نظر شیخ هم نیستم چون مکرر کرد آواز داد دانستم
که مراد وی منم بخدمت وی رفتم آن آستین و تبریز بامن داد و گفت تو مارا چون
این آستین و تبریز هستی فی الحال در قلب من روشنائی پدید آمد و روز بروز
افزون میگشت و حالتها وسعت پیدا و از آنجا بشیخ ابوالقاسم قشیری آمدم و حال
بگفتم گفت مبارک باد بعد ازان تا سه سال دیگر بعلم آموختن مشغول بودم تا روزی
قلم در دوات انداختم سفید برآمد برخاستم و پیش استاد امام خود رفتم و عرض حال
کردم گفت چون قلم ترا از دست دشت ترک کن و بکار دیگر مشغول شو روزی
شیخ ابوالقاسم در گرمابه غسل کرد برخاستم و دلوی چند از چاه برآورده در گرمابه بریختم چون
شیخ از گرمابه برآمد گفت این که بود که دلو های آب در گرمابه بریخت پریشان شدم
که چرا دلو های آب در گرمابه بریختم ناچار گفتم که من بودم گفت ای ابوعلی هرچه که ابوالقاسم
بهفتاد سال یافت تو بیک دلو آب گرفتی پس مدتی بمجاهدت پیش ابوالقاسم قشیری
استاد خود نشستم و در کار خود کشایش نیافتم بعد ازان باجازت استاد بخدمت ابوالقاسم
گرگانی آمدم و فیض ها یافتم چون خواهش دلی روز بروز زیاده بود بخدمت ابوالحسن
خرقانی پیوستم و یافتم آنچه در حد و حساب نبود وفات شیخ ابوعلی در سال
چهار صد و هفتاد هجری است از مولف

سال وصل آن ولی متقی
کن بیان عزت عبادت کن رقم

گو محمد بو علی پیر عجیب
طرفه سال انتقال آن ولی

چون علی راشد بعلیین مقام
پیر مهدی مکرم بو علی

خواجه یوسف همدانی

قدس الله باسراره السامی نام پدر وے ایوب و کنیت وی ابو
یعقوب و اصل وی از همدان است نسبت ارادت بشیخ ابو علی فارمدی دارد
و از شیخ ابو اسحاق شیرازی نیز استفاده نموده و بشیخ عبد الله جوینی و شیخ احسن سمنانی

نیز صحبت داشته و در عمر هژده سالگی از همدان در بغداد تشریف آورده از امام ابی اسحاق
علم فقه و حدیث و تفسیر تعلیم کرده و در مجلس غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی قدس الله
سره نیز حاضر شده مستفید و مستفیض گشته و در نسبت اویسیه اختیار فرموده بعده در صفاهان
آمد و تحصیل علوم پرداخت و خرقه خلافت طریقت از شیخ عبد الله جوینی پوشید و از شیخ حسن
نیز خرقه تبرک حاصل کرده و باز بخدمت شیخ ابو علی فارمدی رسیده و تکمیل کمال نموده
و از کبرای اولیاء و مشایخ عظام گشته و در تاریخ امام یافعی رحمه الله تحریر یافته است که
خواجه یوسف همدانی صاحب حال و قال از اولیای اهل کمال بوده در بغداد و صفاهان
و عراق و خراسان و سمرقند و بخارا از پیران عظام استفاده نموده و خلق عظیم را بحق
رسانیده و مدتی در مرو ساکن شد بعد از آن بهرات رسیده و چندی در آنجا بماند و باز از
آنجا اراده مرو کرده و در راه وفات یافت و شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی
فرموده که وقتی جزوی چند از سخنان مشایخ بدست من افتاده چون مطالعه
کردم بغایت خورسند شدم طالب آن بودم تا بدانم که تصنیف کیست و از کلام
وی اگر چیزی دیگر هم بدست آید بغایت نیک باشد شبی بخواب دیدم که پیری
باشکوه و وقار محاسن سفید و صورت نورانی اندرون خانقاه درآمد و بمتوضی رفت
تا وضو سازد جامه سفید نیکو پوشیده بود و بر آن جامه بخط خوش باب زر آیة الکرسی
نوشته و در قصب و دستی بر ختم او جامه را از تن بیرون کرده بمن داد و در زیر آن جامه
سبز پوشیده بود از آن نیکوتر و بهمان طور آیة الکرسی بر آن نوشته آنرا نیز برآورده بمن
حواله نمود و گفت نگاهدار تا من وضو کنم چون از وضو فراغت یافت گفت ازین
دو جامه یکی از من بتو میدهم هر کدام را که میخواهی اختیار کن گفتم اختیار بدست تست پس
جامه سبز بمن داد و بدست خود پوشانید و سفید را خود پوشید و گفت مرا می شناسی
گفتم نی گفت من مصنف آن اجزا هستم که طالب وی بودی و نام من یوسف همدانی است
و آن کتاب را که از وی چند اجزا در دست تست رتبة الحیات نام است و دیگر تصنیفات
هم هست از آن جمله منازل السالکین و منازل السائرین چون از خواب بیدار شدم

عظیم ذوی‌هم بودم **ولادت** خواجه یوسف همدانی در سال چهار صد و چهل یا چهل و یک **ووفات** در راه مرو باتفاق اهل اخبار در سال پانصد و سی و چار هست و بقول صاحب شجرات در سال پانصد و سی و پنج و بقول صاحب مخبر الواصلین در سال پانصد و سی و شش بوقوع آمد و اول متصل هرات مدفون گشت من بعد شیخ ابن النجار که از مریدان وی بود نعش مبارک وے را بمرو نقل کرد **از مولف کتاب**

همدانی همه خوان یوسف همدان که اخیار	بجشن حضرت دهی هست بیشک یقین تاریخ	پی تولید پاکش هم وفی محمود یوسف گو
دگر تاریخ تولیدش بخوان مقبول ربانی ۴۴۱	زهی نور دین یوسف بخوان تاریخ رحلتش	هم عالیجاه عالیقدر واصل اوست یکجانی
عیان گردد ز یوسف شاه دینی سال وصل او ۵۳۶	دگر هم یوسف فقر است ای مهر آگردانی ۵۳۶	وگر خواهی تو تاریخ صحیح ارتحالش را
بگو یوسف ابو یعقوب بن ایوب همدانی ۴۴۰	**ایضاً** یوسف مصر ولادت ایمن حسن	شد چو از دنیا وصالش یار وفا ره
پیر کامل یوسف عابد بخوان	پیر یوسف زبدهٔ دین نامدار	یار یوسف مهر کامل ۵۳۵ بگو
رحلت آن شاه از روی شمار	**خواجه حسن انداقی قدس الله سره**	

از اعاظم مشایخ کبرای خلفای خواجه همدانی هست نام نامی وے ابو محمد حسن بن حسین انداقی است و انداق شهری بفاصله سه فرسنگ از بخارا که شیخ دران سکونت داشت و وی در زمان خود شیخ وقت خود بود و طریق پسندیده داشت و در تربیت مریدان و دعوت خلق فرید الدهر و وحید العصر و در دوام ریاضت و قیام عبادت و اتباع سنت یگانه زمانه **و نقلست** که خواجه حسن انداقی چون بملازمت خواجه یوسف رسید بحالت استغراق بر وی چنان استیلا یافت که از همه کار و بار دنیا دست کشید و بخبرگیری اهل و عیال هم نمی پرداخت اهلیه وی شکایت انتی بحضرت یوسف نوشت خواجه وی را نزد خود طلبید و بچشم نمائی و درشتی نصیحت کرد و گفت مباشرت با اهل و عیال و پرورش اولاد سنت نبوی هست شرعاً و عقلاً اهمال ازین جائز نیست عرض کرد که حال من بوجهی هست که مجال دیگر کار ندارم خواجه ازین سخن آشفته و درشت گفت چون شب شد خواجه یوسف حق سبحانه و تعالی را در خواب دید و ارشاد شد که ای یوسف ما ترا بینائی عقل دادیم و حسن را بینائی عقل و دل دادیم و ست

ملامت از وی کوتاه کن پس از آن روز خواجه با از شیخ تکلیفی بحسن ندارد و خرج اهل و عیال
حسن بذمه خود گرفت صاحب رشحات میفرماید که حسن انداقی بن حسن بن حسین
بن امام عاقل فقیه حقانی بن عبدالکریم بن ابی حنیفه انداقی است و اجداد شریف
وی همه عالم و فقیه و فاضل بودند **وفات** خواجه حسن بتاریخ بست و ششم
شهر رمضان سال پانصد و پنجاه و دو هست و به بست و هفتم رمضان مدفون
گشت و مزار پرانوار وی در بخارا بیرون دروازه کلاآباد و در مزار خواجه اسحاق کلاآبادی
بجانب شرق مزار است **از مولف**

چون حسن محسن ولی اہل حسن
از جهان در زید در جنت وطن
سال وصلش فتح دین آمد عیان ۵۵۲
هم رقم شد عارف وعابد حسن ۵۵۲

شیخ عبدالله برقی قدس سره از بزرگان مشایخ و اعاظم علمای
دین است و در طریقت مرید و خلیفه خواجه یوسف همدانی بود و سالها سال بخدمت
شیخ حاضر مانده از فواید باطنی مستفیض و مستفید گشت و بدرجه علیا و مراتب والا
رسید و خلقی کثیر را بحق رسانید و اصل وی از خوارزم است و در قصبه برق سکونت
داشت و صاحب رشحات رحمة الله علیه میفرماید که خواجه عبدالله را برقی از آن
میگویند که آبا و اجداد وی گله گوسپندان داشتند و بره فروشی میکردند **وفات**
وی در سال پانصد و پنجاه و پنج و قبر مبارکش در بخارا بر سر پل شور است نزدیک
مزار شیخ ابوبکر کلاآبادی رحمة الله علیه **از مولف**

خواجه برقی ولی اہل عطا
از جهان چون رفت اندر جنان
رحلتش کاشف ولی حق بگو
نیز عبدالله امین برقی بخوان

خواجه احمد یسوی قدس سره جامع بود میان علوم ظاهری و باطنی و زهد
و ورع و تقوی در شریعت و طریقت درجه والا و رتبه علیا داشت و خرقه خلافت از
خواجه یوسف همدانی گرفت و بعد از پیر روشن ضمیر خود بر مسند ارشاد نشست مولد
وی قصبه یسی است از بلاد ترکستان وی در حالت طفولیت منظور نظر کیمیا اثر
شیخ ارسلان شد که از عظمای مشایخ ترک بود و شیخ باب ارسلان باشارت
حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت تربیت ظاهری و باطنی خواجه احمد میکرد

وخواجه احمد را در ملازمت وی ترقیات کلی واقع شدند و تا حیات شیخ باب ارسلان بخدمت حاضر ماند چون او وفات یافت در بخارا آمد و سلوک وی بخدمت خواجه یوسف ہمدانی باتمام رسید و صاحب تکمیل وارث او گشت و مخفی نماند که خواجه احمد یسوی سر حلقه مشایخ ترک است واکثر مشایخ ترک را انتساب در طریقت بوی است و ہزاران طالبان حق بتوجه موجه وی صاحب ارشاد شدند و وفات وی باتفاق اہل اخبار در سال پانصد و شصت و دو ہجری است و قبر در قصبه یسی است از مضافات ترکستان

شیخ احمد چون لفضل ایزدی	رفت در جنت ببزم احمدی	نیر نور الہی شد عیان ۵۶۲
سال وصل آن ولی متقی	نیر احمد کاشف حق کن رقم	ہم بگو احمد وصلے جنتی ۵۶۲

خواجه عبد الخالق غجدوانی قدس الله سره

از عظمای خلفای خواجه یوسف ہمدانی است و سر دفتر حلقه خواجگان نقشبندیه عالیه است مولد وی شہر غجدوان بفاصله شش فرسنگ از بخارا است و نام پدر بزرگوار وی خواجه عبد الجمیل است و نسب پدری وی بچند واسطه بامام مالک رضی الله عنه میرسد و والده ماجده وی از اولاد ملوک روم بود و پدری امام عبد الجمیل را با حضرت خضر علیه السلام عقد محبت و برادری منعقد بود چون والده خواجه بوی حامله گردید خضر علیه السلام والدش را بتولد پسر صالح بشارت داد و نام وی قبل از تولد عبد الخالق نہاد و ہنوز خواجه تولد نشده بود که والدینش از دیار روم بسبب حوادثات زمانه مع متعلقان جلاوطن شده اول بولایت ماوراء النهر آمدند من بعد در بخارا رونق افروز شده سکونت پذیر گردیدند و خواجه عبد الخالق در بخارا متولد شد و صاحب رشحات مینویسد که خواجه عبد الخالق بایام بچگی پیش شیخ صدر الدین استاد خود که از کبار علما و عظمای شہر بخارا بود قرآن میخواند چون بآیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیه رسید از استاد پرسید که اصل حقیقت ذکر تضرعا وخفیه چیست چراکه ذکر اگر بظاہر گفته آید و بآواز باشد ذاکر گرد خوف ریا است و چون ریا درمیان آمد حق ذاکر ادا نه گشت و اگر بدل گوید شیطان لعین بحکم حدیث ان الشیطان یجری فی آدم مجری الدم واقف میگردد و خطرها در خاطر ذاکر برانگیزد پس درینصورت

[illegible]

هم ذاکر حق ذکر خفیه او آنکه ده باشد حل این مشکل فرمایند اوستاد ازین تقریر دلپذیر حیران
بماند و گفت این علم لدنی است انشاء الله حل این عقده بچند سال دیگر بتو از جناب
الهی خواهد شد چنانچه تا عمر صد باو گفت خواجه منتظر حل این عقده از مشکلکشای ازلی
بود که روزی خضر علیه السلام نزد خواجه تشریف آورده طریق ذکر جهر و خفی بیاموخت و
و اجازت ذکر خفی داد و بر وقوف عددی هم واقف کرد و درین خاندان عالیشان
نقشبندیه اول شخص که ذکر خفی بوقوف عددی کرد خواجه عبد الخالق است و خضر
علیه السلام خواجه را بفرزندی قبول فرمود و در باب ذکر نفی و اثبات ارشاد کرد
که بحوض آب درآ و غوطه خور و بگو لا اله الا الله و حضرت خواجه فرمود که بست و
دو ساله بودم که خضر علیه السلام مرا بخدمت خواجه یوسف همدانی بمقام ماوراء النهر سپرده و
از وی استفاده تام و کشادگی کار خود یافتم و صاحب رشحات میفرماید
که خواجه عبد الخالق هر روز نماز یک وقت بخانه کعبه میگذارد و باز تشریف می آورد
و این از عظیم ترین خوارق او بود و خواجه را وصیت نامه ایست که در آداب طریقت
بفرزند دلبند خود خواجه اولیاء کبیر نوشته است و در آن تحریر فرموده که ای فرزند ترا
وصیت میکنم بتعلیم ادب و تقوی و اتباع سنت و جماعت و گذاردن نماز بجماعت و تعلیم
فقه و حدیث و تفسیر و پرهیز از صوفیان جاهل و عدم اشتهار احوال خود و آنکه امام و موذن
نباشی و حاکم و قاضی شهر نگردی و در قباله ها نام خود ننویسی و با ملوک صحبت نداری
و خانقاه بنا نکنی و خود را شیخ نگویانی و سماع بسیار نشنوی و از سماع هم انکار نه کنی
کم گوئی و کم خوری و کم خسپی و از خلق عام بگریزی و با مردان و زنان صحبت نداری
و بطلب دنیا مصروف نشوی بسیار گریه کنی و کم بخندی و از خنده قهقهه بالکل
محترز باشی و هیچ مخلوقی را از خود کمتر ندانی و خود را بهتر ندانی و ظاهر خود را میارای و تا توانی
در خدمت خلق سعی کنی و از جان و مال دریغ نداری و مشایخ را از جان عزیز داری و
بر افعال ایشان انکار نکنی و دل را مدام اندوهگین داری و باید که بدن تو لاغر و چشم تو گریان
و عمل تو خالص و دعای تو بتضرع و جامه تو کهنه و رفیق تو درویش و سرمایه تو

عبادت و خانهٔ تو سینه و قلب تو ذاکر و زبان تو شاکر و هم نفس تو ذکر و یار تو فکر باشد و بر طریق خواجگان قائم باشی که هوش در دم و نظر بر قدم و سفر در وطن و خلوت در انجمن و یاد کرد و نگاهداشت خواطر و خلق با خلق و وقوف زمانی و وقوف عددی و وقوف قلبی عبارت از آن است **و نقلست** که روزی عبدالخالق غجدوانی در ایام عاشوره در انجمن نشسته بود که جوانی از در درآمد بر صورت زاهدان خرقه در بر و سجاده بر کتف و در گوشهٔ حضرت بنشست خواجه بار بار بوی نظر میکرد و بعد از ساعتی آن جوان برخاست و روبروی خواجه آمده گفت رسول صلی الله علیه و سلم فرموده است اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله عز و جل سر این حدیث چیست فرمود سر این حدیث آنست که زنار ببری و در اسلام درآئی آن جوان گفت نعوذ بالله که مرا زنار باشد خواجه بخادمی اشارت کرد که خرقه از وی دور کنند چون خرقه از وی دور کردند زیر خرقه زناری پیدا شد آن جوان قائل شد و مرید شیخ گردید و در زمرهٔ اهل اسلام درآمد **وفات** شیخ در سال پانصد و هفتاد و پنج و مزار در غجدوان است

از مولد عبدخالق غجدوانی شیخ حق هم تو فهر با مطلع نور یقین	رفت از دنیا بفردوس برین باز محبوب نبی مجتبیٰ	ارتحالش آفتاب کامل است نیز تاج اولیا مهدی دین

خواجه حکیم آتا قدس سره صاحب عشق و محبت و شوق و ذوق جامع علوم صوری و معنوی از اعاظم خلفای شیخ احمد یسوی است مولد و مسکن وی ولایت خوارزم است و در موضعی که آن را آق قوزغان نامند سکونت داشت چون شیخ احمد یسوی وفات یافت بر مسند ارشاد بنشست تا بیست سال بر مسند ارشاد قائم بوده بارشاد طالبان حق پرداخت **وفات** وی در سال پانصد و هشتاد و دو است مزار پر انوار در موضع آق قوزغان است از موضع ...

چو پیوست با احکم الحاکمین دگر بهر سال ز اهل حکمت حکیم	حکیم جهان اهل حکمت حکیم	بسال شش جوان آفتاب جهان

خواجه عبدالملک قدس سره از اولیای نامدار و کبار مشایخ روزگار است در علم فقه و حدیث و تفسیر شهرهٔ آفاق بود و لمعات از آن جذب و عشق الهی دستگیر حال شد و بخدمت شیخ یسوی حاضر شد تکمیل کمال رسید و شیخ احمد را چندانکه

لطف و محبت در حق وی مصروف بود بحق پیوست نبود آخر صاحب سجاده ساخت و بخرقهٔ خلافت بنواخت **وفات** وی در سال پانصد و هشتاد و سه هجریست **قطعه**

خواجه عبد الملک سردار ملک	مالک فردوس شد فی کل حال
رحلتش کو منبع حق بادشاه	پیر عالمگیر هم سال وصال

خواجه منصور قدس سره از کبرای خلفای شیخ احمد یسوی و فرزند دلبند خواجه والاشان بابا ارسلان است اول تعلیم علوم ظاهری و تلقین طریقت از پدر بزرگوار خود یافت و تا حیات والد ماجد خویش بخدمتش حاضر شد چون وی وفات یافت بخدمت خواجه احمد یسوی آمد و بتکمیل رسید و خرقه خلافت و اجازت و ارشاد یافت و حضرت خواجه احمد پاس ادب وی بسیار داشتی و مریدان خود را برای تلقین وی بخدمت فرستادی **وفات** وی در سال پانصد و نود و چهار است

از مولف چو منصور از جهان رخت سفر	وصال پاک آن پیر خضر کی	یکی منصور حق اهل جلال است
وگر منصور محبوب ۵۹۴ ولی	خرد گفتا ۵۹۴ زمین منصور فرمود	زدل شد صاحب اسرار پیدا ۵۹۴

خواجه آتا قدس سره فرزند عزیز خواجه عبد الملک و پدر بزرگوار خواجه زنگی آتا است و در اوائل بتحصیل علوم دینی مشغول بود چون عالم عاقل و فاضل کامل شد در تحصیل علوم باطنی سرگرمی ورزید و بخدمت خواجه ابو احمد یسوی رسیده مرید گشت و بتوجه مرشد به مرتبه تکمیل رسیده از کاملان وقت شد گویند که خواجه تاج آتا چنان استغراق داشت که [illegible] بیگانه دائمی شناخت **وفات** وی در سال پانصد و نود و دو هجریست

قطعه از مولف	چو تاج آتا شه دین تاج عزت	ز رحلت شد تا پیدا [illegible]
عیان گردید سال ارتحالش	ز تاج اولیا محبوب مولی ۵۹۲	**خواجه سعید آتا قدس**

سره از خلفای نامدار خواجه احمد یسوی است و بعد از شیخ سالها سال بر مسند ارشاد نشسته و طالبان حق را بحق رسانید مسکن وی ولایت خوارزم بود **وفات** وی بسال ششصد و پانزده هجری است **از مولف**

شیخ عاشق صادق سعید	باسعادت شد چو در خلد برین
بهر سال ارتحال آنجناب	خواجه گل تحریر خوان عاشق سعید ۶۱۵ ۶۱۵

خواجه اولیا کبیر قدس سره از اعاظم خلفای حضرت عبد الخالق غجدوانی است

در اوایل حال پیش یکی از دانشمندان بخارا بتحصیل علم اشتغال داشت اتفاقا روزی خواجه عبد الخالق در بخارا مقداری گوشت از بازار خریده خود بر داشته می برد خواجه اولیا هم از آنجا میگذشت التماس کرد که گوشت بمن بدهید تا بهمراه شما بخانه رسانم حضرت گوشت حواله وی کرد چون در خانه رسیدند خواجه اولیا را نزد خود نشاندند و فرمود ساعتی آرام کن که طعام تیار شود تا باهم یکجا بخوریم چون اولیا بعد خوردن طعام مرخص شد حال خود دگرگون یافت فی الحال باز بخدمت حاضر آمد و مرید شد و مدام حاضر خدمت آنحضرت بماند تا دولت فرزندی و خرقه خلافت یافت **نقلست** که روزی خواجه اولیا در راه میرفت در عین راه دانشمندی که در بخارا درس میگفت بخواجه ملاقات کرد و ملامت گفتن آغاز نهاد و گفت که تو خواندن علم بالکل ترک کردی و کار خود و عمر ضایع ساختی حالا هم وقت هست نزد من بیا که ترا بکمال علم رسانم از استماع اینمعنی خواجه تبسم شد و فرمود که عجب است که تمام شب در بغل زن فاحشه بودی و چند بار بجرم زنا مرتکب شدی از حال خود شرمنده نمیشوی و مرا از راه خدا باز میداری دانشمند از گفت خواجه اولیا متحیر شد و بعجز پیش آمد و بهمراهی خواجه بخدمت خواجه عبد الخالق حاضر شده تائب گشت و مرید شد آورده اند که خواجه اولیا را چنان جذب و استغراق غالب حال بود که خیال غیر در قلب صافی وی خطور نکردی **وفات** خواجه اولیاء کبیر بقول صاحب تذکرة العاشقین در سال ششصد و بست و هفت است و مزار پر انوار در بخارا است و خواجه دهقان و خواجه ترکی و خواجه سوگان رحمة الله علیهم از خلفای خواجه اولیا

هست از مولف	شد ز دنیا بجنت الاکبر	شیخ والا کبیر محرم حق
از حبیب خدا وصالش جو ۶۲۷	نیز فرما کبیر محرم حق ۶۲۷	**خواجه زنگی آتا قدس**

حضرت وی از عظمای اولیاء و کبرای مشایخ ترکستان در ولایت تاشکند سکونت داشت هم پدر بزرگوار وی تاج آتا بن شیخ بابا ارسلان است اول در سایه عاطفت پدر بزرگوار خود تربیت یافته در علوم دینی و دنیاوی کامل و مکمل شد چون و حاجت یافت بخدمت خواجه حکیم آتا حاضر شد و خرقه خلافت یافت و بادشاه تغلق

مشغول شد. نقلست که خواجه حکیم آتا رحمة الله علیه را اهلیه بود عنبر نام که دختر براق خان
بود چون حکیم آتا سیاه فام بود روزی بی بی عنبر را بخاطر گذشت که خوش بودی که حکیم آتا
شوهرم سیاه فام نبودی بخبر داین خطره خواجه حکیم آگاه شده فرمود که زود باشد که تو
بسیاه تری از من مصاحب شوی بعد چند ماه حکیم آتا برحمت حق پیوست و زنگی آتا
بعد انقضای ایام عدت پیغام بمناکحت عنبر فرستاد و او انکار کرد خواجه زنگی در جواب گفته فرستاد
که شما را یاد باشد که شوهر مرحوم شما فرموده بود که زود باشد که بمصاحبت سیاه تری از
من مصاحب شوی آن سیاه تر منم و این کاریست که شدنی است بی بی عنبر
حیران شد چرا که سوای وی کسی دیگر بران حال آگاهی نداشت آخر تن بمناکحت خواجه
در داد و خواجه زنگی را از عنبر اولاد بزرگوار پیدا شد که همه عالم و عامل و فاضل و کامل
بودند و صاحب رشحات میفرماید که شیخ زنگی آتا را چهار خلفاست نامدار
مسمیان اوزن حسن و سید آتا و صدر آتا و بدر آتا کامل و مکمل بودند و احوال ظاهری
آن هر چهار حضرات والا درجات بخدمت خواجه زنگی اینست که در اوایل این هر چهار
حضرات در بخارا و تعلیم علوم ظاهری مصروف بودند چون از تحصیل علم فارغ شدند از بخارا
برای تحصیل علم طریقت روانه شدند چون بولایت تاشکند رسیدند در صحرای گذشتند
سیاهی دیدند تا لبهای بزرگ و سطبر سیاه رنگ که گله گاوان پیش خود داشته
میچرانید و آن سیاه خواجه زنگی آتا بود و طریق وی همین بود که ابتدای حال برای حصول
قوت حلال گاوان تاشکند میچرانید و آن هر چهار طالب علم هم زیر درختی آرام کردند
و دیدند که همان سیاه وضو کرد و بذکر مشغول شد چون گاوان آواز ذکر شنیدند
همه از صحرا فراهم آمدند و بگرد خواجه نشستند چون از ذکر فارغ شدند هر چهار طالب علم
بخدمت حاضر شدند و بعد سلام روبرو نشستند خواجه پرسید که شما کیانید و از کجا نید
و بکجا عزم دارید عرض کردند که بعد تحصیل علوم ظاهری حالا در پی تلاش هادی راه طریقت هستیم
آخر جوینده یابنده است دستیاب خواهد شد باستماع این خواجه بهر چهار طرف نگاه کرد و
فرمود که من درین وقت بهر چهار سوی عالم که دیدم و نظر کردم در هفت اقلیم غیر خود نمی بینم

که شما را همراه دهانند سید آتا و بدر آتا چون این سخن شنیدند در دل ایشان انکاری پدید آمد
و سید آتا در دل اندیشید که من سید و عالم و فاضل ام مرید این زنگی سیاه فام که گاوان
میچرانید میشوم و بدر آتا در دل اندیشید که این زنگی شتر لب چه میگوید که غیر من در عالم کسی دیگر
نیست اما اوزن حسن و صدر آتا در دل گذرانیدند که شاید او سبحانه تعالی نعمت حصه ما در
همین زنگی ودیعت نهاده باشد خواجه زنگی اگرچه از صفای باطن بر خطرات هر چهار کس
واقف بود اما از زبان مبارک هیچ نفرمود پس اول اوزن حسن و بعد از آن صدر آتا
دست بیعت بدست خواجه دادند و سید آتا و بدر آتا چون دیدند که هر دو رفیقان بخدمت خواجه
ارادت آوردند علیحدگی از رفیقان مناسب ندانسته مرید خواجه زنگی شدند چون اوزن حسن
و صدر آتا بلا انکار با خلاص تمام بیعت کرده بودند در چند ایام بمقصود رسیدند اما بدر آتا
و سید آتا هر چند که ریاضت میکشند و شب و روز بکار مشغول بودند عقده کار ایشان
نمی کشاد و در آتش رشک و حسرت می سوختند آخر کار سید آتا بخدمت بی بی عنبر
محبوبه مطلوبه خواجه زنگی حاضر شده زار زار بگریست و برای شفاعت خود بخدمت
پیر روشن استدعا نمود آن عفیفه شفاعت وی بذمه خود قبول کرد و فرمود که تو خود
را در نمد سیاه پیچیده بر سر راه خواجه زنگی بینداز علی الصباح که خواجه برای طهارت بیرون
آید ترا با آن حال خواهد دید یقین است که بر تو رحم خواهد کرد چون شب شد بی بی عنبر بخدمت
خواجه شفاعت سید آتا کرد و بسیار زاری نمود خواجه فرمود که او در دل خود را بسیادت
کشیده و غرور علمیت کرده حالا کار او در چند روز بالا تر خواهد شد علی الصباح چون خواجه برای
طهارت بیرون آمد چیزی سیاه در راه او فتاده دید پای خود بر روی نهاد سید آتا که در
نمد سیاه پیچیده افتاده بود پای خواجه را بوسه داد خواجه پرسید که کیست عرض کرد که عاجز و
غریب احمد است که در دماغ او بوی علمیت و سیادت نمانده است خواجه او را از
نمد بیرون کشیده در بغل خود جا داد و بسینه خود چسپاند فی الحال عقده کشائی وی
بعمل آمد و در چند روز بمدرجه ارشاد رسید چنین بدر آتا که گره کشائی کار وی نمیشد
به شفاعت بی بی عنبر همراه خود رسید و خرقه خلافت یافت نقل است

که سیدآتا که نام او سید احمد است بخواجه عزیزان علی رامتنی که از اجله خواجگان این طریق است نهایت محبت داشت و سالها در بخارا بسر برد ند وفات خواجه زنگی در سال ششصد و پنجاه و ششم است و مزار پر انوار وی در ولایت شاش است پر از انوار و برکت و تا حال هر کسے که برای حصول مراد دینی یا دنیاوی بر مزار وی میرود نامراد نمیگردد و چنانچه مولانا محمد قاضی در رساله سیر قاضی میفرماید که هر گاه بر قبر خواجه زنگی هیرفتم آواز الله الله می شنیدم

از مولف

چو در خلد معلی از جهان رفت	جناب خواجه مسعود زنگی
ولی الله مرشد گو وصالش	دو بار اعاشق محمود زنگی

خواجه احمد صدیق خلیفه عبد الخالق غجدوانی قدس سره است از کبرای مشایخ و عظمای اولیای این خاندان عالیشان بودند در زهد و ورع و تقوی یگانه زمانه و وحید عصر بعد وفات پیر روشن ضمیر بر مسند ارشاد نشست و در بخارا بسیار طالبان حق را بحق رسانید چون وفات وے نزدیک رسید همه مریدان که بخدمت وی قیام داشتند حواله خواجه عارف ریوگری فرمود که همه خدامش بخدمت خواجه عارف حاضر شده تکمیل یافتند وفات وے در سال ششصد و پنجاه و هفت و مزار پر انوار در قصبه بغدان که از بخارا بفاصله سه فرسنگ است واقع شده و شیخ عمر طویل یافت که زیاده از یک صد سال بود

از مولف

شد چو از دنیا بفردوس برین	احمد صدیق صدیق زمان
هست وصلش قطب عالم مجتبی	هم فقیر احمدی صدیق دان

خواجه سلیمان کرمینی قدس الله باسراره از خلفای بزرگ حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی است بغایت علم و عامل و متقی و در قصبه کرمین سکونت داشت و قبر وی هم در آنجا است که از بخارا بفاصله دوازده فرسنگ راه است و خواجه سلیمان کرمینی دو خلیفه کامل و مکمل داشت یکی محمد شاه بخاری دوم شیخ سعد الدین غجدوانی که بعد شیخ سلیمان بر مسند ارشاد نشسته اند و بهدایت خلق مشغول شده اند علاوه از آن شیخ الاسلام بخاری هم از کبار اصحاب خلفای وی و پیر شیخ بخارائی است وفات خواجه سلیمان در سال ششصد و پنجاه و هجرت است از سفینه الصالحین

چون سلیمان خواجه عالی مکان	شد بجنت بر تو افگن مثل ماه	سال وصل او بسر و شه عیان
از دلی جو سلیمان پادشاه		

خواجه سید آتا قدس سره نام نامی وی سید احمد

از خلفای نامدار خواجه زنگی است و نبیره شیخ سابق در تذکره مناقب خواجه زنگی ارقام یافت از بزرگان و سیدان این طایفه بود و نقلست که روزی سید آتا در صحرا میگذشت دهقانی در کار زراعت مشغول بود پرسید که ای دهقان چه کاشته میکنی جواب گفت که ارزن میکارم تمام این زمین ارزن را بخوبی بر نیارد و اکثر تخم ضایع میگردد و با استماع این سخن سید آتا بدین زمین خطاب کرد و فرمود که خبردار تخم این دهقان ضایع نگردانی پس در آنسال ارزن بسیار از آن زمین پیدا شد بلکه تا پنج سال دیگر در هر موسم از آن زمین ارزن بیکاشت تخم پیدا میگشت **وفات** سید آتا در سال هفتصد و دو است

از مولف سید آتا شیر اهل یقین	شد چو در خلد علی از جهان	شاه ابرار است سال وصل او
شیر سید مقتدا کامل ابدان	سال وصل او شهادت کن رقم	شاه دانای و هادی مخدوم خوان

و از جمله خلفای نامدار سید آتا یکی خواجه اسماعیل است که بعد سید آتا سالها سال بر سجاده خلافت و مشیخت نشست و هزارها طالبان را بهدایت و ارشاد رسانید و بعد از شیخ اسماعیل شیخ اسحاق هم پسر خلیفه قائم مقام او گشت که در زهد و تقوی و عبادت طاق و شهره آفاق بود و خواجه صدر آتا خلیفه اعظم خواجه زنگی هم چون وفات یافت بجای خواجه این بر سجاده مشیخت نشست و بهدایت سالکان راه حق مشغول شد و بعد از خواجه این خواجه شیخ علی و بعد شیخ علی خواجه محمود و خواجه کمال بر مسند ارشاد و هدایت نشستند **خواجه غریب قدس الله سره** فرزند دلبند خواجه اولیاء کبیر است و خرقه خلافت هم از پدر بزرگوار خود داشت بغایت بزرگ بود و متقی و متورع و صاحب ارشاد و بعد از مرگ خواجه سوگان که از اعاظم خلفای پدر وی بود بر سجاده مشیخت نشست و در فتح آباد که مدفن شیخ سیف الدین است سکونت میداشت و در عهد وی شیخ مجذوب القلوب شیخ حسن بخاری از جانب اوروس و بلغار بولایت بخارا آمده بخدمت وی حاضر شد و در آن وقت عمر خواجه

قریب نود ساله بود **شیخ سیف الدین** و خواجه فاوند تاج الدین سامی که از اکابر وقت بودند میفرمایند که شیخ بلغاری علیه رحمة الله الباری فرموده است که من در مدت حیات خود بسیار اولیای اهل قلوب را خدمت کردم کسی شخص مثل خواجه عجیب غریب که در زهد و تقوی و کرامت و خوارق و خلق و رخلق ثانی نداشت و خواجه اولیا پارسا ساکن غزین نهی متصل بخارا و خواجه حسن ساکن ساوری و خواجه اولیا غریب و خواجه اولیا رحمة الله علیهم هر چهار از خلفای نامدار خواجه غریب اند **وفات خواجه غریب** در سال هفتصد و

دوازده هجری است از مولف	چون غریب الوقت یافت غربت به	یافت غربت شد مسافر زین جهان
مرشد الکونین و آن تاریخ او	نیز سرور محبوبان مشکل گشا	**حضرت خواجه ریوگری**

قدس سره از عظمای اولیای و کبرای مشائخ اتقیا ترک است در علم و حلم و زهد و تقوی و ریاضت و عبادت و متابعت سنت شان عالی و رتبه والا داشت و خرقه خلافت از دست حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی پوشید و تا حیات خواجه عبد الخالق بخدمت و حاضر مانده فائده برداشت و بعد وفات پیر روشن ضمیر بر سجاده ارشاد نشست و بارشاد طالبان حق مصروف ماند چنانچه سلسله نسبت و ارادت حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند قدس الله سره العزیز از جمله خلفای خواجه عبد الخالق غجدوانی بخدمت خواجه عارف میرسد **وفات** آن جامع الکمالات در سال هفتصد و پانزده حسب القول صاحب رشحات و مدفن وی قصبه ریوگر است که دهی از دهات مضافات بخارا بفاصله شش فرسنگ از بخارا واقع است و خواجه عارف عمری طویل یافت که از عهده خواجه عبد الخالق تا این سال

که سال وفات وی است حیات بود از مولف		عارف آن عارف و ولی خدا
متصل شد بوصل سبحانی	خواجه اهل دین بگو سالش	نیز عارف امین ربانی
نیز درویش صادق آمد است	رحلت آن ولی یزدانی	**خواجه محمود انجیر فغنوی**

قدس سره از اجل اصحاب و افضل احباب و اعظم خلفای خواجه عارف ریوگری است و از همه یاران وی ممتاز در خلوت و جلوت دمساز بود و مولد وی قصبه انجیر فغنی است که دهی از مضافات شهر بخارا بفاصله سه فرسنگ است و در قصبه وابکنی سکونت

دهقنت و مدام بکسب گلکاری اشتغال و حصول وجه معاش از کسب حلال میکرد و اکثر
رغبت وی سوای ذکر خفی بذکر جهر بسیار بود چنانچه روزی در مجلس وی کسی بذکر جهر مشغول بود
درین اثنا خواجه حافظ الدین که از کبار علمای بخارا بود حاضر وقت شد و پرسید که بطریق شما ذکر خفی گویید
و شما بذکر جهر محبت دارید باعث این چیست فرمود تا خفتگان بیدار و غافلان آگاه شوند و از
غفلت و خواب برآمده روبراه آرند و خواجه محمود میفرمود که ذکر جهر آن کس را سزاوار است
که دلش از ریا و زبانش از دروغ و غیبت و حلق او از لقمهٔ حرام و چشمش از نظر بد و
توجه بغیر حق پاک باشد نقلست که خواجه علی رامیتنی که از اجلهٔ اصحاب خواجه محمود بود روزی
با سایر احباب خود بذکر جهر مشغول بود ناگاه دیدند که مرغی سفید برنگ بزرگ پروازکنان از
بالای سر ایشان میگذشت و چون نزدیک رسید بزبان فصیح گفت که ای علی مردانه باش
و بکار مشغول شو از دیدن آن مرغ و شنیدن این سخن کیفیتی پیدا شد که جمله اهل محفل
از ذات درد و فیض و ظهور اسرار بیهوش شدند چون بخود آمدند استفسار اینحال
از خواجه علی کردند فرمود که مرغ روح پرفتوح حضرت خواجه محمود است که حقتعالی ویرا این
کرامت عطا فرموده است که هر روز در آن مقامیکه حقتعالی با موسی علیه السلام چندین هزار
کلمه گفته است رجوع مینماید و بقالب عنصری هر مخلوقی که میخواهد متشکل میگردد و در همین وقت
خواجه دهقان قلبی را که خلیفه نخستین خواجه اولیای کبیر است عمر به آخر رسیده بود و او بجناب
کبریا دعا کرد که الهی بوقت آخرین من شخصی را از دوستان خود نزد من بفرست که ببرکت
قدوم او ایمان بسلامت برم بنابران روح خواجه محمود باشارت ربانی از مقام اعلی
علیین پرواز نموده نزد خواجه دهقان رسید و بعد انجام تجهیز وی از راه فرط محبت و
عنایت خود که بحال من مصروف دارد و ازین راه گذر کرد وفات شیخ محمود بقول صاحب
سفینة الاولیا بسال هفتصد و پانزده و بروایت تذکرة الاصفیا و تذکرة العاشقین در سال
هفتصد و هفده هجریست

از مولف

چون مکان در جنت محمود یافت	حامد و محمود شیخ الاصفیا
هم بخوان محمود تاج الاصفیا	شاه عرفانی است سال وصل او

خواجه میر حسین المشهور بمیر خورد قدس سره از سادات عظام و بزرگان

این خاندان عالیشان نقشبندیه است و خرقهٔ خلافت از دست خواجه محمود یافت و برادر دیگر هست خواجه حسن نام که اینهم از اصحاب و احباب خواجه محمود بود و وفات در سال هفتصد و

نوزده هجری است و قبر در موضع وابکنی از مضافات بخارا آز مولف	با جمال و حسن شد حسن بهشت

چون حسین آن پیر دلبند حسین	صاحب تحقیق سال وصل است	نیز فرما پیر فرزند حسین ۷۱۹

خواجه علی رامتنی قدس سره از اعاظم خلفای شیخ محمود انجیر فغنوی و کبری مشایخ خاندان نقشبندیه و لقب وی در سلسله این خاندان خواجه عزیزان علی هست مقامات رفیعه و کرامات عجیبه داشت و برای حصول قوت حلال بکسب بافندگی مشغول بیامد مولد شریف وی موضع رامتن هست که قصبه بزرگ از مضافات بخارا بدو فرسنگ واقع هست **نقلست** که شیخ بدرالدین میدانی که از اکابر اصحاب شیخ حسن بلغار است بخدمت وی حاضر شد و پرسید که واذکروا الله ذکرا کثیرا که بدان ماموریم ذکر جهر است یا خفی فرمود که مبتدی را ذکر جهر و منتهی را ذکر خفی **نقلست** که از خواجه عزیزان علی پرسیدند که ایمان چیست فرمود که کندن و پیوستن یعنی از دنیا کندن و بحق پیوستن **و نقلست** که خواجه عزیزان اکثر فرمودی که حسین بن منصور را که پای بلغزید و اگر در آنوقت کسی از فرزندان یعنی مریدان عبد الخالق غجدوانی بودی هر آئینه امداد وی کردی و او را از مقام وحدت وجودی عروج دادی **نقلست** که خواجه سید آتا که ذکر وی سابق مذکور شده همعصر خواجه عزیزان علی بود و با خواجه عزیزان نااتفاقی داشت روزی از سید آتا بنسبت خواجه عزیزان کلماتی چند منافی ادب بر زبان آمدند اتفاقا در همان ایام ترکان تاخت آوردند و پسر سید آتا را اسیری بردند سید آتا دانست که این حادثه بسبب بی ادبی هست که بخدمت عزیزان علی از من بوقوع آمد و بمقام معذرت آمده بخدمت خواجه عزیزان علی حاضر شد و استدعا نمود که توجه نمائید که پسر من بیاید خواجه خاموش بود و چون سفره بگستردند خواجه عزیزان فرمودند که علی دست بر طعام نخواهد نهاد تا وقتیکه پسر سید آتا حاضر نگردد و بعد از لحظه بگذشت و حاضران منتظر بودند که ناگاه پسر سید آتا از در در آمد بیکبارگی شوری از اهل محفل برخاست و حیران بماندند و از پسر استفسار حال کردند گفت

که من زیاده ازین نمیدانم که همینوقت در دست جمعی از ترکان گرفتار بودم و مرا اسیر کرده بدیار خود می بردند و اکنون خود را می بینم که پیش شما حاضرم پس باتفاق همدگر طعام خوردند و سپیدا تا یکی از اهل ارادت آنحضرت گشت نقلست که روزی در خانهٔ خواجه علی فاقه دو روزه بود و اهل خانقاه از فاقه بنهایت تنگ بودند ناگاه غلامی طعام فروشی که یکی از مخلصان شیخ بود دیگی پر از پلاو در پیش حاضر کرده و برای قبول نیاز نیازمندی نمود خواجه از آن حال خورسند شده و فرمود که دروازه اجابت والاست هرچه خواهی بخواه غلام نهایت زیرک بود گفت که دیگر التجا ندارم همین تمناست که من در ظاهر و باطن بشکل و صورت شما شوم فرمود که این امر باری عظیم هست که تو طاقت تحمل آن نداری عرض کرد که مراد من همین است آینده اختیار بدست تست فرمود که بسیار خوب پس دستش گرفته بخلوت برد و دربرو نشاند و متوجه حال وی شد بعد از ساعتی بحسب ظاهر و باطن صورت غلام بعینه صورت حضرت خواجه شد مگر مستانه و بیهوش بود و تا چهل روز زیست بعد ازان برحمت حق پیوست و خواجه عزیزان را دو فرزند عزیز بودند هر دو عالم و فاضل و عارف کامل که از علوم ظاهری و باطنی بهره وافر داشتند یکی ازان خواجه خورد دو فرزند کلان که خواجه محمد نام داشت دوم خواجه ابراهیم فرزند خورد وی که بوقت وفات خود خرقه خلافت و سجاده ارشاد بوی عطا فرمود و گفت که اگرچه حق سجاده نشینی حق فرزند کلان است اما پسر کلان را بعد از ما در دنیا چندان قیام نیست لهذا او را ازین کار معاف داشتیم پس همچنان بوقوع آمد که بعد وفات حضرت خواجه بروز چهلم فرزند کلان وی هم وفات یافت و خواجه عزیزان را چهار خلفای نامدار یگانه روزگار و صاحب حال و قال و اهل فضل و کمال بودند و هر چهار بعد وفات خواجه بارشاد طالبان حق مصروف ماندند که نام نامی هر چهار نامدار بنام پاک محمد است اول خواجه محمد کلاه دوز که مزار پرانوار وی در خوارزم است دوم خواجه محمد صلاح بلخی که در شهر بلخ آسوده است سیوم خواجه محمد یاوردی که مرقد معلی او در خوارزم واقع شده چهارم خواجه محمد باباسماسی رحمة الله علیهم اجمعین وفات خواجه عزیزان علی بشهادت قول صاحب رشحات و سفینة الاولیا وغیره در سال هفتصد و بست و یک هجری بتاریخ بست و هشتم ماه ذیقعده است و مزار پرانوار

درخوارزم واقع شده از مولف	قدر عالی و عمر عالی یافت	چون علی شد بجنت العالی
گو علی بو تراب رحلت او	نیز عاشق ولی عزیزان علی	وصل او بنده عبد داد این است
هم علی مجتبی عزیز نسب	ایضا چون علی عالی همه والی منزلت	شان اصلی یافت در فردوس زیشان علی
سال ترحیلش چو جستم از خرد آمد ندا	طالب حق شما بود از عزیزان علی	تاج نورانی ز دل شد جلوه گر زد جیل او
بار دیگر عارف اهل یقین جان علی	خواجه محمد بابا سماسی قدس سره از خلفای نامدار خواجه	

عزیزان علی است و مدتی مدید بخدمت پیر روشن ضمیر خود حاضر مانده فائده های عظیم حاصل کرده و چون خواجه عزیزان باشارت غیبی از بخارا در خوارزم تشریف برد خواجه محمد بابا همراه وی بود مولد و مسکن وی قریه سماس از توابع قصبه رامتنی است و از بخارا بفاصله سه کروه واقع است و صاحب رشحات میفرماید که خواجه بهاء الدین شاه نقشبند را بابا سماسی بفرزندی قبول فرموده تربیت فرموده بود و قبل از ولادت خواجه بهاء الدین هر گاه که بابا سماسی بر کوشک هندوان میگذشت میفرمود که ازین خاک بوی مردی می آید که امام طریقت باشد و زود باشد که قصر هندوان قصر عارفان گردد و بعد از تولد خواجه بهاء الدین چون سه روز گذشته گذرش بابا بقصر هندوان افتاد و فرمود که حالا آن بوی زیاده شده است شاید که آن مرد تولد شده باشد چون این خبر بجد بزرگوار خواجه بهاء الدین رسید نبیره خود را بخدمت خواجه بابا آورد خواجه بعد ملاحظه باهتمام تمام فرمود که این طفل فرزند ما است و ما بفرزندی او را قبول کردیم و باصحاب گفت که اینهمان شخص است که بوی او را شنیدیم زود باشد که مقتدای وقت و امام طریقت شود و با امیر کلال که خلیفه اعظم خواجه بابا بود فرمود که فرزند خود بهاء الدین بتو حواله کردم تربیت ظاهری و باطنی او ذمه تست زنهار تقصیر نکنی باستماع این معنی روی بزمین آورد و دست بر سینه نهاده عرض کرد که مرد نباشم اگر تقصیر کنم و خواجه بهاء الدین شاه نقشبند قدس الله سره میفرماید که چون خواستم که متاهل شوم جد من مرا بخدمت بابا سماسی فرستاد و بدین مراد که بابا بموقع کتخدائی من تشریف آرند و برکت قدم حضرت بابا بدین منازل برسد چون بلقای وی مشرف شدم اول کرامتی که مشاهده کردم این بود که در آن شب

و دیدن نیاز و تضرعی پیدا شده بود بر خاستم و در مسجد خواجه در آمدم و دو رکعت نماز گذاردم و سر بسجده نهادم و دعا کردم الهی قوت کشیدن بلای خود و تحمل محنت و محبت خود م اعطا کن چون بامدادان بخدمت خواجه حاضر آمدم فرمود ای فرزند دعا چنین نباید گفت که الهی آنچه رضای تو در آن است این بندهٔ ضعیف را بران دار و اگر خداوند تعالی از راه حکمت کامله خود بدوستی بلا میفرستد بعنایت خویش آن دوست را قوت تحمل بلا هم عطا میفرماید باختیار خود طلب بلا نباید کرد که گستاخی است بعد از آن طعام حاضر شد چون بخوردیم قرصی باقی ماند آنرا بمن داد و فرمود که نزد خود نگهدار در خاطر من گذشت که اینجا سیر خوردیم و همین ساعت بمنزل خود خواهم رسید این نان را در راه بچه کار خواهد آمد چون روانه شدم من در رکاب و دست به نیاز تمام میرفتم و اگر تفرقه در باطن من پیدا میشد میفرمود که خاطر را از خطرات بیگانه نگاه میباید داشت و در راه بمنزل یکی از محبان فرود آمدیم آن محب به بشاشت تمام پیش آمد لیکن صورت اضطراب بر جبین وی ظاهر بود خواجه باعث اضطراب از وی پرسید گفت که کاسهٔ شیر دارم اما نان حاضر نیست که بخورم خواجه بمن متوجه شده فرمود که نانی که داری حواله این کس بکن آخر بکار آمد و تو در دل اندیشه میکردی که بچه کار خواهد آمد و خواجه باباسماسی را چهار خلفای نامدار بودند یکی خواجه صوفی سوخاری که قبر وی در سوخار بفاصله دو فرسنگ از بخارا است دوم خواجه محمود سماسی که فرزند حضرت خواجه است و نیز خلیفه اعظم وی بود سیوم خواجه دانشمند چهارم میر سید کلال رحمة الله علیهم اجمعین **وفات** حضرت خواجه محمد باباسماسی در سال هفتصد و پنجاه و پنج است مزار پر انوار در قصبه سماسی است از

مولف چون محمد حامد ذات اله	محمد گویان رفت در قصر جنان	حلتش مخدوم اقبال آمده است ۷۵۵
هم محمد متقی جان جهان ۷۵۵	ایضاً در خلد چو از دیار دنیا	مطلوب فدا محمد آمد
تاریخ وصال او ز سرور	محبوب فدا محمد ۷۵۵ آمد	**خواجه میر سید کلال**

قدس الله سره المتعال از اجله خلفای و اعاظم مریدان خواجه محمد سماسی است در علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت از اولیای عهد گوی سبقت برده و شرف سیادت نیز داشت مولد وی قریه سوخار است و پیشه کلالی مشغول می بود *

وصاحب رشحات میفرماید که والده شریفه حضرت میر میفرمود که وقتیکه میر کلال
در بطن عفت من بود آن وقت اگر گاهی لقمهٔ شبهه میخوردم بدرد شکم مبتلا میگشتم آخر چون توقفی
میکردم خلاص می‌یافتم چون این واقعه مکرر رسید که بوقوع آمد دانستم که وقوع این معنی بسبب وجود
این طفل است باز در لقمه احتیاط تمام میکردم نقلست که چون میر کلال بعمر شباب رسید
کشتی میگرفت روزی در معرکه کشتی گیران حاضر بود که شخصی دران معرکه در دل
گذرانید که این سید زاده کشتی میگیرد هر آئینه لایق قدر عالی او نیست که این طریق
اهل بدعت است بمجرد خطور این خطره آنکس در حالتیکه نشسته بود بخواب رفت و دید
که قیامت قائم شده و آنکس در گل ولای تا بسینه فرو رفته است نمی‌تواند که بدر آید
ناگاه دید که امیر کلال پیدا شد و هر دو بازوی بدستهای مبارک گرفته از گل بدر آورد
چون بیدار شد معرکه کشتی باختتام رسیده بود میر کلال بوی مخاطب شده فرمود که
از برای همین روز که تو در خواب دیده کشتی میگیرم که مثل شما کسان را که در گل ولای
درمانده باشند بمدد همت برآرم آن شخص در قدم آمد و تائب شد نقلست که در ابتدای
حال روزی هنگامه کشتی حضرت میر قائم و هزارها مخلوق حاضر بود اتفاقاً محمد بابا سماسی را بدان
طرف گذر افتاد بنظاره آن ایستاده خیلی توقف کرد بعضی اصحاب در دل گذرانیدند که
باعث چیست که خواجه سماسی بنظاره این بدعتیان ناکاره ایستاده اند محمد بابا بدین
خطره ایشان بنور باطن واقف شده فرمود که درین معرکه مردی است که بسی مردان
بصحبت و برکت وی بکمال خواهند رسید پس میخواهم که او را صید دام خود کنم درین
سخن بود که میر کلال را نظر بجانب خواجه افتاد و از غایت جذب و کشش خواجه بتافت
و خود را بر پای خواجه انداخت و چون خواجه از آنجا روانه شد پا برکاب وی بود تا بخانقاه
آمد و مرید شد و بکمالات ظاهری و باطنی رسید و باز روی کشتی ندید و حضرت
بابا وی را بفرزندی قبول فرمود و بخرقه خلافت نواخته جانشین خود کرد و گویند که خلفای
میر کلال چهار صد و چهارده تن بودند که هر یکی از ایشان صاحب ارشاد بودند وفات
میر کلال بقول صاحب رشحات روز پنجشنبه وقت نماز بامداد هشتم ماه

جمادی الاول سال هفتصد و هفتاد و دو هجری و مزار گوهر بار در قصبه سوخار است

قطعه از مولف
رفت چو با عز و با رتبه بخلد
میر جهان سید امجد کلال
گفت بتاریخ وصالش خرد
بود ثناگوی محمد کلال
ایضاً میر جنت مقام چو با عز و وقار
سید اکرام شه اسعد کلال
گفت تاریخ وصال او خرد
پیر سید پیشوا امجد کلال

خواجه بهاء الدین شاه نقشبند قدس الله سره از عظمای اولیای و کبرای خلفای میر سید کلال است امام طریقت و پیر حقیقت و مقتدای شریعت پیشوای اهل سنت و جماعت بود و کرامت ولایت و خوارق در طفولیت از وی بمرتبهٔ بیشمر چنانچه از والده ماجده آنجناب منقول است که فرزند بهاء الدین چهار ساله عمر داشت و ماده گاوی حامله بود روزی اشارت بماده گاو کرد و گفت که چنان معلوم میشود که ماده گاو گوساله سفید پیشانی خواهد آورد چنانچه همچنان بوقوع آمد که فرموده بود و نیز خواجه بابا سماسی قبل از تولد وی باصحاب خود بشارت داده که شخصی از مقام قصر عارفان امام طریقت پیدا خواهد شد و هنوز طفل سه روزه بود که خواجه سماسی ویرا بفرزندی قبول کرد و برای تربیت ظاهری و باطنی حواله میر سید کلال نمود و نیز خواجه بهاء الدین سوای آنکه سلسله ارادت بمیر سید کلال داشت از روحانیت خواجه عبدالخالق غجدوانی نسبت اویسی بود چنانچه از آنجناب منقول است که شبی در مبادی احوال در حال جذب و استغراق بسر مزارات متبرکه از مزارهای بخارا رسیدم و بر سر هر مزار چراغی افروخته دیدم که با وجود موجودگی روغن و فتیله روشنی کم داشتند و فتیله ها محتاج بودند که اگر اندک حرکت بایشان داده آید از دهان چراغ بیرون آیند و بخوبی افروخته شوند چراغ ها را همان حال گذاشتم و در و بروی مزار آخرین رسیدم متوجه بقبله نشستم و از خود غائب شدم مشاهده کردم که دیوار قبله گورستان شق شد و تختی بزرگ پیدا آمد پرده های سبز فرو هشته و گرداگرد آن تخت جماعتی بزرگ ایستاده در میان ایشان خواجه بابا محمد سماسی را بشناختم و دانستم که از گذشتگان اند پس از آن جماعت شخصی مرا گفت که بر این تخت خواجه عبدالخالق غجدوانی با رونق افروز است و این جماعت خلفای ایشان اند

وبهریک اشارت کرد که این خواجه احمد صدیق واین اولیای کبیر واین خواجه عارف ریوگری
واین محمود الخیر فغنوی واین خواجه علی رامتنی است وخواجه محمد باباسماسی را خود می‌شناسی
پس خواجه عبدالخالق غجدوانی عنایت باحال من کرده کلاهی عطا فرمود وگفت که کرامت این کلاه
اینست که بلای نازل شده از برکت پوشنده این کلاه رفع شود بعد ازان بعنایت که مبدا ر
سلوک و وسط ونهایت آن تعلق دارد بامن درمیان آورد وفرمود که چراغ که باین
کیفیت بتو باز نموده اند اشارت است ترا باستعداد و قابلیت این راه که فتیله استعداد را
درحرکت می باید آورد تا روشن شوند وحضرت شاه نقشبند شرافت وسیادت و
نجابت موروثی داشت چنانچه حسب قول شیخ شرف الدین محمد نقشبندی صاحب
روضة السلام نسب آبائی وی بچند واسطه بحضرت امام جعفر صادق میرسد بدین طریق
که حضرت شاه بهاء الدین بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین بن سید برهان الدین
بن سید عبدالله بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن
سید برهان الدین بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی خلوتی
بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی تقی بن امام
محمد تقی بن موسی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی الله عنهم اجمعین و وی
اگرچه بظاهر توسل سلسله بامیر سید کلال داشت اما فیض اویسی از روحانیت خواجه عبدالخالق
غجدوانی نیز حاصل کرده وپیران صحبت وی خواجه قثم وخلیل آتا ترکی بوده اند لطافت
که چون حضرت شاه بکه معظمه رسید در آن روز حجاج قربان میکردند فرمود که ماهم یک پسر
داریم در راه خدا قربان کردیم پس بهاء الدین صاحبزاده آنجناب در بخارا فوت شد وصاحب
رشحات نیز فرماید که درسلسله این خاندان از عهد خواجه محمود فغنوی تا زمان میر سید کلال
جمیع خواجگان ذکر خفی را با ذکر جهر جمع کرده بودند چون عهد حضرت خواجه بهاء الدین رسید
از غیب بذکر خفی مامور شد واز ذکر جهر اجتناب ورزید و وقتی که دیگر اصحاب میر کلال
بذکر جهر مصروف می شدند خواجه بهاء الدین ازان مجلس بیرون میرفت واینمعنی
بر خاطر جمیع اصحاب ناگوار میگذشت آخر اصحاب شکایت این امر پیش حضرت

میر بردند حضرت میر بجواب آن هیچ نفرمود تا روزیکه جمیع اصحاب از خرد و بزرگ قریب
پانصد کس در مسجد که تعمیر کرده او بود جمع بودند حضرت میر بجمیع اصحاب و احباب مخاطب
شده فرمود که شما در حق فرزندم بهاء الدین شکایت ها دارند غلط کرده اند و هر چه که ازو صادر
هست بفرمان الهی هست و وی بدان کار خفی مامور هست من بعد بخواجه بهاء الدین مخاطب
شده فرمود که حکم و اشارت خواجه محمد بابا سماسی پیر روشن ضمیر خود را در حق تربیت شما بجا
آوردم الحال مرغ همت شما بلند پرواز هست از طرف ما اجازت هست بهر جائیکه خواهید بروید
و از هر شخصیکه فائده یابید مختار اید هر چه که نزد ما بود بشما دادیم خواجه بهاء الدین از عنایات حضرت میر
شکرانه ها کرده و مرخص شده تا هفت سال بمولانا عارف مصاحب ماند و بعد ازان بخدمت
خواجه خلیل تا دوازده سال مستفید و مستفیض گشت بعد ازان دو بار بسفر حجاز تشریف
برده و درین سفر یکبار ثانی بخواجه محمد پارسا همراه بود و طریق شیخ بهاء الدین نقشبند
مطابق شرع شریف بود و مذهب امام اعظم ابو حنیفه داشت بلکه اکثر مشایخ این طریق
حنفی مذهب بودند نقلست که از شاه نقشبند پرسیدند که در طریق شما ذکر جهر
و خلوت نیست پس بنای طریق شما بر چیست فرمود که بظاهر با خلق و بباطن با حق و این
شعر بخواند شعر از درون شو آشنا و از برون بیگانه وش ؛ کاینچنین زیبا روش
کم می بود اندر جهان ؛ نقلست که شخصے از شاه نقشبند طلب کرامت کرد و فرمود
کرامت ما ظاهر هست که با وجود چندین بار گناه بر روی زمین میتوانم رفت و زمین از
بار گناه ما غرق نمیشود و نقلست که شیخ قطب الدین نام شخصے از اصحاب خواجه
نقشبند بود و خواجه او را فرمود که بکبوترخانه برو و یک کبوتربچه برای شیخ بیار چون آورد
یک کبوتربچه بجمله کبوتران بسیار خوشرنگ بود دلش بوی میل کرد او را نزد خود
نگاهداشت و دیگر کبوتربچگان را نزد خواجه برد چون طعام پختند و خواجه از دست خود
همه اصحاب را تقسیم کرد و شیخ قطب الدین را نان خشک عطا کرد و گفت که تو از
کبوتران حصه خود زنده گرفته لهذا نان خشک یافتی و صاحب رساله بهائیه
در ذکر مقامات نقشبندیه وجه تسمیه و خطاب لفظ نقشبندیه بآنجناب میفرماید که حضرت

[illegible]

خواجه سفر میمود که من و پدر و مادر من بصنعت کمخاب بافی و نقش و نگاران مشغول بودیم
ازین سبب به نقشبند مشهور شدیم **ولادت** شاه نقشبند در سال هفتصد و بست و هشت
و **وفات** بتاریخ سوم ربیع الاول سن هفتصد و نود و یک هجری هست و مدت عمر شریف
هفتاد و سه سال و مولد و مدفن وی دیه قصر عارفان است که بفاصلهٔ یک فرسنگ از بخارا است
و نقلست که بوقت وفات خود شاه نقشبند هر دو دست بدعا برداشت و در حق
همه پیروان دعای خیر فرمود و چون دست مبارک بر روی آورد نفس مبارک منقطع
شد و نیز بوقت وفات خود وصیت کرد که همراه جنازهٔ من کلمهٔ شهادت و کلام الهی نخوانند
که بی ادبی ست البته یک شخص بآواز بلند و لحن خوش این رباعی خوانده باشد **رباعی**

مفلسانیم آمده در کوی تو شیئاً لله از جمال روی تو	دست بگشا جانب زنبیل ما آفرین بر دست و بر بازوی تو

قطعهٔ تاریخ وفات شاه نقشبند که در رشحات آورده است

رفت شاه نقشبند آن خواجه دنیا و دین	آنکه بود شاه راه دین و دولت ملتش	مسکن و ماوای او چون بود قصر عارفان
قصر عرفان زین سبب آمد بسال رحلتش	از مولف نقشبند نقش نقاش ازل	آن بهاء الدین شه هر دو جهان
زاید اشکال تا تو لید او ست	قطب عالی نقشبند آمد عیانش	صاحب مخدوم و صلش آمده است
هم بگو مخدوم نامی است جوان	**ایضاً از مولف**	شاه والاشان بهاء الدین امام باصفا
آنکه شد روشن بنام او کمال نقشبند	سال ترحیلش چو سرو جست خرد و خرم	بهاء الدین امام باکمال نقشبند

شیخ یادگار رکن سرورنی قدس سره از خلفای نامدار میر سید کلال است و وطن
قریه رکن سرورن که از بخارا بفاصلهٔ دو فرسنگ واقع است داشته و حضرت میر تربیت
شاه امیر فرزند سوم خود را بوی حواله نموده چنانچه شاه امیر بتوجه آن پیر روشن ضمیر بدرجا[ت]

والا رسید وفات وی در سال هشتصد هجری است	یادگار اهل عرفان یادگار
جان نثار اولیای نقشبند یادو ماند از عقل سال وصل او	یادگار اولیای نقشبند

خواجه علاء الدین عطار قدس سره نام نامی وی محمد بن محمد البخاری است
و اصل وی از بخارا بود و از اعاظم خلفای و سجاده نشین حضرت شاه نقشبند است
و سوای خلافت رشتهٔ دامادی هم بحضرت نقشبند داشت و ایام خوردی طبع مبارکش

مائل بفقر بود و بعد وفات پدر مائل بمال پدری نشد و بعلم ظاهری اشتغال نمود و هنوز
طفل بود که شاه نقشبند بوالده اش ارشاد کرد که هرگاه که علاء الدین بالغ شود مرا
اطلاع ده چون وقت بلوغت رسید خواجه خود از قصر عارفان بشهر در آمد و در مدرسه که خواجه
علاء الدین در آن تعلیم علم میکرد تشریف برد و دید که خواجه علاء الدین در حجره بر یک بوریا کهنه
نشسته بمطالعه کتاب مصروف و خشت پخته بالای بالین نهاده است چون علاء الدین را نظر
بر جمال باکمال شاه نقشبند افتاد بتعظیم برخاست و بجای خود نشاند بعد از آن حضرت شاه
بخواجه علاء الدین فرمود که در خانه من دختری است که نسبت بحد بلوغ رسیده اگر قبول کنی تجهیز و تزویج تو
دهم عرض کرد که زهی سعادت این کمترین لیکن از اسباب دنیاوی چیزی ندارم که به تهیه اسباب آن
بخرج آرم فرمود که برای تو و دختر من رزقی است مقدر و مقرر که از خزانه غیب خواهد رسید
ازین غم ملال و ملال در خاطر میار پس عقد نکاح صبیه معصومه خود بخواجه علاء الدین عطار بربست
و از بطن عفت آن عفیفه خواجه حسن عطار متولد شد و سوای آن سه فرزند سعادتمند دیگر که بنام
نامی خواجه شهاب الدین و خواجه مبارک و علاء الدین موسوم بودند در خانه خواجه علاء الدین
عطار بوجود آمدند و بعد از نکاح خواجه علاء الدین بخدمت حضرت شاه نقشبند حاضر شده
بکسب طریقت مشغول شد و حضرت خواجه وی را برای کسر رعونیت مولویت حکم داد که
بارکشی ترتیب داده و سیب چند در آن نهاده در بازار بفروشند و از آن قوت
حلال خود حاصل کنید خواجه علاء الدین بهزار خوشدلی قبول فرموده و بارکش بر سر نهاده
در بازار میگشت و سیب میفروخت چون مدتی بر اینکار بر آمد کارش بلند تر شد
و باین درجه رسید که حضرت شاه تربیت همه طالبان راه حق بخواجه علاء الدین تفویض
فرمود و بخرقه خلافت و نیابت بنواخت نقلست که در ایامیکه درمیان علمای
بخارا که فریقی از آن منکران رویت و فرقه مقبلان رویت و لقای ربانی بودند
مباحثه عظیم افتاد هر دو فریق برای تصفیه این اختلاف و اختتام این بحث بخواجه
علاء الدین عطار رجوع آوردند خواجه وقفه سه روز در تصفیه این امر درمیان انداخت
و بمنکران رویت الهی فرمود که شما سه روز متواتر بوقت حلقه تعلیم طالبان طریقت

تنها بیائید و بعد وضوی جدید نمود باز شنید این مسئله را حل خود بخود ایشان حل خواهد شد ایشان همچنان کردند و نوبت سوم آنچنان کیفیتی و کشف انوار الٰهی وارد حال ایشان گشت که از خود بیخود شده فریاد برآوردند که رویت دیدار الٰهی حق است بعد ازان دست ارادت بدامان آنحضرت زده تمام عمر در ارادت و خدمت خواجه علاء الدین ماندند و بمدارج عالی رسیدند و صاحب رشحات میفرماید که چون ایام وفات خواجه علاء الدین نزدیک رسید بروز دوشنبه دوم ماه رجب سنه هشتصد و دو هجری مقدسه بیمار شد و بشب چهارشنبه بعد از نماز عشا ازین دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست و بتاریخ بستم رجب سنه مذکور چون خزانه مدفون زمین گشت و بشب اولین کور درویشی که از مریدان وی بود خواجه را بخواب دید فرمود که آنچه ما را از کرامت الٰهی حاصل شده از تحریر و تقریر زاید است لیکن کمتر از آن اینست که مرا حکم دادند که تا چهل فرسنگ از قبر تو هر کسی که در زمین مدفون گردد او را به شفاعت تو بخشند مولد و مسکن و مدفن خواجه علاء الدین عطار موضع جغانیان است رحمة الله علیه

از مولوش علاء الدین چو از دنیای فانی	بجنت یافت از درگاه حق بار	عجب تاریخ وصلش جلوه گر شد
ز نور دین علاء الدین عطار	دگر مخدوم هادی انام است	چو خواهی رحلت آن شاه ابرار
دگر باره ولی الله مخدوم	بجو ازان هم کاشف عرفان نگار	وقطعه تاریخ وفات خواجه عطار
که درج کتاب روضه السلام است این است		ز دنیا رفت چون آن شاه عطا
که در انشانی گنجد کمالش	سراهد اشکست و گفت با اتفت	امام راستین سال وصالش

خواجه علاء الدین بخاری قدس سره از اجل اصحاب و کرام احباب خواجه بهاء الدین شاه نقشبند است اول بخدمت با عظمت خواجه میر کلال ارادت آورد و چندی بخدمت با برکت وی حاضر مانده تلقین طریقه و ذکر یافت چون حضرت میر کلال ازین دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست خواجه علاء الدین بخدمت حضرت شاه نقشبند حاضر شد و تکمیل یافت و یکی از کاملان وقت شد و صاحب ارشاد گردید و وی بوقت خود صاحب کشف کرامات عالیه و خوارق جلیه بود و استغراق و جذب

بجد کمال داشت که اکثر اوقات در حالت کلام از خود غایب میشد و حسن خلق و شیرین کلامی بحدی بود که هر کسی که یکبار بخدمت وی حاضر شدی باز علیحده نگشتی و در کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن نظیری نداشت و بارها بوضو عشاء نماز فجر ادا کردی و هر روز در نماز تهجد ختم قرآن نمودی و بعد نماز فجر تا چاشت در ذکر و فکر مصروف ماندی **وفات**

وی در سال هشتصد و دو هجری است **از مولف**		قدر اعلی یافت در خلد برین
چون علاء الدین بجنت شد ز دنیا ولی	سال ترحیلش هست شمس عارفان	هم علاء الدین محب متقی

خواجه میر عمر بن میر کلال قدس الله سره المتعال از اولیای نامدار و مشائخ ذوی الاقتدار این خاندان است و وی فرزند چهارم سید میر کلال بود و در نظر فیض پدر بزرگوار از همه بزرگ و عزیز و حسب الارشاد حضرت میر نزد خواجه جمال الدین هستانی تربیت یافته و بمراتب کمال و ارشاد رسید **وفات** وی در هشتصد و ست

بوقوع آمد **از مولف**	شد بجنت چون عمر مثل عمر	روح پاک او بحق موصول شد
طرفه سال ارتحال او عیان	از امیر دین عمر مقبول شد	

خواجه شاه امیر بن میر کلال قدس سره فرزند سیوم خواجه میر کلال است در زهد و تقوی و عبادت و متابعت سنت یگانه آفاق و در صدق و محبت طاق بود و برای حصول قوت حلال نمک از صحرا آوردی و میفروخت و بعد فراغ به تربیت و تلقین طالبان حق می پرداخت **وفات** شاه میر در سال هشتصد و چار هجری است **از مولف**

میر جنت شد چو با عز و وقار	سرور عشاق امجد شاه میر	گفت تاریخ وصال او خرد
زبدهٔ آفاق امجد شاه میر	ایضاً بست رخت سفر بعزت و جا	از قدم میر صاحب جنت
رحلتش متقی و مقبولست گو	کن رقم میر صاحب جنت	

خواجه عارف دیک گرانی قدس الله باسراره السامی از اعاظم خلفای و کبار اصحاب سید میر کلال است و حضرت میر بار با میفرمود که مثل این دو تن یکی خواجه بهاء الدین نقشبند و دوم مولانا عارف دیک گرانی از خلفای من کسی دیگر نیست و خواجه بهاء الدین هم بعد از فوت سید میر تا هفت سال نزد مولانا عارف یکجا بود و نهایت رعایت ادب و حرمت خواجه عارف مرعی میداشت حتی که چون شیخ عارف بر آب دریا وضو میکرد

شیخ بهاء الدین بهائی که فروتر از خواجه عارف نمی بود و برای وضو می نشست و در راه باهم از
قدم خواجه عارف قدمی روا نمیداشت و در راه حجاز هم همراه یکدیگر ماندند نقلست
که شخصی درسنگی نامی درویشی از خویشان خواجه عارف بود و بذکر جهر اشتغال داشت
خواجه نزد وی میرفت و او را منع میکرد که ذکر جهر گفتن کسی را مسلم و روا است که نه با نفس
از دروغ و غیبت پاک باشد آنکس قبول نکرد و چون ممانعت خواجه دو سه بار بوقوع آمد
دوی باز نیامد فرمود که اگر حالا هم ذکر جهر خواهی گفت گاوان و مواشی تو خواهند مرد مگر او
قبول نکرد و بدستور ذکر جهر گفت همه مواشی او در دو روز بمردند درویش بخدمت
خواجه عزیزان رامیتنی رفت و شکایت کرد فرمود که حالا هم اگر خیر مطلوب است
بخدمت خواجه عارف برو و بر ماضی معذرت کن و آینده مستغفر شو آخر درویش بخدمت
خواجه آمد و عذر تقصیر خواست و تائب گشت خواجه دعا کرد و گفت که در مواشی تو خدا
برکت دهاد و به برکت و تاثیر دعای آنجناب درویش در اندک زمانه بسیار مواشی حاصل
کرد و مدام بذکر خفی مشغول می ماند نقلست که وقتی متصل مسکن خواجه عارف دریا بسبب
آنکه سیلی عظیم آمده بود نزدیک رسید سکنای دیه از غرق ترسیدند و رجوع بحضرت
خواجه آوردند خواجه بذات مبارک خود در آب دریا درآمد و فرمود که اگر قدری طاقت داری
مرا از جا ببر ورنه از آزار دهی غربا و غرق کردن مسکن ایشان چه حاصل فی الحال سیلاب
تسکین یافت و آب دریا بجائیکه بود رسید و خواجه عارف را دو خلیفه کامل مکمل
یکی مولانا شرف الدین بخارایی دوم امیر نقشبند و یکی کرائی اند که بعد وی بمسند ارشاد
نشسته طالبان را بحق رسانیدند و مقصود بیان ایشان نمودند وفات خواجه عارف
در سال هشتصد و چهار است و مزار پر انوار در قریه دیک کران از توابع بخارا بر لب
آب کوهک بفاصله نه فرسنگ از بخارا بر سر راه واقع است از مولف

مولد عرفان بخلد والا یافت	عارف متقی شه جنت	عارف جنت آشنا رکبیر
هم بفرما ولی شه جنت	میر برهان بن میر کلال قدس الله سره المتعال	

فرزند و خلیفه نخستین حضرت میر کلال است در فقر و ریاضت و اتباع سنت و جماعت شافی

عالی و رتبه والا داشت و چون بحد بلوغ رسید میر کلال وی را برای تربیت ظاهری و باطنی بشیخ بهاء الدین نقشبند تفویض فرمود چون شاه متوجه حال وی شد حالتی رو داد که مدام در جذبه قوی و سکر بودی و قطع علایق و خلایق نمود و هرگز با کسی انس و آرام نگرفت و **شیخ نیک بخاری** که یکی از مریدان حضرت میر کلال بود نقل میکند که هر بار که من با میر برهان ملاقات میکردم وی براه فرط جذب کیفیت باطنی مرا میربود برای اظهار همین بخدمت شاه نقشبند رفتم هنوز نوبت بعرض نرسیده بود که فرمود از امیر سید برهان شکایت داری عرض کردم که آری فرمود در آن زمان که میر برهان متوجه تو شود تو بسوی من متوجه شو و تصور کن که این وجود من نیست وجود خواجه نقشبند است بار دیگر بخدمت میر برهان آمدم چون میر متوجه بمن شد من بحضرت خواجه متوجه شدم دیدم که حال سید امیر دگرگون گشت و بیهوش شده از پا در افتاد و زان بعد هرگز باز بتصرف کیفیت من متوجه نشد **وفات میر برهان** در سال هشتصد و پنج هجری است **از مولف**

میر برهان صاحب برهان ولی | شد چو در جنت وصالش ای پسر
میر برهان میر دین طیب است ۸۰۵ | نیز برخوان میر برهان نامور ۸۰۵

خواجه شیخ محمد قدس سره از کبار اصحاب و احباب سید میر کلال است از کاملان عهد و مشایخ وقت خود بود **وفات** وے در سال هشتصد و پنج هجری است **از مولف**

جلوه گر شد در جنان مانند ماه

چون محمد مطلع انوار دین | جان نثار آمد وصال پاک او
هم محمد واقف اسرار دین ۸۰۵

مولانا بهاء الدین قشلاقی قدس سره از مصاحبان خاص و محبان بالاختصاص خواجه میر کلال است جامع علوم ظاهری و باطنی و مخزن رموز صوری و معنوی صاحب آیات و کرامات بود و مولد وی موضع قشلاق است که از بخارا بفاصله دوازده فرسنگ است و استاد علم و حدیث خواجه نقشبند و پدر مولانا عارف دیگ گرانی است و با خواجه شمس الدین کلال و خواجه علاء الدین کن سروے و مولانا جلال الدین کشی و مولانا بهاء الدین طوابعی و شیخ بدر الدین مهدانی که همه خلفای عظام سید میر کلال بودند بغایت محبت و اختلاط داشت **وفات** وی در سال هشتصد

وسیمبر است از مؤلف | چون بهاء الدین از این دار فنا | رخت رحلت بست در دار بقا
سال وصل آنجناب محترم | عاشق الصادق بهاء الدین بخوان

خواجه میر حمزه قدس سره

از خلفای میر کلال فرزند دوم آنجناب است و حضرت میر وی را بنام نامی پدر بزرگوار خود که بنام میر حمزه موسوم بود موسوم کرد و گاهی وی را بنام وی میخواندند بلکه بابا میر میفرمود کرامت و خوارق بسیار از وی سر میزد و در ارشاد طالبان آیتی از آیات الهی بود و هر کسی که بخدمت وی حاضر گشتی بروز اول بیعت بتوجه وی قلب طالب ذاکر شدی و در سه روز ذکر سلطان الاذکار از هر رگ و پوست طالب جاری میگردید و بعد وفات پدر بزرگوار بسجاده مشیخت نشست و سالها سال بهدایت طالبان خدا مصروف ماند و برای حصول قوت حلال صیادی کردی و آنچه از شکار حاصل میشد سه حصه براه خدا دادی و یک حصه بخرچ خود آوردی و کتاب مقامات میر حمزه از تالیف وی است و وفات وی باقوال صحیح در سال هشتصد و هشت هجری است از مؤلف

میر حمزه گشته چون سوی بهشت
سال وصل آن شه والا مکان | محرم اسرار محبوب است نیز ۸۰۹ | میر حمزه و شیخ کامل بدان

شیخ جمال الدین بستانی قدس سره

از خلفای کرام و اصحاب عظام میر سید کلال است و حضرت میر وی را بغایت محترم داشتی و فرزند چهارم خود خواجه عمر را برای تربیت ظاهری و باطنی حواله وی فرموده بود و وفات وی در سال هشتصد و سیزده هجری بوقوع آمد از مؤلف

چون جمال الدین جمال خلد یافت
گو بسال رحلتش آن سرورا | سالک مسعود مهتاب جمال | هم جمال الدین شه دار البقا

خواجه امیر کلال واشی قدس سره

از اجله اصحاب و اعاظم احباب میر کلال است و در قریه واشی که سه فرسنگ از بخارا است سکونت داشت و حضرت خواجه علاء الدین عطار پیش از وصول بملازمت خواجه بهاء الدین نقشبند اول تعلیم ذکر ازوی کرده بود و وفات وی در سال هشتصد و شانزده هجری ببهشت عدن راه یافت

از مؤلف | بعد از آنکه چو شد میر خلد شهنشاه ابرار میر کلان | وصالش عیان میر روشن است

دیگر یار سردار میر کلان | بابا شیخ مبارک بخاری قدس الله سره

از اصحاب کبار میر حمزه است و بعض برانند که از اصحاب و احباب میر کلال بود الا
اینمعنی به ثبوت نپیوسته که شیخ مبارک که از اصحاب میر کلال است و وی کرینکی
است و در قریه کرینک سکونت داشت و این شیخ مبارک بخاریست که از خلفای
میر حمزه و بزرگان وقت بود و خواجه محمد پارسا قدس سره با وجود حصول صحبت شاه نقشبند
بصحبت وی میرفت و خواجه عمر بخاری و شیخ احمد خوارزمی و مولانا عطاء الله سمرقندی
و خواجه محمود حموی و مولانا نور الدین کرینکی و سید احمد کرینکی و شیخ حسن و شیخ تاج الدین
و شیخ علی خواجه تسقی که جمله از اعاظم خلفای امیر حمزه بودند بخدمت وی حاضر آمده مستفید
و مستفیض میشدند وفات وی در سال هشتصد و هفتده هجریست از مولف

مبارک شد که در خلد برین رفت | مبارک شاه حق آگاه مقبول
هم اهل دل مبارک شاه مقبول | عیان شد ماه اختر قبر سالش

خواجه حسام الدین شاشی و بخاری قدس سره

از کبار خلفای میر حمزه است جامع علوم ظاهری و باطنی بود و در علم طریقت و شریعت
و حدیث تفسیر بوقت خود از علمای وقت گوی سبقت برده اصل وی از شاش است
و در بخارا سکونت داشت در مبادی حال سلسله ارادت بشیخ محمد سوختی که از کبار مشایخ
وقت بود قائم کرد بعد ازان بخدمت میر حمزه آمد و جامه ارادت پوشید و تربیت و تکمیل
یافت جذب و استغراق و جمعیت بر طبع مبارک وی غالب بود و در حال و قال طاق و در
علم و عمل شهره آفاق و در تحریر بی مذاق و از غایت حلم و کرم و لطف هر کسیکه یکبار بخدمت
وی حاضر شدی باز علیحدگی ممکن نبود و از نهایت گرمی محبت حقانی آنچنان گرم بود
که در موسم زمستان در یخ می نشست و سینه خود کشاده هوا میخورد و آب سرد
بر سینه می پاشید و چند سال که بتکلیف وی میرزا الغ بیگ حاکم بخارا در
بخارا قاضی شد حلقه مریدان علیحده و حلقه اهل خصوصیت و معتقدات علیحده تربیت
میداد و خود در حلقه خصوصیان اجلاس میفرمود و از ظاهر اهل خصوصیت باطن با اهل
ارادت مشغول میماند و مقدمات ظاهری و باطنی هر دو فیصل میشدند خواجه عبد الله

احرار نقشبند سیفر باید که چون مولانا حمید الدین والد بزرگوار خواجه حسام الدین شاشی بمرض موت مریض شد و بحالت نزع رسید خواجه حسام الدین بر بالین پدر حاضر شد والد را مشوش یافت گفت ای پدر شما را چه حالت در پیش است که باعث تشویش و پشیمانی است گفت از من چیزی میطلبند که ندارم یعنی از من قلب سلیم میخواهند حیرانم و از این سبب در تشویش و پشیمانی سرگردانم گفت که ساعتی بقلب خود متوجه باشید چون پدر متوجه شد خود هم سر در مراقبه فرو برد و بعد از ساعتی مولانا حمید الدین چشم باز کرد و گفت جزاک الله فی الدارین خیرا درینوقت چیزی یافتم که در تمام عمر نیافته بودم بعد از ان چشم پوشید و جان بحق تسلیم کرد **وفات خواجه حسام الدین** در سال هشتصد و نوزده هجری بیت از مولف

شد نهان خواجه حسام الدین	چون بزیر زمین بصورت گنج
هم بخوان خواجه حسام الدین ۸۱۹	وصل او مهدی ملک سیرت ۸۱۹

خواجه محمد پارسا قدس الله سره نام نامی و اسم گرامی وی محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری است و از خلفاء عظیم الشان شاه نقشبند بود در زهد و ورع و تقوی و علوم ظاهری و باطن بوقت خود ثانی نداشت و در روز اول که خواجه پارسا بخدمت خواجه شاه نقشبند حاضر شد خواجه اندرون خانه خود تشریف داشت بر دهلیز دروازه رفته دستک زد و خود بیرون در ایستاد درین اثنا خادمان از کنیزان حضرت شاه از بیرون اندرون خانه بخدمت خواجه رسید خواجه از وی پرسید که بیرون در کیست عرض کرد که شخصی بصورت متقی و پارسا بیرون در ایستاده است فرمود که فی الحقیقت پارسا است و نام او هم پارسا خواهد بود و بعد از آن بیرون تشریف اورد و گفت که نام شما پارسا نهادیم انشاء الله اسم با مسمی خواهید بود از آنروز خواجه محمد مخاطب بخطاب پارسا گشت و بهمین نام اشتهار یافت و صاحب رشحات عین الحیات میفرماید که در زمان خواجه محمد پارسا چون میرزا الغ بیگ حاکم سمرقند حاکم بخارا شد محدثان ماوراء النهر که بحضرت خواجه نزاع دلی داشتند از راه بغض و حسد بعرض میرزا الغ بیگ رسانیدند که خواجه محمد پارسا در بخارا احادیث بسیار نقل میکند که صحت آنها بسند صحیح معلوم نیست باشاره آن یعنی میرزا الغ بیگ

برای تحقیقات اینمعنی خواجه را نزد خود طلبداشت و خواجه پارسا مع عصام الدین که شیخ الاسلام سمرقند
بود و جمیع اصحاب و دیگر اعاظم و دانشمندان مجمعی ساخته در سمرقند تشریف برده و مجلسی
عالی مراقب شد و مرزا الغ بیگ هم دران مجمع بذات خود حاضر گردید اول خواجه پارسا
حدیثی فرمود که حاسدان ازان انکار بوده و پرسیدند که سند این حدیث چیست فرمود که
سناد این حدیث بر من ثابت نشده ازین سخن حاسدان خوشدل شدند و بعد ازان
خواجه لحظه مراقب شده فرمود که اگر این حدیث در فلان مسند یافته شود منکران و
معاندان قبول کنند چه آن کتاب مذکور بالکل نایاب بود و در آن وقت حاضر شدن کتاب
بسیار اشکال داشت آخر خواجه بشیخ الاسلام عصام الدین مخاطب شده فرمود که در کتابخانه
شما در فلان مقام و فلان طاق در زیر فلان فلان کتاب این کتاب مسند موجود است بطلبید
چونکه خواجه پارسا گاهی در کتابخانه عصام الدین نرفته بود و نه گاهی آن مقام ملاحظه
فرموده و نه گاهی وی آن کتاب را در کتابخانه خود دیده بود ازین سبب حیران بماند
لیکن امتثالا لامر الشیخ غلام برای طلب کتاب بخانه خود فرستاد و بعد لحظه غلام آن کتاب
را بجنس حاضر آورده و بدست عصام الدین داد خواجه فرمود که این حدیث در فلان
جزو و فلان صفحه و فلان سطر نوشته است ببینید چون کتاب را کشادند حدیث مذکور بعینه
بروایات صحیحه در آنجا نوشته یافتند خروش از اهل محفل برخاست و اهل عناد منفعل
شده بازگشتند و مرزا الغ بیگ بسبب طلبیدن آنحضرت معذرتها کرد و بعزت تمام
بازگردانید و نیز صاحب رشحات میفرماید که بایامیکه مرزا خلیل پسر محمد جهانگیر
که فرزند میر تیمور بود در سمرقند بادشاه بود و مرزا شاهرخ در خراسان حکومت میکرد خواجه
پارسا گاه گاه جهت کفایت مهمات اهل اسلام رقعه خود بمرزا شاهرخ تحریر میفرمود
مرزا خلیل بادشاه سمرقند را اینمعنی بغایت ناخوش آمد و اهل عناد بسیار تغیرے
را بمزاج او راه دادند حتی که مرزا خلیل قاصدی بخدمت خواجه فرستاد و نوشت
که شما را ازینجانب وحشت گو لکن رفتن واجب است که اهل آنجا از حلیه اسلام معرا
اند شاید که از برکت قدوم شما مشرف باسلام شوند و در اصل مطلب او ازینمعنی

ن بود که از ملک من به در دهد چون این پیغام بشنید فرمود که باش شنیده ام که اول طواف
مزارات خواجگان بجا کنیم فی الحال اسپ طلبیدند و سوار شدند و بهمراهی ملا عبد الرحیم و دیگر
خادمان اول به قصر عارفان تشریف برد و بعد از زیارت مزار شاه نقشبند از آنجا
بسوخار به مزار امیر سید کلال رسید و بعد از زیارت سوار شد و روی جانب خراسان
آورد و فرمود همه را زیر و زبر کن ذره باید و شد تا بدانند که امر و زور ما درین میدان کیست
و از آنجا در بخارا آمده در همان بخارا خبر رسید که مرزا شاهرخ برای تسخیر ملک سمرقند از خراسان
در رسید بعد از آن در چند روز بعد جنگ خلیل مرزا خلیل بقتل رسید و پوشیده
نماند که حضرت پارسا دو بار بسفر مبارک بیت الله تشریف برد کرت اول که در
ملازمت حضرت شاه نقشبند و کرت ثانی در محرم سنه هشتصد و بیست و دو روانه
سفر بیت الحرام از راه نسف و بلخ و هرات بعد از زیارت مزارات متبرکه شد و همه
مشایخ عظام و علمای کرام بخارا همرکاب آنجناب بودند چون بمکه معظمه رسیدند مرض صعب
عاید حال آنحضرت شد چنانچه طواف وداع در عماری گذارد و از آنجا متوجه مدینه گشت
و بعد مشرف شدن بشرف زیارت حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیة بروز
پنجشنبه سال هشتصد و بیست و سه بجوار رحمت حق پیوست و متصل قبر عالیه حضرت
امیر المومنین عباس رضی الله عنه مدفون گشت در آنوقت عمر شریف وی هفتاد و سه ساله
بود و از خواجه ابو نصر پارسا فرزند دلبند خواجه محمد پارسا منقولست که در آنشب که والد بزرگوار
من برحمت حق پیوست بسر بالین وی حاضر بودم چون انتقال فرمود حاضر شدم و روی مبارکش
را گشادم تا زیارت کنم چشم بگشاد و تبسم فرمود ازین سبب قلق و اضطراب من زیاده شد طرف
پای ایشان آمدم و روی خود را بر کف پای آنجناب نهادم پای خود را بالا کشید الا ان اولیاء

الله لا یموتون از مولف	بادشاه دین محمد پارسا	عارف حق پارسای باکمال
چون ازین دنیا بجنت رخت بست	هست محیی الدین محیی سال وصال [۸۲۳]	هم حبیب ذو الجلال آمد عیان [۸۲۳]
پارسا پیر پارسا نور کمال	و در کتاب روضة الاسلام مصنفه حضرت شیخ شرف الدین	

کشمیری نقشبندی وفات خواجه پارسا روز چهارشنبه بیست و سیوم ماه ذی الحجه سال

هشتصد و بست و دو هجری مندرج است و تاریخ انجاب تصنیف کردهٔ شیخ احمد تهیری
که درج کتاب مذکور هست اینست ؛ چون محمد رفت هاتف گفته است ؛ سال وصالش
بدر برج عارفین ؛ **خواجه سید شریف جرجانی قدس الله سره**
از جملهٔ منظوران و مقبولان خواجه علاء الدین عطار است اول در مدرسه تیموریه به تعلیم علم
ظاهری معروف ماند و بعد از تحصیل علوم بملازمت خواجه علاء الدین عطار رسید
و بشرف ارادت مشرف گشت و بمقامات سنیه و حالات علیه رسید و حالات
بیخودی و استغراق چنان بروی غالب شد که از خود هم خبر نداشت **وفات وی**
در سال هشتصد و بست و پنج هجری ست و بسال هشتصد و بست و چار نیز گفته اند

مولف سید شریف دو جهان ‖ خواجه والا ولی دین حنیف
خواجه دهر است سال وصل او ‖ نیز سید هادی عالم شریف

خواجه عبید الله امامی قدس سره از اعاظم علما
کبری اولیای خاندان عالیشان نقشبندی هست و خرقه خلافت از دست خواجه علاء الدین
عطار پوشیده و میفرمود که اول بار که بخدمت خواجه علاء الدین حاضر شدم خواجه این بیت
از زبان گوهر افشان خود فرمودند ؛ تو مباش اصلا کمال اینست و بس ؛ تو در او گم شو
وصال اینست و بس ؛ **وفات** وی در سال هشتصد و بست و پنج هجری ست از مولف

امام خلد شه با عز و اکرام ‖ چو عبید الله امام اکبر دین
وصالش هشت ابد تاج ابرار ٨٢٥ ‖ هم عبید الله پیر رهبر دین ٨٢٥

خواجه حسن عطار قدس سره فرزند دلبند خواجه علاء الدین
عطار بوده و در ایام طفلی منظور نظر کیمیا اثر شاه نقشبند شد بدین نهایت که حضرت شام و
پگاه خواجه حسن را در سایه عاطفت خود پرورش نمودی و پسر فرزند خواندی نقلست
که روزی خواجه حسن با اطفال هم عمر در باغ بازی میکرد و بر گوساله سوار بود و طفلان دیگر
پیاده ایستاده درین اثنا شاه نقشبند درباغ تشریف آورد و خواجه حسن را بدین حال
دیده تبسم فرمود و ارشاد کرد که زود باشد که خواجه حسن سوار باشد و بادشاه روی
زمین در رکاب وی پیاده بدود پس همچنان بوقوع آمد که مرزا شاه رخ بادشاه
از غایت اخلاص که بخواجه حسن داشت چون خواجه سوار شدی پا پیاده

در کتاب آنجناب رشحات و صاحب نفحات الانس میفرماید که خواجه حسن جذبه
و تصرف و استغراق قوی میداشت و شخصی که بدست بوسی وی مشرف شدی از غایت
جذبه از پا درافتادی نقلست که روزی علی الصباح خواجه از خانهٔ فیض کاشانهٔ خود
بیرون آمد و کیفیتی عالی داشت دهقانی بر دروازه فیض اندازه ایستاده بود چون
نظر کیمیا اثر بر وی افتاده علم لدنی بر دهقان مکشوف گشتند و از علما متبحر شد و
صاحب رشحات میفرماید که هر کسی که یکبار بوقت کیفیت نظر بر روی مبارک
خواجه حسن کردی بیهوش گشتی و بهر مریضی که توجه موجه مصروف می فرمود
فی الحال شفا یافت و نیز از رشحات منقولست که چون خواجه حسن در شیراز تشریف
برد مخلصی که بخواجه سخت اخلاص داشت بیمار بود و توجه بر صحت وی برگماشت از هاتف
غیب ندای در رسید که اگر مرض این مریض را بر خود بگیری البته شفا خواهد یافت پس
خواجه توجه فرموده مرض آنکس را بر خود گرفت آن شخص فی الحال شفا یافت و خواجه بهمان
مرض بیمار شد و بهمان بیماری برحمت حق پیوست **وفات** خواجه حسن در شب
دوشنبه روز عید قربان سنه هشتصد و بست و ششم هجری است و نعش مبارک
وی از شیراز در موضع جغانیان آورده دفن کردند و خواجه حسن فرزندی بود یوسف
عطار نام که بمقام ولایت و مدارج علیا رسیده بود و بعد پدر بر سجادهٔ ارشاد بنشست و اکثر
طلبا به برکت ارشاد وی بمطلوب رسیدند **از مولف**

چون حسن رفت از جهان بی ثبات
نیّر اکبر امام المتقین ۸۲۶
گو حسن محمود ۸۲۶ هادی شریف

گفت سرور سال نقل آنجناب
هم حسن عطار انوار الیقین ۸۲۶

با جمال حسن در خلد برین
کن رقم خواجه حسن زینت مآل ۸۲۶
نیز حق بین حق نما نور الیقین

شیخ سیف الدین نقشبندی قدس سره

از کبار اصحاب و عظمای احباب خواجه بهاء الدین شاه نقشبند و منظور و محبوب مطلوب
وی بود که تا حیات خویش دیدار در روز و شب و شام از خود جدا نفرمود و سیف الدین
در قصبه ... که چهار فرسنگ از تاشکند است سکونت میداشت و وی اول تعلیم علوم
ظاهری بخدمت مولانا صدر الدین شاشی نمود و چون از تحصیل علوم فراغ یافت بجذبه

جاذب حقیقی برای حصول علوم طریقت بخدمت حضرت شاه نقشبند حاضر شده بهمت آن
شده و در حصول اینکار مصروف شد و بمراتب اعلی رسید و صاحب نتیجات
سیفر باید که سه کس مسمی بنام سیف الدین از خلفای خواجه بهاء الدین نقشبند بودند یکی
از ایشان سیف الدین تتاری مقبول است که ذکر خیر او بزبان قلم آید و دوکس سیف الدین
دیگر یکی ازان سیف الدین مشهور و دوم سیف الدین مردود است و مجمله ایشان سیف الدین
مقبول سیف الدین بالاخانی است که از اعیان بخارا بود و نسبت ارادت بخدمت
حضرت شاه نقشبند داشت و از غایت زهد و ریاضت بمراتب نیک رسیده بود روزی
حضرت شاه در کوچه از کوچهای بخارا ایستاده بودند و سیف الدین مشهور هم بارکاب بجناب
بودند که ناگاه شیخ محمد صلاح که شخصی از مشائخ اهل طریقت بود پیش آمد حضرت شاه متوجه
احوال شیخ صلاح شده هر دو بزرگوار باهم روان شدند سیف الدین پیش قدمی کرده چند
قدم پیشتر از خواجه روان شد شیخ ادب نمود خواجه را این حرکت و بی ادبی سیف الدین
پسند نیامد و بغایت متاثر شده فرمود که سیف الدین باین بی ادبی خود را بباد داد و
عالم را بر خود خراب ساخت چنانچه بعد از چند روز سیف الدین وفات یافت سیوم
سیف الدین خوارزمی است که اول از محبان و مخلصان خواجه نقشبند بود و آخر
از صحبت کیمیا خاصیت آنحضرت دور و مهجور افتاده مردود گشت و سبب دور افتادگی
وی آن بود که روزی خواجه نقشبند در خانه سیف الدین بدعوت طعام تشریف برده
و عادت آنحضرت آن بود که بعد طعام شیرین قدری نمک بعد طعام نمکین قدری
شیرینی از قسم قند یا میوه تناول میفرمود چون آنروز طعام نمکین بود و بعد طعام شیرینی
حاضر نبود خواجه بپاس خوش طبعی فرمود که مولانا سیف الدین امروز طعام شتابی دم شده
این سخن بروی نهایت گران آمد خواجه از گرانی طبع وی بنور باطن واقف شده و
فرمود که سیف الدین از سخن ما رنجیده شدی آری که در دلی که محبت ده هزار دینار باشد
محبت خدا و محبت شیخ در دل او نگنجد چونکه سیف الدین هر وقت آرزو میداشت
که ده هزار دینار زر سرخ نزد او جمع باشد خواجه از اراده دلی او خبردار بود و بعد از آن

خواجه بجالت نهایت رنجیدکی از خانه وی رخاست و باز او را نزد وحود بار نداد و فرستاد مود که سیف الدین از جناب حق مردود شد تا حیات از مردار خواران دنیا باشد وفات سیف الدین مقبول درسال هشتصد و بست و هشت است از مولف

قطع کرد از دهر با صد انقراض	سیف قاطع سیف دین سیف اللسان	وصل او طلب [illegible] کن رقم
پیر عالمگیر سیف الدین بخوان	مولانا ابو سعید قدس سره از کبار اصحاب خواجه	

علاء الدین عطار است و از مقبولان و محبوبان وی و تا حیات خواجه بخدمت وی حاضر بود و بعد وفات خواجه علاء الدین عطار بخدمت خواجه حسن عطار حاضر ماند و بهدایت حق مصروف اند وفات وی درسال هشتصد و بست و هشت یا بست و نه هجریست از مولف شیخ اسعد خواجه بن ابو پیر کمیا رحمة الله علیه باسعادت کرد چون عزم سفر شد ز دنیا رحمة الله علیه . رحلتش نور هدایت بوسعید هم بفرما رحمة الله علیه

مولانا کمال الدین قدس سره از اعاظم خلفای و اجلهٔ اصحاب میر حمزه قدس سره است و بعد وفات پیر روشن ضمیر خود بر سجادهٔ ارشاد بنشست و طالبان حق را بمطلوب رسانید و بموضع میدان که وی از مضافات سمرقند است سکونت داشت و با خواجه میر خورد و میر بزرگ ابنان میر برهان بن میر سید کلال بسیار محبت داشت و آن هر دو بزرگوار هم نعمت ولایت و خرقه از عم خود میر حمزه یافته بودند وفات مولانا کمال الدین درسال

هشتصد و سی هجری است از مولف		با جمال کمال شد به بهشت
پیر اهل یقین کمال الدین	گفت سرور بسال رحلت او	مرشد اهل دین کمال الدین

خواجه مسافر خوارزمی قدس سره از مخلصان اخلاص کیش و مصاحبان نیک اندیش خواجه بهاء الدین نقشبند است چون خواجه بزرگ به رحمت حق پیوست خواجه مسافر بخدمت خواجه محمد پارسا حاضر شده سلوک خود بتکمیل رسانید و وی بسیار [illegible] بود و بسماع بسیار میل داشت روزی خواجه بهاء الدین در مجلسیکه وی سماع می شنید نزد وی رسید خواجه مسافر بنهایت ترسید و قوالان را خاموش ساخت خواجه بزرگ فرمود که ما نه اینکار میکنیم و نه انکار میکنیم وفات مسافر خوارزمی درسال هشتصد و [illegible] هجری است [illegible]

چون مسافر بعیش و جاه و جلال شد ز دنیا مسافر جنت سال وصلش ز دل چو سر و جست
گفت پیدا ۸۳۳ مسافر جنت **مولانا محمد مغاندهی قدس سره** از جمله
مقبولان و منظوران و اخص احباب و اکمل اصحاب خواجه بهاء الدین نقشبند است
مولد وی قصبه مغانداست که دهی بزرگ فیما بین سمرقند و بخارا واقع است و شاه
نقشبند را بر وی کمال نظر صحبت و عنایت بود که شب و روز بخدمت حاضر بودی
چون خواجه انتقال کرد بخدمت خواجه محمد پارسا مصاحب ماند و طریقش آن بود که
ادای نماز عشا تکیه بر عصا زده ایستاده میشد و در استغراق عشق و جذب آمده مست
و مدهوش میگشت و تمام شب ایستاده بماند چون موذن بوقت فجر بانگ نماز میکرد در
هوش آمده بادای نماز می پرداخت و مشغولی دوام و استغراق تمام که ویرا حاصل بود
کسی دیگر را از یاران شاه نقشبند نبود **وفات شیخ محمد** در سال هشتصد و سی و شش

بجری هست از مولف	چون ز دنیای دون محمد رفت	سال وصلش بجستم از رضوان
گفت مخدوم دین امام بگو ۸۴۲	آفتاب کرم محمد دان ۸۴۲	**خواجه یعقوب چرخی**

قدس سره از کبار اصحاب و اجله احباب خواجه بهاء الدین نقشبند بود و عالم بود
بعلوم ظاهری و باطنی و جامع بر امور صوری و معنوی اصل وی از موضع چرخ از مضافات
غزنی است در مبادی الحال چندگاه در جامع هرات و چندگاه در دیار مصر بتحصیل علوم
پرداخت و بعد از تحصیل علوم بجذبه محبت الهی باراده ارادت بخدمت حضرت شاه نقشبند
روانه شد در راه با فقیری مجذوبی ملاقی شد فقیر گفت ای یعقوب زود زود قدم بردار
که وقت آن رسیده است که تو از مقبولان باشی و بر زمین چند خطوط کشید خواجه یعقوب
در دل اندیشید که آن خطوط را شمار کنم اگر طاق باشد کار من مبارک خواهد بود پس شمار
کرد طاق بر آمد بعد از آن در بخارا رسید و فال مصحف بر کشاد و بسطر اول نوشته بر آمد
اولئک الذین هدیهم الله فبهدیهم اقتده ازین بشارت غیبی خورسند شد و بملازمت
خواجه آمده دست ارادت بدامن آنحضرت زد و بکسب طریقت اشتغال نمود تا از مقبولان
حق گشت و خواجه یعقوب فرموده است که اول بار که بخدمت خواجه بهاء الدین حاضر

شدم و خواهش ارادت و بیعت نمودم خواجه فرمود که ما از خود کاری نمیکنیم امشب استخاره
کنیم اگر ترا قبول کنند ما نیز قبول کنیم پس بغایت سخت آن شب را باتمام رسانیدم و هرگز در تمام
عمر شبی سخت تر از آن شب بر من نگذشت بدین اندیشه که آیا مقبول شوم یا مردود
علی الصباح باز بخدمت خواجه رسیدم چون مرا دید تبسم شده فرمود که قبول کردم و
پیران عظام و جناب الهی قبول فرمود مرا به بیعت و تلقین سرفراز فرمود و تفویض خواجه علاء الدین
عطار نمود و در سایه عاطفت خواجه عطار بتکمیل و تربیت رسیدم و یافتم آنچه میخواستم وفات
آن جامع الکرامات در قریه هلغتو بسال هشتصد و پنجاه و یک هجری است مزار پر انوارش هم در قریه

بلغتو واقع هست از مولف	شد باوج چرخ چون منزل گزین	حضرت یعقوب مجذوب خدا
رحلتش شمس الهدایت گفته اند	نیز حق آمد مطلوب خدا	وصل او کامل ولی سیر یکتا
هم بدان یعقوب محبوب خدا	خواجه علاء الدین غجدوانی قدس سره	

از اجل و اکمل خلفای خواجه بهاء الدین نقشبند است مولد و مسکن وی قریه غجدوان
بود اول بعمر شانزده سالگی بخدمت میر سید کلال حاضر شده بیعت کرد چون حضرت میر
در همان ایام وفات کرد بخدمت شاه نقشبند مشرف شده قبول عظیم یافت و تا آخر
حیات بخدمت حضرت شاه حاضر ماند و بعد از انتقال خواجه بخدمت خواجه پارسا و خواجه
میر برهان ولد میر کلال و خواجه برهان الدین ابو نصر مصاحبت داشت آن بزرگواران
صحبت وی را غنیمت می شمردند و خواجه علاء الدین در ارشاد طالبان و هدایت ایشان آیتی از
آیات الهی بود و خوارق و کرامات بسیار از وی بظهور آمد و جذب و استغراق بدرجه تمام داشت
و عمری طویل یافت وفات وی در سال هشتصد و پنجاه و دو هجری هست از مولف

شیخ عالم کامل علاء الدین	شد چو بر اوج قدس علیین	واقف مخزن یقین خدا آگاه
رحلت او بسکه تر آئین	بنده خاص زنده دل فرما ٨٥٢	هم شهید دین باد شاه یقین
باز سرور بسال وصلش گفت	متقی اهل دین علاء الدین	خواجه حسام الدین

پارسا بخاری قدس سره از اعاظم خلفا و اجل اصحاب خواجه علاء الدین عطار است
در مبادی حال بشرف قبول و صحبت حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند مشرف گشت

چون خواجه از کسب وفات یافت بخدمت علاء الدین عطار حاضر شده بتکمیل رسید و خرقهٔ خلافت یافت و تا دم حیات به ارشاد طالبان حق مصروف ماند وفات وی در سال هشتصد		
دو ماه و چار هجر تاریخ مؤلف حسام الدین هادی زهد ملجئی هست	وصال پاک او با طرز رنگین دگر ای پیر فرد با ... ملجئی	چو رفت آن پیر عالمگیر ... خواجه درویش احمد

سمرقندی کنیت وی ابو العباس و لقب وی جمال الدین و نامش احمد بن جلال الدین محمد سمرقندی و خطاب وی درویش است از عظمای اولیا و کبار مشائخ این خاندان است و وی بحسب ظاهر اگرچه خادم و مرید شیخ زین الدین خوافی است و از وی خرقهٔ خلافت و اجازت نامه حاصل نموده بود اما الارادت و ولی بخاندان خواجه نقشبندیه بغایت داشت در سفر خراسان و حجاز و ماوراء النهر بصحبت خواجه علاء الدین عطار حاضر بوده و از برکات مجلس مقدس وی بحظ تمام محظوظ میگشت و زین الدین خوافی پیر روشن ضمیر وی را در اوایل حال بدرویش احمد توجه تمام داشت و وی را در جامع هرات بواعظی مقرر کرده اهل شهر را بوعظ وی ترغیب میکرد و مولانا درویش وعظ خوب گفتی و خلق بجمع خاطر می شنیدند روزی خواجه درویش در عین وعظ چند اشعار سید قاسم نقشبندی بخواند شیخ زین الدین او را منع کرد که در ... ماورد وعظ اشعار سید قاسم بازگاهی نخواهی روز دوم بسبب آنکه مولانا درویش را بخواجگان نقشبندیه تعلق و میلی تمام بود باز در وعظ اشعار سید قاسم بخواند ازین سبب طبع مبارک شیخ زین الدین از خواجه درویش برنجید چنانچه که خلق را از شنیدن وعظ خواجه درویش منع فرمودی و خود هم تشریف بمجلس وعظ وی نیاوردی آخر کار رونق کار خواجه درویش سرد شد و در مجلس وعظ وی سوای پنج شش کس هیچکس نماند اتفاقاً در آن ایام خواجه احرار عبید الله نقشبندی از قریهٔ بغنوار از خدمت خواجه یعقوب چرخی رخصت شده در هرات آمد و چندی در آنجا سکونت ورزید مولانا درویش بخدمت خواجه احرار حاضر شده گریه بسیار کرد و ... دنیا را زار شده و عرض کرد که بسبب محبت خواجگان نقشبندیه این حالت صعب بر من وارد گشته است که اند ... سالها سال ... خواجه فرمود که خاموش باش و بدستور در وعظ گفتن مشغول شو ان شاء الله کار تو در دین و دنیا با رونق است

بقصد دریافت ارشاد خواجه احرار که مولانا درویش در بالا شد و در مجلس وعظ وی [illegible]
جمع میشدند که از آن جمعیت که در او مولانا درویش تنگ بود [illegible] گفت گویند [illegible]
مسجد در مسجد وسیع تر رفتند وبعد از آن بسبب هجوم خلق منبر را بیرون شهر بردند چون
انجمن بیش شیخ زین الدین رسید هر چند در نقصان بازار وی سعی بلیغ کرد هیچ پیش نرفت
وفات مولانا درویش احمد در سال هشتصد و چار هجری است از مولف

روان شد چون ز دنیا سوی جنت	عجب کیش احمد قطب حق بین	بسال رحلت آن شاه والا
بگو درویش احمد قطب حق بین	مولانا عمر بایزیدی قدس سره از اخص اصحاب	

واکمل احباب خواجه علاء الدین عطار است در زهد و ورع و تقوی طاق و شهره آفاق
و در خلق قبول عظیم یافته بود وفات وی در سال هشتصد و پنجاه و پنج هجری است از مولف

ز دنیا چون برفت سوی بهشت	چو شیخ معلی عمر مقتدا	ز مخدوم اقدس بجو سال او
دگر نیز فرما عمر مقتدا	خواجه احمد مسکه قدس سره از اجله احباب و اکبر	

اصحاب خواجه علاء الدین عطار است نهایت بزرگ بود و عابد و متقی در ارشاد و طلب یگانه
و مقتدای زمانه بود خواجه عبید الله احرار نقشبند میفرماید که در مبادی حال مولانا احمد مسکه
از خواجه علاء الدین رخصت حاصل کرده به بدخشان که وطن خاص او بود رفت چون والی
آنجا بجائی رسید که دختران نوجوان با جمال به آب در آمده غسل میکردند مولانا احمد بمقتضای
بشریت لحظه در آنجا ایستاد و نظری بطرف ایشان کرده راه خود پیش گرفت چون
بخدمت خواجه رسید مجلس خالی و جمعی بزرگ نزد خواجه جمع بود خواجه بسوی وی مخاطب
شده فرموده اند وقتی که از پیش ما رخصت شدی تا اینوقت هر کاری و کلامی که از تو بوقوع
آمده باشد بیان کن که طریق خواجگان با محاسبه است مولانا احمد در کلام آمده همه حالات
بیان کرد چون بمعاینه دختران رسید از فرط حیا و شرم اظهار کردن نتوانست
خواجه فرمود که تقریری دیگر که در میان راه بر لب آب بر قریه آمدی باقیست آنرا خود اظهار
کنید بهتر ورنه بیان کنیم [illegible] این مجلس شرمنده شد مولانا احمد بحالت ناچار
همه تقریر کرده و آنحال حاضر [illegible] تمام [illegible] که از فراست [illegible] او باقی

نمانده بود فی الحال تائب شد و سر در قدم خواجه آورد و مستغفر گردید **وفات خواجه** احمد مسکه در سال هشتصد و پنجاه و پنج اینجا و شش هجری است **از مولف**

چو احمد بجهان رخت سفر بست | دو تاریخ وصالش گشت معلوم
اَلٰهی جان جهان مخدوم احمد | دگر احمد ولی الله مخدوم

خواجه سراج الدین بیرسنی قدس سره

مولد وی بیرسن است که دیهی متعلق قصبه وابکنی از توابع بخارا است اول ارادت بخدمت میر حمزه آورد و چون حضرت میر وفات یافت بخدمت خواجه علاء الدین عطار حاضر آمده بتکمیل رسید و از بزرگان نامدار شد و وی در مدارج حال کشف الحال آیتی بود و چون شخصی برای زیارت وی از مقام خود قصد آمدن کردی و از جای خویش قدم برداشتی وی فرمودے که فلانی پسر فلانی پیش ما می آید و فی الحال از جای خود برخاستے و بخانه چار میداده تیاری طعام کردی و فرمودی که هرگاه که مهمان اراده آمدن بخانه من میکنید مرا از غیب خبر واده میکنند تا برای آدای شرط مهمانداری وی آمده بشوم **وفات** خواجه سراج الدین در سال هشتصد و پنجاه و هفت هجری است **از مولف**

چون سراج الدین چراغ علم و حلم گشت روشن همچو خور اندر جهان
سر ورا سال وصال آنجناب رهبر کامل سراج الدین بخوان

خواجه نظام الدین خاموش قدس سره

از افضل احباب اکمل اصحاب شیخ علاء الدین عطار است و قبل از رسیدن بخدمت و مشرف شدن بارادت خواجه عطار بسیار ریاضت و مجاهده بکار برده بود و کرامت و خوارق بسیار از وے سر میزد چنانچه هرگاه که بکسے مسجد یا خانه تشریف می برد و آن مسجد یا خانه مقفل میبود بانگشت مبارک بقفل اشارت مے کرد و قفل فی الحال کشاده میشد و اگرچه لطافت طبع و علم و حلم بحد کمال داشت لیکن صفت جلال بر طبع مبارک وے غالب بود و دلالت کشف الاحوال و کشف القلوب و کشف القبور بر وی چنان روشن تر بود شدی که در غیبت از حال هر یک خبر دادی و هر خطره که در دل حاضرین خطور کردی فی الحال بدان خبر دادیستی و خواجه عبید الله احرار قدس سره میفرماید که خواجه نظام الدین در آنکه در منزل ما مهمان بود روزی نزد ایشان نشسته بودیم

که فرمود او را نسبت گران تر ظاهر شد غالباً فلان کس خواب آمد بعد از ساعتی آن شخص
در رسید خواجه فرمود بیائید که نسبت شما پیش از شما آمده بود و **صاحب رشحات**
می‌فرماید که خواجه نظام الدین در مجلس نشسته بود که یکبارگی مرضی لاحق حال خواجه گردید
بطوریکه تمام اندام وی بلرزید و از حالت سردی جامه های پشمین و بیتکی بر وجود مسعود
خواجه انداختند و آتش بر افروختند هیچ تخفیف نشد ناگاه مریدی از در درآمد که در لب
دریا گندم بر آسیا برده بود و از غایت سردی هوا و موسم سرما می‌لرزید چون او در رسید
خواجه نظام الدین فرمود که مرا بگذارید و او را گرم سازید که این سرما و لرزه که لاحق حال من است
از سرمای این شخص است هرگاه او گرم خواهد شد من هم گرم خواهم شد فی الحال خادمان متوجه
حال آن مرید شدند و آتش افروخته او را گرم کردند چون مرید گرم شد خواجه هم صحت یافت
نقلست که روزی مولانا سعد الدین نوری که از اجل اصحاب خواجه نظام الدین بود بمجلس مبارک
حاضر شده از طرف شخصی شکایت کرد و گفت که آن کس اهانت من بسیار کرد و دشنام
داد اتفاقاً در آن اثنا آن شخص هم از راه بگذشت سعد الدین نشان او بگفت که همین
کس است که امروز موجب هتک عزت من شده است خواجه آن شخص را نزد خود
خواند او نیامد و بی ادبانه بغیر در تکیه تمام از راه بگذشت از این حرکت بی ادبانه و سخنان که
غضب خواجه در جوش آمد و بر دیواری که متصل آن نشسته بود صورت قبر تحریر
فرمود آن کس فی الحال بیفتاد و بیهوش شد مردمان بسر او تافتند چون دیدند مرده
بود **نقلست** که روزی خواجه نظام الدین بر لب آب وضو میکرد شخصی دیگر آب دهقانرا
بطرف دیگر گردانیده بود دهقان دانست که همین شخصی که وضو میکند آب مرا گردانیده
است پس نزد خواجه آمد و از راه غضب و غصه بی تحاشا خواجه را دستک زده در آب
انداخت خواجه در آب درآمد دهقان هم بر زمین بیفتاد و بیهوش شد چون دیدند مرده
بود **نقلست** که مولانا نظام الدین فرمود که روزی حضرت علاء الدین عطار عزم زیارت
مقبره شیخ محمد علی حکیم ترمذی کرد من همراه شیخ رفتم و بهمانجا که بودم متوجه روح پرفتوح
محمد علی حکیم شدم روحانیت حضرت حکیم نزد من حاضر شد چون خواجه علاء الدین بسر

مزار خواجه حکیم رفت و متوجه شد مزار را خالی یافت و بنور باطن از حال اهلی واقف شد
چون باز آمد پر غصه بود خواست که بمن مشغول شود و تصرفی نماید من نیز متوجه شدم
خود را مانند کبوتری یافتم و خواجه را مثال شاهباز که بر عقب کبوتر در پرواز باشد القصه من
در پیش و خواجه در پس بود و هر جا که میگریختم بدنبال من میرسید آخر مضطر شدم و عاجز
آمدم چون هیچ جای پناه نبود ناچار پناه بردم بجانب حضرت شاه رسالت علیه الصلوٰة والتحیة
بروم و از انوار بی نهایت نبوی محو شدم و باز خواجه را مجال تصرف بر من نماند خواجه از
غایت غیرت بیمار شد هیچکس را باعث بیماری معلوم نبود بعد چند روز شفا یافت و عنایت
بی نهایت بحق من فرمود و گفت که اگر امروز پناه بروح پرفتوح حضرت رسالت پناه صلی الله
علیه وسلم نمی بردی کار تو تمام شده بود و خواجه عبید الله احرار میفرماید که یک روز در ملازمت
خواجه نظام الدین خاموش بپیوستم در راه به شخصی از دوستان من که خمر خورده بود ملاقات شد
و اتفاق چند سخنان با وی افتاد چون بخدمت خواجه رسیدم مرا دید و فرمود که عبید الله امروز خمر
خورده گفتم نعوذ بالله من شرب الخمر فرمود پس حال چیست که در تو اثر خمر می بینم گفتم که در راه
شخصی را دریافتم که او خمر خورده بود و با وی چند سخنان کرده ام گفت حال او در تو اثر کرده است
و نیز خواجه احرار علیه الرحمة العزیز الغفار میفرماید که یکی از اکابران سمرقند بشیخ اعتقاد عظیم داشت
ناگاه آنچنان بیمار شد که بحالت نزع خواجه برای حصول شفاء وی متوجه شدند معلوم شد
که عمر او تمام است و امکان ابقاء حیات وی نیست ناچار خواجه آن شخص را در ضمن حیات
خود درگرفت فی الحال شفا یافت بعد چندی به نسبت خواجه تهمتی دروغ واقع شد
که مقتضی به اهانت خواجه بود و آن شخص که شفا یافته بود میتوانست که سعی نموده دفع
تهمت خواجه کند لیکن خویشتن داری کرد و خود را به آن نیاورد بنابر آن خاطر حضرت
خواجه به نسبت وی گرفته شد و وی را از ضمن حیات خود اخراج فرمود فی الحال بیفتاد و بمرد
وفات خواجه نظام الدین خاموش بوقت نماز ظهر روز چهارشنبه بتاریخ [illegible]
جمادی الآخر سال هشتصد و شصت هجری بوده و مزار پر انوار در خیابان هرات است از مولف

چون نظام الدین بجنت جست راه	رفت خاموش از جهان سعدی جهان	سال وصل آن شه بنیاد دین

قطب مخدوم جهان آمد عیان	شده حق ثانی ... تاریخ او است	نیز مخدوم ... کرد رقم بیان

خواجه سعد الدین کاشغری قدس سره از اعاظم خلفای خواجه نظام الدین خاموش و کبرای اولیای خاندان عالیشان نقشبندیه است در اوائل حال بتحصیل علوم ظاهری پرداخت چون از تحصیل فراغت یافت بخدمت خواجه نظام الدین درویش حاضر شده مرید گشت و سالها سال بخدمت پیر روشن ضمیر بخدمت حاضری دوام قیام ورزید و تکمیل یافت و بعد از چند سال باجازت خواجه عزیمت سفر حجاز کرده بخراسان آمده در هرات بصحبت مشایخ عظام مثل مولانا قاسم تبریزی و ابویزید پورانی و زین الدین خوافی و بهاء الدین عمر مستفید و مستفیض گشت و از آنجا بار دیگر بخدمت خواجه نظام الدین حاضر شده اجازت سفر حجاز خواست خواجه فرمود که من ترا امسال در میان قافله حجاز نمی بینم از استماع این از رفتن حجاز متوقف شد نقلست که چندگاه خواجه سعد الدین را کیفیتی پیدا شد که هر کرا چشم بروی افتادی بیهوش شدی و اگر نزدیک آمده روبرو نشستی هلاک گشتی پس خواجه چند گاه در گوشه خانه خود گذرانید و گاهی بیرون نمی آمد و هر که نزد وی اراده آمدن کردی بدست اشارت کردی که نزدیک میا تا وقتیکه آن حالت مرتفع نشد از خلوت بیرون نیامد و صاحب رشحات از میر علی که از جمله اصحاب سعد الدین بود نقل میکنند که وی فرموده است که در ابتدا من دکان جامه فروشی داشتم روزی محصل شاهی برای تحصیل محصول بر دوکان من آمد و از حق واجبی زیاده می طلبید و زبان بدشنام دراز کرد در آن وقت حیران بماندم و مولانا را یاد کردم دیدم که خواجه بذات با برکات خود بر در آن دوکان موجود است و دست بر دوش محصل نهاده فرمود که ای بی ادب زبان خود نگاه دار فی الحال لرزه به اندام محصل ظاهر شد و بر زمین افتاد و بیهوش گشت بعد یکساعت بهوش آمد و معذرت نمود و حق واجبی بگرفت و برفت و نیز مولانا میر علی میفرماید که ایشان فرزندان بسیار داشت و از طریق اولاد آنکه بود باری ... تحمل کرد بسیار بیمار شد چنانکه امید از زندگانی وی منقطع شد چون از ... نا امید شدم برای اظهار حال بخدمت خواجه سعد الدین رفتم دیدم که در ... وعظ گفتن مشغول ...

و خلق بی شمار و طلبا هزار در بخارا در محفل شیخ الاسلام حاضر شدم که متوقع عرض حال خود بودم در بین
اثنا خواجه را نظر بر من افتاد و از منبر فرود آمده نزد من آمد و فرمود که آن ظالمه را بگو که پیش از این
نیز یکبار وضع حمل نمودی عفو کردم حالا باز مرتکب همان حرکت نامشروع شدی اگرچه لایق عفو
نبودی اما عفو کرده باید که آینده باز مرتکب این امر نگردی و بگو که تندرست خواهد شد
انشاء الله تعالی پس بتعجیل برگشتم که در خانه آمدم دیدم که اهلیه من تندرست است همه حال پیش
وی ظاهر کردم گفت که خواجه راست میگوید دو بار اسقاط حمل کردم حالا توبه کرده ام و مولانا
علاء الدین که از اخص احباب خواجه سعد الدین بود میفرماید که یکبارگی بتقریب
کدخدای خود از خواجه رخصت گرفته در کوهستان بخانه خود رفتم و چند سال در آنجا ماندم
چون والدین ما زمیندار بودند محصل محصول پادشاه بسیار بر ایشان ظلم میکرد و زیاده طلبی
مینمود یکبار پیش او رفتم و گفتم که محصول واجبی بگیر محصل بسیار درشت خوئی
کرد و دشنام داد و در دل مولانا را آزار آمد و هم شب در خواب دیدم که حضرت مولانا در دست
تیر و کمان میدارند و بدست من داده فرمودند که بر محصل ظالم بزن چون بر محصل تیر انداختم
در سینه او خورد و جان بداد چون روز شد باز نزد محصل ظالم رفتم و اطلاع دادم که امروز یا
فردا بر تو بلای عظیم می آید توبه کن ورنه جانبر نخواهی شد محصل خنده کرد و استهزا نمود و مرا
از مجلس بدر کرد و قضارا در همان روز بمرض فالج گرفتار شد و در چند روز بمرد و نیز مولانا
علاء الدین نقل کرد که چون در کوهستان بخانه خود بودم روزی بر درخت بلند بر آمده شاخ او
می بریدم قضا کار بر شاخی که نشسته بودم بشکست از شاخ جدا شده بیفتادم دیدم که حضرت
خواجه نمودار شد و مرا از راه گرفته بر زمین نهاد و هیچ آسیبی بمن نرسید چون از وطن آمده
بخدمت حاضر شدم خواستم که قصه افتادن خود از درخت عرض کنم قبل از آنکه عرض کنم
فرمود که مولوی در بیکاری هیچ تعجب نیست افتادن ظالمان دیگر هست و افتادن مظلومان
دیگر مولانا محمد رحمة الله علیه که برادر خورد مولانا عبد الرحمن جامی است میفرماید که در
مبادی حال شوق کیمیا و ساختن اکسیر در دل من بسیار بود روز و شب در فکر ساختگی
نسخه های کیمیا و تیاری آن میگذشت گر صورت آن صورت نمی بست روزی

بر بازار بهتر از پریشانی و حیرانی بتمام پا بسوق ایستاده در فکر کیمیا مستغرق بودم که ناگاه
خواجه سعد الدین کاشغری از عقب من رسیده بهر دو گوش مرا بهر دو دست بگرفت و فرمود
قطعه
کیمیائی کنم ترا تعلیم ٭ که در اکسیر و در صناعت نیست ٭ رو قناعت گزین که در عالم ٭ کیمیائی به
از قناعت نیست ٭ این قطعه بخواند و روان برگذشت از آنها ندم شغل کیمیا آنچنان از دل من
دور شد که باز گاهی خطرهٔ آن در خاطر من خطور نکرد و نیز مولانا علاء الدین میفرماید که در
اوائل حال که بخواهش ارادت بخدمت خواجه سعد الدین حاضر شدم فرمود که ترک تعلیم
علوم کلام باید کرد و بتعلیم علوم باطنی باید پرداخت چنانچه سبق بایهمه علوم ترک کردم الاسبق
کتاب حدیث که بخدمت میر سید جمال الدین میخواندم بگذاشتم علی الصباح کتاب حدیث برداشتم و روان
شدم چون چند قدم رفتم دیدم که جسم بجدی گران شده است که گویا بار گران بر سر من نهاده اند و بدشواری
تمام چند قدم دیگر برداشتم و دستار خود بر سر ندیدم از برهنگی بسیار شرمنده شدم چون یکدو قدم
دیگر رفتم چادر از کتف من در ربودند و در دو سه قدم دیگر پیراهن هم در گلوی من نماند و بر همه جسم
من سوای ازار هیچ جامه باقی نبود ترسیدم و بدل اندیشیدم که اگر یکدو قدم دیگر خواهم رفت ازار
هم نخواهد ماند و برهنه تن خواهم ماند ناچار واپس شدم و از هر جا که چیزها گم کرده بودم باز
یافتم و بار گران که بر جسم من طاری بود مرتفع شد از کردهٔ خود پشیمان شده بخدمت خواجه
حاضر شدم و در برابر خواجه مودب نشستم و خواجه در آن وقت با جمع بمراقبه مشغول
بود ناگاه سر برآورده متوجه من شده فرمود که در طریقت متابعت حکم پیر شرط است
دانستم که آن همه تصرف که بر من ظاهر آمده بود بسبب نافرمانی خواجه بوقوع آمده است
و نیز مولوی علاء الدین میفرماید که شبی با جمعی از دوستان اتفاق شنیدن سماع و وجد
افتاد علی الصباح که بخدمت خواجه حاضر شدم دیدم که جمعی از خواص و علما بخدمت حاضر
اند و نشستم غایبانه نظری خشمناک بجانب من کرد دیدم که بار عظیم بر من افتاد
گویا کوهی بزرگ بر سر من نهاده اند و نفس من چنان تنگی کرد که بحالت نزع رسید
و عرق از جبین من چون باران چکیدن گرفت مولانا شهاب الدین احمد بیرجندی
که از کبار اصحاب آنجناب بود چون مرا بدین حال دید روزی شفاعت بر زبان آورد

وبرای عفو جرائم من نیاز مند نیامنود و فرمود که تا نمیجد اتیم که بیرون آن نادر رقص و سماع منصرف باشد این فرموده کف دست راست بر کف دست چپ من نهاد و آن بار عظیم که زیر بار آن بودم از سر من مرتفع شد برجستم و روی به زمین آوردم و آینده از شنیدن سماع تائب گشتم و **وفات** خواجه سعد الدین بقول صاحب رشحات بوقت نماز پیشین روز چهارشنبه هفتم جمادی الآخر سال هشتصد و شصت دو هجری است و صاحب مخبر الواصلین سال وفات خواجه هشتصد و شصت از رقام فرموده است و از هر دو اقوال قول اول

بصحت مقرون است از مولف
عقل مشکلکشای عالم گفت
متقی جمیل سعد الدین

یافت از حق مقام سعد مخلد
رحلت پاک او ز روی یقین
باز مسعود مهر سند کونین

سعد دین اسعد زمان و زمین
نیز مهر و رهبر تحاسش خواند
هست سال وصال کشته دین

خواجه نظام خاموش قدس سره از افضل خلفا و کمل مریدان خواجه نظام الدین خاموش است در علوم ظاهری و باطنی بهره تمام داشت و بر جاده شریعت قائم و مستقیم بود چون بخراسان تشریف برد با سید قاسم تبریزی و مولانا ابو یزید پورانی و شیخ زین الدین خوافی و بهاء الدین عمر صحبت ها داشت و فائده ها برداشت **وفات** وی در سال هشتصد و شصت و یار است **از مولف**

معدن انوار هادی عزیز
رفت زین عالم تاریخش بگو
خواجه سرد و جهان شیخ نظام
محرم اسرار هادی عزیز ۸۶۴

خواجه ابو نصر پارسا قدس سره فرزند دلبند خلیفه اعظم خواجه محمد پارسا است و بلقب نصیر الدین و حافظ الدین ملقب بود در علوم ظاهری و باطنی عالم و صاحب نفحات الانس میفرماید که خواجه ابو نصر پارسا آیه شریعت و مخزن طریقت بود و در نیکا از مشایخ عظام گوی سبقت برده و چون کسی از سالکان در مسائل دینی و دنیوی از وی سوال کردی اول از زبان مبارک جواب گفتی بعد از آن فرمودی که بکتاب هم رجوع کنم چون کتاب می گشاد از کتاب همان مقام که در آنجا مسئله نوشته می بود ظاهر گشت حاجت ورق گردانی نمیگردید و مسئله بطوریکه بیان میفرمود از کتاب همان طور ظاهر میشد و گاهی اتفاق نمی افتاد که خواجه ابو نصر برای تلاش مسئله بکتاب ورق گردانی کرده

باشد و این کرامت وے بود که بقفل کشادن کتاب جائے مطلوبه که نشانه در انجا نوشته
بود پیدا میگشت و خواجه ابونصر شعر دوست بود چنانچه این بیت از تصانیف وی است
شعر صبوری در ره خورسندی ناوبر باش و نیکو ظن * که در این چار چیز آمد کلید شادمانیها *
وفات خواجه ابونصر درسال هشتصد و شصت و پنج هجری است که در رشحات
این شعر در تاریخ وفات آنجناب تحریر یافته شعر خواجه اعظم ابونصر آنکه شد * تکیه گاهش مسند
دارالبقا * شیر او چون با خدا پیوسته شد * زین سبب تاریخ شد شیر خدا * ٨٦٥ **از مولف**

نصر چون باہزار منصور ہی	وصل شد با توصیل جنت	گو بہر خلد سال وصلش دان
نیر بو نصر بلبل جنت ٨٦٥		

مولانا شهاب الدین احمد جندے

قدس سره از کبار اصحاب و افضل احباب مولانا سعد الدین کاشغری است عالم
بعلوم ظاهری و باطنی و واقف برموز صوری و معنوی و از جمیع دانشمندان هرات در دانش
و تقوی و زهد و ریاضت گوی سبقت برده متولد وی قصبه جند است و نام اصلی وی
احمد است روشن ضمیر و آنجناب شهاب الدین مخاطب ساخت و از والد ماجد مولانا
شهاب الدین منقول است که وی فرمود که شبے در واقعه خود را بر کوه سینا ایستاده
دیدم ناگاه شیخ الاسلام شیخ احمد جام قدس سره از دور نمودار شد پیش شیخ رفتم
و سلام گفتم فرمود که حق تعالی ترا فرزند صالح عطا خواهد کرد او را بنام ما مسمی کنی بعد از چند روز
فرزندم شهاب الدین احمد پیدا شد نامش احمد نهادم و از خوردی وی آثار بزرگی در وی
ظاهر بودند و چون بسن شباب رسید رسید در علوم ظاهری عالم متبحر شد من بعد بجذبه بازوے
توفیق بخدمت مولانا سعد الدین مرید شد و بکمالات رسید **وفات** وی بسال هشتصد
و هشتاد و شش هجری است **از مولف**

چون شهاب الدین بجنت شد زجاه		پر تو افگن شد پی تاریخ آن
نیر فرما آفتاب عارفان ٨٨٦	نیر اکبر شهاب الدین بگو ٨٨٦	

خواجه قاسم قدس الله سره از یاران قدیم و مخلصان صمیم و دوستان مقبول
حضرت عبید الله احرار نقشبند است استغراقی تمام و جذبه مالا کلام داشت طعام
کم میخورد و خواب کم میکرد و حسب الارشاد خواجه در باغبانی و کار زراعت خواجه

حضرت وقت میماند و مولانا عبد الرحمن جامی قدس الله سره بسیار محبت داشت و خواجه احرار را با مولانا قاسم بدین محبت و عنایت بود که بر حال کسی از مریدان خود مینه ول نداشت نقلست که مولانا قاسم پیش از وفات خود سه پنج روز بخدمت خواجه احرار حاضر شد و عرض نمود که یا حضرت میخواهم که خود را فدای شما کنم فرمود که بسیار عیال داری از فوت تو ایشان را مصیبت سخت پیش خواهد آمد عرض کرد که درین باب بجناب الهی دعا کردم مستجاب شده حالا آنچه شدنی بود شد پس بیامد و بیمار شد و تا سه پنج روز بیمار ماند بعد از آن بروز دوشنبه ششم ماه ذی الحجه سنه هشتصد و نود ازین دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست خواجه احرار از واقعه وفات او بنهایت غمگین شد و رقت بسیار نمود و تاریخ وفات مولانا قاسم که از تصنیفات خواجه احرار است اینست تاریخ

شمع فقر و قاسم انوار وجود	مستهلک بحر جمع دریا شد بود	زانرو که رسته بود از قید وجود
تاریخ وفات او ز فیاض گشود	از مولف	جناب قاسم آن پیر جهانگیر
که در علم لدنی بود عالم	بگو سرور بسال ارتحالش	یکی ضامن دگر مخدوم قاسم

خواجه علاء الدین ابهری قدس سره نام وی محمد بن موقف و مولد وی قصبه ابهر است که دیهی از قصبات کوهستان است از کبار احباب و اجل اصحاب مولانا سعد الدین کاشغری بود اول بتحصیل علوم ظاهری پرداخت چون از تحصیل فارغ شد بشغل درس خوانی اشتغال نمود بعد از آن جذبه محبت الهی در رسید و در ارادهٔ ترک دنیا مستعد شد چنانچه روزی در خانه خود نشسته بود و در ها بسته بودند و در دل اندیشید که دین و دنیا یکجا جمع نمیشود لایق آنست که حالا ترک تعلیم کنم درین اثنا از گوشه خانه ندای در رسید که ترک تما دنیا سا از شنیدن این آواز حال بروی برگشت و از خانه بیرون آمد و بگورستان رسید دید که مجذوبی بحجم عمر نام در گورستان نشسته است رو بروی وی رفت و در دل اندیشید که اگر این مجذوب هم اجازت فرماید ترک کار دنیا کنم درهمین خیال بود که مجذوب سر برآورد و گفت که شخصی که ترا امروز از گوشه خانه آواز داد که ترک تما دنیا سا آن من بودم پس برو ترک کار دنیا کن و بحق بیا

که در کار خیر حاجت استخاره نیست زاندم داعیه ترک و تجرید بروی غالب شد از آنجا
بخدمت خواجه سعدالدین کاشغری حاضر شد و دید که سر در مراقبه انداخته نشسته است
وی هم روبروی وی بنشست خواجه سر برآورد و گفت ترک خواهی یا ساقی الحال دست بدست
خواجه داد و بیعت کرد و بخدمت وی حاضر ماند تا از کاملان کمل شد و خواجه علاء الدین
ابهری فرموده که وقتی بیمار شدم و ضعف آنچنان بمن غالب بود که نقش بستر بودم و دوستان
و خویشان از زیست من نا امید شدند روزی در دل آن حضور حضور خواجه سعدالدین کردم
و سر در مراقبه نهادم چون حضور یافتم برای شفای خود عرض کردم فرمود که بخوان
بسم الله حسبی الله ربی الله توکلت علی الله اعتصمت بالله فوضت امری
الی الله ما شاء الله لا حول ولا قوة الا بالله چون فارغ شدم این کلمات در حفظ
من بود بآن مداومت کردم و از علت مرض شفا یافتم نقلست که چون شیخ
علاء الدین همراه شیخ سعدالدین ابهری بسفر حجاز تشریف برد و بمکه معظمه رسید
چند سال مجاوری کعبه مشرف ماند و بصحبت خواجه عبدالکثیر حاضر بود و شخصی ملای
خشک که از علم طریقت بهره نداشت هم حاضر بود و جمعی کثیر از سادات عظام و مشایخ
ذوی الاحترام و علمای عالی مقام نیز تشریف فرما بودند ناگاه آن ملای خشک که منکر حال
درویشان بود و دخل در سخنان شیخ کرده شبهات ناحق گرفت و سخنان زیاده از نیک گفتن
آغاز نهاد خواجه علاء الدین بانگ بروی زد و فرمود که با ادب باش روبروی اهل الله
باین گستاخی سخن گفتن لایق نیست ملا ازین سخن زیاده گستاخ شد و گفت که شیخ
چیزی در جواب اعتراض گفتن چیزی دیگر است خواجه علاء الدین در غضب آمده
نگاه تیز بروی کرد و گفت بگو که چه شبهه داری و کدام اعتراض است تا جواب بگویم آن
شخص خواست که سخن گوید سخن کردن نتوانست و برروی بیفتاد و بمرد و خواجه علی
بن حسین کاشفی میفرماید که روزی بخدمت خواجه علاء الدین رفتم دیدم که دو طالب العلم
بخدمت وی کتاب مصابیح میخوانند و در حالت سبق ایشان رجوع خاطر بود لا ما
بطرف طالب علمان نبود در دل خیال کردم که این چه معنی است که طالب علمان

سبق نخوانند و مولانا را خیال بطرف دیگر است هنوز این خطره تمام نشده بود که مولانا متوجه من شده فرمود که بارها بطالب علمان میگوییم که قابل درس گفتن نیستم که دل ما رجوع بطرف دیگر دارد دیگر اینان گفته ما قبول نمیکنند و می آیند پس شما این را بگویید شاید که قبول کنند ازینمعنی منفعل شده معذرت کردم و مستغفر شدم و نیز غیاث الدین فرزند ولبند خواجه علاء الدین نقلست که متصل خانه ما خانه بود که اکثر اوقات خالی میماند یکشب که شب مهتاب بود آواز سخنان آدمی ازآنخانه بگوش من رسید چون آن مدت خالی بود تعجب کردم و بالای بام رفته بطرف آنخانه نظر کردم دیدم که هر دو کس روبروی یکدیگر بر تخت نشسته باهم سخنان میکنند فی الحال برگشتم و بخوابگاه خود رفتم علی الصباح چون بخدمت والد بزرگوار خود حاضر شدم فرمود که بابا غیاث الدین بام برآمدن و بطرف خانه همسایه بستر خانه او نظر کردن مناسب نیست آوازی که از خانه همسایه بیاید بحال خود باید بود و فضولی نمی باید کرد **وفات خواجه علاء الدین** روز سه شنبه پانزدهم جمادی الثانی سنه هشتصد و نود و دو هجری است و مزار پرانوار وی متصل مزار خواجه سعد الدین کاشغری است و تاریخ وفات وی که در کتاب رشحات تحریر یافته است

پیر اهل حق علاء الدین که رفت	روح پاکش شد بجنت برسریر	خواستم تاریخ سال رحلتش
عقل دوراندیش گفتا رفتنش	**از مولف**	چو در فردوس والا کرد منزل
شد از دنیا علاء الدین مخدوم	سخی عالی مکان جملش رقم کن	ذکر فرما علاء الدین مخدوم

خواجه برهان الدین ختلانی قدس سره از کبار اصحاب خواجه عبید الله احرار نقشبندیه است و در خورد سالی بتحصیل علوم ظاهری پرداخته دستار فضیلت بسته و در سمرقند که در آن ایام چهار دانشمند بودند و میگفتند یکی مولانا زاده عثمان دوم مولانا برهان الدین ختلانی سوم مولانا برهان الدین بعد از تحصیل علوم تا چهل سال در صحبت خواجه احرار مانده سرمایه سعادت اندوخته در سفر و حضر پا برکاب آنجناب می بود خصوصا در سفری که چون خواجه احرار همراه میرزا سلطان احمد حاکم سمرقند بطرف ترکستان رفت مولانا همراه بود و در آنجا خبر رسید که لشکری کثیر که تمام ایشان چهار هزار سوار بود در جبل عزا بود

... و سیصد ... بهشت ... است ... مرا به سلطان احمد داده و ... تخصیص یافت
تعیین کرده اند چون لشکر سلطان احمد قلیل بود و تاب مقاومت نداشت بخدمت
حضرت خواجه حاضر شده نیازمندی نمود خواجه مولانا برهان الدین را ارشاد کرد که در حجره
مسجد بخلوت نشسته توجه بتسخیر این جماعت بگمارند تا وقتیکه تمام تابع اسلام نشوند از
پا ننشینند و بذات مبارک خود هم یک شبانه روز در مراقبه بودند و هم لشکر معاندان گروه
در گروه و خیل در خیل بخدمت خواجه حاضر آمدند و داخل اسلام شدند و غنیمی که از تاخت و
تاراج دیهات متعلقه سمرقند برده بودند بی کم و کاست واپس دادند حضرت خواجه
نوازشهای بسیار بر ایشان کرده همه را مرید ساخت و بوطن ایشان رخصت کرد و دو کس
از خدام خویش یکی حافظ قرآن و دوم فقیه همراه ایشان مامور فرمود تا نزد ایشان بمانند و
همه را تعلیم قرآن و تلقین مسایل دینیه کنند واقعه وفات خواجه برهان الدین
ختلانی در سال هشتصد و نود و سه در روی خواجه احرار در سمرقند بوقوع آمده در
کوهستان ملایان که بسمرقند است مدفون شد از مؤلف

رفت از عالم چو در باغ بهشت	پیر عاشق زنده دل برهان دین
قطب کامل خاص تاریخش بجو	پیر عاشق زنده دل برهان دین

مولانا جعفر قدس سره از خلفای اهل کمال اصحاب
صاحب حال و قال خواجه عبید الله احرار است عارف کامل و عالم عامل بود و استغراق
و بیخودی بر خود غالب داشت و در نماز قرائت طول میخواند **وفات** وی بروبروی
خواجه احرار در سال هشتصد و نود و سه بوقوع آمد از مولف

رفت چون زین جهان بخلد برین	شیخ دین خواجهٔ جهان جعفر
سال تاریخ رحلتش گفتم	عارف کامل زمان جعفر

خواجه محمد اکبر المشهور به خواجه کلان قدس سره از اعاظم خلفا و فرزند نخستین
خواجه سعد الدین کاشغری است و خواجه ... همه فرزندان عزیز تر ... و همه ...
کمالات بحق آن اهل جمال مصروف فرموده چنانچه بکمالات ... بزرگ ... بمراتب
ظاهری طاق و در ... باطنی شهرهٔ آفاق شد و بعد وفات خواجه بمسند ارشاد
نشسته ... طالبان حق را بمطلوب رسانید **وفات** وی در سال

هشتصد و نود و چهار هجری است از مولف	پیر رفیقان خواجه احرار تحفت
تاریخ بخش قلم نیز داشت سرو | از قم شد رحمت حق سنه ۸۹۵	زنگ کامل سنه ۸۹۵ بیرون اکبر

خواجه ناصر الدین عبید الله بن محمود شاشی صاحب الیقین احرار

نقشبند قدس سره از اولاد امجاد خواجه محمد باغستانی بغدادی است و در سیاه و سمر
حالات در ولایت شاش حکومت داشت و والده ماجده وی از اولاد شیخ عمر
باغستانی است و باغستان از دیهات متعلقه تاشکند است و نسبت شیخ عمر
باغستانی به یازده واسطه بحضرت عبد الله بن عمر ابن الخطاب خلیفه ثانی آنحضرت
و شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت میرسد و والده ماجده خواجه احرار خواجه محمود شاشی
است که در عهد خود والی ولایت طریقت و هادی ره حقیقت بود و اگرچه خواجه احرار نسبت
طریقت به بسیاری از بزرگان اهل طریقت دارد مگر بحضرت خواجه یعقوب چرخی قدس سره
نسبت خاص در طریقت داشت و سلسله بیعت حضرت خواجه بخواجه یعقوب درست میشود
و صاحب رشحات میفرماید که چون خواجه احرار بعد تحصیل علوم ظاهر از تاشکند
سفر کرده در سمرقند و بخارا و غیره جابجا سیر نمود و بسیاری حضرات را از خلفای والا
درجات خواجه بهاء الدین شاه نقشبند دریافت و صحبت با ایشان داشت و از فیض باطن
مستفیض گشت آخر بسمرقند بخدمت سید قاسم انوار که یکی از اولیای کبار بود در رسید
و بملازمت مولانا شرف الدین خاموش صحبت ها حاصل کرد و نیز خواجه سراج الدین
پیر ستی و مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجه علاء الدین غجدوانی وغیره
را بعد از آن بخدمت خواجه یعقوب چرخی حاضر شده دست ارادت و بیعت بدامان وی
زد و در چند سال بخدمت با عظمت وی حاضر مانده تکمیل یافت و صاحب کتاب
روضة السلام میفرماید که چون خواجه شهاب الدین جد پدری خواجه احرار را که
یکی از اقطاب وقت بود وقت آخری رسید هر دو پسران خود خواجه محمد و خواجه محمود
را ارشاد کرد که پسران خود را نزد من بیارید تا وداع کنم اول خواجه محمد دو پسران
خود را بدید بزرگوار داد و وداع شدند بعد از آن خواجه محمود خواجه عبید الله احرار

پسر خود را بخدمت برد که در آن حال عمر خورد تر بود چون نظر خواجه بر شهاب الدین
افتاد و از فرش برخاسته راست بتعظیمت و خواجه عبید الله را در کنار گرفت و فرمود فرزند
که از حق مرا بشارت داده بودند اینست زود باشد که این پسر عالمگیر گردد و شریعت را
و ... و طریقت را رونق بخشد و نقل است که بوقتیکه خواجه احرار در سمرقند بود میرزا بابر و میرزا
شاه ... با صد هزار سوار جرار از خراسان به تسخیر سمرقند و ... آمده محاصره شهر کردند
و میرزا سلطان ابو سعید که حاکم سمرقند بود بخدمت حضرت خواجه حاضر شده اظهار کم طاقتی
خود کرد و اراده فرار نمود خواجه او را تسلی داد و فرمود که در شهر باش که مظفر و منصور
خواهی شد در آنوقت ... همراهی سلطان ابو سعید همراهان شده میگفت که خواجه
با همه ما ... تیغ آورد که با صد هزار مرد کارزار ده هزار نفر چه مقابله خواهد کرد چون مقابل
شدند و ... لشکر ... بود با فوج محاصره سمرقند کرده ...
ابو سعید قدری فوج را اندرون قلعه سمرقند ... بیرون آمده بجنگ مخالف پیوست ...
جنگ قلیل شده و افسر فوج گرفتار گشت و بسیاری از فوج با ...
گردید و جنگ موقوف شد بعد چند روز وبای عظیم در لشکر با افتاد و هزارها کس ...
مردند چون میرزا بابر به تنگ آمد مولانا محمد ... صلح بخدمت حضرت خواجه فرستاد و ... کرده
... ها قلیل شده و راه خود پیش گرفت ... چون میرزا سلطان محمود ... میرزا ...
احمد حاکم سمرقند بقصد تسخیر سمرقند بفوج کثیر و امداد کمک لشکر چغتایی در سمرقند رسید خواجه
احرار که پیر میرزا سلطان احمد بود داخل خط النصیحت بدلایل شروع و مردم آنرا ...
بسلطان محمود تحریر فرمود چون گوش ... موثر نیفتاد و محاصره شهر
بعمل آمد میرزا سلطان احمد که لشکر قلیل داشت بغایت ترسید اراده فرار کرد خواجه احرار
فرمود که شما در یک حجره از حجره های مسجد جامع بنشینید کار جنگ و دفع دشمن حواله است
چنانچه مولانا سید حسن و مولانا قاسم و میر عبد الاول و مولانا جعفر خلفای خود را ارشاد کرد
که شما هر چهار احباب بر بام دروازه شهر که فوج میرزا سلطان محمود بآن طرف است رفته
در مراقبه بنشینید و توجه خود در دفع دشمن گمارند و تا دشمن فرار نکند نزد ما نیایید و

فوج را اجازت جنگ داد چون نایرهٔ جنگ مشتعل شد ناگاه از طرف دشت سحاب ابر
و باد تند برخاست و جهان تاریک شد بحدی که هیچکس را از طرف لشکر دشمن مجال چشم کشادن نماند
نبود و فوج حاکم سمرقند همچنان جنگ میکرد و پیهم از باد و خاک بر ایشان [illegible]
و سراپرده های فوج دشمن در هوا پریدند [illegible] و قاطران [illegible] پریشان [illegible]
و نیمهای خود کشیده در کوه و بیابان آواره شدند غرضکه تمام فوج غنیم متفرق شده
جوق جوق رو بگریز نهادند و فوج حاکم سمرقند در عقب ایشان رفته اسپان و قاطران
و اسباب کثیر ایشان بغارت گرفته بشهر آوردند چون فوج ظالم فرار کرد و فوج سمرقند
منصور شد هر چهار پسر زادگان سمرقند را از مراقبه برآورده بخدمت آنحضرت حاضر شدند و سلطان احمد
میرزا را از حجره برآورده بر تخت سلطنت نشاندند و ابو سعید پسر شاه رخ میرزا قبل از آن
که چون خواجه احرار در [illegible] بخدمت آنحضرت [illegible] حاضر شد و [illegible]
[illegible] نهایت [illegible] و در آن اثنا یک زن [illegible] شتم [illegible]
[illegible] شوهر ناگاه از بیرون مکان آواز [illegible]
[illegible] ابو سعید [illegible] گفته است که الحال توقع می آید
[illegible] آواز خوف [illegible] غالب شده [illegible] زایل شدند
[illegible] خواجه حاضر شدم فرمود ای ابو سعید اگر توفیق حق تعالی
یاری نمیکرد شیطان ترا از راه برده بود و نیز ابو سعید میرزا نقل کرده که روزی مرا هوس شراب
خوردن در سر افتاد [illegible] آوردن در خانهٔ خود دیدم خود گفتم که چون پاسی از شب
بگذرد کوزهٔ شراب [illegible] دیوار خانهٔ من بیاری من از بالای خانه دستار خود را گذاشته
[illegible] کوزهٔ شراب آورد من دستار خود را گذاشتم و دستار
[illegible] چون در بالا نشستن مشغول شدم کوزه بدیوار [illegible]
[illegible] شدم و خواب کردم علی الصباح بزیر دیوار رفتم و کوزهٔ شکسته را دیدم
و [illegible] آورده زمین را پاک کردم تا بوی شراب زایل شد بعد از آن بخدمت
خواجه حاضر شدم اول سخنی که فرمود این بود که شب آوازهٔ کوزه شنیدن

گرانند پیشوی با هر کس شیدی بگوشت با سپاهی اگر این کو نزد بهیچ پا پست مال بانی بگذشت
و بار بصورت ملاقات وی پیوست از فروغ اینعنی بحیات متصل شدم نقلست که روزی
خواجه احرار سوار شده در صحرا میرفت ناگهی بخدمت حاضر آمده عرض کرد که غلامی من که نام مدار
داشت خانه من بر آن غلام بود اکنون چند روز فرار کرده است هیچ جا اثری نمی رسد اگر دین آن
ترا به خبر یابید بعید از آنحضرت نخواهد بود حضرت خواجه بخاطر مبارک توجه نموده فرمود که در قریه
که ادیبات گروه وی نشسته رفته غلام خود را طلب کن و شتاب خواجه شد الله
تعالی عرض کرد که بارها در آنجا رفتم و تلاش کردم نشانی از وی ندیدم فرمود که باز
برو که خواهی یافت وی بر وانه شد فرو آمد چون متصل دیه رسید دید که غلام سبو
آب میبرد چون ماوی بجز خواهی چون چشمش بر غلام افتاد او را بگرفت و جویای
حال کرد گفت که چون از شما فرار کردم شخصی مرا در خوارزم برده بدست شخصی
بفروخت در خدمت وی بودم تا امروز برای آن شخص بجهت آب آوردن حکم بود و سبو بدست
در دست گرفته براه رفتم ندیده گذشتم چون سبو پر آب بسر نهادم خود را در جایی یافتم حیرانم که کجا
ولایت خوارزم کجا این مکان کجا بودم و کجا افتادم در بین حیرت زدن مراد پیدا کرد و او را بجا
این کلام غلام مالکش بر وی برگشت و فی الحال غلام را آزاد کرد و بخدمت خواجه حاضر
آمده مرید گشت والد ماجد و ... وقت خواجه احرار ... در ... رمضان ... مشهور ...
... صاحب رشحات می فرماید که بعد از تولد خواجه احرار تا چهل روز
که مدت ایام نفاس است شیر از پستان مادر نخورد چون غسل طهر کرد آنگاه شیر
تناول فرمود و مولد وی قریه باغستان است که از توابع ملک تاشکند است و چون
ایام وفات خواجه نزدیک رسید در غره ماه ... سن هشتصد و نود و پنج بیماری بر وی
غالب شد و بروز شنبه بیست و نهم ماه ربیع الاول سال هشتصد و نود و پنج از این دار
فانی به عالم جاودانی رحلت فرمود ... تا هشتاد و نه روز در حالت مرض و علالت بود و
مدت عمر خواجه هشتاد و نه سال بود و مزار پر انوار در سمرقند است از مولف

عبید الله والا قدر احرار نه بخت	امام حبر دو عالم شاه ابرار	التمس ...

شده تولیدا و از ذوق اظهار	دلا تاریخ تاج عارفان است	پی تولید او بنویس شمار
مکرم نامور قطب زمان نیز	بگو تاریخ تولیدش بتکرار	وصالش عارف ۸۹۵ مرشد قمر کن
دگر فرماسته مسعود ابرار	بسال انتقال آن شه دین	بفرما هادی شهر ۸۹۵ ذات احرار
از مولف	رفت چون ازجهان بخلد برین	خواجه احرار شیخ عالیجاه
هست کامل ۸۹۵ ولی شهنشاه	سال ترحیل آن خدا آگاه	شد رقم هم زخامه سرور

خواجه هادی حق عبید الله

مولانا عبدالرحمن جامی قدس الله سره السامی

لقب اصلی وی عماد الدین و لقب مشهور نور الدین و نام نامی وی عبدالرحمن و نام والد وی مولانا نظام الدین احمد غلامی هست که اول در اصفهان سکونت داشت و بعد ازان بسبب حوادث ایام از آنجا جلا وطن شده در خرخرجام تشریف آورد و نسبت اجداد امجاد وی بچند واسطه بامام محمد شیبانی رضی الله عنه میرسد و خواجه جامی را در عمر خوردی آثار بزرگی بر ناصیه حال عیان و با وجودیکه هنوز بعمر بلوغ نرسیده بود بحفظ قرآن و بتعلیم علوم صرف و نحو و منطق و معانی تفضل عظیم یافت و در هرات بدرس مولانا خواجه علی سمرقندی که از اعاظم مدققان روزگار بود بتحصیلات تحصیل جمیع علوم ظاهری فائز گشت بعد از فراغ تحصیل علوم ظاهری بارادهٔ حصول علوم باطنی از هرات بسمرقند آمد و بخدمت خواجه سعد الدین کاشغری حاضر شده مرید شد و ریاضت و مجاهدات شاقه بر خود اختیار نمود چون جذب عظیم و کیفیت قوی دست داد و بیهوش شانه متوجه سفر کعبه شد و در اثنای راه چون قدری بشعور ذوق صحبت و شوق دیدار پیر روشن ضمیر بر وی غالب آمد بی اختیار عنان عزیمت بتافت و بخدمت سعد الدین رسید بعد ازان چندی شرفیاب خدمت خواجه فخر الدین و برهان الدین و جلال الدین و شرف الدین ماند من بعد بسعادت ملازمت خواجه ناصر الدین عبید الله احرار نقشبند مستفید شده تکمیل یافت و در ظاهر و باطن کامل و مکمل گشت و تا دوازده سال بخدمت آن اهل کمال حاضر ماند پس ازآن از هرات متوجه سفر حجاز شد و از راه نشاپور و سبزوار و بسطام وغیره بعد مشرف شدن بشرف زیارات حضرات بزرگان در بغداد رسید و طواف

روضه منوره حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه و غیره بزرگان بغداد نموده از
بغداد بدشت کربلا رحلی فاز گشت و بعد زیارت روضه مطهره سید الکونین امام حسین
دوگیسو شهید کربلا رضی الله تعالی عنهما باز به بغداد آمد و آنجا چند علمای مذهب شیعه بر چند
ابیات کتاب سلسلة الذهب که تصنیف مولانا جامی بود اعتراض آورده بمولانا مستعد
بحث شدند و برای مجادله و مباحثه مجلس عالی ترتیب یافت و علما و صلحا و حکام وقت
حاضر آمدند و از طرف علمای شیعه شخصی نعمت حیدری نام که اشد ایشان بود بمقابله مولانا در
محفل حاضر شد مولانا اول از وی سوال کرد که تو با من از شریعت سخن گویی یا از طریقت
گفت از هر دو طریق فرمود که اول موی سبلت خود که دراز و از حد شرع تجاوز کرده است
درست کن تا با تو سخن گویم و تا دقیقه‌ای که موی سبلت تو درست نشود سخن شریعت با تو گفتن
حرام است حاکم بغداد که حاضر الوقت بود حکم کرد که مقراض بیارند مگر مردمان حاضر بی‌اختیار
بمقراض کردند قبل از آنکه مقراض بیارند موی سبلت نعمت حیدری را نعمت عظمی و تبرک
کبری دانسته بدست ما کشیدند از وقوع این حال نعمت حیدری را تاب سخن نماند آخر
خایب و خاسر از محفل برفت و حضرت مولانا از بغداد به مدینه منوره تشریف برد و بعد زیارت
روضه مقدسه حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیة در نجف اشرف آمد و بزیارت
روضه مطهره امیر المؤمنین اسد الله الغالب علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه باز بمدینه سکینه
و چند ماه در آنجا مانده و دیگر بمکه معظمه فایز گشت و بعد طواف بیت الله و ادای مناسک حج کعبه باز به
مدینه منوره و از آنجا بسیر ممالک شام و روم و حلب و دمشق تشریف برد و از آنجا بخراسان آمد و در
بمدد عظیم لصحبت صدها اولیاء الله و اقطاب بروی زمین مشرف شده ترقی درجات و ولایت
مستفید و مستفیض گشت نقلست که دهقانی شتری از شتران خواجه پارسا می خرید ساخت
و زیر بار کشید بعد چند روز آن شتر که زیر بار گران آمده بود در ویرانه ریگ در پا فرو ماند
و بیفتاد و بمرد دهقان واپس بخدمت خواجه آمد و گفت که شما شتر نهایت کمزور و معیوب
و معلول بمن داده بودید که در اندک ایام بمرد حالا ثمن بمن باز پس باید داد و برو خواجه
بی‌دهیاکه و بدگویی نمود خواجه گفت بوی باز پس داد و با بنظر تیز در وی نگریست چون از پیا خواجه

بیرون رفت و در چند روز هم شفا دید پیوسته پیش وی بودی دید مرده بود مولانا شمس الدین
محمد روجی که از کبار اصحاب خواجه سعدالدین کاشغری است نقل می‌کرد که روزی مولانا جامی را
بر جوی بر کنار دریا نشسته بودیم ناگاه خارپشتی مرده بر روی آب ظاهر شد مولانا جامی او را از
آب برگرفت و بر زمین نهاد و بعد از ساعتی دست مبارک بر پشت او مالید فی الحال حرکت کرد و چشم
بگشاد و مقدار ساعتی از زمین برجست و بر زانوی خواجه برآمد و بنشست چون مولانا از کنار دریا
برخاست متوجه شهر شد خارپشت را بر زمین نهاد و روان شد خارپشت هم از عقب مولانا
روان گردید و همراه جماعت خود را بر در رسانید آخر کار سواران چند در میان او و خارپشت
حایل شدند از آن وقت خارپشت از نظر غایب شد و نقل است که دانشمندی از شاگردان
مولانا جامی در سفر حجاز همراه بود روزی در طواف بیت الله مشغول بود که ناگاه
شخصی را با حسن و جمال از پیش او درگذشت او به غیبت در وی نظر کرد چون
نظر کردن چنان ضربه سخت به چشم او رسید که گویا تیری و چشم او فرو ریخته شد
و هر دو چشم دست آب [illegible] بر رخساره جاری گشت و بسبب درد
و الم بجای نشست و بعد از ساعتی چون آب چشم وی خشک شد بکمال خود باز آمد
بخدمت مولانا رسید چون نظر مولانا بر وی افتاد فرمود که بعضی کسان از شاگردان
ما در طواف کعبه بر مردمان خوب نظر می‌کنند پس فرشته با سوزن [illegible] و چنان
[illegible] که چشم ایشان آب شده آب بر رخساره ایشان جاری شود و بجا
از جای خود [illegible] نشینند و چون آب چشم ایشان خشک شود بکمال خود باز می‌آیند
[illegible] شنودن این سخن نهایت شرمنده
[illegible] و نقل است که شخصی از شاگردان مولانا
[illegible] بیمار بود مولانا به سفر حجاز تشریف برده بود و آخر [illegible] آنچنان حالتی روی داد که
[illegible] چون آن حالت بدیدند جامه کفن و دیگر اسباب
تجهیز و تکفین حاضر آوردند [illegible] حالت [illegible] مولانا را [illegible] یاد کردن
[illegible] شدند و بخواب رفت و در حالت خواب مولانا با [illegible]

تشریف آورده فرمود که ای شخص از حال تو غافل نیم انشاء الله شفا خواهی یافت چون
بیدار شد شفا یافت چنین که گویا گاه بیمار نشده بود خویشانش از وقوع این حال حیران
بماندند و از بیمار دریافت حال نمودند گفت که از توجه مولانا جامی صحت یافتم و مخفی مباد
که خواجه عبدالرحمن جامی باوجود این بزرگی هرگز اظهار درویشی و کرامت نکرده و کتابهای
تصانیف مولانا چهل و چهار باعداد لفظ جام اند چنانچه یوسف زلیخا و سلسلة الذهب و
شرح ملا وغیره در تمام عالم مشهور و معروف اند و هیچکس را بران جامی سخن نیست ولادت
باسعادت مولانا جامی در خرجرد جام بوقت عشا بست و سیوم از ماه شعبان المعظم
سنه هشتصد و هفده و وفات روز جمعه هژدهم ماه محرم در سال هشتصد و
نود و هشت هجری بعد از انتقال خواجه احرار بسه سال بوقوع آمد و مدت عمرش هشتاد و یکسال
و مزار مبارک در خیابان هرات است و مولانا جامی را از بطن عفت حبیبه سعیده حضرت
خواجه سعدالدین کاشغری که بعقد نکاح مولانا بود چهار فرزند سعادتمند بوجود آمدند اول
صفی الدین که بعمر یکسال رسید و برحمت حق پیوست و تاریخ وی لفظ فخر است که
سن هشتصد و هشتاد از ان حاصل میشود دوم خواجه ضیاء الدین که ولادت وی
بروز چهارشنبه نهم ماه شوال سنه هشتصد و هشتاد و دو و وفات وی بروز جمعه وقت
چاشت پنجم شوال سال نهصد و نوزده بوقوع آمد سیوم خواجه ظهیر الدین که بعد وفات خواجه
ضیاء الدین بمدت نه سال متولد و بوقت وفات مولانا چار ساله بود و بسال نهصد و بست
و هشت روز پنجشنبه بتاریخ پنجم ماه محرم وفات یافت و فرزند چهارم مولانا که از همه فرزندان
اول متولد شده بود بعد از ولادت یک روز زنده ماند و هنوز باسمی مسمی نشده بود که برحمت
حق پیوست **تاریخ وفات مولانا جامی که درج کتاب رشحات است**

جامی که بود بلبل جنت قرار یافت	فی روضة مخلدة ارضها السما ر	کلک قضا نوشت از ان بهر رحلت
تاریخه و سن دخله کان آمنا	**از مولف**	خواجه جامی ولی ساقی جام
جرعه‌نوش جام حب کبریا	صاحب ثاقب قبر گو تولید او	نیز والی جهان مشکل‌کشا
وصل او بهذا الکرامت گفته‌ام	تا شد از تاریخ حاصل مدعا	نیز قبر ما خواجه جامی بزرگ

بهر وصل آن امام اولیا	نیز جامی ماه ذیلش مخدوم جام	بهر سال رحلتش خوان سرورا
زاهد دین دان سنین عمر او	باد فضل بروحش دائما	سید میر عبد الاول

قدس سره از اصحاب نامدار و مخلصان جان نثار خواجه احرار است در مبادی حال از نیشاپور بملازمت حضرت خواجه بماوراء النهر آمد و بیعت کرده بصحبت دوام ممتاز شد و مدت هفت سال بصحبت مشرف ماند و خواجه احرار وی را بفرزندی قبول نمود صبیه شریفه خود را بعقد نکاح وی آورد و آن شریفه را از حضرت میر سه پسر و دو صبیه بوجود آمدند که هر سه پسر بمیر کلان و میر میانه و میر خورد مشهور بودند و **فات** حضرت میر بتاریخ اول ماه ذی الحجه سنه نهصد بیست **از مولف**

		یافت چون آخر مکان اندر بهشت
عبد اول پیر میر محترم	سید کونین مخدوم آمده است	سال آن روشن ضمیر محترم
نیز زاهد عبد اول حق پرست	هم بگو سرور زبیر محترم	**مولانا شمس الدین**

محمد روجی قدس سره از عظمای اصحاب و کبرای احباب خواجه سعد الدین کاشغری است و از فیض یافتگان صحبت مولانا جامی جامع علوم ظاهری و باطنی و مظهر رموز صوری و معنوی بود و در جامع هرات طالبان را بحق دعوت مینمود مولد وی قریه روج است که بفاصله نه فرسنگ از هرات واقع ست و صاحب رشحات میفرماید که قبل از ولادت مولانا شمس الدین والدش را پسر بود بعمر پنج ساله فوت شده بود از ینجهت نهایت غمگین میبود شبی حضرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیة را بخواب دید که میفرماید دل خوش دار که از جناب حق ترا پسری عطا خواهد شد که صاحب دولت دین و دنیا خواهد بود و عمر دراز خواهد یافت من بعد چون شمس الدین متولد شد در ایام خوردی وی آثار بزرگی بر ناصیه حال وی عیان بودند و پدر وی تاجر و سردار قبیله خود بود و خواجه شمس الدین بارها رسول الله صلی الله علیه وسلم را در خواب دید و از روح پر فتوح نبوی فیضها یافت و چون از تحصیل علوم ظاهری فراغت یافت خواجه سعد الدین حاضر شد و دست ارادت بدامن آنحضرت زد و به تکمیل رسیده بعد از وفات خواجه سعد الدین تا حیات مولانا عبد الرحمن جامی بخدمت وی حاضر بود و فواید صحبت

حاصل میکرد نقلست که وقتی خواجه شمس الدین سه شبانه روز در مسجد جامع مشغول بود
و هیچ طعام نخورد روز چهارم شعلهٔ آتش جوع اشتعال یافت برخاست و بتلاش طعام
قدم از مسجد بیرون نهاد و هاتف غیب آواز داد که حیف تو صحبت ما را بنانی فروختی چون
بشنید پای باز پس کشید و یک طمانچه سخت بر روی خود زد و بهمان طریق در مسجد رفته
مشغول شد ناگاه مردی نورانی که گاهی او را ندیده بود حاضر شد و خوان طعام پیش
نهاد و غائب شد غالباً او خضر بود برخاست و طعام خورد و بخدمت خواجه سعد الدین پیر
روشن ضمیر خود حاضر آمد هنوز سخنی از زبان نگفته بود که فرمود مولانا شمس الدین اینچه از غیب
است بی عیب است نقلست که در هرات معماری بود فاسد و بدکار و به بلای خمرخواری
گرفتار روزی خواجه شمس الدین از خانقاه مولانا سعد الدین کاشغری تشریف
می آورد چون در عمارت مدرسهٔ سلطان حسین مرزا رسید آن معمار در آنجا معماری میکرد
چون خواجه را دید از دیوار بزیر آمد و بحسرت تمام در روی پرنور آنحضرت بدید مولانا هم
بسوی وی نگاهی کرد گویا آن نظر تیری بود که در سینه او خلید بیقرار شد و بدنبال خواجه
روان گردید چون در مسجد رسید وضو کرد و مرید خواجه شد و بسعادت دارین رسید
و شیخ محمد روحی میفرماید که در ابتدای حال مرا آرزوی آن بود که حضرت پیغمبر علیه الصلوة
الملک الاکبر را بخواب بینم روزی بخدمت والده ماجده خود رفتم وی کتابی نزد خود داشت
و در آن کتاب نوشته دیدم که هر کسیکه این دعا شب جمعه صد بار بخواند رسول الله
صلی الله علیه وسلم را در خواب بیند اتفاقاً شب آینده شب جمعه بود رخصت خواندن دعا از
والده خود گرفته بخلوت خانه خود رفتم و دعا را بترتیب خواندم و سه هزار مرتبه درود شریف
بر آن ازدیاد کردم چون بخواب رفتم در واقعه دیدم که حضرت شاه رسالت صلی الله علیه وسلم
تشریف آورده و جمعی کثیر بخدمت حاضر است و مکاتبات نوشته در اطراف عالم روانه
میسازند و نویسنده می نویسد و املا آن حضرت صلی الله علیه وسلم میکنند
و کاتب مکاتیب مولانا شرف الدین عثمان زیارت گاهی است و مادر من نیز بخدمت
حاضر است و من همراه والده روبروی آنحضرت ایستاده ام درین اثنا والده من عرض کرد

که یا حضرت پسر یکه وعده فرموده بودید که دراز عمر و صالح خواهد بود همین پسر است
آنحضرت نظر فیض اثر بجانب من کرده تبسم فرمود و ارشاد کرد که آری این فرزند موعود
است پس حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بشیخ عثمان کاتب مکاتیب
اجازت داد که مکتوبی برای این پسر بنویس مولانا کاغذی ششتا بر سه سطر تحریر کرده
و در زیر آن سطور مثل گواهی مردمان که در قباله‌ها می‌نویسند جدا جدا چیزی بنوشت و پیچید
بدست من داد و من روان شدم و با خود گفتم که مضمون مکتوب را ندانستم ازین سبب
بازگشته بخدمت آنحضرت آمدم و عرض کردم که یا رسول الله ندانستم که درین کاغذ چیست
آنحضرت کاغذ از دست من گرفته بخواند و من یکبار خواندن آن مضمون را یاد گرفتم و آنحضرت
باز کاغذ پیچیده بدست من داد و میخواستم که باز چیزی بپرسم که درین اثنا از خواب بیدار شدم
دیدم که مادرم شمع در دست گرفته بر بالین من ایستاده است چون مرا بیدار دید پرسید
که شمس الدین محمد چیزی در خواب دیدی گفتم آری گفت آنچه تو در خواب دیدهٔ من و پدرت هم
دیده‌ام و تمام احوال از سر تا پایان فرمود ولادت شیخ شمس الدین محمد در شب
برات چهاردهم ماه شعبان سال هشتصد و بیست بوده و وفات بروز شنبه وقت
چاشت شانزدهم ماه رمضان سال نهصد و چار بوقوع آمد و بروز یکشنبه هفتدهم
رمضان نعش مبارک وی را بخیابان بردند و بعد ادای نماز جنازه بر تخت مزار در
عقب خواجه سعد الدین دفن کردند و بعد از چهارده ماه باز نعش را از آنجا برآورده بگازر
بردند و در حظیره که خواجه شمس الدین برای خود تعمیر کرده بود چون گنج بخاک سپردند قطعه

تاریخ وفات که در کتاب رشحات است

شیخ روحی که بود در استغراق	زبدهٔ عارفان روی زمین	که بپرواز از نشیمن خاک
روح پاکش با ذروهٔ علیین	مرشد عصر هست تاریخش	کاتفاقات گشت کشف یقین
از مولف	گشت شمس الدین چو روشن جهان	سال تولیدش بقول صفیا
مهربان محبوب شمس دین بخوان	نیر شمس الاصفیا اهل صفا	هست وصل او ولی پر نور شمس
هم بخوان مهدی مکرم مقتدا	هادی اسلام شمس الاکرمین	گشت حاصل بهر سالش مدعا

خواجه محمد یحیی قدس سرّه فرزند دوم خواجه عبید الله احرار نقشبندیست بغایت محبوب
و مطلوب و مرغوب حضرت خواجه بود که خواجه ویرا در حیات خود قائم مقام خویش ساخته و تولیت
خانقاه عالیجاه هم بوی عطا فرموده خواجه محمد یحیی را با خواجه محمد روجی بسیار محبت بود که برای ملاقات
وی چند بار از سمرقند بهرات تشریف آورده **نقلست** که روزی خواجه محمد یحیی بمقام قریه
قریشی بعد نماز پیشین بحضرت خواجه احرار والد بزرگوار خود خلوت داشت و عرض احوال
باطنی خود مینمود چنانکه اول وقت عصر در رسید مؤذن که ازین خلوت بیخبر بود بانگ
نماز گفت باستماع بانگ نماز خواجه احرار از خلوت برخاست و کار خلوت ناتمام ماند از وقوع
اینحال خواجه یحیی را در دل گذشت که مگر اصحاب خواجه بر خلوت ما رشک برده خواسته اند
که کار ما ناتمام ماند در خلوت ما فتوری واقع کرده و بهمین مؤذن را بجهت بانگ نماز
اشارت کردند که او بانگ نماز گفت و صحبت ما را بهم زد و بسبب این خیال متغیر شده
بیرون آمد و بجمله حاضرین مخاطب شده گفت که صاحب ما بیرون و هم مجلس حضرت خواجه بشما مبارک
باشد و همانوقت بی حصول رخصت از والد بزرگوار سوار شده عازم سفر حجاز گردید و خادمان
خود را فرمود که در پس ما باهستگی بیایند چون اصحاب ازینحال خبردار شدند در میان ایشان شورشی
و غوغای بیفتاد و حقیقت حال بحضور خواجه عرض کردند و حضرت خواجه مولانا عبد الرحمن
جامی را بتعجیل تمام برای بازگردانیدن خواجه یحیی مامور فرمود که بخدمت وی رسیده واپس
آرد چون مولانا جامی بخدمت گرامی خواجه یحیی رسید هر چند فهمانید مؤثر نیفتاد ناچار واپس آمده
عرض حال بخدمت خواجه کرد خواجه هیچ جواب نداد چون خواجه یحیی بمقام مرو در رسید تپ
محرق عاید حال وی گشت بحدیکه از طاقت طاق گشت و بوقتیکه اراده حاضری خدمت
والد میکرد تپ مفارقت میکرد و باز که روانه سمت حجاز میشد تپ بهمان حال عود میکرد و بحالت
ناچاری باز پس آمده بخدمت والد ماجد حاضر شد چون چند سال برینحال بگذشتند باز اراده
سفر حجاز نموده مولانا سید حسین را که از اعاظم اصحاب خواجه احرار بود شفیع آورده برای حصول
اجازت بخدمت پدر بزرگوار فرستاد و مولانا حسین درین باب بجناب خواجه عرض
کرد فرمود که از محمد یحیی بپرسید که مطلب از رفتن سفر حجاز چیست چون مولانا حسین

از خواجه یحیی باعث شوق سفر پرسید گفت که این حدیث نبوی مرا عازم سفر حجاز کرده است
که آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرموده است که من زارنی میتاً فکانما زارنی حیاً بعد از استماع
این جواب محمد حسین در این باب بجناب خواجه عرض پرداز شد و گفت که غرض صاحب زاده درین
سفر محض حصول زیارت روضهٔ منورهٔ نبوی است فرمود که بعد سه روز جواب این سوال
گفته خواهد شد پس شب سیوم از اقتضای احوال خواجه یحیی رسول الله صلی الله علیه وسلم را در خواب
دید که ظاهر شد و فرمود که پدر خود را طلب چون خواجه احرار تشریف آورد حضرت رسالت
خواجه را بطرف راست نشانیدند و محمد یحیی را روبروی خود باجازت نشستن داد و هر سه در مراقبه
شدند بعد ساعتی چون محمد یحیی چشم بکشاد دید که صورت پدر بزرگوار او هم بصورت حضرت پیغمبر
شده است و در صورت حضرت پیغمبر و خواجه اکبر هیچ تفاوتی و تجاوزی نیست علی الصباح
چون بخدمت والد بزرگوار حاضر شد خواجه فرمود که با محمد یحیی امشب جواب سوال شما
حاصل شد باقی این خیال سفر از سر دور کنید که حالا پیر شده ایم و دیدار چند روزه غنیمت است
و قصه شهادت خواجه محمد یحیی بدین طور است که چون شاه بیگ خان مغل بر ولایت
سمرقند استیلا یافت در اول ماه محرم سنه نهصد و شش باغوای امرای خود که از قوم
شیعه امامیه بودند حضرت خواجه را مواخذه کرد و جمیع جهات و اموال و اسباب املاک خواجه
یحیی را بقبضه خود آورد و چونکه امرای شاه بیگ آماده بر قتل و شهادت خواجه یحیی بودند و شاه
بیگ از اراده ایشان خالی بود لهذا شاه بیگ خواجه را بجمیع عیال و اطفال اجازت سفر خراسان
داد آنحضرت بجواب فرمودند که درین ایام آنچه شدنی است خواهد شد که والد بزرگوارم
بارها بآن امر خبر داده اند مگر موقوف بر وقت و مقام است پس از سمرقند روانه شدند
چون بقریه کسراب که از مضافات تاشکند است رسید تاریخ یازدهم ماه محرم سنه نهصد
و شش هجری بود که ناگاه جمعی کثیر از قوم ازبک فرستاده امرای شاه بیگ در آنجا
رسیدند و خواجه را با دو فرزند ارجمند که خواجه محمد زکریا و خواجه محمد عبد الباقی بودند بشهادت
رسانیدند و دیگر متعلقانشا در سمرقند واپس بردند و آن روز در سمرقند گویا قیامتی قایم بود
سکنای تمام شهر بر جنازه خواجه و فرزندان وی حاضر بودند و بعد نماز جسم مبارک هر سه شهید از آنجا

چون خزانه در زمین دفن کردند رحمة الله علیهم رفته و مخفی نماند که خواجه محمد یحیی را سه پسر در صحبت سعیده بودند و جمله هر سه فرزندان یحیی خواجه ذکریا دوم محمد عبدالباقی همراه پدر بزرگوار بشهادت رسیدند سیوم خواجه محمد امین بود که بعد شهادت پدر بر مسند ارشاد بنشست

تاریخ وفات خواجه محمد یحیی از مولف

شیخ یحیی وحید کامل عهد	اکمل سعد هست سعد سعید	یافت حق را هر آنکه او دریافت
دید حق را هر آنکه او را دید	کرد رحلت چو زین جهان فنا	روح پاکش باوج خلد رسید
سال حسب جان نثار شد تاریخ	شیر قطب کبیر مرد شهید	

مولانا اسماعیل

فیرکنی قدس سره از جمله اصحاب قدیم و محبان صمیم خواجه احرار نقشبند بود و پدر بزرگوار وی خواجه سیف الدین مناری از کبار اصحاب خواجه بهاء الدین نقشبند بود که ذکر خیر وی بموقع وی تحریر گشت و مولانا اسماعیل خواجه سلیمان نام داشت که از اخص تلامذه و مریدان خواجه محمد پارسا بود و هر دو بزرگوار عالم عامل و عارف کامل بکمالات ظاهری و باطنی آراسته بودند و صاحب رشحات نیز آورده که در سلک اصحاب کبار خواجه احرار چهار کس موسوم باسم اسماعیل بودند اول مولانا اسماعیل فیرکنی فرزند خواجه سیف الدین مناری که در تاشکند بقبول دشرف بیعت مقبول و مشرف شد دوم مولانا اسماعیل قمری است و وی عالم دانشمند و متقی بود و از هرات بسمرقند آمده بشرف ملازمت مشرف گشت و آخر بسبب دماغ علی از صحبت حضرت خواجه مهجور ماند و در مدرسه بشغل تدریس مشغول گشت سیوم مولانا اسماعیل بود که خواجه احرار وی را بمقابله مولانا قمری خطاب مولانا شمسی بخشید و بهمین اسم اشتهار یافت و خواجه احرار وی را در مدرسه تاشکند فرستاد که بتدریس مصروف باشد و وی مدت العمر در آن مدرسه بتعلیم خلق مشغول بود چهارم مولانا اسماعیل ثالث و وجه تسمیه او به مولانا اسماعیل ثالث آن بود که در آن وقت مولانا اسماعیل قمری و شمسی هر دو بخدمت حاضر بودند چون این اسماعیل حاضر آمد بمولانا اسماعیل ثالث موسوم شد نقل است که چون مولانا اسماعیل فیرکنی از هرات بسمت سمرقند باراده بیعت حضرت احرار روانه گردید قبل از آمدن وی چند روز

خواجه احرار بخلفای نامدار خود فرمود که شخصی مولوی قابل از هرات نزد ما می آید بعد چند روز مولانا اسماعیل حاضر شد و خوشه انگور در دست داشت در دیده وی خواجه آمد و بنشست برزانو بل بلکه بهمانوقت خواجه آنقدر توجه موجه بسوی مولانا مصروف فرمود که از غایت استغراق و بیخودی خوشه انگور از دستش بیفتاد چون بهوش آمد دست بیعت آن دستگیر عالم در زد و مولانا مرد قد آور و قوی هیکل بود و محنت کش تا حیات خواجه در سفر و حضر پارکاب آنجناب بماند و بعد از وفات پیر روشن ضمیر بحرمین الشریفین تشریف برد و همانجا در سال نهصد و هشت وفات یافت رحمة الله علیه از موف

رفت چون مثل خلیل اندر بهشت | پیر اسماعیل شیخ با تمیز
رحلتش مرد خدا اسماعیل بخوان | زاهد دینی خواجه اسماعیل نیز

خواجه سید حسین قدس سره از اعاظم اصحاب

و احباب خواجه احرار بود چون والد بزرگوارش از ایام طفولیت وفات یافت والده ماجده وی از خورد سالی او را بخدمت حضرت خواجه تفویض نمود تا در سایه عاطفت آنجناب پرورش یافت و شیخ کامل و مکمل شد نقلست که چون والده سید حسین وی را بخدمت خواجه احرار آورد بچه سال بود و اتفاقاً بوقت حاضری وی رو بروی خواجه ظرفی پر از عسل حاضر بود حضرت خواجه از وی پرسید که ای کودک چه نام داری عرض کرد که عسل خواجه ازین جواب تبسم شد و فرمود که چون دریاد عسل نام خود گم کرده انشاء الله تعالی شیرین تر از عسل خواهی شد و قدری از عسل هم بخواجه حسین عنایت فرمود پس بهمه قابلیت و کمال شیرین لسانی خواجه حسین از تاثیر همان عسل بود که بروقت خوش بوی عنایت شده بود وفات خواجه حسین در سال نهصد و نه هجریست از مولف

رفت چون زین جهان بخلد برین | با صفا سید بهشت حسین
بهر تاریخ رحلتش سرور | شد ندا سید بهشت حسین

خواجه احمد قدس سره از کبار اصحاب و عظما

احباب عاشق جانباز محرم راز خلیفه راستین خواجه احرار است در فقر و تجرید و ورع و تقوی و زهد و اتباع سنت مقامی عالی داشت گویند که تا سی سال از غایت زهد و ریاضت خواب نکرد و بپهلو می شود بر زمین فرش بستر ننهاد و بچه قوی بید بودی آورد و خواجه احرار

صدها بار در حق وی فرمود که خواجه محمد زاهد هم باسمی است بمد از آنکه نام وی زاهد نهاد و
کار زهد و تقوی و هم بنام وی نوشتند گویند که خواجه محمد زاهد چون در عبادت نشستی اصلا
خود بجانبیکه فارها بسیار می بودند گشتی و وی که خواب بجشمش آمدی نشستی اگر بود چون در خانه
بودی به وقت عبادت رسنی در گلوی خود بسته تشفیت آمیخته بدانید که اگر خواب غلبه
کند بسبب کشش رسن بیدار گردد **وفات** آن جامع کمالات در سال نهصد و یازده
از هجرت شاه رسالت علیه الصلوة والتحیت است و مزار پر انوار بمقام تاشکند زیارتگاه

است از مولف	شد چو از دنیا بفردوس برین	زاهد دین رحمة الله علیه
سال ترحیلش بسرور شد عیان	زاهد دین رحمة الله علیه ۹۱۳	خواجه خواجگان قدس

سره فرزند نخستین خواجه احرار است عالم بعلوم شریعت و واقف برموز طریقت بود حضرت
خواجه او را از همه فرزندان عزیز تر داشتی و چونکه فیمابین او وی محمد یحیی فرزند ثالث
خواجه کدورتی و ملالتی بوقوع آمده بود لهذا خواجه خواجگان علیحده در موضع ... اقامت
پذیرفت و هرگاه که وی از آنجا بقصد زیارت والد بزرگوار روانه شدی حضرت خواجه
بفاصله یک فرسنگ باستقبال وی رفتی و خواجه خواجگان داماد سید تقی الدین کرمانی بود
و از بطن دختر سید تقی الدین سه پسر عالی گوهر و دو صبیه سعیده بوجود آمدند که اسامی گرامی سه
پسران خواجه نظام الدین عبدالهادی و خواجه محمود و خواجه عبدالحق بودند و چون صبیه سید
تقی الدین انتقال کرد نکاح ثانی خواجه خواجگان بصبیه خواجه محمد نظام الدین که از اولاد مصنف
هدایه بود اتفاق افتاد و از بطن عصمت او خواجه عبدالشهید و عبدالعلیم معه دو صبیه دیگر
متولد شدند و نیز خواجه را از بطن یک کنیزک دختری پسری مسمی بابو الفیض بود که
از همه اولاد حق یاد و همه حضرت والا درجات بوقت خود صاحب اتقا و زهد و ریاضت
بود **وفات** خواجه خواجگان در سال نهصد و یازده هجری است از مولف

چو شد ز جهان در بهشت برین	شد نامور خواجه ناصر الدین	بوصالش بگو خواجه دین پناه ۹۱۱
بفرما که خواجه تا بدار ۹۱۱	مولانا محمد قاضی قدس سره	از اخص اصحاب

و عظمای اصحاب خواجه احرار است اول بعهده قضا از طرف سلطان نامور بود بعد

ازان جهت که کار قضا کرد و بحلقه درویشان آمده مرید خواجه احرار شده و کار زبده دریافت و تقوی را بجدی رسانید که از مقبولان و محبوبان پیر روشن ضمیر خود گشت و کتاب سلسلة العارفین که در مناقب و شمائل و فضائل و ملفوظات خواجه احرارست از تصنیف و تالیف وی است و وی تا دوازده سال بخدمت حضرت خواجه مشرف مانده بتکمیل رسید تا از اولیای کامل شد وفات وی در سال نهصد یازده یا دوازده هجریست از مولف

چو قاضی قضا قاضی محمد	بجنت یافت از حکم قضا بار	بسال رحلت آن قاضی دین
بگو قاضی جوان فاضل ۹۱۱ هکبار	خلیل الله محمد ۹۱۲ هادی دین	دگر باره بگو تاریخ اظهار

مولانا عبد الغفور لاری علیه رحمة الله الباری مسکن وی شهر لار

ولقب وی رضی الدین است اجداد بزرگوارش از اولاد حضرت سعد عباده رضی الله عنه که از کبار انصار حضرت شاه رسالت بوده بودند و وی مهتر قبیله خزرج بود و از اجله تلامذه و عظمای خلفای حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس الله سره السامی و نام نامی مولانا عبد الغفور برای دفع دیو و پری بنهایت موثر بود و بود اگر کسی را سایه دیو و پری میشد میفرمود که بگوشش سایه زده بگویند که اگر دفع نمیشوی عبد الغفور را بتو مسلط میکنم جن فی الفور دفع میشد و حضرت مولانا جامی در باب عبد الغفور لاری فرموده

شعر آنجا که فهم و دانش مرغی بود شکاری شهبازی است تیز رفتار عبد الغفور لاری

و مخفی مباد که مولانا عبد الرحمن جامی مرید کم میگرفت و میفرمود که یک مرید کامل و اکمل از هزار مرید دیگر بهتر است و اشارت بطرف عبد الغفور لاری میکرد و مولانا عبد الغفور لاری را در علوم ظاهری و باطنی قوتی تمام بود و حاشیه بر کتاب نفحات الانس و شرح ملا باین لطافت نوشت که غیر آن ممکن نبود و حل مشکلات هر دو کتاب که از تصنیف مولانا جامی بود بخوبی نمود وفات آن جامع الکمالات در سال نهصد و دوازده هجریست و قطعه تاریخ وفات مولانا که درج کتاب رشحات است این است

قطعه چو شد عبد الغفور آن کامل العصر	بعقبی غرقه دریای عرفان	چو خواهی روز و ماه و سال نقلش
بگو یکشنبه و پنجم ز شعبان	از مؤلف	چون رضی الدین ولی عبد الغفور ۹۱۲

رفت از دنیای دون اندر جنان	سال آن مخدوم قطب آمد عیان	سال وصل آن شه والامکان
باز هم جناب خواجه لاهوتی بگو	نیز عارف پیر متقی لاری بخوان	مولانا علی تاشکندی

قدس سره از قدمای اصحاب و اجلهٔ احباب خواجه احرار است و حسب الحکم در کار زراعت خواجه مامور بود تا از آن کار سعادت حاصل کرد و نیز چندی بکار مطبخ خواجه مامور ماند و در آن کار بکار باطنی مصروف مانده و یک ولایت و کرامت را جوشش میداد تا از مقبولان و محبوبان حضرت خواجه شد و خرقهٔ خلافت کرد **وفات** وی در سال نهصد و چهارده هجری است **از مؤلف**

رفت زین دنیا چو در خلد برین	شیخ دین عالی علی متقی	سال ترحیلش چو جستم از خرد
گشت پیدا آفتاب جنت علی	خواجه نورالدین تاشکندی قدس سره	

از محبوبان و مقبولان و اصحاب خاص الخاص خواجه احرار است و وی در مبادی حال پسری صاحب جمال بود روزی بیرون شهر برای سیر و تماشا آمده بود و اتفاقاً گذر وی بسوی خانقاه والا جاه خواجه احرار افتاد و خواجه در آنوقت بوعظ گفتن مصروف بود و سخن در عشق و محبت حقانی و معرفت سبحانی خواجه آنچنان در دل عشق منزل وی اثر کرد که گریه و ناله آغاز نمود و چون از وعظ فراغ حاصل گشت بدست خواجه آمد و سر در قدم آورده مرید گشت و در اندک ایام تکمیل یافته بمرتبه ارشاد رسید **وفات** خواجه نورالدین در سال نهصد و هفتده هجری است **از مؤلف**

نوردین چون با تجلی شد روشن	نور بسال وصال آن شه دین	گفت نور الکرامت سال
نیز مهتاب حسن نور الدین	خواجه هندو ترکستانی قدس سره از خلفای	

نامدار و کبار اصحاب خواجه احرار است و وی سپاهی بود زنگی از شیخ زاده های ترکستان که خواجه را بوی کمال نظر عنایت بود و کارش بکمال رسیده روزی حضرت خواجه در صحرا سیر میرفت دید که خواجه هندو در هوا پرواز کرده میرود و خواجه را این طور اظهار کرامت چه از وی خوش نیامد فی الحال کیفیت باطنی وی را سلب کرد و او از هوا بطوری که سنگ از بلندی بر زمین می افتد بیفتاد و اعضای وی

بوقت شد از ظهور اینحال بآتش غیرت زاری و زاری میسوخت تا مدت یکسال بهمینحال بگذشت آخر خواجه هند بیطاقت شده خشونت و بی ادبی با خواجه آغاز نهاد و گفت که من از جان خود به تنگ آمده ام اگر آنچه گرفته آید بمن باز دهید بهتر ورنه شما را قتل خواهم کرد و اگر بشما دست نخواهم یافت خود را خواهم کشت ازین سخن هم حضرت خواجه هیچ متاثر نشد و هیچ خیال برین قیل و قال نکرد تا آنکه روزی که خواجه از در کوچه از کوچه تنگ بحالت تنهائی میرفت خواجه هند دستعد قتل خواجه شده کاردی از بغل بر کشید و حمله آور شد چون در آنجا موقع فرار هم نبود خواجه از وی کرامت خود را از صورت اصلی بر آورده بشکل و بقامت بحری شد که کلاه پشمینه سیاه بر سر و قمیص سفید در بر و چوب سطر مانند شبانان در دست بود خواجه هند چون ترک سید و خواجه را ندید تو رانگاه داشت و متحیر و متعجب شده بجای خود ماند و از غایت حیرت قوت دست و پای وی برفت خواجه کارد از دست وی بر گرفت و باز بصورت اصلی معاودت کرد و تبسم فرموده گفت که اگر حالا من ترا بایکار دکشم چه خواهی کرد خواجه هند و سر در قدم آورد و زار زار گریست بملاحظه اینحال دریای رحمت بجوش آمد و از غایت رحمت او را بغل گیر فرمود و آنچه گرفته بود مسیندان از ان عطا کرد و وعده گرفت که باز دیگر در نهایه و از نکند و اظهار کرامت نماید بعد ازان رفته رفته کارش بجای رسید که از محرمان اسرار حضرت خواجه شد و وفات وی در سال نهصد و بیست و یک هجری است از مولف

شیخ هند وکه بود واقف حق	پیر محمود سالک ترسک	ذکر این سال وصل او ذاکر
پیر مسعود سالک ترسک (921)	مولانا محمد عبیدالله المشهور بمولانا زاده	

ترکی علیه رحمة الله الباری از خلفای نامدار و اصحاب کبار و احبه مقبولان و اخص محبوبان خواجه احرار است اول در خاندان عشقیان که گروهی از مشایخ سهروردیه است بیعت داشت بعد ازان باراده بیعت بخدمت حضرت خواجه احرار حاضر آمد و اظهار حال بیعت اول کرد فرمود که استخاره کرده خواهد شد و منتظر باشید تا امشب چه واقع میشود می آید چنانچه بهمانشب استخاره بعمل آمد

و بسیار در حضرت وی واقعه شد که چند مشایخان برای جنگ و مشاجره خواجه احرار آمده اند و گفتگو
که خواجه عبید الله از مریدان سلسله ما است حال آنکه با ساز ید آخر باهم جنگ واقع شد و خواجه
احرار تن تنها با ایشان بسر آمدند و ایشان را تاب مقاومت نماند ناچار راه خود پیش گرفتند
علی الصباح مولانا عبید الله خوش و خرم بخدمت خواجه حاضر شد هنوز نوبت بعرض و کلام
نرسیده بود که فرمود بسم الله بیایید و بیعت کنید پس مولانا دست ارادت بدامان
خواجه زده در اندک زمان بتکمیل رسید نقلست که روزی مولانا عبد الله را
استغراقی عظیم روی نمود چنان از خود غایب شد که هر چند تحریک نمودند حاضر نشد ناگاه
نگاه خواجه بدانسو افتاد متنبه شد و فرمود که چرا بی ادبی میکنند در آنوقت مولانا بجای
و مخفی نماند که مولانا عبید الله در حالت حیات
مشرف ... هست که ... از کونین ندارد ... بعد از زیارت حرمین الشریفین چون خبر وفات
خواجه عبید الله اجازت سفر حجاز تشریف برد و بعد از زیارت حرمین الشریفین چون خبر وفات
خواجه در راه شنید باز عازم وطن نشد و بطرف ملک شام رفته در دمشق اقامت کرد
و بارشاد طالبان حق مصروف ماند و همانجا در سال نهصد و بیست و چهار از این دار رحلت

بیت از مولف		خواجه عبید الله پیر پر صفا
ملال الغریب ایزد متعال	جست سرور سال وصلش از خرد	گفت عبید الله مخدوم انام
شد چو از دنیا بجنت شاد کام		

مولانا ناصر الدین اتراری قدس سره

برادر زاده مولانا عبید الله مولانا
زاده است و همراه او در خود بحضور خواجه حاضر شده دست ارادت بدامان خواجه زد
و صاحب کرامات عالیه و مقامات بلند شد نقلست که در شهر سمرقند شخصی بود جمال در
علم منطق و ریاضی طاق و در فنون علوم شهره آفاق بود و کسوت قلندر پوشیده داشت و در
حق درویشان خصوصا در حق خواجه عبید الله احرار سخنان بی گفتنی میگفت روزی مولانا
ناصر الدین را در مجمعی افتاد که همان هم در آنجا حاضر بود و چون مولانا ناصر الدین را دید
دانست که از مریدان احرار است سخنان سفاهت آمیز در حق خواجه آغاز نهاد و گفت
که خواجه عبید الله نه علم دارد و نه حال و نه قال و نه ذکر و نه خلوت و من چون در مجالس او میروم
پوشیده از او در آن مجلس نشسته بنگ میخورم و بروی حکم میکنم که فلان قسم طعام و

حلوا برای من مهیا سازند وا و حسب گفته من حاضر می آرد و از حال بنگ خوردن من بالکل بیخبر بیباشد خواجه ناصرالدین ازین سخنان بغایت متاثر شد الا بجز سکوت چاره ندید و از خدا خواست که یا الهی بحق علم حال حضرت خواجه بوقتیکه این شخص از ینجا برخیزد و در مجلس خواجه برود تا آنکه دعاے وی مستجاب شد و چون مجلس برخاست گشت میر جمال از مجلس برخاست و بسمت خانقاه حضرت احرار راهی گردید و خواجه ناصرالدین هم قدم بقدم وی میرفت چون هر دو در محفل خلد منزل خواجه رسیدند میر جمال روبروے خواجه بنشست و از هر طرف سخنان آغاز نهاد و در عین سخنان سفد اری بنگ از سبب بیاد آورد و از چشم خواجه پوشیده در دهان نهاد و خواست که فرو برد فی الحال در گلوی وی بسته شد و حال بروی بگشت و دم بند گردید خواجه سجادی ارشاد کرد که مشتی بر گلوے وی بزنند چون مشت زده شد غلوله بنگ از گلوی وی بر زمین افتاد همه حاضرین بدیدند و دانستند که این شخص بنگی است و خواجه بوی مخاطب شده ارشاد کرد که اگر چند بار دزد دزدی کند آخر روزی گرفتار میگردد و پس او را بهزار ذلت و خواری از مجلس برآوردند و از غایت فضیحت و رسوائی آن کافر نعمت از آن دیار جلای وطن شد و بسزاے کردار خود رسید وفات خواجه ناصرالدین در سال نهصد و بست و پنج هجری است از ملفوظات

چو از دنیا بفردوس برین رفت	جناب ناصرالدین عابد دین
بشو سال وصال پاک آگاه	ز عارف ناصرالدین سید دین ۹۲۵

مولانا محمد زاهد وخشی قدس سره

از مشایخ کبرای سلسله عالیه نقشبندیه و عظمای علمای عهد خود و عالم بعلوم ظاهری و باطنی بود و از جمله مشایان و مقبولان و عاشقان جانباز و محرمان همراز و خلیفه راستین خواجه عبیدالله احرار است و در فقر و تجرید و تفرید و ورع و تقوی و زهد و اتباع سنت مقامات عالی و مراتب بلند داشت و قبل از حضار بخدمت حضرت احرار تا چند سال بزهد و ریاضت پرداخت و چشم را بخواب آشنا نساخت و آنچه حق زهد و ریاضت بود بجا آورد آخر باشاره غیبی از جای خود باراده ارادت و بیعت روانه سمت مسکن خواجه احرار شد چون نزدیک رسید حضرت خواجه بنور باطن ازینحال آگاه شده براے استقبال

قومی برآمد ودر راه با ہم اتفاق ملاقات افتاد و ہر دو حضرات با برکات با ہم بغلگیر شده در رسانیده وعشق اجلال فرمودند وخواجه مولانا را به بیعت خود سرفراز فرموده آنافانا بتکمیل رسانیده وجانوتت خرقه اجازت وتلقین عطا کرده از سجاسجا رخصت فرمود ومولانا را بجز یک صحبت اتفاق صحبت دیگر بخواجه احرار نشد. **شیخ شرف الدین صاحب** روضة السلام میفرماید که مولانا محمد زاہد از اقربای خواجه یعقوب چرخی و پسر دختری و اول از چند خلفای عظام خواجه یعقوب بهره وافر ونصیبه کامل حاصل کرده بزہد وریاضت پرداخت واسم بامسمی گشت چون ہنوز طلب خدا باقی بود بایمای غیبی مستفید خدمت خواجه احرار شد که در کتاب جلد اول حضرت القدس ذکر خیر وی بمفصل وشرح مندرج است.

وفات خواجه محمد زاہد در سال نهصد وسی وشش ہجری است ومزار پر انوار

بمقام رفعتش زیارتگاه خلق است از عرف	محمد زاہد آن شیخ اعلی
چو با حق شد ازین دنیا وصالش | ولی فیض و هم فیض الہی	رقم کن شیخ زاہد ی ارتحالش

مولانا درویش محمد قدس سره از اصحاب نامدار وخلفای کبار مولانا محمد زاہد است جامع علوم ظاہری وباطنی وواقف رموز صوری ومعنوی باوصاف جذبه واستغراق وشوق وذوق موصوف وبسخا وعطا معروف بود وصاحب **تذکرة الاصفیا** می فرماید که خواجه محمد درویش قبل از بیعت پانزده سال بزہد وریاضت گذرانید وبحالت تجرید وتفرید بیخور وخواب در ویرانه ہا گذرانید روزی بحالت گرسنگی سخت ناچار شد ورو بسوی آسمان کرد فی الحال خضر علیه السلام تشریف آورد وگفت که اگر صبر وقناعت مطلوب است بخدمت خواجه محمد زاہد حاضر شو که او ترا صبر وقناعت بیاموزد پس خواجه درویش روانه سمت خدمت خواجه محمد شد وبتکمیل رسید ودرج کتاب روضة السلام است که خواجه محمد درویش در ترتیب وارشاد مریدان آیتی از آیات الہی بود وبعد وفات پیر روشنضمیر بمسند ارشاد بنشست وصدہا کس را دعوت الحق نمود و از حالات ومقامات این طایفه مشربی تمام داشت **وفات** حضرت خواجه در سال نهصد وهفتاد ہجری است ومزار پر انوار در موضع اسفرار است

که از مضافات شهر سبز است از مولف | ز دنیا شد چو در خلد معلی
جناب سرور اکبر محمد | ز سرور مشت عشق آمد وصالش | دوبارا عاشق سرور محمد

خواجه عبد الشهید نقشبندی بن خواجه خواجکا بن ناصر الدین

عبید الله احرار قدس سره از اعاظم خلفای پدر عالیقدر خود است جامع خوارق و کرامت و فضیلت و شرافت بود صاحب سفینة الاولیا می فرماید که چون خواجه عبد الشهید متولد شد والدش وی را سجده ست والد بزرگوار خود خواجه احرار برد خواجه او را در کنار خود گرفت و فرمود که انشاء الله تعالی این پسر عارف کامل خواهد شد پس ببرکت نفس مبارک آنجناب خواجه عبد الشهید بکمالات ظاهری و باطنی رسید و کرامت و خوارق بسیار از وی بظهور آمدند باشارهٔ غیبی از وطن مالوف هجرت کرده در هندوستان تشریف آورد و توطن ورزید و از سکنای هند خلقی کثیر دست ارادت بدامان آنحضرت زده طریق وی در سلوک بر طریق خواجه بزرگ بود و تا هژده سال در هندوستان مقیم ماند چون سال نهصد و هشتاد هجری رسید فرمود که حالا وقت رخصت ما عنقریب است و ما موریم بآنکه مشتی استخوان خود را در سمرقند بگورخانه آبادی خود رسانیم و بهمانسال بسمرقند معاودت فرمود بعد از رسیدن بسمرقند ببله روز بهمانسال یعنی بسال نهصد و هشتاد وفات یافت و متصل مزار خواجه احرار مدفون شد از مولف

خواجه عبد الشهید آن شیخ دین	روح پاک او چو در جنت رسید
شد ندا مخدوم هادی کریم	سر وصلش هم ولی خواجه سعید

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سره

از فرزندان ارجمند و خلفای حق پسند خواجه محمد درویش است تربیت ظاهری و باطنی از پدر بزرگوار خود یافت و در قصبهٔ امکنگ که از مضافات سمرقند است سکونت داشت مردی بود عابد و زاهد و بزرگ صاحب ذکر و شغل و کرامت و خوارق و شرافت عظمت همیشه خود را از چشم خلق می پوشید و ستر حالات خود می کوشید و صاحب روضة السلاطین می فرماید که وقتی پیر محمد سلطان که یکی از سلاطین وقت خود بود با فوج دریا موج عزم تسخیر سمرقند کرد سلطان باقی فرمانروای سمرقند چون در خود تاب

مقابله و مجادله دشمن ندید بار استمداد بخدمت خواجه حاضر شد و نیازمند بسیار کرد حضرت خواجه بذات بابرکات خود از شهر بر آمد و نزد سلطان پیر محمد رفته بسیار چند خواست که بصلح راضی گردد صورت پذیر نشد ناچار باز بشهر آمد و سلطان باقی را ارشاد کرد که اگر تو از دل تائب شوی که بار دیگر خلق خدا را بیازاری و سلطنت بانصاف کنی و داد مظلوم از ظالم بستانی بر دشمن ظفر خواهی یافت شیخ باقی از دل و جان با شیخ عهد کرد که بار دیگر گرد ظلم و تعدی نگردم فرمود برو و با دشمن جنگ کن که فتح و فیروزی بنام تست پس همچنان بوقوع آمد که خواجه فرموده بود و لشکر سلطان پیر محمد با وجود کثرت و انبوه که زیاده از پنجاه هزار سوار جرار بود رو بفرار نمود **نقلست** که حضرت خواجه قبل از ارتحال خود مکتوبی بنام خواجه محمد باقی خلیفه خود نوشت که بر آخرش این دو بیت تحریر بوده اند ؏ نه باقی تا زمان مرگ یاد آیدم * ندانم کنون تا چه پیش آیدم * جدائی مباد از خدا دگر هر چه پیش آیدم شایدم * **وفات** خواجه امکنگی بقول صاحب روضة السلام در سال یکهزار و هشت هجری است و مزار در قریه امکنگ و عمر شریف نود سال بود از لطف

چون شه خواجگی بامر بهشت	جلوه گر گشت چون مه انور	گفت هست شیخ زبان وصال او
هم بخوان خواجه یقین اکبر		

خواجه محمد باقی نقشبندی دهلوی قدس سره

از بزرگان وقت و مقتدای زمانه و امامان عهد خود بود بکمالات ظاهری و باطنی آراسته و بجذب و عشق و محبت پیراسته و بزهد و تقوی معروف و باوصاف کریمه موصوف و نسبت اویسی بخواجه بهاء الدین نقشبند و نسبت ظاهر بخواجه امکنگی داشت و از روحانیت خواجه عبید الله احرار فایده وافر گرفت در اوایل از کابل بسمرقند رفت و بعد تحصیل علوم ظاهر کسب علوم باطنی از خواجه امکنگی نمود و صاحب تصانیف و تالیف شد چنانچه این

ابیات از تصانیف خواجه در کتاب روضة السلام اند ؏ من نه همینم که وجود من است

جای دگر نقطه وجود من است	نقطه محراب جماعت منم	دانه سیراب زراعت منم	
ابروی پیشانی من دلکش است	قطره نیسانی من آتش است	عقل نمک زیر کباب من است	
خون جگر نام شراب منست	خامه کلید سر انگشت من	گنج دو عالم همه در پشت من	

واگرچه صاحب کتاب حضرات القدس و روضة السلام خوارق بسیار هزاران هزار از ان
حضرت نقل فرموده اما چون این مختصر گنجایش آن ندارد یکی از هزار نقل کرده میشود که
روزی خواجه محمد عبدالله پسر خورد خواجه نزد پدر بزرگوار حاضر بود و آئینه در دست
داشت فرمود که روی خود را ببین چون صاحبزاده آئینه مقابل کرد در روی خواجه از آئینه
با ریش سفید نمودار شد چون خواجه ریش سیاه داشت پسر متعجب شد فرمود که جای تعجب نیست
که ظهور این از آثار انوار الهی ست که بر محاسن ما نمودار گشته است **نقلست** که روزی خواجه
باقی بالله در پس امام در نماز الحمد خواندن آغاز نمود همدران وقت روح پر فتوح حضرت امام
ابو حنیفه پیش وی ظاهر شد فرمود که یا شیخ در مذهب من اولیای کبار و صغار بسیار اند
ایشان همه باتفاق علمای دین خواندن الحمد در پس امام بوقت ادای نماز موقوف
داشته اند پس ترک آن مناسبست **نقلست** که حضرت خواجه باقی خواب کم کردی
و کم گفتی و کم خوردی و هر روز بعد عشا تا نماز تهجد دو ختم قرآن نمودی و بعد نماز تهجد تا فجر
بیست و یک بار سورة یاسین خواندی و چون آغاز فجر گشتی فرمودی که الهی شب
چه باشد که باین سرعت بگذشت و قدری دیرنگی و توقف نمود و مولانا بدرالدین
سرهندی که از اصحاب امام ربانی مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرهندی بود در کتاب
خود تحریر فرموده که من از اتفاقات زمانه وقتی بدهلی آمدم و بر مزار گوهر بار حضرت خواجه
باقی حاضر شدم و در بروی مزار متوجه شده نشستم عنایت بغایت بحال این فقیر مبذول
کرد و نسبتی از نسبت های خاص خود عطا فرمود بعد ازان بزیارت با برکت خواجه
قطب الدین بختیار کاکی اوشی حاضر شدم حکم شد که نسبتی که امروز ترا از خواجه باقی
عطا شده است نسبت ماست بعد ازان بزیارت مزار پر انوار سلطان المشایخ
نظام الدین مشرف شدم فرمود که در نسبت ما محبوبیت غالب است و نسبتی که ترا
خواجه باقی بالله داده است متعلق بنسبت عاشقی و نیازمندی است همان نسبت
برای شما بس است من بعد راهی اجمیر گشتم و بر روضه منوره خواجه معین الدین حسن
سنجری متوجه گشتم ارشاد شد که نسبتی که ترا از خواجه باقی حاصل شده است از ماست

عرض کردم که حضرت خواجه باقی گاهی نفرموده که مرا نسبتی از حضرات والا درجات اهل چشت رسیده است فرمود که چون من بخدمت خواجه یوسف همدانی نسبتی یافتم که مشعر بر شوق و ذوق حق بود و آن نسبت از من بخواجه قطب الدین بختیار رواز روحانیت وی بخواجه باقی رحمت گشت و آن نسبت فی الحقیقت نسبت نقشبندیه بود که آخر حق بحق دار عاید گشت و در دار المعارف سید شاه روف مجددی می آید که حضرت سید غلام علی شاه دهلوی فرمود که روزی من بمزار پر انوار خواجه باقی حاضر شده متوجه نشستم و عرض کردم که یا حضرت بتوجه موجه شما شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی شد من نیز امیدوار عطای شما ام در مشاهده دیدم که حضرت خواجه باقی از مزار پر انوار خود برآمده متوجه من شد چون وقت استوای روز و موسم گرما بود علاوه از آن توجه حضرت خواجه گرمی شدید ظهور نمود از غایت گرمی نفسم تنگ آمد عبابه خفیف نموده برخاستم لیکن از آن روز افسوس و پریشانی باقی است و از همان اندک توجه شیخ آنچنان در خود ترقی ها می بینم که در بیان نمی آید اگر زیاده توقف میکردم نصیب وافری یافتم **وفات** خواجه باقی بروز دوشنبه بیست و ششم جمادی الثانی سال یکهزار و دوازده هجری است و عمر شریف چهل سال و

مزار گوهر بارش در دهلی است از مولف		چو باقی راهی ملک بقا شد
بابل دهر گفت هذا افسوس	ندا آمد ز هاتف وقت ترحیل	الهی ملک باقی رفت باقی ۱۰۱۲
الی البقا چو شد از عالم فانی مقیم بهشت والا	سعلی خواجه عالی شد دار البقا باقی	بخوان قطب زمان مخدوم باقی سال ترحیلش ۱۰۱۲

و دگر قطب من جدد الی دار البقا باقی **شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی** سرهندی قدس الله سره العزیز از علمای راسخین و غوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب مظهر خوارق و کرامت جامع درجات ولایت دافع بدع و ضلالت عامل سنت و حمایت وارث کمالات نبویه مزین اطوار احمدیه عارج معارج نقشبندیه امام طریقت و مقتدای حقیقت است و در طریق نقشبندیه مجددیه امام است و در شریعت و طریقت پیشوای کمال اهل اسلام و نسب شریف وی به بیست و هشت واسطه بحضرت عمر فاروق رضی الله عنه خلیفه ثانی حضرت شاه رسالت میرسد کتاب مکتوبات احمدیه از آن حضرت مشهور است

مشهور و معروف است که در آن کتاب بسیاری از احوال خویش و حالات مقامات ولایت
نقشبندیه ارقام فرموده چنانچه در دفتر ثالث از مکتوبات ارقام سیفیه می آید که روزی در مراقبه
بودم دیدم که پیغمبر خدا علیه الصلوٰة لا اعلیٰ تشریف آوردند و فرمودند که آمدم نزد تو تا برای تو
اجازت نامه بنویسم که تا حال برای هیچکس ننوشته ام و تحریر فرموده که مرا بشارت داده اند که هر
جنازه که نماز جنازه بگذارم آن میت را بخشند و در بهشت برند و صاحب تذکره
آدم بنوری ارقام میفرماید که شیخ احمد مجدد در طریق عالیه نقشبندیه نسبت ارادت
بشیخ عبدالباقی دهلوی و بقادریه بشاه اسکندر کیتهلی و بسلسله صابریه چشتیه مخدوم
عبدالاحد داشت و فیض سلسله سهروردیه نیز از شیخ عبدالاحد حاصل کرد چنانچه اسامی
پیران کبار بهر یک سلسله مفصل و مشرح مجملا تحریر می آید اول سلسله نقشبندیه
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مرید شیخ عبدالباقی و وی مرید و خلیفه خواجه محمد خواجگی
امکنگی و وی مرید شیخ محمد درویش و وی مرید شیخ محمد زاهد و وی مرید خواجه عبیدالله احرار
نقشبندی و وی مرید مولانا یعقوب چرخی و وی مرید خواجه علاؤالدین عطار و وی مرید
و خلیفه راستین خواجه بهاءالدین شاه نقشبند بخاری رحمة الله علیهم اجمعین و در
طریقه عالیه قادریه آنحضرت مرید حضرت شاه اسکندر کیتهلی و وی مرید جد خود
شاه کمال کیتهلی و وی مرید شاه فضیل و وی مرید شاه گدائی رحمان و وی مرید شیخ
ابوالحسن و وی مرید سید رحمان و وی مرید شیخ المؤمنین شاه شمس الدین و وی مرید
شاه عقیل و وی مرید سید بهاءالدین و وی مرید قطب الآفاق سید عبدالرزاق و وی
مرید پدر عالیقدر خود حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید سلطان عبدالقادر
جیلانی قدس الله سره العزیز و در خاندان عالیه چشتیه آنجناب مرید شیخ عبدالاحد و وی مرید
شیخ المشائخ رکن الدین چشتی و وی مرید شیخ عبدالقدوس گنگوهی و وی مرید شیخ محمد عارف و وی
مرید شیخ احمد عبدالحق ردولی و وی مرید شیخ جلال الدین پانی پتی و وی مرید شیخ شمس الدین ترک
پانی پتی و وی مرید شیخ علاؤالدین علی احمد صابر و وی مرید و خلیفه راستین شیخ فرید الحق
والدین اجودهنی گنج شکر رحمة الله علیهم اجمعین و در خانواده عالیه سهروردیه

آنحضرت مرید و خلیفه شیخ عبد الاحد و وی مرید شیخ رکن الدین گنگوهی و وی مرید شیخ
عبد القدوس گنگوهی و وی مرید شیخ درویش محمد و وی مرید شیخ بڈهن بهرائچی و وی
مرید سید اجمل و وی مرید سید مخدوم جهانیان جلال الدین بخاری اوچی و وی مرید
شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی و وی مرید شیخ صدر الدین عارف و وی مرید قطب المشایخ
بهاء الدین ذکریا ملتانی رضی الله عنهم اجمعین و سوای این چهار سلاسل آنحضرت اجازت
تلقین دیگر سلاسل هم مثل سلسله شطاریه و مداریه و کبرویه نیز علیحده علیحده از شیخ
عبد الاحد پدر بزرگوار خود داشت آخر تکمیل کمل رسید و در سلسله نقشبندیه بخدمت
شیخ محمد عبد الباقی بوقوع آمده مراتب عالیات و بدین غایت رسید که شیخ باقی
همه مریدان و احباب و اصحاب خود را برای توجه و تکمیل حواله وی میفرمود و خود هم
برای استفاده در محفل توجه وی تشریف می آورد و میفرمود که شیخ احمد آفتابی است
که هر دو عالم را از فیض و فضل وی منور است و شیخ بدر الدین نقشبندی
در کتاب حضرات القدس آورده که علامه سیوطی در جمع الجوامع حدیث صحیح روایت
کرده است که فرمود حضرت پیغمبر عالم صلی الله علیه و سلم یکون فی امتی رجل یقال له صلة
یدخل الجنة بشفاعته کذا کذا من الناس شاید که این اشارت بوجود مسعود شیخ احمد مجدد
باشد چه وی در میان علمای صوفیه صله بود و آنحضرت میفرماید که الحمد لله الذی جعل صلة
بین البحرین و مصلحا بین الفئتین و این هر دو جماعت مراد از هر دو طایفه قایل وحدت
وجودی و علمای شرع الطاهر اند و شیخ احمد این هر دو را بدلایل و براهین باهره قایل
ساخت و باهم هر دو طایفه که از صدها سال منازعت بوده بپیوند صلح پیوند کرد و آنحضرت
خود در رساله معاد تحریر میفرماید که روزی در حلقه بامداد نشسته بودم که از جناب
ربانی الهام شد و هاتف غیب ندا داد که غفرت لک و لمن توسل بک بواسطة و نیز
بواسطة الی یوم القیامة و شیخ محمد نعمان که خلیفه راستین وی است میفرماید که
روزی سید عالم صلی الله علیه و سلم را با صدیق اکبر رضی الله عنه در رؤیا دیدم و آنحضرت
علیه الصلوة و التحیة با ابوبکر صدیق اکبر مخاطب شده فرمود که یا ابوبکر بنعمان بگو که هر که

مقبول شیخ احمد است مقبول ما و مقبول خدا است و مردود او مردود خدا و رسول است و نیز
شیخ بدر الدین صاحب حضرات القدس که از اکمل مریدان احمد مجدد است
تحریر میفرماید که شبی خضر علیه السلام را در واقعه دریافتم و معروض کردم که با حضرت بنده را از
نسبت خود بهره ور فرمایند فرمود که تو نسبت از کسی گرفته که ترا و تمام عالم را ارشاد وی
بس است و سید نصاری مجددی رحمة الله علیه در رساله خود نوشته که آنحضرت
وقتی مرا بخدمتی بجانب سرهند شیخ فرستاده فرمود که در راه سوره لایلاف بسیار بخوانی و اگر مشکلی
پیش آید مرا یاد کنی چون روانه شدم راه غلط کردم و در بیابان و بیراهه افتادم تا گریبان دریدم
که شیری دلیری از نیستان پیدا شد و برای هلاک قصد من کرد فی الحال نام نامی آنجناب
بر زبان آوردم فی الحال شیخ بذات بابرکات پیدا شد و شیر را بگریزانید و من
با همراهیان خود از دست شیر خونخوار خلاص یافتم و صاحب روضة القیوم
یه مینویسد که شیخ احمد را دو خارق عظیم بر صفحه روزگار باقی ماند یکی کتاب مکتوبات و دیگر
رسایل مصنفه وی که احدی از مشایخ اینچنین معارف و حقایق و مکاشفات خود برملا
درج تالیفات خود نکرده است که وی فرموده دوم فرزندان گرامی وی که هر هفت
حضرات ایشان از روی علم ظاهر و کمالات باطنی مثل ذات خود ساخت و مخفی مباد
که شیخ احمد مجدد هفت فرزند ارجمند داشت یکی خواجه محمد صادق دوم خازن الرحمت
شیخ احمد سعید سوم عروة الوثقی شیخ محمد معصوم چهارم محمد اشرف که در حالت رضاع
برحمت حق پیوست پنجم محمد فرخ که در سن هژده سالگی قضا کرد ششم محمد عیسی که بعمر
هشت سالگی وفات یافت هفتم محمد یحیی المشهور شاه جی رحمة الله علیهم اجمعین و ازین
هر هفت فرزندان احمد سعید و محمد معصوم بعد از فوت پدر عالیقدر حیات و قایم مقام
خلق شدند و نقلست که روزی شیخ احمد مجدد در مسجد حلقه صبح مینمود و به تلقین
مریدان متوجه بود که شاه اسکندر کیتهلی قدس سره خرقه مبارک حضرت غوث الاعظم
بامر حضرت شاه کمال کیتهلی آورده برسر مبارک شیخ انداخت و شیخ در بحر انوار نسبت
قادریه مستغرق شد و در آنوقت بخاطر شیخ گذشت که مرید و خلیفه خاندان عالیشان

نقشبندیه ام الحال که نسبت قادریه مرا احاطه نموده است مبادا که پیران کبار
نقشبندیه ازین رنجیده شوند فی الحال مشاهده نمود که حضرت غوث الاعظم و شاه
کمال کیتهلی و خواجه بهاء الدین نقشبندیه و خواجه محمد عبد الباقی و خواجه خواجگان
معین الدین حسن سنجری چشتی و شیخ شهاب الدین سهروردی و شیخ نجم الدین کبری و
شاه بدیع الدین مدار و غیره پیران عظام و مشایخ کرام تشریف آوردند و همه کابران
شیخ را از خلفای سلسلهای خود با شمار بسیار دیدند و همه یک سیف نمودند که شیخ احمد از بابت
آخر الامر همه پیران طرائق در رفتند پس شیخ اتفاق نمودند و تمام حضرات از نسبت خود
ها باتفاق سرفراز فرمودند و شیخ در آن روز از صبح تا ظهر در تحیر مراقبه مستغرق ماند و بچشم
حال این همه احوال مشاهده میکرد و منقولست که شیخ احمد مجدد در مکتوب
یازدهم به پیر روشن ضمیر خود نوشت که در اثنای ملاحظه آن مقام مرة ثانیة دیگر
مقامات بعضها فوق بعض ظاهر شدند چون بمقام فوق آن مقام رسیده شد معلوم شد
که آن مقام ذی النورین است و خلفای دیگر را هم در آن مقام عبوری واقع است
و فوق آن مقام مقام صدیق اکبر ظاهر شد و دیگر خلفای عظام را نیز در آن مقام عبوری
واقع شده پس با آن مقام رسیده شد و خواجه بزرگ حضرت شاه نقشبند را در هر مقام
با خود همراه می یافتم و تفاوت نیست الا عبور و بالای آن مقام هیچ مقامی معلوم نمیشود
الا مقام نبوت و محاذی مقام صدیق اکبر مقامی دیگر پیش گرفت و نورانی است که
هرگز مثل آن منظر نیامده بود و اندکی از آن مقام ارتفاع داشت چنانچه صدر
از روی زمین بلند میسازند معلوم شد که آن مقام محبوبیت است و آن مقام رنگین
و بس منقش بود بنده هم خود را بانعکاس آن مقام رنگین و منقش یافت بعد از ان
همان کیفیت خود را لطیف یافت و مانند هوا یا ابر خود را در عالم منتشر دید و بعض
از آن را در گرفت و مقام حضرت خواجه نقشبند در مقام صدیق اکبر است و بنده خود را
هم در مقام مقابل آن می یافت بکیفیتی که معروض داشت انتهی کلامه چون در عهد
بادشاه نور الدین جهانگیر دربار شاهی بسبب اختیار نور جهان بیگم مردمان اهل مذهب رافضیه را

بسیار دخل بود و حضرت مجدد در رد عقاید این طایفه رساله ها و کتب بسیار تصنیف کرده بود در
این قوم دشمنان جانی آن امام ربانی بودند فرصت وقت غنیمت دانسته این مکتوب را بنظر
بادشاه گذرانیدند و گفتند که شیخ احمد خود را از صدیق اکبر بهتر و فوق میداند و میگوید که مقام
من از مقام صدیق اکبر بالاتر است بادشاه برنجید و شیخ را نزد خود طلبید و درین باب
استفسار کرد شیخ جواب داد که بطوریکه در مذهب اهل سنت اگر کسی علی المرتضی را از صدیق اکبر
افضل خواند از اهل سنن برآید همچنین در فرقه صوفیه اگر کسی خود را از سگی که خبیث ترین
مخلوقات است بهتر داند صوفی نیست چه جای که خود را از صدیق اکبر افضل داند
داند معنی که در مکتوب تحریر است ذکر سیر و عروج مقامات سلوک است که صوفیه را بتوجه پیر
دستگیر بوقوع می آید و این عروج صوفیه در آن مقامات برای ساعتی است چنانچه در
دربار شاهی امرای نامدار و مقربان ذی اختیار شب و روز حاضر می باشند و اگر بادشاه
کسی عاجز لشکری را ضرورتاً برای کاری یا مصلحتی نزد خود طلب نماید و بقرب خود ساعتی
جا داده با او همکلام شود و بعد انجام کار باز او را بهمان جای وی که در لشکر مقرر است
بفرستد پس آن لشکری باین مقدار قرب که او را در دربار سلطانی حاصل شد از امرا
و وزرا که مقربان دائمی اند بهتر و افضل نخواهد شد اگرچه بقرب شاهی برای ساعتی رسیده
باشد همین طور آن عروج مایان برای ساعتی است که از آن مقام گذشته باز بکهنه خانه خود
که در سرهند است می آئیم چه جای قدر و منزلت ما از آن صاحب مقام که مراد از صدیق اکبر
زیاده تر گردد علاوه بران در مکتوب خود نوشته ام که بعکس آن مقام خود را رنگین یافته ام
مثال وی اینست که کسی بعکس آفتاب روشن شده باشد این نمیگویند که آن شخص بمقام آفتاب
رسید و زمین که هر روز بعکس آفتاب رنگین میگردد و نمیگویند که زمین بآفتاب رسیده الغرض حضرت
مجدد بادشاه را باینچنین دلایل و براهین تسکین داد و بادشاه از سر عتاب درگذشت و باکرام
رخصت فرمود بوقوع این واردات حضرات شیعه الشنیعه که کار مطلب ایشان نشد بعد چندی
موقع وقت دریافته بعرض بادشاه رسانیدند که شیخ احمد جماعتی کثیر بهم رسانیده و هزار
در هزار مریدان جان نثار نزد وی جمع اند و نزدیک است که فتنه برانگیزد و بر مملکت شاهی

دست نصیحت دراز کنند و پادشاه را برین آوردند که شاهان را سجدهٔ تحیت است جایز
واگر شیخ احمد هم در حضور شاهی حاضر شده سجدهٔ تحیت ادا نماید مخالفت بینست پس پادشاه
باز شیخ را نزد خود خواند و سجدهٔ تحیت خواست چون شیخ مرتکب این امر نشد معاندان باز بشور و شر برداختند
و بمضمون مکتوب که سابق ذکر کرده شده بود و دیگر مضامین مکاتیب که فهم ظاهر بینان بآن نمیرسد اعتراض ها
بوقوع آوردند خصوصاً مولوی عبدالحق محدث دهلوی قدس سره هم درین بحث مکتوبها نوشت
و جوابهای شافی یافت پس همه علما بخاطر داری امرای پدر بار فتوی بر قتل شیخ نوشتند
و پادشاه آنجناب را در محلس حابس نمود و حضرت شیخ تا دو سال در حبس ماند نقلست که
شیخ احمد پیشتر از حبس چند ماه با اصحاب و احباب خود فرمود که عنقریب بلائی بر من نازل
خواهد شد که موجب ترقیات مقامات ولایت ما خواهد بود و حصول آن مقامات بجز
نزول بلا امکن نیست چون در محلس رسید چند هزار کفار را که در حبس شاهی بود حلیه
اسلام پوشانید و چندین کس را بارادت خود سرفراز کرده بدرجات ولایت رسانید
و حضرت شیخ بمقام حبس گاهی پادشاه را دعای بد نکرد و بلکه میفرمود که اگر پادشاه اینچنین
را حبس میکرد چندین هزار کس که از فواید دینی مستفید شدند محروم میماندند و ترقیات
مقامات که ما را حاصل شدند منحصر بر نزول بلا بود ترقی نمیگرفت و صوفیانی که از مریدان
شیخ خواستند که به پادشاه ضررے رسانند ایشان را بخواب و بیداری منع کرد
بعد دو سال پادشاه از کردهٔ خود پشیمان شد و حضرت شیخ را پیش خود طلبیده اکرام
ها کرد و معذرتها نمود و از محبان شیخ شد بحدیکه گاهی آنجناب را از خود جدا نمیکرد
شاهزاده خرم را داخل حلقهٔ مریدان شیخ نمود چنانچه تا عهد شاه جهان و عالمگیر
پادشاهان با همه علما و وزرا داخل سلسلهٔ مجددیه بودند نقلست که شیخ مجدد میفرمود
که از جملهٔ مریدان و خادمان خاندان من که تا روز قیامت داخل طریقهٔ مجددیه احمدیه خواهند
شد مرا اطلاع داده اند و اسامی هر یک پیش من بیان کرده اند و وعدهٔ الهی است
که هر کس که در طریق مجددی است از آتش دوزخ آزاد است و مرا بشارت داده اند
که مهدی آخر الزمان چون مبعوث خواهد شد در نسبت طریق تو خواهد بود نقلست

که شخصی آوازهٔ کرامت حضرت شیخ شنید و از وطن خود راهی سمت سرهند شد چون داخل شهر گشت شب بود بخدمت حاضر شدن نتوانست در خانهٔ که اهل آنخانه از معاندان شیخ بودند شب باش شد و از ایشان احوال شیخ پرسید ایشان برعکس حال بیان کردند و کلمات سخت و بد نسبت آنحضرت بر زبان آوردند چون نصفی از شب بگذشت ناگاه غوغا برآمد که مالک خانه کشته شد و کسی دشمن بخنجر رسید و او را بر بستر وی بکشت علی الصباح چون آن شخص بخدمت شیخ حاضر آمد شیخ او را التفات کم فرمود و گفت که شخصی نزد دشمنی شب باش بوده است او از احوال ما سخنان خلاف و دروغ نزد تو گفته بود در شب سزای اعمال خود رسید و کشته شد غیر با مصحی باللیل الا یذکر بالنهار نقلست که چون علامة الزمان شیخ الاسلام هندوستان مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی در اوایل یکی از معاندان حضرت شیخ بود شبی شیخ را بخواب دید که روبرو وی آیه قل الله ثم ذرهم میخواند بمجرد شنیدن این آیت جذب شیخ و شوق الهی در دل وی اثر کرد و قلب وی ذاکر گردید چون از خواب بیدار شد دل خود را ذاکر یافت چند روز بتصور شیخ ذکر حق کرد و خود را اویسی شیخ میگفت آخر بخدمت حاضر آمده بدرجات والا رسید و از علمای هندوستان اول کسیکه شیخ احمد را بخطاب مجدد الف ثانی یاد کرد او بود نقلست که وقتی شیخ بیمار شد دران بیماری چند دانه مویز طلب کرد چون مویز حاضر شد دو دانه ازان تناول نمود و برای باقیمانده ارشاد کرد که ازین دانه های باقیمانده هر بیماریکه خورد شفا خواهد یافت بعد ازان چند بیماران ازان مویز شفا حاصل کردند و شیخ عبد الخالق صاحب تذکره آورده میفرماید که سیدی از دل عداوت با امیر معاویه میداشت روزی مطالعه مکتوبات شریف آنحضرت میکرد چون بمقام تعریف معاویه آمد بیزار شد و مکتوبات از دست بر زمین انداخت چون شب شد حضرت شیخ را در خواب دید که او تشریف آورده سر دو گوش او گرفته از روی غضب فرمود که ای نادان بکلام ما اعتراض میکنی اگر از من باور نمیداری بیا تا ترا بخدمت علی المرتضی ببرم چنانچه کشان کشان بحضور اسد الله الغالب علی ابن ابیطالب ببرد و روبرو ایستاده عرض کرد که یا حضرت در باب مدح امیر معاویه این شخص بر من اعتراض میکند و کتاب مرا بر زمین میزند درین امر ارشاد فرمایند جناب مرتضوی بآن شخص

مخاطب شده فرمود که زنهار بیاران حضرت پیغمبر عداوت مکنید ما امیدواریم که بکدام نسبت
عقائد با هم مقاتله و مجادله کردیم شما را چه نسبت که بیاران پیغمبر اعتراض کنید یا از سخن شیخ احمد
که عین حق است رو بگردانید سید مذکور چون این کلام شنید متوهم شده و در دلایل افتاد و جگر
بخواب سید بری بیجا نسبت شیخ احمد مخاطب شد و فرمود که هنوز در دل این جاهل نور نصیحت منور نگردیده
یک سیلی محکم بر سینه اش بزنید تا نور بگیرد شیخ حسب الحکم مرتضوی یکی سیلی سخت بر سینه اش
زد بمجرد سیلی خوردن سید از آن عقیده خود تائب شد و دلش صاف گردید چون بیدار شد
آثار آماس ضرب سیلی بر سینه خود عیان یافت فی الحال بحضور شیخ حاضر شده مرید شد
و بسعادت دارین پیوست شیخ عبد الخالق سرهندی میفرماید که شیخ عبد الحق
محدث دهلوی که اعلم علمای دهلی بود با حضرت شیخ مجدد نزاع داشت روزی من بتقریب
ملاقات نزدیش رفتم و ذکر کرامات آنحضرت شروع شد شیخ عبد الحق بر سر انکار آمد جواب
دادم که با بزرگان دین عداوت داشتن خوب نیست منصف باشید قرآن سنت تجدید
وضو کنیم و مصحف مقدس بگشائیم هر آیتی که باول صفحه بر آید فال حال شیخ احمد مجدد خواهد
بود شیخ عبد الحق قبول کرد و هر دو تجدید وضو و دوگانه ادا نمودیم و مصحف را بدست گرفته بتواضع
و تکریم تمام بگشادیم سر ورق مصحف این آیت بر آمد رجال لا تلهیهم تجارة و لا بیع عن
ذکر الله از خواندن این آیت علامه مذکور تائب شد و باز بر سر نزاع و عداوت نرفت و شیخ
جان محمد جالندهری میفرماید که من مرید شیخ احمد مجدد بسلسلهٔ عالیهٔ قادریه اعلیه شده ام شبی
بخدمت شیخ حاضر بودم در دل من گذشت که چون آنحضرت مرا در سلسلهٔ غوثیهٔ قادریه
مرید کرده اند از شیخ سوال کنم که مرا بزیارت حضرت غوث الاعظم مشرف کنند درین اثنا
شیخ بر خاست و دست من گرفته فرمود که جان محمد ستاره قطب را می شناسی
من بانگشت خود نشان دادم درین سخن بودم که شخصی از ستارهٔ قطب خرقه
سیاه پوشیده بسواری اسپ جدا شد و بهیبت تمام رو بروی شیخ تشریف
آورده بایستاد شیخ چون دید او را سر بر زمین آورده و بمن مخاطب شده فرمود
که جان محمد حضرت غوث الاعظم همین حضرت اند زیارت کن چون بزیارت مشرف

شده بار حضرت غوث الاعظم بطرف سمان ستاره معاودت کرد و از ستاره که تشریف
آورده بود نمایان شد و صاحب سفینة الاولیا میفرماید که ملا شیخ میرک بن فتح الدین
که استاد شاهزاده خورم بود میفرماید که وقتی از اتفاقات به سرهند رسیدم و اتفاق ملاقات
شیخ احمد مجدد افتاد و بخاطر من گذشت که اگر شیخ از اهل کرامت است جواب سه چهار سوالات
من بگوید اول آنکه مردم میگویند که شیخ احمد خود را از صدیق اکبر افضل میگوید اگر شیخ ازین
حرکت ناشایسته پاک است تسلی خاطر من کند دوم آنکه شنیده بودم که خواجه باقی بالله بے
اجازت خواجه خواجگی پیر خود مرید میگرفت در پیشاپیش بیان نمائی و اظهار کافی کند که خاطر نشان
من گردد سوم آنکه احوال آبا و اجداد من ظاهر سازد چهارم بخواجه خاوند محمود بخاری قدس سره
چه اعتقاد دارد بیان کند هنوز این خطره تمام نشده بود که شیخ جزوی از زیر تکیه مسند
خود برآورده بمن داد که مطالعه کنید چون مطالعه کردم بمن گفت که از مضامین عبارت
این جزو ظاهر میشود که من خود را بر خلیفه پیغمبر صدیق اکبر فضیلت داده ام گفتم هیچ ظاهر
نمی شود گفت آنچه از من واقع شد همین است و باقی آنچه معاندان میگویند عین افترا و بهتان است
باز فرمود که روزی خواجه خاوند محمود در اینجا تشریف آورده بود گفت که خواجه باقی بالله اجازت
تلقین مریدان صریح از پیر خود خواجه محمد خواجگی ندارد و حجت آنکه روزی مولانا خواجگی
امکنگی خربزه میخورد دو قاچ آنرا خود بریده بدست حاضران و مریدان خود میداد
و همه را تقسیم فرمود سوا خواجه باقی که آنرا هیچ نداد حاضرین عرض کردند که خواجه باقی
نیز حاضر است بوی هم عطا نباید کرد مولانا خواجگی فرمود که ما خربزه درست بوی
داده ایم خواجه باقی ازین سخن خورسند شد و دانست که مرا مولانا خواجگی باجازت ارشاد
داده است بجواب آن گفتم که اینچنین نیست که من از پیر خود و دیگر اصحاب خواجه این
سخن نشنیده ام بلکه نزد من ثابت شده است که خواجه امکنگی چون بخواجه باقی
اجازت ارشاد و خلافت داد خواجه باقی ابا کرد و عرض نمود که این کار عظیم خلافت
از من سرانجام نمی پذیرد مولانا خواجگی قبول نفرمود و گفت که ما ترا اجازت
دادیم و این کار ترا میباید کرد درین اثنا چند کس از ریش سفیدان که در آن

وقت حاضر بودند حاضر آمدند و تصدیق این قول کردند باستماع این معنی خواجه خاوند
محمود فرمود که تا آن تقریر غلط شنیده بودیم من بعد شیخ را چند پشت اسامی آبا و اجداد
بابان بخوبی یاد کردند تسلی خاطر نمود سوال چهارم جواب داد که خواجه خاوند محمود پسر زاده
تا از اولاد خواجه بهاء الدین نقشبند است و هر چهار سوال که در خاطر من خطور کرده حضرت شیخ احمد
جواب آن وافی و کافی داد و بس معتقد و مرید گشتم و صاحب دار المعارف از
سید غلام علی شاه احمدی مجددی نقل فرموده که شیخ طاهر لاهوری قدس سره که از اعاظم
خلفای شیخ احمد مجدد است استاد شیخ محمد سعید و محمد معصوم هر دو صاحبزاده شیخ بود و
قبل ازین بیعت بخاندان شاه کمال کیتهلی قادری داشت چون عالم متبحر بود و هر دو
صاحبزاده تعلیم علم ظاهری از وی میکردند روزی در محفل فلک منزل حاضر بود که حضرت
شیخ مجدد را از راه مکاشفه احوال شیخ طاهر شد و فرمود که مرا معلوم شده است که شخصی
از حاضرین این حلقه طوق کفر بگردن خود خواهد انداخت و از راه هدایت و طریق دین متین
خواهد برگشت و من بر پیشانی وی لفظ هو الکافر نوشته می بینم باستماع این معنی یاران که
حلقه بندگی و اخلاص بگوش جان بسته بودند نهایت ترسان و لرزان شدند و از شیخ
بزرگ مستفسر این حال شدند که آیا ازین تمام اهل حلقه آن بی نصیب که باین بلا مبتلا
خواهد شد کیست و نامش چیست فرمود که آن شیخ طاهر است یاران مجلس بظهور این معنی
متاسف شدند مگر آمدی این سخن بگوش شیخ طاهر نرسانند آخر کار بعد چند ماه شیخ طاهر
بر زنی کافره عاشق شده طهارت اسلام را بپلیدی نجاست کفر ساخت و زنار ارتداد
بگردن جان آویخت چون شیخ طاهر استاد حضرتین عالیتین بود از وقوع این حال
بسیار غم و الم دامنگیر حال هر دو صاحبزاده بلند اقبال شد آخر روزی بوقت
خوش بخدمت والد بزرگوار عرض کردند که استاد ما غریق دریای کفر
شده است توجه فرمایند که باز مشرف باسلام گردد فرمود که هرچه شدنی بود شد
که در لوح محفوظ بخط او همین مکتوب بود آخر هر دو فرزند سعادتمند در باب
مغفرت شیخ طاهر از بس اصرار کردند حضرت شیخ بخاطر داری فرزندان ارجمند

دست بجناب کبریا برداشت وعرض کرد که الٰهی حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی
فرموده است که هیچ کس را بر قدم ما هیچ دست قدرت نیست مگر چرا چون از یکی دوستان
خود مرا این مرتبه عالی کرامت فرمودی منهم امیدوارم که بواسطه من از شیخ ظاهر زین بلا
ازلی بگردانی الحال تیر دعا بهدف اجابت رسید و شیخ ظاهر از خواب غفلت و مستی عشق مجازی
بیدار شده افتان و خیزان بخدمت شیخ حاضر آمد و دوباره خلعت اسلام پوشیده دست ارادت
بدامان شیخ زد و در اندک زمان بدین مراتب عظمی رسید که اکثر اوقات دیر الهام میشد که ای
ظاهر بگو قدمی هذه علی رقبة جمیع اولیاء الله تعالی لیکن وی از فرط ادب نمیگفت و عرض
کرد که یا رب این درجه معلی و رتبه عالی بحضرت غوث الاعظم سزاوار است و مرا همین بس است
که یکی از کمترین مریدان و پیروان جناب غوثیه باشم و سید غلام علی شاه مجددی دهلوی
که از اعاظم خلفای مرزا جان جانان مجددی است میفرماید که در حدیث شریف آمده است
که ان الله یبعث علی راس کل مائة من یجدد لها دینها پس بر سر هر صد از سن هجرت
آنحضرت علیه الصلوٰة والسلام مجددی پیدا میشود چنانچه جنید بغدادی و غوث الاعظم
وغیره اولیاء کبار بر سر هر صدی عهده مجددی دارند و معنی مجدد و معنی محی الدین واحد اند
پس بر صدی یازدهم حق سبحانه تعالی شیخ احمد را مجدد دین اسلام پیدا فرمود و ویرا بدین رتبه
والا سربلند ساخت چنانچه مجدد الف ثانی و قلم ربانی و محبوب سبحانی و امام ربانی لقب
شیخ احمد است **ولادت** با سعادت حضرت شیخ باقوال صحیح و روایات کتب
برکات احمدیه و حضرات القدس در سال نهصد و هفتاد و یک و وفات آن جامع الکمالات
بروز سه شنبه وقت صبح بتاریخ سلخ ماه صفر سال یکهزار و سی و چهار و سنین عمر شصت و سه
سال است و اگرچه صاحب مخبر الواصلین سال وفات آنجناب یکهزار و بست و چهار
میفرماید اما خالی از ضعفی نیست که کتاب برکات احمدیه از معتبرین کتب است و مولف آن
دران یکهزار و سی و چار تحریر فرموده است **ازمولف** شیخ احمد شیخ دین احمدی

پیر دین محبوب مقبول عظیم	شد عیان احمد رفیع المنزلت	سرور ان تولید آن شیخ کریم
نیز در تولید او اشرف فقیر	طرفه تر بید است از طبع سلیم	رحلتش فیض کمال احمد است

بعنوان احمد صراط المستقیم شیخ احمد احمد یا که آمد ۱۰۳۲ ست	شیخ سلطان الف ثانی بخوان ار سکان پاک احد بی خوف و بیم	سال از وصل آن شه عرش مقیم حسب احمد گو ولی ۱۰۳۴ ظاهر بخوان
در سنین عمر آن نور القدیم		

شیخ محمد طاهر لاهوری نقشبندی مجددی

قدس سره از اعاظم اصحاب و کبرای احباب و علمای خلفای شیخ احمد مجدد الف
ثانی ست صاحب ریاضات شاقه و مجاهدات شدیده و مقامات عالیه و کشوف و الهامات
جلیه و کرامات و جذبات قویه بود و نزد علما و صلحا و عامه مقبولی تمام داشت اول به بیعت
قادریه مستفید شاه سکندر بن شاه کمال کیتهلی مشرف بود بعد ازان بصحبت شیخ عبد الواحد
والد بزرگوار شیخ احمد مجدد رفایز شد و خواجه مجدد و یرا بتعلیم علم هر دو صاحبزاده ی بلند بخت
خویش اعنی خواجه احمد سعید و محمد معصوم مامور فرمود چون چند سال برین منوال بگذشت
بقضای مبرم شیخ طاهر به بلای کفر و انتقال دین مبتلای گشت و بار بدعای حضرت
شیخ و شفاعت هر دو صاحبزادگان ازان بلا خلاص یافت که ذکر مفصل این حال در مکتوبات
شیخ مجدد مرقوم گردیده بعد ازان بتوجه موجه و نظر فیض اثر حضرت شیخ بمرتبه کمال و تکمیل و
اجازت تلقین و ارشاد طرایق عالیه نقشبندیه و قادریه و چشتیه سرفراز شد و بعد تکمیل کامل
از پیشگاه پیر روشن ضمیر بجای ارشاد طالبان حق به لاهور شرف ترخیص یافت چون در
لاهور رسید دروازه آمد و رفت اغنیا بر خود بست و وجه معیشت آن داشت که کتب فقه
و حدیث بخط خود نوشته و محشی ساخته و تصحیح نموده میفروخت و ازان وجه حلال قوت خود
میکرد و بارشاد طالبان و تلقین ایشان شب و روز مصروف میماند چنانچه هزاران از
خلق الله ازین توجه آن ولی الله بمقامات بلند رسیدند آخر کار قطبیت خطه پنجاب
بوی تفویض گشت و صاحب تذکره آدمیه در احوال شیخ طاهر نقول چند
خطوط که شیخ طاهر بعرض احوال باطنی خود بخدمت شیخ مجدد ارقام نموده است در بیاض
کتاب شیخ نموده است چنانچه نقل یک رقیمه منجمله آنها تبرکا و تیمنا درج مخزن
هذا است عریضه حضرت سلامت احقر الخدمت محمد طاهر بعرض میرساند
که چون از آستان علیه متوجه لاهور شده ام در هر قدمی با خود میگفتم که ا

تا دل مشغول و را بی بهره نگذاشته که با هیچ وجهی اما از نصیب ملال است شد که راهی شود
تو فوت بی لیکن آخر کشان کشان در لاهور آوردند و گوشه مسجدی حیران و پریشان
نشستم ناگاه روح پر فتوح حضرت خواجه نقشبند ملاقی شدند و باعث گشت که بکاریکه
مامور شده مشغول شو امتثالا لامرهم و امر کم نیز کس را مشغول ساختم حالا مجالس
گرم است و ارواح مشایخ عظام فوج در فوج تشریف می آرند و الطاف کثیره مبذول می نمایند
خصوصا حضرت غوث الاعظم و خواجه بزرگ نقشبند و حضرت گنج شکر در حلقه ذکر و نماز تشریف
فرما میشوند و صاحب رسالت مآب هم با چند هزار اصحاب نامدار تشریف آورده رونق افزای
محفل میشوند و نوازشها میفرمایند و در عشره اعتکاف بخلوت خاص و نسبت تازه سرفراز
گردند و حضرت فاطمه رضی الله عنها الطاف بسیار فرموده بنده را به تشریفات
خاصه بنواخت و قبل ازین هر یک نسبت از نسبت ثلاثه یعنی نسبت نقشبندیه و قادریه
و چشتیه نوبت به نوبت رو میداد و گاهی مختلط هم میشود و گاهی غالب و مغلوب هم میگرد
و کیفیت نسبت چشتیه غلبه عظیم میکرد بحدیکه از نسبت های دیگر ناامید گشتم درین
ضمن نسبت نقشبندیه غلبه کرده و دیگر نسبت ها را زیر نموده حالا هر نسبت یکی
شده اند و درین ایام سیر در نسبت مشایخ عظام کم است و در نسبت اصحاب نبویه
زیاده تر است و سوای نسبت خلفای راشدین رضی الله عنهم اکثر اوقات بنده در نسبت
حضرت پیغمبر علیه الصلوة الملک الاکبر میباشد و بسیار خورم و خوش میمانند و مطلوب فقیر هم
همین است که بعلت نسبت پیغمبر ترقی و زیادتی پذیرد والسلام و اگرچه بتوجه شیخ ما هم
هزار در هزار طلبای تا در تکمیل رسیده ترقیات مقامات ولایت رسیدند منجمله ایشان
چهار خلفای نامدار که بدرجه علیا فایز گشته خرقه خلافت یافتند اول ایشان شیخ ابو محمد
قادری و نقشبندی لاهوری است که در زمین خطه لاهور آسوده است دوم سید صوفی
که مزار پر انوارش در دهلی است سوم شیخ للکن مست که مدام سرمست جام عشق بوده از خود
بیخود بود و بر هر که نظر توجه انداختی بولایت رسیدی مدفن وی هم در لاهور بیرون دروازه
موری است چهارم شیخ ابوالقاسم نقشبندی که مزار گوهر بارش بمقام جیده مشهور است و هی

باجازت پیر روشن ضمیر خود عازم سفر حجاز شده بود چون بعد طواف حرمین الشریفین در مدینه منوره وفات یافت و همانجا مدفون شد و صاحب روضة السلام می‌نویسد که از همه نسبتهای دیگر سلاسل نسبت قادریه عالیه بر آنحضرت ایشان غلبه عظیم داشت که در مشایخ قادریه عهد خود سرفراز و ممتاز بود و بزرگان زمانه غاشیه بندگی او بر گردن نهاده خود داشتند چون آوازه شیخیت وی در گوش حق نیوش سید آدم بنوری مجددی رسید ترک شیخیت کرده پای پیاده از بنور در لاهور تشریف آورد و فیض کامله نسبت قادریه از شیخ طاهر حاصل کرد وفات حضرت شیخ طاهر روز پنجشنبه وقت چاشت ششم ماه محرم الحرام سنه یکهزار و چهل هجری است و عمر وی پنجاه و شش سال بود و صاحب تذکره مجددیه تاریخ وفات وی از لفظ وآه معرفت در اخذ کرده است و مرقد مقدس شیخ طاهر در لاهور بمحله گورستان میانی زیارتگاه خلایق است رحمة الله علیه از مولف

شیخ طاهر چون شد از دار فنا	سال وصل آن شه والا و...	هیشود در روضه ... اقتاب
هم ولی طاهر بزرگ متقی	پس بخوان شیخ مکمل وصل او	از ... عظیم ...

خواجه بیرنگ قدس سره از اعاظم مشایخ سلسله عالیه نقشبندیه بود و فرزند ارجمند خواجه باقی بالله است خرقه خلافت و اجازت از پدر بزرگوار خود داشت و بعد وفات پدر عالیقدر بخدمت خواجه حسام الدین نقشبندی که از یاران اخلاص مند و دوستان حق پسند خواجه باقی بود حاضر شده بمقامات انتهای طریقه نقشبندیه فایز شد و از کاملان وقت گردید و صحبت ها با لیاقت خدا بحضور آن مجذوب کبریا مشرف شده بکمالات ظاهری و باطنی رسید و بعد وفات والد ماجد تا سی سال بر مسند حیات ماند و در سال یکهزار و چهل و دو

بر ... حق پیوست از مولف	ز دنیای دون رخت هستی ببست	چو بیرنگ مقتدای اهل فقر
بگو شیخ الاسلام تاریخ او	دگر زبدة الاصفیا اهل فقر	**خواجه هاشم و خواجه**

صالح و هبیدی قدس الله اسرارهما این هر دو بزرگوار باهم برادران حقیقی بودند اول در قصبه ... که از مضافات سمرقند است سکونت داشتند بعد از آن در ماوراء النهر و سمرقند رایات ارادت و ارشاد افراشتند خواجه هاشم کلان و صالح برادر خورد بودند هر دو بزرگوار ارادت و خلافت بخدمت پدر عالیقدر خود داشتند

و پیر پیر الیشان مرید و خلیفه خواجه محمد کاشانی و وی مرید خواجه محمد قاضی و وی مرید زبدة الابرار خواجه عبید الله احرار نقشبندیست **وفات** خواجه محمد هاشم المقبول صاحب سفینة الاولیا بروز دوشنبه پانزدهم ربیع الاول سنه یکهزار چهل و شش و مزارش بمقام حضرت خواجه عبید است **و وفات** خواجه محمد صالح در ماه محرم سال یکهزار و چهل و هشت بوقوع آمده و مرقد مقدسش بمقام بلخ و مدت عمر هفتاد و دو سال است **از مولف**

هاشم و صالح چو آن هر دو جوان	از جهان رفتند در باغ جنان	بهر سال وصل آن هر دو ولی ۱۰۴۸
هر دو تاریخ آمد از سرور عیان	اول هاشم معلی اتقی ۱۰۴۶	باز صالح سرور جنت بجوان

آخون ملا حسین جنابز کشمیری نقشبندی مجددی قدس سره

از علمای اولیا و کبرای مشایخ خطه کشمیر جنت نظیر ست اولا ارادت بخدمت مولانا محمد قادری حاصل نموده تحصیل کمالات ظاهر و باطن نمود چون مرشد ارشدوی متوجه سفر حرمین الشریفین شد خود را بخدمت خواجه عبد الشهید نقشبندی بدهلی رسانید و بحظ کامل و فیض شامل مستفید گشت و اول ازان مدتی بخدمت حضرت خواجه باقی بالله هم گذرانید من بعد بخطه دلپذیر کشمیر تشریف برده مقام کرده همگی همت در ترویج شرع مبین و دفع امور بدعت آئین بست و بخواجه حبیب الله نوشهری که در آنوقت سماع می شنید و وجد میکرد با اهل شرعیه چند بار بحث کرده کتاب هدایت الاعمی و دیگر رسایل بسیار تصنیف فرموده و در رسایل خود بحق حضرت حسین بن منصور و فرید الدین عطار و خواجه محمد بن علی محی الدین وغیره که کلمه همه اوست بر زبان آورده اند عبارات چند بتحریر را آورده. و خواجه محمد اعظم دومری صاحب تواریخ اعظمیه میفرماید که شخصی از مشایخ کشمیر محمد امین صوفی نامی داشت میگفت که روزی بعد نماز جمعه شیخ بابا الغیب الدین سهروردی و مولانا حیدر علامه و پسر مولانا حیدر خواجه محمد افضل به بیدن خواجه حسین برفاقه ملک جلال تنکو تشریف آورده بودند و منهم که بعمر خورد سالی بخدمت کفش برداری بابا الغیب الدین مشرف بودم رفته بودم همه حضرات ایستاده بودم عند المقال ذکر حدیثی در رساله آمد و خواجه حسین بمولانا حیدر علامه مخاطب شده بود که این حدیث را کدام کس از اصحا

اکرام حضرت سید الانام علیه الصلوٰة والسلام راوی است ملا حیدر علامه سنوز لب بجواب
انگشت داده بود که خواجه محمد افضل پسر مولانا که هنوز بسید بلوغ نرسیده بود جواب داد که راوی
این حدیث حضرت عثمان ذی النورین خلیفه ثالث است خواجه حسین بجواب وی التفات
نکرده دوباره بخدمت مولانا حیدر سوال کرد وی کلام پسر خود تصدیق نمود و گفت
اتفاقاً راوی همین حدیث حضرت عثمان ابن عفان رضی الله عنه است باستماع این معنی خواجه
حسین فرمود که اگر چه اول شما همین جواب شنیده از قبول میکردم چون قبل از شما پسر
شما بجواب سوال پرداخت و شما تصدیق آن کرده اید ازین معنی تردد سخت در خاطرم
پیدا گشت و ضرور شد که حالا از حضرت عثمان تصدیق این حدیث کنیم و خواجه در همین تقریر
بود که شخصی برقع پوشی سبز نورانی و طلعت یوسف ثانی از در خانقاه در آمد و بر صدر
خانقاه اجلاس نمود و ملا حسین و بابا نصیب الدین و مولانا حیدر بهمه حضرات بتعظیم
وی پیش آمدند و بشرط آداب و تسلیمات بجا آوردند و مصاحب خود در بر قدم شریفش
وی رسانیده و باادب در برو نشستند بکلام آهسته آهسته روایت حدیث مذکور
بمیان آوردند و بجواب آن مشرف شدند چون کلام ختم شد آن بزرگ برقع پوش
از جای خود برخاست و از همان راهی که تشریف آورده بود تشریف برد و بعد
تشریف بردن وی همه حضرات مشکور عنایات خلیفه ثالث شدند و فرمودند که
این شخص برقع پوش حضرت عثمان ابن عفان بود که برای تصدیق روایت حدیث
تشریف آورده بود وفات خواجه حسین بقول صاحب تواریخ اعظمی در سال یکهزار
و پنجاه هجری ست و مزار پر انوارش در کشمیر بمحله گوجواره است از مولف
رفیعا چو در خلد والا رسید ولی جهان شیخ اکبر حسین یکی فضل علم است تاریخ او
دگر شاه سلطان سرور حسین ۱۰۵۰ **خواجه خاوند المشهور بحضرت ایشان**
قدس سره ولی مادرزاد و قطب الارشاد صاحب حال و قال جامع کمالات
ظاهری و باطنی مظهر جمال صوری و معنوی بود و در طریقه عالیه نقشبندیه پیر شیخ عالی
و در رجه عالی برداشت نسب شریفش از جانب پدر بزرگوار وی بخواجه علاء الدین عطار

خلیفه بر حق شاه بهاء الدین نقشبند میر سید نام و والد شریف وی میر سید شریف بن خواجه مینا
بن خواجه میر محمد بن تاج الدین حسین بن خواجه علاء الدین عطار است و خواجه علاء الدین عطار از
سادات عظام خوارزم بود و نسب پاک وی از یک جانب بحضرت سید آتا و از جانب دیگر بشیخ
فرید الدین عطار میرسد و خواجه خاوند محمود اگرچه بظاهر مرید خواجه ابو اسحاق سفیدکی نقشبندی
بود مگر علاوه انتساب نسبت اویسیه بحضرت خواجه شاه بهاء الدین نقشبند داشت چنانچه محمد معین الدین
در کتاب رضوانی سیف ما ید که این نسبت اویسی که حضرت ایشانرا از روح پر فتوح خواجه
بهاء الدین نقشبند رسید نسبت اویسی است که اول از امیر المومنین علی کرم الله وجهه بخواجه حسن
بصری و از وی بخواجه حبیب عجمی و از وی بداؤد طائی و از وی بمعروف کرخی و از وی بسری
سقطی و از وی بجنید بغدادی و از وی بابو علی رودباری و از وی بابو علی کاتب
و از وی بابو عثمان مغربی و از وی بشیخ ابو القاسم گرگانی و از وی با بو علی فارمدی و از وی
بخواجه یوسف همدانی و از وی بخواجه عبد الخالق غجدوانی و از وی بخواجه بهاء الدین
شاه نقشبند و از وی بخواجه خاوند محمود رحمة الله علیهم اجمعین فائز گشت و نقلست
که در عین نسبت سالگی چون حضرت ایشان را شوق و ذوق الهی دامنگیر حال شد از بخارا
در وخش آمد روزی در مجلس باقی بیگ حاکم وخش که سخت بد مزاج بود تشریف داشت و باقی
بیگ چون خواجه را دید گفت که این مردمان که خود را خواجه زاده ها میگویند فی الحقیقت خلق را گمراه
میکنند پس لایق آنند که گوش و بینی ایشان بریده تشهیر کرده شود و من باقی بیگ نامم اگر
انکار نکنم با استماع این سخن حضرت ایشان فرمودند که روزی خواهد رسید و امیدوارم که گوش و بینی تو
قطع شوند بعد یک هفته میر شکاران عبید الله خان شاه بخارا مع جانوران شکاری خورانیدند
حاکم وخش بیا واسق این ظلم میر شکاران از سیه شلاق مجروح از وخش بیرون کرد میر
شکاران بدین بیداد بست باز خاصه بادشاه را در راه کشتند و بستش شتابان بردند
شاه گفتند که باقی بیگ باز خاصه بادشاه را بکشت و ما را ضرب و شلاق
نمود و چند سخنان دیگر هم از طرف خود افترا بستند عبید الله خان چون این
سخن شنید بهم بر آمد و ده نفر پیادل فرستاد که باقی بیگ را نزد خود طلبید

حکم قطع سر و گوش و بینی نافذ کرد چنانچه قطع کرده سنگسار کردند و آن منکر اولیا بسزا رسید
نقلست که چون عبید الله خان شاه بخارا و عبد المومن خان پسرش وفات
کردند همایون بادشاه شد و حضرت ایشان بایمای غیبی از بخارا بر در کابل آمده
چندی در کابل اقامت کرد و از آنجا در کشمیر رسید و بخانه جمیل بیگ حاکم کشمیر فرود آمدند
صدها خلق الله بخدمت حاضر آمده مرید شدند و بمدت مدید در آنجا تشریف داشت
چنانچه تا حال هزاران در هزاران مریدان و اولاد خواجه در کشمیر موجود اند و شخصی از کشمیر
مسمی بخواجه احمد که از اولاد خواجه محمود بود در سال یکهزار و دو صد و شصت در لاهور آمد
و بر روضه مطهره حضرت ایشان رفته فاتحه خواند و از طرف خود فضل الدین صحاف را بتولیت
روضه مقرر کرده واپس بکشمیر رفت من بعد خواجه ایشان از کشمیر در هندوستان آمده
در لاهور و دهلی و اکبرآباد وغیره قیام فرمود و پیش جلال الدین اکبر و جهانگیر و شاهجهان
بادشاهان قبولی عظیم یافت بحدیکه بیگمات و مستورات شاهی هم از آنحضرت بهره مند شدند
نقلست که وقتی از حضرت ایشان از کشمیر بروستاق تشریف می بردند و موسم و هوای
تابستان و ماه رمضان بود ازین سبب بسیار تکلیف بهمراهیان خواجه رسید بسبب تشنگی تاب رفتن
نماند آخر استدعا کرده دعا از خواجه کردند خواجه روی بسوی آسمان کرده لبها بجنبانید فی الحال
ابر پاره نمودار شد و قطرات باران آغاز شدند و هوا سرد گردید و تا غروب آفتاب
ابر زیر آسمان حایل ماند تا یاران باسانگی بمنزل مقصود رسیدند و همچنین وقتی خواجه رفقا
حاجی باندی کشمیری در کشمیر مهمان بود چون در آن سال در تمام موسم قطره از آسمان نباریده
بود و غله گران بود بعد فراغ از طعام اهل مجلس التجای دعای بارش باران بجناب خواجه
کردند خواجه باستماع این معنی روی بسوی آسمان کرده لبها بجنبانید فی الحال ابر محیط
آسمان گردید و چندان بارید که تلافی ایام گذشته شد نقلست که شرف بیگ برادر
جمیل بیگ در کابل رفته بود و حضرت ایشان خدمتی بوی فرموده بود چون وی
از تعمیل حکم خواجه تساهل کرد بنا بر آن طبع مبارک خواجه از وی مکدر شد و شرف بیگ
به بیماری تپ مبتلا گشت بحدیکه تا سه ماه بیماری او طوالت کشید آخر عوض بیگ برادر شرف بیگ

او را در آن حالت بیماری بخدمت خواجه آوردند پیش آنجناب استراحت و التجای دعا کرد
صحت کرد خواجه تکبیر خواندند و فرمودند که اگر خدا خواست صحت خواهد یافت حاضرین مجلس گفتند
که خواجه برای شفای وی دعای نفرموده است چون خانه وی متصل خانقاه خواجه بود وقت
شب آواز گریه و بکا و صدای ماتم از خانه شرف بیگ برخاست و خبر رسید که شرف بیگ در گذشت
اثنای عوض بیگ بخدمت خواجه حاضر آمده خود را روبروی خواجه بر زمین انداخت و گریه و بکا کرد
و گفت که خواجه بهاء الدین نقشبند مرده ها را زنده میکرد منهم امیدوارم که برادر مرا زنده سازید
خواجه تبسم نموده فرمودند که در خانه برو و ببین که شاید شرف بیگ زنده باشد عوض بیگ خوش خوش
که آواز واویلا از خانه شرف بیگ موقوف شد و خبر آمد که شرف بیگ چشم بکشاد و زنده شد
سن بعد از آنکه در روز شفا یافت و صاحب کتاب رضوان الاصفیا می نویسد که در لاهور روز عید
خواجه بروز عید بعیدگاه برای ادای نماز تشریف برده بود تا ده ساعت روز انتظار
حاکم در پیش ماندند درین اثنا ذکر آخر وقت نماز عید در میان آمد خواجه فرمودند که آخر وقت نماز عید
تا وقت زوال است ملا صالح لاهوری که از اعاظم علما و مدرسین بلقب ... بود درین سخن
با انکار آمد و چند سخن بی ادبانه بر زبان آورد حضرت ایشان فرمودند که ای ملا که تو میگوئی که
آفتاب حیات تو زیر ابر رسیده است پس بعد نماز عید ملا صالح سوار شده بر اسپ بخانه شهر
در راه از اسپ بر زمین افتاد و سر گردن او بشکست و بهزار مشکل بخانه رسید و نسبت
که این شامت بی ادبی حضرت ایشان است فی الحال نور الدین قاضی و شیخ الاسلام
لاهوری را برای معافی تقصیر بخدمت خواجه فرستاد و ایشان حاضر شده التجای فاتحه
برای صحت ملا کردند فرمودند که حالا تیری که بر جست و زخم او بر جان ملا صالح رسید نیکو نمی
گردد اما اگر چه راضی شوی خواجگان ما راضی نمی شوند بیائید تا برای سلامتی ایمان ملا
صالح فاتحه بخوانیم و دست بدعا برداشت و بعد دعا فرمودند که ملا صالح ایمان از جهان بسلامت
برد قاضی و شیخ الاسلام از مجلس مقدس نا امید گشتند و روز دیگر ملا صالح برحمت حق
پیوست نقل است که ملا ذهنی شاعر کشمیری میگوید که قطعه تاریخ تعمیر خانقاه که حضرت
ایشان تعمیر کرده بود تصنیف کرده بر هیچکار نظر نوشته در کیسه انداخته همراه گرفته

حاضر شدم چون درآنوقت بسبب هجوم کثیر موقع گذارش تاریخ نبود موقوف بر وقت دیگر داشتم شدم چند قدم برفتم آواز داده فرمود که ای اخوند آنچه در جیب داشتی بیار زیرا که این وقت بسیار که بهتر ازین موقع وقت کدام دیگر خواهد بود فی الحال بخدمت حاضر شدم و قطعهٔ تاریخ گذارش کردم ملاحظه فرمود و بسیار تحسین کرد و بخلعت ظاهری و باطنی سرفراز کرد تاریخ

حضرت خواجه آن شه دیندار	گو ازل یافت دولت سرمد	طرفه شاهی که داد حق ایزد پاک
از فنا تاج و از بقا مسند	ذات قدسش که زنده بیدار د	دین یزدان و سنت احمد
در همه کار و در همه حالت	پادشاه نقشبند مرد	خانقاهی لطیف کرد بنا
که بران می برد سپهر حسد	آسمان گل گشت و تقنا صمار	خشتش از قرص مهر و ماه سزد
در فضائلش که نوبهار صفاست	بوی هندش نسیم مهر و زد	خاک آن طوطیای فیض ست
گر خیالش بروز دیدار	گفت تاریخ سال آن ذهنی	خانقاهی عجب لطیف آمد

و درج کتاب رضوانی ست که چون ایام وفات حضرت ایشان نزدیک رسید ند پانزده روز قبل از ارتحال بعد نماز عصر بنواب افتخار خان عالیجاه مرید خود فرمود که بعد از پانزده روز بدار البقا رحلت خواهم کرد چون روز شانزدهم رسید بروز شنبه بعد ادای نماز مغرب چند بار این بیت مولانا عبد الرحمن جامی بر زبان آورد جامی

الٰہی غنچهٔ امید بکشا ٭ گلی از روضهٔ جاوید بنما ٭ و قبل از عشا سر بسجده نهاد و جان بحق تسلیم کرد

سبحان آفرین ❊ چون برای غسل نعش مبارک ایشان بر تخته صندلین فرا ز کردند قضا عقده‌ٔ بند ❊ سست شد و قریب بود که گشاده گردد و غسال ازان غافل بود خواجه سر دو دست فراهم آورده عقدهٔ بند سر دو دست محکم بگرفت و نگذاشت که کشف عورت گردد و از مشاهدهٔ این حال همه حاضرین اقرار کردند که آن اولیاء الله لا یموتون و از جانب شاهجهان بادشاه که در لاهور بود میران سید جلال الدین صدر الصدور برای اهتمام تجهیز و تکفین خواجه حاضر شده بود و بعد دراز کردن نعش حضرت ایشان در لحد پرده کفن از روی مبارک برای حصول زیارت برداشت دید که لبهای مبارک در جنبش اند گویا چیزی میخوانند و بعد دفن نواب سعید خان گنبد عالی بر مزار پر انوار خواجه بنا نمود

و نیز خواجه معین الدین در کتاب رضوانی می‌نویسد که ابتدا بنای روضهٔ عالیه مزار گوهر بار
شاه جهان بادشاه بجانب کشمیر نهضت کرد و خان دوران نواب حاکم لاهور مقرر شد چون
وی با حضرت خواجه نزاع دلی داشت خواست که گنبد مزار خواجه را مسمار کند و بنده را که از کمترین
فرزندان ایشانم نزد خود طلبیده گفت که سابق احدی از بزرگان نقشبندیه گنبد بر مزار بزرگان
اینخاندان ننهاده‌اند و شما خلاف طریق بزرگان کرده‌اید که بر مزار پدر خود گنبد تعمیر کرده‌اید
پس میخواهم که گنبد مزار را بشکنم گفتم که صاحب مزار را مرده مپندارید اگر طاقت دارید مسمار
کنید بعد چندی روز خان دوران از لاهور سوار شده بطرف دیهات جاگیر خود میرفت و بوقت
دوپهر در باغ شالامار فرود آمد خادم خانقاه حضرت ایشان سبد انگور از باغ خانقاه پر کرده
بطور پیشکش نزد خان دوران برد خان دوران از راه تکبر و غرور خود از آن هیچ نخورد و به
نوکران خود تقسیم نمود و از راه تمسخر بخادم خانقاه گفت که معین الدین پسر خاوند محمود میگوید
که پدرم را مرده مپندارید پس او اگر مرده نبود چرا انجا که سپرده آمد خادم هیچ جواب نداد
و باز پس آمد بعد دوپهر چون خان دوران سوار شد پشت بر روضهٔ عالیه سوار گردید چون
نزدیک تالاب شالامار رسید پسر او که با وی عناد دلی داشت و منتظر موقع کشتن
وی بود خان دوران پدر خود را نزدیک تالاب مذکور تنها یافته شمشیر بر او راند و
کار وی باتمام رسانید و آن دشمن دوستان خدا بسزای کردار خود پیوست و مخفی مباد
که حضرت ایشان شش فرزند ارجمند داشت اول خواجه تاج الدین خاوند که جامع [illegible]
در حال و قال بود و در تمام عمر مرتکب کبیره نگشت دوم خواجه خاوند احمد که بعد پدر بزرگوار
بر سجاده مشیخت نشست و در ولایت صاحب مقامات بلند بود سوم خواجه خاوند
محمد چهارم خواجه خاوند معین الدین جامع کتاب رضوانی است که در علوم حدیث و
تفسیر و فقه و اصول و فروع شاگرد شیخ عبد الحق محدث دهلوی و در طریقت فیضیاب
از والد خود بود پنجم خواجه خاوند قاسم ششم خواجه بهاء الدین خاوند که بعد وفات والد
بزرگوار ترک منصب شاهی کرده مجاور مزار پر انوار گشت و تا حیات خود بمجاوری مزار
حاضر ماند و خلفای حضرت ایشان شانزده کس اند که حسب الارشاد وی بعد ترتیب

وتکمیل در اقالیم دور دراز رسیده بهدایت خلق پرداختند اول فرزند دلبند خواجه که باسم خواجه احمد موسوم بود دویمی خواجه عبد الرحیم نقشبند که از اولاد خواجه حسن عطار بن علاء الدین عطار بود سوم خواجه سید کی که از اولاد شاه شجاع کرمانی بود چهارم خواجه محمد امین حیدری پنجم خواجه عبد العزیز وحید ششم خواجه ترسون المشهور بخواجه باقی هفتم خواجه شادمان کابلی هشتم مرزا ملک برادر خواجه دیوانه بلخی که برادر پیر سبحان قلی خان بادشاه بلخ بود نهم خواجه لطیف بدخشی دهم مرزا ابراهیم برادر پیر ایمان که از اعاظم خلفای شیخ احمد مجدد الف ثانی بود یازدهم خواجه باندی کشمیری دوازدهم خواجه حاجی طوسی سیزدهم حاجی ضیاء الدین چهاردهم خواجه ابو الحسن قندهاری پانزدهم مولانا پاینده حارثی شانزدهم خواجه معین الدین فرزند دلبند حضرت ایشان مولف کتاب پرمنزالی رحمة الله علیهم اجمعین وفات حضرت ایشان بتاریخ دوازدهم ماه شعبان سن یکهزار و پنجاه و دو هجری است و قطعه تاریخ وفات خواجه که در کتاب صنوانی است اینست قطعه سر خواجگان خواجه خاوند محمود ز دنیا سفر کرد و جنت گزید پی سال او با تف غیب گفت

باب بزرگان بجنت سعید ۱۰۵۲
که ذاتش بود مسجد ابن مسعود
ندا شد بهر سال انتقالش
چو شد زین زمین او سوی اصل مسعود
دو بار آفتاب عشق محمود ۱۰۵۲
رفت شد وصل با خدا محمود

از مولف
شد از دنیا بخلد جاودانی
که قطب اصفیا خاوند محمود ۱۰۵۲
ز دنیا آفتاب عشق محمود
ایضا
برست محمود شاه و گفت سال ۱۰۵۲

شد محمود خاوند خرد و عالم
بفضل ایزد و الطاف معبود
ایضا
بسال فوتش شیخ فیضی گفت مهدود ۱۰۵۲
شاه محمود چون ز دار فنا
سفر گزید هم یار است محمود ۱۰۵۲

و مزار پر انوار حضرت ایشان در لاهور از شهر بجانب شرق متصل باغ شاه بلاول واقع است رحمة الله علیه حاجی خضر روشانی قدس سره از خلفای بزرگ شیخ احمد مجدد سرهندی است در قصبه بهلول پور که از مضافات سرهند است سکونت داشت اول بحقیقت قلندریه شیخ عبد الواحد والد بزرگوار شیخ احمد حاضر شد و سرمایه سعادت اندوخت بعد از ان بخدمت حضرت شیخ احمد مجدد آمده تکمیل یافت و از کاملان وقت شد چون ولوله شوق و غلغله عشق در دل سعادت منزل او

بالاتر شد سیاحت بسیار کرد و بسیاری از مشایخان اقالیم را دریافت و بزیارت حرمین
الشریفین و بیت المقدس مشرف گشت نقلست که روزی شیخ احمد مجدد ابلیس علیه اللعنت
را دید از وی پرسید که از یاران ما کیست که ترا دست تصرف بروی نیست گفت حاجی
خضر که هر چند دام خود بروی گستردم او را بدام خود نیاوردم وفات حاجی خضر در سال
یکهزار و پنجاه و دو است و مزار در قصبه بهلول پور است از مولف

گفت فخر العالمین حاجی بگو ۱۰۵۲	اول سال رحلش آن فخر الامم	شیخ حاجی نیست چون شد سوی خلد
نیز کامل ناصح حاجی حرم ۱۰۵۲	خواجه سید آدم بنوری قدس سره	از اعاظم

خلفای شیخ احمد مجدد سرهندی است در ابتدای طریقت از حاجی خضر تعلیم طریقه گرفته بود بعد
از آن باجازت حاجی خضر بخدمت شیخ احمد مشرف شد و بدرجات عالی رسید و اوائل
حال از علوم ظاهری بهره نداشت روزی بمراقبه نشسته بود از هاتف غیب ندا شنید که ای
شیخ آدم قرآن چرا نخواندی عرض کرد که الهی تو قادری و علم تعلیم فرمائی فی الحال دست غیب
پدید آمد و بر سینه وی کشید و مس کرد و قرآن حفظ نمود و علوم ظاهری را تعلیم گرفت صاحب
رساله مصنف کتاب الحضرات میفرماید که آدم بنوری با وصاف اتباع سنت
و رفع بدعت موصوف و بکمال استقامت شریعت و طریقت معروف بود هزاران طالبان
حق بتوجه او بکمالات ولایت رسیدند و در خانقاه عالیه وی زیاده از هزار کس طلبا
روزمره جمع میبودند که تا دو وقت ایشان در لنگر شیخ آدم میبود و وطن اصلی وی قصبه
موجوده است و از جانب پدر سید حسینی بود و جده ماجده وی افغانی و قصبه بنور که از
توابع سرهند است سکونت داشت و شیخ آدم باربار میفرمود که والد ماجد با حضرت
پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بخواب دید که تشریف آورد و دست مبارک بر سینه وی کشید و
مالیده چیزی از آن جدا شود و به پدر من والد ارشاد کرد که بخورد و همان شب اندر شکم
من بمن حامله شد اکنون مرا معلوم کرده اند که وجود من از آن عطیه حضرت شاه رسالت بود
و صاحب تذکره آدمیه میفرماید که حضرت شیخ آدم در سال یکهزار و پنجاه و دو در دار السلطنت
لاهور تشریف آورد و جوق جوق یاران و اصحاب باجتماع کثیر از فقرا و سادات و مشایخ عظام

بود بعضی معاندان این خاندان بعرض شاه جهان بادشاه رسانیدند که این شیخ فوج عظیم مستعد
با خود دارد اگر خواهد تخت سلطنت از بادشاه بگیرد باستماع این خبر بادشاه را وسوسه عظیم در خاطر
افتاد و نواب سعد الله خان وزیر خود را برای دیدن شیخ و معاینه فرستاد چونکه نواب را از گروه سعادت
فقر بهره بود دست اجتماع با اولیای کرامت کاری دیگر داشت و حضرت شیخ هم بوقت ملاقات
وی هیچ بلحاظ داری نپرداخت بلکه پند و نصایح برای ترک علاقه دنیاوی کرد و وی هم بخدمت
بادشاه رفته تصدیق کلام معاندان نمود و عرض کرد که درین ایام لشکر شاهی بمهم راجه جگت
سنگه که بکوهسار رفته اند و همراه این شخص مردمان افغان وغیره کم از ده هزار نیستند
این مناسب آنست که بنوعی من الانواع این را ازینجا بجای دیگر باید فرستاد چنانچه حکم
بادشاه بشیخ گفته فرستاد که اکنون مناسب وقت آنست که شما ازینجا نه خود تشریف برید شیخ
[illegible] حضرت شیخ [illegible] از وطن مراجعت کرد و از آنجا روانه سفر حجاز گردید و در آنجا
رسیده بعد ادای حج و زیارت روضه نبوی در مدینه منوره وفات یافت و صاحب
تذکرة الاصفیا میگوید که جده مادری شیخ آدم از قوم سنواتی بود اگرچه بظاهر خود را
سید مشهور نکرده و مردم آنها را افغان میگفتند اما آنجناب هم از سادات صحیح النسب بود
که خود حضرت شیخ در کتاب مصنفه خود اسامی بزرگان جدی و مادری خویش در اوایل
کتاب تا حضرت امام موسی کاظم رضی الله عنه تحریر فرموده است و در تذکره آدمیه
بروایت شیخ محمد که از یاران صمیم شیخ بود درج است که در ایام قحط سالی که دانه گندم چون
دانه مروارید نایاب بود حاضرین خانقاه بسبب عدم موجودگی غله و خرچ بسیار تنگ
آمده عرض حال بحضور شیخ کردند ارشاد کردند که در غله دان هر قدر که غله هست از بالا
بند سازند و در زیر آن سوراخ کرده از آن سوراخ هر روز بقدر حاجت غله میگرفته
باشند ان شاء الله برکت خواهد شد چنانچه مریدان همچنان کردند و از سوراخ زیرین
غله دان هر روز بقدر حاجت غله می آوردند تا آنکه شش ماه برین حال بگذشت و یک
غله کم نشد چون موسم پختگی غله شالی رسید و ارزانی شد دهان غله دان را کشادند دیدند
که همان قدر غله که در غله دان بوقت بند کردن دهان بود موجود است نقلست

سر جوانی در سرهند دختر شخصی را خواستگاری نموده مجلس عالی ترتیب داد و حضرت شیخ زاهد را
مجلس یاد کرد و رسوم خواستگاری ناظر در بروی شیخ بوقوع آمد ناگاه جنیدی بسببی از اسباب
فسخ آن ناطه نمود و به دختر دیگر نکاح کرد پدر دختر که اول بوی خواستگاری کرده بود بخدمت
خواجه آمده اظهار حال کرد و فرمود که اندیشه مکن او سزای کردار خود خواهد یافت غرض چون
ناکدخدا و منکوحهٔ خود رفتن خواست که با منکوحهٔ خود صحبت کند خود را نامرد یافت دانست
که این بلای غضب حضرت شیخ است بخدمت حاضر آمده الحاح و زاری نمود و قبول نیفتاد
آخر نکاح خود بهمان دختر که خواستگاری کرده بود منعقد کرد و از بلای نامردی خلاص
گشت ملا بدر الدین سرهندی که پیر برادر خواجه تاش شیخ آدم است در تصانیف خود
مناقب الاولیا و حاجی محمد امین بدخشی در کتاب مناقب الحضرات و صاحب تذکرة الاولیا
و ثمرات الاتقیا و صاحب روضة السلام مناقب و مقامات بسیار درج تصانیف خود ها
فرموده اند که از احاطه تحریر و تقریر افزون تر است اندکی از بسیار و یکی از هزار نوشته می آید
که در تمام عمر شیخ صد کس اولیای کامل و اکمل بتکمیل ظاهری و باطنی با خرقه خلافت و اجازت
طریقت از آنجناب یافتند و تعداد مریدان تا بصد هزار رسیده بود و شیخ آدم ولی مادرزاد
بود چون بعمر بلوغ رسید بکسب سپاهگری اشتغال داشت چون جاذبه عشق حقیقی او را
مجذوب کشید ترک سپاهگری کرده بخدمت حضرت حاجی خضر مجیدی که از خلفای عظیم الشان
شیخ احمد مجدد بود حاضر آمده ترقی مقامات فقر حاصل نمود و بعد از آن بوسیله جمیله
حضرت حاجی بخدمت شیخ احمد بیعت کرد و بکمالات کامل فایز گشت و در طریق
نقشبندیه و چشتیه و سهروردیه و شطاریه و مداریه وغیره اجازت تلقین یافت
و بخطاب خلیفة الرحمانی و قطب الاقطاب مخاطب گردید حاجی سید ابل که از خدام
عالی مقام شیخ آدم بود می نویسد که وقتی بیمار شدم حضرت صلی الله علیه وسلم شیخ آدم
بر بالین من تشریف آوردند و فرمودند که خاطر جمع دار که صحت یافتی همانروز صحت یافتم
و درج کتاب روضة السلام است که روزی شیخ آدم با یاران همدم مجلس اشراق
نشسته بود که در معاینت حضرت شاه رسالت مآب صلی الله علیه وسلم ظهور فرمود

وهر دو دست مبارک را کشوده با شیخ مصافحه فرمود و ارشاد کردند که با شیخ هر که از شیخ مصافحه
تو شیخ مصافحه کنند آن مصافحه من است و هر که بمن مصافحه کرد مغفور است پس شیخ همه مریدان
خود را جمع فرموده با هر یک مصافحه کرد که احدی ازین دولت محروم نماند و همچنین در بعضی
و بعضی مقامات چند بار عمل مصافحه بعمل آمده و نیز در سیر کتاب مذکور است که وقتیکه شیخ آدم
بمسجد مدینه منوره تشریف بردند و بر روی دروازه فیض اندازه روضه نبوی ایستاده ماندند بعده
هر دو مصراع دروازه روضه مقدس از خود وا شدند پس اندرون تشریف بردند فی الحال
هر دو دست حق پرست حضرت سید عالم صلی الله علیه وسلم از مرقد اطهر بر آمدند و شیخ بنزار
شوق پیش رفته مصافحه نمود و بوسه داد که همه حاضرین مشاهده کردند شیخ محمد شریف
و شیخ ابو النصر که از کبار اصحاب آنجناب اند میفرماید که تا مدتی بر جبین مبین شیخ آدم لفظ
الله نوشته میدیدیم از خیال یاران محرم اسرار دیگر هم اطلاع یافتند روزی اظهار این معامله
با حضرت کردیم متغیر گشت بنا بر آن اسرار شیخ فرمود و همان ساعت دست خویش بر
پیشانی مبارک سود و آن ظهور را مخفی کرد و حضرت شیخ در اوایل کتاب نکات الاسرار
که تصنیف کرده آنجناب است تحریر نموده که این فقیر تصرف بر کسی نمیکند و از خود بخود
سعی نماید چرا که بحق سبحانه تعالی وعده شده است که من تصرف بجذبه اختیاری نکنم تو همان کس
متوسل من باشد و بر توسل من ثابت دارد که بمقتضای هم مغفور باشد هر چند ناقص بود
اما بروز قیامت او را از اولیای مقربین محشور سازی پس حق سبحانه تعالی دعای من قبول فرمود
و آثار اجابت این وعده و دعا از حقتعالی و نبی المصطفی صلی الله علیه وسلم بکرات مرات بظهور
آمده اما با وجود عدم تصرف ازین فقیر چهل هزار کس بارشاد بهره مند شدند و بارشاد خاص النجاص
صد کس کامل و مکمل گشتند و از ارشاد خفی چه گوید که همه مسترشدان را از فیض خاص علی قدر استعداد
بهره کی میساز و شیخ صالح نقشبندی میفرماید که چون داخل طریقه آدمیه شدم در خاطر
گذشت که طریقه های مشایخ متقدمین بسیار متبرک و بزرگ اند افسوس که در وقت
مشایخ متقدمین در دنیا نیامدم حالا که مرید طریقه مجددیه که از طرایق متاخرین است
شده ام دیده باید که چه فایده بظهور آید پس همان شب در خواب دیدم

سہ طریقہ با فوج فوج مریدات خود پیش من آمدند و با من مصافحہ کردند و گفت کہ تو عجب
سعادتمند مردی ہستی کہ در طریقہ مجددیہ آمدہ مرید شدی کہ این طریق آخری بہترین
طرائق متقدمین ست چون از خواب بیدار شدم خورسند شدم و ہما نوقت از غایت
خوشنودی خود را بخدمت حضرت شیخ رسانیدم ہنوز نوبت بعرض و کلام نرسیدہ بود
کہ فرمود کہ یا صالح الحمد للہ کہ خاطر تو تسلی یافت شیخ غلام محمد سہارنپوری میفرمایدکہ شیخ
مرا ارشاد کرد کہ وقتی کہ ترا مہمی یا مشکلی پیش آید ما را یاد کنی اتفاقاً باری در قندہار میرفتم
راہزنان ظاہر شدند و خواستند کہ دست بغارت مال من بکشایند در دل التجا بحضرت
شیخ بردم ناگاہ بچشم ظاہری دیدم کہ سواری از دور ظاہر شد و خود را بر راہزنان
ریخت راہزنان از خوف وی رو بگریز نہادند چون نیک ملاحظہ کردم آن سوار خود ذات
مبارک شیخ آدم بود نقلست کہ دختری در بنور بآسیب جن گرفتار بود چون
آن دختر نزد شوہر رفتی جن او را نمی گذاشت و شوہر دختر را آزار رسید او آخر
پدرش عاجز شد و بخدمت شیخ آمدہ عرض حال کرد فرمود کہ حالا چون جن حاضر شود
بگوش او بگو کہ فرمان شیخ آدم چنان ہست کہ ازینجا بگریزی ور نہ شیخ ترا خواہد سوخت
پدر دختر ہمچنان عمل کرد فی الحال دختر صحت یافت و شیخ محمد شریف علامہ در رسالہ
نوشتہ کہ روزی وقت شب در خانہ رفتہ بودم شیخ را در خواب دیدم کہ میفرماید
ای شریف دزدی در خانہ تو در آمدہ ہست برخیز و دفع کن فی الحال از خواب بیدار شدم
و بر بام خود رفتم دیدم کہ دزد موجود است چون مرا دید بگریخت حافظ نور محمد سامانی
میگوید کہ وقتی شیخ مرا نزد شخصی برای کاری در گجرات فرستاد چون بگجرات رسیدم دیدم
کہ آن شخص را حاکم گجرات ناحق محبوس کردہ ہست ناچار واپس آمدم و عرض حال بخدمت نمودم
فرمود کہ در چند روز حاکم گجرات خود ہم مقید خواہد انشاء اللہ تعالی روز پانزدہم از بادشاہ
حکم برای قید حاکم گجرات صادر شد و وی مقید شدہ در دہلی آمد و مدت مدید در حبس ماند
نقلست کہ شخصی از حکام فاسق بخدمت شیخ آمد و التماس قبول دعوت طعام کرد
فرمود کہ اگر تو از مناہی و معاصی توبہ کنی آنگاہ شاید دعوت تو قبول افتد ...

انتیعنی غضبناک شد و سخنهای بی ادبانه بر زبان آورد و از مجلس برخاست حضرت شیخ بنظر
تیز در وی نگریست و فرمود که رفت باز آمدنش جز بقیامت نخواهد بود همانروز آن نابرخوردار
بشکار رفت و بضرب تفنگ از دست دشمنان هلاک شد و مخفی مباد که محبوب سبحانی شیخ آدم
ثانی چهار فرزند و دو دختر داشت که در ایام حیات وی خورد سال بودند چنانچه در سفر حرمین
الشریفین سه پسر عالی گوهر یکی شیخ محمد اولیا دوم شیخ محمد یحیی سیوم محمد محسن خورد سال همراه بودند
و فرزند بزرگ شیخ مخدومی شیخ غلام محمد در وطن تشریف داشت چنانچه ولادت شیخ محمد یحیی
در سال یکهزار و چهل و پنج در بنور و ولادت محمد محسن در سال یکهزار و پنجاه و دو و دیگر اولیا
در عین سفر حرمین الشریفین بود وفات آن جامع الکمالات در مدینه منوره بتاریخ
بیست و سیم ماه شوال سنه یکهزار و پنجاه و سه بوقوع آمد مزار پر انوار وی نیز در جنت البقیع
نزدیک روضه عالیه حضرت عثمان ذی النورین خلیفه ثالث حضرت شاه رسالت مآب
علیه الصلوة والتحیت است چنانچه سایه همای پر روضه ذی النورین بر مزار پر انوار
شیخ آدم می افتد رحمة الله علیه **از مولف**

چو کرد از عالم فانی سفر سوی بقا آخر	سال گنج نهان گشت اندر زیر گل آدم	بسال رحلت او چون فتاد در فکرم هاتف
دگر فرما شد از عالم بجنت زنده دل آدم	ایضاً شیخ والا آدم ثانی ولی	شد چو از دنیای دون اندر جنان
گشت سرور سال وصل آنجناب	شاه عالم آدم ثانی عیان	نیز آدم شیخ محمود آمد است
بگو که شیخ بنده الٰهی آدم سبحان	فخر آدم هادی حق گفته ام ۱۰۵۳	سال وصل آن شه عالی مکان

و شیخ بدر الدین صاحب حضرات القدس که قطعهٔ تاریخ وفات در کتاب خود نقل فرموده است اینست

اخص الخواص بوده سید آدم	چو بود انگشتری با شد نگینه	چو تاریخ وفاتش گفت هاتف
که با اصحاب داخل در مدینه	و تاریخ شد رحمه کتاب نعم السلام	خوره چو تاریخ وفاتش بگفت
باز در آمد به بهشت آدم	ایضاً سید آدم اکرم نبی بجو بود	در بقیع بقیع اولیا آسوده
جان داد و پیوست جمال جانان	تاریخش بدون بجدا از عثمان	شیخ حامد لاهوری

قدس سره از اعاظم خلفای حضرت شیخ آدم بنوری است بسیار بزرگ و متقی و زاهد بود
در حضور شیخ طالبان و مریدان شیخ را تلقین میکرد و تربیت مینمود و شیخ هم گفته

دکم خفتی و کم خوردی و بی ضرورت سخن بر زبان نیاوردی و از صحبت اغنیا متنفر میبود و وفات وی
روز پنجشنبه بیست و دوم ماه جمادی الاخری سنه یکهزار و پنجاه و چهار هجری است

از مولف
چو ز دنیا شد بجنات النعیم | آنکه حامد حامد دین ذو الکرام
سال وصلش چو جستم از خرد | گفت حامد شیخ کامل کن رقم

شیخ نور محمد پیشاوری قدس سره

از خلفای کبار و اصحاب نامدار شیخ آدم بنوری است و در ترک و تجرید و عزلت و سخاوت و شجاعت و ریاضت بی نظیر اول در عهد جوانی به لاهور و سلطانپور بتحصیل علم ظاهری نمود بعد از آن بخدمت شیخ آدم آمد و مرید شد و بدرجه کمال رسید که هزارها مردم قوم افغان یوسفزئی بتوجه موجه وی بدرجات ولایت رسیدند چنانچه تا حال اولاد شیخ نور محمد و اولاد مریدان وی در مضافات پشاور موجود است وفات وی در سال یکهزار و پنجاه و نه هجری است ۱۰۵۹ از مولف

بجنت پرتو افگن مثل خورشید | چو شد نور الهدی نور محمد
ندا شد فیض حقانی وصالش | دگر مشکلکشا نور محمد ۱۰۵۹

میر نعمان مجددی قدس سره

از اعاظم خلفای شیخ احمد مجدد است نهایت بزرگ جامع سیادت و نجابت و شرافت در زهد و ورع طاق و در علم و حلم و دیانت و امانت شهره آفاق بود و در طریقت و شریعت قدمی محکم و پایه راسخ داشت و بسیاری از مخلوق ببرکت توجه وی براه هدایت و کمال ولایت رسیدند و کرامات و خوارق بسیار از وی سر میزدند وفات حضرت میر بتاریخ هژدهم ماه صفر سال یکهزار و شصت هجری است و صاحب شجرة الواصلین رحلت میر نعمان در سال یکهزار و پنجاه و هشت و یک هزار و شصت تحریر می فرماید از مولف

بسال انتقالش گفت سرور | چو از نعمای جنت گشت متنعم | شه ملک ولایت میر نعمان
بسال وصل حضرت میر نعمان | که بادی زینت نعمت امیر نعمان ۱۰۶۰ | دگر فیض علی محبوب فرما ۱۰۵۹
داخل جنت چو شد تاریخ او | الیعشا زینت بنا زینت دین نبی | سید عالی نسب نعمان ولی
میر والا جاه نعمان متقی ۱۰۵۹ | الکن رقم شیخ معلی نبی ۱۰۶۰ | نیز سال رحلتش سرور بگو

میر ابو العلا نقشبندی اکبرآبادی قدس سره

از اولاد حق یاد خواجه احرار نقشبند است و در اکبرآباد سکونت داشت ذات مبارکش نهایت زاهد و عابد و متقی قلزم فیض و معدن احسان بود خلق خدا فوج در فوج بخدمت

وی حاضر شده فیض دنیا و عقبی حاصل میکرد و حضرت میر بهر یک طالب خواه طالب دنیا و خواه طالب عقبی که بود متوجه میشد و مشکل کشائی وی میفرمود و میگفت که بعضے مشایخ عظام طالب کار دنیا را نزد خود جا نمیدهند لیکن نزد من بهتر آنست که اول طالب دنیا فایز بمطلب دنیاوی گردد و بداند که دعای مردان حق و طالبان خدا مقبول است و اندر دل معتقد مردان خدا گردد و از کشادگی کار دنیا موجب کشادگی کار عقبی او بوی گردد پس خلق انبوه نزد حضرت میر جمع میشد و آنانکه اول طالبان دنیا میبودند طالبان حق میشدند و بسعادت دنیا و عقبی میرسیدند وفات آن جامع الکمالات بروز سه شنبه نهم ماه صفر سال یک هزار و شصت و یک هجری است و مزارش پر انوار در اکبرآباد است

از مولف	بجهان برین یافت قدر بلند	چو آن بو العلا سید مقتدا
وصالش تو فیاض قطب جهان	بفرما اسید سخی بو العلا	**شیخ ابو الفتح**

قدس سره از خلفای اصحاب و اکمل احباب مخدوم اسرار و کارگزار [illegible] کار حضرت شیخ آدم بنوری بود در اوایل صحبت شیخ بنهایت شوخی داشتی و در حضور شیخ کلام محبوبانه کردی و شیخ را هم بحال وی محبت کمال عنایت بیحد بود که از خوردی در ایام طفولیت وی را در سایه عاطفت خود پرورش ساخت و تربیت نمود و شیخ ابو الفتح اول مبتلای عشق مجازی شد و باز بتوجه پیر روشن ضمیر عشق مجازی او مبدل بعشق حقیقی شد و بدین کمالات رسید که بار ها شیخ آدم در حق وی میفرمود که شیخ ابو الفتح یار وی راست راست وفات شیخ ابو الفتح در سال یکهزار و شصت و شش هجری است از مولف

حضرت بو الفتح پیر زنده دل	یافت چون از دهر جنت مکان	سال وصل او بلبم گفت دل
گو شهی بو فتح فتاح جهان ۱۰۶۶	هم خرد شیخ زمان محبوب گفت ۱۰۶۶	انتقال آن شه کون و مکان

شیخ عبد الحی قدس سره از اجل خلفا و اعظم اصحاب حضرت احمد مجدد است مقتدا زمان و امام جهان معدن محبت مخزن کرامت بود در ذوق و شوق و جذب و استغراق ثانی نداشت و در اتباع سنت نبوی و ورع و اتقا بینظیر و در کرامت و خوارق مشهور وفات شیخ عبد الحی در سال یکهزار و هفتاد هجری است از مولف

گشت مدفون چو آن موبد گنج | در زمین حق پرست عبد الحی | مهدی اعظم است سالش پیر
قطب دین حق پرست عبد الحی ۱۰۹۲

شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی فرزند دوم

شیخ احمد مجدد الف ثانی ست حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول صاحب حالی و قالی مظهر جمال و کمال مخزن برکات معدن کرامات منبع انوار واقف اسرار کریم الاخلاق عمیم الاشفاق صاحب مقامات جلیله و مدارج عالیه بود در طریقت از والد بزرگوار فیض عام و فایده تام حاصل کرد و خوارق و کرامت بسیار بے اختیار از ذات با برکات وی سر بر زوند صاحب تذکره آدمیه از ملا بدر الدین مجددی نقل میکند که روزی بخدمت شیخ احمد سعید حاضر بودم خادمی یک بیره برگ پان یا برگ پلاس پیچیده حاضر کرد شیخ آنرا وا نمود و بیره پان تناول کرد و برگ پلاس را که لفافه او بود که باز بصورت بیره برگ پان بسته بجانب من انداخت گمان بردم که شاید بیره پان است که بمن عطا کرده است بتعظیم تمام برداشتم چون وا کردم خالی بود بعضی حاضران مجلس از بیحرکت من تبسم کردند و من شرمنده شدم آخر برای رفع انفعال خود آن برگ را در دستار خود پیچیده کردم چون بعد برخاست مجلس در خانه خود آمدم و دستار را از سر جدا کردم و برای انداختن آن برگ را برآوردم دیدم که آن برگ پلاس برگ پان شده است از مشاهده این کرامت و تصرف حیران بماندم و بهزار خوشی تناول کردم حلاوتی یافتم که از احاطه تحریر افزون ست و صاحب دار المعارف میفرماید که خواجه باقی بالله دهلوی میفرمود که خواجه احمد سعید و محمد معصوم هر دو پسران خواجه احمد پاره های جواهر اند که بی بها اند و در ایام خورد سالی بمقامات احمدیه رسیده اند و نیز از دار المعارف نقلست که شخصی بخدمت سید غلام علی شاه و هادی مجددی عرض کرد که خواجه ثناء الله پانی پتی میفرماید که هر دو صاحبزادگان شیخ احمد در باب تجدید شرکت دارند غلام علیشاه فرمود که دیگر خبر ندارم لیکن شیخ احمد مجدد میفرمود که معامله من و فرزندان من مثل معامله صاحب شرح وقایه است که خود که جدا وانچه وقایه تحریر میکرد صاحب شرح وقایه حفظ می نمود همچنین آنچه معارف بمن مکشوف اند بسیار اکثر آنرا از خود یاد گرفته اند و صاحب حضرات القدس فی روضة السلام

میفرماید که خواجه احمد سعید آنچنان جمال ظاهری و کمال باطنی داشت که هر کسی که یکبار
روی مبارکش دیدی مفتون کمالات حسن و کمالات جمال آنجناب شدی و فیما بین خواجه آدم بنوری
و وی بسیار رابطه مودت و وداد مستحکم بود و آنجناب فرزندان شیخ آدم و خلفای طلبای
ایشان را هر وقت تشریف بری وی بلکه بر سر عطر بر دی و خود تربیت میکرد و شیخ بدرالدین
صاحب حضرات القدس در مناقب آنجناب کتابها و رسالها جمع آورده است و ارقام نموده
که وجود با برکت آنمو خواجه احمد سعید جامع کرامات بود و دریا میکرد در سرهند وبای عظیم ظاهر
شد و صدها خلق خدا از آن بلای جان ربا هلاک شد سکنای آنجا آخر رجوع بآنجناب آوردند
و آنحضرت فرمود که از امروز باز احدی بمرض طاعون تلف نخواهد شد انشاء الله تعالی همچنان
بوقوع آمد و **وفات** شیخ احمد سعید در سال یکهزار و هفتاد و عمر هشتاد ساله است از نو [illegible]

چون سعید از دار دنیا رخت بست	در جنان با کم شد و در خلد عید	گفت سرور سال وصل پاک او
شد سوی فردوس ولی دین سعید ۱۰۷۰	باز با سرور شهید اهل فیض	گنج تاریخش ندا از دل رسید
ایضاً شیخ از دنیا بفردوس برین گشت چو	نوجوان مهدی بگو رفت متقی احمد سعید	انتقال شیخ و شیخ ناطق آمد سال او
هم بخوان مهدی عارف متقی احمد سعید	**شیخ محمد سلطان بنوری قدس سره** از عظمای	

خلفای شیخ آدم بنوری است بغایت بزرگ و صاحب علم و عمل و حال و قال بود و بر بیماری
که بسم الله الرحمن الرحیم خوانده دم میکرد شفا می یافت و برای مرض جذام بر استخوان شتر
بسم الله دم کرده میداد و میفرمود که در گلوی بیمار ببندد در چند روز شفا می یافت
و چون ذکر میکرد حیوانات بپای وی حاضر میشدند و بر گرد وی نشسته باستماع ذکر میکردند
وفات وی در سال یکهزار و هفتاد و پنج است از **سوی لطف**

چون محمد جان صدق و صفا	رفت در فردوس بی نقص و خلل	سال ترحیلش بگو رشد عیان
از محمد مخزن علم و عمل ۱۰۷۵	**شیخ محمد معصوم قدس سره** فرزند میانگی شیخ احمد	

مجدد الف ثانی است قطب الوقت و مرشد عصر بود و نسب شریف اجداد و امجاد وی بیازده
واسطه بسلطان فرخ شاه کابلی میرسد و به واسطه بامیرالمؤمنین عمر فاروق میرسد
[illegible] شیخ احمد مجدد [illegible] خواجه محمد باقی [illegible]

آورده‌اند این فرزند ... را چنین است که بعد تولد وی مرا صحبت آنحضرت ... بپیر رسیده
و حضرت معصوم از علوم مستعد او در ولایت محمد الشهیر بود و در عمر شانزده سالگی به تحصیل
علوم پرداخته قابل تحسین شد و دستار فضیلت بر تارک مبارک بست من بعد بعلوم باطنی متوجه
شده بتوجه والد ماجد ... اولاد شیخ بزرگ سبقت برده شیخ احمد مجدد در آخر عمر خرقه
مریدان خویش با وجود کم عمری او بوی حواله نموده بود و در حق وی دعای خیر فرموده و صیت
... که همین کهنه بوریای خانقاه را تخت سلطنت دانسته بقناعت بسر برد از صحبت
اغنیا و مجلس پادشاه محترز باشند پس همچنان بوقوع آمد که شاهجهان بادشاه بصحبت
وی بسیار میل کرد لیکن میسر نشد الا اورنگزیب عالمگیر معتقد آنحضرت شد و ارادت
آورد و دوام صحبت میخواست قبول نفرمود و مریدان معصومی که بتوجه وی بدرجات ولایت
رسیدند زیاده از صد هزار بودند و چون از هندوستان عزم زیارت حرمین الشریفین نمود
اهل عرب و عجم بیشمار در حلقه ارادت درآمدند و صاحب تذکره آدم مینویسد باید
که محمد دارا شکوه خلف شاهجهان بادشاه مرید حضرت ملا شاه قادری بود و عالمگیر اورنگزیب
مرید حضرت معصوم سرهندی و فیما بین هر دو برادران تنازع و عداوت واقع ازین سبب داراشکوه
را با عزیزان سرهند هم که در سلسله تعلق بود و چون حضرت معصوم در مدینه منوره رسید شنید که
داراشکوه ولیعهد شاهجهان پدر خود شده است از استماع این معنی تفکر در دل لاحق حال شد و برای
حصول حضوری حضرت سرور ... روضه منوره نبوی تشریف برده متوجه شد و عرض کرد که در باب فتح هندوستان
... هر چه ارشاد شود ... که مریدان و وابستگان بنده در سرهند ... دارا شکوه که جد او ولی این
خاندان است ولیعهد شاهجهان گردیده باکه تکلیفی بوابستگان این خاندان رساند در این اثنا متحیر
گشت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم شمشیر بدست گرفته ظاهر شد و فرموده که سرکه دشمن شما است
برای او این شمشیر قهر الهی کافی است چون از مراقبه سر برآورد فرمود که داراشکوه در هند
کشته شد پس همچنان بوقوع آمد محمد صدیق پشاوری میگوید که فقیر از پشاور
بارادۀ ملازمت حضرت معصوم بسواری اشتر روانه سمت سرهند شد ناگاه در راه اشتر رمید و من
از پشت اشتر جدا شدم [illegible]

...کردم بهجر دریا ذکر زدن شیخ بذات خود
...نود و پا از رکاب جدا کرده غایب شد
...فتادم آب عمیق بود غوطه ها خوردم و
...ابیاد آوردم فی الحال ظاهر شده مرا از
...و بالحال شده بر لب بحر استادم و تا بحال که
...از آنوقت بهر طرف صورت شیخ در نظر می آید
...دو زن جمیله همسایه برا و عاشق شد و از بهر
...و از جانبین نفس طالب و شهوت غالب شد
...ه خانه افتاد و دید که حضرت شیخ متصل دروازه
...باید که خبردار مرتکب اینکار بد نگردی زن چون
...مرد فرصت غنیمت شمرده از آنجا فرار کرده
...حضرت مخدوم که بتقریب ماه رمضان اعتکاف
...ریز بر چادر پوشیده است ام بیشتر بستیم
...ب کردن نشاید بجز دگر نشستن خطره سر زد
...یم نزنی مراتب غوانی که بز نبید الیست
...مستدعی معافی تقصیر شدم میر عسکری
...فوت شد و الدین او بسیار جزع و فزع میکردند
...ایشان مقبول افتاد و شیخ بر بالین مرده نشسته
...ت مسیحائی شیخ لاش متوفی در حرکت آمد
...شانی نیز در کتاب تذکره مشایخ معصوم
...ده که یکی از مریدان و معتقدان شیخ
...شخصی که مذهب شیعه داشت سب اصحاب
...ریاست بحضد و عضد شستی بر سینه پر کینه

روز دوم که بر قالبش بخور در منی الحیاة هلاک گشته افتاد سید محمد بدعوی عزل مرا پیش حاکم بردند
حاکم از من احوال پرسید تمام احوال بیان نمودم حاکم از من گواهان سب اصحاب طلب کرد چون
گواهان نداشتم حاکم برای قتل من حکم داد سخت در ماندم و در آن وقت بخیر حضرت شیخ را یاد کردم
چون ساعتی بگذشت شیخ بذات با برکات خود در آن مجمع حاضر شده بحاکم فرمود که ملا پابنده را
نیکو میشناسد حالش آن است که مرده را در قبر به بینید اگر روی بقبله دارد تا حق مرده باشد
و اگر پشت مرده بقبله است سب اصحاب کرده باشد حاکم برین قول اختصار نمود و مرده را
بکشادند دید که پشت بقبله دارد و روی از حالت اصلی او برگشته است پس حاکم و تمام خلق
بتعظیم من برخاست و اکرام من کردند نقلست که پدر رحیم داد بجواری از مریدان حضرت
شیخ بود اتفاقاً در جهازی مع مال سوداگری سوار بود جهاز در تباهی آمد عنقریب بود که غرق
شود آخر هزار روپیه نذرانه شیخ بر خود لازم کرد همان وقت باد مراد وزید جهاز از تباهی بر آمد
و بمنزل مقصود رسید چون بخدمت شیخ آمد پانصد روپیه نذر گذرانید فرمود که تو در حالات
مهلکه و تباهی هزار روپیه نذر کرده بودی اکنون وفای وعده لازم است وی شرمنده
شد و هزار روپیه حاضر آورد و معذرت خواست ولادت شیخ در سال یکهزار و نه و
وفات باقوال صحیح در سال یکهزار و هشتاد است و صاحب مخبر الواصلین سال وفات شیخ
معصوم یکهزار و هفتاد و نه تحریر نموده پیغمبر یار دیگر آنجناب سفینا در یک حال و مزار پر انوار

در سنه ... رحمة الله علیه	از مولف	مخبر نقشبندی شیخ حق یزدان ۱۰۰۹
شیخ معصوم عالی رتبه مخدوم	چه تو گفته کشتی بالفت نسبت بحرین	ز دل شد یار حق مخدوم معلوم
زبان مستغنی ساخت و گلشن ۱۰۰۱	نبیرا اهل حق مخدوم معصوم	زهی الامر تبت سال وصالش ۱۰۰۱
ابد ... گردید معصوم	عیان گردید دگر تاریخ ترحیل	زهی عارف هادی اسرار معصوم

سید علیم الله از کبرای اولیا و اعاظم خلفای شیخ آدم بنوری است سید حسینی
نهایت متقی و کامل و عالم و عامل بود در اتباع سنت ثانی نداشت ملا عبد الحکیم
سیالکوٹی میفرماید که وقتی بخدمت سید علیم الله حاضر شدم یک روپیه بمن عنایت فرمود
از وی گرفته در کیسه انداختم چند سال آن روپیه در کیسه من بماند برکت وی گاهے

کلیمین از وی پیدا بانی نماند هر قدر که شیخ هیکل دمی از غیب پیدا میشد وفات حضرت
هم در سال یکهزار و هشتاد و یک است از مولف

نور صدق و یقین علیم الله	شد روشن چو از جهان بخلد
گفت سرور بسال ترحیلش	شمس عرفان ذوالیقین علیم الله

شیخ محمد اینهالی قدس سره از محبوبان و مقبولان و مقربان و خلفای عظیم الشان شیخ آدم بنوری است احوالات عجیب و مقامات غریبه داشت و در خوارق و کرامات مشهور روزگار و بصفات ظاهری و باطنی موصوف بود وفات وی هم در سال یکهزار و هشتاد و سه هجری است از مولف

جناب شیخ محمد از لطف حق	بخلد برین یافت آخر مقام
تو سال ترحیل آن شاه دین	ندا شد بسرور محمد لطف تام

شیخ محمد شریف شاه آبادی قدس سره از کبار اولیا و اعاظم خلفای شیخ آدم است در علوم ظاهری عالم بود و در زهد و تقوی مشهور زمانه احوال صاحب حال و قال بود وفات وی در سال یکهزار و هشتاد و سه بوقوع آمد از مولف

چون از دنیا بجنت رفت لیکن	شاه عالم شیخ دین سلطان شریف
سال وصل آن سپهر عرفان	از امام المتقین سلطان شریف

خواجه معین الدین خلف خواجه خاوند محمود نقشبندی قدس سره از عظمای مشایخ و کبرای علمای کشمیر جنت نظیر است در زهد و ورع و تقوی و اتباع شریعت و ترویج نسبت و ترفیع بدعت ثانی نداشت و در عهد علما و صلحای وقت تحریر و تقریرش مقبول و مشایخ عظام و علمای کرام را رجوع تمام بخدمت وی بود و علمای عهد مثل حضرت ملا محمد طاهر کشمیری خلف مولانا حیدر علامه و ملا ابو الفتح کلو و ملا یوسف مدرس و مفتی محمد طاهر و مولانا عبد الغنی و مولانا مفتی شیخ احمد وغیره که در کشمیر علم شریعت می افراختند سر بخط فرمان وی داشتند و باحکام روایت و عدالت فتوی از وی می جستند و وی بفرمان علمای عهد کتاب فتاوی نقشبندیه و کنز السعادت در علوم شریعت و طریقت تصنیف فرمود و نیز کتابی عمده بعبارت فارسی دلچسپ الموسوم برساله رضوانی در احوال خوارق و کرامات و ذکر مقامات پدر عالیقدر خود تالیف کرد در آن

کتاب نسبت آبائی خود بخواجه علاء الدین عطار که سابق در ذکر جد والد بزرگوار بتحقیق
مذکور شد میرسانند و نسبت پیران کبار بطریق بخواجه نقشبند رسانیده که خواجه خاوند
محمود والد ماجد وی مرید و خلیفه خواجه محمد اسحاق سفیدی که وی مرید و خلیفه
خواجه خواجگی احمد کاشانی است و تربیت و تکمیل از مولانا لطف الله که از خلفای خواجگی
احمد بود یافت و خواجگی احمد فیض باطن از مولانا محمد قاضی خلیفه اعظم خواجه عبید الله احرار
نقشبند یافت و خواجه معین الدین فیض علوم ظاهر و باطن از پدر بزرگوار خود حاصل
کرد و چون در عهد سلطنت شاه جهان بادشاه مظفر خان حاکم و ناظم کشمیر مقرر شد
و در عهد وی فیما بین مردمان قوم شیعه و اهل سنت جنگ عظیم بوقوع آمد آخر
بعد کشت و خون مقدمه روبروی قاضی ابو القاسم و قاضی محمد عارف روبکار شد
هر دو قاضی بسبب هجوم و اجتماع هر دو قوم در باب سزادهی اهل تشیع توقف
ورزیدند و بکار نبردند ازین معنی همه مردمان اهل سنت ناراض شده از شهر بیرون
آمدند و بسرکردگی خواجه خاوند محمود بمقام سفید چنار مقام کردند و حضرت خواجه
بکیفیت ناظم کشمیر سخنان سخت و درشت تحریر نمود ناظم کشمیر فی الفور بخدمت آن
روشن ضمیر حاضر شد و بهزار التجا خواجه را با جمله اهل سنت در شهر برد و جمله مردمان قوم
شیعه را که زبان به سب و تبرای اصحاب کبار دراز کرده بودند بسیار کس را بقتل رسانید
لیکن این همه عمل از مظفر خان ظاهراً محض بخوف هجوم و بلوا بظهور آمد و در باطن ناراض شده
سخنان شکایت آمیز و ملال انگیز از طرف خواجه بپادشاه نوشت و حکم شاهی بطلب
خواجه صادر گردید و خواجه حسب التحریر شاهجهانی روانه سمت لاهور شد و در لاهور رسیده
با پادشاه بلاهور قیام پذیر گشت و خواجه معین الدین فرزند دلبند خود را خلیفه اعظم و
سجاده نشین خانقاه کشمیر مقرر کرده از لاهور روانه کشمیر ساخت و وی در کشمیر در تعلیم و تلقین
خلق کوشش بلیغ و سعی جمیل بکار برد و خلفای وی در اقالیم دور و دراز بهدایت خلق مامور
شدند وفات آن جامع الکمالات بقول صاحب تاریخ اعظمی در ماه محرم الحرام سال یکهزار
و هشتاد و پنج است و مزار پر انوار در کشمیر زیارتگاه خلق است و آنجا برابر فرزند ارجمند

داشت منجمله آنها سه پسر در حیات خواجه برحمت حق پیوستند و خواجه نظام الدین مارجی بعد
وفات خواجه خورد سال ماند و در سایه عاطفت پایه مادر مهربان که به بیگم صاحبه اشتهار داشت
پرورش یافته زیب افزای خانقاه عالیجاه شد و مولانا عبد الحکیم خلیفه اعظم خواجه بعد خواجه
مسند آرای خلافت طریقت ماند از مولف

چون مقیم خلد شد با فضل حق
قطب ربانی معین اهل دین
خواجه ملت بگو سالش دگر
تاج عرفانی معین اهل دین ۱۱۰۵

شیخ عبد الخالق حضوری مجددی قدس سره از خلفای صمیم و یاران
قدیم شیخ آدم بنوری است و از کثرت حضوری بخطاب حضوری ملقب شد خواجه
قطب خان در رساله تذکرة الاولیا میفرماید که روزی در صحبت شیخ عبد الخالق
بودم عرض کردم که یا حضرت دعا کنید تا پادشاهی بشاهزاده عالمگیر نصیب گردد و در
آنحالت من یک دو پیه نذرانه خدام جناب خواهم نمود باستماع این معنی بحکمی متوجه شد
و فرمود که لشکر دارا شکوه را هزیمت شد و عالمگیر بر تخت سلطنت بنشست و این کار است
شدنی که خلافت را دران رای نیست پس همچنان بوقوع آمد بعد قیام سلطنت عالمگیر
ذکر این معنی بحضور پادشاه کرده فرمان عطای یک دیه باسمی شیخ حاصل کردم و بخدمت حاضر
آوردم شیخ قبول نکرد و گفت که ما برای خدا امداد کردیم نذرانه گرفتن طریق پیران ما نیست
و صاحب مناقب آدمیه میفرماید که روزی از خادمان شیخ شخصی بخدمت حاضر آمده
عرض کرد که در خانه شما امروز روغن نیست فرمود که ظرف روغن بیار چون آورد
بسم الله الرحمن الرحیم خوانده در وی نظر کرد فی الحال پر از روغن شد و ارشاد کرد که ازین روغن
خرچ کن و پیش کسی ظاهر مکن پس خادم تا چند سال ازان ظرف روغن خرچ کرد هیچ کم نشد
آخر کنیزکی این راز پیش زن همسایه نمود و روغن باتمام رسید وفات
آن جامع الکمالات در سال هزار و هشتاد و شش هجری است از مولف

از جهان چون داخل فردوس شد
عبد خالق شیخ دین والا ولی
صاحب حق عبد خالق اهل دل
گو بسال او هم حضوری شیخ ۱۰۸۶

خواجه داود مشکوتی کشمیری قدس سره

در علوم حکمت و معانی و فقه و حدیث و تفسیر شاگرد خواجه حیدر چرخی بود چون کتاب

مشکوة المصابیح را تمام از استاد امجد خود داشت بعد از مشکوتی مخاطب شد و بعد حصول علوم ظاهری از کسب علوم باطن اول بخدمت بابا نصیب الدین حاضر شد و فیض بسیار صحبت یافته در سلوک کتاب اسرار الابرار در احوال مشایخ و مقامات آنها و غیره تالیفات عربی و فارسی تالیف نمود و بعد تحصیل خواجه خاوند محمود نقشبندی مرید شد و بتکمیل رسید و در سال یکهزار و نود و هفت وفات یافت و در کشمیر در محله کندپوره متصل عیدگاه مدفون گشت و شیخ مومن نان‌بان تاریخ وفات وی در تواریخ اعظمی است از مولف

شد چو واصل زجهان فنا	واصل شیخ کامل صوفی	گفت دانا بگو بحکمت خرد	بازدل گفت فاضل صوفی

شیخ محمد امین دار نقشبندی کشمیری قدس سره

از زمره تجار کشمیر بود و اول نوکری صوبه لاهور اشتغال داشت چون جاذبه عشق حقانی او را بخود کشید تارک شد و ترکه پدری فروخته بخرج درویشان داد و مرید خواجه عبدالوهاب که خلیفه اعظم شیخ عثمان جالندهری بود گردید و بعد حصول خرقه خلافت نقشبندیه بوطن خود مراجعت کرد و در خانه بنخیان سکونت نمود و بعبادت حق مشغول گشت آخر علما و فضلا و اغنیای کشمیر بوی رجوع آوردند و جم غفیر بشرف ارادت مشرف گشت چون عمر شریفش از هفتاد درگذشت بتاریخ نهم رمضان المبارک سال یکهزار و نود و هشت ازین دار پر ملال بجوار ایزد متعال پیوست مزار پر انوارش در کشمیر زیارتگاه خلق است و کتاب قطرات در رساله ... از تصانیف وی است و مصرع هم عرش بود مسکن شیخ الامین تاریخ وفات وی در تواریخ اعظمی مسطور است و شیخ واقف و عارف و صاحب خلق و کرم نیز مایزاد یکیک ماده

تاریخ وفات آنجناب انداز مولف		چون امین از دار دنیا رخت بست
دل بسال وصل آن والا همم	گفت شیخ کامل و اکمل بگو	بار دیگر خوان امین ذو الکرم

شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد قدس سره

جامع بود میان علوم ظاهری و باطنی و کمالات صوری و معنوی در زهد و ورع و تقوی و عبادت و اتباع شریعت و بخطاب محی السنة مخاطب بود و بسیکه از کفار و فساق و فجار رستگار ... با برکت آن زبدة الابرار مشرف شدی تایب گشتی و شیخ از دنیا

وصحبت اهل دنیا البته احتراز داشتی وطعام مشتولان نخوردی و چون در مجلس اجلاس
کردی منتظرانه نشستی بطوریکه عاشق منتظر آمدن معشوق میباشد و اگر احدی از اهل محفل
تمام الفت بر زبان آوردی بمجرد سماعت شیخ مدهوش گشتی و بر زمین مانند مرغ نیم بسمل افتادی
و کرامات و خوارق بسیار بی اختیار از آنجناب سر میزد نقلست که شبی شیخ سیف الدین
بعد نصف شب بضرورت ادای نوافل تهجد از بستر خاسته و بالای حجره بر آمد از اتفاقاً
آواز الله بگوش حق نیوش شنید و بی افتاد و بی اختیار شده از بام بر زمین بیفتاد و ضرب سخت
بدست مبارک رسید چون بهوش آمد فرمود که مریدان بنشینند که سماع ما را ببرید و میگویند سید
ایشان اند که باستماع سماع جان میسپارند نقلست که روزی شخصی که از مریدان شیخ بود در مجلس
سماع رسید و آواز سماع بگوشش رسید آمد تا بجای در نشست و سوزش را ضبط کرد فی الحال
قلبش بشگافت و بمرد با استماع این خبر فرمود که سماع عمالک دیر و منکر السنت لهذا اولیای
دین سماع را احترام تصور کرده اند نقلست که در خانقاه شیخ هر روز چهار کس درویش
برای استفاده جمع می آمدند و موافق قابلیت هر یک مطلبی علیحده طعام پخته میشد و یاران
ایشمه بتهم سالکان ترقیات بلند و کرامات ارجمند میرسید شخصی از طالبان خواست
که تقلیل غذا کند شیخ گفت که درین طریق حاجت تقلیل غذا نیست که بزرگان ما بنای
اکل بر دوام و قوت قلبی و صحبت شیخ نهاده اند ثمره زهد و مجاهده و مشاهده خرق عادات و
تصرفات است و ما باین کار کاری نداریم غرض ما دوام ذکر و توجه الی الله و اتباع سنت
و کثرت انوار و برکات است وفات شیخ سیف الدین در سال یکهزار و نود و هشت

هجری نسبت از سوالف	چو سیف الدین ز دنیا رخت بربست	پی سال وصال آن پیر نکوفال
رقم کن باصفا شمشیر دینی	دو بار اشاه عالی جنت انتقال	شیخ سعدی بلخاری

محمد سعدی لاهوری از عظمای مشایخ روی زمین و خلفای کاملین شیخ آدم
بنوری است جامع علوم ظاهری و باطنی بود از عهد خوردی در سایه عاطفت پیر
روشن ضمیر خود پرورش یافت و استحکام ظاهری و جمعیت باطنی بهم رسانید شیخ
محمد بن شیخ پشاوری که از جمله اصحاب و احباب شیخ سعدیست کتاب جواهر الاسرار در

احوال و اقوال شیخ از روز تولد تا یوم وفات تالیف نموده است و خوارق و کرامت بیشمار از آنحضرت دران مندرج فرموده و صاحب کتاب روضة السلام شرف الدین کشمیری مجددی نیز در کتاب خود مناقب بیشمار و خوارق بسیار ارقام سفرنامه چنانچه یکی از هزاروا اندکی از بسیار بحیطه تحریر می آید که شیخ سعدی میفرمود که بعمر هشت ساله بودم که روزی از دو کان خود برآمده بر لب چاهی که نزدیک دیه بود وضو میکردم که مولانا حاجی سعد الله وزیرآبادی که یکی از خلفای شیخ آدم بنوری بود و قصد بنور داشت از آنراه گذر کرد که چون مرا با حتیاط تمام متوضی دید بسیار خورسند شد و بیاران خود فرمود که درین عمر خورد سالی این کودک چه با حتیاط تمام وضو مے کند پس لمحه بمن متوجه شده راه خود پیش گرفت من از بعضی مردمان همراهیان ایشان پرسیدم که این بزرگ کیستند و چه نام دارند گفتند که حاجی سعد الله نام ست و قصد بنور دارند و میخواهند که بخدمت پیر روشنضمیر خود حاضر شوند پس بجذب جاذب حقیقی من بعقب ایشان روان شدم و در راه با حدے از فقرای مولانا اختلاط و آمیختگی نمیکردم و بخورد و خواب علیحده از ایشان مشغول میبودم چون به بنور رسیدند و بشرف ملازمت حضرت شیخ مشرف شدند شیخ از مولانا حاجی حال هر یک فقیر علیحده علیحده استفسار فرمود آخر چون نوبت بمن رسید مولانا عرض کرد که این طفل هم همراه من آمده است و احوال غریبه و معاش عجیبه دارد شیخ فرمود که چنان نگوئید که این طفل همراه ما آمده است بلکه بگوئید که ما همراه این پیر آمده ایم و این طفل سعادتمند ازلی ست و مقبول لم یزلی اگر بروز حشر و نشر حق سبحانه تعالی شما را بپرسد بخشش این طفل خواهد بود بعد از آن شیخ بمن متوجه شده فرمود که ای پیر نام تو چیست عرض کردم که سعدی تهنیت گویان بر زبان آورد که هرجا که باشی و هرجا که روے سعدی در دنیا سعدی و

در رتبی سعدی ست چرخ تا سال عمر او بشمرد	سعد اختر تو سعادت برد

پس عنایت های بیشمار و تلطفات بسیار کرده همراه خود بحرم محترم خود برده و با اہل حرم هم مخاطب شده فرمود که امروز کودکی خورده سال صاحب کمال نزد ما رسیده است

که سید عالم صلی الله علیه وسلم وخیر النساء فاطمة الزهرا او را بفرزندی قبول فرموده
بمشرف بشرف بیعت خود ساخته و بخدمات خاص مامور فرمود و صاحب
روضة السلام بحوالهٔ کتاب حاجی محمد امین بدخشی مجددی میفرماید که شیخ
سعدی چون مادر زاد بود و اویسی حضرت سید الانام علیه الصلوة والسلام و بایام
خوردسالی هر مشکلی و مهمی که متوجه میشد بکفایت میرسید و توجه موجب اش برای سبب
زده موثر نبود بلکه جنیان از نام نامی و اسم گرامی وی میگریختند و بروحانیت سرا و لیا
که توجه میکرد فی الحال حاضر میشدند و از روحانیت مشائخ عظام هم فایده عظیم یافت
و بخلافت ممتاز شد و نیز صاحب تواریخ بدخشی فرموده که شیخ سعدی میفرمود
که وقتی من بهمراهی پیر دستگیر خود بشهر سهارنپور رفتم شبی در صحن مسجد بحالت
بین النوم والیقظه دیدم که بر آن شهر نوری ساطع شد و محیط آن گشت بعد از ان یکی
عفیفه از اولاد یکی از انبیا علیهم السلام نزد من آمد مرا گفت که حضرت سیدة النساء فاطمة الزهرا
رضی الله عنها بیرون مسجد ایستاده اند و شما را طلب کرده اند پس آنجا رفتم دیدم که حضرت
خاتون قیامت با جمعی از زنان انبیا در مقام پیشوائی و امامت ایستاده است پس من
مخاطب شد و فرمود ای فرزند خواستیم که ترا از طرف خود تحفه بخشم و اسم اعظم بیاموزیم
و اسم اعظم بیاموخت و اجازت بخشید و باهمراهیان عالیشان در هوا پرواز کرده از
چشم من غایب شد و نیز میفرمود که وقتیکه شاهجهان بادشاه بگفته بعضی ناحق آگاه
باخراج حضرت شیخ آدم از هندوستان حکم داد جمیع اصحاب و احباب شیخ رجوع کردند
که این بادشاه را تنبیه و توبیخ باید کرد شیخ فرمود که بادشاه اسلام است باعث رفاه
خاص و عام در رجوع او اراده بد کردن نشاید که معذور است و از حال باطن ما خبردار
نیست اصحاب چون از آنجناب مایوس شدند باهم مصلحت کردند و بکلفت حال
من گفتند که در باب تنبیه بادشاه متوجه شو دامن از نارضامندی شیخ
اندیشه کردم شیخ ابوالفتح که از اعاظم خلفاء شیخ بود بکفیل ایشان شد و گفت
که متکفل رضامندی و خوشنودی شیخ میشوم اگر آزرده شوند خوشنود کنم

ایشان بذمهٔ من است پس باتفاق یکدیگر از یاران با خود رفیق ساختم و در
باغ کامران رفته نشستیم و توجه بگماشتم و تصرفی کار بردم که بادشاه را با تخت و جمیع
ارکان و اعیان وی که موجب اغوای بادشاه شده بودند بر کف دست برداشتم خواستم
که زیر و زبر کنیم ناگاه مانعی پیش آمد و مرا ازان تصرف باز داشت کرت ثانی دست تصرف
دراز کردیم و دیدیم که حصاری عظیم از غیب بگرد بادشاه بر پا شده است که کسی را دست بران
نمیرسید غیرت گریبان گیر حال شد مرتبهٔ ثالث دست تصرف دراز کردیم و خواستیم که از حصار
درگذشته کار بادشاه تمام سازیم که حضرت شیخ بذات با برکات خود ظاهر شده از من گرفته
ارشاد نمود که ای فرزند در چنین امور تحمل باید کرد پس ازان اراده باز آمدم و از غایت
شرم و حجاب تا سه روز بزیارت مشرف نگشتیم بعد سه روز چون حاضر شدم تبسم
نموده فرمودند که درین باب گناه تو نیست بلکه گناه ابو الفتح است که ترا باینمعنی آماده
ساخت و شیخ محمد امین بدخشی میفرماید که در لاهور چون نواب سعد الله خان و دیگر
حاسدان مزاج بادشاه همه شیخ آدم مکدر ساختند و شیخ بحکم بادشاه از لاهور روانه وطن
خود شد این معنی بر خاطر شیخ سعدی نهایت گران گذشت و متوجه زوال بادشاه شده
از غیب شمشیری بدست گرفته خواست که سر بادشاه جدا کند تا گاه شیخ آدم ظاهر شد
و دست شیخ سعدی را بدست حق پرست خود گرفته فرمود که درین باب تحمل لازم است که
بادشاه اسلام و نیکخواه خلق است و محمد شرف الدین مجددی صاحب
روضة السلام تحریر فرموده که چون شیخ آدم روانه سمت بیت الله گردید شیخ برای
زیارت والدین شریفین بخانهٔ خود تشریف برد و چندی در آنجا ماند باتفاق میر
سفدور بدخشی که اول از امرای شاهی بود و بعد ازان تارک شده مرید و خادم
شیخ آدم شد روانه سمت مکه معظمه گشت چون بر جهاز سوار شدند روز سه
طوفان عظیم بر پا گشت و بر جهاز بلای صعب نازل گردید و قریب بود که جهاز
و اهل جهاز غریق لجهٔ فنا شوند درآنحال میر سفدور بخدمت سعدی آمده و
استمداد امداد کرد فرمود که درین جهاز از دو تن هیچ اهل جهاز زیان و

بود الفت او قوی آمده است بنابران در بین حادثه گرفتار شده ام اما از پیشگاه او کرم امیدها
دارم که از این حادثه عظیم خلاص یابم [illegible] آنکه این کلمه از زبان گوهر افشان آن
بزرگ [illegible] شده [illegible] سال است که با [illegible] سعید [illegible]
حاضر خدمت شیخ آدم گشته و حال خرابی بیمار [illegible] شیخ [illegible] اگر شیخ [illegible]
در آن بیماری [illegible] شده [illegible] شیخ محمد امین
بر [illegible] پیغمبر یا بیک حضرت شیخ سعدی [illegible] شیخ
آدم پیر روشن ضمیر خود را [illegible] رسالت پناه صلعم [illegible]
[illegible]
در آن دم [illegible] سر [illegible] اثر کرد [illegible]
[illegible] پیدا شد [illegible]
در قیامت [illegible]
[illegible] مدینه منوره [illegible] حضرت شیخ آدم [illegible]
[illegible] بیماری [illegible] حال شد [illegible]
بشیخ سعید بعیادت من تشریف آورد [illegible]
تا کروه گشت [illegible] شب آمد در حالت بیماری و بیهوشی آن [illegible]
شب دیدم که حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام [illegible] حضرت صدیق اکبر و حضرت سیدة النسا
فاطمة الزهرا رضی الله تعالی عنها بر تخت [illegible] شده [illegible]
حضرات دست بسته ایستاده است ناگاه قلم و کاغذ و دوات از غیب پیدا شد حضرت
سید عالم صلی الله علیه وسلم بحضرت صدیق [illegible] طلب شده فرمودند که یا ابوبکر عمر سعدی
که فرزند معنوی فلان است بآخر رسیده اکنون از عمر نود و پنج سال عمر دیگر با عطا کریم
برین کاغذ بنویس بعد از آن قدری سکوت فرموده فرمودند که پنج سال دیگر هم با و
بخشیدیم که پنجاه و پنج سال دیگر در دنیا باشد و هدایت طالبان حق مصروف
باشد [illegible] واقعه [illegible] باتمام رسیده بود [illegible] حالت بیهوشی [illegible] خواب

بر بستر افتاده بود که حضرت بعیادت من تشریف آورده بر بالین من ایستاده شیخ
ما را خادم خود فرمود که منصب سعدی را حضرت شاه رسالت مآب علیه الصلوة والتحیت
پنجاه و پنجسال عمر دیگر عنایت فرمود ورنه عمرش بآخر رسیده بود باستماع آواز حضرت
شیخ از خواب برآمدم و بیدار شده سر بر قدم نهادم و خود را صحیح و تندرست یافتم مولانا
محمد یحیی رنگی رحمة الله علیه که یکے از خلفای شیخ آدم است و بجناب سید الاعظم حق
بود در کتاب خود نوشته که چون حضرت شیخ آدم در مدینه وفات حضرت شیخ سعدی بایمای
ربانی در لاهور تشریف آورده همین جا توطن ورزیده بهدایت خلق مصروف گشت و
هزارها طالبان خدا را بخدا رسانید زیاده از حد و شمار بودند بلکه آنحضرت خود میفرمود
که مریدان مانند ستاره های آسمان از حیطه شمار خارج اند و منجمله آنها صدها بتکمیل کامل
سر بتبه اجازت و ارشاد رسیدند و هر چهار فرزندان ارجمند آنجناب اول خواجه محمد سلیم
دوم خواجه محمد غنی سوم خواجه محمد یوسف چهارم خواجه محمد عارف که هر چهار بجای ستون
خانه دین متین بودند بدستگیری پدر عالیقدر آنچنان بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند
که از همه مشایخ متاخرین گوی سبقت بردند و تاریخ وفات حضرت سعدی
اگرچه بقول اول ربانی یعنی سمر پیر سال یکهزار و هشتاد و هفت درج کتاب بود و
تاریخ زنده دل سعدی بخاری از قلم محرر رقم تحریر شده بود لیکن چون بعد ازان کتاب
روضة السلام مصنفه شیخ شرف الدین محمد کشمیری نقشبندی از جامع عزت و تکریم
مولوی محمد سلیم دهلوی یافتم و بمطالعه آن محظوظ شدم از آن کتاب بر کارنامه احوال
شیخ سعدی لاهوری باقوال صحیح و حواله دیگر کتب حالا رتب بوضوح پیوست
که حضرت شیخ سعدی لاهوری بروز چهارشنبه سوم ماه ربیع الثانی سال یکهزار
و یکصد و هشت برحمت حق پیوست و در لاهور متصل محله پیر عزیز فرنگ که نی یا خانه
بموضع فرنگ که اشتهار دارد مدفون شد الحمد لله والمنة که غلطی رفع شد و قطعه تاریخ
مصنفه سابق که صاحب تحقیقات چشتی از بنده گرفته بنام خود درج کتاب خود
کرده است بوی سعادت وا گذاشته شد از مولف

شد چو سعدی از جهان اندر بهشت	دل بسال رحلت آن شیخ پیر	گفت سعدی تاج نعمت کن رقم
نیز سعدی الهی عارف اکبر فقیر	هم شهنشاه ولایت شد عیان	سال وصل آن شه رشد قدیر

مولانا حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی مجددی قدس سره

از اعاظم خلفا و کبرای خدام شیخ سعدی لاهوری است و نیز از مولانا یار محمد کلان مجددی که خلیفه اعظم شیخ آدم بنوری است بهره کامل و فایده وافر حاصل نموده بصحبت کیمیا خاصیت شیخ آدم بنوری هم فایز گشته و عمری طویل داشت و به یکصد و پانزده سالگی رسیده بود و برای حصول رزق حلال در پشاور بر دوکان خورده فروشی میکرد و بکسب تجارت اشتغال داشت و بسیر اقالیم دور و دراز پرداخته بود و در حرمین الشریفین و اشرف البلاد بغداد و کربلای معلی و بسطام و بخارا رفته از مشایخ عظام فایده عام و فیض تام حاصل نمود و از حضرت قادریه و چشتیه و نقشبندیه و سهروردیه مستفید و مستفیض گشت و از بزرگی که سه صد سال عمر داشت و در شهر یمن بود اخذ فیض طرایق متفرقه نمود آخر بعد سیر هفت اقلیم بخدمت شیخ سعدی لاهوری حاضر آمد و تکمیل کمال یافت **صاحب روضة السلام** مینویسد که خواجه اسمعیل غوری جامع خوارق و کرامت بود هر چند که وی باخفای خوارق میکوشید بی اختیار از وی سر میزد و آنجناب در مسجد مهابت خان که عمارتش در سنگینی و استحکام ثانی ندارد چون بذکر و مراقبه مشغول میشد مسجد بجنبش می آمد و چون محراب آن مسجد از وقت بنای مسجد قدری کجی از سمت قبله داشت و بسبب کهنگی شکسته و ریخته شده بود ساکنان آن محله رجوع بشیخ اسماعیل آوردند که درینباب توجهی بکار برند که کجی مسجد راست گردد و مرمت شکست و ریخت بوقوع آید عرض اهل محله بمعرض قبول در آمد و آنحضرت درینباب توجهی بکار برد و شباشب کجی مسجد هم براستی نهاد و شکست و ریخت عمارت هم درست گردید **وفات** آن جامع الکمالات بتاریخ پنجم جمادی الآخر سال یکهزار و یکصد و یازده هجریست مزار پرانوار

در ریاض بهشت از مولوی رفت	شد ز دنیا چو در بهشت برین	شیخ سعدی [illegible] اسمٰعیل

مخدوم حافظ عبد الغفور	نیز مخدوم و پیر اسمعیل	رحلتش هست عارف صمدیت

پشاوری مجددی بن شیخ محمد صالح کشمیری قدس سره

از خلفای ارشد و اصحاب اکمل شیخ حاجی اسمعیل است و از حضرت شیخ سعدی لاهوری نیز فایده کامل و بهره وافر یافت شکستگی نفس و فروتنی بر وجود معدن جود وے غلبه تمام داشت و ولی مادرزاد بود چنانچه میفرمود که در ایام طفولیت با پدر عالیقدر خود بکشمیر میرفتم و بر مزار شیخ بابا عبد الکریم که در محله فتحکدل است میرسیدم در آنجا نماز نوافل میگذاردم و بعد هر رکعتی که میخواندم فلوس های سکه رایج الوقت پیش خود از غیب موجود می یافتم و آنرا میگرفتم و با اطفال هم عصر صرف میکردم و نیز میفرمود که در وقت خورد سالی مرا آشوب چشم بود و بهمان حالت قرآن را حفظ میکردم و گاه گاه بر خانقاه والا جاه میر سید علی همدانی میرفتم و فاتحه میگفتم شبی حضرت میر را بخواب دیدم که با دو طفل دیگر بخدمت ایشان حاضرم و حضرت میر میفرمایند که شما شاگردان ما باید جلد قرآن را حفظ کنید پس همچنان بوقوع آمد که در اندک ایام قرآن را حفظ نمودم شیخ محمد عمر پشاوری صاحب کتاب جواهر السرایر میفرماید که حافظ عبد الغفور اول در پشاور بارادت حافظ محمد اسمعیل غوری پشاوری مستفید شد و بهره وافر حاصل نمود و بعد از آن در لاهور تشریف آورد و مشرف بشرف بیعت شیخ سعدی لاهوری گردید و خرقه خلافت و اجازت سلسله عالیه نقشبندیه و قادریه و چشتیه و سهروردیه یافت و از کاملان وقت شد و تا دو نیم سال حاضر باش خدمت اشرف ماند شیخ شرف الدین صاحب روضة السلام میفرماید که شیخ احمد علی که از یاران صداقت کیش و مخلصان اخلاص اندیش حضرت حافظ بود گفت که در آن ایام که سلطان محمد معظم بهادر شاه بن عالمگیر اورنگ زیب در کابل آمد وبای عظیم و طاعون زبون نماید حالی سکنای کابل و پشاور گردید و منهم بهمان بیماری سخت بیمار شدم و بحالت نزع رسیدم و از حیات خود مایوس گشتم بهمان حالت حال بیهوشی و بیخبری بر من طاری شد دیدم که شیخ حافظ عبد الغفور تشریف آورده و مرا همراه خود بخدمت سید عالم

صلی الله علیه وسلم برده عرض نمود که محمد قلی یکی از مریدان من بصحت امیدوارم که از بلای
بیماری خلاص یابد ارشاد شد که صحت خواهد یافت حضرت حافظ باز جرأت نموده عرض پرداختند
که یا رسول الله اگر همین ساعت بیماری او بصحت مبدل نشود او را از حاضری خود بصحبت
جناب چه نفع حاصل شد حضرت پیغمبر علیه الصلوة والملک الاکبر تبسم شده فرمودند که حافظ شما نمیدانید
که در تقدیر قادر حقیقی متصرف نشویم و این امکان ندارد باز عرض کرد که اگر صحت بعید شد
مرض باید حالا این بیمار است همین وقت دور گردد و قدری از آن اگر تا بوقت بعد و باقی
بماند مضایقه ندارد فرمود که بسیار خوب بپاس خاطر شما همینطور بظهور خواهد آمد انشاء الله
تعالی پس همچنان بوقوع آمد که بیمار زود از شدت مرض خلاص یافتم و آنچه که قدری باقی
بماند در چند روز زائل شد و نیز صاحب روضة السلام ارقام میفرماید که
روزی این راقم در محفل خلد منزل حضرت حافظ حاضر بود و آنحضرت بحضار محفل شیرینی
تقسیم میفرمود و شخصی از خدام که روبرو ایستاده بود دو حصه عطا فرمود و گفت که یکحصه
تو و حصه دوم برای پسر تست آنشخص سر در قدم آورده و ظاهر کرد که درینوقت در خاطر این
منظور کرده بود که اگر حضرت حافظ صاحب کشف است مرا دو حصه یکی برای من و دومی برای
پسر من عطا خواهد کرد پس شما بر خطرهٔ خاطر من مشرف شدید امیدوارم که این قصور من عفو
کرده آید فرمود که حالا عفو کردم آینده گاهی با متحان احوال درویشان ضمیر دانی و نیز
درج کتاب روضة السلام است که روزی حضرت حافظ بطرف دیهات پشاور بتقریب سیر
و خبرگیری مریدان خود تشریف برده بود وقت عصر در یکی از دیهات مضافات در خیمه
فرود آمد و در مسجد مقام کرد و یاران بذکر و شغل و مراقبه مشغول شدند بمجرد اینحالت
جماعتی از راهزنان و دزدان باراده غارت اسباب درویشان متوجه سمت مسجد
شدند بعضی یاران که هنوز سر بجیب مراقبه نینداخته بودند از مشاهده اینحال مضطرب
الحال گشتند و شور و غوغا بر داشتند حضرت حافظ باستماع شور و صدای خدام سر از
مراقبه برداشت و فرمود که از شور و غوغا چه حاصل است بنشینید و بخدا مشغول
باشید حسب الامر همه یاران مراقب شدند و بکار مشغول گشتند و حضرت حافظ هم

مشغول مراقبه گردید چون از ذکر و مراقبه فرصت یافتند همه یاران خود را با پیر سفید ریش در پشاور
بخانهٔ مسکونهٔ وی یافتند همه تمام از ظهور این خوارق عظمی حیران ماندند و هیچ معلوم نکردند که
بچه طور ازان دیهه که بفاصله چند کروه از پشاور بود باز در پشاور بخانه حضرت حافظ رسیدند
و منقولست که روزی حضرت حافظ با یاران خود در بازار پشاور میرفت ناگاه از عقب فیلی
مست خونخوار در رسید از معاینهٔ اینحال یاران همراهی بهر طرف که راه یافتند بگریختند سوای
حضرت حافظ که بیخوف و بیهراس همچنان آهسته آهسته برفتار مشغول بود چون فیل متصل بوی
مبارک رسید و اهل بازار غوغای پر زور و شور برداشتند آنحضرت روی بسوی فیل مست
کرده نگاه شاهانه بطرف فیل کرد بمجرد نگاه فیل فریاد برآورد و رجع القهقری کرده براهی
که آمده بود دیگر گشت و نیز درج روضة السلام است که فرمود سید ابو المعالی کشمیری که از
اصحاب خاص حضرت حافظ بود که در ابتدای حال من گاه گاه بخدمت حضرت
حافظ میرفتم روزی در دل اندیشیدم که اگر امروز حافظ صاحب کرامتی ظاهر کنند
مرید ایشان شوم بمجرد خطور این خطره آنحضرت بر خطرهٔ من مشرف شد و مرا نزدیک
خواند و گفت که شانه های ما بمال که پیش تو افسانه بیان کنم حسب الحکم بمالیدن
شانه های مصروف شدم و آنحضرت فسانه شروع کرد که ما در کشمیر یاری داشتیم
و او سلسلهٔ محبت بزن بیگانه داشت و در صدد اینمعنی بود که اگر جای خلوتی حاصل کند
با وی جمع آید اما جای خلوت میسر نمیشد آخر روزی در میان شام و عشا آنزن را در
دهلیز خانهٔ خود یافت و خواست که مرتکب زنا شود در آنوقت بخبرگیری حال وی پرداختم
و حق همو طنی بجا آوردم و در دل او مضمون آیهٔ کریمه یوسف اعرض عن هذا یاد دهانیدم
تا وی از ارادهٔ زنا باز آمد و محفوظ ماند چون این واقعه بر من بوقوع آمده بود منفعل
شده سر در قدم آوردم و مرید شدم و نیز سید ابو المعالی کشمیری میفرماید که روزی
حضرت حافظ در بازار پشاور میرفت و بنده همراه بود ناگاه آنحضرت دست مرا بدست
خود گرفت چون چند قدم برفتم خود را با آنجناب در کشمیر یافتم که از پل زینه کدل که در
کشمیر است میگذریم رفته رفته تا بر نگین مسجد که در بازار کاغذ فروشان است رسیدیم

دا اینجا مراجعت کرده باز بر پل رسیده که دل رسیدیم آنحضرت دست مرا از دست خود جدا
کرده دیدم که باز به پشاور رسیده ام بجائیکه اول بودیم و نیز در روضة السلام است
که حضرت حافظ وقتیکه یاران را توجه میداد در لرزه عظیم بر زمین محله بر پا میشد در اوایل حال
اهل محله را خوف و هراس دامنگیر حال میشد بعد از ان چون معلوم کردند هر وقت حرکت زمین میشد
که حافظ عبد الغفور بتوجه طلبا مصروف اند و سید محمد غوث قادری گیلانی لاهوری
در رساله خود تحریر فرموده که حافظ عبد الغفور پشاوری تمام شب بحبس نفس مراقبه میگذرانید
و التفات به پشاور اهل دنیا نداشت و مدام در خدمت مساکین و مسافرین مشغول بودی و
قریب پانصد کس هر روز در مطبخ وی طعام میخورد و نیز دیگدان وی گاهی سرد نمیشد و خدام
عالی مقام از صبح تا شام در پختگی طعام و تقسیم آن مصروف میماندند و شیخ سوای طعام
بحاجتمندان نقد و لباس هم قسمت میفرمود و اینهمه خرچ بیش سوای دخل ظاهری صرف
از خزانه غیب بود و در عشق الهی بدین آگاهی میگذرانید که اگر کسی آیتی از آیات
قرآنی در پیش وی میخواند و یا لفظ الله بر زبان می آورد گریه و اضطرار بر حضرت حافظ
طاری میشد وفات آن جامع الکمالات بقول صاحب روضة السلام بتاریخ چهارم
ماه شعبان المعظم سال یکهزار و یکصد و شانزده در عهد سلطنت عالمگیر بادشاه است

و مزار پر انوار در پشاور از اشهر ترین مزارات است از مولف			شیخ عبد الغفور حافظ دین
چون ز دنیا گر بجان بنام اله	جای خود واصل بحق تا بخشید		هم بگو آن حافظ کلام اله ١١١١

خواجه حافظ احمد یسوی نقشبندی قدس سره

از اولاد حق یار خواجه
احمد یسوی ترکستانی است عزیزی خوش اوقات مظهر خوارق و کرامات مورد انوار
و تجلیات بود و بسبب تقدیر از وطن مالوف جدا شده در اطراف و اکناف عرب و مکه و
مدینه و بیت المقدس و شام و عراق و روم و روس و غیره سیر کرده در ملک هندوستان
رسید و از هندوستان بکشمیر جنت نظیر رفت و در جای دلپذیر مخفی از خلق خلوت گرفته
و گاه گاه بر خانقاه شیخ آن گاه ملا شاه میرفت بعد چند سال خواجه نظام الدین بن معین الدین
بن خواجه خاوند محمود بر حالش مطلع شد بصحبتش رفت و بمزار التجا همراه خود او را بشهر آورد

وبهمسایگی خویش جای سکونتش مقرر ساخت چون خواجه نظام الدین برحمت حق پیوست
خلافت وی خواجه نور الدین محمد آفتاب بخدمت وی مرید شد و مقامات ملوک نقشبندیه را
باتمام رسانید ازین سبب اشتهار یافت و خلق خدا بحضور آن مقبول کبریا فوج فوج
حاضر میشدند و فیضیاب میگشت و خواجه چند سال در کشمیر بمسند ارشاد قایم ماند آخر بتاریخ
سوم ماه ذی الحج سال یکهزار و یکصد و چهارده بقول صاحب تواریخ اعظمی و بقول صاحب
کتاب نقشبندیه در سال یکهزار و یکصد و شانزده برحمت حق فایز شد و در کشمیر مدفون

گشت از مؤلف	شیخ احمد چو نزد احمد رفت	بهر تاریخ آن شه اعلی
کن شهنشاه مجتبی تحریر	فاضل علم احمدی فرما	شیخ محمد مراد کشمیری

مجددی قدس سره از اعاظم علما و کبرای مشایخ اشهر کشمیر است پدر بزرگوارش
ملا محمد طاهر متقی بود و خرقه افتاده بر داشت و علامه فهامه عصر بود و شیخ محمد مراد بعد الفراغ
از تحصیل علوم در عنفوان جوانی ذوق و شوق محبت یزدانی دامنگیر حال شد و
قریب دو سال پیش از وصول بخدمت پیر روشن ضمیر بدور ریاضت شاقه گذرانید و
بوقتیکه شیخ عبد الاحد سرهندی رونق افزای خطه کشمیر شد بخدمت وی حاضر شده مرید
گردید و از همه علایق و دولت و مکنت دنیا دست بردار شده بپای اشتیاق همرکاب
مرشد از کشمیر بسرهند آمده بعد تربیت و تکمیل و حصول خرقه خلافت و اجازت بکشمیر
رفت اما دلش قرار نگرفت و بعد چاره باز پا در سفر هندوستان نهاد و در دهلی رسیده
بشرف زیارت شیخ مشرف اندوز گردید و تا یکسال دیگر در خدمت گذرانید و خواجه
حجت الله نقشبند هم عطا های بسیار و الطاف بیشمار بحال وی مبذول فرمود بعد
در کشمیر زیب افزا گردیده چهارده سال در یک مسجد بسر برد و خلق کثیر را از فیض صحبت
مجددیه بهره ور ساخت باز حسب الطلب حضرت شیخ در دهلی رسیده مدتی بهره اندوز
خدمت ماند و بکمالات مقامات انتهای سلسله احمدیه فایز شد چون بکشمیر معاودت
فرمود از قدوة الاولیا شیخ محمد رضا که در آن ایام بکشمیر تشریف آورده بود بخرقه خلافت
سلاسل کبرویه و سهروردیه و چشتیه ممتاز گشت و طالبان هر سلسله که خواستند ازان فیضیاب

بیعت گرفتی و در لقمه بسیار کوشش و احتیاط بکار بردی و شیخ قوت دو وقت از دستکاری خود پیدا کرده بدست مبارک خود نان پختی و در نماز تهجد در هر رکعت کم از سی بار اخلاص نخواندی چون عمر مبارکش بهفتاد و پنجسال رسید بتاریخ هفتدهم رجب المرجب سال یکهزار و یکصد و یک هجری برحمت پیوست ذکر شریف در فوق شد و خواجه محمد اعظم دومری صاحب تاریخ اعظمی از مریدان شیخ است و سوانح تاریخ اعظمی کتابی دیگر هم در ذکر مناقب شیخ الموسوم لفیض مراد تالیف فرموده از مولف

تاریخ او خرد ز شهنشاه عشق جست ۱۲۳۱	شیخ مراد سرور عشاق بامراد	رفت سفر بست چو زین دار دون بخلد
		گفت دگر که طالب مشتاق بامراد ۱۲۳۱

سید نور محمد بداونی قدس سره

عالم بود بعلوم ظاهر و نحو و منطق و معانی و حدیث و تفسیر و علوم شریعت و طریقت و رموز حقیقت و معرفت خرقه فقر و اجازت از شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد پوشیده از حافظ محمد محسن و دیگر خلفای معصومی نیز بهره کامل حاصل کرده بمدارج بلند رسیده و استغراق کامل و جذب قوی داشت و پانزده سال در حالت مستی و مدهوشی گذرانید و اتباع سنت بحدی داشت که یکبار بخلاف سنت بجای پای چپ پای راست اول در بیت الخلا نهاده و ازین جهت تا سه روز انقباض حال وی بوقوع آمده و شیخ قوت چندروزه یکوقت بدست مبارک خود می پخت و نگاه میداشت بوقت شدت جوع پاره از آن نان خشک بکار می برد و از کثرت مراقبه نشست مبارک خم شده بود و از صحبت اهل دنیا احتیاب کلی میکرد و اگر گاهی کتابی از اهل دنیا بعاریت میگرفت تا سه روز بمطالعه آن نمی پرداخت و میفرمود که ظلمت دنیاداران بدین کتاب باشند خلاف پیچیده است و شیخ تصرفات قوی میداشت و برای برآمدن حاجات مخلصان توجه از دل میگماشت و هرچه که میفرمود بوقوع می آمد نقلست که وقتی زنی پیرزاله بخدمت شیخ حاضر آمد و عرض کرد که از چندروز دختر باکره من مفقود الخبرست برای حاضر وی توجه بر گمارند فی الحال شیخ سر بجیب مراقبه فرو برد و بعد ساعتی فرمود که برو دختر تو فلان وقت خواهد آمد انشاء الله تعالی همان روز دختر پیرزاله حاضر آمد و اظهار نمود که در صحرا بقید جنیان بودم امروز بزرگی در رسید و دست مرا گرفت و مرا در بیخار رسانید نقلست که روزی دو کس از قوم شیعه بخدمت حاضر آمده استدعا درخواست بیعت کردند

فرمود که اول از عقیده باطل نفس تائب شوید بعد از آن برای بیعت اختیار راست
لیس یک کس را از آن هر دو توفیق رفیق شد و تائب شده مرید گردید و دوم همان محرومی
محروم ماند نقلست که زنی فاحشه مرید یکی از مریدان شیخ بدام خود آورده و بر زنا راضی
ساخت چون موقع کار رسید صورت مثالی شیخ بجا بست او در رسید و در میان مرد و زن
حایل گشته زن از نهایت خوف و دهشت فریاد بر آورد و بگوشه بگریخت و آن مخلص تائب
گردید نقلست که یکبار شخصی متصل مسکن شیخ دوکان بنگ فروشی جاری کرد
شیخ بحاضرین مجلس ارشاد کرد که ظلمت بنگ بنسبت باو شما را اکدر ساخت مخلصان همان وقت
رفته دوکانش خراب ساختند فرمود که از وقوع این حال زیاده تر کدورت آمد که بواسطه ما
ارتکاب خلاف شرع واقع شد پس حسب الارشاد بنگ فروش را از وی برو حاضر آوردند
و شیخ نظر توجه بروی کرد فی الحال مرید شد و از بنگ فروشی تائب گردید وفات سید
نور محمد بقول صاحب مظهر جان جانان تاریخ یازدهم ذیقعده سال یکهزار و یکصد و سی و پنج

هجری سنه از لطف
بحسب سال وصالش جلوه گر شد
بسر ابر شد ماه مستور

چو در خلد برین گردید روشن
ز مخدوم زمین نور محمد ۱۱۳۵
شده تاریخ سالش پیر کامل

چراغ پنجتن نور محمد
ایضاً چو شد خورشید دین نور محمد
محمد نور گنج نور پیر نور ۱۱۳۵

خواجه محمد صدیق مجددی قدس سره از خلفای ارجمند و فرزندان شاد
شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد است و نسبت خلافت پدری به برادر خود شیخ سیف الدین
یکی تربیت و تکمیل یافت و سخاوت و شجاعت و عبادت و ریاضت مشهور شد و هر چه
که فتوح میرسید تا شب همه را براه خدا صرف کردی و مریدان او در زمانه اندک بکمالات
رسانیدی و هر طالبی که دست بیعت بدست آن حق پرست میداد بر روز اول لطائف
همه وی ذاکر بذکر حق می گشتند و سلطان الاذکار جاری می شد نقلست
که خواجه محمد صدیق روزی می دید شخصی که از اولاد امجاد غوثیه اعظم بود [illegible]
برو وی از نهایت غرور و تکبر صاحبزادگی تعظیم شیخ بجا نیاورد [illegible] که
همه کاسب آنجناب بودند از وقوع این بی توقیری ناخوش شد [illegible]

از ناخوشنودی یاران مطلع شده متوجه باطن آن شخص گردید بعد از جنا [illegible] آن شخص
از پای خود برخاست و سر در قدم آورده و مرید شده بحالات نیک رسید اقربای او را
رجوع وی باین طریق ناپسند آمد و بزبان طعن بکشادند آخر آن همه زاده روزی
اقارب خود را که طاعن حال وی شده بودند همراه گرفته بدست شیخ حاضر آمده و ایشان که بتوجه
شیخ جانگی دست بیعت بدست شیخ دادند و مرید گشتند وفات آن نایب الکمالات

در سال یکهزار و یکصد و سی و شش هجری است از مولف	چون سفر نمود زین جهان الی البقا ۱۱۳۶
رحیم جان صادق ولی صدیق فنا / الیقضا ارتحالش بیست چون توفیق / بیزاد ل تقی قطب اولیا ۱۱۳۶	بهر سال ارتحال آن نجانا / سال وصل النقیه مسالی بقا
	شش صد همیان صادق ولی صدیق بقا / بهشت [illegible] کریم الاولیا

خواجه عبید الله بلخی نقشبندی مجددی کشمیری قدس الله سره

از علمای مشایخ و کبرای اولیای سلسلهٔ عالیهٔ نقشبندیه است
اصل آن جناب از شهر بلخ است و نسبت ارادت بخدمت شیخ عبد الاحد [illegible] نقشبندی داشته
چون در حرمین الشریفین مشرف شد هفده سال در آنجا در جوار حرمین بعبادت حق
مشغول ماند و بمقامات بلند و کرامات ارجمند فایز شد بعد از آن بهندوستان آمده از قدوم
میمنت افزای خطهٔ دلپذیر کشمیر گشت و مقام فرموده بهدایت خلق مشغول گردید علما
و صلحای کشمیر جانگی رجوع بخدمت بابرکت وی آوردند و خواجه محمد اعظم صاحب تواریخ
اعظمی پدر خواجه بابا [illegible] و خواجه بهاء الدین صاحب کتاب نقشبندیه خرقه های خلافت
و تبرک از آن جناب یافتند و آنجناب تمام عمر در سیر اقالیم روی زمین گذرانید و از مشایخ
عرب و عجم و شام و عراق بفیض صحبت مستفید و مستفیض گردید آخر در سال یکهزار و یکصد و

سی و نه در کشمیر وفات یافت از مولف	چو از دنیا بفردوس برین رفت
جناب شیخ عبید الله حق بین / ز اتقیا بهر سال انتقالش	که عبید الله بلخی بنزد بهشت ۱۱۳۹

خواجه عبید الله بخاری فاروقی کشمیری مجددی قدس سره

فرزند دلبند شیخ الیاس بخاری است و نسبت آبای کرام وی بوساطت شیخ
نجم الدین کبرای باسید المومنین عمر ابن الخطاب رضی الله عنه میرسد اول

تربیت ظاهری در بخارا از پدر بزرگوار خود یافت و بسلسلهٔ کبرویه مرید شد لیکن بسبب وفات والد ماجد تکمیل نرسید ناچار بتلاش پیر روشن ضمیر مسافر شد و از بخارا بسمرقند آمد و از راه آشترخان بلاد روس بمصر رسید و از آنجا بحرمین الشریفین تشریف برد و از شیخ احمد مکی شیخ مکه که از عظمای خلفای شیخ محمد معصوم سرهندی مجددی بود کسب کمالات طریقهٔ احمدیه نمود و بعد وفات خواجه احمد هم تا هفت سال در مکهٔ معظمه گذرانید بعد حسب التحریر والدهٔ ماجدهٔ خود در بخارا آمد و والده را هم با خود بمکه برد و ده سال دیگر در مکه ماند و در مدت هر سال بزیارت مدینه منوره هم تشریف بردی و بزیارت روضهٔ نبوی مشرف گشتی الغرض بعد بست و یکسال با یاری غیبی متوجه هندوستان شد و در اوایل ذیقعده سال یکهزار و یکصد و سی و هشت وارد کشمیر جنت نظیر گردید و خلق کثیر از سکنای کشمیر به ارادت وی بهره یاب شد و وی شب و روز بعبادت و ریاضت گذرانیدی و بخواندن اوراد فتحیه بسیار میل داشت ولادت با سعادت وی بقول صاحب تواریخ اعظمی در سال هزار و هفتاد و هشت و وفات در سال یکهزار یکصد و چهل و یک در کشمیر بوقوع آمده و

قدوة المتقین تاریخ وفات وی در تواریخ اعظمی است از مولف		شیخ عبد الله بخاری شیخ دین
منفعل از نور رویش مهر و ماه هست مشتاق کرم ملتش	واقف اسرار من و فضل تحقیق هم بجز آن عاشق معنی ابن بخواه	سال تولید حق بگو با عز و جاه شیخ عبد الاحد دین

خازن الرحمت احمد سعید بن شیخ احمد مجدد سرهندی قدس سره

از کبرای خلفای والد بزرگوار خود است و بعد وفات پدر عالیقدر بر سجادهٔ مشیخت نشست و هزارها طالب را بمطلوب رسانید و سلسلهٔ مجددیه از ذات با برکات وی در تمام عالم منتشر شد و خلفای وی در مکه و مدینه و عرب و عجم رفتند و بهدایت خلق پرداختند و شیخ محب الله بن محمد معصوم اکثر اوقات در حق وی فرمودی که آنچه از رفته پیران کبار و اجداد کرام ما بود حق سبحانه تعالی همه در وجود ذی جود شیخ عبد الاحد جمع فرموده است و شیخ عبد الاحد ارشاد میکرد که در اوایل حال طالبان حق را تلقین توبه نصوح میکردم شبی حضرت پیر روشن ضمیر خود را در خواب دیدم که بسیار عنایات بحال من فرمودند و از آنوقت بتوالی حاضر شد او برا

تلقین نمود فی الحال او را حالات عجیبه بار دحال شد تدبر نماست و مزامیر الشکست واز کار نامشروع تائب گردید بوقوع اینحال شیخ بمن مخاطب شد و فرمود که طریق تو این ست یعنی چون نسبت باطن بر طالب غالب بشود خود بخود تائب میگردد و هیچ ضرور نیست که بر وجه اول طالب را تاکید توبه نصوح کرده آید پس از آن در زار تاکید توبه نصوح ابالیات احتراز نمودم نقلست که یکبار زنی بی ادب بخدمت شیخ سخنان ناسزا گفت شیخ صبر نمود و بجواب نپرداخت چون معلوم نمود که غیرت حق در صدد انتقام است یکی از حاضرین فرمود که بر خیز و یک مشت بر گردن این زن بزن که انتقام از طرف من بوقوع آید آن شخص در زدن مشت توقف نمود و زن فی الحال بیفتاد و بمرد پس شیخ با آن شخص فرمود که خون آن زن بر گردن تست اگر در زدن مشت توقف نمیکردی زن بی ادب از طرف من سزا یافت و جان بسلامت میبرد وفات شیخ عبد الاحد در سال یکهزار و یکصد و

چیل و دو بجر بیت از مولف		شد چو در جنت ازین فانی سرا
پیشوا عبد الاحد یکتا ولی	رحلتش شیخ کبیر شد و گر	نقشبند احمد الاحد یکتا ولی

شیخ محمد فرخ مجددی قدس سره از نبایر شیخ احمد مجدد است باوصاف زهد و ورع و تقوی موصوف و بعلوم صوری و معنوی معروف به خوارق و کرامت مشهور بود نقلست که چون محمد فرخ بحرمین الشریفین تشریف برد اول بمکه معظمه سید محمد برزنجی که در انکار شیخ احمد مجدد تشدد داشت در مدینه منوره بود و او است که از مدینه بمکه آمده در معارضه مجددی و مضامین مکاتیب احمدی بحث با شیخ فرخ کرده الزام داد چون خبر آمدن سید محمد برزنجی بشیخ فرخ رسید دست دعا بجناب حق بر آورد و گفت که الهی عجمی ام و وی عربی ست و مباداه مباحثه در حرم کعبه بما سبب نیست پس تو شر او را از من کفایت کن تیر دعا بهدف اجابت آمد و وی سخت بیمار شد تا آنکه شیخ فرخ بعد طواف کعبه بمدینه رفت و بزیارت روضه نبوی صلی الله علیه و سلم مشرف شده باز بمکه آمد و در رجوع بهندوستان کرده در کشتی سوار شد در این اثنا سید محمد برزنجی هم شفا یافته بتعاقب شیخ شتافت و در زورقی نشسته خواست که در جهاز یک

شیخ دران سوار بود در آئینه دید و دانست که شیخ باطلاع الٰهی باز برای کفایت شتر او بجا
آمدی بنا علیه بزودتی فی الحال بدریا غرق شد و آن منکر اولیا بسزا رسید وفات

شیخ فرخ در سال یکهزار و یکصد و چهل و چهار است از مولف	شیخ فرخ چون باطلعت ابد رخت
در مقام خلد والا یافت جا / رحلتش را بیا فرخ بران	هم بخوان فرخ امام اصفیا

حاجی محمد افضل قدس سره

حاجی محمد افضل قدس سره از علمای و فضلای دانشور و اعاظم اولیا و کبرای و خلفای حجة الله نقشبند فرزند شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد است تا ده سال استفاده فیوض باطن از پیر روشن ضمیر خود کرد و تا دوازده سال از شیخ عبد الاحد خلیفه شیخ احمد سعید شرف ولایت حاصل نمود و نیز عازم سفر حجاز شده بزیارت حرمین الشریفین مشرف گشت و بفتوحات عظیم و الهی آمده و بتدریس طالبان علوم دین و تلقین ارادتمندان راه حق مشغول گشت چنانچه شاه ولی الله محدث دهلوی علم حدیث از حاجی محمد افضل سند دارد نقلست که شیخ حجة الله نقشبند بارها در حق حاجی محمد افضل سفر نموده که آنچه در سینه ما از پیران کبار رسیده بود تمام و کمال در باطن تو القا کردیم نقلست که آنچه نزد حاجی محمد افضل از نقود دنیاوی بود بهای کتب خرید کرده وقف کرد و یکبار پانزده هزار روپیه هدیه آمده بود همه را کتب علوم نافع خرید کرده وقف کرد و خواجه محمد اعظم کشفی صحیح و نسبتی قوی داشت و بسیاری از خلق بواسطه وی بقرب حقانی رسیدند از خلفای وی ست وفات حاجی محمد افضل بسال یکهزار و یکصد و چهل و شش هجری است از مولف

حاجی افضل که از درگاه حق / گوهر علم و فضیلت یافت	عقل اکمل واصل حق ...
آفتاب حسن عالمتاب گفت ۱۱۴۶	

حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی قدس سره

از اولاد حق یاد شیخ عبد الحق محدث دهلوی و خلیفه شیخ محمد معصوم مجددی است اول در علوم ظاهری رتبه عالی و درجه والا داشت که در دهلی همتای او احدی از دانشمندان شهر سخن نشنید الشتی کرد بعد ازان بکشش هدایت ربانی بخدمت شیخ محمد معصوم حاضر شده از علوم باطنی فایده برداشت و در مشایخان طریقه عالیه مجددیه کامل و مکمل شد و خرقه خلافت پوشید و در ورع و تقوی و زهد و ریاضت یکتای روزگار شد و صاحب

کتاب مظهر جانجانان مینویسد که شخصی از مخلصان شیخ محمد محسن فرمود که روزی بزیارت مزار شیخ نواب پیر خود حافظ محمد محسن رفته مراقبه نمودم در حالت بیخودی مشاهده کردم که بدن شریف و کفن همه درست است الا دو پوست کف پا و کفن خاک اثر کرده است از حضرت وی استفسار کردم که باعث چیست که دیگر تمام بدن و کفن از اثر خاک محفوظ است الا دو پوست کف پا و کفن که خاک اثر در وی کرده است فرمود که شما را معلوم خواهد بود که سنگ بیگانه از پل در بی جای وضو نهاده بودیم و اراده آن بود که وقتیکه مالک آن جا ظاهر خواهد شد الا وقتی اهم کرده پا قدم بر آن سنگ گذاشته بودم از شومی آن عمل خاک در پای من اثر کرده است وفات

شیخ محمد محسن در سال یکهزار و چهار و هفت صد و بیست از مولف	رفت در جنت چو محسن از جهان
یافت با وصل خداوندی وصال | وصل او حافظ محسن حق بود ۱۱۴۳	نیز حافظ محسن آمد ارتحال ۱۱۴۳

نواب مکرم خان مجددی نقشبندی قدس سره از مقبولان ربانی و عاشقان یزدانی از اجل خلفای شیخ معصوم مجددی بود ظاهرش بزینت آراسته و باطن بحلیه حقیقت پیراسته در اول در زمره امرای نامدار عالمگیری بجاه و حشمت اقبال داشت بعد از آن بمحض عنایت جاذب حقیقی در رسید و بخدمت شیخ محمد معصوم حاضر شده مرید شد و بتوجه شیخ بمراتب اعلی و درجات علیا فایز گشت نقلست که روزی عالمگیر بادشاه در حالت ترک حشمت و جاه از نواب مکرم خان پرسید که عمر شما چه قدر باشد گفت چهار سال بادشاه متعجب گشت جای تعجب چیست هر قدر عمر که بخدمت مرشد و پیر بزرگوار خود بسر برده ام عمر اصلی همان بود و باقی وبال آخرت است که در انجام خدمت تو بسر بردم نقلست که در طعام نواب مکرم خان تکلفات بسیار بود و بجهت اسراف پیر میرسید او حضرت میرزا جان جانان مجددی نقشبندی میفرمود که هر کسی که طعام از خوان نواب مکرم خان میخورد نور باطن وی اینقدر در تزاید میشد که گویا دوگانه نفل گذارده است نقلست که وقتی نواب مکرم خان بخدمت پیر روشن ضمیر خود نوشت که محبت شما بر محبت خدا و رسول خدا غالب است ازین موجب موجب انفعال است در جواب تحریر فرمود که هیچ مضایقه نیست محبت پیر عین محبت خدا و رسول است و سبب جذب کمالاتست

اکسیر که در باطن پیر نا پیدا است پیشود نقلست که بعد وفات و انتقال نواب
مکرم خان کلاه تبرک خواجه احرار نقشبندیه که لوی از پیر روشن ضمیر خود رسیده بود دیر
تا برکت و میمنت کلاه بر سر وی نهادند نواب علیه و را از شدن در گور چشم بکشاد و گفت که کلاه متبرک
پیر من بیارید و بر سر من نهید که سعادت میامن تحصیل ایزدی ذات پیر خود است پس
خدام کلاه آوردند و بر سر نواب عالیجناب نهادند چون تاج کلاه بر سر یافت بدستور
چشم بپوشید و وفات حضرت نواب مکرم خان در سال یکهزار و یکصد و چهل و هشت
هجری است و عمری طویل یافت که زیاده از یکصد و بیست بود از مولف

دو ستد از حق مکرم خان ولی	شد چو از دنیا بجنت جا گیر	سال وصل او لبسر شد عیان
از ولی حق مکرم دستگیر	ایضاً مکرم از کرمهای آلهی	ز دنیا شد چو در فردوس اعلی
ونی حبذا الکرم آمد وصالش	مکرم زبدة الابرار فرما	شیخ محمد فاضل قادری

و مجددی بٹالوی قدس الله سره از اجله علما و کبرای فضلای و عظمای
فقرای خطه پنجاب است و در شریعت و طریقت قدمی راسخ و استحکام محکم داشت و
هیچکس را از علمای عهد و مشایخ وقت بر قول و فعل وی جای اعتراض نبود و تمام
عمر در تدریس و تعلیم طالبان علم و طالبان حق گذرانید و هزارها خلق خدا از ان مقتدای
اولیا بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند و خلقی کثیر بحلقه ارادت وی در آمد و سلسله بیعت
پیران کبار وی بچند واسطه در میانی بامام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی و شاه اسکندر
کیتهلی قادری میرسد بدینطریق که شیخ محمد فاضل بٹالوی مرید و خلیفه شیخ محمد افضل
کلانوری و وی مرید شیخ ابو محمد لاهوری و وی مرید شیخ محمد طاهر قادری
و مجددی لاهوری و وی مرید و خلیفه حضرت شاه اسکندر کیتهلی و امام ربانی مجدد
الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرهندی چونکه حضرت شیخ طاهر لاهوری اول ارادت
و بیعت بخاندان قادریه داشت و بعد ازان از حضرت مجدد و شرفیاب خلعت و
خرقه مجددیه شده بود از ین سبب مریدان خاندان شیخ طاهر خود را قادریه و مجددیه
میگویانند که در کتاب تذکره آدمیه و روضة السلام و حضرات القدس مفصل و مشرح است

وسابق درین مخزن هم مذکور شده است و حضرت شیخ ظاهر اگرچه اجازت تلقین سلاسل
قادریه و چشتیه و نقشبندیه و سهروردیه وغیره داشت اما رغبت خاطر وی از همه سلاسل
بسلسلهٔ عالیهٔ قادریه زیاده تر بود و منقول است که خواجه محمد افضل پیر روشن ضمیر شیخ
محمد فاضل در کلانور سکونت داشت و تمام عمر در کلانور گذرانید و همانجا مزار گوهربار وی است
و محمد فاضل بعمر خورد سالی بخدمت وی حاضر شده تربیت و تکمیل ظاهری و باطنی یافت
و از کاملان وقت خویش گشت و حضرت خواجه را چندانکه نظر عنایت و مهربانی بحال وی
مصروف بود بحال احدی از مریدان نبود و لنگر عام برای مساکین و فقرا و اشخاص خاص
و عام که بحکم خواجه محمد افضل در بتاله جاری شده بود بنام محمد فاضل نامزد کرده میفرمود که این
لنگر محمد فاضل است و هر صاحب حاجتیکه بخدمتش حاضر آمدی او را بخدمت محمد فاضل فرستادی
تا مشکلکشائی وی کند و اکثر مریدان را نیز برای تکمیل حوالهٔ وی میکرد و هر فتوحی که رسیدی
برای خرچ لنگر حوالهٔ محمد فاضل میفرمود و مشهور است که وقتی در بتاله امساک باران شد و
حاکم بتاله التجای دعا بجناب کبریا برای نزول باران بخدمت شیخ محمد افضل کرد فرمود که
اگر پانصد روپیه برای خرچ مطبخ لنگر محمد فاضل بدهی باران خواهد بارید او قبول کرد
و باران رحمت نزول شد اما حاکم بوفای عهد نپرداخت و از شامت بدعهدی خود
معزول شد من بعد هرچند تائب شد و عفو تقاصیر خواست قبول نیفتاد و به ثبوت
پیوسته که چون شیخ محمد فاضل بتعمیرات خانقاه واقع بتاله شروع کرد زر نقد موجود نبود و
اجرت معماران و مزدوران هر روز از خزانهٔ غیب میداد وفات آن جامع الکمالات
بتاریخ چهاردهم ماه ذی الحجه سال یکهزار (۱۱۵۱) و یکصد و پنجاه و یک هجری است و مورخان سلطنت
تاریخ وفات آنجناب از جملهٔ علم عام اخذ کرده اند و مزار پرانوار در قصبهٔ بتاله زیارتگاه
خلق است و بروز عرس آنجناب هزارها خلق که توسل ارادت باین خاندان
دارند برای زیارت حاضر میشوند و فیض ظاهر و باطن تا حال از مزار
پاک آن اهل کمال جاری است و تدریس و تلقین و عبادت و ریاضت
موروثی اثری باقی هست از مولف

شیخ فاضل پیر فضل اهل فضل	نیز ذات متقی صدر فضل الیقین ۱۱۶۱	رفت آخر از جهان بی‌نیاز سعد
در جنان از فضل رب العالمین	سال مقصود گو تاریخ او	نیز دانا فاضل علم اهل دین ۱۱۶۱
نیز مقبول نبی فاضل بگو	هادی اقطاب فضل حق مبین ۱۱۶۱	نیز در اشتیاق پیر حق گزین ۱۱۶۱
انتقالش آن شه روی زمین		

خواجه حافظ سعد الله مجددی قدس سره

از عظمای خلفای کبرای احیانی شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی ست و تا سی سال التزام صحبت کیمیا خاصیت پیر خود نموده بمقامات عالیه و غایات قاصیه احمدیه رسید و ملقب بلقب سید صوفیه شد و وی خدمات شاقه بجا آورده پیر روشن ضمیر خود را ازو وی مباهات میکرد من تا سی سال آب خانقاه پیر خود بر سر کشیده ام و موهای سر من سوده شده اند و در راه مولی و کثرت گریه گوهر دیده من نثار گشت و نیز بدین سبب که باری حضرت پیر در روبرو مرا باحمد آباد فرستاده داد کثرت گریه که در فراق پیر خود داشتم و غایت گری آفتاب دیده های من یکبار شد لهذا از برکت خدمت خانقاه عالیجاه حضرت پیر که کرده ام چند ایام خادمان برو زمین گردانده که نوبت خدمت بمن رسید و دیده های دل من منور بنور الهی گشتند و صاحب مظهر مجددی میفرماید که قبل از ارادت وی بخاندان مجددیه شبی حافظ سعد الله بخواب دید که شهری عظیم پر از انوار و برکات ست و در محله آن شهر گروهی از اولیاء الله نشسته پیدا اند و در آن شهر شهرت ست که جم غفیر از مقربان بارگاه حق می آیند و ساکنان شهر باستقبال ایشان بر آمده اند حافظ سعد الله پرسید که اینها کیستند کسی گفت که الله تعالی در هر وقت الف کمالات جدید فرموده ست پس ملاقات ایشان شیخ احمد سرهندی ست ایشان درین شهر که شهر ولایت ست داخل میشوند با ستقبال ایشان بر آمده ایم پس از وقوع این واقعه حافظ سعد الله را اعتقاد عظیم باین سلسله عالیه بظهور پیوست و از صدق دل بخدمت شیخ محمد صدیق رسیده مرید شد و بکمالات ظاهری و باطنی رسید نقلست که نواب خان فیروز جنگ که مرید شیخ سعد الله بود روزی بخدمت عرض کرد که شیخ حسن رسول نما قدس سره بمن گفتند که اینها استعداد لیشتر زیارت حضرت سلطنت

صلی الله علیه وسلم مشرف نیافتند و متفکر مدینه شام هم امید وار حصول این نعمت ام فرمود که ما نیز امیدواریم دوبار بشرف زیارت حضرت شاه رسالت مشرف گشتیم اگر مطلوب است شب فاتحه خوانده و متوجه بروح پر فتوح رسول خدا صلی الله علیه وسلم شده بخواب روید انشاء الله باین نعمت ممتاز خواهید شد نواب همچنان کرد همانشب بزیارت مشرف گشت چون بیدار شد پانصد روپیه هدیه شکرانه این نعمت برجود مقرر ساخت و تصور نمود که اگر بار دیگر هم مشرف شوم پانصد روپیه دیگر هم هدیه شکرانه ادا کنم و جمله هزار روپیه علی الصباح بخدمت شیخ برم چون بخواب رفت باز بزیارت نبوی سرفراز گشت چون صبح شد پنجاه هزار روپیه پانصد روپیه بخدمت حافظ سعد الله حاضر آورده شکرانه ادا نمود فرمود که این نذر شکرانه زیارت اول ست شکرانه زیارت ثانی هم ادا باید نمود نواب منفعل شده فی الحال زر شکرانه ادا نمود و از معتقدان کاملین گشت نقلست که در خانقاه حافظ سعد الله گربه بود که هر در خانقاه حاضر میماند و تصرف حضرت حافظ بحال گنجشکان بغایت مهربان بود که گنجشکان بوی بازی میکردند و دانهای غله در دهان گربه می انداختند و وی دهان خود را واداشته بر زمین دراز میشد تا گنجشکان همه دانها از دهان گربه میخوردند

وفات حضرت حافظ بتاریخ یازدهم شوال سنه یکهزار و یکصد و پنجاه و دو و بیست و مزار پر انوار در شاه جهان آباد بیرون دروازه اجمیری است از مولف

حافظ قرآن چو سعد الله رفت	از جهان در منزل خلد برین	سال وصل او کلیم شد عیان
حافظ پاکیزه دل هادی دین ۱۱۵۲	سالک شتافت سعد الله خان ۱۱۵۲	سال ترحیلش بصدق و یقین
سرور حافظ حبیب عالم است ۱۱۵۲	ارتحال آن شه سردی زمین	شیخ محمد زبیر قدس سره

نبیره و خلیفه حضرت محب الله نقشبندی در زهد و تقوی و درع و ورع قدمی مستحکم داشت و از پیشگاه حضرت حق دولت دنیا و آخرت هر دو بخواهش بهره عظمی اندوخته بود و بادشاه وقت و امرای نامدار عصر مرید و معتقد وی بودند و خلیفه وی آن بود که در تمام روز بسته و چهار هزار بار نفی و اثبات میخواندی و پانزده هزار بار اسم ذات بحبس نفس ذکر میساخت و بعد نماز ضحی تلاوت

ادا مین خوانده وه هزار بار اثبات میخواندند پس ازان حلقه رجال میکردند و بمریدان متوجه
میشدند بعد ازان نماز عشا خوانده در محل سرای شاهی میرفت و حلقه اشامیه میشد و قریب نصف شب بیدار
از خانقاه آمده چند ساعت استراحت میکردند بعد ازان برخاسته نماز تهجد میخواندند و دران نماز چهل بار
نگاهی یکصد بار سوره یاسین میخواندند و بعد نماز فجر تا نماز چاشت در مراقبه میبودند و باز حلقه رجال
میکردند و بعد فراغت بذکر مصروف میشدند و بوقت نصف النهار یک ساعت قیلوله نموده نماز زوال
میخواندند بعده بقدر طول قراءت که در دو ساعت ختم میشد بعد ازان ادا میکردند پس نماز ظهر خوانده
بذکر و توجه مریدان مصروف میماندند و بعد نماز عصر درس مشکوٰة و مکتوبات حضرت مجدد الف
ثانی میشد و وقتیکه از محلسرای تشریف می آوردند امرایان شاهی و شاهزادها و مسند علیا
از قلعه شاهی تا خانقاه بر زمین می انداختند تا قدم مبارک شیخ بر زمین نرسد و اگر بعیادت مریض
یا باجابت دعوت تشریف می بردند سواری مثل بادشاهان بود گویند آنقدر کثرت که روزی
حضرت خواجه زبیر سوار بودند سواری بجانب اتفاقات بر مسجد جامع گذرید و خواجه شاه گلشن
رحمة الله علیه در مسجد جامع تشریف داشتند دیدند که پالکی نشسته است و بسیار پالکیها
در رکاب میروند و امرای عالیشان با پیاده در رکاب و ... میروند و انوار الهی پدید آن
پالکی اینچنین اند که گویا تا فلک پرتو نوری لامع است و تمام کوچه و بازار منور از آن است
شاه گلشن بملاحظه اینحال گلیم کهنه بر سر انداخته بیاران خود فرمود که این گلیم را در آتش
بسوزید یاران عرض کردند که سبب سوختن این گلیم چیست فرمود که این امیر که سواری اینچنین
پالکی میرود اینچنین نور لامع است که من گاهی در گلیم خود ندیده ام با وجودیکه هیچ ازین
گلیم پاهست بسر برده ام یاران عرض کردند که این سواری خواجه محمد زبیر است فرمود
الحمد لله والمنة که پیرزاده ماست آبروی ما باقی ماند **وفات خواجه محمد زبیر** قدس سره
یکصد و پنجاه و دو است و مزار پر انوار در دهلی بود و بعد ازان تابوت مبارک از دهلی
بسرهند برده دفن کردند روزیکه برادران خواجه نعش مبارک را از دهلی برآورده روانه
سرهند میشدند چند مردمان اسب سوار را پیش پیش تابوت دیدند که باداب تمام
همراه میروند پرسیدند که شما کیستید و از کجا آیید بجواب نیز ناگفتند آخر معلوم نشد که همراهیان متوجه حال

چون ایشان شنید از لطف عنایت گشت معلوم شد که تشنگان علم را علی بود و خود خلفای نامدار زود مریدان
عروة الوثقی الاتقیا خواجه محمد زبیر [illegible] کمال اهل حال [illegible] زیاده از حد مستفید شدند چنانچه خواجه شاه گلشن و خواجه
عبیدالله که از اولیای کامل و مکمل بود از خلفای ایشان بود **مولف**

رفت چون از دار فانی عرش برین	شمس الاتقیا قطب زمان	روح پاک خواجه والا زبیر
[illegible] گفت سال رحلتش	نقشبند پاک با نقش یقین ۱۱۵۱	سال وصل آن شه روی زمین
[illegible]	[illegible] رفت [illegible] زیر زمین	شمس العارفین کامل زبیر ۱۱۵۱
[illegible]	آنکه مشتاق محمد زبیر ۱۱۵۲	وصل سوی گشت [illegible]
		خواجه شاه گلشن

خواجه [illegible] مجددی نقشبندی قدس سره از خلفای نامدار خواجه عبدالاحد مجددی است
جامع بود میان کمالات ظاهری و باطنی و علوم شریعت و طریقت و حقیقت [illegible] ورع
و تقوی [illegible] ریاضت شاقه کشیدی و از بسیار طعام خوردی [illegible]
[illegible] در یک گلیم گذرانید و طعام بعد از سه روز زیاده از سه لقمه تناول نکردی و اکثر طعام
[illegible] خربزه و [illegible] و دیگر پوست اشیای خوردنی موافق هر موسم که بود از کوچه
و بازار [illegible] جمع نموده میخورد و در مسجد جامع دهلی سکونت داشت و چون تشنه
[illegible] آب از حوض مسجد که نهایت گرم بود نوش میکرد نقل است که روزی
[illegible] فاحشه [illegible] بزیور ظاهری آراسته از دریچه خانه بطرف باز مسجد نظاره میکرد
[illegible] عرض کردند که این فاحشه توبه فرمایند که براه راست آید [illegible]
[illegible] بسوی ایشان متوجه شد بعد دو ساعت آن زن تائب شد و بسوی
[illegible] در [illegible] تائب [illegible] بیعت نمود و یکی از عارفان حق شد و صاحب
کتاب [illegible] المعارف شاه رؤف مجددی می نویسد که روزی شخصی بخدمت حاضر آمد فی الفور
[illegible] فرمود که [illegible] خواجه عبدالاحد [illegible]
[illegible] الکتاب [illegible]
[illegible] خواجه عبدالاحد [illegible] **وفات** شاه گلشن در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و [illegible]

سجع است از **مولف**	گلشن [illegible]	[illegible] رفته ز جهان [illegible]

عارف خاص سالک آمد سال	هم ولی شاه گلشن عرفان	شیخ عبدالرشید نقشبندی

مجددی قدس سره فرزند دلبند شیخ محمد مراد کشمیری مجددی است در آغاز جوانی بطلب بالی مشغول شد و محنت سخت و ریاضت شاقه بجا آورد و بعد اخذ فیض طریقه احمدیه مجددیه از والد ماجد خویش بغلبه شوق و فرط ذوق مسافرت اختیار نموده بملازمت مرشد کامل شیخ عبدالاحد مجددی که پیر روشن ضمیر زمن بود در سرهند حاضر شد و چند سال بخدمت آن اهل کمال حاضر مانده و خدمتگزاری و جانفشانی کما ینبغی داد و برضامندی و خوشنودی آنحضرت سرفراز و ممتاز گشت و حسب الاجازت آنحضرت متوجه وطن مالوف گردید بعد دو سال باز بر بارگی اشتیاق سوار شده رو بهندوستان نهاد و در شاهجهان آباد شرفیاب خدمت سراپا برکت مرشد ارشد شد و زیاده از دو سال در حضور سراپا نور حاضر بوده خرقه خلافت یافت و تا دم آخرین آنجناب از خدمت نیاسود چون شیخ عبدالاحد در دهلی وفات یافت همراه نعش مبارک شیخ در سرهند آمد و خدمت تدفین بجا آورده بکشمیر مراجعت فرمود و بافاده و افاضه طالبان حق مصروف گردید و بعد چندی باراده حج بادیه پیما شد و بحرمین الشریفین رسیده چندی در آنجا استقامت کرد و فیضیات صحبت اهل حرمین گزیده متوجه هندوستان گشت چون بدهلی رسید بشب بیست و هفتم رجب المرجب

سال یکهزار و یکصد و پنجاه و پنج برحمت حق پیوست از مولف		شیخ دین عبدالرشید اهل رشید
شد چو از دنیا بجنت رشید	مهر فیض آمد وصال پاک او ۱۱۵۵	نیز فرما مومن ارشد رشید ۱۱۵۵

خواجه نور الدین محمد آفتاب کشمیری نقشبندی قدس سره

خلف الصدق خواجه نظام الدین بن خواجه اشرف الدین بن خواجه معین الدین بن خواجه خاوند محمود نقشبندی بخاری است ولادت باسعادت وی در سال وفات خواجه معین الدین اتفاق افتاد و از عهد خورد سالی آثار کمال بر ناصیه حال آن صاحب حال و قال نمایان بودند چنانچه در عمر سیزده سالگی از حصول علوم ظاهری و حفظ قرآن فراغت تامه حاصل کرد و تربیت باطنی و تصفیه قلب از خواجه احمد یسوی یافته خرقه خلافت پوشید و اجازت تلقین یافته بعد وفات والد بزرگوار سجاده نشین خانقاه

عالیجاه عبدالکرام شد قطعه تاریخی سجاده نشینی خواجه که درج کتاب تواریخ اعظمی است اینست
قطعه شده از نور مظهر خواجه ؛ عرصه خانقاه چون گلشن ؛ هاتف از بهر سال ارشاد چنین
زد رقم آفتاب حق روشن ۱۱۳۸ ؛ چون حضرت خواجه بر مسند ارشاد نشست طالبان
حق فوج فوج بر در دروازه فیض اندازه می هجوم آوردند و اکثری از طالبان دنیا و عقبی
محروم نمیرفت و دعای وی گاهی از درگاه الهی رد نگشتی هر چه میخواستی حصول انجامیدی
فاز شیخ مذکور هر چه که بر زبان حق ترجمان راندی همانطور بوقوع آمدی نظر فیض اثر وی
برای صحت بیماران و شفای دردمندان اکسیر اعظم بود ولادت آنحضرت بقول صاحب
تواریخ اعظمی در سال یکهزار و هشتاد و شش و وفات بتاریخ ششم شعبان المکرم
سنه یکهزار و یکصد و پنجاه و شش هجری است و مصرع بود خواجه آفتاب اوج دل +
و جمله آفتاب راشد کسوف نیز تاریخ وفات وی درج تواریخ مذکور است که در
هر دو ماده تفاوت یکعدد باقی است

از مولف

چو در زیر زمین گردید روپوش
رقم شد آفتاب خلد و الا ۱۱۵۶
آفتاب آفتاب حسن بگو ۱۰۹۲
سن ترحیل او بحسرت و آه

ضیاء آفتاب حسن بوده
ایضاً نور دین آفتاب نور یقین
سال تولید آن ثریا جاه

بسال انتقال آن شه دین
بود مهر منیر و غیرت ماه
شیخ معصوم مهر و افضل خوان ۱۱۵۶ ۱۱۵۲

حافظ محمد عابد قدس سره از خلفای نامدار شیخ

عبدالاحد بود و عالم و عامل و ورع و تقوی گوی سبقت از اولیای وقت برده نسبت آبای
حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه میرسید شب و روز در طاعت و عبادت مشغول میماند و هر
شب در نماز تهجد شصت بار سوره یاسین میخواندند و در مرض موت که شیخ را بیماری یکسال
بود هر شب سوره یاسین در تهجد شش و پنج بار میخواندند و بیست هزار بار ذکر کلمه طیب
و هزار بار نفی و اثبات بحبس نفس و تلاوت قرآن شریف و هزار بار درود وظیفه
روزمره خود میداشت و در حلقه روزانه وی از علما و صلحا قریب دو صد کس می نشستند
و هزار در هزار طالبان حق بتوجهات بابرکات وی بنهایت مقامات احدیه نقشبندیه
رسیده نزد ویرا و تهجد در خانقاه والا جاه وی اجتماع کثیر میشد و سیر کرد در نظر کیمیا اثر وی

می آمد دلش ذاکر میشد نقلست که روزی محمد حافظ عابد در مسجد مشغول بود
و همانجا شخصی محبی از مریدان خود داشت و مردم را مرید میکرد با طلب این نور نسبت
مع الله خالی بود و شیخ را بر حال وی رحم آمد و تا دیر متوجه حالش گردید او را بمرتبه
ولایت قلبی رسانید و بمجرد توجه دلش ذاکر گردید آن شخص بر خاست و سر در پای وی نهاد
آورد و مرید شد و بمراتب اعلی رسید نقلست که چون شیخ عابد در حرمین الشریفین
رسید در تمام راه بر سواری ننشست و چندین مسافت دور و دراز با پیاده قطع نمود
و در آنجا رسیده بشرف سعادت زیارت مشرف گشت و میفرمود که حرقت دل و سوز
سینه من که از نهایت درد طلب هر روز بروز در تزاید بود در هیچگاه کم نمی شد لیکن از آستانهٔ
جناب مصطفوی تسکین یافت و آنچه مقصود بود حاصل شد نقلست که شخصی در مدینه
منوره ریاضت و مجاهده و نوافل و عبادت بسیار میکرد و از جناب سرور کائنات
علیه السلام والصلوٰت مامور گردید که بخدمت شیخ محمد عابد حاضر گردد چون بخدمت
شیخ رسید شیخ او را از آن مجاهدات منع فرمود و بتوسط عبادت امر کرد چون بریاضت
و عبادت کثیر عادت داشت بگفتهٔ شیخ عمل نکرد رسول مقبول صلی الله علیه وسلم باز او را
بمتابعت و التزام صحبت شیخ حکم فرمود پس بخدمت شیخ استفاده نمود و بحسن تربیت وی
بمقامات عالیه رسید وفات شیخ محمد عابد بتاریخ بیست و نهم ماه رمضان المبارک سنه یکهزار یکصد
و شصت بجری

وشتافت بجنت بسپار مولف	رفت در جنت چو شیخ عابد آن	سوی حق بر داشت از دنیا قدم
گفت قل سال وصال آنجناب	عمدهٔ دین پیر عابد محترم ۱۱۶۰	نیز فضل علم عابد پاکباز ۱۱۶۰
سال وصل او بیان کن بحکم	شیخ دین عابد محب مهدی است ۱۱۶۰	رحلت آن سرور ملک عجم
شیخ قطب الحق وصال پاک او ۱۱۶۰	رحمت حق باد بر وی مدام	شیخ حاجی محمد سعید

لاهوری از اعاظم مشائخ نقشبندیه و قادریه و شطاریه است جناب صاحب قدس الله سره
و لقب نامدار حضرات گیلانی میفرماید که حاجی محمد سعید خلافت قادریه از سید محمود بن
سید علی حسینی الکروی ساکن مدینه منوره در مدینه یافت و از شیخ اشرف لاهوری
سلسلهٔ عالیهٔ شطاریه بشاه محمد غوث گوالیاری رسید و اجازت نقشبندیه از حافظ سعد الله

مجددی حاصل نمود خود را نقشبندی میگوید نقل است که چون احمد شاه ابدالی
بادشاه درانی باراده تسخیر ملک هندوستان در لاهور رسید تمام مردمان کنهائی لاهور
امانت البیت خود ها را به گوشه بخوف غارتگری لشکر شاهی جابجا رفتند و محله داران ککی
محله و عبید الله داری که حضرت حاجی در آنجا سکونت میداشت نزد وی آمده اجازت خواستند
و بعرض پرداخته شدند که تمام سکنای لاهور از خوف غنیمت فوج بادشاهی فرار میشوند و مایان
[illegible] با امید اعانت در اینجا ساکنیم اگر حاجت ما منظور خاطر اشرف باشد [illegible] بجائیکه پناه
یابیم برویم حضرت حاجی بجواب پرداخت که معلوم میشود که تمام شهر لاهور از دست غارت
لشکر احمد شاه بادشاه غارت گردد الا از خدا خواستیم ککی محله و عبید الله داری از غارت
مامون و مصئون باشد پس همچنان واقع شد که لشکریان احمد شاه در همه شهر لاهور دست
غارت و تاراج کشادند و هیچ یافتند بر زن سوای ککی محله و عبید الله داری که در حفظ امان
ماند و نیز مشهور این شد که چون احمد شاه در لاهور رسید از زبانها ذکر کرامت و خوارق حضرت حاجی
شنیده معتقد گشت و بخدمت حاضر آمده مرید گردید و امرای نامدار خود را هم بخدمت حاضر
آورده مرید گردانید و حکم داد که ککی محله و عبید الله داری که حضرت حاجی در آنجا سکونت
میدارد از غارت و تاراج در امان باشد و لشکریان خود را [illegible] حفاظت مامور کرد
[illegible] از حضرت حاجی پیر افغانان مشهور شد چنانچه تا حال اشتهار دارد نقل است
که بعد از آنکه احمد شاه ابدالی از شهر لاهور بکابل معاودت نمود روزی شخصی از [illegible]
لاهور بخدمت حاضر آمده عرض کرد که دختری داشتم لشکریان احمد شاه دختر مرا بغارت برده
جز این فرزندی دیگر ندارم بیقرارم اگر دریابم چه خوب باشد از عنایات مرحمانه بعید نیست باستماع
این عرض سایل سر در مراقبه فرو برد و بعد از مراقبه سر بر آورده لب بارشاد کرد که چشم پوشیده سایل
چشم بست چون واکرد دختر خود را نزد خود ایستاده دید در حالیکه آنوقت [illegible]
نزد [illegible] موجود بود سایل از حصول مراد دل [illegible] گشت
نقل است که چون لشکریان بادشاه مرا از لاهور گرفته همراه خود بکابل میبرد [illegible]
از امرای شاهی مرا کنیز خود کرد در شبانه خود نزد [illegible] نگاه [illegible]

وجه باعث فاتحه آوردند روغن و چراغ فلان چیز که از من گرفته گفت ای آنها ازین چیز بدهید بانجم
چون در بازار رسیدم همین شیخ که در پنجاب تشریف میدارند بیدار و همین ملاقی شد و گفت که چشم
بپوش حسب الحکم چشم پوشیدم بعد لحظه آواز بگوشم رسید که چشم بکشا چون بکشادم خود را
نزد تو یافتم سوای این چیزی ندارم که امانت من بکدام طریق بوقوع آمد و مخفی مباد
که حاجی محمد سعید دو بار بحرمین الشریفین تشریف برد و بشرف حج و زیارت روضهٔ مطهرهٔ
نبوی مشرف گشت و از بسیار مشایخ طریقت را دیده بود و فیض تام حاصل نمود چنانچه
بیعت وی در خاندان عالیهٔ قادریه بحضرت شیخ سید محمود کردی که در مکهٔ معظمه بوقوع آمد
و سلسلهٔ بیعت او تا حضرت غوث اعظم بچند واسطه میرسد یعنی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی بدین
طریق که پیر کردی مرید و خلیفهٔ سید محمود و وی مرید سید جلال الدین و وی مرید سید شهاب الدین و وی مرید
سید جمال الدین و وی مرید سید شمس الدین ابوالوفا و وی مرید سید شهاب الدین احمد و وی مرید
سید قاسم و وی مرید سید عبدالباسط و وی مرید سید بهاء الدین ابوالعباس و وی مرید سید
بدر الدین حسن و وی مرید سید علاء الدین و وی مرید سید شرف الدین یحیی قادری و وی مرید
سید ابوصالح نصر و وی مرید قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن غوث الاعظم محی الدین
ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس الله سرهم العزیز **وفات** حضرت حاجی باقوال معتبر
در سال یکهزار و یکصد و شصت و شش هجری بود وی عمر طویل یافت که زیاده از یکصد و ده سال
بود و شیخ عبدالرحیم نواسهٔ وی که از اکمل خلفای او بود در حین حیات وی فوت شد و سید
فضل علی لاهوری که مرید و خلیفهٔ شیخ عبدالرحیم بود آنهم در حیات شیخ حاجی برحمت حق
پیوست و مزار پر انوار حضرت حاجی در لاهور زیارتگاه خلق است **از مولف**

چون سعید ابن سعید دوران	رفت از دنیا و در جنت رسید	رحلتش گو شیخ نور و فضل نور ١١٦٦ ١١٦٦
نیز سعید حسنه حاجی سعید ١١٦٦	**خواجه عبدالسلام کشمیری مجددی**	

قدس سره از اکابر خلفای حافظ عبدالغفور پشاوری است جامع علوم ظاهری و
باطنی بود و بار چه دولت ظاهری که واسطهٔ وکالت شاهی در کشمیر داشت و جاگیردار و منصب
بود و بسیار زیاده صد عاقل نمی ماند و خاطر کمتر از اهل حاجات نمی و نیاز بسیار از فیضان

وی هجوم می آوردند و هر که بحاجت رو آورده یک می پرداخت و احدی را نا امید باز نمیگردانید و
برادر بزرگ وی ملا مراد الدین خان نیز اگرچه منصب امیر الامرای داشت و بعهده قاضی القضاة
ممتاز بود اما درویش دل بود و سلسله نسبت خود بخواجه حافظ حسن بصیر خلیفه ملا محمد نازک
نقشبندی کشمیری داشت علی هذا القیاس برادر خورد وی شیخ عبد الکریم جامع کمالات صوری
و معنوی بود **شیخ شرف الدین محمد کشمیری نقشبندی** که جامع
کتاب روضة السلام است مرید و خلیفه شیخ عبد السلام بود خوارق و کرامات بسیار از آنحضرت
به کتاب خود تحریر می فرماید چنانچه میگوید که روزی در خانه میر عنایت الله حضرت
خواجه بتقریب دعوت تشریف برد و بعد فراغ از اکل طعام میر مذکور اظهار عسرت و
افلاس خود کرده در حق خود التجای دعای برکت نمود فرمود که از جنس غله آنچه که موجود
داری حاضر کن وی یک آوند پر از برنج سفید حاضر آورد و خواجه نظر فیض اثر خود
بر آن آوند کرد و ارشاد نمود که سر این را محکم به بند و مخرج آن از زیر آوند بگذار و
از آن مخرج هر روز بقدر حاجت برآورده باش ان شاء الله تعالی کم نخواهد شد پس
وی همچنان کرد و تا دوازده سال از آن آوند خرج نمود هیچ کم نشد روزی اهلیه وی از
راه تعجب سرپوش آوند برداشت دید که تمام ظرف خالی است و دانه برنج در آن موجود
نی از آن حرکت نادم شد و منقول است که روزی شخصی محمد صابر نامی کشمیری بخدمت
حاضر آمد و برای حصول اولاد تعویذی درخواست نمود فرمود که دو سیب حاضر کن
وی فی الحال دو سیب حاضر آورد و ارشاد کرد که این را بخور انشاء الله شاد شده بر آئی آنجناب بخورد و تا
سال دو پسران توام در خانه وی بوجود آمدند و شخصی محمد اکبر شاه که از مریدان خواجه بود نقل
میکرد که روزی فقیر بخانه هندوی از هندوان کشمیر بضرورت کاری رفته بود وی چند نان بازاری
برای فقیر حاضر آورد حوالة الآدم خود کردم و از آنجا برآمده حاضر خدمت خواجه شدم دیدم که شخصی
سایل هندو نانهای در دست گرفته روبروی خواجه می نوازد و خواجه را خوش نمی آید پس بفقیر
امر فرمود که مرا از دست این شخص خلاصی ده و چند نانی که از خانه فلان هندو آورده حواله
او کن فی الحال لتعمیل حکم کردم و شیخ عبد الوهاب کشمیری نقل کرد که وقتی

روز عید اضحی برای سلام بدر دولت حضرت خواجه حاضر شدم چون خواجه در مجلس سرای
خود بود بمعرفت خادمه از ایشان خود خبر دادم فی الفور بیرون تشریف آورده بجا ایستاده
در یکدست چند تا قلم و بیکدست پاره گوشت داشت هر دو حواله فقیر نمود فرمود که خوشنویس
خواهی شد انشاء الله تعالی پس در چند ماه خوشنویس گشتم و نیز صاحب روضة السلام میفرماید
که روزی خواجه برای ادای نماز ظهر در مسجد تشریف آورد و چند کس از مریدان همراه بود دران وقت
همانجا دو کس پیادگان از سرکار ناظم کشمیر حاضر آمده تشدد بسیار کردند و گفتند که برخیز همراه ما
بیا خواجه برخاست و همراه ایشان روان شد چون چند قدم برفت یک کس را از ان هر دو
پیاده حالت بیخودی دست داد و بر زمین بیفتاد و می غلطید و سرگشته حاضرین او را
مرده پنداشتند پیاده دوم از آنجا فرار کرده نزد جمعدار خود رفته اظهار حال کرد جمعدار
خود با چند کس حاضر آمد و عذر تقصیر خواست التماس وی بمعرض قبول در آمد و آن پیاده
بحال خود آمد و نیز محمد صدیق کشمیری نقل کرد که روزی حضرت خواجه بسیر باغ خواسته و
التجای همراهی نموده به باغ تشریف برد شخصی از نوکران ناظم کشمیر هم در باغ در آمد و بی اجازت
بالای درخت … بر آمده میوه خوردن آغاز نهاد در آن حال خواجه را بنظر جلالت اثر دید
افتاد در … که این شخص کیست عرض کردم که نمیدانم هیچ قسم مردمان بغلبه می آیند و بی اجازت
بالای درختها بر رفته میوه ها میخورند و نقصان شاخهای درختان هم میکنند باستماع
این سخن خواجه نظر تیز در وی نگریست فی الحال آن شخص از درخت بر زمین بیفتاد و بیهوش
شد بحالیکه هیچ رمق از زندگی باقی نماند چون چنین حال دیدم متضرع و زاری پیش آمدم
و از خوف و هراس حاکم کشمیر لرزه بر اندام من افتاد پس خواجه خود برخاست و چند قطره
شربت نبات در دهان وی انداخت تا بهوش آمد و صاحب روضة السلام بزبانی
شیخ نور الله کشمیری نقل میفرماید که در عهد حکومت نواب افراسیاب بکشمیر پسر او
علی رضا بیگ ظالم الظلم بود و وی مسمی هدایت الله قالوی را بتهمت ناحقه در حبس
کرده بانواع عذاب معذب ساخت آخر هزار روپیه جرمانه گرفته از قید خلاص نمود بعد
از ان … وی خواستم که بعبادت وی بروم و بهمین نیت از مسکن خود روانه شدم

اتفاقاً در راه شوق زیارت خواجه دامنگیر حال شد و بخدمت مشرف گشتم و بعد از دو ساعت
رخصت گرفتم رخصت عنایت نکرد و فرمود که جائیکه قصد رفتن دارید در آنجا رفتن صلاح وقت
نیست بخانه خود بنشینید آری دلی گفته روانه شدم و در دل اندیشیدم که مصلحت است از خانه
برآمدم حالا رفتن چه معنی دارد و از راه کم عقلی در خانه هدایت الله رسیدم دیگر در سه ساعت
کوتوال شهر در رسید و بار دیگر هدایت الله را با متعلقانش محبوس کرده همراه برد و مرا هم که از
متعلقانش تصور کرده مقید ساخت چون در مجلس رسیدم نزد خود نمیدیگی خود تصور نیا کردم و پناه بحضرت
خواجه بردم بعد چند ساعت دیدم که حافظان مجلس از حفاظت من غافل اند فرصت وقت
غنیمت انگاشته از آنجا برآمده بخواندی پرسان حال من نشده و بتوجه خواجه از آن بلای
ناگهانی خلاص یافتم و شیخ محمد اکرم خادم آنحضرت نقل کرد که اهلیه فقیر که در مجلس آنجناب
میآمد ناگاه بالای بیرون رفته در زینه گر چه بپایان تنگ کرده ناگه را مجروح ساخت بحالیکه
سفیدی نافی تمام چاک شده و رودها بیرون افتاد و بعد وقوع این حال اهلیه فقیر گریه آغاز نهاد
و بیتابی بیشتر کرد نمی شد آنحضرت خواجه ناف مجروح را بدست مبارک گرفت و متوجه شد
بعد از ساعتی از دست رها کرد و دیدم ناف صحیح و سالم بود و بطوریکه گاهی مجروح نشده بود
و منقولست که وقتی نواب ابوالبرکات خان ناظم کشمیر سخت بیمار شد اطبا از معالجه
درمانده آمدند آخر نواب رجوع بآنجناب آورد خواجه دست حق پرست خود بر سر
فرزند آورد فی الحال شفا یافت نقلست که وقتی میر فقیر الله فرزند میر اخوند کشمیری
بغایت بیمار شد و بحالت نزع رسید پدرش نذر کرد که اگر پسرم را از پیشگاه شافی
حقیقی شفا حاصل گردد مبلغ یکهزار روپیه بارواح خواجگان نقشبندیه نیاز کنم
و نیز آدمی را بخدمت خواجه برای طلب تعویذ شفا فرستاد فرمود که تعویذ شفای پسر
اخوند همین است که او در نذر قرار داده است اگر پیشتر از حصول شفا ادا کند بهتر است
با استماع این جواب میر اخوند بالفور هزار روپیه بفقرا تقسیم نمود و در سه روز پسرش
شفا یافت و وفات آن جامع الکمالات بقول صاحب روضة السلام بتاریخ نوزدهم
ماه شوال یوم یکشنبه سال یکهزار و یکصد و هفتاد و یک هجری است و مزار پرانوار

در کشمیر زیارتگاه خلق است و بعد وفات شیخ محمد عمر المشهور به وحید الدین قاضی القضات و ملا عبد الله المخاطب به فرید الدین مفتی اعلی فرزندان آنجناب به مسند ارشاد نشستند و اگرچه خلفای خواجه بیشمار اند اما خواجه محمد عابد کاوسی و شرف الدین محمد صاحب روضة السلام و محمد عثمان زنگوی و شیخ عبد الرزاق رسول پوریه و خواجه امان الله و حاجی تیمور ختلنی و خواجه محمد فخر الدین و عبد الرحمن یارکندی و ابو البقا کشمیری و محمد رضا بن عبد الکریم برادرزادهٔ آنحضرت و محمد ابراهیم و اکبر شاه و شیخ عبد الله و شیخ حمید الدین بن محمد نظام از اشهرترین خلفای خواجه آند و فی زماننا مولوی محمد سلیم الدین بن محمد رشید الدین بن مولوی محمد امین بن خواجه محمد عمر بن خواجه عبد السلام از اولاد و رونق افزای لاهور است و اگرچه تاریخ های خواجه که درج کتاب روضة السلام اند بسیار اند اما منجمله آن من عظمة الله ۱۱۲۱ و شیخ المسلمین ۱۱۲۱ و رضی عنه ۱۱۲۱ و هژده شوال یکشنبه دو پهر روز ۱۱۲۱ خاص تصنیف کرده شرف الدین مصنف روضة السلام اندر صفت

چون بدار السلام یافت مقام	سال وصلش ز شیخ اکرم جو	شیخ عبد السلام پیر کبیر
		هم بخوان شیخ صالح اسلام ۱۱۲۱

شاه محمد صادق قلندر نقشبندی کشمیری قدس سره

از اعاظم امرای کشمیر بود چون جاذبهٔ عشق حقیقی او را بخود جذب کرد از اهل دنیا بر آمد و مال دنیا بفقرا تقسیم نمود و صحبت علما و صلحا اختیار نمود و به تحصیل علم مشغول گشته قرآن حفظ نمود و اکثر اوقات اشعار عاشقانه گفتی و بخدمت خواجه بیرنگ فرزند خواجه باقی بالله حاضر شده مرید گشت و بغایت جذبه و استغراق بهم رسانید روزی در کشمیر در خانقاه بیرنگ نقشبندی که در سقف بر آمده اذان گفت و در عین گفتن از آن حالت جذبه اش در رسید و از بام بر زمین افتاده بیهوش شد حاضرین از آنجا برداشته بخدمت خواجه بردند فرمود بگذارید دیوانهٔ عشق الهی است چون این سخن از زبان حق ترجمان خواجه بر آمد فی الحقیقت دیوانه شد و بحالت مستانه بیخودی شب و روز در کوچه و بازار میگشت و اشعار عاشقانه میخواند و قدم از احاطهٔ تکالیف شرعی بیرون کشید آخر کارش بجای رسید که هر صاحب هوش که بخدمت آن مدهوش رفتی و دیوانه گشتی

مدهوش شدی همچنین صدها کس را استاده دیوانه نمود و همه مدهوشان آن مدهوش علانیه همه کلمه او ست در هجوم بر زبان می آوردند و علما و صلحای کشمیر این خبر باورنگ زیب عالمگیر نوشتند بادشاه والاجاه شاه صادق را حکم گرفتاری نافذ کرد و نزد خود طلبید و باعث این همه شیفتگی و دیوانگی پرسید بجواب آن خواجه چند اشعار آبدار فی البدیه بر زبان آورد و سخنان مستانه بسیار گفت بادشاه فرمود که این را بگذارید که گرفتار حالت دیوانگی و معذور است پس خواجه در سال یکهزار و یکصد و هفده از هندوستان مراجعت کرد و بموضع لار که از مضافات کشمیر است سکونت پذیرفته از مجذوبی و دیوانگی بر آمد و قدم در احاطه شیخیت و سلوک نهاد و خانقاه بنا کرد و خلقی کثیر را بسلسله نقشبندیه مستفیض کرد آخر در سال یکهزار و یکصد و هفتاد و یک در گذشت و بموضع لار مدفون شد از مولف

شده در جهان متقی شیخ صادقا	چو رفت از جهان در بهشت علی
خرد بهر تاریخ ترحیل پاکش	بگفتا که هادی ولی شیخ صادق

شیخ محمد رضا الهامی نقشبندی قدس سره از کبرای مشایخ نقشبندی است

و سلسله نسبت وی بچند واسطه بزبدة الابرار خواجه عبید الله احرار منتهی میشود و مردی صاحب ریاضت و عبادت و محبت و شوق و ذوق و خوارق و کرامات بود چون در کشف آیتی از آیات ربانی بود بخطاب الهامی مخاطب شد و ویرا سوای فیض نسبت نقشبندیه از روحانیت خواجه بهاء الدین شاه نقشبند و نسبت قادریه از روحانیت غوثیه اعظمیه و نسبت صدیقیه از روحانیت هادی راه تحقیق ابو بکر صدیق رضی حاصل بود و نقلست از صاحب کتاب نقشبندیه که روزی از حجره شیخ قرآن شریف مخلصی که پیوند ارادت بشیخ داشت دزدی رفت هر چند که تفحص و تجسس بعمل آمد سود نداشت چون این خبر بشیخ رسید فرمود که از گم شدگی قرآن چه اندیشه و تفکر دامنگیر حال است بدیه قرآن ازما بگیر و دیگر جلد قرآن حاصل نموده بکار خود آر مخلص جواب داد که با جلد دیگر کاری ندارم اگر همان جلد از دزد طلبیده عنایت فرمایید بهتر است فرمود که امروز صبر کن فردا علی الصباح قرآن دزد خود رفته بتو حواله کرده خواهد شد

وقتی شبی شیخ در سهی چند حواله شاگردی از خدام خود نمود و ارشاد کرد که بر فلان دوکان
در فلان بازار رفته علی الصباح خاموش بنشینی شخصی نزد تو خواهد رسید و قرآن شریف
نزد تو آورده بتو خواهد داد آنرا بگیری و این قدر بادیه بهای او بدهی و تفحص احوال آن شخص
متوجه نشوی خادم حسب الایما عمل آورد و مصحف قرآن شریف از آن شخص آورده گرفته بخدمت
حاضر ساخت شیخ قرآن بمالک قرآن حواله فرمود و از غایت پرده پوشی نام سارق بر
زبان نیاورد بلکه قرآن باداء هدیه باز از سارق خرید کرد وفات آن جامع الکمالات
بقول صاحب ... در سال یکهزار و یکصد و هفتاد و نه هجری است و شیخ دیندار
تاریخ وفات آنجناب درج کتاب مذکور است. از مولف

چو رفت از جهان فرشته برین	شهر رحمت با برهنمای خدا بجستم ز دل سال ترحیل او
بگفتا که سرور ... ١١٧٩	خواجه محمد اعظم دیده مری کشمیری مجددی

قدس سره از اعاظم علما و کبرای مشایخ کشمیر است و پدر عالیقدر وی خیر الزمان
نام داشت مردی بود عالم و فاضل و عارف کامل و در علوم ظاهر و باطن یگانه با وجود
حکومت و دولت و ثروت دست ارادت بعلم و کلام است حسب و نسب دل در فقر بست و بخدمت
شیخ محمد مراد مجددی حاضر شده کار باطن بتکمیل رسانید و خرقه خلافت یافت چون
وی را میل خیال المشتهر گوئی و تاریخ نویسی بسیار بود کتاب تاریخ اعظمی المعروف بتواریخ
دو هجری در سال یکهزار و یکصد و چهل و هشت در احوال بادشاهان و مشایخ و علما
و فضلا و شعرای کشمیر بمناسبت فصاحت و بلاغت باتمام رسانید و واقعات کشمیر ١١٤٨ تاریخ
تالیف درج کتاب مذکور ساخت و سوای آن دیگر کتابی الموسوم بفیض مراد در شرح
حالات و مقامات پیر روشن ضمیر خود تالیف فرمود و نیز رساله ها تالیف از تصانیف
وی است وفات آن جامع الکمالات در سال یکهزار و یکصد و هشتاد و پنج

هجری است از مولف	ز اهل علمت اعظم آن شیخ عظیم	از جهان شد چو آن یگانه اقبال و فضل
با صفا اعظم بگو تاریخ او	باز ... کامل اعظم جلیل ١١٨٥	خواجه کمال الدین ...

خواجه نور الدین آفتاب نقشبندی کشمیری قدس سره بکمالات

قطب ظاهری و باطنی معروف و باوصاف شریعت و طریقت موصوف بود و بعد
وفات خواجه نور الدین آفتاب در خانقاه خواجه خاوند محمود جد خود سجاده نشین
گردید و عالمی را بحق رهنمون گشت آخر از دست اهل رفض بشهادت رسید و قصه
شهادت آن بزرگ بطریق و بدین تشریح درج کتاب نقشبندیه است که در عهد سلطنت
وی شخصی واعظی نام منافق در کشمیر میبود بظاهر سنی و به باطن رافضی بود و بعهد شاهم
در خانه مختفی که این نام داشت و کار تخم فروشی میکرد رفته پوشیده از مردمان اهل سنت
وعظ میگفت و خلق را بسوی مذهب رفض میخواند بعد چند ماه رازش بر ملا افتاد و
اول شخصیکه از حالش مطلع شد خواجه کمال الدین بود خواجه باطلاع این حال
واعظی را نزد خود خواند و از وعظ گفتن ممانعت کرد او سر انکار و اصرار کشاد و از وعظ
باز نیامد بعد انتشار این خبر مقدمه پیش ناظم کشمیر رو بکار شد و بشهادت شاهدین
معتبر که ایشان سب اصحاب کبار را از زبان آن نابکار بگوش خود شنیده بودند حکم قتل
سفیه واعظی صادر گردید و وی بقتل رسید از ظهور این امر شیعه های کشمیر دوستان
واعظی از دل و جان دشمن جان خواجه کمال الدین شدند و باقرار ادای زر نذر کثیر
در باب قتل حضرت خواجه مسمی حاجی کوتوال شهر را بر قتل خواجه آماده کردند و وی
کار قتل خواجه بذمه خود گرفته زر رشوت از رفضا وصول کرد و بوقت نصف شب
با شمشیر برهنه از راه بدر رو آب در خانقاه در آمد چون خواجه بهادر آنوقت برای
ادای نماز تهجد از بستر استراحت برخاسته بوضو مشغول بود کوتوال بد مآل مانند
شمر آل حسین بر سر آن سید کونین رسیده از طرف پشت شمشیر بر گلوی مبارک زد
و آن نونهال باغ حسینی را از بیخ بر کند و جامه زیر پلید دست خود بخون
آل نبی آلوده ساخت ؎ نماند ستمگاره بد روزگار ؞ بماند بر او لعنت
کردگار ؞ و بعد انجام این کار از همان راهی که آمده بود باز پس رفت و
این واقعه بتاریخ بیست و نهم ماه رجب المرجب سال یکهزار و هشتاد بوقوع آمد و این
بیت در تاریخ شهادت آنحضرت درج کتاب نقشبندیه است ؎ هاتف غیب گفت

سال کشته شد با کمال شهادت از دنیا رفت و بعد شهادت آنجناب معرکه عظیم در کشمیر فیما بین
سنی و شیعه بوقوع آمد و اهل سنت صدها شیعه را بعوض شهادت خواجه بقتل رسانیده
خواجه سعد الدین فرزند ارجمند خواجه کمال الدین را بمسند ارشاد قایم کردند که او بعد چندی
او نیز در عمر عین جوانی برحمت حق پیوست بعد وفاتش شورشی عظیم در خاندان خواجه محمود
در باب سجاده نشینی خانقاه بوقوع آمد یعنی خواجه یوسف بن عبد الصمد بن خواجه نور الدین
آفتاب این عهده برای خود میخواست و مریدان خاندان خواجه عبد الخالق برادر خورد خواجه
سعد الدین بن کمال الدین را باستماع خود سجاده نشین کردند ازین سبب خواجه یوسف
بجان برنجید و باهم فریقین نزاع سخت بظهور آمد و نوبت بقتل و جدال رسید ز نیمو جنب
باز این خاندان بسر شد اما اولاد خواجه خاوند محمود تا حال در کشمیر یادگار بزرگان موجود اند

از مولف: چو سید کمال از کمال رضا	ز دنیای دون یافت با حق وصال	بتاریخ ترحیل آن شاه دین
بگو شیخ اقطاب سید کمال		

حضرت شاه شمس الدین حبیب الله

میرزا جانجانان قدس سره از سادات عظام علوی ست و نسب شریف وی
به بیست و هشت واسطه بتوسط محمد بن حنفیه رض بامیر المومنین علی المرتضی رضی الله تعالی
عنه میرسد آبا و اجداد وی از امرای نامدار پادشاهی بودند و قرابت بسلاطین تیموریه
داشتند امیر عبد السبحان که نواسه اکبر پادشاه بود جد امجد وی بود و توسل بخاندان چشتیه
عالیه داشت و جده شریفه وی دختر اسد خان وزیر است که مثل شوهر خود از اولیای وقت
بود و تسبیح جاد بگوش ظاهر می شنید و والد ماجد وی مرزا جان ترک دولت و منصب شاهی
نموده از خاندان عالیه قادریه مرید شاه عبد الرحمن قادری شدند و بزهد و تقوی و توکل عمر
خود گذرانید چون میرزا جانجانان در خانه فیض کاشانه وی متولد شد در سایه
عاطفت وی تربیت و پرورش یافت و از هر فن و علوم ظاهری بهره کامل حاصل
نمود چون بعمر شانزده سالگی رسید پدر بزرگوار وی برحمت حق پیوست و در طریقت
اول توسل وی بسلسله عالیه نقشبندیه مجددیه بسید نور محمد بدایونی مجددی ست
بعد ازان صحبت حاجی محمد افضل و حافظ سعد الله و محمد عابد قدس الله سرهم العزیز داشت

و از ین هر چهار حضرات والا درجات بکمالات ولایت و مراتبات نهایت مجددیه رسیده
نقلست که شخصی محمد قاسم مرید میرزا جان جانان بطرف عظیم آباد رفته بود و روزی که
برادر وی بخدمت وی حاضر شده بعرض رسانید که شنیده میشود که محمد قاسم در عظیم آباد
قید شده است توجه برای مخلصی وی فرمایند فرمود قید نشده است او را باد لالان باندی
پیر خاص بوقوع آمده بود اما بخیر گذشت و خطی هم بنام شما فرستاده است فردا نزد شما
خواهد رسید پس همچنان بوقوع آمد که فرموده بود نقلست که زوجه مصطفی خان
که شخصی از امرای شهر بود ارادت بخدمت آنحضرت داشت و بسبب پرده نشینی بخدمت
حاضر شدن نمی توانست و در خانه خود تمامه از آنحضرت برای اخذ برکات متوجه
می نشست و هر روز غلام خود را برای اطلاع متوجگی خویش بخدمت میفرستاد روزی غلام
بعادت هر روزه بی اذن آن ضعیفه بخدمت آمده عرض کرد که بی بی صاحبه منتظر استفاده در خانه
خود نشسته است باستماع این معنی اندکی سکوت نموده فرمود که دروغ مگو که بی بی هنوز
متوجه نشده است و تو هم باذن وی نیامده آن شخص بتقصیر خود معترف گشت سید
غلام علی مجددی میفرمایند که روزی بخدمت حضرت میرزا حاضر بودم که شخصی
بی ادب بی درد بیرون آمده گستاخانه عرض کرد که آمده ام تا ببینیم که طنطنه میرزا جان جانان رحمانی
یا شیطانی حضرت میرزا از این کلام آن نافرجام متغیر شده و تیز تیز در روی نگریست فی الحال
بر زمین افتاد و مانند ماهی بی آب طپیدن گرفت و بآواز گفت که توبه کردم برای
خدا تقصیر من معاف فرمایند چون واسطه خدا جل جلاله در میان آمد برخاست و بدست
مبارک دست وی گرفته ایستاده کرد فی الحال شفا یافت نقلست که شخصی بی ادب
بر کشوفات میرزا انکار داشت روزی حضرت میرزا در گورستان میگذشت و آن
منکر هم همراه بود از راه امتحان بیک گور نشان داد و گفت که این گور قبر دوستدار من است
حال وی دریافت فرمایند فرمود دروغ گو این قبر یکی از زنان است قبر یار تو نیست
آن شخص عذر خواست و گفت که محض برای امتحان کشف شما این حرکت بوقوع آمد
نقلست که والد نواب عسکری خان که از اهل طریقه عالیه مجددیه بود روزی بعد فراغ

از مراقبه دامن مبارک بگرفت و عرض کرد که تا وقتیکه در بارهٔ دختر من بشارت تولد فرزند نخواهید
داد دامن مبارک از دست نخواهم گذاشت قدری تامل نموده فرمود که خاطر جمع دار حق تعالی
بدختر تو فرزند عطا خواهد کرد پس همچنان بوقوع آمد و در همان شب دختر وی حامله شد و
بعد نه ماه پسر زائید نقلست که روزی حضرت مرزا در بیابان همراه یاران خود سیر میکردند
ناگاه باران شدید نازل شد و هوا سرد گردید رفقا آیزا کشیدند چون اینچنین دید دست
بدعا بر داشت و گفت که الهی میخواهم که باران بر یاران من نبارد و من خشک با رفیقان
خود بمنزل برسم پس همچنان بوقوع آمد که گرد بر گرد ایشان باران شدید میبارید و بر اطراف ایشان
و بر ایشان یکقطره هم نمی افتاد و در مظهر جانجانان تحریر است که حضرت میرزا
جانجانان بارها میفرمود که بفضل الهی و عنایت ایزدی همه آرزوهای صوری و معنوی
دینی و دنیاوی ما بحصول انجامید بجز آرزوی شهادت ظاهری که در قرب الهی درجه علیا
دارد باقیست او سبحانه تعالی سببی برانگیزد که این آرزو هم بحصول انجامد چون ایام
شهادت آنحضرت نزدیک رسید بر همه مخلصان خطوط بمضمون الوداع تحریر فرموده از
همه یاران که حاشیه نشین مجلس بودند فرمود که حالا وقت وداع است که وقت ارتحال
نزدیک است آخر شب چهارشنبه هفتم ماه محرم سنه یکهزار و یکصد و نود و پنج پاسی از شب
گذشته بود که چند کس بر دروازه خانقاه دستک زدند خادم عرض نمود که [illegible] مردم مغل
[illegible] حضرت مرزا آمده اند فرمود که بیایند پس [illegible] اندرون آمدند [illegible]
چون ایشان اندرون رسیدند [illegible] حضرت مرزا برای ملاقات بر آمدند از جایگاه [illegible]
ایشان بایستاد مغل پرسید که مرزا جانجانان شمائید فرمود آری [illegible] کس دیگر هم گفتند
که بلی مرزا جانجانان همین است پس آن بدبخت گوله طپانچه بر حضرت مرزا زد و
گوله بر پهلوی چپ قریب بدل رسید و از آن صدمه سخت و ضعف [illegible] بر
زمین افتاد و قاتلان فرار نمودند چون مردم خبر شدند جراح حاضر آوردند علی الصباح
نجف خان نواب جراح فرنگی فرستاده فرمود که [illegible] متعلق [illegible] است حاجت جراح
نیست [illegible] ایشانرا معاف کردم چون خود [illegible]

پس تا سه روز بقید حیات بود روز سوم بروز جمعه بعد نماز سر برو دست بر کشته تا دیر فاتحه
برخواندند بعد اختتام فاتحه الله الله گویان بوقت شام جان بحق تسلیم نمود و آن شب شنبه
و بیگاه آن دهم ماه محرم بود ولادت باسعادت حضرت میرزا جان جانان یازدهم ماه رمضان
بروز جمعه وقت صبح سنه یکهزار و یکصد و یازده و شهادت بروز جمعه دهم محرم الحرام
سال یکهزار و یکصد و نود و پنج هجری است و صاحب مظهر جان جانان تاریخ وفات آنجناب عاش
حمیداً مات شهیداً تحریر فرموده و تاریخ ولادت آنحضرت تولد صاحب شرع از رقام میفر باید

از مولف جناب جانجانان شاه شمس الدین حبیب الله	که بد یکتا بمحبوبی و مطلوبی و مرغوبی
بتولیدش سحی مقبول ربانی رقم کردم	ابو وصل پاک او شاه شهادت قطب محبوبی ١١٩٥

از مولف جانجانان شاه شمس الدین سعید	وصل او بسیر و از گفت و شنید	خازن جنت رقم شد از قلم
بهر تولیدش سعید آن سعید	گشت روشن از خرد سال وصال	بنده حق پیر شمس الدین سعید

مولوی احمد الله مجددی نقشبندی قدس سره نام پدر بزرگوارش
ثناء الله پانی پتی است نسبت بزرگان آن بزرگوار بچند واسطه بشیخ جلال الدین چشتی صابری
میرسد مولوی مرید حضرت میرزا جان جانان دهلوی بود و در این نسبت بکمال رسیده و
علوم ظاهر از پدر عالی قدر خود مولوی ثناء الله خوانده بود و فاضل وقت شده هر روز نسبت
یک سیپاره قرآن مجید تلاوت میکرد و سی و پنج هزار بار نفی و اثبات و یک هزار بار درود
شریف میخواند و از صبح تا چاشت مراقب می نشست [illegible] روش [illegible] نسبت کمال نور
روز می [illegible] دعا [illegible] الهی [illegible] دل شده [illegible] شده است [illegible]
[illegible]
[illegible] مولوی [illegible]
[illegible] گشت [illegible]
[illegible] سال [illegible]

از مولف [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

از قدمای اصحاب و عظمای خلفای حضرت میرزا جانجانان ست و از اولاد شیخ عبد الحق محدث دهلوی ست چون حافظ محمد محسن پدرش برحمت حق پیوست و در اوایل ایام جوانی از مصاحبت بد نهادانی در عقیده وی انحرافی و در ظاهر از طریق مستقیم انحرافی پیدا شده بود در رویا دید که حضرت مرزا جانجانان شیر برنج تناول فرموده بقیه آن بوی عطا فرموده اند پس آن روز بجذب جاذب حقیقی بخدمت حضرت جانجانان حاضر شده تایب شد و درین راه بکمال استقامت و ثبات در ریزه ترقیات کثیره رسید و بنهایت مقامات احمدیه مجددیه نقشبندیه فایز گشت و در نسبت وی جذبی و شورشی قوی بود و از حرارت شوق و گرمی طپش باطنی در موسم سرما حاجت بلباس پشمین نداشت و از غایت محبت هر جا که اسم الله بگوش وی میرسید بیهوش میگشت و در حالت بیهوشی می افتاد وی بیهوش گشتی و صاحب مظهر جانجانان میفرمایند که در هنگامه غارتگری احمد شاه درانی شیخ محمد احسان بر در دروازه کوچه خود سه بیت تمام نشسته بود از فضل الهی و توجه آن شخص احدی از غارتگران در آن کوچه داخل نشد و اهل کوچه از دست غارتگران جان و مال بسلامت بردند نقلست که شخصی در دو پهلو داشت بخدمت وی آمده عرض نمود که فی سبیل الله بلیت بینا مرض همت بر گمارید همینکه اسم مبارک الله بگوش وی رسید نعره بزد و بیهوش بر زمین افتاد و در روز زایل شد وفات آن جامع الکرامات در

سال یکهزار و دوصد و شش هجری ست **از مولف**	رفت از دنیا چو در خلد برین
شیخ ذی الجاه احسان متقی از حلتش اهل ضمیر احسان بگو	اسم بگو احسان حضوری یقین

مولوی علیم الله گنگوهی قدس سره از قدمای اصحاب اکابر صاحب خلفای با کمال شیفته جمال حضرت مرزا جانجانان بود سلوک طریقه احمدیه تمام نموده بکمالات جلیه و مقامات علیه رسید و در نسبت وی سکر و بیهوشی غلبه تمام داشت سرشار محبت الهی و مخمور ذوق و آگاهی بود از ذکر اهل محبت مدام بر زبان داشتی و حکایات عاشقان الهی اشک ریز چشم وی گشتی نقلست که یکبار حضرت غوث الاعظم را بخواب دید درخواست که قدمبوسی نماید فرمودند که از بهر خدا هیچ حرکت مست عرض نمود که یا ابن رسول الله سعادت ما فوق است ازین لفظ اظهار انبساط نموده تلطفات بسیار بحال وی فرمود و شبی بخواب دید که اکابر سلسله عالیه چشتیه مثل حضرت فرید الدین

گنج شکر و شیخ عبدالقدوس رحمة الله علیه تشریف آورده از قلب وی سلب نسبت نقشبندیه
کردند و القای نسبت خاندان خود فرموده تشریف بردند بعد از آن ارواح بزرگان
نقشبندیه مثل حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی وغیره تشریف فرما شده نسبت چشتیه
از باطن وی کشیده باز نسبت نقشبندیه در سینهٔ بی کینهٔ وی معمور فرمودند علی الصباح
بخدمت حضرت میرزا جانجانان حاضر آمده اظهار این واقعه نمود آنحضرت او را بخدمت
پیر روشن ضمیر خود برد هنوز نوبت باظهار حال نرسیده بود که حضرت شیخ فرمود که بزرگان
چشتیه بجمال اشفاق فرمی نموده القای کیفیات نسبت خود فرموده بودند لیکن عزیزان نقشبندیه در رسیده
باز نسبت اصلی خود عطا فرمودند مقابله تکلف نیست طریقه عالیه حاصل کرده اید صحیح و بجا اند وفات

سید علیم الله در سال یکهزار و دو صد و یازده هجری ست از دولت	سید عالم علیم الله سید سر
چون ازین دنیا بجنت شد مقیم | ارتحالش نا نمل کرم کن بیان ۱۲۱۱	اسم رقم کن شیخ عالم علیم ۱۲۱۱

مولوی ثناء الله مجددی نقشبندی قدس سره اصل وی از پانی پت

اشرف و اسبق خلفای میرزا جانجانان دهلوی ست نسب وی بحضرت شیخ جلال الدین
پانی پتی چشتی صابری میرود از وی و از واسطه میرسد و نسب شیخ جلال الدین چشتی بعثمان ابن
عفان خلیفهٔ ثالث رسول الثقلین منتهی میگردد و شیخ ثناء الله زبدهٔ علمای ربانی و نخبهٔ
بارگاه سبحانی و در علوم عقلی و نقلی و کمالات ظاهری و باطنی از همتا زان وقت بود و در فقه
و اصول بمرتبهٔ اجتهاد رسیده و کتابی مبسوط در علم فقه الموسوم بمالا بد منه بر دلایل مذهب اربعه
و نیز تفسیری طولانی جامع اقوال قدمای مفسرین و تاویلات جدیدا رقام نموده است و چندین
رسایل در تصوف و تحقیق معارف حضرت شیخ احمد مجدد بر نگاشته است در اوایل مرید شیخ
الشیوخ محمد عابد نقشبندی مجددی شده متوجهات وی بمرتبه فنای قلبی رسید و بارخصت الارشاد
آنحضرت بخدمت میرزا جانجانان حاضر آمده بنهایت مقامات طریقهٔ مجددیه احمدیه رسید
و از غایت سرعت سیر و شوق دلی تمام سلوک این طریقه در پنجاه توجه با تمام رسانیده
و هژده ساله بود که فراغ از تحصیل علوم ظاهری و خلافت طریقه یافته باشاعت علوم ظاهر و باطن پرداخت
و از زبان حضرت میرزا جانجانان علم الهدی خطاب یافته و نقل است که مولوی ثناء الله در روز

ایام خورد سالی شیخ جلال الدین پانی پتی جد خود را در خواب دید که بسیار الطاف بحال وی
مبذول فرموده پیشانی خود را به پیشانی وی مالید و نیز در همان ایام حضرت غوث الاعظم
محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سره العزیز را بخواب دید و حضرت غوثیت اعظمیه خرقه خاص تبرک
عطا کرد چون بیدار شد خرقه مذکور در دست حق پرست وی موجود بود و نیز یکبار بزیارت
سید ابرار علی المرتضی کرم الله وجهه بخواب مشرف شد و علی المرتضی بکمال بشاشت در حق وی
فرمود که انت منی بمنزلة هارون من موسی علیهما السلام چون حضرت مولوی ذکر این خواب
بخدمت مرزا جان جانان پیر روشن ضمیر خود کرد فرمود که صورت مثالی این فقیر بصورت
جد بزرگوار فقیر علی المرتضی متمثل شده شما را باین کلمات بشارت ساخت و تعبیرش اینست
که بعد فقیر خلافت طریقه بشما منتقل گردد و منقولست که مرزا جانجانان میفرمود
که اگر او سبحانه تعالی بروز حشر و نشر از من خواهد پرسید که در درگاه ما چه تحفه آوردی
عرض کنم که مولوی ثناء الله پانی پتی آورده ام و منقولست که مولوی فضل الله
برادر کلان مولوی ثناء الله که در علوم ظاهری و باطنی کامل و در طریقه مجددیه
مرید مرزا جانجانان بود چون وفات یافت از وفات وی مولوی ثناء الله بسیار
اندوهگین بماند شبی بخواب دید که مولوی فضل الله میگوید که ای برادر اینقدر غم
و الم در باب مرگ من چه معنی دارد که دوستان خدا نمیمیرند بعینه من نمرده ام بلکه حیات
دوام یافته ام و این مقامی ست که شما را هم در ینجا رسیدنی ست وفات
مولوی ثناء الله در سال یکهزار و دوصد و شانزده هجری ست ۱۲۱۶ از مولف

ثناء الله ثناگوی خدا بود	بجنت یافت زین بیامی و دون بارا	بخوان اهل ظفر تاریخ سال فوت
بگو تاریخ دیگر تاج اصفیا ۱۲۱۶	شاه درگاهی مجددی قدس سره	صاحب [illegible]

آراسته و خوارق و زهد و ورع و تقوی [illegible] و سلسله عالیه مجددیه [illegible] و استفاده [illegible]
بسیر [illegible] و استغراق مجددی داشت که وقت نماز [illegible] بآواز بلند آگاه [illegible]
گرمی نسبت مجددی بود اگر بیکوقت [illegible] نیز از کس متوجه میشد [illegible]
انقلاب [illegible] که روزی در نماز در پس امام ایستاده بود اما [illegible]

کحب الله والذین آمنوا اشد حبا لله بخواند شنیدن این آیت آتش محبت از دل محبت منزل
وی بجوش آمد و قدری در جسم مبارک حرکت شد فی الحال اول امام بعد ازان تمام مقتدیان
جماعت در وجد آمدند چون نعرهای هاو هو از مسجد برخاست اهل محله جمع شدند و
بحضور داخل شدن مسجد تمام و کمال در خروش آمدند غرض هر احدی که در آن مسجد
قدم می نهاد از فیضان محبت الهی که در آنجا مثل باران می بارید سرمست و مدهوش
میشد و بر زمین چون ماهی بی آب می غلطید و صاحب مخزن مجدد یه می فرماید
که حضرت شاه درگاهی ولی مادرزاد بود و جذب محبت جاذب حقیقی در ایام طفولیت
دامنگیرش بسوی خود کشید از وطن خود که مقام تخت هزاره پنجاب بود برآمده در صحرا میگشت
و بسبب بیهوشی از خوردن و پوشیدن هیچ خبر نداشت و اگر گرسنه میشد بخوردن برگ
درختان صحرائی اکتفا کردی چون بسن تمیز رسید قدری افاقه از بیهوشی حاصل شد
کلام الله بخواند و نماز صحیح کرد باز مغلوب الحال گردید آخر در صحرای براون افتاد و بمزار
پر انوار شیخ حمید الدین صوفی آمده در طریقه قادریه اعظمیه مرید شیخ جمال الله قادری شد
بعد از آن فیض کامل از روحانیت حضرت شیخ احمد مجدد بوی رسید و از کاملان وقت
شد نقلست که شیخ درگاهی گاهی چیزی از کسی نگرفتی و ملاقات با اغنیا روا نداشتی
و اگر کسی بوقت بیهوشی نذر درهمی یا دیناری در چادر وی می بست و بوی نجاست دنیا در
دماغ جان وی میرسید و بهوشیار شده گردید فی الحال از آنجا روانه شده بدریا میرسید
و آن درهم یا دینار را بدریا می انداخت بطوریکه بلمس دست وی نشاید نقلست
که شخصی از مخلصان آنجناب در صحرا می رفت اتفاقا شیر از بیشه پیدا شده بر آن شخص حمله
آورد و در آنوقت آن شخص شیخ درگاهی را بامداد خود یاد کرد همانوقت در آنجا موجود شد
و طمانچه سخت بر روی شیر زد و شیر فی الحال بگریخت و آن شخص از دست شیر اجل خلاصی یافت
نقلست که روزی شخصی بقال که همسایه شیخ بود بخدمت شیخ حاضر آمد و سر در پای
وی آورد و عرض نمود که این حرکت از بهر چیست گفت که امروز بعنایت و حمایت شما جان بسلامت
بردم ورنه هلاک میشدم که امروز دیوار دروازه مکان من از خود بخود افتاده قریب بود

که بزیر آن دیوار آمده باک نشوم شما بزیارت باهر کات تشریف آورده آن دیوار را بدست خود گرفتند و بجای دیگر انداختند ازین سبب سلامت ماندم نقلست که روزی شیخ بیکی از مخلصان خود فرمود که آتشی از غیب در خانه تو افتادنی است باید که تمام متاع و اسباب خود از خانه خویش بدر کنی که بسلامت ماند آن شخص بخیال نیاورد و چون شب آتش نمود اگر چه خانه و اسباب خانه آتش تمام و کمال بسوخت **ولادت** با سعادت شیخ درگاهی در ملک پنجاب بمقام تخت هزاره در سال یکهزار و یکصد و شصت و دو بوقوع آمد که تاریخ ولادت آنجناب صاحب مخزن مجددیه معدن فیض حق انتقام فرموده و **وفات** آن جامع الکمالات باقوال صحیح در سال یکهزار و دو صد و بست و شش و سه گوهر بار بمقام رامپور واقع شده که تاریخ وفات آنجناب بابت قطب اولیاست ۱۲۴۲ عین امر الله بیان فرموده اند از **مولف**

شیخ درگاه شاه والاجاه

حاکم دین زناه تا ماهی
سال تولید او اگر خواهی
عاشق خاص کن رقم سرور ۱۱۶۲
سال تاریخ رحلتش فرما
زاهد هر شیخ درگاهی ۱۲۲۶
ایضاً شیخ درگاهی ولی واصل خدا
مقتدای دین شه هر دو جهان
هست خیر الاکرمین ۱۱۶۲ تولید او
رحلتش بد لوح عشق آمد عیان

مولانا صفی الدین المشهور بصفی القدر قدس سره

نام پدر عالیقدر آن عزیز القدر میر محمد عیسی بن سیف الدین بن عروة الوثقی شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی قدس سره است جامع بود میان کمالات ظاهری و باطنی و اوصاف صوری و معنوی و بر طریقه آبای کرام خویش محکم قدم و ثابت دم بود و در ترک دنیا و انقطاع کامل سید اشت بحدیکه نواب نصر الله خان حاکم رامپور بخدمت وی التجا آورد که عهده بخشی گری فوج قبول فرمایند وی قبول نفرموده بیاد و اشتغال و اوراد خود مشغول میبود و از بس شوق و ذوق بخواندن حدیث و تفسیر بود و از اهل فسق و فجور بنهایت محترز بود **وفات** مولانا صفی الدین بروز پنجشنبه بست و پنجم شعبان سال یکهزار و دو صد و سی و شش هجری که بمقام لکهنو واقع شده و حضرت سید احمد و مولوی اسمعیل شهید که در خطه پنجاب بضلع هزاره و پشاور از دست اقوام سکهه شربت شهادت چشیده اند غسل و تجهیز و تکفین وی کردند و بود جنازه

برداشته روان شدند وقت شب بود و در راه فرش یعنی چهپر کسی سوخته افتاده بود و بسیار
آتش در وی بود دیگر بسبب خاکستر که بر روی آتش بود معلوم نشد حمالان جنازه را در
آتش گذر افتاد با وجودیکه چند قدم بر روی آتش رفتند آخر آتش بپا هیچکس از مردمان
حمالان جنازه معلوم نگشت چون ایشان از آنجا گذشتند دیگر همراهان از موجودگی آتش
آگاه گشتند و از آنجا کناره کش شدند از مولف

صفی الدین ولی مطلوب سبحانی	چو از دنیا بفردوس برین رفت
عجب تاریخ ترحیلش عیان شد	شه شیخ اصفیا محبوب سبحانی ۱۲۳۶

شاه عبد الله المشهور بغلام علی دهلوی قدس سره از اعاظم خلفای
و سجاده نشینان حضرت میرزا جانجانان است و نسب شریف وی بحضرت اسد الله الغالب
علی ابن ابیطالب میرسد و والد بزرگوار وی سید عبد اللطیف مردی مرتاض و اهل مجاهده بود
که بجای طعام باکل نقولات اکتفا کردی و در صحرا ذکر جهر نمودی و در سلسلهٔ قادریه مرید شاه
ناصر الدین قادری بود و قبل از ولادت شاه غلام علی روزی حضرت علی المرتضی کرم الله
وجهه را بخواب دید که میفرمایند ای عبد اللطیف حق تعالی ترا پسری عطا خواهد کرد او را بنام ما موسوم
کنی و والده ماجده حضرت شاه نیز بهمان ایام حضرت غوث الاعظم را بخواب دید که میفرمودند پسر خود را
بنام عبد القادر که اسم مبارک ماست موسوم کنی پس بعد تولد والد ماجدش باسم علی و والده
شریفه اش باسم عبد القادر و عم بزرگوارش باسم عبد الله وی را موسوم ساختند چون بحد
بلوغ رسید از راه فرط ادب خود را بغلام علی مشهور کرد مولد و منشای وی قصبه بتاله پنجاب است
و تا سن بلوغ در آنجا سکونت داشت بعمر سیزده سالگی والد بزرگوار وی را از بتاله در دهلی
طلبید باراده آنکه او را هم بخدمت پیر خود حاضر کرده مرید کنند چون شاه غلام علی در دهلی رسید شاه
ناصر الدین فوت کرده و نوبت به بیعت نرسید پس والد بزرگوارش فرمود که ما شما را برای بیعت
شاه ناصر الدین طلبیده بودیم اما تقدیر نبود حالا هر جا که بوی مقصد بمشام جان شما رسد بیعت کنید
پس حضرت شاه اول بخدمت شاه ضیاء الله و شاه عبد العدل خلفای خواجه محمد زبیر حاضر شد بعد
از آن بخدمت خواجه میر درد فرزند خواجه شاه ناصر الدین و مولانا فخر الدین فخر جهان چشتی دهلوی
و شاه تانو و شاه غلام سادات نقشبندی چشتی و دیگر اعزه و مشایخ دهلی حاضر شده حظ صحبتها برداشت آخر عزم

بیست و دو سالگی بخدمت حضرت مرزا جانجانان در سال یکهزار و یکصد و هشتاد حاضر شده دست
ارادت بدامان آنحضرت زد و اول بیعت بخاندان عالیه قادریه نمود و تکمیل سیر و خرقه خلافت
سلاسل اربعه یافت و بعد از وفات پیر روشن ضمیر جانشین و صاحب سجاده ایشان شد و هزارها
کس طالبان حق را بحق رسانید و خوارق و کرامات آنحضرت را حد و حساب نیست چنانچه منقولست که روزی
مولوی کرامت الله مرید آنحضرت بمرض ذات الجنب گرفتار بود آنجناب دست مبارک بجای درد رسانید
فی الحال شفا یافت و منقولست که یکبار یکباره در دریا توجه بکشتی روان فرمود فی الحال کشتی در دریا
ساکن شد و شخصی احمد یار که از اجلاء اصحاب آنجناب بود میگوید که من برای تجارت میرفتم و در اثنای
راه بخواب دیدم که حضرت شاه تشریف آورده قریب بهل سواری من استاده فرمود که بهل را
تیز کنید و بدوانید و ازین قافله جدا شده بگذرید که راهزنان این قافله را غارت خواهند کرد
پس بهل را دوانیده از قافله جدا شدم بقضای الهی همه اهل قافله آن روز گرفتار پنجه راهزنان
شدند و من بتوجه آنحضرت سلامت ماندم میان الف شاه خادم آنحضرت نقل میکرد که
روزی من در دشت راه گم کردم ناگاه از دور بزرگی پیدا شد و مرا براه راست دلالت
کرد چون نیک ملاحظه کردم حضرت شاه غلام علی بود و منقولست که روزی حضرت شاه
غلام علی بجهت تعزیت در خانه صالحه که مریده آنجناب بود تشریف برد چونکه دختر آن صالحه نیز
جوان فوت شده بود فرمود که الله تعالی ترا نعم البدل این دختر پسری عطا خواهد کرد آن زن
که بعمر پیری رسیده بود عرض کرد که یا حضرت من پیرم و شوهر من پیر است حالا پیدا شدن
اولاد خلاف عقل است فرمود که خدا قادر مطلق است بعد چندی آن زن حامله شد و فرزند
زائید و عمر دراز یافت منقولست که زنی بخدمت حاضر شده برای شفای بیماری
عرض کرد آنحضرت او را تبرک از طعام خود عطا کرد که نان و کباب بود چون در خانه خود رفت
دید که آن کباب مبدل بحلوا شده است معلوم نمود که اجل بیمار نزدیک رسیده است چنانچه همان
بوقوع آمد و میر اکبر علی که از مخلصان آنجناب بود برای شفای بیماری زنی از اقارب
خود مکرر عرض نمود آخر فرمود که زیست آن زن زیاده از پانزده روز معلوم
نمیشود بتقدیر ربانی روز پانزدهم وفات یافت لیکن در ایام مرض میر اکبر علی توجه بآن زن

نموده بود چون بر جنازه اش حضرت شاه تشریف برد فرمود ای اکبر علی مگر توبه باین زن
نموده که برکات معلوم نشود عرض کرد که آری بکیر و ز متوجه شده بودم و منقولست که قریب
خانقاه حضرت شاه مکانی در ملکیت زنی بود که مذهب شیعه داشت آنحضرت بسبب قلت مکان
خانقاه و کثرت خدام ارزوی در خواست مکان بطور بیع نمود تا شمول خانقاه کند آن زن
انکار نمود آخر یکبار حکیم شریف خان را که از اعزه دهلی بود برای فهمایش نزد وی فرستاد
و آن زن بگفته حکیم هم اقرار نکرد و بیع مکان منظور نداشت بلکه سخنان بد در حق آنجناب گفت
حکیم شریف خان بخدمت آنحضرت آمده سخنان آن زن بعینه نقل کرد و باستماع آن روی
بسوی آسمان کرده بر زبان آورد که یا حضرت شنیدی کلام آن زن را فی الحال نخواهیم گرفت
تا وقتیکه او خود آمده التجا نکند پس رسیدن ایام بسبب تقدیر موت در خاندان آن زن افتاد
و از همه مردمان خانه یکزن یعنی وی و یک بچه خورد سال باند چون بچه هم بیمار شد دانست
که از شومی نافرمانی ماست آخر آن بچه را بخدمت آنحضرت آورده نیاز مندیها کرد و بعد
قیمت واجبی مکان مطلوبه حواله آنحضرت نمود و از آن آفت خلاص یافته و با عتقاد
نیک در زمره مریدان آنجناب منسلک گشت و منقولست که حکیم رکن الدین خان
را بدعای آنحضرت منصب وزارت بحضور بادشاه حاصل شد روزی آنحضرت سفارش
عزیزی که حق بجانب او بود بحکیم مذکور کرد حکیم بد دماغ و تکبر وزارت در آن تندی نکرد از ین
سبب غبار ملال بر چهره آنحضرت از طرف حکیم رکن الدین خان بنشست و وی بود چند
روز از عهده وزارت معزول گشت و همچنین نظام الدین صوبه دهلی روزی در مجلس خود
سخنان انکار در باب آنجناب بر زبان آورد چون این خبر بگوش هوش حضرت شاه رسید
فرمود که ما بدتر از آنیم که او میگوید پس در همان هفته معزول شد نقلست که شخصی از اقلیم
کابل بهندوستان می آمد وقت عبور دریای سنده شتر وی مع کالا در دریا غرق شد نذر کرد
که اگر شتر من زنده با اسباب از دریا سر بر آورد نان روغنی نذر حضرت شاه غلام علی کنم
فی الحال شترش با اسباب از دریا سر بر آورد و با سعی دیگری بکناره دریا رسید چون
بحضور آمد حال این واقعه عرض کرد فرمود که نان بیار زیاده ادی عرض کرد که دارم نقلست

که شخصی احمد یار نامی مرید حضرت شاه بود و عم او را پادشاه بمطالبه مبلغ ناحقه در حبس کرد احمد یار بخدمت آمده عرض حال نمود فرمود که شما ده کس جمع شده در قلعه شاهی بروند و او را از مجلس خلاص کرده بیارند انشاء الله کسی مزاحم شما نخواهد شد پس همچنان بوقوع آمد که کسی ایشانرا ندید و پادشاه هم باز مزاحم حال عم احمد یار نشد نقلست که پسر مولوی فضل احمد امام جمعه مسجد دهلی علیل بود شبی در خواب دید که شاه غلام علی تشریف آورده چیزی به پسر وی نوشانیدند چون صبح شد پسر وی شفا یافت فضل احمد براه صدق باطن چند مبالغ بطور نیاز آورده بخدمت آنحضرت گذرانید تبسم فرموده گفت که این اجرت خدمت شبانه ماست عرض کرد که این شکرانه عنایت شبانه حضور است نقلست که شخصی بخدمت آمده عرض کرد که پسرم از دو ماه مفقود الخبر است نمیدانم که کجا است توجه فرمایند که بیاید فرمود که پسر تو در خانه نیست باستماع اینمعنی آن شخص متحیر شد فرمود که جای حیرت نیست در خانه برو و ببین آن شخص چون در خانه رسید پسر خود را موجود یافت نقلست که روزی پیرزالی بخدمت حاضر آمده عرض کرد که پسرم در سپاهیان پادشاهی نوکر بود حالا ترک کار کرده و لنگوٹی بسته از دین شریعت برگشته است و بنگ مینوشد باستماع اینمعنی ساعتی متوجه شده همان وقت پسر وی بیعت تام بخدمت حاضر آمده تایب گشته مرید شد و همانندم لطایف خمسه وی ذاکر شدند نقلست که وقتی چند کس از خلفای آنجناب از راه دور بخدمت آمدند و در اثنای راه گفتند که معمول حضرت شاه است که بوقت حاضری مریدان خود چیزی بطور تبرک عطا میفرمایند یکی گفت که مرا اینهم تهبند خواهش عمامه خاص است دیگری گفت که من کلاه میخواهم سوم گفت که من پیراهن خاص آنجناب آرزو دارم اگر عنایت کنند همچنین هر کس در دل انتصور چیزی نمود چون بخدمت حاضر آمدند هر کس را حسب مدعای وی اشیا جدا جدا عطا فرموده فرمود که حالا بمدعای خود ها رسیدید منقولست که حضرت شاه از غایت ترک دنیا با اهل دنیا کاری نداشت و اگر امیری یا دولتمندی بخدمت حاضر آمدی از امر وی التفات روا نداشتی چنانچه وقتی نواب شمشیر بهادر رئیس ملک بندیلکهند کلاه لطف سرا پوشیده حاضر خدمت شد آنحضرت در پیش آمده او را منع فرموده ضمیر وی

که اگر همین حساب است بار نخواهیم آمد فرمود خدا شمارا در خانهٔ ما بیارد و آن شخص مغلوب الغضب شده
برخاست و برفت چون بر زینهٔ صفهٔ دالان رسید کلاه خود از سر برید شد و باز آمده خادم گشته در سر سفینه
بخدمت حاضر آمده تائب شد و بیعت نمود و منقول است که حضرت شاه اکثر اوقات این
شعر بر زبان گوهر افشان خود می آورد ه خاک‌نشینی است سلیمانیم + ننگ بود افسر سلطانیم
هست چهل سال که می پوشمش + کهنه نشد خلعت عریانیم + و نیز میفرمود ه هر چند پیر و
خسته دل و ناتوان شدم + هر گاه یاد روی تو کردم جوان شدم و نیز میفرمود که در فقیری فای
فاقه و قاف قناعت و یای یاد الهی و رای ریاضت است هر که بجا آورد فای فضل و قاف قرب
قبول و یای یاری و رای رحمت یافت و فقیر شد والا فای فضیحت و قاف قهر و یای یاس
و رای رسوائی حاصل کرد و سود الوجه فی الدنیا و الآخرة گردید و نیز میفرمود طریقهٔ نقشبندیه
عبارت از چهار چیز است بی خطرگی و دوام حضور و جذبات و واردات و میفرمود که بیعت
سه قسم است یکی برای توسل به پیران کبار دوم برای توبه از معاصی سوم برای کسب
نسبت و میفرمود که مردان چهار قسم اند نامردانند و مردانند و جوانمردانند و فردانند طالب دنیا
نامرد و طالب عقبی مرد و طالب عقبی و مولی جوانمرد و طالب مولی فرد است و میفرمود که اولیا سه
قسم اند ارباب کشف و ارباب ادراک و ارباب جهل و میفرمود که ارواح بعضی مومنان
ملک الموت قبض میکند و لیوقت قبض روح خاصان الهی فرشته را نیز دخل نیست ه
در کوی تو عاشقان چنان جان بسپرند + کانجا ملک الموت نگنجد هرگز و میفرمود
که عاشق در دیدار آن همین باید که شیخ نجم الدین کبروی نظم کرده است قطعه

با نان جوین و خرقهٔ پشمین و آب شور	سی‌پارهٔ کلام و حدیث پیغمبری	هم نسخهٔ دو چار ز علمی که نافع است
در دین نه لغو بوعلی و ژاژ عنصری	تاریک کلبهٔ که پی روشنی آن	بیهوده منتی نه بر شمع قندری
با یکدو آشنا که نیرزد به نیم جو	در پیش چشم همت شان ملک سنجری	این آن سعادتیست که حسرت برد بر آن
جمشید پای تخت فقیر و ملک سکندری	و نیز بعضی اوقات این اشعار جامی سهروردی میخواندند ه	
تنگلی نه سیر اولنگی پا لا	نی غم در زر و سنی غم کالا	گزک بور یار دیسک
واقعی پر زور ...	اینقدر بس بو جهان سیا	عاشق رندلاره باسی لیلا

و بعضی اوقات میفرمود که طالب را باید که یک لمحه از یاد مطلوب غافل نباشد ؎
این شرط عاشقی ست حسن دا بجز جگر چشید نتوان ؛ و میفرمود حب الدنیا راس کل
خطیئة یعنی دوستی دنیا سر گناه است یعنی چون دوستی دنیا در دل آمد سر گناهیست که متعلق
بوی ست از بنده ظاهر میگردد ؎ اهل دنیا کافران مطلق اند ؛ روز و شب در بق بق و
در زق زق اند ؛ و بعض اوقات از حال خود خبر میداد که پیشتر در مسجد جامع شاهجهان آباد
میخوابیدم و چون گرسنگی و تشنگی غلبه میکرد آب حوض مسجد میخوردم و هر روز سیپاره
کلام مجید میخواندم و ده هزار بار ذکر نفی و اثبات وظیفه ام بود و نسبت باطن چنان قوی بود
که تمام مسجد از نور پر نور میبود و همچنین که در هر کوچه میگذشتم پر انوار میشد و هر بازار
که میرفتم نسبتش پست میگشت لیکن با خود را نسبت میکردیم و تواضع و تکبر هم آن بزرگ
بخود الزام میکردیم و حالا ضعیف شده ایم و حال اینست که ؎ نه ناتوانی بخود انیفدر
نشده ام که از در عشق نتوانم که دیده بردارم ؛ و میفرمود که یکبار حرارت آتش در دل و نی
بسیار غلبه کرد و چند روز گریه و زاری کردم دیدم سید عالم صلی الله علیه وسلم را بخواب دیدم که فرمود
تو محبوب مائی و هر که ما را دوست میدارد در آتش دوزخ نرود و فرمود که روزی بمزار حضرت
سلطان المشایخ نظام الدین رفتم و عرض توجه نمودم فرمود که انتهای کمالات سلسله احمدیه
ترا حاصل است گنجایش دیگر نیست عرض کردم که نسبت خود نیز عطا فرمایند متوجه شدند دیدم که
چهرهٔ مبارک سلطان المشایخ مثل من شد و چهره من مثل ایشان نمایان گردید و خواندند شعر ؎
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ؛ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو
دیگری ؛ و فرمود که کلام ربانی که از صوت و لحن مبراست سه بار شنیدم یکبار در مدرسه
و دو بار در مکان مسکونه خود و فرمود که شبی گفتم یا رسول الله جواب شنیدم لبیک یا
عبد الصالح ۔ و شیخ عبد الغنی مجددی در رساله خود مذکور آنحضرت میفرماید که اعظم کرامات
و افضل خوارق عادات آن جامع الکمالات تصرف در بواطن طالبان و القای فیض و برکات
حضرت سبحانه بصدور ایشان بود و این امر از آنجناب چندان بظهور آمده که تحریر آن دفترها
باید هزاران دلهای ارادتمندان را ذاکر گردانید و صدها را مجذوبات و واردات الهیه ساختند

دلها را از مقامات و حالات عالیه فایز فرمود و حل مشکلات و برآمد حاجات از دعای
آنحضرت بسیار بوقوع آمده اکثر کارهای مردم بدرگاه آنجناب بانصرام میرسید بسیار تحفه‌ها و نقود
میگذشت و بارها موافق فرموده بظهور رسیده اند کلام که راست نقلی هم آن عالی‌مقام سراپا انعام بود و
بسیار کسان در منام آنجناب را دیده اخذ طریقه نمودند و بسیار بصفت تمام نوشتم شرفیاب حضور شدند
اکثر فساق و فجار از توجه آنحضرت تایب شده براه راست آمدند و بعضی کفار زنار بکار رابند ترک
التفات آن معدن البرکات باسلام مشرف گشتند نقل است که روزی یک هندو که برهمن
زاده در مجلس شریف آمد چون شکل محبوب و صورت مرغوب داشت همه اهل محفل رو
بجانبش می‌آوردند حضرت شاه را هم نظر عنایت آخر بروی افتاد فی الحال زنار کفر از گردن
عبودیت برآورده خلعت ایمان پوشید و قامت خود را از زیور کلمه شهادت بیاراست
و گلشن احسن خود را از نور اسلام جلا داده نشین گدایان در دوست که هر کس پیوست
باین طایفه شاهی شد و رهاشت و منقول است که چون ایام وفات آن جامع الکمالات
نزدیک رسید چند روز بمرض بواسیر و فارش بیمار شد بهمان بیماری بتاریخ بست و دوم ماه صفر
بعد انقضای سنه یکهزار و دو صد و چهل ازین دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست و وقت
انتقال وصیت فرمود که پیش پیش جنازه ما رباعی حضرت خواجه بهاؤ الدین شاه نقشبند
با اشعار عربی بخوانید ☙ مفلسانیم آمده در کوی تو * شیئاً لله از جمال روی تو *
دست بکشا جانب زنبیل ما * آفرین بر دست و بر بازوی تو ☙ وفدت علی الکریم بغیر زاد
من الحسنات والقلب السلیم * فحمل الزاد اقبح کل شیء * اذا کان الوفود علی الکریم * پس
چون جنازه برداشته شد همین اشعار عربی و فارسی را بلحن خوش همراه جنازه میخواندند
و حضرت شاه ابو سعید که خلیفه اعظم آنحضرت بود تاریخ وفات آنجناب نور الله مضجعه تحریر
فرمود و حضرت شاه رؤف این رباعی در تاریخ وفات آنجناب تصنیف کرد ☙ چون
جناب شاه عبد الله قیوم زمان * زین جهان فرمود رحلت سوی جنات الکریم * سال او با
حالی او جستم بجای رافت ز دل * گفت ادخلی فی روح و ریحان و جنات النعیم * ولادت با سعادت
آنحضرت باقوال صحیح در سال یکهزار و یکصد و پنجاه و ششم در قصبه بتاله علاقه ملک

به جنات وقوع آمد وفات در سال یکهزار و دو صد و چهل هجری هست از مولف

شد چو سوی جنت از فنا امام نورالبشر	امام هدی و عالم علی ولی	شد و سید و رهبر و هادی جهان
دیگر آفتاب بفرود علی ۱۲۴۰	وصالش غلام علی مهدی است ۱۲۴۰	تاریخ تولید آن متقی
خواجه کشاف عبدالله گو ۱۱۵۸	رهنمای خلق شیخ اولیا	ایضاً مقتدای دین علی والی حق
هست عبدالله عاشق مقتدر ۱۱۵۸	نیز تولیدش بقول اهل خیر	سال تولیدش بسید صدق و حق
مولانا خالد مجددی	زنده دل مرشد علی المجتبی	گشت سرور سال ترحیلش عیان

قدس سره از عظمای خلفا و کبرای اولیای خاندان مجددی است و در علم ظاهری نیز بهم بدیعفاست کمال داشت مولدش ولایت کردستان و شهر زور وطن و دیگر القابی ثانی او بود و در حدیث پنج سبک کتاب سند داشت و از علمای هندوستان البته در شرح حضرت شاه عبدالعزیز دهلوی سبک و در اشعار عربی و فارسی گوی سبقت از فردوسی و فرزدق برده بود و حضرت شاه غلام علی قدس سره در حق وی لسیفر بود که مولانا خالد جامی وقت و خسرو عهد است و وی بعد تحصیل علوم ظاهری داعیه طلب در سر داشت از اتفاقا میرزا رحیم الله که سیاح عالم از خلفای شاه غلام علی بود در کردستان نزد وی رسید حضرت خالد پیش مولانا رحیم الله شکایت از عدم وجدان مرشد اهل طریقت نمود بس بحسن دلالت و رهنمای میرزا رحیم الله از اینجا بدهلی آمده و نه ماه بخدمت حضرت شاه غلام علی حاضر ماند و بعد آنکه در خانقاه بدست خود گرفت و بتوجه پیر روشن ضمیر بمدارج اعلی رسید و بعد عطای خرقه خلافت و کلاه اجازت بوطن رخصت یافت و حضرت شاه وقت رخصت او از خانقاه تا مزار شیخ محمد عابد همراه او برای وداع او تشریف برد و باشارت قلبیه تا اقلیم کردستان سرفراز نمود و مولانا خالد در اقلیم خود رفته ریاضت های بسیار کشید و بهجوم خلق خانقاه وی چنان گشت که گویا سلطنت آمد بار بوی تعلق یافته است و صد ها خلفای وی در اقالیم دیگر رفته بهدایت و ارشاد خلق پرداختند و خوارق و کرامات بسیار از وی بظهور آمد چنانچه بیان آن باید و بیار ایشتن هم می قدرسی بنود گویند که وقتی والی بغداد در خانقاه وی بلا طلب اجازت باراده خود آمد در غضب آمده و او را والی آبرو کرده از خانقاه خود بدر کرد و منقولست که هر که بی ادبانه

تمام تالی مولانا خالد بر زبان آوردی بیهوش شده بر زمین می افتاد و شیخ عبدالوهاب خلیفه
وی که صاحب کرامات و مرجع خلایق شده بود بوسوسهٔ شیطانی گمراه شده تخلف ورزید
فی الحال نسبت باطنی وی باطل شد و در پشیمانی خوار و ذلیل گردید تا وقتیکه مولانا شاه
ابوسعید مجددی خلیفهٔ اعظم حضرت شاه غلام علی بحرمین الشریفین تشریف فرما شدند او نیز آنجا رسید
پس تجدید بیعت بحضرت شاه ابوسعید حاضر شده نیازمندیها کرد آنجناب متوجه شده روحانی
وی فرمود و شهرزور قصبهٔ ایست در ولایت کردستان که مولانا خالد در آنجا سکونت داشت
آخر در طاعون بدرجهٔ شهادت رسید گویند که بوقت وفات خود هیچکس را بر جای خود
بخلافت و سجاده نشینی نصب کرد و فرمود که بعد من فلان و بعد فلان فلان مسند نشین گردد
پس چار کس در همان طاعون بتعاقب یکدیگر وفات یافتند و شیخ عبدالکریم که پنجم ایشان
بود بر مسند خلافت قایم ماند وفات مولانا خالد بقول صحیح در سال یکهزار و دو صد و

چهل و دو بجری است	از مولف	سفر ورزید بالطف خداوند
شیخ خالد ز جهان در خلد علی	عجب تاریخ ترحیلش عیان شد	ز خالد جنتی محبوب الولی ۱۲۴۲
دگر فرمود منظور الهی ۱۲۴۲	عزو ترحیل آنشاه معلی	شاه ابوسعید مجددی

قدس سره از خلفای راستین و سجاده نشین شاه غلام علی است نام پدر رفیع القدر وی
صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسی بن سیف الدین بن خواجه محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف
ثانی است جامع بود میان علوم ظاهری و باطنی و فقه و حدیث و تفسیر وی در علوم ظاهر
شاگرد مفتی شرف الدین دهلوی و مولانا رفیع الدین محدث فرزند شاه ولی الله محدث بود
و نیز از مولانا عبدالعزیز محدث و مفسر دهلوی و حضرت سراج احمد بن شیخ محمد مرشد علم فقه
و حدیث سند داشت و در عین تحصیل علم ارادهٔ حق طلبی در دل حق منزل وی پیدا شد
اول ارادت بدست والد ماجد خود صفی القدر آورد و بعد از آن باجازت والد ماجد خود
بدست شاه درگاهی رفته کسب سعادت نمود و خرقهٔ خلافت یافت چون هنوز طلب خدا
باقی بود از رامپور بدهلی آمد در آن هنگام شهر دهلی از اهل علوم و صلاح مملو بود که فرزندان
شاه ولی الله و شاه عبدالعزیز و شاه عبدالقادر و شاه رفیع الدین و نیز قاضی ثناء الله زنده

حیات بودند و شاه ابوسعید فقیه خود بنام قاضی ثناء الله پانی پتی در باب جذب اطلبی خود تحریر فرمود
و وی در جواب خود نوشته که درین وقت از شاه غلام علی بهتر کسی نیست ازین سبب شاه ابوسعید
بخدمت شاه علی حاضر آمده بیعت کرده بکمالات نهایات مدارج طریقهٔ مجددیه نقشبندیه رسید منقولست
که شاه ابوسعید یکبار از رامپور بزیارت سنبهل تشریف می برد بوقت عشا بر دریا رسید کشتی و ملاح
حاضر نبود و چون سواری آنجناب بر عرابه بود صاحب عرابه را فرمود که عرابه را در دریا بینداز
وی هندو می بود بقول وی اعتبار نکرد و میگفت که در انداختن عرابه در دریا خوف
غرق جان و مال سرایست چگونه عرابه در دریا اندازم آخر بسبب جرّ و دهشت آنحضرت در دریا
انداخت بعنایت الهی عرابه بر روی آب چنان میرفت چنانچه در خشکی چون بآن روی
دریا رسید صاحب عرابه تحیر یافت و فرمود جای حیرت نیست این عنایات حق است که در حق
اهل اسلام مصروف است صاحب عرابه فی الحال بزبان بتصدیق اسلام کشاد و مرید گشت
و منقولست که وقتی مرزا الماس در قلعه شاهی دعوت فقرا نمود و شاه ابوسعید
همراه ان مجلس شامل بود و شاهزاده های چند که در آن مجلس بودند عند التذکره گفتند که
ما کرامت احدی از بزرگان ندیده ایم آنحضرت نعره زدند و همه اهل مجلس از ان نعره بیهوش
بر زمین افتادند بوقوع این کرامت همه حاضرین معتقد گشتند نقلست که حکیم فتح حسین
دهلوی از منکران شیخ بود و کلمات نا ملایم در حق آنجناب میگفت روزی سخنان
حکیم بگوش حق نیوش وی رسید فرمود که سزای اینچنین از خدا خواهد یافت و خارج
وطن خواهد شد پس همچنان بظهور آمد که به تهمتی متهم شده رو بفرار نهاد و محمد اصغر که شیخ فی
از مریدان آنجناب بود گفت که گاهی گاهی بسبب غلبهٔ خواب نماز تهجد از من فوت میشد
یکبار بخدمت شریف عرض کردم فرمود که انشاء الله بوقت نماز تهجد من شما را بیدار خواهم
کرد آینده گذاردن نماز باختیار شماست پس هر شب همچنین بود که بوقت نماز تهجد از خود
بیدار میشدم و خود را بر بستر نشسته می یافتم و منقولست که چون شاه غلام علی قدس
سره برحمت حق پیوست شاه ابوسعید تا نه سال بسجاده پیر روشن ضمیر قایم بوده در ارشاد
طالبان حق مصروف ماند آخر در سال یکهزار و دوصد و چهل و نه فرزند دلبند خود احمد سعید را بجای خود

گذاشته روانه سفر بیت الله شد و در بمبئی رسیده جهازی کرایه گرفت بعد از آن فرمود که در این جهاز نشستن مناسب معلوم نمیشود زر کرایه واپس گرفته در جهاز دیگر نشست و آن جهاز در یکنیم ماه بمنزل مقصود رسید و جهاز یکه اول کرایه کرده بود تا یکسال در دریا ماند و آفت گوناگون بر اهل جهاز وارد شد بعد از حج کعبه بیماری تپ و اسهال عاید حال آنحضرت شد و با همان حالت پر آفت در مدینه رفته بشرف زیارت روضه عالیه نبوی مشرف گشت بعد از آن رجوع بوطن کرده بر جهاز سوار شد و مرض روز بروز در ترقی بود آخر ماه رمضان داخل دار السلام ٹونک شد نواب وزیر الدوله والی ٹونک به نیازمندی تمام پیش آمد و بروز عید سعید یکم ماه شوال سال یکهزار و دو صد و پنجاه روز شنبه از این دار پر ملال بقرب ایزد متعال پیوست بعد غسل و جنازه شاه عبد الغنی فرزند آنجناب نعش مبارک را در صندوق نهاد و بعد چهل روز بدهلی آورده به پهلوی حضرت شاه غلام علی و حضرت مرزا جانجانان چون گنج بخاک سپردند پس ولادت باسعادت آنحضرت دوم ماه ذیقعده سال یکهزار و یکصد و نود و شش در رامپور و وفات بروز عید سال یکهزار و دو صد و پنجاه بمقام ٹونک بوقوع آمد و عمر شریف پنجاه و چار سال و نیز الله مضجعه تاریخ وفات آنجناب در حج تذکره شاه غلام علی است از مولف

بوسعید آن اسعد دور زمان	آنکه هستم و سه سر شبل او ندید	شد عیان تولید پاکش شاه فیض ۱۱۹۶
هم بخوان منظور سه گفت و شنید ۱۱۹۶	رحلتش مخدوم نعمت شد بیان ۱۲۵۰	ها دی حق شیخ پیر آمد پدید ۱۲۵۰
صاحب التوحید مخدوم آمده است ۱۲۵۰	هم علی شیخ و الا بوسعید ۱۲۵۰	ایضاً شاه جهان و داعی شاه بوسعید
خورشید دین و شیخ زمان مظهر الجلال	تولید او ولی نظر شد عیان بدل ۱۱۹۶	سال وصال او ست عیان مظهر الجمال

شاه رؤف رحمة الله علیه برادر خاله زاد شاه ابو سعید قدس سره است اول باتفاق حضرت شاه ابو سعید مرید شاه درگاهی شد و وقتیکه حضرت شاه ابو سعید رجوع بحضور غلام علیشاه آورد وی نیز باتباع وی حاضر خدمت حضرت شاه غلام علی شد و بکمالات رسید و وی کتابی از ملفوظات حضرت شاه غلام علی جمع کرده بدار المعارف موسوم ساخته و در باب تو با خاصه و مقامات آنجناب کتابی دیگر تحریر فرموده است و کتابهای دیگر نیز در فقه و حدیث و تفسیر بسیار تصنیف فرموده است و دیوان اردوی نیز که پر از اشعار هندی و فارسی است از وی است و در اشعار خود را تخلص رافت یاد فرموده است

ونسبت شاه رؤف بحضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی بواسطه شیخ محمد یحیی فرزند خورد آنجناب
میرسد و شاه رؤف بعد حصول خرقه خلافت از شاه غلام علی بجانب بلده سنبهل که وطن مالوفش بود و آنجا
رسیده قبول عظیم یافت و صد ها کس در حلقه ارادت وی درآمدند آخر بعد وفات حضرت شاه
ابوسعید تا دو سال در هندوستان ماند و قصد زیارت حرمین الشریفین نموده در بین دریای محیط
برحمت حق پیوست وفات آن جامع الکمالات در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و شش هجری است از مولف

شاه رافت بادشاه دو جهان	یافت از دنیا چو در جنت قرار	شد عیان رافت صاحب بهشت ۱۲۵۶
سال وصل آن شه والا تبار	نیز از عشق با شوق نامی بجو آن ۱۲۵۶	از جو سال وی بیا فت بهشت سوار ۱۲۵۶

شیخ محمد اصغر قدس سره

از خادمان حضرت شاه حاضرباشان لیل و نهار شاه غلام علی مجددی است نسبت قلبی بسیار قوی داشت و از حد مورد عنایات حضرت شاه بود و نظم و نسق کارخانجات خانقاه بوی تعلق داشت و مریدان مبتدی که رجوع بحضرت شاه می آوردند برای توجهات برای توجه دادن ذکر قلبی الشان نزد شیخ محمد اصغر مامور میشدند و مردم از توجهات وی حظ وافر می بردند اول سفر حرمین الشریفین کرد و باز بدهلی آمد بعده باز همراه شاه ابوسعید عزم بیت الله کرد و مکرر بشرف زیارت حرمین الشریفین مشرف شده در دهلی رسید و در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و پنج برحمت حق پیوست از مولف

رفت از دنیا چو آن سعید بهشت ۱۲۵۵	چون محمد اصغر الشیخ زمان آن وصالش شد مشکل کشا ۱۲۵۵
مهدی منظور و منظور جهان ۱۲۵۵	

شاه عبد الرحمن مجددی جالندهری قدس سره

جامع بود میان علوم عقلی و نقلی و فقه و حدیث و تفسیر و در مقامات ولایت مجددیه نقشبندیه مقامات عالیه و انوار جلیه داشت نسبت بیعت وی بواسطه شیخ سیف الدین بشیخ احمد مجدد الف ثانی ملحق میشود والد بزرگوار وی سیف الرحمن مرید حضرت مرزا جانجانان شهید بود و وی از خدمت شاه غلام علی کسب نسبت بکمالات رسانید و در جالندهر مریدان وی بسیار بودند و در دوآبه جالندهر اشتهار تمام داشت اول یکبار بسفر حرمین الشریفین تشریف برده بحج و زیارت مشرف شده و باز پس بوطن آمد بعد چندی باز اشتیاق غالب شد و احرام سفر حرمین الشریفین بسته روانه سفر بیت الله شد و در آنجا رسیده فوائد عظیم برداشت

چهل و بیست چون در باب سند مولد در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و هشت از جهان دار فانی رحلت

گشت از دنیا سوی دار بقا وز نیابت عبد رحمان شاه والا	از نیابت عبد رحمان شاه والا
سفر چون کرد در جنت ز دوران / حیا شد سال وصل آن شه دین	ز عارف متقی محبوب رحمان ۱۲۵۸

مولوی کریم الله محدث قدس سره در روزی اول ز زمره هندوان بود و بعد از آن
در خدمت شاه عبد العزیز توبه کرد و خلعت اسلام پوشید و وی در علوم ظاهری از مولوی رفیع الدین
و فقه و حدیث و تفسیر و قرات قرآن یگانه وقت خود بود و حضرت شاه عبد العزیز دهلوی
تفسیر فتح العزیز بخاطر وی تصنیف فرمود و مولانا کریم الله اول ارادت بخدمت
مولانا فخر الدین فخر جهان در خاندان عالیه چشتیه نظامیه داشت من بعد بخدمت
حضرت شاه غلام علی مجددی حاضر شد تا کسب ولایت خاندان احمدیه نمود و بعد تکمیل
خرقه خلافت و کلاه اجازت یافت و اکثر اهل دهلی در فن قرات قرآن شاگرد وی بوده اند و
وی اول قصد زیارت حرمین الشریفین کرده بمنزل مقصود رسید و بوطن باز آمد لیکن از
باز آمدن خود پشیمان بود و بنابر آن باز اراده زیارت کرده و براه و در سال یکهزار و دو صد و پنجاه

و هشت وفات یافت رحمة الله علیه از جهو لهست	ز دنیای دون شد بخلد برین
چو آن مولوی معظم کرم / بتاریخ ترحیل آن شیخ دین	بگو قطب و اشرف اکرم کرم ۱۲۵۸

ملا عبد الغفور خیر جوی قدس سره از عنفوان شباب بخدمت شاه غلام علی حاضر
شده مورد عنایات و مهربانیهای پیر و ضمیر خود شده و در غلبه امراض توجه وی
نهایت اکسیر بود و حضرت شاه مریضان را بخدمت وی میفرستادند و وی در یک توجه
سلب مرض میکرد و وقتی حضرت شاه مریدی را که همان روز داخل بیعت شده بود نزد
وی فرستاده فرمود که بر این شخص توجه نمود تا لطائف خمسه وی جاری شوند ملا
عبد الغفور در یک توجه لطائف خمسه وی جاری کرد و از بس بخدمت آنحضرت فرستاد
حضرت شاه بیک نگاه معلوم فرمود که لطائف وی جاری اند و خود متوجه او شده کارش بکمال
رسانید حتی که سلطان الاذکار جاری گردید و نقلست که مریدان حضرت ملا صاحب
کشف و کرامات بود بارها عجائب و غرائب بیان میکردند و ملاقات با ارواح موتی و ملایک

در عالم جنیان ادنی کشف ایشان بود حضرت ملا دختری داشت که نشان مال مسروقه مردمان بیان میکرد و میگفت که اموال در فلان جا و فلان خانه موجود است و کشف وی گاه بی خطا نمی افتاد و خلفای حضرت ملا در بلاد ترکستان شهرت تمام دارند **وفات** حضرت ملا بمقام خوجند بتاریخ سلخ ماه شوال سال یکهزار و دوصد و پنجاه و نه هجری بوقوع آمد که شیخ محمد غوث صاحب مخزن مجددیه تاریخ وفات وی شیخ زمن قطب عالم تحریر

فرموده است از مولف	شیخ دین مولوی عبد غفور	پیر دستگیر حق مخدوم
سال تاریخ رحلتش سرور	گفت ملا فقیر حق مخدوم ۱۲۵۹	مرزا رحیم الله بیک

المشهور درویش محمد عظیم ابادی قدس سره از خلفای شاه غلام علی مجددی نقشبندی است در علوم ظاهری و باطنی طاق و یگانه آفاق بود و وی سیاحی عظیم بود اول از هندوستان بزیارت مزار پر انوار حضرت شاه نقشبند در بخارا الشریف برود و از آنجا در بلاد اسلام مثل روم و شام و حجاز و عراق و ماوراء النهر سیر کرد و تمام هندوستان را نیز زیر قدم آورد و بصحبت بسیاری از مشایخ عظام رسید اما میگفت که شیخ کامل و مکمل مثل شاه غلام علی ندیدم و وقتیکه در هرات رسید شاهزادگان بی اسلحه افلاص وی بر دوش خود کشیدند اما شیخ که از امر و معروف خوفی نداشت مدام ایشان را سخنان درشت گفتی پس از آنجا بر آمد و باکثر بلاد ترکستان سیر کرد و فرمانفرمایان هریک مقام با اخلاص پیش می آمدند لیکن شیخ بسبب بدعت های ایشان رنجیده شده در هیچ جا مقام نمیکرد و آخر بشهر سبز دار قرار گرفت و حاکم آنجا دیهه کلان نذر آنحضرت نمود و تعیین حکومت خود از ان دیهه بر داشت و شیخ در آنجا خانقاهی بنا کرد و خدمت مسافرین و مساکین بذمه خود گرفت و لنگر کلان انداخت و طعام بکثرت می پخت و بصادر و وارد تقسیم میکرد و مذهب شافعی اختیار فرمود لهذا در بخارا و غیره باسم مرزا شافعی اشتهار یافت آخر بعضی حکام ترکستان که از والی شهر سبز عناد داشتند و بسبب دعا و امداد حضرت مرزا بر و دست نمی یافتند پوشیده شیخ را بشهادت رسانیدند و آنجناب در سال یکهزار و دوصد و شصت شربت شهادت چشید از مولف

چون بحیم الله از لطف رحیم کارساز	یافت از دنیای دون با وصل حق آخر وصال	گفت تم منظور ۱۲۹۶	در سال تاریخ فکر محذوم شریح ۱۲۹۶

هم بخوان آن خورشید علم ۱۲۹۶ از پی سال ارتحال

سید منور شاه لاهوری

سید گیلانی از اولاد غوث الاعظم شیخ ارشاد و صاحب طریقت بود زهد و ورع و پرهیزگاری بحد نهایت داشت با دنیا و کار دنیا میل نمی فرمود در خاندان عالیه نقشبندیه و سهروردیه از پیران کامل فائدها حاصل نمود اگرچه شجره نقشبندیه وی حاصل نگردیده لیکن شجره سهروردیه وے بدین طریق از سید حسین شاه و شیخ شهاب الدین مرید انشس حاصل گشته که وی در سلسله مذکور مرید پدر عالیقدر خود سید صابر و وی مرید میر عبد الرزاق پدر خود و وی مرید میر عبد الرحیم پدر خود و وی مرید میر صدر الدین والد خود و وی مرید میر حیدر والد خود و وی مرید شاه نصیب الدین غازی کشمیری و وی مرید شیخ داود خاکی و وی مرید مخدوم حمزه کشمیری و وی مرید سید جمال الدین بخاری که برادر سید عبد الوهاب بخاری دهلوی بود و وے از غایت شوق و ذوق شب و روز در یاد خدا مے بود و بمریدان خود بطریق سلسله نقشبندیه تلقین میفرمود و مرتبه کشف القلوب بروی چنان مکشوف بود که هر حاجتمندی و سائلی بخدمت حاضر آمدی نوبت باظهار حال وی نمی افتاد و مطابق سوال دلیلی خود جواب می یافت وفات آن جامع الکمالات در سال یک هزار و دو صد شصت و چار هجری است و مزار مبارک در حریم مزار شیخ محمد طاهر لاهوری است و از اولاد وی سید احمد شاه پسرش که در علم و فضل یگانه روزگار است در لاهور موجود از مولف

پرتو افگن چو شد منور شاه	در جنان همچو ماه پاره نور	گشت تاریخ رحلتش روشن
از منور و سید ستاره نور ۱۲۶۴		

مولوی خطیب احمد مجددی قدس سره

فرزند دلبند شاه روشن است و در طریقت هم مرید و خلیفه پدر عالیقدر خود بود و در علوم ظاهری هم شاگرد والد بزرگوار خویش مرد عالم و فاضل باشوکت و باتجمل بود و در سیر ولایت قلب تا نهایت مقامات ولایت احمدیه مجددیه استعداد و عمده بهم رسانید و در سفر حج کعبه هم همراه والد ماجد تشریف داشت و بعد وفات والد در بهوپال واله آمده رونق افزای مجلس پدر عالیقدر خود شد و اکثر سالکان راه حق را بمنزل مقصود رسانید

آخر در سال یکهزار و دو صد و شصت و شش از این دار پر آفت برحمت حق پیوست
وهو اذا لمن المقربین تاریخ وفات آن جامع الکمالات و تاریخ کتاب مخزن مجددیه است
و گویند که بعد فوت آنحضرت چون مردم گوش بلبهای وی می نهادند آواز تسبیح و
تهلیل شنیده میشد و چون در جنازه نماز گذاردند و مریدان برای حصول دیدار پر انوار آنحضرت
پرده کفن از روی وی برداشتند چشم حق بین بگشاد و در لب تبسم شد و بهر چار سو نگاه کرد

باز چشم بربست از سر لطف	رفت چو زین دار بدار السلام	احمد ذیجاه و شیخ متقی
گشت بتاریخ وصالش عیان	اختر اجلال [illegible] و مظفر [illegible] لے	مولانا محمد جان شیخ الحرام

قدس سره از اعاظم خلفای حضرت شاه غلام علی مجددی است جامع کمال ظاهری
و باطنی و مظهر انوار ایزدی عالم علوم دینی و دنیوی بود اول بتحصیل علم پرداخت بعد از آن
بخدمت شاه غلام علی آمده مرید شد و ریاضتهای شاقه کشیده بکمالات ولایت
رسید و وی تمام روز بخدمت پیر روشن ضمیر حاضر میماند و وقت شب از شهر بزیارت پر انوار
خواجه قطب الدین بختیار میرفت و تمام شب در روضه مقدسه خواجه بطاعت حق مشغول
میماند نقلست که فرزند شخصی بیمار بود چنانچه امید زندگانی نداشت آخر او
پسر خود را بمزار خواجه قطب الدین برد وقت شب چون شیخ محمد جان اندرون
روضه در مراقبه بود پسر را روبروی شیخ بنشاند و خود بیرون آمد شیخ چون سر از
مراقبه برداشت و نظر بر روی مریض انداخت فی الحال شفا یافت و صاحب
تذکره شاه غلام علی میفرماید که شخصی دیگر نقل نمود که بمحبت زنی گرفتار بودم قریب بود
که در زنا گرفتار شوم ناچار بخدمت مولانا محمد جان رفتم و همت او خواستم فرمود که لا حول
ولا قوة تا آخر تا سه روز هر روز صد بار بخوانید چون خواندم محبت آن زن از دل من
برفت و قوت شهوانیه از وجود من تا دو سال برفت نقل است که
چون مولانا محمد جان بعد عطای خرقه خلافت از پیر روشن ضمیر رخصت
یافت بطرف حرمین الشریفین روانه شد و از آنجا بطرف
روم مراجعت کرد و امرای پادشاه روم بحلقه ارادت وی

و آمدند و مادر سلطان نیز از معتقدان شیخ گشت و خلفای بسیار نمود و خلافت بکسان دهی بعد رحلت بیستون و فراغ روم منتشر شدند و سلاطین مقبول از سلاطین مقرر گشتند و شیخ بهر قدر که مواجب یافتی همه در خدمت مساکین و مسافرین صرف نمودی آخر در سال یکهزار و دو صد و شصت و هشت در این مکه معظمه برحمت حق پیوست و این آخرین سفر وی بود که از روم باراده حج در آنجا تشریف برده بود از وطن

چون محمد جان جان دو جهان	از جهان رفت و شد سوی جنان
سال وصلش شیخ الحرم عابد بخوان	سال وصلش هست خورشید علوم ۱۲۶۸

شاه احمد سعید مجددی قدس سره

فرزند دلبند حضرت شاه ابوسعید است جامع بود میان علوم شریعت و طریقت و حقیقت و فقه و حدیث و تفسیر و در طریقه عالیه مجددیه مرید حضرت شاه غلام علی مجددی بود و خرقه خلافت و کلاه اجازت از ایشان یافت و بحسن تربیت والد ماجد خود حفظ قرآن شریف نمود و علوم عقلیه و نقلیه از مولوی فضل امام و مفتی شرف الدین و علم حدیث و تفسیر از مولوی رشید الدین وغیره تلامید مولوی شاه عبد العزیز دهلوی حاصل نمود از علوم دینی و فیض باطنی بهرهٔ وافر یافت و حضرت شاه غلام علی در حق وی و دیگر سه کس خلفای خود که عبارت از وی و شاه ابوسعید و شاه رؤف احمد و مولوی بشارت الله است بشارت های نیکو داد و تحریر فرمود که این چهار کس درین زمانه ستون دین محمدی اند و چون شاه ابوسعید برحمت حق پیوست شاه احمد سعید بجای پدر عالیقدر بر سجاده ارادت و ارشاد سرفراز شد و طالبان حق از بلاد هندوستان و خراسان و دیگر اقالیم رو بوی آوردند و حسب حوصله خود فوائد بردند و خلفای وی در اطراف قندهار و کابل وغیره شهرت تمام دارند آخر چون شورش فوج انگریزی در دهلی بوقوع آمد و شهر بسبب مهم انگریزی بغارت رسید شاه احمد سعید با عیال و اطفال خود از هندوستان هجرت فرموده براه لاهور عازم حرمین الشریفین شد همانجا بماند آخر در سال یکهزار و دو صد و هفتاد و هفت برحمت حق پیوست رحمة الله علیه و حافظ عبد الغنی و عبد المغنی فرزندان شاه ابوسعید برادران شاه احمد سعید هم در علم و حلم و زهد و تقوی و ریاضت یکتای وقت و یگانه زمانه بودند و لادت باسعادت

حضرت شاه احمد سعید باقوال معتبر در سال یکهزار و دو صد و هفتده هجری است که صاحب تذکره شاه غلام علی تاریخ ولادت آنحضرت مظهر یزدان تحریر فرموده وفات

در سنه یکهزار و دو صد و هفتاد	و دو هجرت بوقوع آمد از موت لطف	حضرت احمد سعید آن نور حق
پیر اسعد پیر دین شیخ سعید	خوان نعمت گشت تولیدش عیان	مظهر اسعد ز ابد شد پدید
منظهر اسلام گو توصیل او	هم بخوان شیخ یقین احمد سعید	واز خلفای نامدار و اصحاب

بلند اقتدار شاه احمد سعید قدس سره فی زماننا که در پنجاب تشریف میدارند حضرت مولوی محمد غوث مجددی است که در زهد و تقوی و شریعت و طریقت و طاعت و عبادت و علم و حلم و لطف و مهربانی ثانی ندارد شخصی است با وصاف حمیده آراسته و باخلاق محمدی پیراسته صاحب صورت و سیرت و اهل ظاهر و باطن و حال و قال است بسیار کسی از خلق خدا که طالب خدا بودند بخدمت بابرکت آنحضرت حاضر شده بمدعا رسیدند و شخصی که بدست حق پرست آنجناب مرید گشت دامن خود را از گوهر مراد یافت و آنجناب در موضع ڈهوڈی که از مضافات قصبه ستهید دالله است سکونت میدارند و گاه گاه بعد سال یا ماه آن معرفت آگاه بوجود ذی جود خود شهر لاهور را هم مشرف و متبرک میفرمایند و این عاصی پر معاصی جامع این اوراق نیز بوسیله جمیله عارف حق آگاه سید حسین شاه بخاری مجددی بزیارت آنحضرت مشرف شده شرفیاب دین و دنیا شده است و سبحانه تعالی سلامت با کرامت دارا دست سید امام علی شاه الحسنی الحسینی الشامی النقشبندی المجددی قدس الله سره العزیز از سادات عظام حسنی و اعاظم مشایخ و کبرای مشایخ اولیای متاخرین خاندان عالیه نقشبندیه مجددی است و سلسله طریقت وی بشش واسطه درمیانی بشیخ احمد مجدد الف ثانی میرسد بدینطریق که سید امام علی مرید میران شاه حسین و وی مرید شیخ حاجی احمد مجددی و وی مرید خواجه حاجی محمد زمان و وی مرید خواجه زکی و وی مرید خواجه عبد الاحد و وی مرید شیخ محمد معصوم و وی مرید پدر عالیقدر خود شیخ احمد مجدد الف ثانی سرهندی است سید امام علی از عهد طفولیت و شباب ریاضتهای کشید و در تحصیل

ری و باطنی تمی داخر بکار برده در علوم حدیث و تفسیر و اصول فقه یگانهٔ زمانه گردید و بتوجه
پیر بکمالات صوری و معنوی رسید چون حضرت شاه حسین وفات یافت وی
بخت رونق افزا شده قبولی عظیم یافت و خلقی کثیر از برنا و پیر بخدمت آن پیر دستگیر
رفدا حاضر گشت چنانچه هزار در هزار بلکه بی تعداد و بیشمار طالبان حق بحق رسیدند و قدا قالیم
یار از خلفای آنجناب بهدیت خلق مامور شدند و هر کسیکه بخدمت بابرکت آنحضرت از طالبان
یا ملتجی حاضر آمد خالی و محروم نرفت ذات بابرکت وی برای شفای بیماران و حاجت روای حاجتمندان
ی دردمندان اکسیر اعظم بود و کان فیض که درین زمانه اخیر که نام اهل هدایت و ارشاد گمنام
ت احدی از مشایخ عظام در خطه پنجاب اینقدر حاجت روای اهل حاجت نگردیده که
جناب از دل و جان درین کار خیر مصروف بود و در خانقاه عالیجاه آن شهنشاه لنگر عظیم جاری
هزارها مسافران و مساکین قوت دو وقته بی منت از لنگر آنحضرت حاصل میکنند و همه حاضرین
خانقاه را بلا تکلف خورد و بزرگ و درویش و غنی نان درجه مساوی بهر دو وقت عطا میگردد
و برای رفع سایه جن و دیو و پری نظر کیمیا اثر وی عزیمت اکبر بود چنانچه یکبار شخصی امیربخش
نامی از لاهور دختر سایه زده خود را روبروی آنجناب برد و فی الحال رفع جن شد و دختر بهوش
آمد بی آنکه برای رفع جن عملی بعمل آمده و دعای وی در حق کم رزقان و بی اولادان مستجاب
بود و خوارق و کرامات بسیار از آنحضرت بظهور آمده اند که این مختصر گنجایش آن ندارد و حضرتا
محمد لاهوری میفرماید که یکبار در مقدمه ناحقه فوجداری ماخوذ عدالت لاهور بودم در دل متوجه
آنجناب شدم شب بخواب تشریف آورده تسلی فرمودند در چند روز از آن آفت ناحقه خلاص
یافتم و شخصی زرگر که اولاد وی نمی زیست و هر پسر یا دختر متولد میشد در عرصه هشت روز یا هشت
ماه تلف میشد از لاهور بخدمت آنحضرت رفته حاضر شد و عرض حال خود نمود تعویذی عطا کرد و ارشاد
نمود که چون منکوحه تو حامله شود در گلوی او به بندی و بعد وضع حمل در گلوی بچه به بندند زرگر
همچنان کرد و از آن بلا رهایی یافت و بعد نماز عشا چون حلقه طالبان حق میکرد و متوجه میگردید
صدها قلب ذاکر میشدند و از توجه موجه آن پیر دستگیر هزارها طالبان راه سلوک طی کرده بانتهای
مقامات طریقه احمدیه مجددیه رسیدند ولادت باسعادت آنحضرت باقوال صحیح در سال یکهزار و دو صد

و دوازده و وفات آن جامع الکمالات بتاریخ سیزدهم ماه شوال سال یکهزار و دو صد و شصت و دو هجری بوده و عمر شریف وی بهفتاد و سال رسیده و از ابتدای عمر چهل سال بعبادت و ریاضت و چله کشی و زهد و ریاضت گذرانید بعد از آن تا سی سال بر سجادهٔ پیر روشن ضمیر قائم شده به هدایت خلق مصروف ماند کیفیت وفات آنجناب بدین نوع تحریر یافته که آنحضرت به فرزند عبد السعید و جمیع القوا و بیمار شد و بتاریخ پنجم شوال جمیع مریدان و خلفای خود را جمع نموده لفظ الاوداع بر زبان آورده صادق علی فرزند ارجمند خود را بجای خود قائم ساخت و بتاریخ سیزدهم شوال روز پنجشنبه وقت قیام ایزد از دار فنا بدار البقا شتافت و در روضهٔ جد خود مدفون شد مزار پر انوار آنجناب در موضع ... زیارتگاه اهل الله و شعرای این عهد تاریخهای وفات آنجناب بسیار نوشته اند چنانچه مولانا ابو الحسن نیز از آیهٔ کریمه الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون تاریخ وفات آنحضرت بر آورده از اوست

نقشبند دل امام الاولیا	زاهد دین متشبد والاستمام	سال رحلت شیخ ... ماه شعبان	زمره گفتند شیخ ... امام
نیر شیخ السالکین اهل جلال	هست تولید شیخ ... الکلام	...	...
پس چراغ علم گو تاریخ آن	...	...	...
... صاحب الخلافت شد	...	...	...
باز گو سال ...	...	...	شد بتاریخ وصل او انجام

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنة که درین ایام فرخ انجام ... تذکرة الاولیا یعنی جلد اول خزینة الاصفیا که حروفش در آبدار و ... لآلی شاهوار است بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بصد حسن و خوبی بهتر از خوبی ... در مطبع عالم ... بار دوم ... عالیجناب ... منشی نول کشور صاحب سی آئی ای دام اقبالهم ... ماه اگست ... بار اول بحلیهٔ طبع ... و بزیور انطباع آراسته و پیراسته گردید والحمد لله ... لکهنو

فہرست کتب

تاریخ گلشن پنجاب مع نقشجات مولفہ پنڈت
دیبی پرشاد ڈپٹی کلکٹر ممالک مغربی و شمالی -
اینس الساعین حصہ اول حالات دو تین بطور
جغرافیہ اورٹ لین جاگرفی کا ترجمہ بہت عمدہ -
ایضاً - حصہ دوم -
ایضاً - حصہ سوم -
تاریخ انگلستان اسمیں شاہان انگلستان کا احوال ہے
وقائع نگار انگلستان - کالیر صاحب کی تاریخ
انگلستان کا ترجمہ ہے جسمین جملہ احوال سلطنت
رومیون اور انگلستان کا ہے -
ایضاً - کاغذ حنائی -
مراۃ السلاطین - ترجمہ ہر سہ جلد سیر المتاخرین
حالات شاہان دہلی ابتداء سلطنت راجاؤں سے انتہائے
عہد شاہ عالم تک لکھا مترجم منشی گوکل پرشاد صاحب -
ترجمہ مغازی الرسول مسمی بہ مغازی الصادقہ
حصہ اول تاریخ واقدی عربی کا ترجمہ ہے مجموعہ یہ ترجمہ اردو
ہر چہار جلد کتاب واقدی رح کا ہے یعنی فتوح المغازی فتوح الشام
فتوح المصر فتوح العجم یکجائی اور علیحدہ علیحدہ بھی طبع ہوا ہے -
فتوح الشام و فتوح المصر - اردو جو بار دیگر طبع ہوئے -
سکندر نامہ سکندری - جملہ احوال سکندر نامہ مولفہ منشی گوکل پرشاد
فتوح العجم مسمی الفرد وہ عرب باضیر جلد تاریخ واقدی کا عربی سے
اردو میں ترجمہ حرف بحرف ہو کر بموجب فرمائش شایقان طبع ہوا -
مجموعہ ترجمہ اردو فتوحات واقدی - جسمین مغازی الصادقہ
یعنی ترجمہ مغازی الرسول - ترجمہ فتوح الشام - ترجمہ فتوح المصر
ترجمہ فتوحات عجم - شامل ہین تاریخ اسلام کی بہ مثل ارمغان ہے
منتخب التواریخ اردو عبد القادر بدایونی کی تصنیف ہے

مولوی احتشام الدین صاحب مرادآبادی نے
بایماے مالک مطبع ترجمہ کیا -
رسالہ چہل جواب تاریخی منشی دیبی پرشاد صاحب
ساکن بھوپال نے ایک صاحب کے سوالات کا جواب
از روی تاریخ دیا ہے -
آثار الصنادید - یہ کتاب تاریخی نایاب ہے
عمارات وغیرہ دہلی کا حال ہے مصنفہ حضرت جواد الدولہ
سید احمد خان بہادر عارف جنگ -
باب پہلا شہر کے باہر کی عمارتونکے حال مین
باب دوسرا - قلعہ معلی کی عمارتونکے حال مین -
باب تیسرا - خاص شہر شاہجہان آباد کا حال مین
باب چوتھا - دہلی اور دہلی کے لوگونکے حال مین
مجموعات علم وغیرہ کتب نایاب ہے ما نند
عجایب المخلوقات اردو - تمامی مخلوقات عجیب کے
احوال و اشکال اسمین مندرج ہین بالتصویرات
نہایت عمدہ چھپی ہے -
ایضاً - رنگین -
عجایب المخلوقات اردو -
مطلع العلوم و مجمع الفنون حکیم واجد علی خان تخلص [illegible]
ترجمہ اردو مطلع العلوم و مجمع الفنون منشی
زین العابدین خان مرحوم -
معلومات آفاق یہ کتاب جام جہان نما سے موسوم ہے تمام
دنیا کی حالات اور وسعت و آبادی و ویرانی مع نقشہ جات بالتصویرات
ایضاً - بلا رنگ مع تصویرات -
ریاض الفردوس - مصنفہ مولوی محمد حسن خان
صاحب مثل مطلع العلوم -

وسا حلان عرب وافریقہ ہین -
تاریخ حیدر ولیہ یہ مشہور تاریخ مولفہ منشی خادم حسین صاحب
اکبرآبادی آدم سے تا ابتدام حیدر ولی کے اندر جزو کل کیفیت
تاریخی [illegible] مختصر مختصر روایت درج ہوتی ہین -
تاریخ نپولین - بونا پارٹ مشہور شہنشاہ فرانس کی ہے
اسکا ترجمہ مولوی مشتاق حسین صاحب مفصل فرمایا -
سفر نامہ - جناب فورسائتھ صاحب بہادر کمشنر جنہون نے
[illegible] یارقند کا سفر فرمایا متضمن حالات آن دیار کے -
قصص الانبیاء - اردو مولفہ محمد طاہر در حالات انبیا
قصص انبیا اردو مطبوعہ شعلہ طور -
عجایب القصص اردو دو جلد انبیا و اولیا کی حالات بسط ہین
تاریخ بغاوت ہند مسمی بہ محاربہ عظیم غدر [illegible] کی
تاریخ بغاوت ہند اسمین اکثر مقامات کی مفصل حال معرکہ
کے درج ہین چند انگریزی کتاب سے پنڈت کنہیالال
صاحب منصرم نے ترجمہ و تالیف کیا -
وقایع کیپ منشی برج بھوکن لال صاحب رجسٹرار جوڈیشل
کمشنر بہادر زود نے جزیرہ کیپ کا حال تحریر فرمایا -
تواریخ بکاولی گلدستہ حیرت - حالات مشاہدہ باغ
بکاولی مع نقشہ از محمد [illegible] صاحب -
تاریخ حبیب [illegible] منشی عنایت احمد صاحب حالات پیغمبر اسلام -
حیات افغانی جناب محمد حیات خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر بہادر کی تصنیفات سے ہے کتاب مبسوط تاریخ افغانستان و
جغرافیہ و اشیار تجارت ملکی اور بود و باش سکنا ہی اس ملک کا مع نقشہ جات -
گلدستہ قنوج یہ تاریخ قنوج کی ہے تصنیف منشی کشوری لال
صاحب حیدر [illegible] این ممالک مغربی و شمالی -
تاریخ پنجاب یہ سی پنجاب مطبع پٹیالہ مصنفہ منشی

تلسی رام صاحب یہ کتاب مفصل تاریخ پنجاب ہے -
سیر سیاح سفرنامہ منشی میان داد خان صاحب
سیاح مع غزلہاے مشاعرہ لکھنو کا نپور -
تاریخ ستارہ ہند مشتمل حالات شاہان ہند مخصوص اودھ -
ریاض الامرا ذکر حالات امراء ہند جنکو گورنمنٹ سے سلامی کا حکم ہے
ایضاً - حنائی کاغذ پر -
تاریخ گورکھپور نہایت عمدہ طبع ہوئی ہے -
تاریخ مسعودی سپہ سالار حضرت مسعود غازی کا حال ہین
تاریخ تجارت روس جسکو واسطے گورنمنٹ پنجاب کے
عہد سکرٹری جناب آر ایچ دیوس صاحب بہادر لفٹننٹ
گورنر پنجاب وغیرہ نے سنہ ۱۸۶۲ع مین تالیف فرمائی معہ نقشہ جات مخصوص
کمیشن بڑودہ جسکو بابو رام موہن داس سندیافتہ آگرہ
کالج نے انگریزی سے اردو مین ترجمہ فرمایا اسمین تحقیقات
کرنیل فیر صاحب بہادر رزیڈنٹ بڑودہ کو مہاراجہ
ملہر راؤ گایکوار رئیس بڑودہ کی طرف سے اور روئداد
اظہار گواہان ہے کاغذ عمدہ ہے -
تاریخ راج پرستی اردو کا رنامہای رانا اودے پور
راجپوتانہ جو ملک میواڑ مین راج سمند تالاب کے اوپر
[illegible] کندہ ہے اسکو میجر الیس بروس صاحب بہادر اور
کپتان جے سی بلیو صاحب بہادر اسسٹنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ
نے ایک عالم برہمن جادو راے نام سے بمزید اشتیاق ادس
کندہ کو انگریزی مین نقل کیا ہے مورخ کامل منشی دیبی پرشاد
نے نہایت صحت کے ساتھ سنسکرت سے اردو مین ترجمہ کیا
اور جو نام وغیرہ ایسے سنسکرت مین تھے کہ جنکا اردو مین
پڑھنا بھی آسان ہو اوسکو اردو اور دیوناگری مین
لکھدیا مطبوعہ مطبع کانپور -